مشکوٰۃ المصابیح

مترجم و محشی

استاذ الاساتذہ
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مع فوائد اضافی
مولانا محمد سلیمان کیلانی

مع فوائد غزنویہ

تہذیب وتبویب
خالد سلفی گرجاکھی

1

ادارہ احیاء السنۃ
گرجاکھ ○ گوجرانوالہ
اردو بازار ○ لاہور

مشکوٰۃ المصابیح

مترجم ومحشی

استاذ الاساتذہ
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مع فوائد غزنویہ

مع فوائد اضافی
مولانا محمد سلیمان کیلانی

۲

تہذیب وتبویب
خالد سلفی گرجاکھی

ادارہ احیاء السنۃ
گرجاکھ ○ گوجرانوالہ
اردو بازار ○ لاہور

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

پیش لفظ

مصابیح السنۃ" اور "مشکوۃ المصابیح" کے متعلق ربع اول مترجم و محشی کے مقدمہ میں بڑی تفصیل سے لکھا جا
چکا ہے۔ اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

پہلے ربع میں ترجمہ میرے محترم المقام استاذ بزرگ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سابق امیر
جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان) کا تھا۔ بہت حد تک حواشی بھی انہی کے تھے۔ لیکن تفصیلی حواشی مجھ ہیچ مدان کے
تھے۔ جنہیں میرے استاذ اعلی اللہ مقامہ نے پسند فرمایا تھا۔ پہلے ربع کی طباعت سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کی جمعیت
اہلحدیث نے کی تھی۔ اللہ تعالےٰ اس جمعیت کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کی اس مخلصانہ نیکی کو قبول فرمائے۔
انہوں نے ربع اوّل لاگت سے قریباً نصف قیمت پر فروخت کیا۔ اور قریباً چھ ہزار روپیہ اس طرح تبلیغی سلسلہ میں
خرچ کیا۔ باقی جو رقم میسر آئی۔ اس کو انہوں نے بعض دوسرے نیکی کے کاموں میں خرچ کر دیا۔

ربع ثانی میں میرے استاذ اعلی اللہ مقامہ کا ترجمہ اور حواشی چونکہ میسر نہ آسکے۔ اس لئے اب اس ربع ثانی میں
ترجمہ بھی مجھ احقر العباد کا ہے۔ اور حواشی بھی کلیتہً میرے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ محض اپنی کرم نوازی سے
اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ مجھے اپنے متعلق کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔ میں اپنی بے بضاعتی کو بڑی اچھی طرح
جانتا ہوں۔ اگر یہ حواشی مفید اور کار آمد ہوں تو اسے محض اللہ تعالےٰ کا احسان سمجھتا ہوں۔ اور اگر ان میں کوئی
غلطی ہو تو وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ بہرحال میں نے حواشی میں وہی احتیاط ملحوظ رکھی ہے۔ جو پہلے
حصہ میں رکھی تھی۔ حواشی کی تحریر کے وقت میں نے مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ تنقیح الرواۃ۔ اشعۃ اللمعات
مرقاۃ المفاتیح۔ الرحمۃ المھداۃ۔ نیل الاوطار اور فتح الباری۔ آپ خود ان حواشی کی قدر و قیمت کا اندازہ لگالیں۔ میں
نے کوشش کی ہے۔ کہ اپنی طرف سے کوئی مضمون تحریر نہ کروں۔

دل چاہتا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کوئی ایسا سامان پیدا کریں۔ جس سے اشاعت حدیث اور حواشی کی تحریر کا کام
مستقل جاری رہ سکے۔ اس کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی یہ صورت پیدا کر دی۔ کہ کراچی کے
بعض احباب نے ربع ثانی کی طباعت کا انتظام کر دیا۔ اور کہا کہ اس روپیہ کو فی سبیل اللہ وقف رکھا جائے۔ اور اس رقم
سے تیسرا ربع شائع کیا جائے۔ اور اس سے چوتھا مطلب یہ ہے۔ کہ کتاب کی طباعت کے بعد اس کو صرف لاگت پر

یک مشت تاجران کتب کو دیدیا جائے۔ اور اسی رقم سے پھر آئندہ کام چلایا جائے۔ اس طرح مشکوٰۃ شریف کی اشاعت کے بعد صحاح ستہ پر اردو حواشی لکھے جائیں۔ اور یکے بعد دیگرے ان کی طباعت ہوتی جائے۔

اس ربع ثانی کی طباعت پر قریبًا چودہ پندرہ ہزار روپیہ خرچ آگیا۔ جس کی فراہمی میں مندرجہ بالا احباب نے حصہ لیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں دینی اور دنیاوی بھلائیوں سے مالامال کرے۔ اور ان کے صدقۂ جاریہ کو قبول کرے۔ اور ان کے مال اور اولاد میں بے انداز برکت عطا فرمائے۔

میری دلی آرزو ہے۔ اور بارگاہ خداوندی میں دست بدعا بھی ہوں۔ کہ مولائے کریم محض اپنے لطف وکرم سے اس نیک مقصد کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور مندرجہ بالا صاحبان اور دیگر مخیّر حضرات کو بھی ایسے نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس سلسلہ کو وسیع سے وسیع تر کر دے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ آمین یارب العالمین

قارئین کرام سے گذارش ہے۔ کہ اس کتاب میں دامے، درمے، قلمے، قدمے، سخنے جن جن لوگوں نے بھی حصہ لیا ہے۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اور اگر کسی جگہ اس میں کوئی خامی نظر آئے۔ تو اس سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تلافی ہو سکے۔

طالب دعا
احقر العباد محمد سلیمان کیلانی عفی عنہ
کیلانی متصل شہر گوجرانوالہ
۲/۳/۷۲

فہرست ملحقات کتاب

فہرست مندرجات

فہرست ابواب مشکوٰۃ ربع الثانی

۴۴	باب الاحرام والتلبية	۱۵	۹۸۴	۹۹۸	۵۵۷	۶۱	باب الخيار	۶	۱۲۳۶	۱۲۴۱	۶۹۰
۴۵	باب قصہ حجة الوداع	۶۰	۹۹۹	۱۰۰۴	۵۶۳	۶۲	باب الربوا	۲۶	۱۲۴۲	۱۲۶۸	۶۹۸
۴۶	باب دخول مكة والطواف	۳۰	۱۰۰۵	۱۰۳۴	۵۷۷	۶۳	باب المنهى عنها من البيوع	۴۰	۱۲۶۹	۱۳۰۸	۷۰۲
۴۷	باب الوقوف بعرفة		۱۰۳۵	۱۰۴۵	۵۸۹	۶۴	باب	۸	۱۳۰۹	۱۳۱۶	۷۱۷
۴۸	باب الدفع من عرفة والمزدلفة	۱۴	۱۰۴۶	۱۰۵۹	۵۹۶	۶۵	باب السلم والرهن	۸	۱۳۱۷	۱۳۲۴	۷۲۳
۴۹	باب رمى الجمار	۹	۱۰۶۰	۱۰۶۸	۶۰۳	۶۶	باب الاحتكار	۷	۱۳۲۵	۱۳۳۱	۷۲۷
۵۰	باب الهدى	۱۸	۱۰۶۹	۱۰۸۶	۶۰۷	۶۷	باب الافلاس والانظار	۲۹	۱۳۳۲	۱۳۶۰	۷۳۱
۵۱	باب الحلق	۹	۱۰۸۷	۱۰۹۵	۶۱۴	۶۸	باب الشركة والوكالة	۸	۱۳۶۱	۱۳۶۸	۷۴۶
۵۲	باب	۴	۱۰۹۶	۱۰۹۹	۶۱۸	۶۹	باب الغصب والعارية	۲۲	۱۳۶۹	۱۳۹۰	۷۵۰
۵۳	باب خطبة يوم النحر ورمى	۱۸	۱۱۰۰	۱۱۱۷	۶۲۱	۷۰	باب الشفعة	۱۰	۱۳۹۱	۱۴۰۰	۷۶۰
	ايام التشريق والتوديع					۷۱	باب المساقاة والمزارعة	۹	۱۴۰۱	۱۴۰۹	۷۶۵
۵۴	باب ما يجتنبه المحرم	۱۸	۱۱۱۸	۱۱۳۵	۶۳۱	۷۲	باب الاجارة	۸	۱۴۱۰	۱۴۱۷	۷۷۰
۵۵	باب المحرم يجتنب الصيد	۱۱	۱۱۳۶	۱۱۴۶	۶۳۹	۷۳	باب احياء الموات والشرب	۱۶	۱۴۱۸	۱۴۳۳	۷۷۵
۵۶	باب الاحصار وفوت الحج	۸	۱۱۴۷	۱۱۵۹	۶۴۴	۷۴	باب العطايا	۱۲	۱۴۳۴	۱۴۳۳	۷۸۴
۵۷	باب حرم مكة حرسها الله	۴۳	۱۱۵۵	۱۱۹۷	۶۴۸	۷۵	باب الرجوع فى الهبة	۲۷	۱۴۳۲	۱۴۵۸	۷۸۷
	تعالى۔					۷۶	باب اللقطة	۷	۱۴۵۹	۱۴۶۵	۷۹۶
۵۸	كتاب البيوع				۶۷۰	۷۷	باب الفرائض	۲۷	۱۴۶۶	۱۴۹۲	۸۰۱
۵۹	باب الكسب وطلب الحلال	۳۰	۱۱۹۸	۱۲۲۷	۶۷۰	۷۸	باب الوصايا	۸	۱۴۹۳	۱۵۰۰	۸۱۵
۶۰	باب المساهلة فى المعاملة	۸	۱۲۲۸	۱۲۳۵	۶۸۳						

کل تعداد احادیث ربع ثانی ۱۵۰۰ در ربع اول ودوم ۲۹۳۶

کل تعداد احادیث مع ذیلی روایات ۱۵۵۷ در ربع اول ودوم ۳۰۷۹

نوٹ: ذیلی روایات وہ ہیں جو کسی روایت کے تحت وفی روایۃ کے لفظ سے آتی ہیں۔

فہرست مضامین احادیث مشکوٰۃ شریف رُبع دوم

باب المشی بالجنازۃ والصلوٰۃ علیہا

فصل اول

فصل ثانی

فصل ثالث

باب دفن المیت

فصل اول

فصل ثانی

فصل ثالث

باب البکاء علی المیت

فصل اوّل

فصل ثانی

فصل ثالث

باب زیارۃ القبور

فصل اول

فصل ثانی

فصل ثالث

کتاب الزکوۃ

فصل اول

باب صیام التطوع
فصل اول

فصل ثانی

فصل ثالث

باب
فصل اول

فصل ثانی

فصل ثالث

نمبر	راوی : مضمون	صفحہ
۹۵۶	ابن عباس :- معذور کی طرف سے حج بدل	۵۴۵
۹۵۷	〃 :- میت کی طرف سے حج	〃
۹۵۸	〃 :- عورت بغیر محرم کے حج کو نہ جائے	〃
۹۵۹	عائشہ :- جہاد کن الحج	۵۴۷
۹۶۰	ابوہریرہ :- عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے	〃
۹۶۱	ابن عباس :- میقات الحج	〃
۹۶۲	جابر :- 〃	۵۴۸
۹۶۳	انس :- آنحضرت کے چار عمرے	〃
۹۶۴	براء :- 〃 〃	۵۴۹

فصل ثانی

نمبر	راوی : مضمون	صفحہ
۹۶۵	ابن عباس :- زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض ہے	〃
۹۶۶	علی :- حج کا منکر مسلمان نہیں	۵۵۰
۹۶۷	ابن عباس :- اسلام میں رھبانیت نہیں	〃
۹۶۸	〃 حج میں جلدی کرنا چاہیئے۔	
۹۶۹	ابن مسعود :- حج فقر اور گناہ کو مٹا دیتا ہے	۵۵۱
〃	عمر بن خطاب :- 〃	〃
۹۷۰	ابن عمر :- سفر خرچ ہو تو حج فرض ہے	〃
۹۷۱	〃 :- افضل حج العج والثج	〃
۹۷۲	ابورزین :- بوڑھے کی طرف سے حج بدل	۵۵۳
۹۷۳	ابن عباس :- پہلے اپنا حج پھر دوسرے کا	〃
۹۷۴	〃 اور عائشہ :- میقات اہل مشرق	
۹۷۶	ام سلمہ :- حج کا ثواب	〃

فصل ثالث

نمبر	راوی : مضمون	صفحہ
۹۷۷	ابن عباس :- توکل زاد سفر لینے میں ہے۔	۵۵۴
۹۷۸	عائشہ :- عورتوں کا جہاد حج ہے۔	〃
۹۷۹	ابوامامہ :- حج کا منکر مسلمان نہیں	۵۵۵
۹۸۰	ابوہریرہ :- حاجی اللہ کے مہمان ہیں۔	〃
۹۸۱	〃 〃	〃
۹۸۲	ابن عمر :- حاجی سے دعا کروانا	۵۵۶
۹۸۳	ابوہریرہ :- راستہ میں مرنے والے کو پورا ثواب	〃

باب الاحرام والتلبیۃ

فصل اوّل

نمبر	راوی : مضمون	صفحہ
۹۹۹	جابر :- واقعہ حجۃ الوداع	۵۶۳
۱۰۰۰	عائشہ :- 〃 〃	۵۷۰
۱۰۰۱	ابن عمر :- رسول اللہ نے حج تمتع کیا۔	۵۷۲
۱۰۰۲	ابن عباس :- العمرۃ قد دخلت فی الحج	〃

ہذا الباب خال عن فصل الثانی

فصل ثالث

نمبر	راوی : مضمون	صفحہ
۱۰۰۳	عطا :- حج تمتع بہتر ہے۔	۵۷۴
۱۰۰۴	عائشہ :- 〃	۵۷۶

باب دخول مکۃ والطواف

فصل اوّل

نمبر	راوی : مضمون	صفحہ
۱۰۰۵	ابن عمر :- رات ذی طوی میں گذارے	۵۷۷
۱۰۰۶	عائشہ :- آنحضرت مکہ میں بلندی کی طرف سے آتے	〃
۱۰۰۷	عروہ بن زبیر :- سب سے پہلے طواف کیا جائے	۵۷۸
۱۰۰۸	ابن عمر :- طواف میں رمل کیا جائے۔	〃
۱۰۰۹	〃 :- صفا مروہ میں دوڑ کی جائے	۵۷۹
۱۰۱۰	جابر :- حجر اسود کو بوسہ دے کر طواف شروع کیا جائے۔	〃
۱۰۱۱	زبیر بن عربی :- حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے	〃

ابن عمر :- سر کے بالوں کو جوڑنا - ۵۶۰ خلاد بن سائب :- اونچی آواز سے تلبیہ کہنا ۵۶۰- سہل بن سعد :-
تلبیہ کا ثواب ۵۶۱ ابن عمر- احرام سے خوشبو لگانا- ۵۶۱ عمارہ بن خزیمہ :- تلبیہ کے لیے دعا ۵۶۱ فصل ثالث

باب الدفع من عرفة والمزدلفة
فصل اول

نمبر	مضمون	صفحہ
١٠٤٦	ہشام بن عروہ :- عرفات سے واپسی میں آرام سے آئے۔	٥٩٦
١٠٤٧	ابن عباس :-	״
١٠٤٨	״ جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے تک تلبیہ کہے	٥٩٧
١٠٤٩	ابن عمر :- مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھی جائیں۔	״
١٠٥٠	ابن مسعود :- عرفات اور مزدلفہ میں نمازیں وقت پر نہیں پڑھی جاتیں۔	״
١٠٥١	ابن عباس :- کمزور لوگ رات کو منی میں آجائیں	٥٩٨
١٠٥٢	״ :- چھوٹی چھوٹی کنکریاں ماری جائیں	״
١٠٥٣	جابر :- ״	٥٩٩

فصل ثانی

نمبر	مضمون	صفحہ
١٠٥٤	محمد بن قیس :- لاندفع من عرفة حتی تغرب الشمس	״
١٠٥٥	ابن عباس :- لاترموا حتی تطلع الشمس	٦٠٠
١٠٥٦	عائشہ :- فجر سے پہلے جمرہ کو کنکر مارنا کیسا ہے	״
١٠٥٧	ابن عباس :- یلبی المقیم او المعتمر حتی یستلم الحجر	٦٠١

الفصل الثالث

نمبر	مضمون	صفحہ
١٠٥٨	عاصم بن عروہ :- آنحضرت مزدلفہ تک سواری پر آئے	״
١٠٥٩	سالم بن عبداللہ :- عرفات میں ظہر اور عصر اکٹھی پڑھی جائے۔	״

باب رمی الجمار
فصل اول

نمبر	مضمون	صفحہ
١٠٦٠	جابر :- سواری پر بیٹھ کر کنکر مارنا	٦٠٢
١٠٦١	جابر :- آپ نے چھوٹی کنکریاں ماریں	٦٠٣
١٠٦٢	״ :- عید کے دن چاشت کے وقت کنکریاں ماری جائیں۔	٦٠٤
١٠٦٣	ابن مسعود :- ہر کنکری پر تکبیر پڑھی جائے۔	״
١٠٦٤	جابر :- کنکریاں طاق ماری جائیں۔	״

فصل ثانی

نمبر	مضمون	صفحہ
١٠٦٥	قدامہ بن عبداللہ :- کنکریاں مارنے کے لئے کسی کو دھکیلا نہ جائے۔	٦٠٥
١٠٦٦	عائشہ :- رمی اور سعی اللہ کے ذکر کے لئے ہے	״
١٠٦٧	״ :- منی میں خیمہ نہ لگایا جائے۔	״

فصل ثالث

نمبر	مضمون	صفحہ
١٠٦٨	ابن عمر :- جمرۂ عقبی کے پاس نہ ٹھہرے	٦٠٦

باب الهدی
فصل اول

نمبر	مضمون	صفحہ
١٠٦٩	ابن عباس :- قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا	٦٠٧
١٠٧٠	عائشہ :- اگر مکہ سے قربانی بھیجے۔ تو اس کے گلے میں بھی ہار ڈالے	״
١٠٧١	جابر :- کسی کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے۔	٦٠٨
١٠٧٢	״ بیویوں کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے	״
١٠٧٣	عائشہ :- قربانی بھیجنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی	״
١٠٧٤	״ :- اون کا ہار بنانا	״
١٠٧٥	ابوہریرہ :- قربانی کے جانور پر سوار ہونا جائز ہے	٦٠٩
١٠٧٦	ابوالزبیر :- قربانی کے جانور پر مجبوراً سوار ہو جائے	״
١٠٧٧	ابن عباس :- قربانی کا جانور تھک جائے۔ تو اسے راستہ میں ذبح کر دیا جائے۔	״

باب المحرم یجتنب الصید
فصل اول

فصل ثانی

فصل ثالث

باب الاحصار وفوت الحج

فصل ثانی

باب حرم مکہ حرسہا اللہ
فصل اول

فصل ثانی

فصل ثالث

نمبر	مضمون	صفحہ
١١٦٥	ابوشریح العدوی:۔ حرم مجرم کو پناہ نہیں دیتا	٦٥٣
١١٦٦	عیاش بن ابی ربیعہ:۔ جب تک خانہ کعبہ کی تعظیم ہوگی یہ امت بھلائی میں رہے گی	٦٥٤

باب حرم المدینہ

فصل اول

نمبر	مضمون	صفحہ
١١٦٧	علی:۔ جو مدینہ کی حرمت توڑے وہ لعنتی ہے	٦٥٥
١١٦٨	سعد:۔ حرتین کی درمیانی جگہ حرم ہے۔	٦٥٦
١١٦٩	ابوہریرہ:۔ جو مدینہ کی مصیبتوں پر صبر کرے گا آنحضرت اس کی شفاعت کریں گے۔	٦٥٧
١١٧٠	ابوہریرہ:۔ آنحضرت نے مدینہ کے لئے برکت کی دعا کی۔	"
١١٧١	ابوسعید:۔ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا۔ اور آنحضرت نے مدینہ کو۔	٦٥٨
١١٧٢	عامر بن سعید:۔ جو مدینہ کی حرمت توڑے اس کا اسباب چھین لو۔	"
١١٧٣	عائشہ:۔ آنحضرت نے مدینہ کے لئے دعا کی	٦٥٩
١١٧٤	ابن عمر:۔ مدینہ کی بیماری جحفہ چلی گئی۔	"
١١٧٥	سفیان بن ابی زہیر:۔ مدینہ کی اقامت بہرحال بہتر ہے۔	٦٦٠
١١٧٦	ابوہریرہ:۔ مدینہ سب سے آخر میں ویران ہوگا	"
١١٧٧	جابر بن سمرہ:۔ مدینہ کا نام طابہ ہے۔	٦٦١
١١٧٨	جابر بن عبداللہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے۔ ناپاک لوگوں کو بالکل باہر نکال دیتا ہے۔	"
١١٧٩	ابوہریرہ:۔ "	"
١١٨٠	ابوہریرہ مدینہ میں طاعون اور دجال داخل نہ ہوں گے	٦٦٢
١١٨١	انس:۔ فرشتے دجال سے مدینہ کی حفاظت کریں گے	"
١١٨٢	سعد:۔ جو مدینہ والوں سے دھوکہ کرے گا۔ برباد ہو جائے گا۔	"
١١٨٣	انس:۔ آنحضرت کو مدینہ سے بڑی محبت تھی۔	٦٦٣
١١٨٤	" مدینہ کے دونوں میدانوں کے درمیان کا علاقہ حرم ہے۔	"
١١٨٥	سہل بن سعد احد پہاڑ مسلمانوں سے محبت رکھتا ہے	"

فصل ثانی

نمبر	مضمون	صفحہ
١١٨٦	سلیمان بن ابی عبداللہ:۔ جو مدینہ کی حرمت توڑے اس کا سامان چھین لیا جائے۔	٦٦٤
١١٨٧	صالح مولی سعد:۔ "	"
١١٨٨	زبیر:۔ وج کی وادی اسلام کی چراگاہ ہے۔	٦٦٥
١١٨٩	ابن عمر:۔ اگر ہو سکے تو مدینہ میں مرو۔	"
١١٩٠	ابوہریرہ:۔ مدینہ سب سے آخر میں ویران ہوگا	٦٦٦
١١٩١	جریر بن عبداللہ:۔ ہجرت کیلئے تین مقامات کا اختیار دیا گیا تھا۔	"

فصل ثالث

نمبر	مضمون	صفحہ
١١٩٢	ابوبکرہ:۔ مدینہ میں دجال کا رعب داخل نہ ہوگا	"
١٢٩٣	انس:۔ مدینہ میں مکہ سے دگنی برکت کی دعا	٦٦٧
١٢٩٤	آل خطاب سے ایک آدمی:۔ جو حرمین میں مرے گا وہ قیامت کو بے خوف ہوگا۔	"
١١٩٥	ابن عمر:۔ آنحضرت کی قبر کی زیارت کی فضیلت	"
١١٩٦	یحیی بن سعید۔ مدینہ میں دفن ہونے کی دعا	٦٦٨
١١٩٧	ابن عباس:۔ حج اور عمرہ ہمیشہ کے لئے اکٹھے ہو گئے۔	٦٦٩

کتاب البیوع

باب الکسب وطلب الحلال

فصل اوّل

فصل ثانی

فصل ثالث

باب المساہلة فی المعاملہ

فصل اوّل

فصل ثانی

فصل ثانی

فصل ثالث

باب

فصل اول

فصل ثانی

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۳۱۵	ابوہریرہ: سود واپس کرنا	۷۲۱

فصل ثالث

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۳۱۶	ابوہریرہ: پہلے لوگوں کا ایک تجارتی مقدمہ	۷۲۲

باب السلم والرہن

فصل اول

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۳۱۷	ابن عباس: بیع سلم جائز ہے۔	۷۲۳
۱۳۱۸	عائشہ: رہن بلا سود جائز ہے۔	//
۱۳۱۹	// //	۷۲۴
۱۳۲۰	ابوہریرہ: دودھ اور خرچ کے مقابلہ میں ہے	//

فصل ثانی

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۳۲۱	سعید بن مسیب: رہن شدہ چیز کو روکنا	۷۲۵
۱۳۲۲	ابن عمر: ماپ مدینہ کا اور تول مکہ کا معتبر ہے	//
۱۳۲۳	ابن عباس: ماپ اور تول والے خدا سے ڈریں	//

فصل ثالث

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۳۲۴	ابوسعید خدری: مال پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا	۷۲۶

باب الاحتکار

فصل اول

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۳۲۵	معمر: غلہ روکنے والا گنہگار ہے۔	۷۲۷

فصل ثانی

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۳۲۶	عمر فاروق: غلہ روکنے والا لعنتی ہے۔	۷۲۸
۱۳۲۷	انس: قیمتوں پر کنٹرول کرنا منع ہے۔	//

فصل ثالث

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۳۲۸	عمر بن خطاب: غلہ روکنے والا کوڑھی اور مفلس ہو جائے گا۔	۷۲۹
۱۳۲۹	ابن عمر: چالیس دن تک غلہ روکنا۔	۷۲۹
۱۳۳۰	معاذ: بدترین انسان غلہ روکنے والا ہے۔	۷۲۹
۱۳۳۱	ابوامامہ: چالیس دن غلہ روک کر صدقہ کرنا	۷۳۰

باب الافلاس والانظار

فصل اول

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۳۳۲	ابوہریرہ: دیوالیے کے پاس جو اپنا مال پائے	۷۳۱
۱۳۳۳	ابوسعید: خذوا ما وجدتم	۷۳۱
۱۳۳۴	ابوہریرہ: قرضہ معاف کرنا	۷۳۲
۱۳۳۵	ابو قتادہ: جو غریب کی سختی دور کرے۔	//
۱۳۳۶	// //	۷۳۳
۱۳۳۷	ابوالیسر: غریب کو مہلت دینے والا	//
۱۳۳۸	ابو رافع: قرضہ بہتر صورت میں ادا کیا جائے	//
۱۳۳۹	ابوہریرہ: ان خیرکم احسنکم قضاءً	۷۳۴
۱۳۴۰	// اگر دولتمند قرضہ نہ دے۔	//
۱۳۴۱	کعب بن مالک: غریب کو قرضہ معاف کر دینا	۷۳۵
۱۳۴۲	سلمہ بن اکوع: آنحضرت مقروض کا جنازہ نہ پڑھتے	//
۱۳۴۳	ابوہریرہ: قرضہ ادا کرنے کی نیت رکھے۔	۷۳۶
۱۳۴۴	ابو قتادہ: قرضہ شہید کو بھی معاف نہیں	//
۱۳۴۵	عبداللہ بن عمرو: //	۷۳۷
۱۳۴۶	ابوہریرہ: من ترک مالا فھو لورثتہ	۷۳۷

فصل ثانی

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۳۴۷	ابو خلدہ زرقی: مفلس کے پاس اگر اپنا مال بعینہ پائے	۷۳۸
۱۳۴۸	ابوہریرہ: جب تک قرضہ ادا نہ ہو جنت میں نہیں جائے گا۔	//
۱۳۴۹	براء بن عازب: // // //	//
۱۳۵۰	شرید: دولتمند اگر قرض ادا نہ کرے۔	۷۴۰

فصل ثالث

باب الشفعہ

فصل اوّل

فصل ثانی

فصل ثالث

باب المساقات والمزارعہ

فصل اول

فصل ثانی

فصل ثالث

باب الاجارہ

فصل اوّل

فصل ثانی

فہرست اسماء راویان حدیث ربع ثانی

بحروف تہجی۔ ربع ثانی مشکوٰۃ مترجم از کتاب الجنائز تا قبل کتاب النکاح یعنے آخر کتاب الفرائض تک۔

حرف الباء

حرف الخاء

حرف الراء

حرف الزاء

حرف السین

عبداللہ بن سرجس
۸۶۸

عبداللہ بن سلام
۳۷۶

عبداللہ بن شخیر
۴۷

عبداللہ بن شقیق
۵۰۲

عبداللہ بن صفوان
۱۰۳۸

عبداللہ بن عباس
۷، ۱۳، ۳۱، ۳۲، ۶۷، ۶۹
۷۱، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۳۳، ۱۴۷
۱۶۰، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۷۸، ۲۰۷، ۲۲۰
۲۲۳، ۲۲۹، ۲۳۲، ۲۳۵، ۲۴۴، ۲۵۴
۲۸۹، ۲۹۰، ۳۵۱، ۳۸۹، ۳۹۰، ۴۰۹
۴۳۱، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۹، ۴۸۹، ۵۰۵
۵۰۶، ۵۳۱، ۵۳۵، ۵۴۸، ۵۶۰، ۵۶۶
۵۸۵، ۵۹۶، ۶۱۳، ۶۱۵، ۶۶۱، ۶۷۵
۶۷۹، ۶۹۸، ۷۱۴، ۷۳۹، ۷۵۵، ۷۸۶
۷۸۹، ۷۹۹، ۸۰۵، ۸۲۲، ۸۴۲، ۸۶۳
۸۶۴، ۹۰۶، ۹۳۲، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶
۹۵۷، ۹۵۸، ۹۶۱، ۹۶۵، ۹۶۷، ۹۶۸
۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۷، ۹۹۸، ۱۰۰۲، ۱۰۱۳
۱۰۱۴، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۹، ۱۰۴۲
۱۰۴۹، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۵، ۱۰۵۷، ۱۰۶۹
۱۰۷۷، ۱۰۸۲، ۱۰۸۶، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۱۰۳
۱۱۰۴، ۱۱۰۹، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۹، ۱۱۲۲
۱۱۲۵، ۱۱۴۷، ۱۱۵۲، ۱۱۵۵، ۱۱۶۱، ۱۱۶۳
۱۱۹۷، ۱۲۲۱، ۱۲۸۰، ۱۳۱۷، ۱۳۲۳، ۱۳۹۸
۱۴۱۳، ۱۴۱۹، ۱۴۲۸، ۱۴۴۴، ۱۴۴۷
۱۴۸۸

عبداللہ بن عدی بن حمراء
۱۴۶۴

عبداللہ بن عمر
۲۷، ۱۴۳، ۱۵۱، ۱۷۹، ۱۸۹، ۱۹۶
۲۲۳، ۲۱۴، ۲۹۹، ۲۷۹، ۲۸۷، ۲۵۶
۳۰۹، ۳۱۳، ۳۷۲، ۴۱۱، ۴۳۴، ۴۳۶
۴۴۶، ۴۶۰، ۵۵۵، ۴۳۸، ۵۰۰، ۴۹۹
۵۴۷، ۵۶۳، ۵۶۸، ۵۷۴، ۶۲۷، ۶۵۶
۶۴۶، ۶۴۳، ۶۹۱، ۶۹۵، ۷۱۱، ۷۳۰
۷۳۹، ۷۷۳، ۸۰۲، ۸۲۷، ۸۴۵، ۸۶۷
۸۷۴، ۸۷۹، ۸۸۱، ۸۸۵، ۹۳۷، ۹۰۷
۸۵۷، ۹۷۱، ۹۶۱، ۹۸۲، ۹۸۵، ۹۸۶
۹۹۰، ۹۹۲، ۱۰۰۵، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۲
۱۰۲۹، ۱۰۲۴، ۱۰۳۰، ۱۰۴۹، ۱۰۵۹، ۱۰۶۸
۱۰۷۹، ۱۰۸۷، ۱۰۸۹، ۱۰۹۳، ۱۱۰۲، ۱۱۱۸
۱۱۲۹، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۸، ۱۱۴۸، ۱۱۵۰
۱۱۷۴، ۱۱۸۹، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۲۱۶، ۱۲۲۷
۱۲۳۶، ۱۲۴۹، ۱۲۷۴، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۳
۱۲۸۴، ۱۲۸۹، ۱۱۹۷، ۱۳۰۵، ۱۳۰۹، ۱۳۱۲
۱۳۲۲، ۱۳۲۹، ۱۳۷۰، ۱۳۸۴، ۱۳۸۸، ۱۴۰۱
۱۴۰۲، ۱۴۱۵، ۱۴۲۵، ۱۴۳۳، ۱۴۴۷، ۱۴۵۵
۱۴۹۰، ۱۴۹۳۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص
(مع روایات الصحیفۃ الصادقۃ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن عمرو)
۳۴، ۳۷، ۷۰، ۸۵، ۲۵۷، ۲۶۰، ۲۸۱
۲۹۱، ۳۰۲، ۳۷۷، ۴۳۰، ۵۱۹، ۵۹۴، ۶۴۲
۶۵۹، ۷۰۲، ۷۵۸، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۹۳، ۸۵۳
۸۹۲، ۹۱۰، ۹۲۰، ۹۴۵، ۱۰۹۲، ۱۲۵۸، ۱۳۴۵
۱۳۴۶، ۱۴۷۰، ۱۰۴۱، ۱۲۹۸، ۱۲۳۹، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴
۱۴۳۱، ۱۴۶۱، ۱۴۷۷، ۱۴۸۴

عبداللہ بن غنّام
۸۵۴

عبداللہ بن قُرط
۱۰۸۴

عبداللہ بن مالک بن بحینہ
کتاب المناسک

عبداللہ بن مسعود
۱۶، ۲۳، ۸۴، ۱۴۳، ۲۰۹، ۱۹۷
۲۸۷، ۲۴۱، ۲۴۴، ۳۱۷، ۳۲۲، ۳۹۵
۳۹۸، ۵۲۳، ۵۵۰، ۵۹۵، ۶۳۸، ۶۲۰
۶۶۶، ۶۵۴، ۶۷۰، ۶۷۹، ۶۹۳، ۷۶۶
۸۱۳، ۸۱۷، ۸۳۰، ۸۴۰، ۸۹۵، ۸۰۸
۹۲۹، ۹۶۹، ۱۰۵۰، ۱۰۹۳، ۱۲۱۰، ۱۲۲۰
۱۲۶۲، ۱۳۱۴، ۱۴۸۵

عم ابی حرۃ الرقاشی
کتاب البیوع

عمار بن یاسر
۴۴۴، ۹۴۲

عمر بن الخطاب
۶۶، ۱۳۸، ۲۱۴، ۲۶۱، ۳۱۵، ۳۲۶
۴۲۲، ۴۵۲، ۵۷۶، ۶۲۹، ۷۰۰، ۷۰۳
۸۱۹، ۸۷۶، ۸۷۷، ۹۱۱، ۹۳۹، ۹۴۹
۹۶۹، ۱۲۰۶، ۱۲۴۷، ۱۲۶۵، ۱۳۲۶
۱۳۲۸، ۱۴۹۲

عمرو بن الاحوص
۱۱۱۱

عمرو بن حزم
۱۹۳

عمرہ بنت عبدالرحمن
۲۱۳

عمرو بن العاص
۱۸۸، ۴۵۰

عمرو بن عوف المزنی
۱۳۵۴، ۱۴۰۵

عمرو بن عوف
کتاب الفرائض والوصایا

عمران بن حصین
۲۲۲، ۵۰۳، ۶۷۳، ۹۲۱، ۱۳۵۸
۱۳۷۷، ۱۴۸۳

عمیر مولی آبی اللحم
۴۲۱

عوف بن مالک
۱۳۰

عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی
۱۱۶۶

عیاض بن حمار
۱۴۶۴

حرف الفاء

فاطمہ بنت قیس
۳۸۳

فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۸۳۵

فروہ بن نوفل
۶۲۰

فضالہ بن عبید
۱۲۵۲

فضل بن عباس
کتاب المناسک

حرف القاف

قاسم بن محمد
۱۰۴۴

قبیصہ بن ذویب
۱۴۸۴

قبیصہ بن مخارق الہلالی
۳۰۷

قتادہ بن ابی دعامۃ السدوسی
۸۹۷، ۱۳۷۴

قدامہ بن عبداللہ بن عمار
۱۰۲۷، ۱۰۶۵

قرہ بن ایاس بن ہلال المزنی
۲۲۸

قطبہ بن مالک
۹۱۶

قعقاع
۹۲۴

قیس بن ابی غرزہ
۱۲۳۴

قیس بن سعد
۱۵۳

قیس بن مسلم
۱۴۰۹

حرف الکاف

کریب مولی ابن عباس
۱۳۵

کثیر بن عبداللہ
۱۴۷۴

کعب الاحبار
۶۳۳، ۹۲۴

کعب بن عجرۃ
۱۱۲۸

فہرست عنوانات حواشی مشکوٰۃ شریف ربع دوم

نوٹ:۔ باقی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَثَوَابِ الْمَرَضِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱ :- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوا الْعَانِیَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

کتاب الجنائز

بیمار پرسی اور بیماری کے ثواب کا بیان

فصل اوّل

۱ - حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ بیماروں کی بیمار پرسی کرو۔ اور قیدیوں کو آزاد کراؤ۔ اسے بخاری نے روایت کیا۔

بیمار پرسی [1] اس کو نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور بیمار پرسی کی فضیلت میں صحابہ کی ایک جماعت سے احادیث مروی ہیں اور احتمال ہے کہ بیمار پرسی کا حکم وجوب کے لئے ہو۔ جیسا کہ بعض نے کہا ہے۔ کہ بیمار پرسی کرنا واجب ہے۔ لیکن جمہور اسکو مستحب کہتے ہیں۔ معمولی بیماریوں میں عیادت نہیں ہے۔ مثلاً نزلہ۔ زکام۔ آنکھ دکھنا وغیرہ مستحب ہے۔ کہ بیمار پرسی کے وقت مریض کو صحت کی دعا دی جائے۔ کہ اللہ تجھے شفا دے ان قیدیوں کو چھڑانا ضروری ہے۔ جو ناحق قید میں ہوں یا امیر اس کے فدیہ کے متعلق فیصلہ کر دے۔ یا کسی ضمانت میں گرفتار ہوں۔ بھوکے کو کھانا کھلانا ہر حال نیکی ہے لیکن اس میں اگر ہو سکے تو مدارج کو ملحوظ رکھے۔ کافر کے مقابلہ میں مسلمان کو ترجیح دے اور فاسق و فاجر کے مقابلہ میں متقی پرہیزگار کو۔ دوسرے حیوانات کے مقابلہ میں انسان کو ترجیح دے اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور جانوروں میں حلال جانور کو حرام پر ترجیح دے ۱۲

۲: وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادۃ المریض واتباع الجنائز واجابۃ الدعوۃ وتشمیت العاطس متفق علیہ۔

۳: وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم ست قیل ما ھن یا رسول اللہ قال اذا لقیتہ فسلم علیہ واذا دعاک فاجبہ واذا استنصحک فانصح لہ واذا عطس فحمد اللہ فشمتہ واذا مرض فعدہ واذا مات فاتبعہ رواہ مسلم

۴: وعن البراء بن عازب قال امرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبع ونہانا عن سبع امرنا بعیادۃ

---

۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مسلمان کے ہر مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا۔ بیمار پرسی کرنا۔ جنازہ پڑھنے کے لئے جانا۔ اور دعوت کا قبول کرنا۔ اور چھینکنے والے کا جواب دینا۔ متفق علیہ۔

۳ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ پوچھا گیا۔ اے اللہ کے رسول وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تو اسے ملے۔ تو اسے سلام کہہ۔ اور جب تجھے بلائے۔ تو اس کے پاس جا۔ اور جب تجھ سے خیر خواہی چاہے۔ تو اس کی خیر خواہی کر۔ اور جب چھینکے اور الحمد کہے۔ تو تو اس کا جواب دے۔ اور جب بیمار ہو جائے۔ تو تو اس کی بیمار پرسی کر۔ اور جب فوت ہو جائے۔ تو اس کی تجہیز و تکفین کر اور جنازہ میں شامل ہو اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۴ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم دیا۔ اور سات باتوں

لہ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے بعد ابی ابوہریرہ کی حدیث میں ہے۔ کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ اور اس میں یہ زیادہ ہے۔ کہ اگر تجھ سے خیر خواہی چاہے۔ تو اس کی خیر خواہی کر۔ اور یہ مسلم والی حدیث ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔ اور براء بن عازب کی حدیث میں ہے۔ کہ آنحضرت نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا ہے۔ اور براء کی حدیث ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اور اس میں۔ یہ دو چیزیں زیادہ ہیں۔ کہ مظلوم کی مدد کرنا۔ اور قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کرنا۔ اور حدیث کے الفاظ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حقوق جو مسلمانوں کے ایک دوسرے پر ہیں۔ واجب ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ ہر ایک کی حیثیت الگ الگ ہے۔ ابتدا سلام کہنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا فرض ہے۔ اور بیمار پرسی اکثر کے نزدیک سنت ہے۔ اور بعض کے نزدیک واجب ہے۔ اور جنازہ کے پیچھے جانا واجب ہے۔ اور اسی طرح دعوت کا قبول کرنا بھی سنت ہے خواہ ولیمہ کی دعوت ہو۔ یا کوئی اور بشرطیکہ اس دعوت میں شرعاً جانا منع نہ ہو۔ اور چھینکنے والے کا جواب بھی سنت ہے۔ ابوہریرہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔ کہ جب کوئی تم میں سے چھینکے تو کہے الحمد للہ۔ علی کل حال۔ اور اس کا بھائی اسکو جواب میں کہے۔ یرحمک اللہ۔ جب وہ اس کو جواب دے تو وہ پھر اس کو جواب دے۔ یہدیکم اللہ ویصلح بالکم اور قسم پوری کرنیکا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی

(باقی برصفحہ آئندہ)

الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَنَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَالْقَسِّيِّ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَفِي رِوَايَةٍ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ فَإِنَّهُ مَنْ شَرِبَ فِيهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيهَا فِي الْآخِرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵: وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي

سے روکا۔ آپ نے ہم کو حکم دیا۔ مریض کی بیمار پرسی کا۔ جنازے کے پیچھے جانے کا۔ اور چھینکنے والے کو جواب دینے کا۔ سلام کا جواب دینے کا۔ بلانے والے کی آواز کو قبول کرنیکا۔ قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کرنے کا۔ اور مظلوم کی امداد کرنیکا۔ اور ہم کو روکا۔ سونے کی انگوٹھی سے۔ ریشمی کپڑے پہننے سے۔ اطلس سے اور لا ہے کے کپڑے سے اور سرخ زین پوش اور گدوں سے اور قس کے ریشمی کپڑوں سے اور چاندی کے برتنوں سے اور ایک روایت میں ہے۔ کہ چاندی کے برتنوں میں پینے سے جو ان برتنوں میں دنیا میں پئے گا۔ وہ آخرت میں نہ پئے گا۔ متفق علیہ۔

۵ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان آدمی جب تک کسی مسلمان کی بیمار پرسی میں رہے۔ وہ واپس آنے تک جنت کے میووں میں ہوتا ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالے فرمائیں گے۔ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا۔ تو تو نے میری بیمار پرسی نہ کی۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں تیری بیمار پرسی کیسے کرتا۔ تو تو سب جہانوں کا رب ہے۔ کہے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ اور تو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی۔ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پا لیتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔ تو نے مجھے کھانا نہ دیا۔ وہ کہے گا۔ میں تجھے کیسے کھانا دیتا۔ تو تو سب جہانوں کا رب ہے کہے گا کیا تجھے معلوم نہیں۔ کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا۔ تو نے اس کو کھانا نہ دیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) آدمی کہے۔ کہ خدا کی قسم جب تک تو میرا یہ کام نہ کرے گا۔ میں تیرا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ تو اگر اس سے ہو سکے تو اس کی قسم کو پورا کر دے۔ اور مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے۔ اگر قوت سے ہو سکے۔ تو فبہا۔ ورنہ زبان سے مظلوم کی حمایت کرے استبرق موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ اور دیباج باریک ریشم اور میثرہ کا معنی ہے۔ زین پوش۔ سرخ اور قسی شہروں کی طرف منسوب

قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّہُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْہُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَہُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَیْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَسْقِیْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِہٖ اَمَا اِنَّكَ لَوْ سَقَیْتَہُ وَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۷:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُہٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُہٗ قَالَ لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فَقَالَ لَہٗ لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ قَالَ کَلَّا بَلْ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُہُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

دے دیتا۔ تو تو اس کو میرے پاس پا لیتا۔ اے آدم کے بیٹے۔ میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا۔ تو نے مجھ کو پانی نہ دیا۔ کہے گا۔ اے میرے رب میں تجھے کیسے پلاتا۔ تو تو سارے جہانوں کا رب ہے۔ وہ کہے گا۔ تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا۔ تو نے اسکو پانی نہ پلایا۔ کیا تو نے نہ جانا۔ اگر تو اسکو پانی پلا دیتا۔ تو اسکو میرے پاس پالیتا[۱]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بدو کی بیمار پرسی کو آئے۔ اور آپ کی عادت مبارک تھی۔ کہ جب بیمار کو پوچھنے کے لئے جاتے۔ تو فرماتے۔ کچھ ڈر نہیں۔ انشاء اللہ یہ بیماری گناہوں کو پاک کر دے گی۔ اسکو بھی کہا۔ ۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں۔ انشاء اللہ یہ بیماری گناہوں کو پاک کر دے گی۔ وہ کہنے لگا۔ بالکل نہیں۔ ایک بڈھے کھوسٹ پہ بخار جوش مار رہا ہے۔ اور یہ بخار اس کو قبروں کی زیارت کرائے گا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا یونہی سہی[۲]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا

---

[۱] اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور میں تیری بیمار پرسی کیسے کرتا کا مطلب یہ ہے۔ کہ تو بیمار ہی کب ہوتا ہے۔ بیماری تو عاجزی کا نشان ہے۔ اور تو عاجز نہیں ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو طرح طرح کی مشکلات اور مصائب میں جو مبتلا کرتے ہیں۔ تو وہ یا تو گناہوں کے کفارہ کے لئے ہوتا ہے۔ یا درجات کی بلندی کے لئے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ کہ اپنے کسی بندے کو خواہ مخواہ بے ضرورت کسی بیماری یا دکھ یا غم یا مصیبت میں مبتلا کریں۔ ۱۲

بیماری سے گناہ کا کفارہ [۲] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے اطلاع دیتا ہوں یہ بخار تجھ کو تیرے گناہوں سے پاک کر دے گا۔ اور تو اس تکلیف کی شدت پر صبر کر۔ اور تو نے جو نا امیدی ظاہر کی ہے۔ تو پھر جیسے تیرا خیال ہے ویسا ہی ہوگا یہ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا۔ اس حدیث میں دلیل ہے۔ کہ خلیفہ کو بھی چاہیئے کہ عوام کی بیمار پرسی کے لئے جائے۔ خواہ وہ کوئی غریب بدو ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہ بھی دلیل ہے۔ کہ مریض کو بیمار پرسی کرنیوالے کی نصیحت

۸:۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَکٰی مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ اَذْہِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۹:۔ وَعَنْہَا قَالَتْ اِذَا اشْتَکَی الْاِنْسَانُ الشَّیْءَ مِنْہُ اَوْ کَانَتْ بِہٖ قَرْحَۃٌ اَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِصْبَعِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

---

۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ جب ہم میں سے کسی آدمی کو کوئی تکلیف ہوتی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کی جگہ پر ہاتھ پھیرتے۔ اور کہتے۔ اے لوگوں کے رب بیماری کو لے جا۔ اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا جس کے بعد کچھ بیماری نہ رہے۔[۱] متفق علیہ

۹ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ کہا جب کسی آدمی کا کوئی عضو درد کرتا۔ یا کوئی پھوڑا ہوتا۔ یا کوئی زخم ہوتا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر انگلی سے اشارہ کرتے۔ اور فرماتے اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض کی تھوک کے ساتھ خدا کے حکم سے ہمارے بیماروں کو شفا دیتی ہے۔

کو قبول کرنا چاہیئے۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے۔ وہ بدو دوسرے دن مرگیا۔ ۱۲-

کونسا دم اور تعویذ جائز ہے (حاشیہ صفحہ ہذا)[۱] اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ آپ اپنا ہاتھ بیماری کے مقام پر فال کے طور پر پھیرتے۔ کہ جس طرح ہاتھ پھیرنے سے جگہ صاف ہو جاتی ہے۔ اس طرح بیماری بھی اس جگہ سے صاف ہو جائے۔ اور یہ جو فرمایا کہ تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں۔ اس کا یہ مطلب یہ ہے۔ کہ علاج معالجہ سے بھی اگر کبھی صحت ہوتی ہے۔ تو وہ بھی تیری طرف سے ہی ہے۔ کیونکہ اگر تو اس میں شفا نہ رکھے۔ تو علاج بیکار ہے۔ جاننا چاہیئے کہ آئندہ کی حدیثوں میں دم کرنے جھاڑ پھونک کرنے تعویذ گلے میں لٹکانے کے متعلق مختلف حدیثیں آرہی ہیں۔ کسی میں ہے۔ کہ آپ نے خود دم کیا۔ کسی بچے کے گلے میں لکھ کر کچھ کلمات ڈال دیے۔ اور بعض حدیثوں میں ان کی مخالفت ثابت ہوتی ہے۔ اس میں اصل یہ ہے۔ کہ اگر قرآن کی کوئی آیت یا حدیث شریف یا کوئی دعا یا اور کوئی دعا (جس کے معنی معلوم ہو سکیں۔ اور ان میں کوئی کفر یا شرک کا کلمہ نہ پایا جائے۔) ہو تو اس کو لکھ کر گلے میں لٹکانا بھی جائز ہے۔ اور اس کو پڑھ کر پھونکنا بھی درست ہے۔ اور اگر کوئی بے معنی فضول بکواس ہو۔ یا کفر اور شرک کی اس میں آمیزش ہو تو اسکو لکھ کر گلے میں لٹکانا بھی منع ہے۔ اور پڑھ کر پھونک مارنا بھی ناجائز ہے۔ اور دوسری چیز یہ بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جو دم یا تعویذ جائز ہیں۔ ان کے متعلق بھی یہ عقیدہ نہ رکھے۔ کہ یہ موثر حقیقی ہیں۔ اگر ایسا اعتقاد رکھے گا۔ تو پھر بھی کافر ہو جائے گا۔ بلکہ عقیدہ یہی رکھے۔ کہ موثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ تو اس میں تاثیر پیدا کرے۔ چاہے تو نہ کرے۔

۱۰: وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ كُنْتُ أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِيْ كَانَ يَنْفِثُ وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَ إِذَا مَرِضَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ۔

۱۱: وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ شَكٰى إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا يَجِدُهُ فِيْ جَسَدِهٖ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِيْ يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ قَالَ فَفَعَلْتُ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲: وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ

---

۱۰ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف ہوتی۔ تو آپ معوذات پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے اور ہاتھوں کو بدن پر پھیرتے۔ جب آپ آخری بیماری میں مبتلا ہوئے۔ تو میں معوذات پڑھ کر آپ کے ہاتھوں پر پھونکتی۔ اور آپ کے ہاتھوں کو ان کے جسم پر پھراتی۔ متفق علیہ اور مسلم کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت عائشہ نے کہا۔ جب آپ کے اہل بیت میں سے کوئی آدمی بیمار ہوتا تھا۔ تو اسکو معوذتین پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔ لہ

۱۱ عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ان دردوں کی شکایت کی۔ جو ان کے جسم میں رہتی تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا۔ اپنا ہاتھ درد کے مقام پر رکھو۔ اور تین مرتبہ بسم اللہ کہو۔ اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو۔ میں اللہ تعالیٰ کے غلبہ اور قدرت کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر اس برائی سے جو میں پاتا ہوں۔ اور جس سے میں ڈرتا ہوں عثمان نے کہا۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیفوں کو دور کر دیا۔ لہ اس کو مسلم نے روایت کیا

۱۲ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا۔

معوذتین کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا۔ لہ اسکو ترمذی کے سوا اہل سنن اور مالک نے بھی روایت کیا ہے اور آنحضرت جب دوسروں کو بھی جب دم کرتے۔ تو اسی طرح کرتے تھے۔ کہ معوذتین پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے۔ پھر ہاتھ اس کے جسم پر پھیر دیتے۔ اور سونے وقت بھی آپ معوذتین پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک کر تمام جسم پر پھیر لیا کرتے تھے۔ ۱۲

کسی سے تکلیف کا اظہار کرنا جائز ہے۔ لہ نسائی کے سوا اسکو اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی تکلیف

فَقَالَ نَعَمْ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْعَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ اُعِیْذُ کُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ وَیَقُوْلُ اِنَّ اَبَاکُمَا کَانَ یُعَوِّذُ بِھَا اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحَاقَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ اَکْثَرِ نُسَخِ الْمَصَابِیْحِ بِھِمَا عَلٰی لَفْظِ التَّثْنِیَۃِ۔

۱۴۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْہُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵۔ وَعَنْہُ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا ھَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًی وَّلَا غَمٍّ حَتّٰی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ خَطَایَاہُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ بیمار ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ تو جبرائیل نے پڑھ کر دم کیا۔ اللہ کے نام سے میں تجھ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تجھے تکلیف دے۔ اور ہر آدمی کی برائی سے اور حسد کرنے والی آنکھ کی برائی سے اللہ تجھے شفا دے۔ میں اللہ کے نام سے تم پر افسوں پڑھتا ہوں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ان الفاظ سے دیتے۔ میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں۔ ہر شیطان اور موذی جانوروں سے اور ہر ایک نظر لگانے والی آنکھ سے اور فرماتے تمہارے باپ حضرت ابراہیم ان کلمات سے اسمٰعیل اور اسحاق کو پناہ میں دیا کرتے تھے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔ اور مصابیح کے اکثر نسخوں میں بہا کی بجائے کی بہما کا لفظ ہے یعنی تثنیہ کا لفظ۔

۱۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں۔ اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۵ ابوہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن آدمی کو جو بھی مصیبت تھکاوٹ غم فکر، درد اور رنج پہنچتا ہے۔ اسکے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی لگے۔ تو اس کے عوض بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ متفق علیہ۔

(بقیہ صفحہ حاشیہ گزشتہ) کا اس آدمی سے اظہار کرنا جس کی دعا سے برکت کا حصول مطلوب ہونا جائز نہیں ہے۔

۱۶ :- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَلْ اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِكَ لِاَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ فَقَالَ اَجَلْ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ اَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ سَيِّاٰتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۷ :- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا الْوَجَعُ عَلَيْهِ اَشَدُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

---

۱۶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے آپ کو ہاتھ لگایا۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول آپ کو بڑا سخت بخار آتا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار آتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا اس لئے آپ کیلئے دگنا اجر ہے۔؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا جس مسلمان کو بھی کوئی بیماری کی تکلیف یا اس کے سوا کوئی اور تکلیف پہنچے۔ اس کے سبب سے اللہ تعالے اس کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتے ہیں۔ جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے۔[لہ] متفق علیہ۔

۱۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ میں نے کبھی کسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تکلیف ہوتے نہیں دیکھی متفق علیہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے۔ خدا تعالےٰ کے کلمات کو پورا اس لئے کہا۔ کہ ان میں کوئی نقص اور عیب نہیں ہے۔ نہ نقلی نہ معنوی اور ہر شیطان کے ماتحت جن شیطان بھی آ گئے اور انسان میں سے شیطان بھی

بیماری کفارۂ گناہ ہے۔ [۲] اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر مصیبت کے ساتھ اگر صبر بھی شامل ہو جائے۔ تو وہ مصیبت گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ اور درجے بھی بلند ہوتے ہیں۔ اور اگر مصیبت میں صبر تو نہ ہو۔ البتہ ناجائز بے صبری بھی نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کا فضل بڑا وسیع ہے۔ لیکن اس کا مرتبہ پہلے سے کم ہے۔ اور اگر کوئی بے صبری کرے تو اسکو کچھ بھی اجر نہیں ملتا ۱۲۔

بیماری سے درجات کی بلندی [۳] اس کو ترمذی نے بھی ابو سعید سے روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ مومن کو مصیبت کے بدلے گناہوں کی بخشش کا بدلہ ملتا ہے جتنی بڑی مصیبت ہوگی۔ اتنا بڑا گناہ بخشا جائے گا۔ اور صبر کا اجر درجات کی بلندی ملے گا۔ یعنی مصیبت سے گناہ مٹتے ہیں۔ اور صبر سے درجات بلند ہوتے ہیں ۱۲۔

انبیا کی بیماری سخت ہوتی ہے۔ حاشیہ صفحہ ہذا۔ [لہ] اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے۔ کہ مومن کو کوئی نہ کوئی بیماری آتی رہتی ہے۔ یہاں درد سے مراد بیماری ہے۔ اور مطلب پہلی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ چونکہ آپ کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ اس لئے سختی بھی آپ پر سب سے زیادہ آئی ۱۲۔

۱۸:۔ وَعَنْهَا قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۹:۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفِيْئُهَا الرِّيَاحُ تَصْرَعُهَا مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا أُخْرٰى حَتّٰى يَأْتِيَ أَجَلُهُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ الَّتِيْ لَا يُصِيْبُهَا شَيْءٌ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۰:۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيْحُ تُمِيْلُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيْبُهُ الْبَلَاءُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْأَرْزَةِ لَا تَهْتَزُّ حَتّٰى تُسْتَحْصَدَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۱:۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالَكِ

۱۸۔ انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میری ٹھوڑی اور میرے سینہ پر ہوئی ہیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے بھی موت کی سختی کو برا نہیں سمجھتی۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۹ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی مثال سبزی کی تروتازہ شاخ کیطرح ہے کبھی اسکو ہوائیں جھکا جاتی ہیں اور کبھی سیدھا کر جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اسکی موت آجاتی ہے۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے مضبوط درخت کیطرح ہے۔ کہ اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ اور وہ ایک ہی دفعہ اکھڑ جاتا ہے۔ متفق علیہ[ف۱]

۲۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی مثال کھیتی کی طرح ہے۔ کہ ہوائیں اسے جھکاتی رہتی ہیں۔ اسی طرح مومن کو بھی مصیبتیں پہنچتی رہتی ہیں۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے کہ وہ کبھی نہیں جھکتا۔ یہاں تک کہ اسے کاٹ دیا جاتا ہے۔ متفق علیہ[ف۱]

۲۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب کے پاس آئے۔ وہ تپ کے لرزہ میں کانپ رہی تھی۔

مومن کو تکالیف آتی رہتی ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) ف۱ اسکو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ مومن کو کوئی نہ کوئی بیماری آتی رہتی ہے۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ اور آخرت میں پاک صاف پہنچے۔ اور منافق کی مصیبت بہت ہی کم ہوتی ہے۔ تاکہ اس کے گناہ محفوظ رہیں۔ اور آخرت کی پوری سزا چکھے۔ ۱۲۰

بیماری کو گالی نہ دینا چاہیئے۔ ف۲ جابر کی حدیث میں ہے۔ کہ قبا والوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بخار

تُزَفْزِفِيْنَ قَالَتِ الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۲ ـ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْسَافَرَ كُتِبَ لَهٗ بِمِثْلِ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۳ ـ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

آپ نے فرمایا کیوں کانپ رہی ہو۔ کہنے لگیں۔ بخار ہے۔ اللہ اس کو برکت نہ دے۔ آپ نے فرمایا۔ بخار کو گالی نہ دو۔ یہ تو آدم کے بیٹوں کے گناہ ختم کر دیتا ہے۔ جیسے کہ بھٹی لوہے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بندہ بیمار ہو۔ یا مسافری میں ہو تو اس کے اعمال نامہ میں وہ عمل لکھ دیئے جاتے ہیں۔ جو وہ صحت یا اقامت کی حالت میں کرتا تھا[1]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۲۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ہر مسلمان کی شہادت[2] ہے۔ متفق علیہ۔

علاقہ میں بخار بہت زیادہ رہتا ہے۔ دعا فرمایئے۔ کہ اسکو اللہ تعالیٰ دور کر دیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم کہو تو میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو دور کر دیں گے۔ اور اگر چاہو تو اسے رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔ وہ کہنے لگے۔ پھر بخار کو رہنے دیجیئے۔ اسکو احمد اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بخار بنی آدم کو اس طرح گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے۔ جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ ۱۲

نیک آدمی کو بیماری میں پورا ثواب سلہ (حاشیہ صفحہ ہٰذا) اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں بیمار یا مسافر کے ساتھ بوڑھے کے لفظ بھی آئے ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جب بندے سے بیماری یا سفر یا بڑھاپے کی وجہ سے نفلی عبادت رہ جاتے۔ تو جو عبادت وہ بحالت اقامت اور صحت کی حالت میں۔ کرتا تھا۔ اسکا اجر اسکو ملتا رہتا ہے۔ کیونکہ اب وہ معذور ہے۔ اور فرائض بہرحال اسکو ادا کرنے پڑیں گے۔ خواہ بوڑھا ہو یا مسافر یا بیمار ہاں بعذر مریض اور مسافر کو چھوڑ دینے کی اجازت ہے۔ لیکن اس کی قضا اسکو دینی پڑے گی۔ ۱۲

شہداء کی قسمیں کون کونسی ہیں سلہ احمد نے ابو اسید سے روایت کیا ہے۔ کہ میری امت کے لیے طاعون شہادت اور رحمت ہے۔ اور کافر کے لیے عذاب ہے۔ اور طاعون ایک زہریلا مادہ ہے۔ جس سے ورم پیدا ہوتی ہے۔ اور عموماً اس سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ اور وہ بیماری جس سے بھاگنے سے حدیث میں روکا آئی ہے۔ وہ ہر ایک وبا ہے۔ جس سے عام موت ہونے لگے۔ بیہقی اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اچھی سند سے روایت کیا ہے۔ کہ جب کسی قوم میں زنا اور بدکاری زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو ان میں طاعون یا ایسی بیماریاں عام ہو جاتی ہیں۔ جو پہلے نہیں تھیں۔ اس حدیث میں طاعون کو مسلمان کی شہادت کہا ہے۔ لیکن یہ مطلق نہیں۔ اس کے ساتھ کچھ شرطیں بھی ہیں۔ اور اس سے

۲۴۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِیْقُ وَصَاحِبُ الْهَدَمِ وَالشَّهِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۲۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ عَذَابٌ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ لَیْسَ مِنْ اَحَدٍ یَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَیَمْكُثُ فِیْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا یَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُهٗ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ شَهِیْدٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۲۶۔ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰی طَائِفَةٍ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَوْ عَلٰی مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَیْهِ

---

۲۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شہید پانچ قسم کے لوگ ہیں۔ طاعون زدہ پیٹ کی بیماری سے مرنے والا۔ غرق ہونے والا۔ مکان یا دیوار سے مرنے والا۔ اور اللہ تعالےٰ کے رستے میں شہید ہونے والا۔ متفق علیہ

۲۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ ایک عذاب ہے جس پر اللہ تعالےٰ چاہے۔ اسکو بھیج دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکو مومنوں کے لئے رحمت بنا دیا ہے جب طاعون پھیل جائے۔ اور کوئی آدمی صبر سے ثواب کی نیت سے اپنے شہر ہی میں ٹھہرا رہے۔ اور یہ سمجھے کہ اسکو صرف وہی تکلیف پہنچے گی۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھی ہے۔ تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

۲۶ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر بھیجا گیا تھا۔ یا ان لوگوں پر بھی جو تم سے پہلے تھے۔ جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیلی ہے۔ تو وہاں نہ جاؤ۔

یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ایک کامل مسلمان ہو۔ اور دوسرا فاسق فاجر لیکن فاسق طاعون سے مر جائے۔ تو وہ مومن کامل کے درجہ پر نہیں پہنچ سکے گا۔ اس لئے کہ شہادت کے بھی بیشمار درجات ہیں۔ ۱۲

شہادت کی موت

لہ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے حدیث میں جو شہید گنے ہیں۔ انکو شہادت کا مرتبہ اس لئے ملتا ہے۔ اس میں شدت الم کی وجہ سے شہادت سے مشابہت ہو جاتی ہے۔ ان کے احکام دنیا میں فی سبیل اللہ سے علیحدہ ہیں۔ انکو غسل بھی دیا جائے گا۔ اور ان پر جنازہ کی نماز بھی ہو گی۔ البتہ آخرت میں ان کو شہیدوں کے زمرہ میں ہیں

[illegible]

وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ ثُمَّ صَبَرَ عَوَّضْتُهٗ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۲۸۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ۔

۲۹۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِعَيْنَيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ۔

اور جب کسی علاقہ میں پھیل جائے۔ اور تم وہاں ٹھہرے ہوئے ہو تو طاعون سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔ متفق علیہ۔

۲۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا ہے۔ آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں جب میں اپنے کسی بندے کو آنکھوں کی مصیبت میں مبتلا کروں۔ پھر وہ صبر کرے تو میں ان کے بدلے اس کو جنت دوں گا۔[1] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

فصل دوم

۲۸ حضرت علی سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کے لئے صبح کو جائے۔ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے رحمت کی دعا شام تک کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر شام کو اس کی بیمار پرسی کرے۔ تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے صبح تک رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ تیار ہو جاتا ہے۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۲۹ حضرت زید بن ارقم نے کہا کہ میری آنکھوں میں درد تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو تشریف لائے تھے۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

بے صبر کو تکلیف پر ثواب نہیں ملتا [1] (حاشیہ صفحہ ہذا) اسکو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس میں بھی صبر کی شرط ہے بے صبر کو یہ اجر نہیں ملے گا۔

۳۰۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَعَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَھَنَّمَ مَسِیْرَۃَ سِتِّیْنَ خَرِیْفًا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۳۱۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا فَیَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَشْفِیَکَ اِلَّا شُفِیَ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

۳۲۱۔ وَعَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُعَلِّمُھُمْ مِنَ الْحُمّٰی وَمِنَ الْاَوْجَاعِ کُلِّھَا اَنْ یَقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا یُعْرَفُ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ اِبْرَاھِیْمَ ابْنِ اِسْمٰعِیْلَ وَھُوَ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ۔

۳۰۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی وضو کرے اور اچھی طرح کرے۔ اور اپنے مسلمان بھائی کی ثواب کی نیت سے بیمار پرسی کرے۔ اسکو دوزخ سے ساٹھ سال کی مسافت تک دور کر دیا جائے گا[۵۱]۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۳۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کو جائے۔ اور سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ میں اللہ تعالیٰ بڑے سے جو بڑے عرش کا رب ہے۔ سوال کرتا ہوں۔ کہ وہ تجھے شفا بخشے تو اگر اس کی موت کا وقت نہیں آچکا۔ تو اسے ضرور شفا ہو جائے گی[۵۲]۔ اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۳۲۱۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بخاروں اور دردوں کے لئے یہ دعا ان کو سکھایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بڑے کے نام سے میں اللہ تعالیٰ بڑے کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر ایک جوش مارنے والے کی رگ سے اور آگ کی گرمی کی برائی سے[۵۳] اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ یہ صرف ابراہیم بن اسمٰعیل کی روایت سے مروی ہے۔ اور وہ حدیث میں ضعیف سمجھا جاتا ہے

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۵۱ بیمار پرسی کے لیے وضو کرنا۔ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ بیمار پرسی میں وضو اس لئے مستحب ہے۔ کہ اگر بیمار کے لئے دعا کرے تو دعا جلدی قبول ہو۔ ۱۲

۵۲ بیمار پرسی کے وقت دعا کرنا۔ اسکو نسائی ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے اس سے معلوم ہوا۔ کہ بیمار پرسی کے وقت ان کلمات سے دعا کرنی مستحب ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے معوذتین پڑھے۔ اور اس کے بعد یہ کلمات

۳۳۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ اشْتَکٰی مِنْکُمْ شَیْئًا اَوِاشْتَکَاہُ اَخٌ لَہٗ فَلْیَقُلْ رَبُّنَا اللّٰہُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اِسْمُکَ اَمْرُکَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کَمَا رَحْمَتُکَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَکَ فِی الْاَرْضِ اِغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَایَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّیِّبِیْنَ اَنْزِلْ رَحْمَۃً مِّنْ رَحْمَتِکَ وَشِفَاءً مِّنْ شِفَائِکَ عَلٰی ھٰذَا الْوَجَعِ فَیَبْرَأُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۳۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ الرَّجُلُ یَعُوْدُ مَرِیْضًا فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَکَ یَنْکَأُ لَکَ عَدُوًّا اَوْیَمْشِیْ لَکَ اِلٰی جَنَازَۃٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ

۳۵۔ وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اُمَیَّۃَ اَنَّھَا سَاَلَتْ عَائِشَۃَ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اِنْ تُبْدُوْا مَافِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْتُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ وَعَنْ قَوْلِہٖ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً یُّجْزَبِہٖ فَقَالَتْ مَاسَاَلَنِیْ عَنْھَا

۳۳۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جس آدمی کو کوئی تکلیف ہو یا اس کے بھائی کو کوئی تکلیف ہو تو اسے یوں کہنا چاہیے۔ ہمارا رب وہ ہے۔ جو آسمانوں میں ہے۔ اے اللہ تیرا نام پاک ہے۔ تیرا حکم آسمانوں اور زمینوں پر چلتا ہے۔ جیسی تیری رحمت آسمانوں میں ہے۔ ایسی ہی رحمت زمین میں بھی فرما۔ ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کردے۔ تو پاک لوگوں کا رب ہے۔ اپنی رحمتوں میں سے رحمت نازل فرما۔ اور اپنی شفاؤں میں سے اس درد پر شفا دے۔ وہ تندرست ہو جائے گا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔[سه]

۳۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی کسی کی بیمار پرسی کیلئے گئے۔ تو یوں کہے۔ اے اللہ اپنے بندے کو شفا عطا فرما۔ کہ تیرے دشمنوں سے جہاد کرے۔ یا کسی جنازہ کے لئے چلے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۳۵۔ علی بن زید امیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اسنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ کے اس قول کے متعلق سوال کیا۔ اگر تم اپنے دل کی بات ظاہر کرو۔ یا اس کو چھپائے رکھو۔ اللہ تم سے اس کا حساب لیں گے۔ اور اللہ تعالٰے کے اس قول کے متعلق کہ جو آدمی

(بقیہ صفحہ گزشتہ) پڑھ کر پھونکے۔ اور سات مرتبہ پڑھنے میں اشارہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتوں اعضائے رئیسہ کو شفا بخشے۔ ۱۲۔ بیمار پرسی پر یہ دعا پڑھا کرے۔ سه اس حدیث کو ابن ماجہ۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ کہ بیمار پرسی کرنے والے کو بیمار کے پاس ان کلمات کا کہنا مستحب ہے۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) سه اس کو حاکم اور نسائی نے بھی الیوم واللیلۃ میں روایت کیا ہے یہ حدیث انتہائی درجے کی ضعیف ہے۔

أحدٌ منذ سألتُ رسولَ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ فقالَ هٰذهٖ معاتبةُ اللهِ العبدَ بما يصيبهُ منَ الحمّٰى والنّكبةِ حتّى البضاعةِ يضعها في يدِ قميصهٖ فيفقدها فيفزعُ لها حتّى أنّ العبدَ ليخرجُ من ذنوبهٖ كما يخرجُ التّبرُ الأحمرُ منَ الكيرِ رواهُ التّرمذيُّ۔

۳۶۔ وعن أبي موسٰى أنّ رسولَ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ قالَ لا يصيبُ عبدًا نكبةٌ فما فوقها أو دونها إلّا بذنبٍ وما يعفو اللهُ تعالٰى عنهُ أكثرُ وقرأَ وما أصابكم من مصيبةٍ فبما كسبت أيديكم ويعفوا عن كثيرٍ رواهُ التّرمذيُّ

۳۷۔ وعن عبدِ اللهِ بنِ عمرٍو قالَ قالَ رسولُ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ إنّ العبدَ إذا كانَ علٰى طريقةٍ حسنةٍ منَ العبادةِ ثمّ مرضَ قيلَ للملكِ الموكّلِ بهٖ اكتب لهٗ مثلَ عملهٖ إذا كانَ طليقًا حتّى

کوئی گناہ کرے گا۔ اس کی سزا اس کو دی جائے گی تو حضرت عائشہ نے کہا۔ کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق سوال کیا ہے۔ آج تو نے مجھ سے ان کے متعلق پوچھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بندہ پر اللہ کا عتاب یہ ہے۔ جو اسے کبھی بخار آجاتا ہے۔ یا کوئی مصیبت آجاتی ہے۔ یہاں تک کہ یہ بھی کہ بعض دفعہ بندہ اپنی جیب میں کچھ پیسے ڈالتا ہے۔ وہ گم ہو جاتے ہیں۔ تو آدمی ان کی وجہ سے پریشان ہو جاتا ہے۔ تو آدمی اپنے گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے۔ جیسے سرخ سونا بھٹی سے صاف ہو کر نکلتا ہے[1]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۳۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کچھ تھوڑی بہت بندے کو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ اسکو اسکے گناہوں کے سبب سے پہنچتی ہے۔ اور جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں۔ وہ بہت زیادہ ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ جو بھی تم کو مصیبت پہنچتی ہے۔ وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ اور بہت سے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا

۳۷۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ کوئی نیک کام بلاناغہ کرتا ہو۔ پھر وہ بیمار ہو جائے۔ تو اس پر مقرر کئے ہوئے فرشتے کو کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے وہ عمل لکھتے جاؤ۔ جو وہ تندرستی کی حالت میں کرتا

بیماری سے صغیرے گناہ معاف

[1] یہ امیہ عبداللہ کی بیٹی تابعیہ ہے۔ اور بعض نے اسکو صحابیہ کہا ہے۔ قرآن مجید میں جب یہ ارشاد ہوا۔ کہ ظاہری اور چھپی باتوں کا تم سے حساب لیا جائے گا۔ اور جو کوئی گناہ کرے گا۔ اس کا بدلہ اس کو ملے گا تو صحابہ کرام سخت پریشان ہوئے۔ کہ اس طرح تو نجات کی کوئی صورت نہ ہو گی۔ کیونکہ برے سے برے خیالات بھی دل میں آتے رہتے ہیں۔ اور

الحلقۃ اذا اکرھتنا الی۔

۳۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا ابْتُلِیَ الْمُسْلِمُ بِبَلَاءٍ فِیْ جَسَدِہٖ قِیْلَ لِلْمَلَكِ اکْتُبْ لَہٗ صَالِحَ عَمَلِہِ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُ فَاِنْ شَفَاہُ غَسَلَہٗ وَطَھَّرَہٗ وَاِنْ قَبَضَہٗ غَفَرَلَہٗ وَرَحِمَہٗ رَوَاھُمَا فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ۔

۳۹۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِیْكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشَّھَادَۃُ سَبْعٌ سِوَی الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَلْمَطْعُوْنُ شَھِیْدٌ وَالْغَرِیْقُ شَھِیْدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَھِیْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَھِیْدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِیْقِ شَھِیْدٌ وَالَّذِیْ یَمُوْتُ تَحْتَ الْھَدَمِ شَھِیْدٌ وَالْمَرْاَۃُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَھِیْدٌ رَوَاہُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

تھا یہاں تک کر میں اسے تندرست کروں۔ یا اپنی طرف بلا لوں۔

۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی مسلمان کسی جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو فرشتے کو کہا جاتا ہے۔ کہ وہ نیک عمل لکھتے جاؤ جو وہ کیا کرتا تھا۔ پھر اگر اسکو اللہ تعالیٰ شفا دے۔ تو اس کو گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے۔ اور اگر اس کو فوت کرے تو اس کو بخش دیتا ہے۔ اور اس پر رحمت کرتا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو شرح السنہ میں روایت کیا۔

۳۹۔ حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قتل فی سبیل اللہ کے علاوہ سات شہادتیں ہیں۔ طاعون سے مرنے والا شہید ہے۔ غرق ہونے والا شہید ہے۔ ذات الجنب (نمونیا) سے مرنے والا شہید ہے۔ پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔ جل کر مرنے والا شہید ہے۔ اور بوجھ کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے۔ اور جو عورت بچے کی پیدائش پر مر جاتے وہ شہید ہے۔ اسکو مالک۔ ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

گناہ بھی چھوٹے موٹے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ تو سب سے اول حضرت عائشہ نے ہی اس کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ چھوٹی موٹی مصیبتیں اور بیماریاں دنیا میں انسان کو آتی رہتی ہیں۔ انہی سے یہ حساب اور عتاب ختم ہو جاتا رہتا ہے۔ اس سے آخرت کا عذاب مراد نہیں ہے۔

سات قسم کی شہادتیں۔ ۵۱ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور نووی نے کہا۔ یہ حدیث صحیح ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ شہادت حقیقیہ کے علاوہ سات شہادتیں اور بھی ہیں وہ عورت بھی شہید ہے جو بچے کی پیدائش کے وقت مر جائے۔ ورنہ میں اور ذات الجنب ایک گرم ورم ہے۔ جو سینہ کے نواحی میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ شدید بخار اور کھانسی اور ضیق اور شدید پیاس پیدا ہوتی ہے

۴۰ :- وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ هُوِّنَ عَلَيْهِ فَمَا زَالَ كَذَالِكَ حَتَّى يَمْشِيَ عَلَى الْأَرْضِ مَا لَهُ ذَنْبٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۴۱ :- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا أَغْبِطُ أَحَدًا بِهَوْنِ مَوْتٍ بَعْدَ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ شِدَّةِ مَوْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ۔

۴۰۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ کہ سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے آپ نے فرمایا۔ انبیاء پر۔ پھر جو ان کے مشابہ ہیں۔ پھر جو ان کے مشابہ ہیں۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہو تو آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ اور اگر دین میں نرم ہو تو آزمائش بھی نرم ہوتی ہے۔ مومن سے اسی طرح ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا پھرتا ہے۔ کہ اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہ جاتا۔ اس کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی سختی دیکھی ہے۔ مجھے کسی کی آسان موت پر رشک نہیں آتا۔ اس کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

---

۵۲ اس مضمون کی ایک حدیث حضرت عائشہ اور ابو عبیدہ بن حذیفہ سے احمد نے بھی روایت کی ہے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ جو آدمی اپنے دین میں مضبوط ہو۔ اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ اس پر صبر کرتا ہے۔ اس کا ایمان کمل ہوتا ہے۔ اس کے گناہ ختم ہوتے ہیں۔ اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ اور جس کے دین میں نرمی ہوتی ہے۔ اس پر سختیاں بھی معمولی آتی ہیں۔ تاکہ وہ سختی سے بالکل ہی ڈر نہ جائے۔ ۵۳ مرض الموت اور نزع کی سختی کے متعلق حضرت عائشہ سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے ایک وہ حدیث ہے۔ جو بخاری میں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا ایک لگن رکھا ہوا تھا۔ آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے۔ پھر اپنے چہرے پر اس کو مل لیتے اور فرماتے لا الٰہ الا اللہ موت کی بڑی سختیاں ہیں۔ اور ایک یہ حدیث ہے۔ جس کو مصنف آگے بیان کر رہے ہیں۔ ان تمام احادیث کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ یہ آپ کے بلند درجات کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ ابو یعلی وغیرہ ہیں۔ ابو سعید اور عائشہ سے حسن سند سے روایت کیا ہے کہ ہم نبیوں کی جماعت کے لئے مصیبت بھی اسی طرح دگنی ہوتی ہے۔ جس طرح ہمارے لئے اجر بھی دگنا ہے مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت عائشہ کہتی ہیں۔ کہ میرا خیال تھا۔ کہ موت کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سختی دیکھی۔ تو سمجھ آئی۔ کہ سختی برے انجام کی علامت نہیں ہے۔ اور نہ موت کی آسانی بزرگی کی دلیل ہے۔

۴۲۔ وَعَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيْهِ مَاءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى مُنْكَرَاتِ الْمَوْتِ اَوْ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۴۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ اَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۴۴۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

---

۴۲ اور انہی سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کی نزع میں دیکھا ہے۔ آپ کے پاس پانی کا پیالہ پڑا ہوا تھا۔ آپ پیالہ میں اپنا ہاتھ ڈالتے۔ پھر اپنے چہرہ پر پھیرتے۔ پھر کہتے اے میرے اللہ مجھے موت کی سختیوں اور بیہوشیوں پر مدد عطا فرما۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے متعلق بھلائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو اس کو جلدی سے دنیا میں سزا دے دیتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے متعلق برائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کے گناہوں کی سزا اس کو دنیا ہی میں نہیں دیتے۔ یہاں تک کہ اس کو قیامت کے دن پورے گناہوں کی سزا دیتے ہیں۔[ل] اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۴۴۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بڑا اجر بڑی مصیبتوں کی وجہ سے ملتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو محبوب رکھتے ہیں۔ تو ان کو آزمائشوں میں ڈالتے ہیں۔ پھر جو ان پر راضی رہے۔ اس سے خدا بھی راضی ہو جاتا ہے

لہ انس کی دوسری حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ان دونوں حدیثوں کو ترمذی نے ایک ہی سند سے روایت کیا ہے اور دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ اپنے کسی گنہگار بندے کو معاف کر دینا چاہتے ہیں جو کہ اللہ کی تقدیر پر راضی ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کے بدلے اس کو دنیا کی سختیوں اور مصیبتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ کیونکہ بڑا اجر بڑی سختی سے ملتا ہے۔ اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کی آزمائش کو برا سمجھے۔ اور اس کی تقدیر پر راضی نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بدلہ نہیں دیتے۔ بلکہ اس کے پورے گناہ آخرت کے لئے رکھتے ہیں۔ تاکہ اس کو پوری سزا دی جائے۔

۴۵: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ اَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِیْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰهَ تَعَالٰی وَمَا عَلَیْهِ مِنْ خَطِیْئَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوٰی مَالِكٌ نَحْوَهٗ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

۴۶: وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ السُّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ یَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ فِیْ جَسَدِهٖ اَوْ فِیْ مَالِهٖ اَوْ فِیْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ حَتّٰی یُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ۔

۴۷: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شِخِّیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُثِّلَ ابْنُ اٰدَمَ وَاِلٰی

اور جو ناخوش ہو۔ اس سے خدا بھی ناراض ہو جاتا ہے۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن مرد یا مومن عورت پر اللہ کی طرف سے کوئی نہ کوئی مصیبت آتی رہتی ہے۔ کبھی اپنی جان میں کبھی مال میں اور کبھی اولاد میں یہاں تک کہ جب اللہ تعالےٰ سے ملتا ہے۔ تو اس کے ذمے اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور مالک نے بھی اسی طرح روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۶۔ محمد بن خالد سلمی اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا بلند مرتبہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے اعمال سے وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو جسم یا مال کی مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ پھر اس کو صبر کرنے کی توفیق دیتے ہیں۔ وہ مصیبت اس کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے۔ جو اس کے لئے اللہ کی طرف سے مقدر ہوتا ہے۔ اسکو احمد اور ابوداود نے روایت کیا۔

۴۷۔ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کا بیٹا اس حال میں پیدا کیا جاتا ہے

سلہ اس کو بزار نے بھی روایت کیا۔ یعنی مومن اور مومنہ کے تمام گناہ بیماریوں سختیوں اور مصیبتوں اور پریشانیوں سے ختم ہو جاتے ہیں۔ وہ اس حال میں اللہ سے ملتا ہے۔ کہ بالکل پاک و صاف ہوتا ہے۔ سلہ اس حدیث کو ابویعلی نے اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند میں کچھ گفتگو ہے۔ اس کا ایک شاہد ابوہریرہ کی حدیث بھی ہے۔ جس کو ابویعلی نے روایت کیا ہے۔ کہ بعض اوقات اللہ کے نزدیک کسی آدمی کا بڑا بلند درجہ ہے۔ اور وہ اپنے عملوں کے ساتھ نہیں پہنچ سکتا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو آزمائش میں ڈالتے ہیں۔ اس پر مصیبتیں آتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اس تمام اجر کی شرط یہ ہے۔ کہ وہ کسی حال میں بھی خدا تعالیٰ کی ناشکری نہ کرے

جَنْبِهٖ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ مَنِيَّةً اِنْ اَخْطَأَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ حَتّٰى يَمُوْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۴۷۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوَدُّ اَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِيْنَ يُعْطٰى اَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ اَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۴۷۹۔ وَعَنْ عَامِرِ الرَّامِ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَسْقَامَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ عَافَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضٰى مِنْ ذُنُوْبِهٖ وَمَوْعِظَةً لَهٗ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُ وَاِنَّ الْمُنَافِقَ اِذَا مَرِضَ ثُمَّ عُفِيَ كَانَ كَالْبَعِيْرِ عَقَلَهٗ اَهْلُهٗ ثُمَّ اَرْسَلُوْهُ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوْهُ

کہ اس کے ارد گرد ننانوے مہلک مصیبتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان موتوں سے بچ بھی جائے۔ تو بالآخر بڑھاپے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مر جاتا ہے[۱] اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۴۷۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب قیامت کے دن مصیبت والوں کو ثواب ملے گا۔ تو تندرست لوگ خواہش کریں گے۔ کہ کاش دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹے جاتے[۲]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۴۷۹۔ حضرت عامر رامی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیماریوں کے ثواب کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا مومن کو جب بیماری پہنچتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے تندرستی دیتا ہے۔ تو وہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ اور آئندہ کے لیے اس کے واسطے نصیحت بن جاتی ہے۔ اور منافق جب بیمار ہوتا ہے۔ اور پھر تندرست ہو جاتا ہے۔ تو اس کی مثال

(بقیہ صفحہ گزشتہ) گلہ نہ کرے۔ شکوہ نہ کرے۔ جزع فزع نہ کرے۔ اور راضی برضا رہے۔

[۱] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس کی سند کے راوی حسن کے راوی ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جب انسان مصیبتوں اور سختیوں میں گھرا ہوا ہے۔ اور وہ ان سے کسی صورت بھی نکل نہیں سکتا۔ اور اگر کوئی شاذ و نادر بچ بھی جائے۔ تو آخر بڑھاپا ہے۔ جس سے خلاصی کی صورت نہیں۔ اس کے بعد یقیناً موت ہے۔ تو پھر انسان کو چاہیے۔ کہ مصیبتوں پر صبر کرے۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ تو ہو جائے۔ اور اگر صبر نہ کریگا تو بھی مصیبتیں اس پر ضرور آئیں گی۔ لیکن اس صورت میں اجر سے بھی محروم رہیگا[۲] اس کی سند کے راوی حسن کے راوی ہیں۔ اس مضمون کی ایک حدیث طبرانی کبیر میں ابن عباس سے بھی روایت کی ہے۔ اور ابن مسعود سے بھی۔ اور یہ حدیثیں ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں۔ اور حدیث مصیبتوں کے بڑے اجر کی

وَلِمَ اَدْ سُلُوْہُ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْاَسْقَامُ وَاللّٰہِ مَا مَرِضْتُ قَطُّ فَقَالَ قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۵۰۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَہٗ فِیْ اَجَلِہٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیُطَیِّبُ بِنَفْسِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

۵۱۔ وَعَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَہٗ بَطْنُہٗ لَمْ یُعَذَّبْ فِیْ قَبْرِہٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

اس اونٹ جیسی ہوتی ہے۔ جس کو مالکوں نے باندھا۔ اور پھر چھوڑ دیا۔ اسے نہیں معلوم کہ مالکوں نے کیوں باندھا تھا۔ اور کیوں چھوڑ دیا تھا۔ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول بیماریاں کیا ہوتی ہیں۔ اللہ کی قسم میں کبھی بیمار نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ یہاں سے اٹھ جا تو ہم میں سے نہیں ہے[لہ]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۵۰۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ۔ تو کہو۔ خدا تجھے زندگی دے۔ صحت دے۔ کہ اس کلمہ سے تقدیر تو نہیں بدل جائے گی۔ لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا[عہ]۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے[عہ]۔

۵۱۔ حضرت سلیمان بن صرد نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کو پیٹ قتل کر دے۔ اس کو قبر میں عذاب نہیں ہوگا۔ اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

لہ۔ اسکی سند میں ابو منظور مجہول ہے۔ لیکن اس حدیث کی مویدات بہت سی حدیثیں ہیں۔ ابویعلیٰ نے ایک روایت بیان کی ہے۔ ایک عورت نے آنحضرت صلعم کے پاس آکر اپنی بیٹی کے حسن کی بڑی تعریف کی۔ اور کہنے لگی کہ آپ اس سے نکاح کر لیں۔ آپ نے منظور کر لیا۔ پھر کہنے لگی۔ کہ اس کی صحت اتنی اچھی ہے۔ کہ آجتک سر درد بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے تیری بیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مومن جب بیمار ہو کر تندرست ہو جاتا ہے۔ تو ہوشیار ہو جاتا ہے۔ اسے تنبیہ ہو جاتی ہو جاتی ہے۔ اور جان لیتا ہے۔ کہ یہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کی سزا تھی۔ اور اسے ندامت ہوتی ہے۔ اور منافق بیمار ہو کر تندرست ہوتا ہے۔ تو اس کو احساس تک بھی نہیں ہوتا۔ کہ کیوں بیمار ہوا تھا۔ اور کیوں تندرست ہو گیا اور یہ شخص جس کو آپ نے فرمایا۔ کہ اٹھ جا تو ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ منافق تھا۔ عہ مطلب یہ ہے کہ بیمار کو تسلی دو۔ کہ کوئی بات ہی نہیں۔ فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تجھے ضرور شفا دے گا۔ تیری بیماری بالکل معمولی ہے وغیرہ وغیرہ۔ عہ اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۲: عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۳:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۵۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجَعِهٖ

تیسری فصل

۵۲۔ حضرت انس نے کہا۔ کہ ایک یہودی غلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ اور اس کو فرمایا مسلمان ہو جا۔ اس لڑکے نے اپنے باپ کیطرف دیکھا جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ باپ نے کہا۔ ابوالقاسم کا کہا مان لو۔ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپ کہہ رہے تھے۔ سب تعریفیں اس اللہ پاک کو ہیں۔ جس نے اس کو آگ سے بچا لیا[لہ]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا

۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی کی بیمار پرسی کے لئے جاتا ہے۔ تو آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے۔ تو خوش رہے۔ تیرا چلنا مبارک ہو تو نے جنت میں ایک گھر حاصل کر لیا[۵۲]۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ حضرت علی آنحضرت صلعم کی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہو گئی آپ کے

(بقیہ حاشیہ گزشتہ) ترمذی نے کہا۔ کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث ابوموسی سے احمد اور طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی ہے۔ اور یہ پہلے گزر چکا ہے۔ کہ جو پیٹ کی بیماری مثلاً ہیضہ۔ دست وغیرہ سے مرے وہ شہید ہے۔ اور شہید کو عذاب قبر سے نجات دی جاتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ اس حدیث کو ابوداؤد نسائی اور بخاری نے ادب مفرد میں روایت کیا ہے۔ ابوداؤد کی روایت کے یہ لفظ ہیں۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جس نے اسکو میرے ذریعہ سے آگ سے نجات دی۔ بعض نے کہا ہے۔ اس لڑکے کا نام عبدالقدوس تھا۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ مشرک سے خدمت لینا اور اسکی بیمار پرسی کرنا دونوں جائز ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق اور حسن معاشرت کا پتہ کرنا چاہیئے۔ اور زہے نصیب اس غلام کے کہ جس نے چند روزہ آنحضرت کی خدمت کر کے جاتے جاتے جنت حاصل کر لی۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ جنت آنحضرت کی خدمت ہی سے ملتی ہے آپکے دین

الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَقَالَ النَّاسُ یَا اَبَا الْحَسَنِ کَیْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۵۵۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُرِیْكَ امْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ فَقَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُّعَافِیَكِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَّا اَتَکَشَّفَ فَدَعَا لَهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۵۶۔ وَعَنْ یَحْیَی ابْنِ سَعِیْدٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا جَاءَهُ الْمَوْتُ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ هَنِیْئًا لَهٗ مَاتَ وَلَمْ یُبْتَلَ بِمَرَضٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْحَكَ

پاس سے باہر نکلے۔ تو لوگوں نے پوچھا۔ اے ابوالحسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کیسے گزاری؟ تو حضرت علی نے کہا۔ اللہ کی تعریف ہے۔ آپ نے صبح تندرستی سے کی ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۵۵ عطا ابن ابی رباح نے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ کیا میں تجھ کو ایک جنتی عورت نہ دکھلاؤں۔ میں نے کہا۔ ہاں ضرور۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کالی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور کہنے لگی۔ اے اللہ کے رسول مجھے مرگی کا عارضہ ہے۔ اور میں اسی حالت میں ننگی ہو جاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو چاہے تو صبر کرے۔ اور تیرے لئے جنت ہے۔ اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ تجھے شفا بخشے۔ کہنے لگی۔ میں صبر کروں گی۔ پھر اس نے کہا۔ میں ننگی ہو جاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائیے۔ کہ میرا ستر نہ کھلا کرے۔ آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی (متفق علیہ)

۵۶ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ ایک آدمی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موت آئی۔ ایک آدمی نے کہا۔ بڑی قسمت والا تھا۔ بیماری کے بغیر ہی فوت ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجھ پر افسوس تجھے کیا معلوم۔ اگر اللہ تعالیٰ اسکو بیماری میں مبتلا کرتے۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) کی خدمت اور اطاعت آپ کی خدمت اور اطاعت ہے۔ ۱۲ اس کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور ابن ماجہ کی سند کے راوی حسن کے راوی ہیں۔ چلنا مبارک اس لئے ہوا۔ کہ وہ جنت میں جانے کا سبب ہے۔ اور تو خوش رہے۔ یعنی دین میں بھی اور دنیا میں بھی۔

حاشیہ صفحہ ہذا ۱۲ اس حدیث کو امام بخاری نے بڑی تفصیل سے روایت کیا ہے بارئا کا معنی ہے۔ تندرست اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مریض کو خواہ کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو پھر بھی لوگوں کو یہی بتانا چاہیئے کہ الحمد للہ پہلے سے حالت اچھی ہے۔ یہ بطور فال ہے۔ کہ برے الفاظ منہ سے نہ نکالے کیوں کہ انمیں ایک پہلو بے صبری اور ناشکری کا بھی نکلتا ہے۔ اور حدیث میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں اپنے بندے سے وہی سلوک کرتا ہوں

مَا يُدْرِيكَ لَوْ أَنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ فَكَفَّرَ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا۔

۵۷ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ وَالصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى رَجُلٍ مَرِيضٍ يَعُودَانِهِ فَقَالَا لَهُ كَيْفَ أَصْبَحْتَ قَالَ أَصْبَحْتُ بِنِعْمَةٍ قَالَ شَدَّادٌ أَبْشِرْ بِكَفَّارَاتِ السَّيِّئَاتِ وَحَطِّ الْخَطَايَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِذَا أَنَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِي عَلَى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا وَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَا قَيَّدْتُ عَبْدِي وَابْتَلَيْتُهُ فَأَجْرُوا لَهُ مَا كُنْتُمْ تُجْرُونَ لَهُ وَهُوَ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۵۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَثُرَتْ ذُنُوبُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَا يُكَفِّرُهَا مِنَ الْعَمَلِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

تو وہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی اس کو مالک نے مرسل روایت کیا۔[1]

۵۷۔ شداد بن اوس اور صنابحی دونوں ایک آدمی کی بیمار پرسی کے لئے گئے۔ اس سے پوچھا کیسے ہو۔ اس نے کہا خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ تو شداد بن اوس نے کہا۔ گناہوں کے کفارے اور غلطیوں کی معافی کی خوشخبری حاصل کر۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب میں کسی اپنے مومن بندے کو آزمائش میں ڈالتا ہوں۔ پھر اس مصیبت کے باوجود میری تعریف کرتا ہے۔ تو وہ اپنے بستر سے اس طرح اٹھتا ہے۔ جیسے کہ وہ ماں کے جننے کے دن گناہوں سے پاک تھا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے بندے کو قید کر رکھا ہے۔ اور اس کو آزمائش میں ڈالا ہے۔ تم اس کی تندرستی کے اعمال لکھتے جاؤ۔[2] اسکو احمد نے روایت کیا۔

۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے پاس ایسی نیکیاں نہیں ہوتیں۔ جو اس کے گناہوں کا کفارہ بن سکیں۔ تو اللہ اس کو غم میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن سکے[3] اسکو احمد نے روایت کیا۔

حواشی

[1]۔ مالک کی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مصائب میں مبتلا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا علاج ہے۔ جسکے ساتھ بندے کے گنا کا علاج ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ معصوم پیغمبروں کے علاوہ ہر ایک کے کچھ نہ کچھ گناہ ہوتے ہیں۔ جو بیماری اور مصیبت سے ختم ہوتے ہیں۔ [2] اسکو طبرانی نے بھی کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں۔ اور اس کے علاوہ شواہدات بھی کافی ہیں۔ جس سے ان کی تائید ہوتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مریض کو خود بھی ہمیشہ اچھے الفاظ زبان سے نکالنے چاہئیں۔ اور اللہ کی ناشکری نہیں کرنی چاہیئے [3] اس حدیث کے ایک راوی لیث بن ابی سلیم کے متعلق محدثین میں کچھ اختلاف ہے لیکن اس حدیث کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کو احمد ابو عوانہ حاکم

۵۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ فَإِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِيْهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ۔

۶۰:۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَصَابَ اَحَدَكُمُ الْحُمّٰى فَاِنَّ الْحُمّٰى قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيُطْفِئْهَا عَنْهُ بِالْمَاءِ فَلْيَسْتَنْقِعْ فِيْ نَهْرٍ جَارٍ وَّلْيَسْتَقْبِلْ جِرْيَتَهٗ فَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلْيَنْغَمِسْ فِيْهِ ثَلٰثَ غَمَسَاتٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ لَّمْ يَبْرَاْ فِيْ ثَلٰثٍ فَخَمْسٌ فَاِنْ لَّمْ يَبْرَاْ فِيْ خَمْسٍ فَسَبْعٌ فَاِنْ لَّمْ يَبْرَاْ فِيْ سَبْعٍ فَتِسْعٌ فَاِنَّهَا لَا تَكَادُ تُجَاوِزُ تِسْعًا بِاِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۶۱:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ذُكِرَتِ الْحُمّٰى عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّهَا رَجُلٌ

۵۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی بیمار کی بیمار پرسی کرے۔ وہ اللہ تعالی کی رحمت میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور جب بیٹھ گیا۔ تو اس نے رحمت الٰہی میں غوطہ لگا لیا۔ اس کو مالک۔ اور احمد نے روایت کیا۔

۶۰۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کو بخار آئے۔ تو بخار آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کو پانی سے بجھانا چاہیئے۔ چلتی نہر میں داخل ہوجائے اور جسطرف سے پانی آرہا ہو۔ اس طرف منہ کرے۔ اور کہے۔ اللہ کے نام سے اے اللہ اپنے بندے کو شفا دے۔ اور اپنے رسول کو سچا کر یہ کام صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کرے۔ اس میں تین غوطے لگائے اور تین دن یہ عمل کرے۔ اگر تین دن میں تندرست نہ ہو تو پانچ دن اگر پانچ دن میں تندرست نہ ہو تو سات دن اور اگر سات دن میں تندرست نہ ہو تو نو دن عمل کرے۔ اللہ عزوجل کے حکم سے نو دن سے زیادہ نہ گزرے گا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے

۶۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بخار کا ذکر کیا گیا۔ تو ایک آدمی نے بخار کو گالی دی۔ تو نبی صلی اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند اچھی ہے۔ اور اس مضمون کی صحابہ کی ایک جماعت سے حدیثیں مروی ہیں مطلب یہ ہے کہ ہر مصیبت گناہوں کا کفارہ ہے۔ خواہ وہ درد الم بیماری وغیرہ ہو یا پریشانی اور غم اور فکر اور اسپر صبر ایک زائد چیز ہے۔ جس کا اس کو اجر علیحدہ ملیگا۔ لیکن یہ کفارہ اور اجر صرف ایسی صورت میں ہوں گے۔ کہ وہ صبر کرے۔ اور اگر بے صبری کریگا۔ تو پھر نہ تو اجر ہے۔ اور نہ گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ ۱۲۔

جو بیمار پرسی کو گیا وہ رحمت میں آگیا

(حاشیہ صفحہ ہذا) ؎۱ اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اور احمد کی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اور اس کا ایک شاہد کعب بن مالک کی حدیث ہے۔ جسکو احمد نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔ کہ جو آدمی بیمار کی بیمار پرسی کرے وہ اللہ کی رحمت میں داخل ہوگیا

؎۲ اس حدیث کو احمد اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ عرب چونکہ گرم ملک ہے۔ اور اس میں

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبَّہَا فَاِنَّہَا تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا تَنْفِی النَّارُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ

۱۶۲۔ وَعَنْہُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَادَ مَرِیْضًا فَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ ہِیَ نَارِیْ اُسَلِّطُہَا عَلٰی عَبْدِی الْمُؤْمِنِ فِی الدُّنْیَا لِتَکُوْنَ حَظَّہٗ مِنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

۱۶۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّبَّ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اُخْرِجُ اَحَدًا مِنَ الدُّنْیَا اُرِیْدُ اَغْفِرُ لَہٗ حَتّٰی اَسْتَوْفِیْ کُلَّ خَطِیْئَۃٍ فِیْ عُنُقِہٖ بِسَقَمٍ فِیْ بَدَنِہٖ وَاِقْتَارٍ فِیْ رِزْقِہٖ رَوَاہُ رَزِیْنٌ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو گالی نہ دو۔ وہ گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے۔ جیسے بھٹی لوہے کی میل کو صاف کر دیتی ہے۔[له] اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا

۱۶۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیمار کی بیمار پرسی کی۔ اور آپ نے فرمایا۔ خوش ہو جا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ میری آگ ہے۔ کہ میں اس کو اپنے مومن بندے پر دنیا میں مسلط کرتا ہوں۔ تاکہ اس کی قیامت کی آگ کا حصہ ہو جائے۔ اس کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

۱۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں میری عزت اور جلال کی قسم جس آدمی کو میں بخشنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ میں اس کو دنیا سے اس حال میں نکالتا ہوں۔ اس کے سارے گناہوں کا حساب ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ کچھ بدنی بیماریوں کی وجہ سے اور کچھ رزق کی تنگی کی وجہ[له] سے اس کو رزین نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) عموماً صفراوی بخار ہوتے ہیں۔ اور ان کے لئے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا فائدہ مند ہے۔ اور اسی طرح وہ علاقے جو منطقہ حارہ کے قریب واقع ہیں۔ ان میں یہ علاج فائدہ مند ہے۔ ورنہ سارے بخاروں میں یہ علاج ٹھیک نہیں۔ مثلاً اگر بلغمی بخاروں میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرایا جائے۔ تو بیماری اور بڑھ

بخار آنے پر رنجیدہ نہ ہونا چاہئے له (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کی تائید میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ جن میں سے کچھ اس کتاب میں پہلے گزر چکی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بخار اس حیثیت سے کہ گناہوں کا کفارہ اور آخرت کی آگ کا دنیا میں بدل ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے۔ جس پر خوش ہو کر صبر کرنا چاہیے۔ نہ کہ بے صبری اور انہی کی اگلی حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اور مضمون اس کا بھی وہی ہے۔ ۱۲

بیماری سے بلند مقام ملتا ہے۔ له اصول کی کتابوں میں اس کا کوئی اصل نہیں ملتا۔ اور نہ ہی اس کی سند کے رجال معروف ہیں۔ لیکن اس کی تائید ابوہریرہ کی وہ حدیث کرتی ہے کہ کسی آدمی کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا بلند ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے عملوں سے وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تو اللہ اس کو آزمائشوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اور اسی طرح اور حدیثیں بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ ۱۲

۶۴ : وَعَنْ شَقِيقٍ قَالَ مَرِضَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَعُدْنَاهُ فَجَعَلَ يَبْكِي فَعُوتِبَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَبْكِي لِأَجْلِ الْمَرَضِ لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمَرَضُ كَفَّارَةٌ وَإِنَّمَا أَبْكِي أَنَّهُ أَصَابَنِي عَلَى حَالِ فَتْرَةٍ وَلَمْ يُصِبْنِي فِي حَالِ اجْتِهَادٍ لِأَنَّهُ يُكْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنَ الْأَجْرِ إِذَا مَرِضَ مَا كَانَ يُكْتَبُ لَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْرَضَ فَمَنَعَهُ مِنْهُ الْمَرَضُ رَوَاهُ رَزِينٌ -

۶۵ : وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعُودُ مَرِيضًا إِلَّا بَعْدَ ثَلٰثٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

۶۶ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَمُرْهُ يَدْعُو لَكَ فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -

---

۶۴- شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود بیمار ہوئے۔ ہم ان کی عیادت کو گئے۔ آپ رونے لگے۔ لوگ ان پر غصے ہونے لگے۔ تو آپ نے کہا۔ میں بیماری کی وجہ سے نہیں روتا بلکہ اسلئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے بیماری کفارہ ہے۔ میں تو صرف اس لئے روتا ہوں۔ کہ یہ بیماری مجھے سستی کے وقت آئی۔ محنت کشی کے وقت نہ آئی۔ اس لئے کہ بندے کے لئے وہ تمام اجر لکھا جاتا ہے۔ جس کو عمل میں لانے سے بیماری نے اس کو روک دیا ہو۔ اس کو رزین نے روایت کیا۔[۱]

۶۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے بعد بیمار پرسی کو جایا کرتے تھے۔[۲] اس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۶۶ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم مریض کے پاس جاؤ۔ تو اسے کہو۔ کہ تمہارے لئے دعا کرے۔ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہوتی ہے۔[۳] اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

بیماری میں نفلی اعمال کا ثواب [۱] یہ حدیث کتبِ اصول میں نہیں ہے۔ لیکن اس کی تائید شداد بن اوس کی حدیث کرتی ہے اور اسی طرح وہ حدیثیں بھی جو پہلے گزر چکی ہیں۔ ۱۲

بیمار کی فوراً عیادت کرنا چاہئے۔ [۲] یہ حدیث ضعیف ہے۔ اور اس کی تائید بھی کسی اور حدیث سے نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ حدیث استدلال کے قابل نہیں ہے۔ اور اس میں جو یہ کہا گیا ہے۔ کہ تین دن کے بعد بیمار پرسی کا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ابتدائے مرض سے ہی عیادت (بیمار پرسی) مسنون ہے

بیمار کی دعا کیوں جلد قبول ہوتی ہے [۳] اس حدیث کی سند منقطع ہے۔ لیکن اس کی سند کو حافظ ابن حجر نے حسن کہا ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث طبرانی نے بھی اوسط میں انس سے روایت کی ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح فرشتے بے گناہ ہیں۔ اور ان کی جلد قبول ہوتی ہے۔ اسی طرح بیمار بھی

۶۷: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيفُ الْجُلُوسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيضِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَ لَغَطُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ قُومُوا عَنِّي رَوَاهُ رَزِينٌ

۶۸: وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيَادَةُ فُوَاقُ نَاقَةٍ وَفِي رِوَايَةِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا أَفْضَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

۶۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ مَا تَشْتَهِي قَالَ أَشْتَهِي خُبْزَ بُرٍّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُ بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ إِلَى أَخِيهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَهَى مَرِيضُ أَحَدِكُمْ شَيْئًا فَلْيُطْعِمْهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

---

۶۷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ سنت یہ ہے۔ کہ مریض کے پاس تھوڑی دیر بیٹھو۔ اور شور نہ کرو۔ اور کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے پاس شور زیادہ ہوگیا۔ تو فرمایا۔ یہاں سے چلے جاؤ[ل]۔ اس کو رزین نے روایت کیا۔

۶۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عیادت اونٹنی کا دودھ دوہنے تک ہے۔ اور سعید بن مسیب کی مرسل روایت میں ہے۔ کہ بہترین بیمار پرسی جلدی اٹھ کر آجانا ہے۔ اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۶۹ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی بیمار پرسی کی۔ اور فرمایا کیا دل چاہتا ہے اس نے کہا گندم کی روٹی پر تو آپ نے فرمایا جس کے پاس گندم کی روٹی ہو۔ وہ اپنے بھائی کو بھیج دے پھر نبی کریم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے بیمار کا دل کچھ مانگے تو اس کو کھلا دیا کرو۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ تو اس کی دعا بھی جلد قبول ہوتی ہے۔ اس سے دعا کرایا کرو۔ ۱۲

مریض کے پاس تھوڑی دیر بیٹھو

ل (حاشیہ صفحہ ہذا) یہ حدیث اصول میں نہیں ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث بزار نے حضرت علی سے روایت کی ہے۔ اور وہ منقطع ہے۔ اگر صحیح ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھو۔ کہ اس سے مریض کی طبیعت تنگ ہوتی ہے۔ لوگوں کے ہجوم سے حبس ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح مریض کے پاس شور بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہ جو اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ چلے جاؤ۔ یہ آپ کی بیماری کے دنوں میں ایک واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ بہت سے صحابہ اکٹھے تھے۔ اور کسی موضوع پر بات کر رہے تھے شور زیادہ ہونے لگا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ چنانچہ صحابہ چلے گئے۔

مریض جو مانگے اسے دے دو

ت اس کی سند میں صفوان بن ہبیرہ منفرد ہے لیکن ثقہ ہے اور اس حدیث کی تائید اور کسی حدیث سے نہیں ہوتی۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی مریض کسی چیز کی خواہش کرے تو اس کو دے دینی چاہیئے۔ کیونکہ طبیعت خود مدبر بدن ہے۔ بعض اوقات وہ کسی ایسی چیز کی خواہش کرتی ہے۔ جو قدرتی طور پر اس بیماری کا علاج ہوتی ہے۔ اور اس طرح کے بیشمار واقعات مشاہدہ میں آچکے ہیں۔ کہ حکیم اور

۷۰ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا لَيْتَهٗ مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ قَالُوْا وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهٖ قِيْسَ لَهٗ مِنْ مَوْلِدِهٖ اِلٰى مُنْقَطَعِ اَثَرِهٖ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۷۱ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۷۲ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ مَرِيْضًا مَاتَ شَهِيْدًا اَوْ وُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَغُدِيَ وَرِيْحَ عَلَيْهِ بِرِزْقِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

---

۷۰ حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ مدینہ منورہ میں پیدا ہونے والا ایک آدمی مدینہ میں فوت ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر جنازہ کی نماز پڑھی۔ اور فرمایا کاش یہ اپنی پیدائش کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر مرتا۔ لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اس کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا جب آدمی اپنی پیدائش کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ مرتا ہے۔ تو اس کی پیدائش کی جگہ سے لے کر مرنے کی جگہ تک کو ماپ کر جنت میں اس کا اتنا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے[1]۔ اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۷۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسافری کی موت شہادت ہے[2]۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۷۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بیمار رہ کر مرے وہ شہادت کی موت مرتا ہے۔ اور قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور صبح و شام اسے جنت سے رزق ملتا ہے[3]۔ اس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ڈاکٹر مریض کو کسی چیز سے پرہیز کرنے کو کہتے ہیں۔ اور طبیعت اسے چاہتی ہے۔ اور پھر اگر وہ اس کو مل جائے۔ تو اس سے تندرست ہو جاتا ہے۔ ۱۲

مسافری میں موت سے بلند درجہ ملتا ہے [1] اس کے راوی حسن کے راوی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی مسافری میں فوت ہو جائے اس کی قبر اور جائے پیدائش کے درمیانی فاصلہ کے برابر جنت میں اس کا مقام بلند ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جاتا ہے

مسافر کی موت شہادت کی موت ہے [2] اس کی سند میں حکیم بن ہذیل ضعیف ہے۔ اور اسکو ابوداؤد، بیہقی اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے۔ کہ مسافری کی موت کی بڑی فضیلت ہے۔ کیونکہ گھر میں رشتہ داروں میں مریض کو جو آرام مل سکتا ہے۔ علاج معالجہ

۷۳: وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْتَصِمُ الشُّهَدَاءُ وَالْمُتَوَفَّوْنَ عَلٰى فُرُشِهِمْ اِلٰى رَبِّنَا عَزَّ وَجَلَّ فِى الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ فَيَقُوْلُ الشُّهَدَاءُ اِخْوَانُنَا قُتِلُوْا كَمَا قُتِلْنَا وَيَقُوْلُ الْمُتَوَفَّوْنَ اِخْوَانُنَا مَاتُوْا عَلٰى فُرُشِهِمْ كَمَا مِتْنَا فَيَقُوْلُ رَبُّنَا انْظُرُوْا اِلٰى جِرَاحِهِمْ فَاِنْ اَشْبَهَتْ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُوْلِيْنَ فَاِنَّهُمْ مِنْهُمْ وَمَعَهُمْ فَاِذَا جِرَاحُهُمْ قَدْ اَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِىُّ۔

۷۴: وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْفَارُّ مِنَ الطَّاعُوْنِ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ وَالصَّابِرُ فِيْهِ لَهٗ اَجْرُ شَهِيْدٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

---

۷۳ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ طاعون سے مرنے والوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں شہیدوں اور بستر پر فوت ہونیوالوں میں قیامت کو جھگڑا ہوگا۔ شہید کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں۔ یہ بھی اسی طرح مارے گئے جیسے کہ ہم مارے گئے۔ اور بستروں پر فوت ہونے والے کہیں گے۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ یہ بھی اپنے بستروں پر اسی طرح مرے ہیں۔ جیسے ہم مرے ہیں۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے۔ ان کے زخموں کو ملاحظہ کرو۔ اگر ان کے زخم مقتولین کے زخموں جیسے ہوں۔ تو یہ ان کے ساتھی ہیں۔ اور انہیں میں سے ہیں۔ تو اچانک دیکھیں گے۔ کہ ان کے زخم شہیدوں جیسے زخم ہوں گے۔ اس کو احمد اور نسائی نے روایت کیا

۷۴ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا میدان جنگ سے بھاگنے والا اور اس میں صبر کرنیوالے کو شہید کا اجر ملیگا اسکو احمد نے روایت کیا۔

سے جو تسلی اس کی ہوتی ہے۔ مسافر اس سے محروم رہتا ہے۔ اور اسی محرومی کے بدلے اسکو شہادت کا مرتبہ مل جاتا ہے ۱۲۔

پیٹ کی بیماری سے مرنا شہادت ہے ۵ اس کی سند میں ابراہیم بن محمد بالکل ضعیف ہے۔ اگر یہ صحیح ہو جائے۔ تو پھر یہ پیٹ کی بیماری سے خاص ہے۔ عام بیماریوں سے نہیں۔

مومن کے لیے طاعون شہادت ہے ۵ حاشیہ صفحہ ہذا۔ یہ حدیث بزار میں بھی ہے اور اس کی سند اچھی ہے۔ اور اسکو طبرانی نے بھی کبیر میں عتبہ بن عبد کی روایت سے نقل کیا ہے۔ اس حدیث سے طاعون سے موت کی فضیلت ثابت ہوئی۔ اور وہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے جس میں ہے۔ طاعون شیطان (جن) کا برچھا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ طاعون کی مرض میں اسی طرح ٹیسیں اٹھتی ہیں۔ کہ کسی نے برچھا مار دیا ہو۔ اور اس سے زخم ہو گیا ہو۔ ۱۲

موت سے بھاگنا بے سود ہے۔ ۵ اس کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اور اس کو بزار اور طبرانی نے بھی اچھی سندوں سے

بَابُ تَمَنِّی الْمَوْتِ وَذِكْرِهٖ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۷۵: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَّاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَّسْتَعْتِبَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۷۶: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهٗ اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ اَمَلُهٗ وَاِنَّهٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَیْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۷۷: وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْیَقُلْ اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَیٰوةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

موت کی خواہش اور اس کی یاد کا بیان

فصل اوّل

۷۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی آدمی موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر نیک ہے تو ممکن ہے۔ زندگی میں اسکی نیکی میں اضافہ ہو جائے۔ اور اگر برا ہے۔ تو ممکن ہے وہ توبہ کرلے[1]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۷۶ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی آدمی موت کی خواہش نہ کرے۔ اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے دعا کرے۔ کیونکہ جب آدمی مرجاتا ہے۔ تو اس کی تمام امیدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور زندگی مومن کے لئے بھلائی ہی کا باعث ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۷۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی آدمی کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر وہ ضرور ہی کچھ کہنا چاہتا ہے تو یوں کہے۔ اے اللہ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھ۔ اور جب موت میرے حق میں بہتر ہو تو مجھے مار دے[2]۔ متفق علیہ

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) روایت کیا ہے۔ شہداء حکمی بہت سے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ بھی ہے۔ جو طاعون سے مرے۔ طاعون سے بھاگنے کی ممانعت اس لئے ہے۔ کہ دوسرے لوگوں میں بددلی پھیلتی ہے۔ اور پھر یہ بھی ہے۔ کہ بھاگنا کوئی فائدہ مند بھی تو نہیں ہے۔ وقت پر موت ضرور آجائے گی۔ اور جس سبب سے خداوند تعالیٰ نے لکھی ہے۔ اسی سبب سے موت واقع ہو گی۔ تو پھر کیوں نہ بندہ راضی برضا الٰہی رہے ۱۲

[1] آخری عمر میں گناہ کم ہو جاتے ہیں [2] اس حدیث کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ موت سے تو تمام عمل منقطع

۷۸۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَوْبَعْضُ اَزْوَاجِهٖ اِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ فَاَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَهَ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ فَكَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ۔

۷۸ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ تو حضرت عائشہ یا آپ کی اور کسی بیوی نے عرض کیا۔ کہ ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ مطلب نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ مومن کو جب موت آتی ہے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کی عزت افزائی کی بشارت اس کو سنائی جاتی ہے۔ پھر تو کوئی چیز اسکو مستقبل سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور کافر کو جب موت آتی ہے۔ تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی خبر سنائی جاتی ہے۔ پھر کوئی چیز اسکو مستقبل سے زیادہ اس کو بری معلوم نہیں ہوتی۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ متفق علیہ اور حضرت عائشہ کی روایت میں ہے کہ موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے ہے۔[لہ]

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہو جائینگے۔ توبہ کا امکان ختم ہو جائے گا۔ اور زندگی میں شائد اسے توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔ اگر نیک ہے تو اس کی نیکی میں اور اضافہ ہو جائے۔ یہاں سے اشکال پیدا ہو جائے مگر یہ امکان بھی تو ہے۔ کہ زندگی میں کچھ اور گناہ کرے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ عموماً آخری بڑھاپے کی عمر میں انسان سے گناہ کم سرزد ہوتے ہیں۔ اور رجوع الی اللہ غالباً ہو جاتا ہے۔

تنگ آکر موت کی خواہش نہ کرے۔ [لہ] اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اول تو مصیبت بجائے خود مومن کے لئے رحمت خداوندی ہے۔ تنگ آکر موت کی خواہش کرنا کیا معنی؟ اور یہ کیا معلوم ہے۔ کہ مر کر ضرور ہی آرام مل جائیگا شاید اس کی آخرت بھی خراب ہو۔ اس لئے کہ موت کی خواہش کی بجائے توبہ اور استغفار کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ تاکہ دین دنیا میں بھلا ہو جائے۔ ۱۲

موت کو برا سمجھنے کی کئی صورتیں۔ [لہ] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ نسائی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ موت کو ناپسند کرنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے۔ کہ آدمی دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہوئے موت سے گریز کرے۔ یہ بالاتفاق بہت بری ہے۔ دوسری یہ ہے۔ کہ آدمی دنیا کو تو اتنا پسند نہیں کرتا۔ لیکن اپنے گناہوں کے خیال اور آخرت کے مواخذہ سے ڈرتے ہوئے موت کو ناپسند کرتا ہے تو اس صورت میں آدمی معذور ہے لیکن اس کا صحیح علاج یہ ہے۔ کہ توبہ اور نیک اعمال کی طرف توجہ کرے۔ تاکہ یہ ڈر ختم ہو جائے۔ یہ دونوں صورتیں صحت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور بیماری میں نزع کے وقت جب ملک الموت اس کو اسکے انجام کی خبر دیدے۔ اور اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے۔ اور مواخذہ کا ڈر ہو تو۔ [بقیہ]

۷۹ ۔ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَاَذَاهَا اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۸۰ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِیْ فَقَالَ كُنْ فِی الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيٰوتِكَ لِمَوْتِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

---

۷۹ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ آپ نے پوچھا یہ مستریح ہے یا مستراح منہ لوگوں نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول مستریح یا مستراح منہ کا مطلب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مومن آدمی تو دنیا کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے نجات پا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف آرام پاتا ہے۔ اور گنہگار بندہ اس کے مرنے سے بندے۔ شہر درخت اور جانور سب آرام پاتے ہیں[1] متفق علیہ۔

۸۰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑا۔ اور فرمایا۔ دنیا میں اس طرح رہ جیسے کوئی مسافر یا کوئی راہ چلتا آدمی اور عبداللہ بن عمر کہا کرتے تھے۔ جب تو شام کرلے۔ تو صبح کی امید نہ رکھ۔ اور جب صبح کرلے تو شام کی امید نہ رکھ۔ اور اپنی تندرستی میں اپنی بیماری کا سامان کر اور اپنی زندگی میں اپنی موت کا[2]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا مواخذہ ضرور ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ بھی (ایسے آدمی) کو نہیں چاہتے اور یہ جو حضرت عائشہ نے فرمایا۔ کہ موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رویت ممکن نہیں ہے۔ بلکہ اس کے بعد ہے۔ اور موت کو برا نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وسیلہ ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتے ہو تو موت کو خندہ پیشانی سے قبول کرو۔

برے کی موت کے بعد برکت کا نزول (حاشیہ صفحہ ہذا) **۱ ؎** ۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ مومن جب مرجاتا ہے۔ تو دنیا کے آلام سختیوں اور مصیبتوں سے نجات پا جاتا ہے۔ اور اسی طرح اعمال شاقہ فرضیہ اس کو ادا کرنے پڑتے تھے ان سے اسکو چھٹی مل گئی۔ اور جب بدکردار آدمی جب مرتا ہے۔ تو لوگ اس کی موت سے آرام پاتے ہیں کہ وہ بدبخت جب برے کام کرتا تھا۔ تو اگر اس کو کوئی منع کرتا۔ تو اس سے دشمنی کرتا۔ اور لوگ خاموش رہتے۔ تو ان کے دین کا نقصان ہوتا۔ بلکہ ایسے آدمی سے جب مرجاتا ہے۔ تو بارشیں برستی ہیں۔ برکت ہوتی ہے۔ تو تمام مخلوق کو آرام آجاتا ہے۔

مسافر کے لیے آرام نہیں ہے ۔ **۲ ؎** اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح مسافر اپنے سر پر بوجھ اٹھانے کو اچھا نہیں جانتا۔ بلکہ بڑا ضروری بوجھ جس سے اس کی زندگی بچی رہے۔ اسی طرح تو بھی کوئی ضروری چیز بنالے اور

۸۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِہٖ بِثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ یَقُوْلُ لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُکُمْ اِلَّا وَھُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۸۲۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتُمْ اَنْبَأْتُکُمْ مَا اَوَّلُ مَا یَقُوْلُ اللّٰہُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَا اَوَّلُ مَا یَقُوْلُوْنَ لَہٗ قُلْنَا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ھَلْ اَحْبَبْتُمْ لِقَائِیْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ یَا رَبَّنَا فَیَقُوْلُ لِمَ فَیَقُوْلُوْنَ رَجَوْنَا عَفْوَکَ وَ مَغْفِرَتَکَ فَیَقُوْلُ قَدْ وَجَبَتْ لَکُمْ مَغْفِرَتِیْ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ۔

۸۳۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

---

۸۱ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت سے تین دن پہلے فرمایا۔ تم میں سے کسی کو بھی خدا تعالیٰ سے بدظنی کی حالت میں موت نہیں آنی چاہیے[۱۱] ۔اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۸۲ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اگر تم چاہو۔ تو میں تم کو بتاؤں۔ کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مومنوں سے کیا فرمائیں گے۔ اور مومن اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ لوگوں نے کہا۔ ہاں ضرور اے اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو فرمائیں گے کیا تم میری ملاقات کو پسند کرتے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں اے ہمارے رب تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیوں؟ وہ کہیں گے ہمیں آپ سے معافی کی امید اور بخشش کی توقع تھی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ میری بخشش تمہارے لئے واجب[۱۲] ہو گئی اس کو شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا۔

۸۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لذتوں کو توڑ دینے والی موت کا اکثر تذکرہ کیا کرو[۱۳] ۔اسکو ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور اپنے اوقات عزیز کو دنیا کی طلب میں صرف نہ کرے۔ بلکہ آخرت کی تیاری میں لگا۔ اور پھر مسافر تو کسی وقت کسی مقام پر ٹھہر بھی جاتا ہے تا ہم چلنے والے کو تو ایک لحظہ بھی آرام نہیں ہے ۱۰۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱۱ اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حسن ظن یہ ہے اللہ تعالیٰ سے حسن ظن چاہیئے۔

۸۴۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لِاَصْحَابِهٖ اسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قَالُوْا اِنَّا نَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ مَنِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظِ الرَّاْسَ وَمَا وَعٰى وَلْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰى وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۸۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

۸۶۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ يَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

---

۸۴ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ایک دن فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے شرم کرو۔ جیسے شرم کرنے کا حق ہے کہنے لگے اے اللہ کے نبی ہم اللہ سے شرم کرتے ہیں۔ اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اس طرح نہیں۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے پوری طرح شرم کرے[ف۱]۔ وہ اپنے سر اور اس کی جمع کی ہوئی چیزوں کی حفاظت کرے۔ اور پیٹ اور اس کی متعلقہ چیزوں کی نگرانی کرے اور موت اور بوسیدہ ہونے کو یاد رکھے۔ اور جو آخرت کو چاہے۔ وہ دنیا کی زینت چھوڑ دے جس شخص نے ایسا کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے پوری شرم کی اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۸۵ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ موت مومن کے لئے تحفہ ہے[ف۲]۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۸۶ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن پیشانی کے پسینے سے مرتا ہے[ف۳]۔ اس کو ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) کہ آدمی یقین رکھے۔ کہ اللہ اس کو ضرور بخش دیں گے۔ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔ دنیا میں صحت کی حالت میں اپنے گناہوں کا خیال کر کے خوف غالب رہے تو اچھا ہے۔ اور نزع کے قریب امید غالب ہونی چاہیے۔ امام نووی نے کہا ہے۔ کہ میں نے خوف اور امید کی حدیثوں کو اکٹھا کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ امید کی حدیثیں خوف کی حدیثوں سے دگنی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ ورحمتی وسعت کل شیٔ اور میری رحمت ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ اور حدیث میں ہے۔ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔ ۱۲

ف۱ **مومن کو دنیا سے دل برداشتہ نہ ہونا چاہیئے** ۱۲ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے کئی ایک طرق اور موید

۸۷ ۔ وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ الْفُجَاءَةِ أَخْذَةُ الْأَسِفِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَرَزِيْنٌ فِي كِتَابِهِ أَخْذَةُ الْأَسِفِ لِلْكَافِرِ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِ ۔

۸۸ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ فَقَالَ أَرْجُو اللهَ يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۔

---

۸۷ عبیداللہ بن خالد نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ناگہانی موت غضب کی پکڑ ہے[سلہ]۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور رزین نے اپنی کتاب میں یہ الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں۔ غضب کی پکڑ کافر کے لئے ہے۔ اور مومن کے لئے رحمت ہے

۸۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس آئے۔ وہ نزع کی حالت میں تھا۔ آپ نے فرمایا۔ تو اپنے آپ کو کیسے پاتا ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے اللہ تعالیٰ سے امیدیں بھی ہیں۔ اور اپنے گناہوں کا ڈر بھی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسی آدمی کے دل میں ایسے وقت میں خوف اور امید دونوں جمع ہو جائیں۔ تو اللہ اس کی امیدیں پوری کرتے ہیں۔ اور خوف سے پناہ دیتے ہیں۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) میں ترمذی میں ہے۔ کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسکی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ اور ملاقات سے مراد یہ ہے۔ کہ بندہ دنیا سے دل برداشتہ ہونا اور آخرت اور اس کے انعام و کرام کو چاہتا ہو۔ ۱۲

موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیئے [لہ] اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے بیہقی اور ابن سکی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ آدمی کو چاہئے۔ کہ موت کو ہر وقت یاد رکھے۔ کہ اس سے آخرت کی تیاری اور دنیا سے بے رغبتی کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اور آدمی جب سمجھتا ہے کہ اسکو موت یقیناً آنے والی ہے۔ تو پھر اس کی تیاری بھی کرتا ہے۔ ۱۲ (حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اللہ سے شرم کرنے کا کیا معنی ہے [لہ] مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے اعضاء کسی حال میں بھی خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ لگائے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی شرم ہے۔ بشرطیکہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر ایسا کیا ہو۔ اور اگر دنیا سے ڈر کر بھی برے کاموں سے بچے۔ تو بھی شریف آدمی ہے۔

موت مومن کے لیے تحفہ ہے [لہ] اس کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ موت اسلئے تحفہ ہے۔ کہ وہ مومن کے لئے ابدی نعمتوں کا وسیلہ ہے۔ جنت میں پہنچانے والی ہے۔ دنیا کی مشقت کو ختم کرنے والی ہے۔ بعض عارفوں نے کہا ہے۔ کہ اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ موت میں کیا کیا لذتیں ہیں۔ تو اپنے آپکو لوگ ہلاک

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۹۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَاِنَّ ھَوْلَ الْمُطَّلَعِ شَدِیْدٌ وَاِنَّ مِنَ السَّعَادَۃِ اَنْ یَّطُوْلَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَیَرْزُقَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ الْاِنَابَۃَ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۹۰۔ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ جَلَسْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَّرَنَا وَرَقَّقَنَا فَبَکٰی سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَاَکْثَرَ الْبُکَاءَ فَقَالَ یَا لَیْتَنِیْ مِتُّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا سَعْدُ اَعِنْدِیْ تَتَمَنَّی الْمَوْتَ فَرَدَّدَ ذٰلِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ یَا سَعْدُ اِنْ کُنْتَ خُلِقْتَ لِلْجَنَّۃِ فَمَا طَالَ عُمُرُکَ وَحَسُنَ مِنْ عَمَلِکَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ

۹۱۔ وَعَنْ حَارِثَۃَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی خَبَّابٍ وَقَدِ اکْتَوٰی سَبْعًا فَقَالَ لَوْلَا اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَتَمَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لَتَمَنَّیْتُہٗ وَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مَعَ

فصل سوم

۸۹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ موت کی آرزو نہ کیا کرو۔ جان کندن کا عذاب بڑا سخت ہے۔ خوش قسمتی یہ ہے۔ کہ بندے کو عمر دراز مل جائے۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ رجوع کی توفیق عنایت فرمائیں۔[1] اسکو احمد نے روایت کیا۔

۹۰ حضرت ابو امامہ نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ہمیں نصیحت کی اور نرم دل کیا۔ سعد بن ابی وقاص رونے لگے اور بڑا روئے۔ اور کہنے لگے۔ اے کاش میں مرچکا ہوتا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے سعد میرے پاس ہی موت کی خواہش کرنے لگے۔ آپ نے تین مرتبہ اسکو دہرایا۔ پھر کہا۔ اے سعد اگر تو جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تو جتنی تیری عمر لمبی ہو جائے۔ اور تیرے عمل اچھے ہو جائیں۔ وہ تیرے لیے بہتر ہیں۔[2] اس کو احمد نے روایت کیا۔

۹۱ حارثہ بن مضرب نے کہا۔ میں خباب کے پاس گیا۔ اس نے سات جگہوں پر لوہے کے داغ لئے ہوئے تھے۔ کہنے لگے۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا۔ کہ آپ فرماتے تھے۔ کہ تم میں سے کوئی آدمی موت کی خواہش نہ کرے۔ تو میں آج ضرور موت کی خواہش

موت کی خواہش نہ کرنی چاہیئے۔ [1] اس حدیث کو احمد۔ بزار۔ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں کی سند حسن ہے۔ تو مطلب یہ ہے۔ کہ موت کی ابتدا ہی سے عالم برزخ کے ہولناک مناظر سامنے آجاتے ہیں۔ اور موت کے بعد قیامت کے لرزہ خیز واقعات کی اطلاع مل جاتی ہے۔ تو موت کی خواہش حقیقت میں ان ہولناک مناظر کی خواہش ہے۔ بھلائی صرف اسی صورت میں ہے کہ کسی کو عمر دراز اور رجوع الی اللہ کی توفیق مل جائے۔ اور موت تو ان چیزوں کو ختم کر دے گی۔ اسی لئے کبھی بھی موت کی خواہش نہ کرنی چاہیے۔

اچھا آدمی کون ہے اور برا کون [2] اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس باب میں بہت سے صحابہ سے حدیثیں

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَمْلِكُ دِرْھَمًا وَاِنَّ فِیْ جَانِبِ بَیْتِی الْاٰنَ لَاَرْبَعِیْنَ اَلْفَ دِرْھَمٍ قَالَ ثُمَّ اُتِیَ بِکَفَنِہٖ فَلَمَّا رَاٰہُ بَکٰی وَقَالَ لٰکِنْ حَمْزَۃُ لَمْ یُوْجَدْ لَہٗ کَفَنٌ اِلَّا بُرْدَۃٌ مَلْحَاءُ اِذَا جُعِلَتْ عَلٰی رَاْسِہٖ قَلَصَتْ عَنْ قَدَمَیْہِ وَاِذَا جُعِلَتْ عَلٰی قَدَمَیْہِ قَلَصَتْ عَنْ رَاْسِہٖ حَتّٰی مُدَّتْ عَلٰی رَاْسِہٖ وَجُعِلَ عَلٰی قَدَمَیْہِ الْاِذْخِرُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ ثُمَّ اُتِیَ بِکَفَنِہٖ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔

بَابُ مَا یُقَالُ عِنْدَ مَنْ حَضَرَہُ الْمَوْتُ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۲ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

کرتا ہیں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں بھی دیکھا ہے۔ کہ میں ایک درہم کا بھی مالک نہیں تھا۔ اور آج میرے گھر کے ایک گوشے میں چالیس ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں۔ حارثہ نے کہا۔ پھر آپ کے پاس کفن لایا گیا۔ جب اس کو دیکھا۔ تو رونے لگے۔ اور فرمایا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے کفن نہ مل سکا۔ سوائے ایک چھوٹی سی دھاری دار چادر کے جب اس کو سر پر رکھا جاتا۔ تو پاؤں سے سکڑ جاتی۔ اور جب قدموں پر رکھی جاتی۔ تو سر ننگا ہو جاتا۔ تو پھر سر کو چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔ اور قدموں پر اذخر گھاس رکھ دی گئی۔ اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ لیکن ترمذی میں یہ لفظ نہیں ہیں۔ پھر ان کا کفن لایا گیا۔ آخر تک

جب کسی کی موت قریب ہو تو اس کو کیا کچھ تلقین کرنا چاہیے۔

فصل اوّل

۹۲ حضرت ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مرنے والے آدمی کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین[۱] کرو۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) آتی ہیں اور اس سے پہلے ابوہریرہ کی حدیث بھی گزر چکی ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ موت کی خواہش جس میں سراسر اجر مزید کی گئی ہے۔ اور درجات لمبی عمر اور کثرت عمل سے ہیں ترمذی نے ابوبکرہ سے روایت کیا۔ ایک آدمی نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول اچھا آدمی کون ہے۔ آپنے فرمایا۔ جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان اور اہل سنن میں بھی روایت کیا ہے۔ یہ تلقین واجب ہے۔ اور تلقین یہ ہے۔ کہ مرنے والے کے پاس خود کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ وہ بھی سنکر پڑھنے لگے۔ تاکہ اس کا انجام اسی کلمۂ توحید پر ہو جائے۔ اور جنت میں چلا جائے کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ جس کی آخری بات لا الٰہ الا اللہ ہوگی۔ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور زیادہ نہ پڑھا جائے۔ شاید اس

تلقین کس طرح کی جائے۔

۹۳۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۹۴۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اٰجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِنِّيْ قُلْتُهَا فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۹۵۔ وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شُقَّ بَصَرُهُ فَاَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ اَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ

---

۹۳ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم بیمار کے پاس یا مرنے والے کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو۔ کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں[ف۱]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۴ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی کو کوئی مصیبت پہنچے۔ پھر جو اللہ تعالٰے نے اس کو حکم دیا ہے وہ کہے۔ یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور پھر کہے اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر دے۔ اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عنایت فرما۔ تو اللہ تعالٰی اس کو بہتر بدلہ دے دیتے ہیں۔ پھر جب ابو سلمہ فوت ہو گئے۔ میں نے سوچا۔ کہ مسلمانوں میں سے کونسا آدمی ابو سلمہ سے بہتر ہوگا۔ یہ پہلا گھر تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ خیر میں نے اسی طرح کہا۔ تو اللہ تعالٰے نے اس کے بدلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۹۵ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ کے پاس آئے۔ ان کی نظر پھٹ چکی تھی۔ آپ نے اس کی آنکھیں بند کر دیں۔ پھر فرمایا۔ جب روح قبض کر لی جاتی ہے۔ تو نظر بھی اس کے پیچھے چلی جاتی ہے۔ اس کے گھر کے لوگ چیخ کر رونے لگے۔ تو آپ نے فرمایا اپنی

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) کی طبیعت پریشان ہو۔ یا وہ اس سے متنفر ہو جائے۔ اور اس کو یہ بھی نہ کہا جائے۔ کہ کلمہ پڑھو۔ شاید وہ موت کی سختی میں انکار ہی کر دے۔ تو یہ بہت بری

(حاشیہ صفحہ ہذا) ف۱ **موت کے وقت منہ سے برا نہ بولو** اس کو اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں میت کے لفظ ہیں مطلب یہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد اسپر واویلا کرتے ہوئے بعض نادان لوگ اسی طرح کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہمارا کچھ نہیں رہ گیا۔ ہم برباد ہو گئے۔ اجڑ گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو اسپر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ ان کا کچھ نہ رہ جائے۔ یہ برباد ہو جائیں۔ اجڑ جائیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ مرنے والے کے بعد کوئی نیک بات کرو۔ مثلاً خدا تجھ کو بخشے۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور تیرے بعد اللہ اس گھر کو محفوظ رکھیں۔ خدا ان کا نگران اور محافظ ہو وغیرہ وغیرہ ۱۲۔

الا بخیر فان الملائکۃ یؤمنون علی ما تقولون ثم قال اللھم اغفر لابی سلمۃ وارفع درجتہ فی المھدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین واغفر لنا ولہ یا رب العالمین وافسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ رواہ مسلم

۹۶۔ وعن عائشۃ قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین توفی سجی ببرد حبرۃ متفق علیہ

الفصل الثانی

۹۷۔ عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان اخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ رواہ ابوداؤد۔

۹۸۔ وعن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرؤا سورۃ یس علی موتاکم رواہ احمد وابوداؤد۔

جانوں کے لئے بری دعا نہ مانگنا۔ کیونکہ جو تم کہتے ہو۔ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے اللہ ابوسلمہ کو بخش دے۔ اور اس کا درجہ ہدایت والوں میں بلند کر دے۔ اور اس کی پچھلی اولاد میں تو اس کا خلیفہ بن۔ اور اے رب العالمین ہم کو اور اس کو بخش دے۔ اور اس کی قبر کو فراخ کر دے۔ اور اس میں اس کے لئے روشنی کر دے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔[له]

۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد ایک دھاری دار سوتی کپڑے کی چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ متفق علیہ

فصل دوم

۹۷۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگی۔ وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۹۸۔ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے مرنے والوں پر سورہ یٰس پڑھا کرو۔ اس کو احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

مرنے کے بعد آنکھیں بند کر دو **له** اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسلمہ کی آنکھیں اس لئے بند کر دیں کہ اس کا منظر قبیح معلوم نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد آنکھیں بند کر دینا مسنون ہے۔ پہلی حدیث میں جو فرمایا تھا کہ میت کے پاس اچھی بات کہو۔ اس حدیث میں اس کی وضاحت ہو گئی کہ اس طرح کی دعائیں کرنی چاہئیں ۱۲۔

۹۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَهُوَ يَبْكِيْ حَتّٰى سَالَ دُمُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى وَجْهِ عُثْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۰۰:۔ وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۱۰۱:۔ وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحْوَحٍ اَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَقَالَ اِنِّيْ لَا اَرٰى طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ بِهِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِيْ بِهٖ وَعَجِّلُوْا فَاِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِجِيْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ اَهْلِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۲:۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ

---

۹۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو فوت ہونے کے بعد ان کا بوسہ لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت رو رہے تھے۔ اور آپ کے آنسو عثمان کے چہرے پر گر رہے تھے۔ اس کو ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے آپ کے چہرے کو بوسہ دیا۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۱۔ حصین بن وحوح سے روایت ہے۔ کہ طلحہ بن براء بیمار ہوئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کو آئے۔ آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ طلحہ کی موت ہونے والی ہے۔ جب موت ہو جائے۔ تو مجھے اطلاع دینا۔ اور تم جلدی کرنا۔ یہ اچھا نہیں ہے۔ کہ مسلمان کی لاش دیر تک گھر والوں کے سامنے پڑی رہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۰۲۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے مرنے والوں کو سکھلایا کرو۔ کہ نہیں کوئی معبود

مومن زندہ ہو یا مردہ ہر حال میں پاک ہے ۵۶ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مسلمان کو مسلمان کی وفات پر رونا بھی جائز ہے۔ اور اس کا بوسہ لینا بھی جائز ہے۔ کیونکہ مومن کبھی پلید نہیں ہوتا۔ نہ زندگی میں نہ مرنے کے بعد اور یہ عثمان پہلے مہاجر تھے۔ جو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ اور اگلی حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے جس میں آنحضرت صلعم کا ابوبکر نے بعد انتقال بوسہ لیا۔ ۱۲

مومن کے لیے ایک بہترین دعا۔ ۵۷ پہلے عثمان کی حدیث مسلم کے حوالے سے گزر چکی ہے۔ کہ جو آدمی اس حال میں مرے کہ وہ یقین رکھتا

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ لِلْاَحْیَاءِ قَالَ اَجْوَدُ وَاَجْوَدُ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ

۱۰۳۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَیِّتُ تَحْضُرُہُ الْمَلٰئِکَۃُ فَاِذَا کَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوْا اُخْرُجِیْ اَیَّتُہَا النَّفْسُ الطَّیِّبَۃُ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّیِّبِ اُخْرُجِیْ حَمِیْدَۃً وَاَبْشِرِیْ بِرَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ فَلَا تَزَالُ یُقَالُ لَہَا ذٰلِکَ حَتّٰی تَخْرُجَ ثُمَّ یُعْرَجُ بِہَا اِلَی السَّمَاءِ فَیُفْتَحُ لَہَا فَیُقَالُ مَنْ ھٰذَا فَیَقُوْلُوْنَ فُلَانٌ فَیُقَالُ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّیِّبَۃِ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّیِّبِ اُدْخُلِیْ حَمِیْدَۃً وَّاَبْشِرِیْ بِرَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ فَلَا تَزَالُ یُقَالُ لَہَا ذٰلِکَ حَتّٰی تَنْتَہِیَ اِلَی السَّمَاءِ الَّتِیْ فِیْہَا اللّٰہُ فَاِذَا کَانَ الرَّجُلُ السَّوْءُ قَالَ اُخْرُجِیْ اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْخَبِیْثَۃُ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ الْخَبِیْثِ اُخْرُجِیْ ذَمِیْمَۃً وَّاَبْشِرِیْ بِحَمِیْمٍ وَّغَسَّاقٍ وَّاٰخَرَ مِنْ شَکْلِہٖ اَزْوَاجٌ فَمَا تَزَالُ یُقَالُ لَہَا ذٰلِکَ حَتّٰی تَخْرُجَ ثُمَّ یُعْرَجُ بِہَا اِلَی السَّمَاءِ فَیُفْتَحُ لَہَا فَیُقَالُ مَنْ ھٰذَا

مگر اللہ تعالیٰ حوصلے والا سخی پاک ہے۔ اللہ بڑے عرش کا رب سب تعریفیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول یہ کلمہ زندوں کے لئے کیسا ہے؟ فرمایا بہت اچھا بہت اچھا۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مرنے والے کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ اگر وہ نیک آدمی ہو تو فرشتے اسکو کہتے ہیں۔ اے پاک روح پاک جسم میں رہنے والی چل تیری سب تعریفیں ہو رہی ہیں تجھے آرام اور پاک جسم کی مبارک ہو۔ اور تیرا رب تجھ پر ناراض نہیں ہے۔ اسکو اسی طرح کہا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی روح نکل آتی ہے۔ پھر اس کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ اسکے دروازے اس کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ پوچھا جاتا ہے۔ یہ کون آدمی ہے۔ تو کہتے ہیں۔ یہ فلاں آدمی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ اے پاک نفس تجھے مرحبا تو پاک جسم میں تھا۔ اندر آجا۔ تعریف کیا گیا۔ آرام اور پاک جسم کی خوشخبری ہو۔ اور رب تجھ پر راضی ہے۔ پس لگاتار اس کو یہی کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس آسمان پر پہنچ جاتا ہے جس کے اوپر اللہ ہے۔ اور اگر برا آدمی ہو تو اسکو فرشتے کہتے ہیں۔ اے خبیث جسم میں رہنے والے ناپاک نفس۔ باہر نکل۔ تیری برائیوں کے چرچے ہیں۔ گرم پانی اور پیپ اور اس جیسی دوسری سزاؤں کی خوشخبری حاصل کر۔ اسکو ہمیشہ یہی کہا جاتا ہے۔ یہاں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو وہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔ اور اسی طرح یہ حدیث بھی پہلے گزر چکی ہے۔ کہ جس کی آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگی۔ وہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔ اور اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے کچھ کلمات بھی ذکر ہوئے ہیں۔ یہ ان سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ زندوں کو اس کا پڑھنا کیسا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا بہت اچھا۔

فَيُقَالُ فُلَانٌ فَيُقَالُ لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيثَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ ارْجِعِي ذَمِيمَةً فَإِنَّهَا لَا تُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَاءِ ثُمَّ تَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۱۰۴۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَرَجَتْ رُوحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ فَذَكَرَ مِنْ طِيبِ رِيحِهَا وَذَكَرَ الْمِسْكَ قَالَ وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ رُوحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَعَلَى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِينَهُ فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى رَبِّهِ ثُمَّ يَقُولُ انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى آخِرِ الْأَجَلِ قَالَ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا خَرَجَتْ رُوحُهُ قَالَ حَمَّادٌ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَذَكَرَ لَعْنًا وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ رُوحٌ خَبِيثَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ فَيُقَالُ انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى آخِرِ الْأَجَلِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَرَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلَى أَنْفِهِ

تک کہ وہ نکل آتا ہے پھر اسے آسمان پر لے جایا جاتا ہے دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے۔ تو پوچھا جاتا ہے۔ کون ہے کہا جاتا ہے فلاں آدمی ہے کہا جاتا ہے۔ اس ناپاک جسم میں رہنے والے ناپاک روح کو خوش آمدید نہ ہو۔ اسے بدکار واپس چلا جا۔ اسکے لیے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے پھر اسے آسمان سے پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر وہ قبر کی طرف آجاتا ہے۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۴ انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن کی روح نکلتی ہے۔ تو اس کو دو فرشتے لے لیتے ہیں۔ وہ اس کو اوپر لے جاتے ہیں حماد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اچھی خوشبو کا ذکر بھی کیا۔ اور کستوری کا ذکر بھی ہوا تھا۔ کہا اور آسمان والے کہتے ہیں۔ کتنی پاک روح تھی۔ جو زمین کی طرف سے آئی ہے۔ اللہ تجھ پر اور جس جسم میں تو تھی۔ دونوں پر رحمتیں نازل فرمائے۔ پھر اس کو اسکے رب کے دربار میں پیش کیا جاتا ہے۔ خداوند فرماتے ہیں۔ اس کو دنیا کی آخری مدت تک اٹھا لے جاؤ۔ اور آپ نے فرمایا۔ جب کافر کی روح نکلتی ہے۔ حماد نے کہا۔ آپ نے اس کی بدبو کا ذکر کیا۔ اور اس پر پڑنے والی لعنتوں کا بھی اور آسمان والے کہتے ہیں۔ یہ کتنی ناپاک روح تھی جو زمین کی طرف سے آئی پھر کہا جاتا ہے۔ اسکو آخری مدت تک لے جاؤ۔ ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس حدیث کی بیہقی ابن حبان اور حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے۔ اور اس کی سند حسن ہے۔ اور یہ فرشتے جو روح کو لے لیتے ہیں یہ ملک الموت کے مددگار ہیں۔ ایک اشکال سرسری نظر میں سامنے آتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں یحیی اور ممیت بھی ہیں۔ یعنی زندہ کرنے والا بھی وہی ہے۔ اور مارنے والا بھی وہی ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے تتوفہم الملائکہ۔ کہ ان کو فرشتے فوت کرتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فوت کرنیوالے فرشتے بہت سے ہیں اصل یہ ہے کہ حقیقت میں اللہ ہی مارنے والا ہے اور وہی ملک الموت کو حکم دیتا ہے۔ کہ فلاں آدمی کی جان نکالو۔ پھر اللہ تعالیٰ اس فرشتے کے فعل پر یہ اثر مرتب کرتے ہیں۔ کہ اس کی جان نکل جاتی ہے اور اس کے ہمراہ اسکے ساتھی بھی ہوتے ہیں۔ وہ جان نکال کر اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ اگر روح مومن کی ہو تو رحمت کے فرشتوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور جب یہ فرشتے نظر آجائیں تو اس وقت سے اس پر ایمان اور عمل صالح کا دروازہ بند ہو گیا۔ یعنی اگر کافر اس وقت کلمہ توحید پڑھے۔ تو ایمان قبول نہیں۔ اور اگر کوئی صدقہ وغیرہ کا حکم دے۔ تو اس کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ فرشتوں اسکو ہاتھوں میں اٹھا لیتے ہیں۔ یعنی اس کی عزت کے پیش نظر ورنہ ایک فرشتہ بھی اٹھانے سے عاجز نہیں

هٰكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۰۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ أَتَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيْرَةٍ بَيْضَاءَ فَيَقُوْلُوْنَ اُخْرُجِيْ رَاضِيَةً مَرْضِيًّا عَنْكِ إِلٰى رَوْحِ اللّٰهِ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيْحِ الْمِسْكِ حَتّٰى أَنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتّٰى يَأْتُوْا بِهِ أَبْوَابَ السَّمَاءِ فَيَقُوْلُوْنَ مَا أَطْيَبَ هٰذِهِ الرِّيْحَ الَّتِيْ جَاءَتْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَيَأْتُوْنَ بِهِ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَهُمْ أَشَدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِغَائِبِهِ يَقْدُمُ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُوْنَهُ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ فَيَقُوْلُوْنَ دَعُوْهُ فَإِنَّهُ كَانَ فِيْ غَمِّ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ قَدْ مَاتَ أَمَا أَتَاكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ قَدْ ذُهِبَ بِهِ إِلٰى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا احْتُضِرَ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمِسْحٍ فَيَقُوْلُوْنَ اُخْرُجِيْ سَاخِطَةً مَسْخُوْطًا عَلَيْكِ إِلٰى عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَتَخْرُجُ كَأَنْتَنِ رِيْحِ جِيْفَةٍ حَتّٰى يَأْتُوْنَ بِهِ إِلٰى بَابِ الْأَرْضِ فَيَقُوْلُوْنَ مَا أَنْتَنَ هٰذِهِ الرِّيْحَ حَتّٰى يَأْتُوْنَ بِهِ أَرْوَاحَ الْكُفَّارِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ

اپنی چادر اپنے ناک پر اس طرح سے رکھ لی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۵۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے۔ تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی لباس لے کر آتے ہیں پھر کہتے ہیں اے خدا سے راضی ہونے والے پسندیدہ روح باہر آ۔ آرام اور پاک رزق کی طرف چل۔ اور راضی رہنے والے رب کی خدمت میں حاضر ہو۔ پھر وہ روح نکلتی ہے۔ جیسے کہ بہترین کستوری کی خوشبو ہو۔ کہ اسکو فرشتے ایک دوسرے سے لیتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ آسمان کے دروازوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ آسمان والے کہتے ہیں۔ یہ کتنی اچھی خوشبو ہے جو تمہارے پاس زمین سے آئی ہے پھر اس کے پاس مومنوں کی روحیں آتی ہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتی ہیں۔ جیسے کہ تم میں سے کسی کا باہر گیا ہوا عزیز واپس آجائے۔ پھر وہ اس سے پوچھتی ہیں۔ فلاں آدمی کیا کام کرتا ہے۔ فلاں آدمی کیا کام کرتا ہے۔ پھر کہتے ہیں۔ کہ اس کو چھوڑ دو۔ وہ تو دنیا کے غم میں غرق تھا وہ کہتا ہے۔ وہ تو کبھی کا فوت ہوچکا ہے۔ کیا وہ یہاں نہیں آیا۔ وہ کہتے ہیں۔ غالباً وہ اپنی ماں ہاویہ کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اور کافر آدمی کی موت کا جب وقت آتا ہے تو اسکے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں۔ ان کے پاس گندے ٹاٹ ہوتے ہیں کہتے ہیں۔ باہر نکل اللہ سے ناراض رہنے والے اللہ بھی تجھ سے ناراض ہے۔ اللہ کے عذاب کی طرف چل۔ پھر وہ روح نکلتی ہے۔ جیسے انتہائی بدبودار مردار کی بدبو یہاں تک کہ اس کو زمین کے دروازے کے پاس لے آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ یہ کتنی سخت بدبو ہے۔ یہانتک کہ وہ اس کو کافروں کی روحوں کے پاس لے جاتے ہیں۔ اسکو احمد اور نسائی نے روایت کیا

۱۰۶۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ كَأَنَّ عَلٰى رُءُوْسِنَا الطَّيْرَ وَفِيْ يَدِهٖ عُوْدٌ يَنْكُتُ بِهٖ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِّنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِّنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوْطٌ مِّنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَيَقُوْلُ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اُخْرُجِيْ إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

۱۰۶۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ کے لئے نکلے۔ ہم جب قبر کے پاس گئے تو ابھی قبر کی لحد تیار نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ اور ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں[۵۱]۔ آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ جس سے وہ زمین کرید رہے تھے۔ آپ نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا۔ عذاب قبر[۵۲] سے خدا کی پناہ مانگو۔ دو تین دفعہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ مومن بندہ جب دنیا سے اپنا تعلق توڑتا اور آخرت سے جوڑتا ہے۔ تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے اترتے ہیں۔ ان کے چہرے سفید ہوتے ہیں۔ گویا کہ سورج چمکتے ہیں۔ ان کے پاس جنت کی خوشبوئیں لیے ہوئے جنتی کفن ہوتے ہیں۔ وہ فرشتے اس سے حد نظر تک دور بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام آتا ہے۔ وہ اس کے سر کے پاس آکر بیٹھ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے اے پاک نفس اللہ تعالیٰ کی بخشش و رضامندی کی طرف چل۔ فرمایا۔ پھر وہ روح نکلتی ہے۔ جیسے مشک الٹنے سے پانی کا قطرہ بہہ جاتا ہے ملک الموت

آنحضرت کے سامنے صحابہ مودبانہ بیٹھتے۔ ۵۱ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو منذری نے حسن کہا ہے۔ اور اسکو ابوداؤد۔ حاکم ابن ابی شیبہ ابن مندہ۔ ابونعیم۔ ابوعوانہ اور اسفرائنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کے بھی بیشمار طرق ہیں۔ جو کہ قریباً تواتر کی حد تک پہنچتے ہیں۔ گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں۔ کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم نہایت خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ کوئی حرکت نہیں کرتا تھا جیسے پرندے کا شکار کرنے والا پوری طرح دم بخود ہو کر بیٹھتا ہے

عذاب قبر برحق ہے۔ ۵۲ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قبر کا عذاب برحق ہے۔ اور اہل سنت اہل حق کا یہی عقیدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں ایک گڑھا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ کہ فرعون کی قوم کو صبح و شام دوزخ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو کہا جائیگا۔ اب فرعون کی قوم کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کر دو۔ تو قیامت سے پہلے عالم برزخ میں بھی ان کی روحیں ہولناک مناظر دیکھتی ہیں۔ اور احادیث سے تو اس عذاب کی پوری تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲۔

وَرِضْوَانٍ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسِيلُ كَمَا تَسِيلُ الْقَطْرَةُ مِنَ السِّقَاءِ فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا
فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذُوهَا فَيَجْعَلُوهَا فِي ذٰلِكَ الْكَفَنِ وَفِي ذٰلِكَ الْحَنُوطِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا
كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ قَالَ فَيَصْعَدُونَ بِهَا فَلَا يَمُرُّونَ يَعْنِي بِهَا
عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ إِلَّا قَالُوا مَا هٰذَا الرُّوحُ الطَّيِّبُ فَيَقُولُونَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَحْسَنِ
أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانُوا يُسَمُّونَهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتَّى يَنْتَهُوا بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُونَ لَهُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ
فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي تَلِيهَا حَتَّى يُنْتَهٰى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُولُ
اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ وَأَعِيدُوهُ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ
وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى قَالَ فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ

اس کو لے بیتے ہیں جب وہ اسکو لے لیتے ہیں۔ تو فرشتے اس کے ہاتھ میں آنکھ جھپکنے تک بھی نہیں رہنے دیتے۔ وہ ان کے ہاتھوں سے[۱] اسکو لے لیتے ہیں۔ اور خوشبو دار کفن میں اس کو لپیٹ لیتے ہیں۔ اس کی روح سے ایسی خوشبو آتی ہے جیسے کوئی دنیا کی بہترین کستوری کی خوشبو ہو۔ پھر وہ اس کو لے کر آسمان پر چڑھتے ہیں۔[۲] وہ فرشتوں کی جس مجلس کے پاس سے گزرتے ہیں۔ ان سے پوچھتے ہیں۔ کہ یہ پاکیزہ روح کس کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ فلاں آدمی فلاں کا بیٹا اس کے بہترین نام سے اسکو بتاتے ہیں۔ جو دنیا میں اس کا بہترین نام تھا۔ یہاں تک کہ وہ اسکو لے کر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں۔ دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔[۳] پھر ہر آسمان کے مقرب فرشتے اسکو اگلے آسمان تک وداع کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسکو ساتویں آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ میرے بندے کی کتاب علیین[۴] میں لکھو۔ اور اسکو زمین کی طرف لے جاؤ۔ میں نے ان کو اسی سے پیدا کیا۔ اور اسی میں ان کو لوٹاؤں گا اور اسی سے ان کو دوسری مرتبہ نکالوں گا۔ فرمایا۔ پھر اس کی روح کو جسم میں واپس لایا جاتا ہے۔[۵] پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اسکو بٹھا لیتے ہیں۔ پھر اس سے

فرشتوں میں نظم ونسق ہے۔

مومن کی نزع آسان ہوتی ہے

۳؎ تاکہ ملک الموت فراغت سے اپنا کام پورا کرلے۔ اور اس میں کچھ رکاوٹ واقع نہ ہو ۱۲

۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی جان بڑی آسانی سے نکلتی ہے۔ اور پہلے کئی حدیثوں میں گزر چکا ہے۔ کہ مومن کی نزع بڑی سخت ہوتی ہے۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نزع کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اتنی سختی سے کسی کی جان نکلتے ہوئے نہیں دیکھی۔ تو بظاہر یہ حدیث ان کے مخالف ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ مومن پر نزع شروع ہونے سے پہلے تو سختی ہوتی ہے۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ یا درجات بلند ہو جائیں۔ لیکن جب نزع شروع ہو گئی۔ تو یہ دونوں مقصد ختم ہو جاتے ہیں۔ یا پورے ہو جاتے ہیں۔ پھر جان بڑی آسانی سے نکلتی ہے کیونکہ اس کو بشارتیں سنائی جاتی ہیں۔ اور وہ بڑی خوشی کی حالت میں ہوتا ہے۔ اسے جان نکلنے کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی ۱۲

فَيَقُولَانِ لَهُ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِيْنُكَ فَيَقُولُ دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولَانِ لَهُ وَمَا عِلْمُكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِي فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهٖ مَدَّ بَصَرِهٖ قَالَ وَيَاْتِيْهِ رَجُلٌ اَحْسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرِّيْحِ فَيَقُولُ اَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُولُ لَهُ مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُولُ اَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ فَيَقُولُ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِي وَمَالِي قَالَ وَاِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ اِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُوْدُ الْوُجُوْهِ مَعَهُمُ الْمُسُوْحُ فَيَجْلِسُوْنَ

پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میرا رب اللہ ہے۔ وہ کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ یہ کون آدمی تھا جس کو تم میں بھیجا گیا[1]۔ کہتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کہتے ہیں۔ تجھے کیسے معلوم ہوا۔ وہ کہتا ہے۔ میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا۔ میں اس پر ایمان لایا۔ اور اس کی تصدیق کی۔ پھر ایک آواز دینے والا آسمان سے آواز دیتا ہے۔ کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کے لئے جنت کا فرش بچھا دو۔ اسکو جنتی لباس پہناؤ۔ اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو فرمایا اس کو جنت کی خوشبو اور ٹھنڈی ہوا پہنچنے لگتی ہے۔ حد نگاہ تک اس کی قبر[2] فراخ کردی جاتی ہے۔ اور اس کے پاس ایک بڑا خوبصورت[3] آدمی بڑا اچھا لباس پہنے ہوئے اچھی خوشبو لگا کر آتا ہے۔ وہ کہتا ہے ان چیزوں کی بشارت حاصل کر جو تجھے خوش کریں۔ یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تو وعدہ دیا جاتا تھا۔ وہ اس سے پوچھتا ہے۔ تو کون ہے تیرا منہ وہ منہ ہے جو بھلائی لاتا ہے وہ کہتا ہے میں تیرے نیک عمل ہوں۔ پھر وہ کہتا ہے۔ اے میرے رب قیامت قائم کر کہ میں اپنے اہل اور مال میں جاؤں۔ فرمایا۔ اور کافر بندہ جب دنیا سے قطع تعلق اور آخرت کے سفر کی تیاری میں ہوتا ہے۔ تو اس کے پاس کالے چہروں والے فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں۔ اس سے حد نگاہ تک دور بیٹھ جاتے ہیں

مومن کیلئے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں [1] (حاشیہ صفحہ گذشتہ) مومنوں کے لئے آسمانوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ اور کافروں کیلئے نہیں کھلتے جیسے کہ قرآن مجید میں اس کی صراحت ہے۔ ۱۲۔

علیین مقام اور کتاب کا نام ہے [2] علیین ایک مقام ہے جہاں مومنوں کے ناموں کا اندراج ہوتا ہے۔ اور اس کتاب کو بھی علیین کہا جاتا ہے۔ جس میں نام درج ہوتے ہیں۔ ۱۲۔

مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ اُخْرُجِيْ
اِلٰى سَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ قَالَ فَتَفَرَّقُ فِيْ جَسَدِهٖ فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْزَعُ مِنَ الصُّوْفِ الْمَبْلُوْلِ فَيَاْخُذُهَا
فَاِذَا اَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِيْ يَدِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَجْعَلُوْهَا فِيْ تِلْكَ الْمُسُوْحِ وَتَخْرُجُ مِنْهَا
كَاَنْتَنِ رِيْحِ جِيْفَةٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ بِهَا عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ
الْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا قَالُوْا مَا هٰذَا الرُّوْحُ الْخَبِيْثُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِاَقْبَحِ اَسْمَآئِهِ الَّتِيْ كَانَ
يُسَمّٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيُسْتَفْتَحُ لَهٗ فَلَا يُفْتَحُ لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ
فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اكْتُبُوْا كِتَابَهٗ فِيْ سِجِّيْنٍ فِي الْاَرْضِ السُّفْلٰى فَتُطْرَحُ رُوْحُهٗ طَرْحًا ثُمَّ قَرَاَ

پھر ملک الموت آتا ہے۔ وہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے۔ اے خبیث روح اللہ کے غضب کی طرف نکل۔ فرمایا۔ وہ اس کے جسم میں پھیل جاتی ہے۔ پھر فرشتہ اس کو اس طرح کھینچتا ہے۔ جیسے گیلی اون سے لوہے کی گرم سلاخ کو کھینچا جائے۔ پھر وہ اسکو پکڑ لیتا ہے۔ جب وہ لے لیتا ہے۔ تو وہ فرشتے اس کے ہاتھ میں آنکھ جھپکنے تک بھی نہیں رہنے دیتے۔ وہ اسکو لیکر اس ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اس سے انتہائی بدبودار مردار جیسی بدبو آتی ہے۔ وہ اس کو لیکر اوپر جاتے ہیں۔ وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں۔ یہ ناپاک روح کس کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ فلاں آدمی فلاں کا بیٹا اس کا بدترین نام جو دنیا میں مشہور تھا۔ بیکر بتاتے ہیں۔ یہانتک کہ وہ اسکو آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں۔ دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ تو دروازہ نہیں کھلتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ ان کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے۔ تو اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔ اس کی کتاب کو سجین میں زمین کے نیچے لکھو۔ پھر اس کی روح کو وہیں سے پھینک دیا جاتا ہے

(بقیہ حاشیہ گزشتہ) ؎۵ تاکہ پورے ہوش وحواس سے منکر اور نکیر کے سوالوں کا پورا پورا جواب دے سکے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر سے پوچھا۔ عمر اس وقت تیری کیا حالت ہوگی۔ جبکہ دو فرشتے تجھکو قبر میں آکر بٹھا دیں گے۔ پھر تجھے جھنجھوڑیں گے۔ پھر تجھے ہلائیں گے اور پوچھیں گے تیرا رب کون ہے۔ تیرا نبی کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ تو حضرت عمر نے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا میری یہ عقل مجھ کو واپس کر دی جائے گی تو آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ تو حضرت عمر نے کہا۔ پھر میں ان سے نمٹ لوں گا۔ (حاشیہ صفحہ گزشتہ)

قبر میں سوال کی کیفیت

له آنحضرت صلعم کا نام نہیں لیتے تاکہ اس کا جواب خود ہی نہ بتا دیں۔۱۲

قبر گڑھے کا نام نہیں

سه اس قبر سے مراد ظاہری قبر نہیں کیونکہ وہ تو مومن اور کافر کی ایک جیسی ہوتی ہے۔ اس سے مراد اس کی برزخی قبر ہے۔ اور اسی سے اسکو راحت یا عذاب ہوتا ہے۔۱۲۔

اچھے اعمال کی شکل بھی اچھی ہوتی ہے

سکه اس نے چونکہ عمل بھی اچھے کیے تھے۔ اس لئے ان کی ظاہری شکل بھی اچھی ہوگی۔ اور کافر منافق

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ فَتُعَادُ
رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ
لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ
هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ كَذَبَ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى
النَّارِ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ وَيَاْتِيْهِ رَجُلٌ
قَبِيْحُ الْوَجْهِ قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِيْ يَسُوْءُكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِيْ كُنْتَ
تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالشَّرِّ فَيَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ فَيَقُوْلُ رَبِّ
لَا تُقِمِ السَّاعَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِيْهِ اِذَا خَرَجَ رُوْحُهٗ صَلّٰى عَلَيْهِ كُلُّ مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَاءِ

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اور جو آدمی اللہ کے ساتھ شرک کرے۔ گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ یا تو اسے پرندے اچک کر لے جائیں گے۔ یا ہوا اسکو کسی گہرے کھنڈ میں گرا دے گی پھر اسکی روح جسم میں واپس لائی جاتی ہے۔ اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اس کو بٹھا دیتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں جانتا[1] پھر پوچھتے ہیں۔ تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں جانتا۔ پھر کہتے ہیں۔ یہ کون آدمی تھا جو تم میں بھیجا گیا۔ وہ کہتا ہے افسوس افسوس میں نہیں جانتا۔ ایک آواز دینے والا آسمان سے آواز دیتا ہے۔ اس نے جھوٹ بولا[2]۔ اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھا دو اور اس کے لئے آگ کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ پھر اس کے پاس جہنم کی بدبو اور بھاپ پہنچتی رہتی ہے۔ اور قبر اس پر اتنی تنگ ہو جاتی ہے۔ کہ اسکی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اس کے پاس ایک نہایت بدشکل برے لباس والا انتہائی گندی بدبو والا آدمی آتا ہے اور کہتا ہے۔ جو چیزیں تجھے بری لگیں ان کی خوشخبری حاصل کر۔ کہ یہ تیرا وہ دن ہے۔ جس کا تو وعدہ دیا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ تو کون ہے۔ تیرا منہ تو بہت برا منہ ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میں تیرے گندے اور ناپاک عمل ہوں۔ پھر وہ کہتا ہے۔ اے میرے رب قیامت قائم نہ کرنا۔ اور ایک روایت بھی اسی طرح ہے۔ لیکن اتنا زیادہ ہے۔ جب مومن کی روح نکلتی

رسمی ایمان کام نہیں دیتا [1] اس سے معلوم ہوا۔ کہ رسمی طور پر کبھی اللہ اور رسول اور دین کا نام لے لینے سے قبر میں اور حشر میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ فائدہ صرف اسی صورت میں ہوگا۔ کہ اس اقرار کے ساتھ دل کی تصدیق بھی ہو۔ اور پھر بار بار اس کے تذکرہ سے مُتَرَین بھی ہو۔ اور اسی کے مطابق اعمال بھی ہوں۔ بعض روایتوں میں ہے۔ کہ وہ کہے گا۔ مجھے یاد تو نہیں۔ لیکن میں بھی اسی طرح کہا کرتا تھا۔ جس طرح لوگ کہا کرتے تھے۔ اور پھر بھی اس کی نجات نہیں ہوگی معلوم ہوا۔ کہ پوری ہوش اور عقل اور علم سے ان چیزوں کا اقرار تصدیق اور عمل کرے۔ ورنہ تقلیدی ایمان وہاں کسی کام کا نہیں ہوگا۔ ۱۲-

منافق اور کافر کیوں جھوٹا ہے۔ [2] اس نے جھوٹ بولا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ خدا اور رسول اور اسلام کو تو پوری دنیا جان چکی۔ گھر گھر ان کا تذکرہ ہوا۔ جگہ جگہ ان کے چرچے ہوئے۔ پہاڑوں کی بلندیوں پر بھی ان کی آواز گونجی۔ سمندروں کی تہ میں بھی ان کے ترانے گائے گئے۔ اور یہ بدبخت ابھی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ ۱۲-

وَالْاَرْضِ وَكُلُّ مَلَكٍ فِي السَّمَاءِ وَفُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ بَابٍ اِلَّا وَهُمْ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ اَنْ يُعْرَجَ بِرُوْحِهٖ مِنْ قِبَلِهِمْ وَتُنْتَزَعُ نَفْسُهٗ يَعْنِي الْكَافِرَ مَعَ الْعُرُوْقِ فَيَلْعَنُهٗ كُلُّ مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَكُلُّ مَلَكٍ فِي السَّمَآءِ وَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ بَابٍ اِلَّا وَهُمْ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ اَنْ لَا يُعْرَجَ رُوْحُهٗ مِنْ قِبَلِهِمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۰۷۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ كَعْبًا الْوَفَاةُ اَتَتْهُ اُمُّ بِشْرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنْ لَقِيْتَ فُلَانًا فَاقْرَاْ عَلَيْهِ مِنِّي السَّلَامَ فَقَالَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ يَا اُمَّ بِشْرٍ نَحْنُ اَشْغَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى قَالَتْ فَهُوَ ذَاكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ۔

ہے۔ تو اس پر زمین اور آسمان کے درمیانی فضا میں رہنے والے اور آسمان والے فرشتے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ہر دروازے والے اللہ تعالٰی سے یہی دعا کرتے ہیں۔ وہ ان کے دروازہ سے داخل ہو۔ اور جب کافر کی روح نکالی جاتی ہے۔ تو رگوں سمیت اکھڑتی ہے۔ آسمان اور فضا کے رہنے والے تمام فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ اور آسمان کے دروازے اس کے لئے بند کر دیے جاتے ہیں ہر دروازے والے اللہ تعالٰی سے یہی دعا کرتے ہیں۔ کہ اس کی روح ان کی دروازہ کی طرف سے نہ چڑھے[۱] اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۰۷ عبدالرحمٰن بن کعب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب ان کے باپ حضرت کعب کی وفات کا وقت آیا۔ تو آپ کے پاس ام بشر بنت براء بن معرور آئی۔ اور کہنے لگی اے ابو عبدالرحمٰن اگر فلاں آدمی کو تو ملے۔ تو اسکو میری طرف سے سلام کہنا۔ تو کعب نے کہا۔ اے ام بشر اللہ تجھ کو بخشے ہمیں مصروفیت اس سے بہت زیادہ ہوگی کہنے لگی۔ اے ابو عبدالرحمٰن کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔ کہ آپ فرماتے تھے کہ مومنوں کی روحیں سبز پرندوں کے جسموں میں جنت کے درختوں پر پھل کھاتی پھرتی ہونگی۔ کعب نے کہا ہاں وہ کہنے لگیں بس یہی مطلب ہے۔ اسکو ابن ماجہ اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں روایت کیا۔

---

[۱] اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں دو سندوں سے روایت کیا ہے۔ جن میں ایک سند اچھی ہے۔ اور ابن ماجہ کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے۔ اور عبدالرحمٰن کی اگلی حدیث کی سند اچھی ہے۔ اسکو نسائی اور سیوطی نے صحیح کہا ہے۔ اور اس فصل کی آخری حدیث جابر والی کی سند صحیح ہے۔ یہ حدیث اگرچہ بظاہر موقوف ہے۔ لیکن حکما مرفوع ہے کیونکہ ایسی باتیں اجتہاد اور قرینہ سے معلوم نہیں ہوتیں ان حدیثوں کے متعلق یہ اختلاف کیا گیا ہے۔ کہ آیا یہ نوازش اور انعام و اکرام کہ وفات کے بعد ان کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت کے باغوں میں پھل کھاتی پھرتی ہیں۔ اور قیامت کو پھر اپنے جسموں میں داخل ہو جائیں گی کیا یہ شہیدوں کے لئے خاص ہے یا عام مومن بھی اس میں شامل ہیں۔ تو ایک جماعت نے تو اسکو شہیدوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور بعض اس طرف گئے ہیں۔ کہ یہ تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے

باقی بر صفحہ آئندہ

۱۰۸۔ وَعَنْهُ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا نَسَمَۃُ الْمُؤْمِنِ طَیْرٌ تَعَلَّقُ فِیْ شَجَرِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یُرْجِعَهُ اللّٰہُ فِیْ جَسَدِهٖ یَوْمَ یَبْعَثُهٗ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ کِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ۔

۱۰۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَهُوَ یَمُوْتُ فَقُلْتُ اِقْرَأْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

بَابُ غُسْلِ الْمَیِّتِ وَتَکْفِیْنِهٖ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۰۔ عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ

۱۰۸۔ اور ابو عبدالرحمٰن اپنے باپ کعب سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مومن کی روح پرندے کی صورت میں جنت میں کھاتی پھرتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اپنے جسم میں لوٹا دے۔ اسکو مالک نسائی اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں روایت کیا۔

۱۰۹۔ محمد بن منکدر نے کہا۔ میں جابر بن عبداللہ کے پاس گیا۔ ان کی موت کا وقت قریب تھا۔ میں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

میت کو غسل اور کفن دینے کا بیان

فصل اول

۱۱۰۔ ام عطیہ رضی اللہ نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (زینب) کو غسل دے رہی تھیں کہ آپ تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا اس

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) حضرت کعب کا یہ کہنا کہ ہمیں مشغولیت بہت زیادہ ہو گئی اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم تو اپنے مال کا حساب دینے میں مشغول ہوں گے۔ سلام کہنے کی فرصت نہ ملے۔ تو ام بشر نے یہ جواب دیا۔ کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ آپ تو انشاء اللہ ان لوگوں میں سے ہوں گے۔ جنکی روحیں جنت میں پھل کھاتی پھرتی ہیں اور قرآن مجید کی سورہ فتح کی یہ آیت وکلا وعد اللہ حسنیٰ کی خبر دیتی ہے۔ کہ سب صحابہ کرام جنتی ہیں۔ ۱۲۔

نسمہ سے مراد روح ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) لہ اس حدیث میں جو نسمہ کا لفظ بولا گیا ہے نسمہ کا معنی ہے۔ روح اور جسم دونوں یا صرف روح بھی اور یہاں روح ہی مراد ہے۔ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ قیامت کو ان کے جسموں میں ان کو داخل کر دیں گے۔ ۱۲

روح فنا نہیں ہوتی۔ ٢ہ یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ کہ روحیں باقی رہتی ہیں۔ اور جسموں کے فنا ہو جانے سے د

باقی بر صفحہ آئندہ

فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا حِقْوَهٗ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا وَابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَقَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ فَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۱۱ :۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلٰثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۱۲ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تین یا پانچ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دینا۔ بشرطیکہ تم کو ضرورت محسوس ہو۔ اور پانی میں بیری کے پتے ڈال لو۔ اور آخری مرتبہ کچھ کافور بھی ڈال لینا۔ جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو اطلاع دینا۔ جب ہم فارغ ہو گئیں۔ تو ہم نے آپکو اطلاع کی۔ آپ نے اپنا تہ بند اتار کر ہماری طرف پھینکا اور فرمایا اسکو اسمیں کفن دیدو اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اسکو طاق غسل دینا تین یا پانچ یا سات مرتبہ اور دائیں طرف سے شروع کرنا۔ اور وضو کے اعضا پہلے دھونا۔ ام عطیہ نے کہا۔ کہ ہم نے زینب کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین چوٹیاں گوندھ دیں۔ اور پیچھے کی طرف ڈال دیں۔ [۱] متفق علیہ

۱۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ سفید رنگ کے سوتی اور سحولی کپڑے تھے جن میں نہ تو کوئی قمیص تھی اور نہ پگڑی [۲] متفق علیہ۔

۱۱۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو کفن دے۔ تو بہتر اچھا کفن دے [۳]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

نہیں ہو جاتیں نیک لوگوں کی روحیں نعمت حاصل کرتی ہیں۔ اور ان کو راحت اور آرام پہنچتا ہے۔ اور بد کردار لوگوں کی روحیں سزا دی جاتی ہیں۔ اور قیامت سے پہلے انکو عذاب

میت کو کتنی دفعہ غسل دینا چاہیئے (حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اسکو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب تھیں جو ابو العاص کے نکاح میں تھیں۔ غسل واجب ایک دفعہ ہے۔ تین بار مستحب ہے۔ اور اس سے زیادہ اگر ضرورت ہو تو سات بار تک دیا جا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ مکروہ ہے۔ کافور ملانے کی دو وجہ ہیں۔ ایک خوشبو کا ہو جانا اور دوسرے کپڑوں کا بھگانا مستحب ہے۔ کہ عورت کے بالوں کو تین مینڈھیاں کر دیا جائے ۱۲۔

کفن میں قمیص اور پگڑی ہے یا نہیں [۲] اسکو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ صحابہ کی پوری جماعت اس پر متفق ہے۔ کہ تین کپڑوں سے زیادہ مرد کے لئے مکروہ ہیں۔ سفید کپڑے کا کفن دینا مستحب ہے۔ اور اس میں اختلاف ہے۔ کہ کفن میں قمیص اور پگڑی ہونی چاہئیں یا نہیں۔ تو امام مالک شافعی

۱۱۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ خَبَّابٍ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ فِيْ بَابِ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۱۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ وَمِنْ خَيْرِ اَكْحَالِكُمُ الْاِثْمِدُ فَاِنَّهٗ يُنْبِتُ الشَّعْرَ وَيَجْلُو الْبَصَرَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ اِلٰى مَوْتَاكُمْ

۱۱۵۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغَالُوْا فِي الْكَفَنِ فَاِنَّهٗ يُسْلَبُ سَلْبًا

۱۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھ کر جا رہا تھا۔ اسکی ایک اونٹنی نے گردن توڑ دی۔ وہ فوت ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو۔ اور اس کو انہی دونوں کپڑوں میں کفن دیدو۔ اور اسکو خوشبو نہ لگانا۔ اور اس کا سر نہ ڈھانپنا۔ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا[۱]۔ متفق علیہ۔ اور ہم خباب کی وہ حدیث جس میں مصعب بن عمیر کے قتل کا واقعہ ہے۔ باب جامع المناقب میں انشاء اللہ بیان کریں گے۔

فصل دوم

۱۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اپنے سفید کپڑے پہنا کرو۔ یہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں۔ انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔ اور بہترین سرمہ اثمد ہے۔ وہ پلکوں کو اگاتا ہے۔ اور نظر کو تیز کرتا ہے[۲]۔ اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور ابن ماجہ نے موتاکم تک روایت کیا۔

۱۱۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہنگے کفن نہ خریدا کرو۔ کہ وہ بہت جلد خراب ہو جاتا ہے[۳]۔ اسکو ابوداؤد

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور احمد کہتے ہیں۔ کہ تینوں لفافے ہی ہوں۔ ان میں قمیص اور پگڑی نہ ہوں۔ ۱۲۔

کفن صاف ستھرا ہونا چاہیئے۔ [۳] اچھا کفن دینے کا مطلب مہنگا۔ ریشمی یا ڈیزائنی دار نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب صرف صاف ستھرا ہے۔

کفن میں واجب ایک کپڑا ہے (حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اسکو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ محرم اگر احرام کی حالت میں فوت ہو جائے۔ تو اسکو انہی احرام کی چادروں میں کفن دینا چاہیئے۔ اسکو خوشبو نہ لگائی جائے۔ اس کا سر نہ ڈھانپا جائے۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب احد کے دن شہید ہوئے۔ تو ان کا ترکہ صرف ایک چادر تھا۔ جب اسکو سر پر ڈالا جاتا تھا۔ تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے۔ اور جب پاؤں ڈھانپے جاتے تھے۔ تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن واجب

سَرِیْعًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۱۶۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّہٗ لَمَّا حَضَرَہُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِیَابٍ جُدُدٍ فَلَبِسَہَا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمَیِّتُ یُبْعَثُ فِیْ ثِیَابِہِ الَّتِیْ یَمُوْتُ فِیْہَا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۱۷۔ وَعَنْ عُبَادَۃَ ابْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ الْکَفَنِ الْحُلَّۃُ وَخَیْرُ الْاُضْحِیَۃِ الْکَبْشُ الْاَقْرَنُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ۔

۱۱۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلٰی اُحُدٍ اَنْ یُّنْزَعَ عَنْہُمُ الْحَدِیْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ یُّدْفَنُوْا بِدِمَائِہِمْ وَثِیَابِہِمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۹۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ اُتِیَ بِطَعَامٍ وَکَانَ صَائِمًا فَقَالَ

نے روایت کیا۔

۱۱۶ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو آپ نے نئے کپڑے منگائے۔ انکو پہنا۔ پھر کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا ہے۔ میت اپنے انہی کپڑوں میں اٹھائی جائے گی۔ جن میں مرے گی۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۱۷۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔ بہترین کفن دو کپڑوں ازار اور چادر کا ہے۔ اور بہترین قربانی سینگدار مینڈھا ہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اسکو ابوامامہ سے روایت کیا ہے۔

۱۱۸ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کی پوستینیں اور لوہے کے ہتھیار اتار لیے جائیں۔ اور ان کو انہی خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیا جائے۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا

فصل سوم

۱۱۹ سعد بن ابراہیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ اور وہ روزے دار تھے۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ایک کپڑا ہے۔ اور احرام والے کی وہی دو چادریں۔ ۱۲۔

کفن سفید کپڑوں میں دیا جائے۔ ۵۵ اسکو احمد۔ حاکم۔ ابن حبان۔ شافعی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ سفید کپڑے میں کفن مستحب ہے۔ واجب نہیں۔ اور ائمہ اصفہانی سرمہ ہے۔

ریشمی کپڑے میں کفن نہ دیا جائے۔ ۵۶ اس حدیث کو نووی اور منذری نے صحیح کہا ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ کہ کفن مہنگے نہ خریدے جائیں۔ مثلاً ریشمی کپڑے کا کفن نہ دیا جائے۔ وہ جلد خراب ہو جاتا ہے۔ کہ در مطلب میں ایک تو یہ کہ مہنگا کپڑا نفیس اور باریک ہوتا ہے۔ تو لنبتاً وہ بہت جلدی پھٹ جاتا ہے

قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَلَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۲۰ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَنَفَثَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ قَالَ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قَمِيصًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

بَابُ الْمَشْيِ بِالْجَنَازَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۲۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ

کہنے لگے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ان کو ایک ایسی چادر میں کفن دیا گیا۔ کہ اگر اس سے ان کا سر ڈھانپا جاتا۔ تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ اور اگر پاؤں کو ڈھانپا جاتا۔ تو آپ کا سر ننگا ہو جاتا۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا۔ اور حضرت حمزہ شہید ہو گئے وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر ہم پر دنیا فراخ کر دی گئی۔ یا کہا کہ ہمیں دنیاوی گئی جتنی دی گئی اور ہمیں یہ بھی ڈر ہے۔ کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا ہی میں نہ دے دیا جائے۔ پھر آپ رونے لگے۔ یہاں تک کہ کھانا بھی چھوڑ دیا۔[۱] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی مشہور (منافق) کی قبر پر آئے۔ جبکہ اس کو قبر میں داخل کر دیا گیا تھا آپ نے حکم دیا، تو اسکو باہر نکالا گیا۔ آپ نے اس کو اپنے گھٹنوں پہ رکھا۔ اور اس کے منہ میں اپنی لب مبارک ڈالی۔ اور اسکو اپنی قمیض اتار کر پہنا دی[۲] جابر نے کہا۔ کہ عبداللہ نے حضرت عباس کو قمیض پہنائی تھی۔ متفق علیہ۔

جنازہ کے ساتھ چلنے اور اس پر نماز پڑھنے کا بیان

فصل اول

۱۲۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازہ کو جلدی لے جایا کرو۔ اگر وہ نیک ہے۔ تو تم اسے بھلائی کیطرف

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور مطلب یہ ہے۔ کہ جب کفن کو پھٹنا اور گندا ہی ہونا ہے۔ تو مہنگا کفن خریدنے کا کیا فائدہ معمولی سادہ صاف ستھرا کپڑا ہونا چاہیے۔ ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔ پھر اللہ تبارک و تعالٰے نے انکو بڑا دولتمند کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی دل بھی بڑا زاہدانہ عطا کیا۔ کھڑے کھڑے ہزاروں لاکھوں روپے لٹا دیتے تھے۔ اور پھر بھی ہمیشہ لرزاں و ترساں رہتے کہ شائید **عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی کیفیت۔**

صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَہَا اِلَیْہِ وَاِنْ تَکُ سِوٰی ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَہٗ عَنْ رِقَابِکُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۱۲۲۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَہَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِہِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَہْلِہَا یَا وَیْلَہَا اَیْنَ تَذْہَبُوْنَ بِہَا یَسْمَعُ صَوْتَہَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۲۳۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَہَا فَلَا یَقْعُدْ حَتّٰی تُوْضَعَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

جلدی لے چلو۔ اور اگر برا ہے۔ تو تم اپنی گردن سے بوجھ اتار دو[۱] متفق علیہ۔

۱۲۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب جنازہ تیار کر کے رکھ دیا جاتا ہے۔ اور لوگ اس کو اٹھا کر لے چلیں۔ تو اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے۔ مجھے جلدی لے چلو۔ اور اگر برا ہو تو کہتا ہے تم پر افسوس مجھے کدھر لئے جا رہے ہو۔ اسکی آواز انسانوں کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اور اگر انسان سن لے تو بیہوش ہو جائے[۱] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۳۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔ اور جو آدمی جنازہ کے ساتھ جائے وہ جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے[۲] متفق علیہ

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہماری نیکیوں کا حساب اس دنیا کی دولت ہی میں ختم ہو جائے۔ اور اپنی کیفیت یہ تھی۔ کہ غریب فقراء مہاجرین کا تذکرہ بڑے رشک سے کر رہے ہیں۔ اور پھر روزے دار بھی تھے۔ پھر بھی کھانا تک نہیں کھایا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲۔

ایمان کے بغیر نجات نہیں [۳] عبد اللہ بن ابی منافقوں کا سردار تھا۔ اس کے بیٹے کا نام بھی عبد اللہ تھا۔ وہ مومن مخلص تھا جب یہ منافق مرا تو اسکا بیٹا آیا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرا باپ جیسا تھا۔ آپکو معلوم ہے۔ پھر بھی میری یہ خواہش ہے۔ کہ آپ اس کا جنازہ بھی پڑھیں۔ اور اپنی قمیص بھی دیں کہ میں اسکو اسمیں کفن دوں۔ اور اس کی قبر پر بھی چلیں۔ بدر کے دن حضرت عباس جب قید ہو کر آئے۔ تو گلے سے ننگے تھے۔ بڑے جسم تھے۔ انکو کسی کی قمیص پوری نہیں آتی تھی صرف اس منافق کی قمیص پوری آتی۔ آنحضرت نے سوچا۔ کہ چلو اس منافق کے احسان کا بدلہ بھی ہو جائیگا۔ آپ نے اس کو قمیص بھی دی۔ اور اس کا جنازہ بھی پڑھا۔ اس کے منہ میں اپنا لب مبارک بھی ڈالا۔ لیکن اس منافق بے ایمان کی نجات پھر بھی نہ ہوئی۔ ۱۲۔

جنازہ جلدی لے جانا چاہیئے (حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسکا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

مومن اور کافر کو اپنے انجام کا پتہ چل جاتا ہے [۲] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ چونکہ نزع کے وقت ہی ملک الموت ہر ایک کو اس کے ٹھکانے کی اطلاع دے دیتا ہے۔ لہذا قبر میں جانے سے پہلے ہی ہر ایک کو اپنے ٹھکانے کا پتہ چل جاتا ہے۔ مومن تو کہتا ہے۔ مجھے جلدی لے چلو۔ تاکہ میں جا کر آرام

۱۲۴:۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا يَهُوْدِيَّةٌ فَقَالَ اِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۲۵:۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ رَاَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِيْ فِي الْجَنَازَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةِ مَالِكٍ وَاَبِيْ دَاوٗدَ قَامَ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ۔

۱۲۶:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ[ا] كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۲۷:۔ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَ

۱۲۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک جنازہ گزرا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے کھڑے ہوگئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ ہم نے کہا۔ اے اللہ کے رسول یہ تو یہودی عورت کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا موت ڈرنے اور گھبرانے کی جگہ ہے جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو متفق علیہ

۱۲۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا ہوتے دیکھا۔ تو ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ اور آپ بیٹھے۔ تو ہم بھی بیٹھ گئے اسکو مسلم نے روایت کیا۔ اور مالک اور ابوداؤد کی روایت میں ہے۔ آپ پہلے جنازہ کے لئے کھڑا ہوا کرتے تھے۔ پھر بعد میں بیٹھے رہتے۔

۱۲۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی مسلمان آدمی کے جنازہ کے پیچھے چلے۔ ایمان اور ثواب کی نیت سے اور نماز جنازہ اور دفن تک اس کے ساتھ رہے۔ تو وہ دو قیراط اجر لیکر واپس آتا ہے ہر قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔ اور جو آدمی نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرنے سے پہلے واپس آجائے۔ تو اسکو ایک قیراط ثواب ملتا ہے۔ متفق علیہ۔

۱۲۷ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی خبر اسی دن سے دے دی۔ جس دن اس کی وفات ہوئی تھی۔ اور آپ

(حاشیہ متعلقہ صفحہ سابقہ) کروں اور کافر وغیرہ کہنا ہے مجھے کیوں تباہی اور بربادی کے گڑھے میں لیے جا رہے ہو۔ پھر وہ اس قدر چیختا ہے کہ اسکی چیخیں تمام چیزیں سنتی ہیں صرف جن اور انسان نہیں سنتے اگر وہ سن لیں تو دنیا کا کاروبار معطل ہو جائے اور ایمان بالغیب نہ رہے ۱۲۔

جنازہ کیلئے کھڑا ہونا سنت نہیں ؎ ابن ماجہ کے سوا اس حدیث کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ (امام احمد کہتے ہیں کہ آدمی کو اختیار ہے چاہے تو بیٹھا رہے چاہے تو کھڑا ہو جائے باقی ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہونا ابتدا میں تھا بعد میں حضرت علی کی حدیث سے منسوخ ہو گیا۔ لیکن یہاں نسخ کی ضرورت نہیں تطبیق ہو سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ کھڑا ہونا استحباب کے لیے ہے اور بیٹھنا جواز کے لیے اور جابر کی حدیث کو نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت علی کی حدیث کو احمد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ؎ قیراط دو رتی کے قریب ایک وزن ہے لیکن جو قیراط اللہ تعالٰی کے پاس ہے وہ احد پہاڑ سے بھی بڑا ہے جو دفن میت تک ساتھ رہے اسے احد پہاڑ سے دگنا اجر ملیگا اور جو جنازہ کی نماز پڑھ کر آجائے اسے احد پہاڑ کے برابر ثواب ملتا ہے ۱۲۔

خَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۲۸: وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۹- وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فَقَالَ لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ-

---

لوگوں کو لے کر عیدگاہ کی طرف نکلے۔ ان کی صف بنائی۔ اور چار تکبیریں پڑھیں[۵] متفق علیہ۔

۱۲۸ عبدالرحمٰن بن ابی لیلی نے کہا۔ کہ زید بن ارقم ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک جنازہ پر انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں۔ ہم نے ان سے سوال کیا۔ تو فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیریں پڑھا کرتے تھے[۶]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۹ طلحہ بن عبداللہ بن عوف نے کہا۔ کہ میں نے عبداللہ بن عباس کے پیچھے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ آپ نے اس میں سورہ فاتحہ بھی پڑھی۔ اور فرمایا۔ کہ تم کو جاننا چاہیئے۔ کہ یہ سنت[۷] ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

---

۵ نجاشی کا غائبانہ جنازہ۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ نجاشی حبشہ کا ایک نیکدل عیسائی بادشاہ تھا اور نجاشی حبشہ کے بادشاہوں کا لقب ہے اس بادشاہ کا نام اصحمہ تھا جب مسلمان ہجرت کر کے حبشہ گئے تو کفار مکہ نے مسلمانوں کی واپسی کے لیے ایک وفد بھیجا جب کفار نے مسلمانوں کے متعلق مغالطہ آمیز اطلاعات نجاشی کو دیں تو اس نے مسلمانوں کو بلایا حضرت جعفر نے اسلام کی نمائندگی کی اور حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے متعلق اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کی تو بادشاہ دل سے مسلمان ہو گیا لیکن حالات کی مجبوری کی وجہ سے اسلام کا اظہار نہ کر سکا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجے اور کفار مکہ ناکام واپس آئے اور مسلمان اس کے ملک میں امن وامان سے رہنے لگے جب یہ بادشاہ فوت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو نجاشی کی موت کی خبر دی اور آپ نے صحابہ کو بتایا اور جنازہ کی نماز کے لیے باہر گئے اور غائبانہ جنازہ پڑھا۔ امام شافعی، احمد، اسحٰق اور صحابہ وتابعین کی ایک جماعت اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ غائبانہ جنازہ پڑھنا جائز ہے حنفیہ اسکو جائز نہیں سمجھتے اور اسکی یہ تاویل کرتے ہیں کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت کے سامنے کر دیا گیا تھا۔ لیکن اسکی کوئی دلیل نہیں اور لطف یہ کہ حنفیہ قبر پر جنازہ جائز سمجھتے ہیں۔ اور اس صورت میں بھی جنازہ سامنے تو نہیں ہوتا اور یہ بھی یاد رہے کہ جنازہ ایک دعا ہے جس میں حاضر اور غائب کی کوئی قید نہیں۔ بلکہ غائب کے حق میں دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ ۱۲-

۶ تکبیرات جنازہ کتنی ہیں۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ جنازہ کی تکبیریں چار سے لے کر نو تک ثابت ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدریوں کے جنازہ میں چھ تکبیریں پڑھیں اور دوسرے صحابہ پر پانچ تکبیریں پڑھا کرتے تھے بعد میں صحابہ کے احترام کے پیش نظر اور لوگوں پر چار تکبیریں پڑھی جانے لگیں اور اسی پر اکثریت نے فیصلہ کر دیا۔ اگر آج بھی جنازہ میں پانچ پانچ تکبیریں کہی جائیں تو درست ہیں ۱۲۔

۷ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان، ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے اور بعض روایات سے تو اس کے ساتھ سورۃ کا ملانا بھی ثابت ہے۔ امام شافعی۔ احمد۔ اسحٰق اور اہلحدیث کا یہی مسلک ہے کیونکہ احادیث سے یہی کچھ ثابت ہے ۱۲

۱۳۰۔ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ ذٰلِكَ الْمَيِّتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۱۔ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَتْ اَدْخِلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى اُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَاُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ

۱۳۰۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھائی۔ میں نے آپ کی دعا یاد کر لی۔ آپ کہہ رہے تھے۔ اے اللہ اس کو بخش دے۔ اس پر رحم فرما۔ اس کو عذاب سے بچا۔ اسے معافی دیدے۔ اس کی مہمانی اچھی کر۔ اس کی قبر فراخ کر دے۔ اس کو پانی برف اور اولے سے اس کو دھو دے۔ اور اس کو گناہوں سے ایسا پاک صاف کر دے۔ جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک کر دیا۔ اور اس کو اس کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔ اور اس کو اس کے اہل سے بہتر اہل عطا کر۔ اور اس کی بیوی سے اس کو اچھی بیوی دیدے اور اس کو جنت میں داخل کر۔ اور قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ عوف نے کہا۔ یہاں تک کہ میں نے خواہش کی کہ کاش یہ میت میری ہوتی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۱۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے۔ کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ انکے جنازہ کو مسجد میں رکھو۔ تاکہ میں ان پر نماز پڑھ لوں۔ حضرت عائشہ کی اس بات کا انکار کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ

لہ جنازہ میں باآواز بلند دعا پڑھنا اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ دعا بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔ کیونکہ اگر آپ دل میں پڑھ رہے ہوتے تو عوف کو کیسے سنائی دیتی۔ اہلحدیث کا مذہب یہی ہے کہ دعا کو آہستہ پڑھنا بھی جائز ہے اور بلند آواز سے بھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جنازے کی دعاؤں میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور فتنہ قبر سے مراد یہاں منکر اور نکیر کے سوالوں کا جواب ہے کہ اس کو جواب صحیح آجائے اور منکر نکیر کے فتنہ سے بچ جائے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک دعائیں احادیث میں آئی ہیں بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی ساتھ ملا کر پڑھ لے تاکہ سب پر عمل ہو جائے۔ جنازے کی دعاؤں میں عورت اور مرد کے لیے ضمیریں بدلنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ضمیروں کا مرجع میّت ہے اور یہ لفظ مذکر مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے ۱۲۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۲۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسْطَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۳۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَيْلًا فَقَالَ مَتَى دُفِنَ هٰذَا قَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ أَفَلَا آذَنْتُمُونِي قَالُوا دَفَنَّاهُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

علیہ وسلم نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی پر مسجد ہی میں نماز پڑھی تھی[۱]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۲ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت پر جو نفاس میں فوت ہو گئی تھی۔ جنازہ کی نماز پڑھی۔ آپ اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے تھے[۲]۔ متفق علیہ

۱۳۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ جس کی میت کو دفن کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اسے کب دفن کیا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ آج کی رات آپ نے فرمایا۔ تم نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی۔ کہنے لگے ہم نے اس کو رات کے اندھیرے میں دفن کیا تھا۔ ہم نے آپ کو اس وقت جگانا نامناسب سمجھا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی۔ آپ نے اس پر نماز پڑھی[۳]۔ متفق علیہ

۱؎ مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا اور مسجد میں میت کو لے جانا جائز ہے امام شافعی۔ احمد اور ایک روایت میں امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے اور اہلحدیث بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہ اس کے خلاف ہیں اور وہ جو حدیث بیان کرتے ہیں کہ جو آدمی مسجد میں جنازہ پڑھے اسے کوئی اجر نہیں ملتا اس حدیث کا قطعاً کوئی اصل نہیں ہے۔ بیضا کے تین بیٹے تھے۔ سہل، سہیل اور صفوان ان کی ماں کا نام رعد بنت الجحدم ہے اور بیضاء اس کی صفت ہے جس سے وہ مشہور ہوئی اور ان لڑکوں کے باپ کا نام وہب بن ربیعہ قرشی ہے ۱۲۔

۲؎ جنازہ میں کہاں کھڑا ہو۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر میت عورت ہو تو امام جنازہ کے وقت اس کے درمیان میں کھڑا ہو اور اگر میت مرد ہو تو امام سر یا سینہ کے مقابل کھڑا ہو امام شافعی کا یہی مذہب ہے اور فقہ کی بعض کتابوں میں امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا بھی یہی مذہب بیان کیا گیا ہے ۱۲

۳؎ قبر پر جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ اس کو ابو داؤد نے مختصر اور طبرانی نے مطول روایت کیا ہے اور یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے۔ ابوہریرہ کی حدیث میں جو اس کے بعد آرہی ہے شک ہے کہ وہ قبر کسی نوجوان کی تھی یا اس عورت کی جو مسجد کی خدمت کیا کرتی تھی ابن خزیمہ نے تصریح کی ہے کہ وہ

(باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۳۴ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ کَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابٌّ فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَنْهَا اَوْ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ اَفَلَا کُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ قَالَ فَکَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا اَوْ اَمْرَهٗ فَقَالَ دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهٖ فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰی اَهْلِهَا وَاِنَّ اللهَ یُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلٰوتِیْ عَلَیْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَلَفْظُهٗ لِمُسْلِمٍ

۱۳۵ - وَعَنْ کُرَیْبٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ مَاتَ لَهُ ابْنٌ بِقُدَیْدٍ اَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ یَا کُرَیْبُ انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهٗ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَاِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ تَقُوْلُ هُمْ اَرْبَعُوْنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَخْرِجُوْهُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

---

۱۳۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک کالے رنگ کی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ یا ایک نوجوان تھا۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر حاضر پایا تو اس کے متعلق سوال کیا لوگوں نے کہا۔ وہ فوت ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی۔ ابوہریرہ نے کہا۔ گویا لوگوں نے اس کے جنازہ کو معمولی سمجھ کر اطلاع نہ کی۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ لوگوں نے اس کی قبر بتائی۔ آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ پھر فرمایا۔ یہ قبریں اپنے اہل پر اندھیروں سے بھری ہوئی ہیں اور اللہ تعالےٰ نے میری نماز کے سبب ان کو روشن کر دیتے ہیں۔ متفق علیہ اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

۱۳۵ کریب حضرت ابن عباس کے مولیٰ (آزاد شدہ غلام) ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ کا ایک لڑکا قدید یا عسفان میں فوت ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے کریب ذرا جا کر دیکھو۔ کتنے آدمی جنازہ کے لئے آگئے ہیں۔ میں باہر نکلا۔ تو کچھ لوگ جمع ہو چکے تھے۔ میں نے آپ کو اطلاع دی۔ کہنے لگے کیا تیرے خیال میں چالیس آدمی ہوں گے۔ تو اسنے کہا۔ ہاں۔ تو آپ نے فرمایا۔ جنازہ نکالو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) قبر اس عورت کی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر جنازہ پڑھنا جائز ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور مالک کہتے ہیں کہ اگر پہلے جنازہ نہ پڑھا گیا ہو تو پھر جائز ہے ورنہ نہیں ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ **ایک جامع حدیث** - اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور ملنساری کا بھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کس طرح غریبوں اور ناداروں کا خیال رکھا کرتے تھے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوست احباب کو جنازہ کی اطلاع کر دینا چاہئے تاکہ وہ بھی جنازہ میں شامل ہو جائیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ غیب دان نہیں تھے کیونکہ اگر آپ کو غیب کا علم ہوتا تو پوچھنے کی ضرورت ہی نہ تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض کا جو یہ خیال ہے کہ قبر پر جنازہ اس صورت میں جائز ہے جبکہ میت پر جنازہ نہ پڑھا گیا ہو یہ خیال غلط ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام نے اسے جنازہ پڑھ کر ہی دفن کیا تھا اور آنحضرت نے پھر بھی قبر پر جنازہ پڑھ لیا ۱۲۔

يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ

آپ نے فرمایا۔ جو مسلمان فوت ہو جائے۔ اور اس کے جنازہ پر چالیس ایسے آدمی نماز پڑھیں جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے متعلق ان کی سفارش کو قبول فرماتے ہیں[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھے۔ جو سو کے قریب ہوں اور وہ سارے اس کے لئے شفاعت کریں۔ تو اس کے متعلق ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ صحابہ ایک جنازہ کے پاس سے گزرے اور اس کی اچھی تعریف کی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واجب ہو گئی۔ پھر ایک اور جنازہ کے پاس سے گزرے۔ اس کی برائی بیان کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ واجب ہو گئی۔ تو حضرت عمر نے کہا۔ کیا چیز واجب ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اس پر تم نے اچھی تعریف کی تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ اور یہ جس کی تم نے بری صفت بیان کی۔ اس کے لئے دوزخ واجب[2]

---

[1] **اللہ تعالےٰ کی ایک خاص رحمت** اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث کو جو اس کے بعد ہے احمد، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ اگر سو آدمی سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول ہو گی بعد ازاں اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے اس تعداد کو کم کر کے چالیس بنا دیا پھر بعد ازاں تین صفوں کی سفارش قبول کی گئی خواہ صفیں چھوٹی ہوں یا بڑی وذلک الفضل من اللہ۔۱۲

[2] **اللہ تعالےٰ پر کوئی چیز واجب نہیں** یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ کسی کو بخشنا یا جنت میں داخل کرنا اللہ تعالےٰ پر واجب نہیں ہے یہ محض اس کی مہربانی اور شفقت ہے اور اسی طرح کسی مجرم کو اگر وہ چھوڑ دینا چاہے تو کوئی ایسا ضابطہ نہیں ہے کہ اس سے اس کے متعلق سوال کیا جاسکے تو دونوں چیزیں اللہ تعالےٰ کی مشیت پر موقوف ہوئیں اس لیے کسی بھی آدمی کے متعلق یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں آدمی جنتی ہے یا دوزخی۔ ماسوائے ان آدمیوں کے جن کے متعلق قرآن اور حدیث میں جنتی یا دوزخی ہونے کی تصریح کر دی گئی ہے اگر کسی کے متعلق کچھ کہنا ہی ہو تو یوں کہے کہ میرے خیال میں وہ آدمی ان شاء اللہ جنتی ہے۔ باقی رہی اکثریت کی شہادت تو وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہے جس کو اکثر لوگ اچھا کہیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جسکو اکثر لوگ برا کہیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔۱۲

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ اَلْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ

۱۳۸- وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ اَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلٰثَةٌ قَالَ وَثَلٰثَةٌ قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۳۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

واجب ہو گئی۔ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ متفق علیہ۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ مومن زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔

۱۳۸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس مسلمان آدمی کے متعلق چار آدمی بھلی شہادت دیں۔ اسکو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے۔ ہم نے کہا۔ اور تین آدمی آپ نے فرمایا اور تین آدمی بھی ہم نے کہا۔ اور دو آدمی آپ نے فرمایا۔ اور دو آدمی بھی پھر ہم نے ایک کے متعلق سوال نہ کیا[1]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مردوں کو گالی نہ دیا کرو۔ کہ وہ اپنی کمائی (اعمال) کو پہنچ گئے[2]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

---

[1] **اچھی شہادت سے جنت کا وجوب** اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی گواہی کو خدا تعالیٰ کے فیصلے میں ایک قسم کا دخل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ کوئی آدمی ظاہری طور پر نیک ہوتا ہے اور اندرونی طور پر پلید اور مومن اس کے ظاہر پر نگاہ رکھ کر اس کے متعلق بھلی شہادت دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جیسا تو ہے میں بڑا اچھی طرح تجھ کو جانتا ہوں لیکن اب چونکہ میرے بندے تجھ کو اچھا کہہ رہے ہیں لہذا میں تجھے اچھا ہی بنا دیتا ہوں۔ حضرت انسؓ کی سابقہ حدیث میں اکثریت کی شہادت پر فیصلہ کی بنا رکھی گئی تھی۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اتنی تخفیف کر دی کہ اگر کسی مسلمان کے متعلق دو آدمی بھی اچھی شہادت دے دیں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دیں گے اور ایسا آدمی ان دو آدمیوں کی شہادت پر دوزخ سے بچ جائے گا ۱۲۔

[2] **مرنے کے بعد برا نہ کہنا چاہیئے۔** اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ کسی کافر مردہ کو بھی گالی نہ دینی چاہیئے کہ گالی دینا کہاں کی شرافت ہے۔ البتہ عام الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہو۔ لیکن کسی خاص آدمی کا نام لے کر لعنت بھی نہ کہنا چاہیئے تا وقتیکہ قرآن اور حدیث سے اس کا ملعون ہونا ثابت نہ ہو جائے اور مرنے کے بعد بری شہادت سے بھی بچنا چاہیئے اور مرنے والے کے متعلق کوئی بری بات نہ کہنا چاہیئے۔ اور اگر بالفرض کوئی آدمی حقیقتاً برا بھی ہو تو بھی خدا جانے اور وہ بندہ جانے لوگوں کو اس سے کیا تعلق ہے ۱۲۔

۱۴۰- وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ مِنْ قَتْلٰی اُحُدٍ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اَیُّہُمْ اَکْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِیْرَ لَہٗ اِلٰی اَحَدِھِمَا قَدَّمَہٗ فِی اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَہِیْدٌ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَمَرَ بِدَفْنِھِمْ بِدِمَآئِھِمْ وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْھِمْ وَلَمْ یُغَسَّلُوْا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۴۱- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرٍ فَرَکِبَہٗ حِیْنَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَۃِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِیْ حَوْلَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۴۲- عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّاکِبُ یَسِیْرُ خَلْفَ الْجَنَازَۃِ

۱۴۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدوں کو ایک ہی قبر میں دو دو آدمیوں کو جمع کر کے دفن کرتے رہے۔ آپ سوال کرتے تھے کہ ان میں سے زیادہ قرآن کس کو یاد تھا۔ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا۔ تو اس کو لحد میں آگے رکھا جاتا۔ اور فرمایا قیامت کے روز میں ان لوگوں پر گواہ ہوں گا۔ اور آپ نے شہداء کو خون میں لتھڑے ہوئے دفن کرنے کا حکم دیا۔ نہ تو ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور نہ ان کو غسل دیا گیا[۱]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۴۱- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب ہم ابن الدحداح کے جنازہ سے واپس آرہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ننگی پیٹھ والا گھوڑا پیش کیا گیا آپ اس پر سوار ہو گئے۔ اور ہم آپ کے ارد گرد پیدل چلتے رہے[۲]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۴۲- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوار جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل آگے اور پیچھے اور دائیں اور

---

[۱] **شہید کے لیے غسل نہیں ہے** اس حدیث کو نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ہی قبر میں بلکہ ایک ہی کفن میں دو آدمیوں کو دفن کرنا جائز ہے اور یہ کہ شہید کے لیے غسل نہیں ہے بالاتفاق اور نہ شہید پر نماز ہے بالاختلاف ۱۲

[۲] **جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر نہ جاؤ** اس حدیث کو احمد، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔ جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر جانا مکروہ ہے اور واپسی پر سوار ہو جانا بالکل جائز ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک جنازہ میں آپ کو گھوڑا پیش کیا گیا۔ تو آپ اس پر سوار نہ ہوئے اور فرمایا فرشتے تو پیدل جا رہے ہیں اور میں سوار ہو کر چلوں اور اگر کوئی معذور ہو یا کراہت کے باوجود بھی سوار ہونا چاہے تو پھر جنازہ کے پیچھے فاصلہ پر رہے ۱۲

وَالْمَاشِيْ يَمْشِيْ خَلْفَهَا وَاَمَامَهَا وَعَنْ يَمِيْنِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيْبًا مِّنْهَا وَالسِّقْطُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ يُدْعٰى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَفِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ قَالَ الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِيْ حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَفِي الْمَصَابِيْحِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ زِيَادٍ - يعني بدل المغيرة بن شعبة وهو خطاء بين اذ ليس في الصحابة والتابعين من بهذا الاسم

۱۴۳۔ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ كَاَنَّهُمْ يَرَوْنَهُ مُرْسَلًا۔

۱۴۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَازَةُ مَتْبُوْعَةٌ

بائیں اس سے قریب رہ کر چلیں۔ اور ناتمام بچے پر بھی نماز پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لئے رحمت اور بخشش کی دعا کی جائے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور احمد ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ سوار جنازہ کے پیچھے چلے۔ اور پیادہ جہاں چاہے چلے۔ اور چھوٹے بچے پر نماز پڑھی جائے۔ اور مصابیح میں مغیرہ بن زیاد سے یہی حدیث مروی ہے۔

۱۴۳ زہری سالم سے وہ اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو جنازہ کے آگے چلتا دیکھا ہے[۱]۔ اسکو احمد ابوداؤد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا کہ محدثین اس حدیث کو مرسل سمجھتے ہیں۔

۱۴۴ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنازہ کے پیچھے چلنا چاہیئے۔ آگے نہ چلنا چاہیے۔ اور جو

---

[۱] **جنازہ کے آگے یا پیچھے چلنا**۔ اس حدیث کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ جنازہ سے آگے چلنا بہتر ہے یا پیچھے؟ تو اس میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور اوزاعی کہتے ہیں پیچھے چلنا بہتر ہے اور شافعی اور احمد کہتے ہیں آگے چلنا بہتر ہے اور اہلحدیث کا مسلک یہ ہے کہ دونوں صورتیں برابر ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ امام شافعی کے قول کی تائید زیادہ احادیث سے ہوتی ہے اور ابن مسعود کی حدیث کی سند میں ایک راوی مجہول ہے اور ان کی حدیث کو امام بخاری۔ ابن عدی۔ ترمذی۔ نسائی اور بیہقی نے ضعیف کہا ہے کیونکہ اس کا ایک راوی ابوماجد درجۂ آخر کا ضعیف ہے۔ اور اس کی کسی نے بھی توثیق نہیں کی۔ امام بیہقی نے اس مضمون میں ایک رسالہ لکھا ہے اور اس میں جنازہ کے پیچھے چلنے کی تمام حدیثیں اکٹھی کی ہیں اور جرح قدح کے بعد فیصلہ دیا ہے کہ ان میں سے کوئی حدیث بھی ایسی نہیں ہے جو گفتگو سے خالی ہو۔ ۱۲

وَلَا تُتْبَعُ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو مَاجِدٍ الرَّاوِيُّ رَجُلٌ مَجْهُولٌ۔

۱۴۵- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَ جَنَازَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ۔

۱۴۶- وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَنَّ مَلَائِكَةَ اللهِ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ عَلَى ظُهُورِ الدَّوَابِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ نَحْوَهُ قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْقُوفًا

آدمی جنازہ کے آگے چلے۔ وہ حقیقت میں جنازہ کے ساتھ نہیں ہے۔ اسکو ترمذی ابوداؤد۔ اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ اور ابوماجد اس حدیث کا راوی مجہول آدمی ہے۔

۱۴۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی جنازہ کے پیچھے چلے۔ اور اس کی چارپائی کو تین دفعہ اٹھائے۔ تو اس نے اس کا حق ادا کر دیا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور شرح السنہ میں روایت کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ دو لکڑیوں کے درمیان اٹھایا۔

۱۴۶۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے۔ آپ نے کچھ لوگوں کو سواری پر جاتے دیکھا۔ تو فرمایا۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں۔ اور تم سواریوں کی پیٹھ پر بیٹھے ہو۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا۔ کہ یہ حدیث ثوبان سے موقوف روایت کی گئی ہے۔

لہ **جنازہ کے ساتھ پیدل جاؤ** اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو حقوق مسلمان کے ہر مسلمان کے ذمہ لازم ہیں ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ جانے اور جنازہ کے ساتھ جانے والے نے اپنا یہ حق پورا کر دیا۔ اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر اس کی غیبت کی ہے یا اس کا قرض اس کے ذمہ ہے تو اس کا وہ حق پورا نہیں ہوگا۔ جب تک کہ صحیح طور پر ان کی ادائیگی یا تلافی نہ کرے ۱۲۔

لہ۲ اس حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۲۔

۱۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَلَی الْجَنَازَۃِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ

۱۴۸۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۴۹۔ وَعَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی عَلَی الْجَنَازَۃِ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہُ مِنَّا

---

۱۴۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پر سورۃ فاتحہ پڑھی[۱]۔ اسکو ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۴۸ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی میت پر نماز پڑھو۔ تو اس کے لیے خاص طور پر دعا کیا کرو[۲]۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۴۹ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ پر نماز پڑھتے۔ تو یوں کہتے۔ اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو ہمارے مردوں کو ہمارے حاضر کو ہمارے غائب کو ہمارے چھوٹے کو ہمارے بڑے کو ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ اے

---

[۱] **جنازہ میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا**۔ پہلے ابن عباس کی حدیث گذر چکی ہے کہ آپ نے جنازہ پڑھایا اور سورہ فاتحہ بھی پڑھی اور فرمایا جان لو کہ جنازہ پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور یہ موقوف حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ یہ اجتہادی امور میں سے نہیں ہے اور اس کے علاوہ اور حدیثوں سے بھی سورہ فاتحہ کا جنازہ کی نماز میں پڑھنا ثابت ہے جیسے کہ ابو امامہ بن سہل کی حدیث جو نسائی اور عبدالرزاق میں صحیح سند سے مروی ہے اور ابن عباس کی نسائی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے جنازہ پر سورہ فاتحہ پڑھی اور قراءت جہر سے کی اور اسی طرح ام شریک کی حدیث بھی ہے جو ابن ماجہ میں موجود ہے۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ جنازہ کی تکبیروں کے ساتھ رفع الیدین کرنا بھی ثابت ہے اگر کوئی رفع یدین کرے تو بھی درست ہے اور نہ کرے تو بھی ٹھیک ہے ۱۲۔

[۲] **میت کیلئے دعا خلوص سے کرو**۔ اس کو بیہقی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ جنازہ کی نماز میں چند ایک دعائیں منقول ہیں بہتر ہے کہ انہی کو پڑھے لیکن اس کے علاوہ اور دعائیں پڑھنا بھی جائز ہے۔ میت کے لیے دعا بڑے خلوص سے کرنی چاہئے کیونکہ وہ اب دنیا سے چلا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ زندوں کی رفاقت کا یہ آخری موقع ہے اور وہ اس وقت بڑی پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہے۔ میت خواہ نیک ہو یا بد بڑے سوز سے اس کی بخشش کی دعا کرنی چاہئے وہ لوگ انتہائی شقی القلب ہیں جو کہتے ہیں کہ فاسق کے جنازہ میں اس پر لعنت کرنی چاہئے ۱۲۔

فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَشْهَلِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهٗ عِنْدَ قَوْلِهٖ وَاُنْثَانَا وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاؤُدَ فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِيْمَانِ وَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِسْلَامِ وَفِيْ اٰخِرِهٖ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ۔

۱۵۰۔ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

اللہ جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے۔ اس کو اسلام پر زندہ رکھ۔ اور جسے تو ہم میں سے فوت کرلے۔ اس کو ایمان پر فوت کر۔ اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر۔ اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں مبتلا نہ کرنا[1]۔ اس کو احمد۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور نسائی نے اسکو ابو ابراہیم اشہلی عن ابیہ کی روایت سے ذکر کیا۔ لیکن اسکی روایت وانثانا تک ختم ہو جاتی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں اس طرح ہے۔ زندہ رکھ اسکو ایمان پر اور فوت کر اسکو اسلام پر اور اس کے آخر میں ہے کہ ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ کرنا۔

۱۵۰ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک مسلمان آدمی کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ میں نے آپ سے سنا آپ فرمارہے تھے۔ اے اللہ فلاں بن فلاں تیری امان میں ہے۔ اور تیری پناہ میں ہے۔ اس کو قبر اور آگ کے عذاب سے بچا۔ تو وعدے پورے کرنے والا ہے اور تیری باتیں سچی ہیں۔ اے اللہ اس کو بخش دے۔ اس پر رحم فرما۔ بیشک تو تو ہی ہے۔ بخشنے والا رحم کرنے والا[2] اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

---

[1] **جنازہ کی ایک جامع دعا۔** اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے کہا ہے کہ یہ دعا سب دعاؤں میں سے زیادہ جامع ہے اس میں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے متعلق اسلام کی دعا کی اور موت کے متعلق ایمان کی دعا فرمائی کیونکہ زندگی میں تو فرمانبرداری (اسلام) کی ضرورت ہے اور مرنے کے وقت فرمانبرداری کا وقت تو نکل گیا اب یقین (ایمان) کا وقت ہے۔ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا مطلب یہ ہے کہ ہمیں صبر کی توفیق دینا تاکہ ہمارا اجر ثابت رہے ۱۲۔

[2] اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ اس دعا میں میت اور اس کے باپ کا نام لے اور اگر نام معلوم نہ ہوں تو پھر ہذا المیت کہہ دے تاکہ اس میت کے لیے خاص دعا ہو جائے ۱۲۔

١٥١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

١٥٢ - وَعَنْ نَافِعٍ اَبِيْ غَالِبٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَلٰى جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حِيَالَ رَأْسِهٖ ثُمَّ جَاءُوْا بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالُوْا يَا اَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ حِيَالَ وَسْطِ السَّرِيْرِ فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ هٰكَذَا رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْجَنَازَةِ مَقَامَكَ مِنْهَا وَمِنَ الرَّجُلِ مَقَامَكَ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ نَحْوُهٗ مَعَ زِيَادَةٍ وَفِيْهِ قَامَ عِنْدَ عَجِيْزَةِ الْمَرْأَةِ۔

---

١٥١ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مردوں کی اچھی باتیں بیان کیا کرو۔ اور ان کی بری باتوں سے رک جایا کرو۔[1] اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

١٥٢ نافع ابوغالب سے روایت ہے۔ کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک مرد پر جنازہ کی نماز پڑھی۔ آپ اس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے۔ پھر قریش کی ایک عورت کا جنازہ لائے۔ لوگوں نے کہا۔ اے ابو حمزہ اس پر بھی نماز پڑھا دیجیئے۔ تو آپ چارپائی کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔ تو علاء بن زیاد نے پوچھا۔ کیا اسی طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنازہ پر کھڑے ہوتے دیکھا ہے۔ یعنی مرد کے سر کے برابر اور عورت کی کمر کے برابر تو آپ نے کہا۔ ہاں۔[2] اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد کی حدیث میں بھی اسی طرح ہے اسمیں کچھ زیادہ الفاظ ہیں۔ اور اس میں اس طرح ہے۔ آپ عورت کے کولھے کے برابر کھڑے ہوئے۔

---

[1] **مرنے کے بعد میت کی اچھی بات کرو۔** اس حدیث کو حاکم اور بیہقی۔ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ علماء کرام نے کہا ہے کہ زندہ آدمی کی غیبت سے مردہ کی غیبت بدرجہا زیادہ گناہ ہے کیونکہ زندہ سے تو اپنا گناہ معاف کرا لینے کی بھی توقع ہو سکتی ہے۔ لیکن مردہ سے تو کسی صورت میں یہ جرم نہیں بخشایا جا سکتا۔ مرنے کے بعد مرنے والے کی اچھی باتیں کرو تاکہ تمہاری دیکھا دیکھی اور لوگ بھی اس کی اچھی باتیں کرنے لگیں اور اس کے حق میں نیک شہادت مہیا ہو جائے اور اس کی بخشش کا سامان بن جائے اور اگر کوئی آدمی کسی کے حق میں کلمہ خیر نہ کہہ سکے تو کم از کم خاموش ہی رہے ۱۲

[2] **امام جنازہ کے لیے کہاں کھڑا ہو۔** اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور منذری اور ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر میت مرد ہو تو امام کو سر یا سینہ کے برابر کھڑا ہونا چاہیئے اور اگر میت عورت ہو تو امام کو کمر کے برابر کھڑا ہونا چاہیئے اور یہ جنازہ جس پر حضرت انس نے نماز پڑھائی تھی حضرت عبداللہ بن عمر کا جنازہ تھا۔ رضی اللہ عنہما ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۵۳۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کَانَ سَهْلُ ابْنُ حُنَیْفٍ وَقَیْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَیْنِ بِالْقَادِسِیَّةِ فَمَرَّ عَلَیْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِیْلَ لَهُمَا اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَیْ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِیْلَ لَهٗ اِنَّهَا جَنَازَةُ یَهُوْدِیٍّ فَقَالَ اَلَیْسَتْ نَفْسًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۵۴۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتَّبَعَ جَنَازَةً لَمْ یَقْعُدْ حَتّٰی تُوْضَعَ فِی اللَّحْدِ فَعَرَضَ لَهٗ حَبْرٌ مِّنَ الْیَهُوْدِ فَقَالَ لَهٗ اِنَّا هٰکَذَا نَصْنَعُ یَا مُحَمَّدُ قَالَ فَجَلَسَ

---

۱۵۳ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا۔ کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد دونوں قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ان کے پاس سے جنازہ گزرا وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ ان کو کہا گیا۔ کہ یہ تو ذمی (کافر) کا جنازہ تھا۔ تو کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ کہ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا یہ جان نہیں رکھتا تھا[1]۔ متفق علیہ

۱۵۴ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازہ کے پیچھے چلتے۔ تو جب تک میت کو قبر میں نہ رکھ لیا جاتا۔ آپ نہ بیٹھتے۔ ایک یہودی عالم نے آنحضرت کے پاس آکر بیان کیا۔ اے محمد ہم بھی ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ عبادہ نے کہا۔ تو رسول اللہ

---

[1] **جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونے کی توجیہ** اس حدیث کے متعلق پہلی فصل میں گفتگو ہو چکی ہے۔ ان صحابہ کرام نے جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونے کی یہ توجیہ کی ہے کہ مقام عبرت تو ہر ایک کی موت ہے خواہ مومن کی موت ہو یا کافر کی کہ اس سے انسان کی بے بسی اور دنیا کی ناپائیداری کا پتہ چلتا ہے اور اسی عبرت کے لیے کھڑا ہوتے ہیں۔ اس میں میت کی تعظیم مقصود نہیں ہوتی۔ بعض صحابہ کرام نے کھڑا ہونے کی اور بھی توجیہیں بیان کی ہیں۔ اور انہی کے مطابق کسی نے کھڑا ہونے کو جائز کہا اور کسی نے ناجائز اور پھر بعض نے مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز کیا اور کہا کہ مسلمان کے جنازہ پر کھڑا ہو جانا چاہیئے اور غیر مسلم کا جنازہ گذرے تو نہ کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور پھر بعض نے اس کھڑا ہونے کو حضرت علی کی حدیث کی بنا پر منسوخ کہہ دیا ہے اور بعض نے جائز رکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہونا نہ منسوخ ہے نہ واجب بلکہ اس کی اجازت ہے۔ اور اجازت سے بھی بڑھ کر کھڑا ہونا مستحب ہے اور بیٹھے رہنے کی اجازت ہے۔ قادسیہ کا مقام ایرانی سلطنت کا ایک حصہ تھا۔ مسلمانوں نے جب ایران فتح کیا تو قادسیہ ہی میں لڑائی لڑی گئی تھی۔ اس جنگ میں ایرانیوں کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد صرف تیس ہزار تھی اس کے باوجود مسلمانوں کو فتح اور کافروں کو شکست فاش ہوئی ۱۲۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوْھُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَبِشْرُ بْنُ رَافِعِ الرَّاوِیْ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ۔

۱۵۵۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِالْقِیَامِ فِی الْجَنَازَۃِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِکَ وَاَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ رَوَاہُ اَحْمَدُ

۱۵۶۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ اِنَّ جَنَازَۃً مَرَّتْ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ یَقُمِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ اَلَیْسَ قَدْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِجَنَازَۃِ یَهُوْدِیٍّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ جَلَسَ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ۔

صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ تو فرمایا۔ ان کی مخالفت کرو۔ اسکو ترمذی۔ ابوداود اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور بشر بن رافع راوی قوی نہیں ہے۔

۱۵۵ حضرت علی رضی اللہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو پہلے جنازہ کے لیے کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا۔ بعد میں آپ بیٹھے رہتے تھے۔ اور ہم کو بھی بیٹھے رہنے کا حکم دیا[۱]۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔

۱۵۶ محمد بن سیرین نے کہا۔ کہ ایک جنازہ حسن بن علی اور ابن عباس کے پاس سے گزرا۔ حسن تو کھڑے ہو گئے۔ لیکن ابن عباس کھڑے نہ ہوئے تو امام حسن نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ تو ابن عباس نے کہا۔ ہاں۔ لیکن پھر بیٹھے رہتے تھے[۲]۔ اسکو نسائی نے روایت کیا۔

---

۱ جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھو۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ لیکن نفس مسئلہ میں ہر طرح اجازت ہے۔ اگر کوئی جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھ جائے تو بھی درست ہے اور اگر بعد میں بیٹھے تو بھی ٹھیک ہے اسی طرح قبر میں دفن کرنے تک کھڑا رہنا یا بیٹھ جانا دونوں درست ہیں اس میں تنگی نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھا جائے ۱۲۔

۲ یہ حدیث پہلی فصل میں گزر چکی ہے اور اس کا مطلب بھی بیان ہو چکا ہے ۱۲۔

۳ جنازہ کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی جانتے تھے کہ مسئلہ کی نوعیت کیا ہے اسی لیے آپ کبھی تو جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جاتے تھے اور کبھی بیٹھے رہتے۔ یعنی اس معاملہ میں وسعت ہے لیکن اگر اٹھ کر کھڑا ہو جائے تو یہ بہتر ہے اور ایک توجیہ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونے کی یہ بھی ہے کہ جنازہ کے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں ان فرشتوں کی تعظیم کے لیے آدمی کھڑا ہو جائے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے ساتھ جاتے ہوئے فرشتوں کے احترام میں گھوڑے پر سوار نہ ہوئے اور واپس آتے ہوئے سواری پر بیٹھ گئے ۱۲۔

۱۵۷۔ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ كَانَ جَالِسًا فَمُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ النَّاسُ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْجَنَازَةُ فَقَالَ الْحَسَنُ اِنَّمَا مُرَّ بِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى طَرِيْقِهَا جَالِسًا وَكَرِهَ اَنْ تَعْلُوَ رَاْسَهٗ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَامَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۱۵۸۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَرَّتْ بِكَ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ اَوْ نَصْرَانِيٍّ اَوْ مُسْلِمٍ فَقُوْمُوْا لَهَا فَلَسْتُمْ لَهَا تَقُوْمُوْنَ اِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ لِمَنْ مَعَهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۵۹۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فَقِيْلَ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ اِنَّمَا قُمْتُ لِلْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۱۵۷۔ امام جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امام حسن بن علی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ لوگ کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب جنازہ چلا گیا۔ تو امام حسن نے کہا۔ کہ یہودی کا جنازہ گزرا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رستہ پر بیٹھے ہوئے تھے آپ کو برا محسوس ہوا۔ کہ ایک یہودی کا جنازہ آپ کے سر کے اوپر سے گزرا۔ آپ کھڑے ہو گئے[1]۔ اس کو نسائی نے روایت کیا۔

۱۵۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمہارے پاس سے کسی یہودی یا عیسائی یا مسلمان کا جنازہ گزرے تو کھڑے ہو جایا کرو۔ کیونکہ تم جنازہ کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔ بلکہ فرشتوں کے لئے جو اس کے ساتھ ہوتے ہیں[2]۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ کہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو فرشتوں کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اس کو نسائی نے روایت کیا۔

---

[1] سند کے لحاظ سے یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ محمد بن علی کی حضرت امام حسن سے ملاقات نہیں ہے۔ البتہ اس کا مضمون درست ہے اور اس حدیث کے مضمون کو طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جو آدمی جنازہ کو دیکھ کر بیٹھا رہے تو اسے اجازت ہے اور اگر اٹھ کر کھڑا ہو جائے تو یہ بہتر ہے۔ اسی لیے حضرت حسن کبھی تو کھڑے ہو جایا کرتے تھے جیسا کہ پہلی حدیث میں گذر چکا ہے اور کبھی بیٹھے رہتے جیسا کہ اس حدیث میں ہے ۱۲۔

[2] **عذاب اور رحمت کے فرشتے۔** اس حدیث کا ایک راوی لیث بن سلیم مدلس ہے لیکن اس کی تائید حضرت انس کی آگے آنے والی حدیث سے بھی ہوتی ہے اور اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور یہ فرشتے جو جنازہ کے ساتھ جاتے ہیں یہ یا تو رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور یا پھر ملائکہ عذاب ہوتے ہیں۔ اگر جنازہ مومن کا ہو تو اس کے ساتھ رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور اگر جنازہ کسی کافر یا بدکردار کا ہو تو اس کے ساتھ عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں ۱۲۔

۱۶۰: عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ ثَلٰثَةُ صُفُوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا اَوْجَبَ فَكَانَ مَالِكٌ اِذَا اسْتَقَلَّ اَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّاَهُمْ ثَلٰثَةَ صُفُوْفٍ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ اِذَا صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَتَقَالَّ النَّاسُ عَلَيْهَا جَزَّاَهُمْ ثَلٰثَةَ اَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثَلٰثَةُ صُفُوْفٍ اَوْجَبَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ۔

۱۶۱: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَ

---

۱۶۰ مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو مسلمان مرجائے۔ اور اس پر مسلمانوں کی تین صفیں جنازہ کی نماز پڑھیں۔ تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ جب آدمی تھوڑے ہوتے۔ تو مالک ان کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے اس حدیث کی وجہ سے اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے۔ کہ مالک بن ہبیرہ جب کسی جنازہ پر نماز پڑھتے۔ اور لوگ کم ہوتے۔ تو مالک ان کو تین حصوں میں تقسیم کر دیتے۔ پھر کہتے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی پر تین صفیں نماز پڑھیں۔ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے[1]۔ اور اسی طرح ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے

۱۶۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازہ کی دعا اس طرح روایت کرتے ہیں۔ اے اللہ تو اس کا رب[2] ہے۔ تو ہی نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اور تو ہی نے اس کو اسلام کی ہدایت دی۔ اور تو ہی نے اس کی روح کو قبض کیا۔ تو اس کے پوشیدہ اور ظاہر کو اچھی طرح جانتا

---

[1] **جنازہ میں صفوں کی ترتیب** اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بہرحال خداوند تعالیٰ کی یہ انتہائی رحمت اور شفقت ہے کہ حیلے حیلے بہانے بہانے مسلمانوں کی بخشش فرماتے ہیں۔ یہ تین صفیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔ علماء نے کہا ہے کہ ان تین صفوں کی ترتیب اس طرح ہونی چاہئے کہ پہلی صف میں بوڑھے لوگ ہوں اور درمیان میں جوان اور پچھلی میں بچے۔ یا دوسری صف میں ادھیڑ عمر اور تیسری میں نوجوان اور یا پھر ترتیب اس طرح ہو کہ پہلی صف میں علماء کرام ہوں اور دوسری میں طالب علم اور تیسری میں عام لوگ ۱۲۔

[2] **نماز جنازہ سفارش ہے۔** اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس کے راوی حسن کے راوی ہیں۔ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اے اللہ تو اس کا خالق بھی ہے اور اس کو فوت بھی تو نے ہی کیا ہے اس کے گناہ اور ثواب اور نیکی اور بدی کو بھی تو ہی جانتا ہے ہمیں اس کی کچھ خبر نہیں ہے۔ تو ہی جانے کہ یہ سفارش کرنے کے لائق ہے یا نہیں لیکن بہرحال اس کی سفارش کے لیے حاضر ہوئے ہیں سو تو اس کے متعلق ہماری سفارش قبول فرما اور اس کو معاف کر دے ۱۲۔

وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۶۲۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى صَبِيٍّ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيئَةً قَطُّ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ رَوَاهُ مَالِكٌ

۱۶۳۔ وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيقًا قَالَ يَقْرَأُ الْحَسَنُ عَلَى الطِّفْلِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَذُخْرًا وَأَجْرًا۔

۱۶۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطِّفْلُ لَا يُصَلَّى عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ حَتَّى يَسْتَهِلَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَلَا يُورَثُ۔

ہے۔ ہم اس کی سفارش کے لئے آئے ہیں۔ تو اس کو معاف کر دے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۶۲۔ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک بچے پر جس نے ابھی کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ جنازہ کی نماز پڑھی۔ میں نے آپ سے سنا۔ آپ کہتے تھے۔ اے اللہ اس کو قبر کے عذاب سے بچا[1]۔ اس کو مالک نے روایت کیا۔

۱۶۳۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً روایت کیا۔ کہ امام حسن نے ایک بچے کے جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اور اس کے بعد فرمایا۔ اے اللہ اس کو ہمارے لیے پیشوا پیشرو ذخیرہ اور ثواب بنا دے۔

۱۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک پیدا ہونے والا بچہ چیخے نہیں۔ نہ اس پر نماز پڑھی جائے گی۔ اور نہ وہ وارث ہوگا۔ اور نہ اس کی وراثت تقسیم ہوگی[2]۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ لیکن ابن ماجہ میں لا یورث کا ذکر نہیں ہے۔

---

[1] **نابالغ بچہ کے لیے دعاء مغفرت** سعید بن مسیب اور امام بخاری کی تعلیق میں چھوٹے نابالغ بچوں کے لیے دعا کا ذکر آیا ہے۔ پہلی میں بچے کے لیے عذاب قبر سے رہائی کی دعا ہے حالانکہ بچے معصوم ہوتے ہیں ان کا تو کوئی گناہ ہی نہیں ہے پھر دعا کس لیے ہے یہ دعا بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ نبیوں کے لیے بخشش کی دعا کی جاتی ہے یعنی دعائے مغفرت معصوم کے حق میں موجب رفع درجات ہے اور دوسری میں جو دعا ہے اس کا مفہوم اس حدیث سے لیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں اور وہ ان کی وفات پر صبر کرے تو روز قیامت کے دن اس کو بخشوا لیں گے ۔ فرط وہ ہے جو قافلے سے پہلے بھیج کر مہمانوں کی ضیافت کا بندوبست کرے ۱۲۔

[2] **بچہ مُردہ پیدا ہو تو جنازہ نہیں** اس حدیث کا ہے کہ اگر بچہ پیدا ہو کر چیخے یا چلائے یا چھینکے جس سے زندگی کا پتہ چل سکے تو پھر اگر وہ بچہ فوت ہو جائے تو اس پر جنازہ کی نماز بھی پڑھی جائے گی اور وہ خود بھی وارث ہوگا اور پھر اس کی ورثہ آگے تقسیم ہو جائے گی اور اگر بچہ ماں کے پیٹ میں تو زندہ ہو لیکن باہر آ کر وہ بچہ فوت ہو جائے اور اس میں زندگی کی کوئی علامت نہ پائی جائے تو پھر وہ نہ وارث ہوگا نہ اس کا ورثہ تقسیم ہوگا نہ اس پر جنازہ پڑھا جائے گا ۱۲۔

۱۶۵ - وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقُوْمَ الْاِمَامُ فَوْقَ شَیْءٍ وَّالنَّاسُ خَلْفَهٗ یَعْنِیْ اَسْفَلَ مِنْهُ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ فِی الْمُجْتَبٰی فِیْ کِتَابِ الْجَنَائِزِ۔

بَابُ دَفْنِ الْمَیِّتِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۶۶ - عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ هَلَكَ فِیْهِ اِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَّانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

---

۱۶۵ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ کہ امام تو کسی بلند جگہ پر کھڑا ہو۔ اور مقتدی نیچے کھڑے ہوں[1] اس کو دارقطنی نے مجتبی کی کتاب الجنائز میں روایت کیا ہے۔

میت کو دفن کرنیکا بیان

فصل اول

۱۶۶ عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے۔ کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کی بیماری میں کہا۔ کہ میری قبر میں لحد تیار کرنا۔ اور لحد پر کھڑی کر کے اینٹیں لگانا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا تھا[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

---

[1] **امام مقتدیوں کے برابر کھڑا ہو۔** اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام اور مقتدی ایک سطح پر کھڑے ہوں یہ نہ ہونا چاہئے کہ امام نیچے کھڑا ہو اور مقتدی اوپر کی منزل میں ہوں یا امام اوپر کی منزل میں ہو اور مقتدی نچلی منزل میں ہوں اور منزل سے مراد آدمی کا قد ہے۔ اگر امام اتنا نیچے ہو کہ مقتدیوں کے پاؤں اس کے سر کی سطح سے اوپر ہوں یا امام اتنا اونچا ہو کہ مقتدیوں کے سر اس کے پاؤں کی سطح سے نیچے ہوں تو یہ ناجائز ہے۔ ہاں اگر جگہ کی قلت کی وجہ سے کچھ مقتدی اور امام ایک سطح پر ہوں اور کچھ مقتدی اوپر یا نیچے ہوں تو یہ جائز ہے۔ مثلاً مسجد دو منزلہ ہو ایک منزل میں امام مقتدی کھڑے ہوں جب وہ منزل بھر جائے تو باقی مقتدی اوپر یا نیچے کی منزل میں کھڑے ہو جائیں تو یہ جائز ہے لیکن اگر علیحدہ علیحدہ مکان ہوں تو شرط یہ ہے کہ ایک تو مقتدیوں کا مکان امام سے پیچھے ہو۔ اور دوسرا یہ کہ وہاں امام کی آواز سنی جاتی ہو ۱۲۔

[2] **لحد شق سے بہتر ہے۔** اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر میت کے لیے قبر کی قبلہ کی جانب جگہ کھودی جائے تو اسے لحد کہتے ہیں اور اگر درمیان میں کھودی جائے تو وہ شق ہے اور قبر دونوں طرح ٹھیک ہے لیکن لحد بہتر ہے کیونکہ اجماع صحابہ کے بعد اس طرز کی قبر کو آنحضرت ﷺ کے لیے پسند کیا گیا اور اسی طرح اینٹیں کھڑی کر کے لگائی جائیں اور آنحضرت کی قبر پر نو اینٹیں لگائی گئی تھیں سو وہی بہتر ہیں ۱۲۔

۱۶۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جُعِلَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۶۸۔ وَعَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۶۹۔ وَعَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۷۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں ایک سرخ لوئی رکھی گئی تھی[سلہ]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۶۸۔ سفیان کھجور فروش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کوہان کی طرح دیکھا ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۶۹۔ ابو الہیاج اسدی نے کہا۔ کہ مجھکو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا۔ کیا میں تجھکو ایسے کام پر مقرر نہ کروں۔ جس کام پر مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا۔ کہ تو جو تصویر دیکھے۔ اسکو مٹا ڈال۔ اور اگر بلند قبر دیکھے۔ تو اسکو برابر کر دے[سلہ]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۷۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبریں پکی بنانے اور ان پر عمارتیں کھڑی کرنے اور ان پر مجاور بن کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

سلہ قبر میں بستر بچھانا منع ہے۔ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف ایک غلام خرید کر لائے اس کا نام شقران تھا وہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا۔ شقران نے بغیر کسی سے پوچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لوئی کو قبر میں پھینک دیا تاکہ اور کوئی آدمی آپ کے بعد یہ کوئی استعمال نہ کر سکے اور پھر اس لوئی کو نکال بھی لیا گیا تھا۔ قبر میں کوئی کپڑا بچھا کر یا لحاف یا رضائی ڈال کر اس پر میت کو رکھنا بالاتفاق منع ہے ۱۲۔

سلہ حضرت علی نے قبے گرائے اس کو ابن ماجہ کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبروں کی اگر ایسی وضع قطع بنائی جائے جس سے ان کی پوجا کا خطرہ ہو تو ان کو گرا دینا چاہیئے آنحضرت نے اپنی زندگی میں حضرت علی کو اس کام پر باقاعدہ ملازم رکھا اور بیت المال سے تنخواہ دی اور حضرت علی نے اسی کام پر ابو الہیاج اسدی کو ملازم رکھا۔ اگر کسی جاندار کی پوری مجسم تصویر ہو تو اس کا رکھنا بالکل حرام ہے اور عکسی تصویروں کے متعلق اختلاف ہے۔ بہرحال یہ قبے گرانے کا کام آج سے نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آرہا ہے۔ کافروں نے بنائے اور حضرت علی نے آنحضرت کے حکم سے ڈھائے ۱۲۔

سلہ پختہ قبریں بنانا منع ہے۔ اس حدیث کو اہل سنن، ابن حبان، حاکم اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ قبروں کو پکا بنانا۔ ان پر عمارت کھڑی کرنا۔ ان پر چراغ جلانا ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔ ان پر بیٹھنا یا مجاوری کرنا اور ان پر غلاف چڑھانا یہ سب کام ناجائز ہیں اور ان میں سے اکثر پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے ۱۲۔

۱۷۱۔ وَعَنْ اَبِیْ مَرْثَدِ الْغَنَوِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَیْھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۱۷۲۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتُحْرِقَ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۷۳ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا یَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا یَلْحَدُ فَقَالُوْا اَیُّھُمَا جَاءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَہٗ فَجَاءَ الَّذِیْ یَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ۔

۱۷۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَیْرِنَا ؎ رَوَاہُ

---

۱۷۱ حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبروں کی طرف منہ کر کے نہ نماز پڑھا کرو۔ اور نہ ان کے اوپر بیٹھا کرو۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۷۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی آدمی کسی انگارے پر بیٹھ جائے جس سے اس کے کپڑے اور کھال بھی جل جائیں تو یہ کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

دوسری فصل

۱۷۳ عروہ بن زبیر نے کہا۔ کہ مدینہ منورہ میں دو گورکن تھے۔ ایک تو لحد تیار کرتا تھا۔ اور دوسرا دہانہ بناتا تھا۔ صحابہ نے کہا۔ جو پہلے آجائے وہ اپنا کام شروع کرے۔ تو لحد بنانے والا آیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لحد تیار کی۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔

۱۷۴ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یعنی مسلمانوں کے لئے لحد ہے۔ اور دوسروں

؎ لحد اور شق دونوں جائز ہیں یہ حدیث بالکل ضعیف ہے اور ایک حدیث امام احمد نے مرفوعاً جریر سے روایت کی ہے کہ لحد تو ہمارے لیے ہے اور شق اہل کتاب کے لیے لیکن وہ حدیث بھی بالکل ضعیف ہے ان سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اگر "دہانہ" اسلام میں منع ہوتا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح اتنے بڑے درجے والے صحابی دہانہ والی قبر نہ بنایا کرتے اور پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لیے لحد اور شق والوں دونوں کو بلایا گیا اور یہ اتفاق کی بات تھی کہ لحد والا پہلے آگیا اور آپ کی قبر میں لحد تیار ہو گئی اور اگر شق والا پہلے آجاتا تو آنحضرت کی قبر دہانہ والی تیار ہوتی۔ اگر دہانہ والی قبر اسلام میں منع ہوتی تو صحابہ شق والے کو کبھی دعوت نہ دیتے ۱۲۔

التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ

۱۷۵۔ وَعَنْ ھِشَامِ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ اُحُدٍ اِحْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَاَعْمِقُوْا وَاَحْسِنُوْا وَادْفِنُوا الْاِثْنَیْنِ وَالثَّلٰثَۃَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ وَقَدِّمُوْا اَکْثَرَھُمْ قُرْاٰنًا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ اِلٰی قَوْلِہٖ وَاَحْسِنُوْا۔

۱۷۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا کَانَ اُحُدٌ جَاءَتْ عَمَّتِیْ بِاَبِیْ لِتَدْفِنَہٗ فِیْ مَقَابِرِنَا فَنَادٰی مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُدُّوا الْقَتْلٰی اِلٰی مَضَاجِعِھِمْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَلَفْظُہٗ لِلتِّرْمِذِیِّ۔

کے لیے دہانہ اسکو ترمذی ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور اسکو احمد نے جریر بن عبداللہ سے روایت کیا۔

۱۷۵۔ ہشام بن عامر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبریں کھودو۔ فراخ کرو۔ اور گہری کھودو۔ اور اچھی قبریں بناؤ۔ اور ایک ایک قبر میں دو دو۔ تین تین آدمیوں کو دفن کرو۔ اور جس کو قرآن زیادہ یاد ہو اسکو قبلہ کی جانب آگے رکھو[۱]۔ اسکو۔ احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ابن ماجہ میں احسنو کے لفظ تک ہے۔

۱۷۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احد کے دن میری پھوپھی میرے باپ کی لاش کو اٹھوا لائیں تاکہ ان کو اپنی قبروں میں دفن کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی۔ شہیدوں کو ان کی جگہوں پر واپس لے آؤ[۲]۔ اسکو احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔

---

[۱] **شہداء کے احکام کیا ہیں۔** شہداء کے متعلق مختصر احکام یہ ہیں کہ ان کو غسل نہ دیا جائے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اگر کوئی کپڑا میسر آجائے تو فبہا ورنہ وہی خون آلود کپڑے شہید کا اصلی کفن ہے۔ شہداء پر جنازہ کی نماز میں اختلاف ہے۔ اگر قبریں کھودنے کی فرصت اور موقع مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ قبریں الگ الگ کھودی جائیں ورنہ فراخ قبریں کھود کر ایک ایک قبر میں دو دو تین تین دفن کر دیے جائیں اگر ایسا کرنے کا موقع بھی نہ مل سکے تو پھر لمبی کھائی سی کھود کر اس میں دفن کر دیا جائے ۱۲۔

[۲] **شہید کو مقام شہادت پر دفن کرو۔** اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر میت کو مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ لے جایا جائے تو اس کو جائز رکھا ہے لیکن شہید کے لیے یہی حکم ہے کہ جہاں اس کی شہادت ہوئی ہو وہیں اس کو دفن کیا جائے۔ حضرت جابر کے باپ عبداللہ جنگ احد میں میدان احد میں شہید ہوئے۔ ان کی بہن ان کو اپنے خاندان کی قبروں میں دفن کرنے کے لیے اٹھوا لائیں تو آنحضرت نے اعلان کرا دیا کہ جہاں سے کوئی میت اٹھائی گئی ہے وہیں واپس لے آؤ چنانچہ پھر حضرت عبداللہ کی لاش میدان احد میں واپس لائی گئی ۱۲۔

۱۷۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ

۱۷۸۔ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَاُسْرِجَ لَهٗ بِسِرَاجٍ فَاَخَذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتَ لَاَوَّاهًا تَلَّاءً لِلْقُرْاٰنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ

۱۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى اَبُوْدَاوٗدَ الثَّانِيَةَ۔

---

۱۷۷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کی جانب سے کھینچ کر قبر میں داخل کیا گیا تھا۔[۱] اسکو شافعی نے روایت کیا۔

۱۷۸ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایک قبر میں داخل ہوئے۔ آپ کے لئے چراغ روشن کر دیا گیا تھا۔ آپ نے لاش کو قبلہ کی جانب سے لیا اور فرمایا۔ اللہ تجھ پر رحمت کرے۔ تو بڑا دردمند تھا۔ قرآن کو بہت زیادہ پڑھنے والا تھا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور شرح السنہ میں کہا۔ کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۷۹ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی میت کو قبر میں اتارتے۔ تو فرماتے اللہ کے نام سے اور اللہ کی مدد سے اور رسول اللہ کے مذہب پر اور ایک روایت میں ہے۔ اس کے رسول کی سنت پر۔[۲] اسکو احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد نے دوسرے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

---

[۱] **میت کو قبر میں کس طرح رکھیں** اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور اس کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ میت کو قبر میں کس طرح داخل کیا جائے ایک صورت تو یہ ہے کہ میت کی چارپائی کو قبر کی پائنتی طول میں رکھا جائے اور میت کو سر کی جانب سے پکڑ کر آہستہ سے لحد میں رکھ دیا جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ میت کی چارپائی کو قبلہ رخ رکھا جائے اور میت کو اٹھا کر لحد میں عرض کی جانب سے داخل کیا جائے۔ امام شافعی اور احمد پہلی صورت کے قائل ہیں اور احناف دوسری صورت کے لیکن ہر ایک دوسری صورت کو بھی جائز سمجھتا ہے اختلاف صرف افضلیت میں ہے اور ابن عباس کی اگلی حدیث سند کے لحاظ سے بہت ضعیف ہے۔ حجت کے قابل نہیں ۱۲۔

[۲] اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے بہت سے شاہد ہیں۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھنی مستحب ہے ۱۲۔

۱۸۰۔ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَثٰى عَلَى الْمَيِّتِ ثَلٰثَ حَثَيَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيْعًا وَاَنَّهٗ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ مِنْ قَوْلِهٖ رَشَّ۔

۱۸۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهَا وَاَنْ تُوْطَاَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۱۸۲۔ وَعَنْهُ قَالَ رُشَّ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الَّذِيْ رَشَّ الْمَاءَ عَلٰى قَبْرِهٖ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَاَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ حَتَّى انْتَهٰى اِلٰى رِجْلَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

۱۸۰۔ جعفر بن محمد اپنے باپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ ملا کر تین لپیں مٹی کی میت پر ڈالیں۔ اور اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا۔ اور اس پر کنکریاں ڈال دیں[۱]۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور شافعی نے اس کے الفاظ روایت کیے ہیں۔

۱۸۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پکا کرنے اور ان پر لکھنے اور انکو روندنے سے منع فرمایا ہے[۲]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۸۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پانی چھڑکا گیا۔ اور پانی چھڑکنے والے بلال بن رباح تھے۔ انہوں نے مشک سے سر کی جانب سے پانی چھڑکنا شروع کیا۔ اور پاؤں تک لائے[۳]۔ اس کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا

---

[۱] **قبر میں مٹی ڈالنا سنت ہے** جعفر صادق اپنے باپ محمد باقر سے روایت کرتے ہیں اور باقر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تو اس صورت میں یہ حدیث مرسل ہوگی ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم نے ایک جنازے پر نماز پڑھی پھر آپ میت کی قبر پر آئے اور قبر کی سر کی جانب کھڑے ہو کر آپ نے تین لپ بھر کر قبر میں مٹی ڈالی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر پر پانی چھڑکنا جائز ہے تاکہ مٹی بیٹھ جائے اور یہ بھی کہ قبر پر کنکریاں ڈالی جائیں تاکہ مٹی محفوظ ہو جائے ۱۲۔

[۲] امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حضرت جابر سے ہی کئی طریقوں سے مروی ہے اور اسکو ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۲۔

[۳] **ایک حدیث کی سندی بحث۔** اسکو بیہقی نے سنن میں واقدی کے طریق سے روایت کیا ہے اور واقدی کے متعلق محدثین کی رائے بہت بری ہے لہذا اس حدیث کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور جعفر بن محمد کی مرسل حدیث اور بزار کی عامر بن ربیعہ کی حدیثیں جو مرفوع ہیں کسی کام کی نہیں ہیں کیونکہ ان دونوں کی سندوں میں طبرانی اور بزار دونوں کے استاد مجہول ہیں ۱۲۔

۱۸۳۔ وَعَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِیْ وَدَاعَةَ قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اُخْرِجَ بِجَنَازَتِهٖ فَدُفِنَ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا اَنْ یَّاْتِیَهٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ یَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ اِلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَیْهِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِیْ یُخْبِرُنِیْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِ ذِرَاعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَاْسِهٖ وَقَالَ اُعْلِمُ بِهَا قَبْرَ اَخِیْ وَاَدْفِنُ اِلَیْهِ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِیْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۸۴۔ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ فَقُلْتُ یَا اُمَّاهُ اكْشِفِیْ لِیْ عَنْ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَیْهِ فَكَشَفَتْ لِیْ عَنْ ثَلٰثَةِ قُبُوْرٍ لَّا مُشْرِفَةٍ وَّلَا لَاطِئَةٍ

---

۱۸۳ مطلب بن ابی وداعہ نے کہا۔ کہ جب حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوئے۔ تو ان کا جنازہ باہر نکالا گیا۔ انکو دفن کیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حکم دیا۔ کہ وہ پتھر لے آئے۔ وہ اس کو اٹھا نہ سکا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اٹھے۔ اور اپنے بازؤں سے آستینیں اوپر چڑھالیں۔ مطلب نے کہا۔ جس آدمی نے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ سے خبر دی تھی۔ اس نے کہا۔ گویا میں آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازؤوں کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے ان سے کپڑا ہٹایا۔ پھر وہ پتھر اٹھایا۔ اور اس کو قبر کے سر کے پاس رکھا۔ اور کہا میں اس سے اپنے بھائی کی قبر کو یاد رکھوں گا۔ اور جو میرے خاندان سے فوت ہونگے۔ میں ان کو ان کے قریب دفن کروں گا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۸۴ قاسم بن محمد نے کہا۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ اور عرض کیا۔ اے میری ماں مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کی قبریں تو دروازہ کھول کر دکھاؤ۔ آپ نے مجھ کو تینوں قبریں دکھائیں جو نہ تو زیادہ بلند تھیں نہ پست۔ ان پر سرخ میدان

اپنے خاندان کی قبریں اکٹھی رکھنا جائز ہے۔ لہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی حسن سند سے روایت کیا ہے۔ یہ حضرت عثمان بن مظعون اتنے پاک نفس آدمی تھے۔ کہ انہوں نے جاہلیت کے زمانہ میں بھی کبھی شراب نہیں پی تھی۔ مدینہ منورہ میں یہ سب سے پہلے مہاجر تھے۔ جو فوت ہوئے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہچان کے لئے قبر پر کوئی نشان وغیرہ رکھ دینا سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مستحب یہ ہے۔ کہ اپنے خاندان کی قبریں اکٹھی رکھی جائیں۔ ۱۲۰

آنحضرت کی قبر کس طرح ہے۔ لہ اس حدیث پر منذری نے سکوت کیا ہے۔ اور اس کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ سفیان تمار کی حدیث پہلے گذر چکی ہے۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کوہان نما دیکھا ہے اور اس میں آپ کی قبر چپٹی تھی نہ زیادہ بلند تھی۔ نہ نیچی۔ تو ان کی تطبیق اس طرح ہے۔ کہ آنحضرت اور شیخین کی قبریں پہلے چپٹی تھیں پھر جب ولید بن عبد الملک کے دور خلافت میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے ولید کی طرف سے قبر کے ارد گرد دیوار بنائی تو اس وقت ان قبروں کو کوہان نما بنا دیا گیا۔ بطحا کا معنی ہے سنگریزوں والی زمین جا۔

مَطْبُوحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحُمْرِ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ

۱۸۵۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ فِي آخِرِهِ كَأَنَّ عَلَى رُؤُسِنَا الطَّيْرَ۔

۱۸۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

کی کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۸۵ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری آدمی کے جنازہ کے لئے نکلے۔ جب ہم قبر کے پاس پہنچے۔ تو ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اسکو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور اس کے آخر میں یہ لفظ ہیں۔ کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے تھے۔

۱۸۶ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میت کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ آدمی کی ہڈی کو توڑنا۔ اسکو مالک ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

قبر کے انتظار میں قبرستان میں بیٹھنا۔ لـه اسپر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ اور اس کی سند اچھی ہے اور یہ حدیث بڑی تفصیل سے باب ما یقال عند من حضرہ الموت میں پہلے گزر چکی ہے۔ ۱۲۔

انسانیت کا احترام ملحوظ رکھو۔ لـه مالک کی روایت موقوف ہے۔ احمد۔ ابن ماجہ اور ابن حبان کی حدیث مرفوع ہے۔ پوری حدیث اس طرح ہے کہ جابر کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارہ پر بیٹھ گئے۔ گورکن نے قبر کھودتے ہوئے زمین سے ایک بوسیدہ ہڈی نکالی۔ اور اس کو توڑنے لگا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ میت کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے۔ جیسے زندہ آدمی کی ہڈی کو توڑنا اس سے معلوم ہوا۔ کہ مومن کو موت کے بعد تکلیف دینا بھی اسی طرح گناہ ہے۔ جس طرح زندگی میں تکلیف دینا گناہ ہے۔ ابن عبد البر نے کہا۔ کہ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جن چیزوں سے زندہ آدمی تکلیف پاتا ہے۔ انسے مردہ بھی تکلیف پاتا ہے۔ اور اگر اسے تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ تو یقیناً اس کو راحت اور لذت کا بھی احساس ہوتا ہوگا۔ اس کے علاوہ انسانی احترام کا مسئلہ بھی ہے۔ کہ اگر مردہ کی ہڈی توڑی جائے تو انسانیت کا احترام باقی نہ رہے گا۔ اور اس میں مومن اور کافر کا کوئی امتیاز نہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت نے مُثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ مومن کا احترام اس سے بہت زیادہ ہونا چاہئے۔ ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۸۷ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْفَنُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ اَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِيْ قَبْرِهَا فَنَزَلَ فِيْ قَبْرِهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۸ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لِابْنِهٖ وَهُوَ فِيْ سِيَاقِ الْمَوْتِ اِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا يُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَاَعْلَمَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

---

۱۸۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (ام کلثوم) کے دفن کے وقت حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا۔ کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا کوئی ایسا آدمی بھی تم میں موجود ہے۔ جس نے آج کی رات بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔ ابوطلحہ نے کہا۔ میں ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اس کی قبر میں اترو۔ سو وہ ان کی قبر میں اترے[1]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۸۸ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کہا۔ جبکہ وہ موت کے چلاؤ میں تھے۔ جب میں مر جاؤں۔ تو میرے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت نہ چلے۔ اور نہ آگ۔ اور جب تم مجھ کو دفن کر چکو۔ اور مٹی درست کر لو۔ تو میری قبر کے ارد گرد اتنی دیر تک ٹھہرے رہنا۔ جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں تمہارے سبب سے آرام پکڑوں۔ اور میں جان لوں۔ کہ میں کس جواب سے اپنے رب کے ایلچیوں کو واپس کرتا ہوں[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

آنکھوں میں آنسو آجانا منع نہیں [1] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بیٹی حضرت ام کلثوم تھیں۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ بہتر یہ ہے۔ کہ میت کو دفن کرنے کے لئے قبر میں وہ آدمی اترے۔ جس نے اس رات میں اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔ اور یہ کہ اگر ضرورت ہو۔ اور درمیان میں کپڑا حائل ہو تو بوقت ضرورت غیر محرم عورت کو ہاتھ لگایا جا سکتا ہے۔ اور یہ کہ آنسو نکل جانا منع نہیں ہے اور نہ یہ واویلا اور جزع فزع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دل کے غم اور آنکھ کے آنسو کا کوئی گناہ نہیں۔ گناہ زبان کی بات اور ہاتھ کے عمل کا ہے۔

قبر میں میت سے سوال وجواب [2] عرب میں جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا کہ میت کے ساتھ ایک نوحہ کرنیوالی (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

۱۸۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَأَسْرِعُوْا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَقَالَ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُ مَوْقُوْفٌ عَلَيْهِ۔

۱۹۰ - وَعَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ بِالْحُبْشِيِّ وَهُوَ مَوْضِعٌ فَحُمِلَ إِلَى مَكَّةَ فَدُفِنَ بِهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ ؎

وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جُذَيْمَةَ حِقْبَةً　　مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّيْ وَمَالِكًا　　لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا

---

۱۸۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جب تم میں سے کوئی آدمی فوت ہو جائے۔ تو اس کو زیادہ دیر گھر میں نہ رکھو۔ اسکو اس کی قبر کی طرف جلدی لے چلو۔ اور اس کے سر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں پڑھو۔ اور اس کے پاؤں کے پاس سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھو۔[لے] اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ اور کہا۔ صحیح یہ ہے۔ کہ یہ حدیث عبداللہ بن عمر پر موقوف ہے۔

۱۹۰ ابن ابی ملیکہ نے کہا۔ کہ جب عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حُبشی میں فوت ہو گئے۔ تو ان کی لاش کو اٹھا کر حُبشی میں لایا گیا اور دفن کر دیا گیا۔ پھر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حج کے لیے مکہ مکرمہ آئیں تو عبدالرحمن بن ابی بکر کی قبر پر بھی آئیں اور کہا۔

ہم بڑی مدت تک جذیمہ کے دونوں ساتھیوں کی طرح اکٹھے رہے۔ یہاں تک کہ کہا جانے لگا۔ کہ یہ دونوں کبھی علیحدہ نہ ہوں گے۔

پھر جب ہم علیحدہ ہو گئے۔ تو گویا میں اور مالک بڑی مدت تک رہنے کے باوجود ایسے ہو گئے۔ کہ ہم کبھی ایک رات بھی اکٹھے نہیں رہے تھے۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اپنے ساتھ آگ بھی لیجانے فال کے طور پر کہ اس کی قبر روشن رہے۔ اسلام نے ان چیزوں کو منع کر دیا ہے۔ عمرو بن عاص نے اپنے بیٹے عبداللہ کو یہی وصیت کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبر میں میت سے سوال و جواب کیا جاتا ہے۔ ۱۲۰

میت کو قرآن کا ثواب پہنچتا ہے [لے] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے سورہ بقرہ کا وہ نام سے لے کر مفلحون تک اور آخر امن الرسول سے کافرین تک ہے کہ اس کے ابتدا میں اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ اور آخر میں کتابوں فرشتوں نبیوں اور قیامت پر ایمان ہے۔ تو اس طرح اس کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔ بعض آثار میں آیا ہے۔ کہ سورہ فاتحہ اور اخلاص اور معوذتین پڑھ کر (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مِتَّ وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۱۹۱ - وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ سَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدًا وَرَشَّ عَلٰى قَبْرِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۹۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ ثُمَّ اَتَى الْقَبْرَ فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ ثَلٰثًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۹۳ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ رَاٰنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ اَوْ لَا تُؤْذِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

پھر کہنے لگیں۔ خدا کی قسم اگر میں تیری وفات کے وقت وہاں موجود ہوتی۔ تو جہاں تمہاری موت ہوئی تھی۔ وہیں تمہیں دفن کر دیا جاتا۔ اور اگر میں اس وقت ہوتی۔ تو آج میں تیری قبر کی زیارت کرنے کو نہ آتی اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۹۱۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ کو سر کی جانب سے کھینچ کر قبر میں داخل کیا۔ اور ان کی قبر پر پانی چھڑکا اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۹۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ پھر قبر کے پاس آئے۔ اس کے سر کی جانب آپ نے تین لپ بھر کر مٹی ڈالی۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۹۳ عمرو بن حزم نے کہا۔ کہ مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک قبر سے تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تو اس قبر والے کو تکلیف نہ دے۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

میت کو بخشنا چاہیے۔ اور اگر قرآن مجید پڑھکر دوں کو اس کا ثواب بخشنا جائے تو جس کے نزدیک وہ ثواب پہنچتا ہے۔ اور تینوں امام اسی کے قائل ہیں۔ صرف شافعی اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ۱۲۔

قبر پر مٹی ڈالنا سنت ہے۔ ؎۱ (حاشیہ صفحہ ہذا) ابن ماجہ کی سند کے آدمی اچھے ہیں۔ اور قبر میں مٹی ڈالنا ہر اس آدمی کے لئے سنت ہے۔ جو وہاں موجود ہوں۔ ۱۲۔

قبر سے ٹیک نہ لگانا چاہیئے۔ ؎۲ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے۔ کہ اس کی سند اچھی ہے۔ قبر سے ٹیک لگانے میں صاحب قبر کی توہین ہے۔ اور اس کی روح کو اس توہین سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے قبر سے تکیہ لگانا منع قرار دیا گیا۔ ۱۲۔

بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۹۴- عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِاِبْرَاهِيْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى فَقَالَ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

میت پر رونے کا بیان

فصل اول

۱۹۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابو سیف لوہار کے گھر گئے۔ وہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے رضاعی باپ تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو لے لیا۔ اسکو بوسہ دیا۔ اور سونگھا۔ پھر ایک دفعہ ہم اس کے پاس آئے۔ تو ابراہیم اپنی جان دے رہے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ بھی روتے ہیں۔ ؟ آپ نے فرمایا۔ اے ابن عوف یہ رحمت ہے۔ اور پھر اس رونے کے بعد پھر روئے۔ اور فرمایا۔ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ اور دل غمگین ہوتا ہے۔ اور نہیں کہتے ہم مگر جو ہمارے رب کو پسند ہے۔ اور اے ابراہیم ہمیں تیری جدائی کا صدمہ ضرور ہے۔[لہ] متفق علیہ

میت پر کونسے کام منع ہیں۔ لہ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ابو سیف حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی باپ تھے۔ انکا نام براء بن اوس تھا۔ اور ان کی بیوی کا نام خولہ تھا جن کا حضرت ابراہیم دودھ پیتے تھے۔ حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن مبارک سے تھے۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں۔ آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ کے بطن مبارک سے تھی۔ لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی صرف ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن مبارک سے تھے۔ باقی کسی بیوی کے گھر اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت ابراہیم کی عمر سولہ یا سترہ ماہ کی تھی۔ جبکہ ان کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالٰی نے ان کی دودھ کی مدت کو پورا کرنے کے لئے ایک حور کو لگا دیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ دل پر غم کا اثر ہونا یا آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل جانا منع نہیں ہے۔ منع ہے۔ رونا پیٹنا بے صبری کرنا۔ واویلا کرنا۔ کپڑے پھاڑنا۔ بال نوچنا وغیرہ۔ ۱۲۔

۱۹۵۔ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَرْسَلَتْ اِبْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ اَنَّ ابْنًا لِّي قُبِضَ فَأْتِنَا فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ يَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهٗ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ فَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۹۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوٰى لَهٗ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

۱۹۵۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ میرا بیٹا فوت ہو رہا ہے۔ آپ تشریف لایئے۔ آپ نے سلام کہلا بھیجا۔ اور کہا جو لے جاتے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور جو رہنے دے۔ وہ بھی اسی کا ہے۔ اور ہر چیز کا اس کے پاس ایک مقرر وقت ہے۔ اسے چاہیئے صبر کرے۔ اور ثواب کی امید رکھے۔ اس نے پھر پیغام بھیجا۔ اور قسم دی۔ کہ ضرور تشریف لائیں۔ تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور کچھ اور آدمی بھی آگئے۔ بچے کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دے دیا گیا۔ اس کی جان نکل رہی تھی۔ آپ کے آنسو بہنے لگے۔ تو سعد نے کہا۔ اے اللہ کے رسول یہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ رحمت ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتے ہیں۔ جو رحم دل ہوتے ہیں۔ ؎

۱۹۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ حضرت سعد بن عبادہ کسی بیماری میں بیمار ہوئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کو آئے۔ آپ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود بھی تھے جب آپ سعد کے پاس پہنچے۔ تو وہ بیہوشی

آنسو رحمدلی سے نکلتے ہیں۔ ؎ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس لڑکے کا نام محسن بن ابوالعاص تھا۔ یہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسے کی وفات پر روتے گئے۔ تو حضرت سعد نے کہا اے اللہ کے رسول یہ رونا دھونا تو بے صبروں کا کام ہوتا ہے۔ آپ اللہ کے برگزیدہ رسول ہو کر بھی روتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے سعد یہ رونا نرم دلی کی نشانی ہے۔ اور نرم دل لوگوں پر ہی خدا تعالیٰ رحم کریں گے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آنسوؤں کا نکلنا بے صبری نہیں ہے ۱۲۔

فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي غَاشِيَةٍ فَقَالَ قَدْ قُضِيَ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُونَ أَنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ وَإِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۹۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

میں تھے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ تو فوت ہو گئے۔ لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول فوت تو نہیں ہوئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے۔ جب لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا۔ تو وہ بھی رونے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم نہیں سنتے۔ کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں اور دل کے غم سے تو عذاب نہیں کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ عذاب کرتے ہیں۔ اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ یا رحم کرتا ہے۔ اور میت کو اس کے پچھلوں کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔[له] متفق علیہ۔

۱۹۷ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو رخسارے پیٹے۔ اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی آوازیں نکالے۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے[له]۔ متفق علیہ

میت پر نوحہ کرنے والا خود ہی مجرم ہے [له] عرب میں دستور تھا۔ کہ مرنے کے بعد بڑی بڑی مدت تک اس مرنے والے پر بین اور نوحے کئے جاتے۔ اور جتنا زیادہ کسی پر رویا جاتا۔ اتنا ہی وہ بڑا آدمی سمجھا جاتا۔ اس لئے کئی آدمی وصیت کر کے مرتے۔ کہ میرے مرنے کے بعد مجھ کو بہت رونا۔ اگر کوئی رونے کی وصیت کر جائے۔ یا اس کو معلوم ہو کہ ہمارے خاندان میں رونے پیٹنے کی بد عادت ہے۔ اور پھر اس سے موقع کے ہونے منع نہ کر جائے۔ تو اس پر جو رویا اور پیٹا جائے گا۔ اس کا اس کو بھی برابر کا گناہ ہوگا۔ اور اس کو اسکی سزا ملے گی۔ اور اگر وہ منع کر جائے۔ اور پھر بھی کوئی روئے پیٹے۔ تو اس کو کوئی گناہ نہیں ہے۔ ۱۲

صبر نصف ایمان ہے۔ [له] دل پر غم کا اثر ہونا اور آنسوؤں کا نکلنا نہ منع ہے۔ نہ اس پر پابندی ہے۔ اور نہ یہ صبر کے منافی ہے۔ بے صبری یہ ہے۔ کہ اونچی آواز سے رویا جائے۔ بال نوچے جائیں۔ سینہ پیٹا جائے۔ کپڑے پھاڑے جائیں۔ نوحے کیے جائیں۔ اور یہ جو فرمایا۔ کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔ کیونکہ کوئی کبیرہ گناہ انسان کو اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہ کلمہ توحید رسالت کا اقرار کرتا رہے۔ اور اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن مجید نے فلاح دنیوی و اخروی کے لیے چار چیزیں بیان کی ہیں۔ سورۃ آل عمران کے آخر میں خدا تعالےٰ نے فرمایا "اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور راہ خدا میں دشمنانِ خدا کے مقابلہ میں گھوڑے سرحدات اسلام پر باندھو اور خدا سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ"۔ تو ان چار چیزوں میں سے دو صبر کے متعلق ہیں گویا آدھی فلاح و نجات صبر سے تعلق رکھتی ہے ۱۲۔

۱۹۸- وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أُغْمِيَ عَلَى أَبِي مُوسَى فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ أُمُّ عَبْدِ اللهِ تَصِيحُ بِرَنَّةٍ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَلَمْ تَعْلَمِي وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِمُسْلِمٍ۔

۱۹۹- وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۹۸- ابوبردہ نے کہا۔ کہ ابو موسیٰ پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ ان کی بیوی ام عبداللہ چیخ کر رونے لگی۔ پھر ان کو افاقہ ہوگیا تو فرمایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں اس سے بیزار ہوں۔ اس سے جو مصیبت میں اپنا سر منڈا ڈالے اور چیخے چلائے۔ اور کپڑے پھاڑے۔ متفق علیہ اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

۱۹۹- ابو مالک اشعری نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاہلیت کی چار چیزیں ہیں۔ جن کو میری امت نہیں چھوڑے گی۔ حسب میں فخر کرنا۔ اور نسب میں طعن کرنا۔ اور ستاروں سے پانی مانگنا۔ اور نوحہ کرنا۔ اور فرمایا نوحہ کرنے والی اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے۔ تو قیامت کو اس حال میں اٹھائی جائے گی۔ کہ اس پر گندھک کی قمیض ہوگی اور خارش کی اوڑھنی۔[1] اس کو مسلم نے روایت کیا۔

جاہلیت کے کام کون کونسے ہیں [1] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ حسب یہ ہے۔ کہ اپنے اخلاق کی تعریف کرے۔ مثلاً میں بڑا بہادر ہوں۔ سخی ہوں۔ نیک ہوں۔ اور نسب میں طعن کرنا یہ ہے۔ کہ ہمارا خاندان تو اونچا ہے۔ اور فلاں خاندان کمینہ ہے۔ ستاروں سے پانی مانگنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ عقیدہ رکھنا۔ کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں گیا۔ تو بارش ہوگئی۔ اگر ان کو سبب حقیقی سمجھے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ اگر ان کو سبب عارضی سمجھے۔ اور اس کو بھی خدا تعالیٰ ہی کی قدرت سمجھے تو اس طرح کہنا جائز ہے۔ لیکن پھر بھی ایسی کلام سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور یہ جو فرمایا۔ کہ نوحہ کرنے والی کی قمیض گندھک کی ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کو آگ بہت جلدی لگے گی۔ کیونکہ گندھک آتش گیر مادہ ہے۔ اور صاحب مشکوٰۃ اس حدیث کو اسی مناسبت سے یہاں لائے ہیں اور یہ سزا اس صورت میں ہے کہ نوحہ کرنے والی بغیر توبہ مر جائے اور توبہ سے تو خدا تعالیٰ سب گناہ معاف کر دیتے ہیں حتیٰ کہ کفر اور شرک بھی معاف ہو جاتے ہیں اور گناہ کبیرہ بھی بخشے جاتے ہیں۔ باقی رہے صغیرہ گناہ تو وہ مسلمان کو خداوند تعالیٰ بغیر توبہ بھی ازراہ فضل و کرم معاف کرتے رہتے ہیں۔ ۱۲

۲۰۰۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي قَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّي فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا اِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۰۱۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلٰثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجُ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

---

۲۰۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے۔ وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر کہنے لگی۔ اپنی راہ لگو۔ تم کو میرے جیسی مصیبت نہیں آئی۔ اصل میں اس نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ اس کو بتایا گیا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پھر وہ نبی صلعم کے دروازہ پر پہنچی۔ تو دیکھا۔ کہ آپ کے دروازے پر کوئی دربان نہیں ہے۔ کہنے لگی۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا صبر ابتدائے صدمہ کے وقت[ف] ہے۔

۲۰۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں پھر وہ صبر کرے۔ تو صرف قسم پوری کرنے کے لئے آگ میں جائے گا۔[ف] متفق علیہ

کونسا صبر اجر کا باعث ہے۔ ف اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صبر وہ ہے۔ جو صدمہ آنے کے وقت صبر کیا جائے۔ ورنہ آدمی ہر مصیبت پر رو دھو کر صبر کر ہی لیتا ہے۔ اور پھر اس کا اجر نہیں ملتا۔ کیونکہ اس نے تو جو کچھ اس سے ہو سکتا تھا۔ وہ کر ہی لیا۔ اب ثواب کاہے کا۔ ۱۲۔

چھوٹے بچوں کی وفات پر جنت۔ ف اس مضمون کی بہت سی حدیثیں صحابہ کرام سے مروی ہے۔ جن میں بتایا گیا ہے کہ چھوٹی اولاد کے فوت ہو جانے کا اجر آدمی کو ملتا ہے۔ اور چھوٹے بچے قیامت کو اپنے ماں باپ کی سفارش کر کے ان کو جنت میں لے جائیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ دو شرطیں ہیں۔ پہلی یہ کہ آدمی کا خاتمہ کفر اور شرک پر نہ ہوا ہو۔ اور دوسری یہ کہ ان کے مرنے پر اس نے صبر کیا ہو۔ اور یہ جو فرمایا۔ کہ مگر قسم پوری کرنے کے لئے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا۔ کہ کوئی بھی تم میں سے ایسا نہیں ہے۔ جس کا گزر اس پر نہ ہوگا۔ یہ تیرے رب کا حتمی وعدہ ہے۔ یا تو یہ جہنم سے گزرنے ہوئے پلصراط سے پار ہونے سے پورا ہو جائیگا۔ اور یا پھر تھوڑی سی مدت جہنم میں جائے گا۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی بات پوری ہو جائے۔ اور اسوقت بھی مومن پر آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ ۱۲۔

۲۰۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا يَمُوْتُ لِاِحْدَاكُنَّ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهُ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ فَقَالَتْ اِمْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ اَوِ اثْنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا ثَلٰثَةٌ لَّمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ۔

۲۰۳۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ مَا لِعَبْدِى الْمُؤْمِنِ عِنْدِىْ جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةُ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ

۲۰۴ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

---

۲۰۲ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے فرمایا۔ تم میں سے جس کے تین بچے فوت ہو جائیں۔ پھر وہ صبر کرے۔ تو یقیناً جنت میں داخل ہوگی۔ ان میں ایک عورت نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اگر وہ دو ہوں تو پھر آپ نے فرمایا۔ اگر دو ہوں تو بھی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔ اور ان دونوں کی ایک روایت میں ہے۔ جو بچے جوانی کو نہ پہنچے ہوں

۲۰۳ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جب میں اپنے مومن بندے کے کسی عزیز کو فوت کر لوں۔ اور وہ اس پر صبر کرے۔ تو اس کی جزاء میرے پاس صرف جنت ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

فصل دوم

۲۰۴ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی دونوں پر لعنت فرمائی۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔[۵۵]

نوحہ کرنے والی اور سننے والی کون ہیں [۵۵] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث ویسے ضعیف ہے اور بعض اور بھی حدیثیں اس مضمون کی آئی ہیں۔ وہ سب ضعیف ہیں۔ نوحہ کرنے والی وہ ہے۔ جو میت پر اونچی آواز نکال کر روئے۔ اور میت کے حسن بھی ساتھ ساتھ بیان کرتی جائے۔ اور سننے والی سے وہ عورت مراد ہے۔ جو نوحہ کو خوش ہو کر سنے۔ اور قصداً سنے ۱۲۔

۲۰۵۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجَبٌ لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَہٗ خَیْرٌ حَمِدَ اللّٰہَ وَشَکَرَ وَاِنْ اَصَابَتْہُ مُصِیْبَۃٌ حَمِدَ اللّٰہَ وَصَبَرَ فَالْمُؤْمِنُ یُؤْجَرُ فِیْ کُلِّ اَمْرِہٖ حَتّٰی فِی اللُّقْمَۃِ یَرْفَعُھَا اِلٰی فِیْ اِمْرَاَتِہٖ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

۲۰۶۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَلَہٗ بَابَانِ بَابٌ یَصْعَدُ مِنْہُ عَمَلُہٗ وَبَابٌ یَنْزِلُ مِنْہُ رِزْقُہٗ فَاِذَا مَاتَ بَکَیَا عَلَیْہِ فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۲۰۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِیْ

---

۲۰۵ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی عجیب حالت ہے۔ اگر اسے بھلائی پہنچتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اور شکر کرتا ہے۔ اور اگر اس کو مصیبت پہنچے۔ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ پس مومن اپنے ہر کام میں اجر حاصل کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس لقمے میں بھی جو وہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۲۰۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مومن کے لئے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے اس کے عمل چڑھتے ہیں۔ اور ایک دروازے سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب مومن فوت ہو جاتا ہے۔ تو دونوں دروازے بھی اس پر روتے ہیں۔ یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول۔ پھر نہ روئے ان پر آسمان اور زمین[۲]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۲۰۷ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت سے جس آدمی کے دو بچے پیشرو

مومن کو گھر کے اخراجات کا اجر ملتا ہے ۱؎ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کو محدثین نے اس بنا پر قبول نہیں کیا۔ کہ اس کی سند میں عمرو بن سعد بن ابی وقاص ہے۔ جو امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے لشکر کا سردار تھا۔ لیکن اس حدیث کے اور بھی بہت سے شواہد ہیں۔ جن کی بنا پر اسکو قبول کر لیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ مومن جو کچھ بھی کام کرتا ہے۔ خواہ وہ بظاہر حظ نفس ہی کیوں نہ معلوم ہوتا ہو۔ اس میں اس کو اجر ملتا ہے۔ بیوی بچوں کے کپڑے اور خوراک کا بھی اسکو اجر ملتا ہے۔ کیونکہ اس کی نیت یہ ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا خرچ میرے ذمے فرض کیا ہے۔ میں اسکی ادائیگی کر رہا ہوں۔ تو اس نیت کی بنا پر اسکو اس کا اجر بھی ملتا ہے۔ بلکہ جو کچھ مومن اپنی ذات پر بھی خرچ کرتا ہے۔ اس کا بھی اسکو اجر ملتا ہے ۱۲۰۔

کائنات کی ہر چیز میں ادراک ہے۔ ۲؎ اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے۔ عمل والا دروازہ تو اس لئے روتا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ اس کے اعمال صالحہ اوپر جاتے تھے۔ اور وہ ان کی وجہ سے دوسرے دروازوں پر فخر محسوس کیا کرتا تھا (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ يَا مُوَفَّقَةُ فَقَالَ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ فَأَنَا فَرَطُ أُمَّتِي لَنْ يُصَابُوا بِمِثْلِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۲۰۸ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُولُ اللّٰهُ ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسکو ان کے بدلے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت عائشہ نے سوال کیا۔ اور جس کا ایک ہی بچہ فوت ہوا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ اسے نیکی کی توفیق دی گئی۔ اور جس کا ایک بچہ ہو۔ وہ بھی پھر کہا آپ کی امت میں سے جس کا کوئی بھی پیشرو نہ ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ میں خود اپنی امت کا پیشرو ہوں۔ میری مصیبت کی طرح انکو اور کوئی مصیبت نہیں پہنچی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۲۰۸ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فرشتوں کو کہتے ہیں۔ تم نے میرے بندے کے بیٹے کو پکڑ لیا۔ وہ کہتے ہیں۔ ہاں۔ پھر فرماتے ہیں۔ تم نے میرے بندے کے دل کے پھل کو توڑ لیا۔ وہ کہتے ہیں۔ ہاں پھر فرماتے ہیں۔ اچھا پھر میرے بندے نے کیا کہا۔ کہتے ہیں تیری تعریف کی۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو۔ اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور رزق کا دروازہ اس لئے روتا ہے۔ کہ اس رزق سے اس کو نیک اعمال کی توفیق نصیب ہوتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کے متعلق علم موجود ہے۔ اور اس کی تسبیح پڑھتی ہیں۔ اور اللہ سے ڈرتی ہیں۔ اور ہر چیز میں ادراک اور ہوش ہے۔ ۱۲

آنحضرت کی وفات کا اجر۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) [۵۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جو لگاؤ ہر مسلمان کو ہے۔ وہ تمام دنیا سے نرالا ہے۔ اور اسی طرح ان کی وفات کا صدمہ بھی مسلمانوں کو بہت زیادہ ہوا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے۔ اور بعض لوگوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے۔ وہ اس نعمت کی محرومی سے ہمیشہ ہی پرحسرت رہے ہیں۔ تو آپ کی وفات کا صدمہ چونکہ ہر مسلمان پر ہے۔ تو اگر کسی کا سفارش کرنے والا بچہ نہیں ہے۔ تو کیا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کی شفاعت کرنے کو موجود ہیں۔ ۱۲

۲۰۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمِ الرَّاوِيِّ وَقَالَ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مَوْقُوْفًا۔

۲۱۰۔ وَعَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰی ثَكْلٰی كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۲۱۱ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَهْ

---

۲۰۹ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے۔ اس کو بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اس کو مرفوعًا صرف علی بن عاصم کی حدیث سے جانتے ہیں۔ اور ترمذی نے کہا۔ بعض نے اس کو محمد بن سوقہ سے اسی سند سے موقوفًا روایت کیا ہے۔

۲۱۰ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کسی بچہ فوت ہوئی عورت کو تسلی دے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو جنت میں ایک قیمتی لباس پہنائیں گے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۲۱۱ عبداللہ بن جعفر نے کہا۔ کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو۔ ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے۔ جو ان کو مشغول رکھے گی [له]۔ اس کو ترمذی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

---

[۵] جس طرح نیکی کی ترغیب دینے والے کو نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔ اسی طرح صبر کی تلقین کرنے والے کو صبر کرنیوالے کے برابر اجر ملتا ہے۔

میت والوں کے لئے کھانا پکانا۔ [له] اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن سکن نے صحیح کہا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ جب ان کی شہادت کی خبر آئی۔ تو بہر حال گھر والوں کو صدمہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کہا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو۔ کیونکہ وہ تو پریشانی میں (باقی برصفحہ آئندہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۲۱۲۔ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۱۳۔ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ تَقُوْلُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَمَا اِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ اَوْ اَخْطَأَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

فصل سوم

۲۱۲۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جس پر نوحہ کیا جائے گا۔ اس کو قیامت کے روز نوحہ کے عوض عذاب دیا جائے گا[له] متفق علیہ

۲۱۳۔ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے کہا۔ کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا۔ آپ کے سامنے ذکر کیا گیا۔ کہ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں۔ کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ تو کہنے لگیں اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن پر رحم کرے۔ اس نے جھوٹ[له] تو نہیں بولا۔ لیکن وہ بھول گئے۔ یا غلطی کر گئے۔ بات صرف یہ تھی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک یہودی عورت کے گھر سے ہوا۔ جس کے پیچھے اس پر رو رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ اس پر رو رہے ہیں۔ اور اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ متفق علیہ۔

مبتلا ہیں۔ وہ کھانا نہیں پکا سکیں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس گھر میں فوتیدگی ہو گئی ہو۔ اس دن ان کی روٹی کوئی اور پکا دیا کرے۔ امام شافعی اسکو سنت کہتے ہیں۔ آجکل بھی لوگ یہ روٹی پکاتے ہیں۔ اور عموماً کوئی برادری کا آدمی پکاتا ہے۔ پھر یہ لب آہستہ آہستہ عوض معاوضہ بن چکا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اور میت کے گھر والوں کے پاس دفن کے بعد لوگوں کا اجتماع اور وہاں روٹی کھانا یہ بھی جاہلیت میں نوحہ میں شامل تھا۔ جیسا کہ امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح سند سے جریر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ہم اہل میت کے پاس اجتماع کیا کرتے تھے۔ اور اس کے دفن کے بعد کھانے کا تیار کرنا بھی نوحہ کی ایک قسم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نوحہ حرام ہے ۱۲۔

پچھلوں کے نوحہ سے میت کو سزا۔ [له] (حاشیہ صفحہ ہذا) لگے بہت سی حدیثیں اس مضمون کی آئی ہیں۔ کہ میت کو اس کے پچھلوں کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔ اور صحابہ میں اس مسئلہ میں اختلاف تھا۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ پچھلوں کے رونے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۲۱۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ تُوُفِّیَتْ بِنْتٌ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِمَكَّةَ فَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنِّیْ لَجَالِسٌ بَیْنَهُمَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ مُوَاجِهُهُ اَلَا تَنْهٰی عَنِ الْبُكَاءِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ حَتّٰی اِذَا كُنَّا بِالْبَیْدَاءِ فَاِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ الرَّكْبُ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ صُهَیْبٌ قَالَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ادْعُهٗ فَرَجَعْتُ اِلٰی صُهَیْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَلَمَّا اَنْ اُصِیْبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَیْبٌ یَبْكِیْ یَقُوْلُ وَا اَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ یَا صُهَیْبُ اَتَبْكِیْ عَلَیَّ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبَعْضِ

---

۲۱۴ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا۔ کہ حضرت عثمان بن عفان کی ایک لڑکی مکہ[۱] میں فوت ہو گئی۔ ہم اس کے جنازہ کے لئے آئے۔ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس بھی آئے ہوئے تھے۔ میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر نے عمرو بن عثمان کو کہا۔ وہی اس وقت ان کے سامنے تھے۔ کیا تم رونے سے منع نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میت کو اس کے اہل کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ حضرت عمر فاروق کی بات سے تو کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا تھا۔ پھر انہوں نے واقعہ بیان کیا۔ کہ میں حضرت عمر کے ساتھ مکہ سے واپس آرہا تھا۔ جب ہم بیداء[۲] میں پہنچے۔ تو حضرت عمر نے دیکھا۔ کہ ایک قافلہ کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ دیکھو یہ قافلے والے کون ہیں۔ میں نے دیکھا۔ تو وہ حضرت صہیب تھے۔ میں نے آکر ان کو اطلاع دی۔ تو کہنے لگے۔ ان کو بلا لاؤ۔ میں صہیب کی طرف واپس آیا۔ اور کہا کہ چلو امیرالمومنین سے ملاقات کرو۔ پھر جب حضرت عمر زخمی ہوئے۔ تو حضرت صہیب روتے ہوئے آئے۔ اور کہنے لگے۔ اے بھائی اے ساتھی تو حضرت عمر نے کہا۔ اے صہیب کیا تم مجھ پر روتے ہو۔؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

(حاشیہ بر صفحہ گزشتہ) سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ یا اس کے عذاب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور کچھ یہ کہتے تھے کہ میت پر پچھلوں کے رونے سے کوئی بوجھ نہیں پڑتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ کہ الا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کہ کوئی آدمی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ باپ کے جرم کا سوال بیٹے سے نہیں ہوگا۔ اور بیٹے کے گناہ کا جواب دہ باپ نہیں ہوگا۔ اسی قاعدہ کے مطابق اگر میت کے پیچھلے وارث روئیں تو اس میں میت کا کیا قصور ہے۔ اسکو سزا کیوں ملے۔ تو وہ کہتے تھے کہ پچھلوں کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔ اور مسئلہ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر مرنے والے رونے کی وصیت کر جائیں۔ یا وہ اس رونے اور نوحہ کرنے پر دل میں خوش ہوں۔ یا اسے معلوم ہو کہ ہمارے خاندان میں نوحہ کرنے کی عادت ہے۔ اور پھر بھی گھر والوں کو منع کرکے نہ جائے۔ تو پھر نوحہ کی سزا دونوں کو ملتی ہے۔ نوحہ کرنے والوں (باقی بر صفحہ آئندہ)

بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ لَا وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ اِنَّ اللّٰهَ يَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَسْبُكُمُ الْقُرْاٰنُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى قَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ فَمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۱۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِيْ شَقَّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ

وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میت کو اس کے اہل کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا۔ جب حضرت عمر فوت ہو گئے۔ تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ تو وہ کہنے لگیں اللہ تعالیٰ حضرت عمر پر رحم کرے۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بیان نہیں فرمایا۔ کہ میت کو اس کے اہل کے اس پر رونے سے سزا دی جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کافر کی سزا میں اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ ضرور اضافہ کر دیتے ہیں۔ اور حضرت عائشہ نے کہا۔ تمہیں قرآن کافی ہے۔ کہ کوئی آدمی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ تو ابن عباس نے اس وقت یہ آیت پڑھی۔ اللہ ہی ہنساتا ہے۔ اور اللہ ہی رلاتا ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے پھر کچھ نہ کہا۔ متفق علیہ

۲۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر آئی تو آپ غمگین ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں دروازے کی جھریوں سے دیکھ رہی تھی۔ تو آپ کے پاس ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کو بھی اور جس پر نوحہ کیا جا رہا ہے۔ اس کو بھی۔ اور اگر مرنے والا منع کر جائے۔ یا وہ اس پر خوش نہ ہو تو پھر اس پر اس کا کوئی عذاب نہیں ہے۔ حضرت فاروق اعظم کہتے تھے۔ کہ پچھلوں کے نوحہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ اور حضرت عائشہ اس کا انکار کرتی تھیں۔ ۱۲

صحابہ کرام کے اخلاق۔ ؎ یہاں سے اندازہ کیا جائے۔ کہ صحابہ کرام کے اخلاق کتنے اچھے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابن عمر کے متعلق فرما رہی ہیں وہ تو جھوٹ نہیں بولتے۔ لیکن وہ بھول گئے ہیں۔ ان کو یاد نہیں رہا۔ اور حضرت عمر کے برخلاف کہتی ہیں۔ تو فرماتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر پر رحم کریں۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخشیں۔ آج مناظروں میں جو وہ بدتہذیبیاں ہوتی ہیں۔ اور ایسے ایسے مذاق اور تمسخر ہوتے ہیں۔ کہ خدا کی پناہ۔ ۱۲ (حاشیہ صفحہ گزشتہ)

؎ حضرت عثمان کی اس بیٹی کا نام ام ابان تھا۔ ۱۲

؎ بیداء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے۔ ۱۲

رونا اور ہنسنا دو قسم کا ہے۔ ؎ (حاشیہ صفحہ ہذا) حضرت عائشہ کی بات کی تائید میں حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی لیکن اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے۔ کہ اس طرح تو ہر کام اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہوتا ہے۔ پھر بندہ مجرم ہے۔ یعنی ہنسنا اور رونا دو (باقی بر صفحہ آئندہ)

نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِعْنَهُ فَقَالَ انْهَهُنَّ فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللّٰهِ غَلَبْنَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۱۶۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيبٌ وَفِي أَرْضِ غُرْبَةٍ لَأَبْكِيَنَّهُ بُكَاءً يُتَحَدَّثُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّأْتُ لِلْبُكَاءِ عَلَيْهِ إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ تُرِيدُ أَنْ تُسْعِدَنِي فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُرِيدِينَ أَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ

آدمی آیا اور کہنے لگا۔ کہ جعفر کے گھرانہ کی عورتیں رو رہی ہیں[۲] ۔آپ نے اسکو حکم دیا کہ ان کو منع کر دو۔ وہ چلا گیا۔ وہ دوسری دفعہ آکر کہنے لگا۔ وہ میرا کہنا نہیں مانتیں آپ نے فرمایا۔ ان کو جا کر روکو۔ پھر وہ تیسری مرتبہ آکر کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول خدا کی قسم وہ ہم پر غالب آگئیں میرا خیال ہے آپ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو۔ میں نے دل میں کہا۔ خدا تجھے ذلیل کرے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو حکم دیا۔ تو نے وہ بھی نہ کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا بھی نہ چھوڑا[۳]
متفق علیہ

۲۱۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ جب ابو سلمہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا۔ ایک مسافر مسافری میں فوت ہو گیا۔ میں اسپر ایسا روؤں گی۔ کہ لوگ اس کی داستان بیان کریں گے۔ میں رونے کے لئے تیار ہو چکی تھی۔ ناگہاں ایک عورت آگئی۔ وہ میرے ساتھ مل کر رونا چاہتی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے آئے۔ اور فرمایا۔ کیا تو چاہتی ہے۔ کہ اس گھر میں شیطان کو

قسم کا ہے۔ ایک رونا خدا کے خوف سے ہے۔ یہ بڑا اچھا ہے۔ اور ایک رونا نوحے کا ہے۔ یہ بہت برا ہے۔ اسی طرح ایک ہنسا تمسخر کے طور پر ہے یہ سراسر گناہ ہے۔ اور ایک ہنسا خوش طبعی کے لئے ہے۔ یہ جائز ہے۔ تو اس کی صورت صرف یہی مراد لی جا سکتی ہے۔ کہ ابن عباس کے قول میں وہ ہنسا یا رونا مراد ہے۔ جو بے اختیار آجائے۔ ورنہ اختیار والے پر تو عذاب اور ثواب ہے۔ ۱۲۔

جعفر کے گھر نوحہ ہوا تو آنحضرت نے روکا **ت۲** (حاشیہ صفحہ ہذا)۔ یعنی بلند آواز سے بین کر رہی ہیں۔ نوحہ ہو رہا ہے۔ ورنہ مطلق رونا منع نہیں ہے۔

نوحہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ **ت۳** اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی برے کام کو آدمی نہ روک سکتا ہو تو خواہ مخواہ دوسرے آدمی کو پریشان نہ کرنا چاہیئے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ نوحہ اور بین کبیرہ گناہ ہیں۔ اگر یہ معمولی گناہ ہوتے۔ تو آنحضرت اتنی سختی نہ فرماتے۔ ۱۲۔

بَيْتًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ أَبْكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۱۷۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ أُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِيْ وَاجَبَلَاهُ وَاكَذَا وَاكَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ حِيْنَ أَفَاقَ مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيْلَ لِيْ أَنْتَ كَذٰلِكَ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۱۸۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ بَاكِيْهِمْ فَيَقُوْلُ وَاجَبَلَاهُ وَاسَيِّدَاهُ وَنَحْوَ ذٰلِكَ إِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ

داخل کرے۔ جس گھر سے اللہ تعالٰی نے اس کو نکالا ہے۔ دو مرتبہ تو میں بھی رونے سے رک گئی[لہ]۔ اور نہ رویا۔ متفق علیہ

۲۱۷۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ عبداللہ بن رواحہ بے ہوش ہو گئے۔ ان کی بہن عمرہ رونے لگی۔ ہائے پہاڑ۔ ہائے فلانے ہائے فلانے گننی کرنے لگی۔ جب ان کو ہوش آیا۔ تو کہنے لگے۔ تو نے جو کچھ بھی کہا۔ مجھ سے پوچھا جاتا رہا۔ کیا تو واقعی اس طرح کا ہے۔ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ جب وہ فوت ہو گئے۔ تو پھر نہ روئی[سلہ]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۲۱۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو آدمی مر جائے اور اس کے رونے والے رونے لگیں۔ اور کہیں ہائے پہاڑ ہائے سردار اور اسی طرح کے کلمے تو اللہ اس میت پر دو فرشتے مقرر کرنے

نوحہ کرنا شیطانی کام ہے۔ [لہ] اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ یہ مسافری ہجرت تھی۔ کیونکہ ابو سلمہ مہاجر تھے۔ اپنا گھر بار اور وطن چھوڑ کر آئے تھے۔ داستانیں بیان کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ لوگوں میں کچھ مدت تک میرے رونے کا خوب چرچا رہے گا۔ اور لوگ کہیں گے۔ کہ اس عورت کو اپنے خاوند سے کتنی محبت تھی۔ مساعدت ل کر رونا چاہتی تھی۔ جیسے یہاں ہندو پاک میں دو عورتیں آمنے سامنے بیٹھ جاتی ہیں۔ اور باری باری بین اور نوحہ کرتی جاتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نوحہ کرنا شیطانی کام ہے۔ اور نوحہ سے شیطان کو گھر میں آنے کی دعوت بھی جاتی ہے۔ اور یہ جو دو بار کا لفظ ہے۔ اس کا تعلق قال سے ہے۔ اخرج سے نہیں۔ آپ نے یہ کلام اس عورت کو دو دفعہ فرمائی ۱۲۔

عبداللہ بن رواحہ کا ایک عجیب واقعہ [سلہ] اس حدیث کو ابو نعیم اور ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ پھر اس بیماری میں فوت نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ ان کی شہادت غزوہ موتہ میں ہوئی تھی۔ بعض مراسیل میں ہے۔ کہ عبداللہ بن رواحہ کی بیمار پرسی کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ان کی موجودگی[...] غشی ہو گئی۔ اور اتنی سختی ہوئی کہ آنحضرت نے دعا فرمائی۔ کہ اے اللہ اگر اس کی اجل آ چکی ہے۔ تو اس پر آسانی فرما۔ اور اگر اس کی زندگی ابھی باقی ہے تو اسکو صحت دے۔ پھر عبداللہ نے آنکھ کھول لی۔ اور کہنے لگے۔ ایک فرشتہ کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا وزنی گرز تھا۔ وہ مجھے کہہ رہا تھا۔ کیا تو واقعی ایسا ہی تھا۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا۔ تو وہ مجھ کو گرز مار

مَلَكَيْنِ يَلْهَزَانِهِ وَيَقُوْلَانِ أَهٰكَذَا كُنْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ

۲۱۹ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِيْنَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ يَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُنَّ يَا عُمَرُ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالْقَلْبَ مُصَابٌ وَالْعَهْدَ قَرِيْبٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ۔

۲۲۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَتِ النِّسَاءُ فَجَعَلَ عُمَرُ يَضْرِبُهُنَّ بِسَوْطِهٖ فَأَخَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہیں۔ جو اس کو گھونسے مارتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کیا تو اسی طرح کا تھا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب حسن ہے

۲۱۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے ایک (زینب بیٹی) عورت فوت ہو گئی۔ عورتیں جمع ہو کر اس پر رونے لگیں۔ حضرت عمرؓ ان کو منع کرنے لگے۔ اور ان کو نکالنے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمرؓ ان کو چھوڑ دو۔ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ اور دل مصیبت زدہ ہے۔ اور صدمے کا زمانہ قریب ہے[لہ]۔ اسکو احمد اور نسائی نے روایت کیا۔

۲۲۰ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب انتقال کر گئیں۔ تو عورتیں رونے لگیں۔ تو حضرت عمرؓ ان کو کوڑے کے ساتھ مارنے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہاتھ سے پیچھے دھکیل دیا۔ اور

اسلام دین فطرت ہے۔ **لہ** رونا شرعی حد سے زیادہ تھا۔ اور حضرت عمرؓ بھی سختی کرنے لگے تھے۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے۔ کہ ان کو کوڑے سے مارنے لگے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو ان کی غلطی سے آگاہ کیا۔ حضرت عمرؓ کو تو سختی کرنے سے روکا۔ کہ کچھ خیال کر لیا کرو۔ کہ دل مغموم ہیں۔ اور صدمہ ابھی تازہ ہے۔ ذرا نرمی سے کام لو۔ اور عورتوں کو شیطانی آواز (یعنی نوحہ اور بین کی آواز) سے روکا اور فرمایا صرف آنسوؤں سے رو۔ اسلام دین فطرت ہے اس کا خاصہ ہے کہ خلقی اور جبلی جذبات کو نہ تو دباتا ہے نہ ختم کرتا ہے بلکہ جذبات انسانی کو اعتدال پر رکھتا ہے۔ صدمے کے وقت دل کا متاثر ہونا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا رواں ہو جانا قدرتی بات ہے اور انسان اس معاملہ میں بے بس ہے لہذا اس پر شریعت نے کوئی گرفت نہیں رکھی اور زبان سے بکواس کرنا اور ہاتھوں سے ماتم کرنا۔ بال نوچنا۔ کپڑے پھاڑنا اور سینہ کوبی کرنا چونکہ اختیاری معاملات ہیں اور شیطانی تحریک ہے لہذا اس پر گرفت ہے ۱۲۔

بِيَدِهٖ وَقَالَ مَهْلًا يَا عُمَرُ ثُمَّ قَالَ اِيَّاكُنَّ وَنَعِيْقَ الشَّيْطَانِ ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۲۲۱۔ وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتْ اِمْرَاَتُهُ الْقُبَّةَ عَلٰى قَبْرِهٖ سَنَةً ثُمَّ رُفِعَتْ فَسَمِعَتْ صَائِحًا يَقُوْلُ اَلَا هَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا فَاَجَابَهٗ اٰخَرُ بَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا۔

۲۲۲۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَاَبِيْ بَرْزَةَ قَالَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا۔ اے عمر ان کو چھوڑ دو۔ پھر عورتوں سے فرمایا۔ یہ شیطانی آواز نہ نکالو۔ پھر فرمایا۔ جب تک معاملہ آنکھ اور دل کا رہے۔ تو وہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے۔ اور خدا کی رحمت ہے۔ اور جو کچھ ہاتھ اور زبان سے ہو۔ وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔

۲۲۱۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً روایت کیا۔ کہ جب حسن بن حسن بن علی فوت ہو گئے۔ تو ان کی بیوی ان کی قبر پر سال بھر خیمہ لگا کر بیٹھی رہی۔ پھر اس نے خیمہ اٹھا لیا۔ اور ایک غائبانہ آواز سنی۔ جو کہہ رہا تھا۔ جو انہوں نے گم کیا تھا کیا وہ ان کو مل گیا ہے۔ تو دوسرے ہاتف غیبی نے اسکو جواب دیا۔ بلکہ ناامید ہو کر چلے گئے۔[لہ]

۲۲۲۔ عمران بن حصین اور ابو برزہ نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے۔ آپ نے کچھ لوگوں

فاطمہ بنت حسین کا ایک واقعہ

[لہ] یہ حسن حضرت علی کے پوتے اور امام حسن کے بیٹے تھے۔ اور ان کی بیوی فاطمہ بنت حسین تھیں۔ یعنی امام سید الشہداء حسین کی صاحبزادی جب ان کے خاوند فوت ہو گئے تو سال بھر تک ان کی قبر پر خیمہ لگایا۔ اور وہیں بیٹھی رہیں۔ کہ اسی طرح اپنا غم غلط کریں۔ اور ان کی قبر سے باتیں کر کے اپنے آپ کو تسلی دیں۔ جیسے کہ بعض لوگ کھنڈرات اور ویرانوں کو مخاطب کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہاتف غیبی کے ذریعہ سے اس کی برائی پر انکو آگاہ کر دیا۔ اور یہ ہاتف یا تو فرشتے تھے یا مومن جن۔ ایسی کاروائی ایک عام مومن سے بھی معیوب تھی چہ جائیکہ خاندان نبوت کی کوئی عورت ایسا کرتی۔ چونکہ نبوت تو ختم ہو چکی تھی کہ وحی کے ذریعہ سے ایسے کاموں سے روکا جاتا۔ لہذا خداوند تعالیٰ نے ایک غیبی آواز کے ذریعہ سے ان کو آگاہ کیا کہ تم نے جو کچھ کیا غلط کیا اور وہ کام کیا جس سے کوئی فائدہ نہ ہو کیونکہ موت کے بعد اس دنیا کی کوئی آواز عالم برزخ میں نہیں پہنچتی ہاں اگر خدا تعالیٰ پہنچانا چاہیں تو اور بات ہے ۱۲۔

فِی جَنَازَۃٍ فَرَاٰی قَوْمًا قَدْ طَرَحُوْا اَرْدِیَتَہُمْ یَمْشُوْنَ فِیْ قُمُصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبِفِعْلِ الْجَاہِلِیَّۃِ تَاْخُذُوْنَ اَوْ بِصَنِیْعِ الْجَاہِلِیَّۃِ تَشَبَّہُوْنَ لَقَدْ ہَمَمْتُ اَنْ اَدْعُوَ عَلَیْکُمْ دَعْوَۃً تَرْجِعُوْنَ فِیْ غَیْرِ صُوَرِکُمْ قَالَ فَاَخَذُوْا اَرْدِیَتَہُمْ وَلَمْ یَعُوْدُوْا لِذٰلِکَ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

۲۲۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُتْبَعَ جَنَازَۃٌ مَعَہَا رَانَّۃٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۲۲۴۔ وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لَہٗ مَاتَ ابْنٌ لِیْ فَوَجَدْتُّ عَلَیْہِ ہَلْ سَمِعْتَ

کو دیکھا۔ انہوں نے اپنی چادریں اتار دی تھیں۔ وہ صرف قمیضوں میں چل پھر رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا جاہلیت کے کام کرتے ہو۔ یا جاہلیت کے کاموں میں مشابہت کرتے ہو۔ میں نے ارادہ کیا۔ کہ تم پر ایسی بد دعا کروں۔ کہ تمہاری صورتیں مسخ ہو جائیں۔ عمران نے کہا۔ کہ ان لوگوں نے اپنی چادریں لے لیں۔ اور پھر ایسا کبھی نہ کیا۔[۱] اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۲۲۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ کہ اس جنازہ کے ساتھ نہ جاؤ جس جنازہ کے ساتھ کوئی رونے والی آئے۔[۲] اس کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۲۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک آدمی نے ان سے کہا۔ کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ میں بڑا سخت غمگین

جاہلیت کے نوحہ کی صورت **[۱]** یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ عرب میں دستور تھا۔ کہ جب کسی کا نوحہ یا سوگ کرتے۔ تو گلے میں صرف قمیص رہنے دیتے۔ اور اپنے سر کی چادر اتار دیتے۔ یعنی ننگے سر ہو جاتے۔ انہوں نے ویسے تو نوحہ یا بین وغیرہ نہ کئے۔ لیکن سوگ کی علامت جو بنالی تھی۔ اسکو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے۔ اگر بالفرض آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوگ کی صورتیں دیکھتے۔ تو معلوم نہیں کیا کچھ فرماتے ۱۲۔

غیر اسلامی اجتماع میں جانا منع ہے **[۲]** جنازہ ان بنیادی حقوق میں سے ہے۔ جو ہر مسلمان کے ہر مسلمان پر ہیں۔ اب غور کرنا چاہیے کہ اگر نوحہ ہونے کی وجہ سے جنازہ میں شامل ہونا بھی منع ہے۔ تو شادی بیاہ کے موقعہ پر جہاں باجے راگ رنگ آتش بازی اور کنجریوں کے ناچ ہوں۔ جانا کیونکر جائز ہو گا۔ یہ حدیث اس مضمون میں اصل ہے۔ غیر اسلامی اجتماعات میں شامل ہونا قطعاً منع ہے۔ لیکن بعض اوقات مخصوص لوگوں کے لیے ایسے اجتماعات میں جانا بعض وجوہ کی بنا پر جائز ہے مثلاً ایک عالم آدمی اگر تبلیغ کی نیت سے جائے تو جائز ہے اور اگر ویسے بھی کوئی با اعتبار آدمی یا صاحب اثر آدمی جس کے منع کرنے پر برائی کے رک جانے کا امکان ہو ان کو چلے جانا چاہیئے تاکہ لوگ ان کی وجہ سے باز آ جائیں ۱۲۔

مِنْ خَلِيْلِكَ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا يُطَيِّبُ بِأَنْفُسِنَا عَنْ مَوْتَانَا قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صِغَارُهُمْ دَعَامِيْصُ الْجَنَّةِ يَلْقٰى أَحَدُهُمْ أَبَاهُ فَيَأْخُذُ بِنَاحِيَةِ ثَوْبِهِ فَلَا يُفَارِقُهُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَاللَّفْظُ لَهُ۔

۲۲۵۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ قَالَ اجْتَمِعْنَ فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِيْ مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ اِمْرَأَةٌ تُقَدِّمُ

ہوں۔ کیا تونے اپنے دوست صلوات اللہ علیہ سے کوئی ایسی چیز سنی ہے۔ جو ہم کو ہمارے مرنے والوں سے خوش کرے۔ تو آپ نے کہا۔ ہاں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ چھوٹے بچے جنت کے جانور ہیں۔ کوئی ان میں سے اپنے باپ کو ملے گا۔ اس کے کپڑے کا کنارہ پکڑے گا۔ اور جنت میں داخل کیے بغیر اس کو نہ چھوڑے گا۔ اسکو مسلم اور احمد نے روایت کیا۔ اور یہ لفظ احمد کے ہیں۔

۲۲۵۔ حضرت ابو سعید نے کہا۔ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی۔ اے اللہ کے رسول مرد تو آپ کی باتیں سنتے رہتے ہیں۔ اور ہم محروم ہیں۔ آپ ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر فرما دیں کہ ہم اس دن آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ آپ کے علوم میں سے سیکھ لیا کریں۔ تو آپ نے فرمایا کہ فلاں دن فلاں جگہ میں اکٹھی ہو جائیں۔ سو عورتیں اکٹھی ہو گئیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس تشریف لائے تو آپ نے انکو کچھ وہ چیزیں سکھلائیں جو اللہ نے انکو سکھلائیں

مومنوں کے بچے جنتی ہیں۔ [1] اس حدیث میں دوست سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور دعامیص دعموص کی جمع ہے۔ اور دعموص ایک سیاہ رنگ کا چھوٹا سا کیڑا ہے۔ جو صاف پانی میں رہتا ہے۔ اور کبھی ڈبکیاں لگاتا ہے۔ اور کبھی اوپر آتا ہے۔ اسکو ہندی میں جولاہا کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح وہ کیڑے پانی میں اپنی موج سے پھرتے ہیں۔ کھیلتے ہیں۔ اچھلتے پھرتے ہیں۔ اسی طرح مومنوں کے چھوٹے بچے بھی بے روک ٹوک پھرتے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں۔ کھاتے ہیں۔ یہ خدا تعالے کا محض احسان ہے کہ وہ مسلمانوں کی بخشش کے لیے بہانے بنا دیتے ہیں چھوٹے بچوں کا فوت ہو جانا بھی مومن کی بخشش کے لیے ایک بہانہ ہے لیکن اس بخشش کے لیے دو چیزیں شرط ہیں۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ بچے کی فوتیدگی پر صبر کیا ہو۔۱۲

بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلٰثَةً اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتْ اِمْرَاَةٌ مِنْهُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَيْنِ فَاَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۲۶۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يُتَوَفّٰى لَهُمَا ثَلٰثَةٌ اِلَّا اَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَانِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ قَالُوْا اَوْ وَاحِدٌ قَالَ اَوْ وَاحِدٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ السِّقْطَ لَيَجُرُّ اُمَّهٗ بِسَرَرِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ اِذَا احْتَسَبَتْهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ مِنْ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ

۲۲۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَدَّمَ

تھیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تم میں سے جس عورت کے بھی تین چھوٹے بچے فوت ہو جائیں۔ وہ اسکو جہنم سے بچالیں گے۔ ان میں سے ایک عورت نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اگر دو ہوں تو بھی اس نے دو بار اسکو دہرایا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اور دو بھی اور دو بھی اور دو بھی[لہ]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۲۲۶۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے جنت میں داخل کریں گے۔ تو لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول یا دو بھی۔ آپ نے فرمایا دو بھی۔ کہنے لگے یا ایک بھی؟ فرمایا۔ ایک بھی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کچا حمل بھی اپنی ماں کو اپنی آنول سے جنت کی طرف کھینچے گا۔ جبکہ وہ اسپر صبر کرے[لہ]۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور ابن ماجہ نے والذی نفسی بیدہ سے لے کر آخر تک کو روایت کیا۔

۲۲۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے تین نابالغ بچے آگے

نابالغ بچے ماں باپ کی سفارش کرینگے لہ اسکو احمد اور طبرانی نے بھی مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ آگے تین چار حدیثیں اسی مضمون کی آرہی ہیں۔ کہ چھوٹے بچے قیامت کے دن اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے۔ اور ان کو بخشوا کر اپنے ہمراہ جنت میں لے جائیں گے۔ کسی حدیث میں ہے۔ کہ اگر کسی کے نابالغ تین بچے فوت ہو چکے ہوں۔ تو وہ اس کی سفارش کریں گے۔ پھر دو بھی پھر ایک بھی اور پھر وہ کچے بچے بھی جو حمل کی مدت پوری ہونے سے پہلے ہی ضائع ہو جاتے۔ وہ بھی اپنے ماں باپ کی شفاعت کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ان نابالغ اور معصوم بچوں کی سفارش اپنی رحمت سے قبول فرمائیں گے۔ اور ان کے والدین کو معاف کر دیں گے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ اس کے ساتھ دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان بچوں کے ماں باپ کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔ اور دوسری شرط یہ ہے۔ کہ ان کے مرنے پر ماں باپ (باقی بر صفحہ آئندہ)

ثَلٰثَةً مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانُوْا لَهٗ حِصْنًا حَصِيْنًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدَّمْتُ اِثْنَيْنِ قَالَ وَاثْنَيْنِ قَالَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اَبُو الْمُنْذِرِ سَيِّدُ الْقُرَّاءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَوَاحِدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۲۲۸ - وَعَنْ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ابْنٌ لَّهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُحِبُّهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَبَّكَ اللّٰهُ كَمَا اُحِبُّهٗ فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا فَعَلَ ابْنُ فُلَانٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَ فَقَالَ

بھیجے ہوں۔ وہ اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کے لئے محفوظ قلعہ بن جائیں گے۔ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے تو دو بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اور دو بھی اور ابی بن کعب ابو المنذر سید القراء نے کہا۔ کہ میں نے ایک بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اور ایک بھی۔ [1] اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۲۲۸ - قرۃ مزنی کہتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔ اور اس کے ساتھ اسکا بچہ بھی ہوتا۔ تو ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کہا۔ کیا تجھے اس سے محبت ہے؟ کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول جیسی مجھے اس سے محبت ہے۔ اللہ آپ سے رکھے۔ تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو نہ دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تیرا بچہ کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا۔ اے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) نے صبر کیا ہو۔ اور نوحہ نہ کیا ہو۔ اور اگر خدانخواستہ ان دونوں شرطوں میں سے اگر ایک شرط بھی رہ گئی۔ تو پھر وہ سفارش نہ کریں گے۔ نہ اس کی قبولیت ہو گی۔ ۱۲۔

[1] اس حدیث کی سند حسن ہے۔

نابالغ بچے کی شرط کیوں ہے

[1] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اور اس کو نسائی نے بھی مختصر طور پر روایت کیا ہے۔ اس میں بھی اور دوسری حدیثوں میں بھی جو نابالغ کی شرط رکھی ہے۔ اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ نابالغ بچے معصوم اور بے گناہ ہیں۔ اور بے گناہ کی سفارش جلد قبول ہو گی۔ اور اس کے علاوہ معصوم اور بے گناہ کی شفاعت بے دھڑک ہو گی۔ کیونکہ ان پر تو کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اور بڑے جو سفارش کریں گے۔ تو ہزار احتیاط سے کریں گے۔ کہ شائد کوئی لفظ حد ادب سے نہ بڑھ جائے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ نابالغ بچے کی وفات پر صدمہ بھی ضرور ہوتا ہے۔ اولاد ویسے اولاد ہے۔ اس کا صدمہ تو ہر عمر میں ہوتا ہے۔ لیکن بالغ بیٹا اپنی اولاد چھوڑ کر فوت ہو جائے۔ تو کم از کم یہ تسلی تو ضرور ہوتی ہے۔ کہ اس کی نسل قائم ہے۔ لہٰذا اس کا صدمہ بھی نسبتاً کم ہوتا ہے۔ اور جس کا صدمہ زیادہ ہوگا۔ اسی کا اجر زیادہ ملے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں نابالغ بچوں کی شرط رکھی گئی ہے۔ ۱۲۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تُحِبُّ اَنْ لَّا تَاْتِيَ بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَّهُ يَنْتَظِرُكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُ خَاصَّةً اَمْ لِكُلِّنَا قَالَ بَلْ لِكُلِّكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۲۲۹۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهُ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَيْهِ النَّارَ فَيُقَالُ اَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ اَدْخِلْ اَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهِ حَتّٰى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۲۳۰۔ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

اللہ کے رسول فوت ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو پسند نہیں کرتا۔ کہ تو جنت کے جس دروازے پر بھی جائے تو اس بچے کو انتظار کرتے پائے۔ تو ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول کیا یہ اس کے لئے خاص رعایت ہے۔ یا ہم سب کے لئے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ سب کے لئے ہے[51]۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۲۲۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ کچا حمل بھی اپنے رب سے جھگڑا کرے گا۔ جبکہ اس کے ماں باپ کو دوزخ میں داخل کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ تو کہا جائے گا۔ اے کچے حمل اپنے رب سے جھگڑنے والے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر لے۔ وہ ان کو اپنے آنول سے کھینچے گا۔ یہاں تک کہ ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۲۳۰۔ ابو امامہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم کے بیٹے۔ اگر صدمہ پہنچنے[52] وقت تو صبر

تعزیت کرنا سنت ہے۔ [51] اس کی سند صحیح ہے۔ اور نسائی نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا۔ کہ یہ بچہ کبھی اپنے باپ سے جدا نہیں ہوتا۔ ہر وقت ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا تو اس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ کہنے لگا۔ کہ مجھے اس کے ساتھ شدید محبت ہے۔ پھر وہ لڑکا فوت ہو گیا۔ اور وہ آدمی بڑا غمگین تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اس طرح تسلی دی۔ کہ کیا تو پسند نہیں کرتا۔ کہ جنت کے جس دروازہ پر بھی تو جائے۔ تو اس کو اپنا منتظر پائے۔ یعنی تاکہ تجھ کو بخشا کر سفارش کر کے اندر لے جائے گا۔

کس طرح کے صبر سے اجر ملتا ہے [52] اس کی سند صحیح ہے۔ اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے۔ کہ اگر تو صبر کرے۔ اور صبر اسطرح کرے جس طرح کہ اس سے پہلے ابو سعید کی حدیث میں گزر چکا ہے۔ کہ گویا اپنے بچوں کو خود اپنی حفاظت سے پہلے آگے بھیجتا ہے۔ تو اس صورت میں تو بے صبری کی کوئی ادنیٰ صورت بھی نہیں ہوتی۔

ابْنَ اٰدَمَ اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی لَمْ اَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۲۳۱۔ وَعَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ يُصَابُ بِمُصِيْبَةٍ فَيَذْكُرُهَا وَاِنْ طَالَ عَهْدُهَا فَيُحْدِثُ لِذٰلِكَ اِسْتِرْجَاعًا اِلَّا جَدَّدَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَاَعْطَاهُ مِثْلَ اَجْرِهَا يَوْمَ اُصِيْبَ بِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

۲۳۲۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ

کرے۔ اور ثواب کی امید رکھے۔ تو میں تیرے لئے جنت سے کم کوئی ثواب پسند نہیں کروں گا۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۲۳۱۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس مسلمان مرد یا مسلمان عورت کو کوئی مصیبت پہنچ چکی ہو۔ پھر وہ اسے یاد آجائے۔ اگرچہ اسے لمبی مدت گزر چکی ہو۔ پھر از سر نو انا للہ وانا الیہ راجعون کہے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس وقت بھی اس کو اتنا ہی اجر دیتے ہیں۔ جتنا کہ اس کو مصیبت کے روز دیا تھا۔[۱] اس کو احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔[۲]

۲۳۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ

پرانی مصیبت پر بھی اجر ملتا ہے۔ [۱] اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر ایک مصیبت کو بڑی مدت گزر چکی ہو۔ اور وہ کسی وقت یاد آجائے۔ اور اس وقت بھی آدمی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے تو اس کو وہی اجر ملیگا۔ جو کہ اصل مصیبت کے دن ملا تھا۔ مثلاً آج اگر کوئی آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو یاد کر کے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے۔ تو اس کو وہی اجر ملے گا۔ جو صحابہ کرام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز صبر کرنے پہ ملا تھا۔ ۱۲۔

معمولی مصیبت پر بھی انا للہ پڑھو [۲] جوتے کا تسمہ تو ایک مثال ہے۔ اور اگر حقیقتاً بھی ایسا ہی ہو تو بھی کیا تعجب ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چراغ بجھ جانے پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ مصیبت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ سب پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھو۔ اور اس حدیث کو بزار، احمد، ابن عدی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند ویسے کمزور ہے۔ لیکن اس کی تائید اس حدیث سے ہو جاتی ہے۔ جس کو ابوامامہ سے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور بزار نے شداد بن اوس سے ۱۲۔

اَحَدِکُمْ فَلْیَسْتَرْجِعْ فَاِنَّهٗ مِنَ الْمَصَائِبِ۔

۲۳۳۔ وَعَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی قَالَ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ بَاعِثٌ مِنْ بَعْدِكَ اُمَّةً اِذَا اَصَابَهُمْ مَا یُحِبُّوْنَ حَمِدُوا اللّٰهَ وَاِنْ اَصَابَهُمْ مَا یَكْرَهُوْنَ اِحْتَسَبُوْا وَصَبَرُوْا وَلَا حِلْمَ وَلَا عَقْلَ فَقَالَ یَا رَبِّ كَیْفَ یَكُوْنُ هٰذَا لَهُمْ وَلَا حِلْمَ وَلَا عَقْلَ قَالَ اُعْطِیْهِمْ مِنْ حِلْمِیْ وَعِلْمِیْ رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

ٹوٹ جائے۔ تو اناللہ وانا الیہ راجعون کہے کہ یہ بھی مصیبتوں میں سے ہے

۲۳۳۔ ام درداء نے کہا۔ کہ میں نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہما سے سنا۔ کہتے تھے۔ کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے کہا۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تیرے بعد ایک ایسی امت پیدا کرنے والا ہوں۔ کہ جب ان کو کوئی ایسی چیز ملے گی۔ جس سے وہ خوش ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے۔ اور اگر ان کو کوئی ناپسندیدہ چیز پہنچے گی۔ تو ثواب کی امید رکھ کر صبر کریں گے۔ حالانکہ اس مصیبت سے انکے ہوش وحواس بیکار ہو چکے ہوں گے۔ اور حوصلہ چھوٹ چھوٹ جاتا ہوگا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب یہ کیسے ہو سکے گا۔ جبکہ ان کے پاس حوصلہ اور عقل بھی نہ رہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں ان کو اپنی طرف سے حوصلہ بخشوں گا۔ اور اپنے علم سے حصہ دوں گا۔ ان دونوں حدیثوں کو شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

صبر کی فضیلت۔

لہ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔ اور اس امت سے مراد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے سوال کا ماحصل یہ ہے کہ گویا آپ جو فرما رہے ہیں۔ کہ وہ پسندیدہ چیزوں پر شکر کریں گے۔ اور ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کریں گے۔ حالانکہ اس مصیبت سے ان کی عقلیں بھی اور حوصلہ بھی ختم ہو چکے ہوں گے۔ تو جب ان کی عقلیں اور حوصلہ ہی ختم ہو جائیں گے۔ تو پھر وہ صبر کس طرح کر سکیں گے۔ اور شکر کیسے ہوگا کیونکہ یہ کام تو عقل اور حوصلہ کے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ فرمایا کہ میں ان کے کام میں ان کا والی بن جاؤں گا۔ اور ان کو اپنے علم اور حکم سے حصہ دے دوں گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبر ایک ایسی خصوصیت ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء سے بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صبر کسی بہت بڑی قسمت والے ہی کو نصیب ہوتا ہے اور دوسری جگہ فرمایا۔ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو ۱۲۔

بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۳۲- عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قبروں کی زیارت کا بیان

فصل اوّل

۴۳۲- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے پہلے منع کیا تھا۔ سو اب تم جایا کرو۔ اور میں نے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔ اب جتنا دیر چاہو رکھو۔ اور میں نے تم کو منع کیا تھا۔ کہ مشکوں کے سوا اور کسی چیز میں نبیذ نہ پیو۔ سو اب تمام برتنوں میں پی لیا کرو۔ البتہ نشہ آور چیز نہ پیو۔[ف] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

حرام چیزوں کے مبادیات سے بھی بچو [ف] اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ پہلے میں نے تم کو ان سے منع کیا تھا۔ لیکن اب ان کی اجازت دیتا ہوں۔ ان تین چیزوں کی وضاحت اس طرح ہے۔ کہ عرب میں جہاں بتوں کی پوجا عام ہوتی تھی۔ وہاں بزرگوں کی قبروں کی پرستش بھی ہوتی تھی۔ لہذا آپ نے فرمایا۔ کہ قبرستان میں نہ جایا کرو۔ کیونکہ یہ لوگ نئے نئے مسلمان ہونے تھے۔ مبادا انکو قبریں دیکھ کر سجدہ کرنے کا شوق ہو جائے۔ لہذا آپ نے احتیاطاً قبرستان میں جانے سے روک دیا۔ اور اسی طرح عرب میں شراب نوشی بہت ہوتی تھی۔ اور شراب کے لئے انہوں نے کچھ مخصوص برتن بھی بنا رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پانی یا شربت ان برتنوں میں نہ پیا کرو۔ بلکہ مشکوں میں پیا کرو۔ مقصد یہ تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ یہ شراب کے برتن دیکھ کر ان کو پھر شراب کا خیال آنے لگے اور جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے۔ تو خالی ہاتھ تھے۔ اور انصار بھی۔ گو وہ ایثار اور قربانی کا مجسمہ تھے۔ لیکن بہر حال غریب تھے۔ اس لئے ابتدائے ہجرت میں قربانی بہت تھوڑی ہوتی تھی۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ قربانی کا گوشت تیسرے دن کے بعد کھانا منع ہے۔ تاکہ لوگ گوشت خشک کر کے محفوظ نہ کریں۔ یہ حکم آپ نے اس لئے دیا۔ تاکہ سب لوگوں کو کھانے کے لئے گوشت مل جائے۔ کوئی خالی نہ رہے۔ تو پھر جب مسلمان دولتمند ہو گئے۔ اور قربانی عام ہونے لگی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب جتنی دیر چاہو گوشت رکھ سکتے ہو۔ اور اسی طرح جب شراب اور بت پرستی (بقیہ صفحہ آئندہ)

۲۳۵- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۶- وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی۔ تو آپ رونے لگے اور جو لوگ آپ کے ارد گرد تھے۔ وہ بھی رونے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے ماں کے لئے بخشش کی دعا کی اجازت مانگی۔ تو مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ اور میں نے قبر کی زیارت کے لئے اجازت چاہی۔ تو مجھے اجازت مل گئی۔ سو تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ کہ اس سے موت یاد آتی ہے۔[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۳۶- بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قبرستان میں جا کر پڑھنے کے لئے دعا سکھلایا کرتے تھے۔ اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو تم پر سلامتی ہو۔ ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے لئے بھی اور تمہارے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اور قبر پرستی طبیعتوں سے بالکل نکل گئی۔ تو آپ نے اجازت دے دی کہ اب ان برتنوں کو بھی استعمال کر لیا کرو۔ اور قبرستان میں بھی جا سکتے ہو۔ ۱۲۔

مشرک کے لیے دعا نہ کی جائے۔ [1] اس کو احمد اہل سنن اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے منتقی میں اسکو امام بخاری کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے کسی مشرک قریبی رشتہ دار کی قبر کی زیارت تو کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے بخشش کی دعا نہیں کی جا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدو کو فرمایا تھا کہ میرا اور تیرا دونوں کے باپ دوزخ میں ہیں۔ اور ابو طالب کے متعلق صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ اس کو دوزخ میں سب سے ہلکی سزا دی جائے گی۔ اسکو آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی۔ جس سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ اور وہ جو بعض نے ایسی روایتیں نقل کی ہیں۔ کہ جن سے آنحضرت کے والدین کا دوبارہ اٹھنا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا بیان کیا گیا ہے۔ وہ سب ضعیف ہیں۔ اور اس چیز سے تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ خداوند تعالیٰ کا سارا کارخانہ بے نیازی پر چل رہا ہے۔ وہاں چھوٹے اور بڑے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہاں جو قاعدہ مقرر ہو گیا۔ بس وہی چلے گا۔ ۱۲۔

دعا کے لیے سماع شرط نہیں ہے [2] اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۲۳٧- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِیْنَۃِ فَاَقْبَلَ عَلَیْھِمْ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۲۳۸- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلَّمَا کَانَ لَیْلَتُھَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ اِلَی الْبَقِیْعِ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

فصل دوم

۲۳٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی کچھ قبروں کے پاس سے گزرے۔ آپ نے ان کی طرف توجہ فرمائی۔ اور کہا۔ اے قبروں والو تم پر سلامتی ہو۔ اللہ ہم کو اور تم کو سب کو بخشے۔ تم ہم سے پہلے آگئے۔ اور ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں[1]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فصل سوم

۲۳۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری ان کے گھر میں ہوتی تھی۔ آپ پچھلی رات کو جنت البقیع کی طرف نکل جایا کرتے تھے۔ اور فرماتے۔ اے مومن قوم کے گھر والو تم پر سلامتی نازل ہو۔ اور آگیا

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہوا۔ قبر والوں کو سلام کہنا چاہیئے۔ ان کے لئے عافیت کی دعا کرنی چاہیئے۔ مردوں کے لئے عافیت عذاب سے نجات ہے۔ اور سلامتی کی دعا مردوں اور زندوں سب کے لئے برابر ہے۔ بعض لوگوں کو شبہ ہوتا۔ کہ اگر مردے سنتے نہیں تو پھر السلام وعلیکم کیوں کہتے ہیں اس کا جواب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ یہ تو دعا ہے۔ اور دعا کے لئے حاضر اور غائب سننے والا اور نہ سننے والا سب برابر ہیں۔ ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **قبرستان جانے کے صحیح مقصد** قبرستان میں جانے کے تین مقصد ہیں۔ اپنے اور مُردوں کے لیے دعا کرنا۔ موت کو یاد کرنا اور دنیا سے بے رغبت ہونا۔ اس دعا میں تینوں چیزیں موجود ہیں۔ یغفر اللہ لنا ولکم میں اپنے اور مُردوں کے لیے دعا ہے۔ نحن بالاثر میں موت کی یاد ہے اور اس کے ساتھ ہی دنیا سے بے رغبتی بھی اس میں موجود ہے ۱۲۔

دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۳۹ وَعَنْهَا قَالَتْ كَيْفَ اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَعْنِيْ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ قَالَ قُوْلِي السَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۰۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا كُلَّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا۔

تمہارے پاس جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے۔ کل کو تم کو مہلت دی گئی ہے۔ اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں اے اللہ بقیع غرقد والوں کو بخش دے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۳۹۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول میں قبروں کی زیارت کرنے وقت کیا کہا کروں آپ نے فرمایا۔ یوں کہا کرو۔ اے مسلمانوں اور مومنوں کے گھروں والو تم پر سلامتی نازل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلوں اور پچھلوں سب پر رحمت فرمائیں۔ اور اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۴۰۔ محمد بن نعمان اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا تھا۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ جو آدمی اپنے ماں باپ کی یا ان میں سے ایک کی ہر جمعہ میں ایک دفعہ زیارت کرے۔ اسکو بخش دیا جاتا تھا۔ اور وہ نیک لکھا جاتا ہے۔[2] اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں مرسل روایت کیا۔

قبرستان میں دعا کس طرح کرے۔ [1] مطلب یہ ہے کہ جب آدمی قبرستان کے اندر یا اس کے پاس دعا کرنے لگے۔ تو قبروں کے پاس کھڑا ہو جائے۔ اور منہ قبروں کی طرف کر کے دعا کرے۔ کہ اس میں حفظ ادب زیادہ ہے۔

عورتیں قبرستان میں جا سکتی ہے [2] حضرت عائشہ کی پہلی حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عورتوں کو قبروں کی زیارت منع نہیں ہے۔ کیونکہ اگر عورتوں کو سرے سے زیارت ہی منع ہوتی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو فرماتے۔ تم کہاں جاؤ گی۔ عورتوں کو تو دیسے قبرستان میں جانا منع ہے۔

ماں باپ کی قبر پر جانا چاہیئے۔ [3] یہ حدیث مرسل اس لئے ہے۔ کہ محمد بن نعمان تابعی اس نے ہے یہ صحابی کا نام نہیں لیتا۔ لیکن ابن عدی نے حضرت ابوبکر سے اور ترمذی نے اسکو ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض کوئی آدمی ماں باپ کا ... [illegible]

۲۴۱- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۲۴۲- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَالَ قَدْ رَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ هٰذَا كَانَ قَبْلَ اَنْ يُّرَخِّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِيْ رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا كَرِهَ زِيَارَةَ

۲۴۱- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا۔ سو اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔ اور موت کو یاد دلاتی ہے[له]۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۲۴۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ اسکو احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کہا بعض اہل علم کا خیال ہے۔ کہ آپ کا یہ فرمان اس وقت کا ہے۔ جب کہ آپ نے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت عطا فرمائی۔ تو اس رخصت میں مرد بھی آگئے اور عورتیں بھی اور بعض نے کہا۔ کہ عورتوں کے لئے اب بھی قبروں کی زیارت مکروہ ہے کیونکہ

قبروں میں جانے کے مقاصد له اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں جانے کی تین غرضیں بتائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ قبرستان والوں کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ ان کو بھی بخشے۔ اور ہم کو بھی معاف فرمائے۔ اور دوسری غرض یہ ہے۔ کہ دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو۔ کہ اگر آخر کو انجام یہی ہے۔ تو دنیا میں یہ ہاؤ ہو آخر کیوں ہے۔ اور جتنا وقت ہم دنیا کی زندگی کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ کچھ آخرت کے لئے بھی صرف کریں۔ اور دنیا کے کام تو کبھی پورے نہیں ہوں گے ع کار دنیا کسے تمام نہ کرد۔ ہرچہ گیرید مختصر گیرید۔ اور تیسری غرض یہ ہے۔ کہ آدمی کو اپنی موت یاد آئے اور گناہ سے توبہ اور استغفار کرے۔ اور نیکی کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے۔ ان تین غرضوں کے علاوہ جو غرض بھی ہے۔ وہ ناجائز ہے۔ اور فاسد ہے۔ یا پھر کفر اور شرک بھی ہے۔ اگر کوئی قبروں پر تبرک کے لئے جائے۔ تو یہ مقام مسجدوں کا ہے۔ قبروں کا نہیں ہے۔ اور اگر کوئی قبر والے سے کچھ مانگے۔ اولاد یا رزق یا کوئی اور چیز تو یہ صاف شرک ہے۔ اور اس کے ساتھ قبر پر ہی جا کر سجدہ بھی کرے۔ تو پھر تو دوہرا شرک ہے خدا تعالےٰ مسلمانوں کو ہدایت دے۔ جو کام قبروں سے لینے والا ہے۔ وہ تو لیتے نہیں۔ اور جو کام قبروں سے لینے کا نہیں ہے وہ انسے

الْقُبُورِ لِلنِّسَاءِ لِقِلَّةِ صَبْرِهِنَّ وَكَثْرَةِ جَزَعِهِنَّ تَمَّ كَلَامُهُ۔

۲۴۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي وَاضِعٌ ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

بے صبری زیادہ کرتی ہیں۔ اور صبر ان میں کم ہوتا ہے[لہ]۔ ترمذی کا کلام ختم ہوا۔

۲۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ میں جب اپنے گھر میں داخل ہوتی تھی۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا تھا۔ تو میں اپنی چادر اتار دیا کرتی تھی۔ اور اپنے دل میں سوچتی۔ کہ یہ میرے خاوند اور دوسرے میرے باپ ہی تو ہیں۔ پھر جب حضرت عمرؓ کو بھی ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ تو اللہ کی قسم حضرت عمرؓ سے حیا کی وجہ سے ہمیشہ اپنی چادر لپیٹ کر ہی جاتی رہی[ٹہ]۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

عورتیں قبرستان نہ جائیں لہ اور اگر بالفرض کوئی ایسی صابر عورت ہو تو جو قبروں میں جاکر بے صبری نوحہ بین نہ کرے۔ تو اس کے لئے قبروں میں جانا منع نہیں ہے۔ لیکن مکروہ پھر بھی ہے۔ وہ اس لئے کہ اس کی دیکھا دیکھی اور عورتیں بھی قبرستان میں چلی جائیں گی۔ اور ان میں کوئی جاکر بے صبری نوحہ بین کرنے لگے گی۔ تو اس بے صبری اور نوحہ کے لئے راستہ تو اس نے ہموار کیا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ آنحضرت نے لفظ زورات کا استعمال فرمایا ہے۔ یعنی مبالغہ کا صیغہ مطلب یہ ہے کہ ان عورتوں کا قبرستان میں جانا حرام یا مکروہ ہے۔ جو بہت زیادہ بار بار جایا کریں۔ ورنہ اگر کوئی کبھی کبھار قبرستان میں چلی جائے۔ تو اس کا یہ حکم نہیں ہے۔ ۱۲۔

احتراماً پردہ کرنا۔ ٹہ یہاں بیتی سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہ حجرہ ہے۔ جس میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں رہتی تھیں۔ اور بعد از انتقال بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہیں رہیں۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ جب وفات پا گئے۔ تو بھی ایک کونہ میں حضرت عائشہ رہتیں۔ اور باقی جگہ میں آنحضرت اور ابو بکر کی قبریں آگئیں۔ پھر جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے۔ اور ان کی قبر بھی وہیں بنائی گئی تو اب وہ حجرہ بہت ہی تنگ ہو گیا۔ لہذا حضرت عائشہ نے ایک اور حجرہ بدل لیا۔ اب اس حجرہ میں چار اسے کر اپنے پہلے گھر میں آتیں۔ جس میں اب تین قبریں بنی ہوئی تھیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کی قبریں رہیں۔ میں کوئی اتنا پردے کا خیال نہیں کیا کرتی تھی لیکن جب عمرؓ بھی آگئے۔ تو پھر میں نے چادر نہیں اتاری۔ کیونکہ مرنے کے بعد بھی اسی طرح احترام کرنا چاہیئے۔ جیسے زندگی میں تھا۔ اور یہ احترام بھی صرف ذہنی طور پر تھا ورنہ نہ تو خارج میں اس کی کوئی عقلی یا نقلی دلیل ہے اور صاحب قبر کوئی چیز دیکھ سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ شہید ہیں اور شہداء کی ارواح جنت میں سبز پرندوں کے قالب میں اڑتی اور جنت کے پھل کھاتی پھرتی ہیں۔ روح قبر میں نہیں ہوتی اور بے روح جسم کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو پردہ کیا وہ محض احترامًا ہے۔ اور پھر اس میں حضرت عائشہ ام المومنین کا احترام بھی شامل ہے۔ ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم جو نابینا تھے آنحضرت کے گھر آئے تو آپ نے اپنی بیویوں کو پردہ کا حکم دیا۔ لیکن فاطمہ بنت قیس کو آنحضرت نے مشورہ دیا کہ عبد اللہ بن ام مکتوم کے گھر عدت

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۴۴- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اِنَّكَ تَاْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى

زکوٰۃ[1] کا بیان

فصل اوّل

۴۴۴- حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا۔ تو اہل کتاب کی قوم کے پاس جارہا ہے۔ پہلے تو ان کو بلاؤ۔ کہ شہادت دیں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ اس بات میں تیرا کہنا مان لیں۔ تو ان کو بتانا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ دن اور رات میں۔ اگر وہ تیرا یہ کہنا بھی مان لیں۔ تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ

زکوٰۃ کا معنے کیا ہے۔ [1] زکوٰۃ کا لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اسکا معنی پاکیزگی بھی ہے۔ اور بڑھنا بھی۔ اور شریعت کی اصطلاح میں زکوٰۃ اس حصہ مال کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے غریبوں کی مدد کے لئے امیروں پر مقرر کیا ہے۔ اور چونکہ اس سے مال میں برکت بھی ہوتی ہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ مال بڑھتا بھی ہے۔ جس سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اور پاکیزہ بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا نام زکوٰۃ رکھا گیا۔ اور زکوٰۃ کا لفظ صدقہ واجبہ اور صدقہ مستحب اور عام خرچ اور معافی اور حق پر بولا جاتا ہے۔ اسلام کے پانچ ارکان میں سے یہ ایک پانچواں رکن ہے۔ تمام امت اور تمام اماموں کا اس پر اتفاق ہے کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے البتہ اس امر میں اختلاف ہے۔ کہ زکوٰۃ کب فرض ہوئی۔ صحیح یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ سنہ ۲ ہجری میں رمضان شریف کے روزوں کی فرضیت سے پہلے فرض ہوئی۔ **حضرت معاذ کا یمن گورنر بنکر جانا** [2] اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ زکوٰۃ اگر کوئی نہ دے تو اس سے جبراً بھی لی جائے گی۔ حضرت معاذ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جب کہ وہ علاقہ فتح ہو جائے۔ یہاں یہود و نصاریٰ کی آبادی تھی۔ لڑائی سے پہلے اسلام کی دعوت دینی ضروری ہے۔ لیکن یہ جب ہے کہ اسلام کی دعوت ان کو نہ پہنچی ہو۔ اور اگر ان کو اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو۔ تو پھر ضروری نہیں۔ فقیر وہ لوگ ہیں۔ جن کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ اور مسکین وہ لوگ ہیں۔ جن کے پاس (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۵۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا رُدَّتْ أُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْإِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا

فرض کی ہے۔ جو ان کے امیروں سے لی جائے گی۔ اور ان کے غریبوں کو دی جائے گی۔ اور اگر وہ تیرا یہ کہنا بھی مان لیں۔ تو ان کے اچھے اچھے مال نہ لینا۔ اور مظلوم کی بددعا سے[۱] بچنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ متفق علیہ

۲۴۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بھی سونے اور[۲] چاندی والا اس کا حق ادا نہیں کرے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اس سونے اور چاندی کی تختیاں بنا دی جائیں گی۔ تو ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس کے پہلوؤں اور پیشانی اور پیٹھ پہ داغ دیے جائیں گے جب پھر گرم کر کے لائی جائیں گی۔ تو پھر اسی طرح کیا جائے گا۔ اس دن میں کہ اس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے پھر اس کو راستہ دکھایا جائے گا۔ خواہ جنت کی طرف اور خواہ آگ کی طرف۔ سوال کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول اونٹوں کا کیا

(حاشیہ بر صفحہ گزشتہ) بقدر ضرورت نہ ہو۔ زکوٰۃ کی آٹھ مدیں اللہ تعالے نے قرآن مجید میں مقرر کر دی ہیں۔ زکوٰۃ میں نہ عمدہ مال بہی لیا جائے۔ اور نہ گھٹیا قسم کا۔ بلکہ درمیانہ مال لیا جا دے ۱۲۔

ظلم بہرحال بدترین چیز ہے۔ [۱] (حاشیہ صفحہ ہذا) زکوٰۃ وصول کرنے وقت کسی قسم کا ظلم نہ کرنا چاہیے کہ زکوٰۃ حساب سے زیادہ لے لے۔ یا زکوٰۃ میں اچھا اچھا مال لے لے یا زکوٰۃ وصول کرنے میں ناجائز سختی اور بدزبانی کرے۔ اور اس میں اور بھی کسی قسم کا ظلم نہ کرنا چاہیے۔ کہ ظلم بہرحال بدترین چیز ہے۔ ۱۲۔

زکوٰۃ نہ دینے والے کا حشر۔ [۲] اسکو احمد بخاری۔ ابوداؤد نسائی۔ ترمذی اور مالک نے بھی روایت کیا ہے۔ کسی نے مختصر اور کسی نے مطول اور الفاظ میں بھی تھوڑا بہت اختلاف ہے۔ سونے اور چاندی روپے پیسے کا یہ حکم ہے۔ کہ ان کی تختیاں بنا کر آگ میں گرم کی جائیں گی۔ اور ان سے صاحب مال کو داغ دیا جائے گا۔ جب وہ ٹھنڈی ہونے لگیں گی۔ تو پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ اور پھر داغ دیا جائے گا۔ ۱۲۔

حَقَّهَا يَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا
فَصِيْلًا وَّاحِدًا تَطَاُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهٗ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا
فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى
الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ
مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ
وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَاُهُ بِاَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا
فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ

حال ہے۔ آپ نے فرمایا اور اونٹوں کا حال بھی اسی طرح ہے جو ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ اور اس کا حق یہ ہے۔ کہ پانی پلانے کے دن ان کا دودھ دودھ کر صدقہ[1] کر دے۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اس کو منہ کے بل ایک صاف چٹیل میدان میں لٹایا جائے گا۔ اور وہ اونٹ پورے کے پورے ہوں گے۔ ان میں سے کوئی اونٹ کا بچہ بھی تو کم نہیں ہوگا۔ وہ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے۔ اور اپنے مونہوں سے کاٹیں گے۔ جب اس پر پہلے گزر جائیں گے۔ تو پچھلے اس پر آجائیں گے۔ اس دن میں کہ اس کا اندازہ پچاس[2] ہزار سال کا ہے یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ پھر اس کو راستہ دکھایا جائے گا۔ خواہ جنت کا اور خواہ دوزخ کا پھر سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول گائے اور بکری کا کیا حال ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اور گائے اور بکری والا بھی جو اس کا حق ادا نہیں کرتا۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اس کو ایک صاف چٹیل میدان میں منہ کے بل لٹایا جائے گا۔ پھر ان میں سے کوئی بھی کم نہیں ہوگی۔ نہ

اونٹوں کو پانی پلانے کا صدقہ [1] یہ حکم مستحب ہے۔ ورنہ فرض زکوٰۃ حساب سے لی جائے گی۔ عرب کا دستور تھا کہ تیسرے چوتھے روز اونٹوں کو چشموں پر پلانے کے لئے لے جاتے۔ وہاں غریب لوگ اکٹھے ہو جاتے۔ اور اونٹوں والے انکو دودھ دودھ کر پلا دیا کرتے تھے۔ یہ دودھ پلا دینا مستحب ہے۔ فرض نہیں ۱۲۔

قیامت کے دن کی لمبائی۔ [2] یہ پچاس ہزار سال کا دن قیامت کا دن ہے۔ اسکی اصل مدت یہی ہے۔ لیکن مومن کو یہ مدت اتنی کم معلوم ہوگی۔ جیسے دو رکعت نماز پڑھے۔ اور پھر ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق اسکی درازی معلوم ہوگی۔ جتنی نیکیاں زیادہ ہوں گی۔ اتنی مدت کم معلوم ہوگی۔ اور جتنی برائیاں ہوں گی۔ اتنی مدت زیادہ معلوم ہوگی۔ اسکی مثال اس طرح سمجھ لو۔ کہ جوان تندرست پیٹ بھرے آدمی کو سوتے ہوئے سردیوں کی رات بھی کوئی زیادہ محسوس نہیں ہوتی۔ اور بیمار آدمی کے لئے جو انتہا درجہ کی سخت تکلیف میں مبتلا ہو۔ رات بڑی لمبی معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲۔

وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ قَالَ فَالْخَيْلُ ثَلٰثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ لَهٗ وِزْرٌ وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهٗ سِتْرٌ وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ وَّرَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَدَدَ مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَّكُتِبَ لَهٗ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا وَاَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَّلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ

ان میں سے کوئی مڑے ہوئے سینگوں والی ہوگی۔ نہ بے سینگ اور نہ ٹوٹے ہوئے سینگ والی وہ اسکو اپنے سینگوں سے چھید ڈالیں گی۔ اور اپنے پاؤں سے روندیں گی۔ جب اسپر پہلی گذر جائیں گی۔ تو پچھلی آجائیں گی۔ پچاس ہزار سال کے دن میں اسپر یہی کچھ ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ پھر اسکو رستہ دکھایا جائے گا۔ خواہ جنت کی طرف اور خواہ آگ کی طرف پھر کہا گیا اے اللہ کے رسول گھوڑوں[1] کا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک گھوڑا تو آدمی کیلئے بوجھ ہے۔ اور ایک گھوڑا اجر ہے۔ پیرو گھوڑا جو آدمی پر بوجھ ہے وہ تو وہ گھوڑا ہے۔ جس کو کسی آدمی نے فخر اور ریا۔ اور اسلام کی دشمنی کے لئے باندھ رکھا ہے۔ یہ گھوڑا تو سراسر بوجھ ہے۔ اور وہ گھوڑا جو پردہ ہے۔ یہ وہ ہے کہ اسکو کسی آدمی نے اللہ کے رستے میں باندھا ہے۔ پھر اس کی سواری اور گردن میں اللہ تعالیٰ کے حق کو نہیں بھولتا۔ تو یہ اس کے لئے پردہ ہے۔ اور وہ گھوڑا جو سراسر اجر ہے وہ گھوڑا ہے۔ جس کو کسی آدمی نے اہل اسلام کی خدمت کے لئے باندھا۔ کسی چراگاہ میں یا کسی باغ میں پھر جو وہ اس چراگاہ یا باغ سے جتنا کھائے گا۔ وہ اس کی نیکیوں میں لکھا جائے گا۔ اور اس کی لید اور پیشاب بھی اس کی نیکیوں میں لکھا جائے گا۔ اور اگر کبھی اپنا

گھوڑوں میں زکوٰۃ کا مسئلہ۔

[1] حنفیہ کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اور پھر اسکو اختیار ہے کہ خواہ فی گھوڑا ایک اشرفی زکوٰۃ ادا کرے۔ یا ان کی قیمت کا حساب لگا کر چالیسواں حصہ قیمت کا زکوٰۃ میں دیدے۔ اور امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ زکوٰۃ صرف ان جانوروں میں ہے جو چراگاہ میں چر کر اپنا گذارا کر لیں۔ یا کم از کم سال کا اکثر حصہ چر چگ کر گذارہ کریں۔ اور جنکو قیمتاً چارہ لے کر کھلایا جائے۔ ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور یہ بھی بالاتفاق ہے کہ جو جانور کھیتی باڑی کا یا اور کوئی کام کرتے ہیں۔ وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ مجاہد کا گھوڑا اور اپنی سواری کا گھوڑا بالاتفاق زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے ہاں اگر تجارت کے گھوڑے رکھے ہوئے ہوں۔ تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اہلحدیث کا مسلک یہ ہے۔ کہ روایات کے لحاظ سے امام شافعی کا مسلک زیادہ صحیح ہے۔ یعنی گھوڑوں میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ لیکن احتیاط اسی میں ہے۔ کہ ان کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ ۱۲۔

شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ اٰثَارِهَا وَاَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ اَنْ يَّسْقِيَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۴۶- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ

رسہ تڑا کر ایک میدان یا دو میدان طے کرے گا۔ تو اس کے قدموں کی تعداد بھی اور اس کی لید بھی اس کی نیکیوں میں لکھی جائیگی۔ اور اگر کسی نہر سے گذریگا۔ اور اس سے خود بخود پانی پی لے گا۔ حالانکہ مالک کا اس کو پانی پلانے کا ارادہ بھی نہ ہو۔ تو یہ پانی بھی جتنا اس نے پیا ہوگا۔ اس کی نیکیوں میں لکھا جائے گا پھر پوچھا گیا۔ اے اللہ کے رسول گدھوں کے متعلق کیا حکم ہے۔؟ تو آپ نے فرمایا۔ گدھوں[۱] کے متعلق مجھ پر کوئی علیحدہ حکم نازل نہیں ہوا۔ مگر یہی ایک اکیلی جامع آیت کہ جو آدمی ایک ذرہ کے برابر بھلائی کرے گا۔ تو اس کو دیکھ لے گا۔ اور جو آدمی ایک ذرہ کے برابر برائی کرے گا۔ وہ بھی اسکو دیکھ لے گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۴۶- اور انہی سے روایت[۲] ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کو اللہ تعالٰے مال دے۔ پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ تو وہ مال اس کے لئے قیامت کے دن گنجے سانپ[۳] کی طرح بن جائے گا اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اسکو قیامت

گدھے کی زکوٰۃ کیا ہے۔

ف۱ گدھے کی زکوٰۃ صرف یہی ہے کہ کسی کو مباح اور جائز کام کے لئے ضرورت کے وقت مانگنے پر دیدے۔ پھر اگر نیک کام کے لئے دیگا۔ تو اسکو اجر ملے گا۔ اور برے کام کے لئے دے گا۔ تو اس کو گناہ ہوگا۔ ۱۲۔

ایک حدیث کے مختلف طرق

ف۲ اسکو مسلم اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث ابن مسعود سے ابن ماجہ ابن خزیمہ اور نسائی میں بھی صحیح سند سے مروی ہے۔ اور ایک حدیث ابن عمر سے نسائی میں بھی اس مضمون کی آئی ہے۔ اور بزار طبرانی ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسکو ثوبان سے روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح کی ایک حدیث حاکم اور سعید بن منصور نے بھی روایت کی ہے۔

ف۳ اس کے بال سر سے زہر کی زیادتی کی وجہ سے اڑ چکے ہوں گے۔ اور ایسا سانپ بدترین قسم کا زہریلا سانپ ہوتا ہے۔ مال دولت کی قیامت کے روز دو شکلیں قرآن مجید نے بیان کی ہیں ایک یہ کہ اسکی سلاخیں جہنم کی آگ میں گرم کر کے اس کو داغ دیا جائے گا اور دوسری یہ کہ وہی بے زکوٰۃ مال اس کی گردن میں طوق بن کر پڑا ہوگا۔ حدیث نے وضاحت کر دی ہے کہ وہ سانپ بن کر اس کی گردن کا طوق بنے گا ۱۲۔

بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْاٰيَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۴۷۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ لَهٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْظَمَ مَا يَكُوْنُ وَاَسْمَنَهٗ تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا جَازَتْ اُخْرٰى رُدَّتْ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۸۔ وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کے دن اس کے گلے میں ہار پہنایا جائے گا۔ پھر وہ اس کے جبڑوں کو پکڑے گا۔ پھر کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اور نہ خیال کریں۔ وہ لوگ جو بخیلی کرتے ہیں۔ پوری آیت تک اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۲۴۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جس آدمی کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں ہوں اور پھر وہ ان کا حق ادا نہ کرے۔ تو ان کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ کہ وہ بہت بڑی ہوں گی۔ اور وہ بہت موٹی ہوں گی۔ وہ اسکو اپنے پاؤں سے روندیں گے۔ اور سینگوں سے چھیدیں گے۔ جب پہلے گزر جائیں گے۔ تو پچھلے آجائیں گے[1]۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ متفق علیہ۔

۲۴۸۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمہارے پاس صدقہ وصول کرنے والا آئے تو چاہیئے۔ کہ وہ تم سے راضی جائے[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

پچاس ہزار سال کی کارگذاری۔ [1] اس حدیث کو احمد نسائی ابن ماجہ ترمذی ابن حبان اور دارمی نے بھی مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ یعنی مویشی گول دائرے کی شکل میں اسپر سے گزرتے رہیں گے اسکو روندتے اور کاٹتے ہوئے نکلیں گے جب پچھلا گزر چکے گا۔ تو اسپر پہلا آجائے گا پچاس ہزار سال تک اس کا یہی حشر ہوتا رہے گا۔

زکوٰۃ کس طرح ادا کرے۔ [2] مطلب یہ ہے کہ صدقہ لینے والے کو کسی طرح کی زکوٰۃ کی وصولی میں رکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ سارا مال اس کے سامنے لاکر رکھ دو جو چاہے۔ اس میں سے حساب کے موافق لے لے۔ زکوٰۃ دینے والے کو اسی طرح کرنا چاہیئے۔ پھر اگر زکوٰۃ لینے والا زیادتی کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو سزا دیں گے۔ اسکے علاوہ اسکی حاکم اعلیٰ سے شکایت کی جا سکتی ہے۔ اس حدیث کو احمد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

۲۴۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ فَاَتَاهُ اَبِیْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ اِذَا اَتَی الرَّجُلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَتِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ۔

۲۵۰۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ عَلَی الصَّدَقَةِ فَقِیْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِیْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ وَالْعَبَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَنْقِمُ ابْنُ جَمِیْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ کَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّکُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهٗ وَاَعْتُدَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِیَ عَلَیَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ یَا

۲۴۹۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی قوم زکوٰۃ لے کر آتی۔ تو فرماتے۔ اے اللہ فلاں کی آل پر رحمت فرما۔ پھر آپ کے پاس میرا باپ اپنی زکوٰۃ لے کر آیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ آل ابی اوفیٰ پہ رحمت نازل فرما۔ متفق علیہ۔ اور ایک روایت میں ہے۔ جب کوئی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی زکوٰۃ لاتا۔ تو فرماتے۔ اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما۔[لہ]

۲۵۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو صدقہ کی وصولی کیلئے بھیجا۔ آپ کو اطلاع دی گئی۔ کہ ابن جمیل[لہ] اور خالد بن ولید اور عباس تینوں نے زکوٰۃ ادا نہیں کی ہے۔ تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابن جمیل تو خدا تعالیٰ کے احسان کا منکر ہے۔ کہ وہ ایک فقیر آدمی تھا۔ سو اسکو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا۔ اور رہا خالد تو تم اس سے زکوٰۃ مانگ کر اس پہ ظلم کرتے ہو۔ اس نے اپنی ساری زرعیں اور سامان

صلوٰۃ کا اصطلاحی استعمال لہ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے صلوٰۃ کا لفظی ترجمہ رحمت ہے۔ لغت کے لحاظ سے تو یہ لفظ ہر چیز پر بولا جا سکتا ہے۔ لیکن اصطلاح میں یہ لفظ انبیاء علیہم السلام پر بولا جاتا ہے۔ اگر کسی نبی کیساتھ دوسرے کا تذکرہ بھی ہو۔ اور دونوں پر علیہما الصلوٰۃ والسلام کہہ دیا جائے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر کسی غیر نبی کا تذکرہ ہو تو یہ الفاظ اس پر نہیں بولتے چاہئیں ۱۲۔

ابن جمیل کا مختصر واقعہ۔ لہ اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن جمیل کا نام عبداللہ تھا۔ یہ پہلے منافق تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ تنگ دست تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی۔ کہ میرے لئے دعا کرو۔ کہ اللہ مجھ کو غنی کر دے تو میں اسکی شکر گزاری کروں گا آپ نے دعا کی۔ دولتمند ہو گیا۔ تو وہ زکوٰۃ کا ہی منکر ہو بیٹھا۔ خالد بن ولید کی زرہوں کو حضرت عمر نے تجارت کا مال سمجھ کر اسنے ان کی زکوٰۃ کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے یہ زرہیں چونکہ خدا کے راہ میں وقف کر رکھی تھیں۔ اسلئے انکی زکوٰۃ نہ دی۔ اور حضرت عباس (باقی بر صفحہ آئندہ)

عُمَرُ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۱۔ وَعَنْ اَبِىْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ فَخَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّىْ اَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِّنْكُمْ عَلٰى اُمُوْرٍ مِّمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَاْتِيْ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ بَيْتِ اُمِّهٖ فَيَنْظُرَ اَيُهْدٰى لَهٗ اَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ مِّنْهُ شَيْئًا اِلَّا جَاءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَّهٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرًا

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر رکھا ہے اور رہے عباس تو ان کی زکوٰۃ میں ادا کروں گا۔ اور اتنی رقم اور بھی دونگا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے عمر کیا تو نہیں جانتا۔ کہ چچا باپ کی شاخ ہے۔

۲۵۱ حضرت ابو حمید ساعدی نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ازد کے ایک آدمی[۲] کو زکوٰۃ وصول کرنے پر ملازم رکھا۔ اسکو ابن لتبیہ کہا جاتا تھا۔ جب وہ واپس آیا۔ تو کہنے لگا یہ تو تمہارا مال ہے اور یہ مجھے کہیں سے ہدیہ[۳] ملا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا۔ اما بعد یعنی اس کے پیچھے میں تم میں سے کسی آدمی کو ان کاموں میں سے کسی کام پر مقرر کرتا ہوں۔ جن کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ڈالی ہے۔ پھر ایک ان میں سے آتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ یہ تو تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ پس اپنے باپ کے گھر ہی میں بیٹھا رہتا یا اپنی ماں کے گھر بیں پھر دیکھتے کہ اس کے پاس ہدیے آتے ہیں یا نہیں۔ اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جو کوئی بھی اس میں سے کوئی چیز لے گا وہ اسکو قیامت کے دن لاتے

(حاشیہ صفحہ ہذا) رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو سال کی پیشگی زکوٰۃ لیکر خرچ کر چکے تھے۔ ایک تو اس سال کی جس کی حضرت عمر نے ان سے وصول کرنی چاہی۔ اور ایک آئندہ سال کی بھی۔ تو آنحضرت نے اس زکوٰۃ کو اپنے ذمہ لے لیا ۱۲

۲ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو ابو [illegible] نے [illegible] روایت کیا ہے۔ ازد کا قبیلہ بنو قحطان کی ایک شاخ ہے اس آدمی کا نام عبد اللہ تھا۔ اور لتبیہ اس کی ماں کا نام ہے ۱۲۔

افسروں کو ہدیہ لینا حرام ہے۔ **۳** اس سے معلوم ہوا۔ کہ سرکاری افسروں کو ہدیہ قبول کرنا بھی حرام ہے۔ اور یہ بھی رشوت کی ایک خوبصورت شکل ہے۔ اس میں اصول یہ ہے۔ کہ سرکاری افسر کو اس آدمی کا ہدیہ قبول کر لینا جائز ہے۔ جو اس کے افسر ہونے سے پہلے بھی اسکو ہدیہ بھیجا کرتا تھا یا جس کے ساتھ پہلے بھی اس کے ایسے مراسم تھے۔ کہ ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے اور جو آدمی افسر ہونے کے بعد اسکو ہدیہ دے۔ (حاشیہ یہ صفحہ ہٰذا)

لَهُ خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْنَا عُفْرَةَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَفِي قَوْلِهِ هَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أُمِّهِ أَوْ أَبِيْهِ فَيَنْظُرَ أَيُهْدٰى إِلَيْهِ أَمْ لَا دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ كُلَّ أَمْرٍ يُتَذَرَّعُ بِهٖ إِلٰى مَحْظُوْرٍ فَهُوَ مَحْظُوْرٌ وَكُلُّ دَخِيْلٍ فِي الْعُقُوْدِ يُنْظَرُ هَلْ يَكُوْنُ حُكْمُهٗ عِنْدَ الْاِنْفِرَادِ كَحُكْمِهٖ عِنْدَ الْاِقْتِرَانِ أَمْ لَا هٰكَذَا فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

۲۵۲ - وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهٗ كَانَ غُلُوْلًا يَأْتِيْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

گا۔ اسنے اسکو اپنی گردن پر اٹھایا[لہ] ہوگا اگر اونٹ ہوگا۔ تو وہ بلبلاتے گا۔ اور اگر گائے ہوگی۔ تو وہ بولے گی اور اگر بکری ہوگی۔ تو وہ ممیائے گی۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے۔ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ اور فرمایا۔ اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟ اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔ متفق علیہ۔ اور خطابی نے کہا۔ کہ آنحضرت کے اس قول میں۔ کہ وہ اپنی ماں یا باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا۔ پھر دیکھتا۔ کیا اس کی طرف ہدیے آتے ہیں یا نہیں۔ دلیل ہے اس امر کی کہ ہر وہ کام جو کسی ناجائز کام کا وسیلہ بنے۔ وہ خود بھی ناجائز ہے[ٹہ]۔ اور عقد میں ہر چیز جو دوسرے عقد میں داخل ہو جائے۔ اسکو دیکھا جائے گا۔ کہ اس کا حکم علیحدہ کیا ہوتا اگر وہ اس کے شامل نہ ہوتا۔ تو کیا ناجائز ہوتا یا نہیں[سہ]۔ اسی طرح شرح السنۃ میں ہے۔

۲۵۲ - عدی بن عمیرہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم جس آدمی کو کسی[عہ] کام پر ملازم رکھیں۔ پھر وہ ہم سے ایک دھاگا بھی یا اس سے زیادہ کوئی چیز چھپائے گا۔ تو وہ خیانت ہوگی۔ اس کو قیامت کے دن لیکر آئے گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) تو وہ رشوت ہے۔ گو ظاہری طور پر رشوت معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ کسی وقت وہ اس ہدیہ کا ناجائز فائدہ اٹھائے گا۔ کہ اس سے کسی رعایت کا مطالبہ کرے گا اور اسکو اس ہدیے کے لحاظ میں اسکی رعایت کرنی پڑے گی۔ سو اس طرح کے ہدیے بالکل حرام ہیں۔ ۱۲۔

لہ تاکہ میدان محشر میں سب لوگوں کے سامنے خوب اچھی طرح ذلیل ہو۔ ۱۲۔

ناجائز کام کا وسیلہ بھی ناجائز ہے

ٹہ مثلاً قرضہ دیا۔ اور اس کا نفع حاصل کیا۔ یہ سود ہے۔ اور اسی طرح مکان گروی لیا۔ اور اس میں بغیر کرایہ کے اپنی رہائش رکھے۔ ویسے گروی لینا جائز تھا۔ لیکن بغیر کرایہ پر رہنا چونکہ ناجائز ہے۔ اسلئے ایسا گروی لینا بھی ناجائز ہوگا۔ جس سے ناجائز نفع لیا جائے۔ ۱۲۔

مشروط قرض اور بیع منع ہیں

سہ اسکی اصل صورت یہ ہے۔ ایک آدمی کسی سے ہزار روپیہ قرض مانگے۔ وہ صاف لفظوں میں تو سود کا مطالبہ نہ کرے۔ اور یہ کہے۔ کہ میں تجھ کو ہزار روپیہ ایک سال کے لئے اس شرط پر قرض دیتا ہوں۔ کہ تو یہ چیز مجھ سے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۲۵۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الْاٰيَةَ كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ اَنَا اُفَرِّجُ عَنْكُمْ فَانْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَنَّهُ كَبُرَ عَلٰى اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ اِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ وَاِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيْثَ وَذَكَرَ كَلِمَةً لِتَكُوْنَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ فَقَالَ فَكَبَّرَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

فصل دوم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں۔ پوری آیت تک۔ تو یہ آیت مسلمانوں پر بڑی بھاری ہوئی۔ حضرت عمر کہنے لگے۔ کہ میں تمہاری اس پریشانی کو دور کرتا ہوں۔ سو وہ چلے گئے۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی آپ کے صحابہ پر یہ آیت بھاری ثابت ہوئی ہے [1] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [2] نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے زکوٰۃ اسی لئے تو فرض کی ہے۔ کہ تمہارے مال پاک ہو جائیں۔ اور پھر اس نے میراث بھی مقرر فرمائی ہے۔ اور آپ نے ایک کلمہ ذکر کیا تھا۔ تاکہ تمہارے پچھلوں کے لئے ورثہ بنے پس کہا۔ کہ حضرت عمر نے تکبیر کہی۔ پھر آنحضرت نے حضرت عمر کو فرمایا کیا میں تجھے بہترین خزانہ نہ بتا دوں۔ جو آدمی اکٹھا کرے۔ وہ ایک نیک عورت ہے۔ کہ جب مرد اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کر دے۔ اور جب اسکو حکم دے۔ تو اسکو کہا مانے۔ اور جب گھر سے باہر ہو تو اس کے گھر کی حفاظت کرے اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) سو روپیہ میں خریدے۔ اور وہ چیز حقیقت میں صرف دس روپیہ کی ہو۔ تو اب نوے روپے جو اسکی قیمت میں شامل کئے گئے ہیں وہ درحقیقت اس ہزار روپے کا سود ہے جسے صاف طور پر وہ مانگ نہیں سکا۔ سو ایسے سود اور بیع بالکل حرام اور ناجائز ہیں۔ ۱۲۔

[3] اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اس میں امانت کی ترغیب اور خیانت کی ترہیب ہے ۱۲۔

[1] (حاشیہ صفحہ ہذا) یعنی انہوں نے یہ سمجھا کہ مطلق مال جمع کرنا ہی عذاب کا باعث ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس میں نصاب یا زکوٰۃ کا کوئی تذکرہ نہیں فرمایا۔ تو اس وجہ سے صحابہ بڑے پریشان ہوئے ۱۲۔

مطلق مال جمع کرنا منع نہیں ہے [2] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی اس غلط فہمی کو دور کر دیا۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۲۵۴- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَأْتِيْكُمْ رُكَيْبٌ مُبْغَضُوْنَ فَإِنْ جَاءُوْكُمْ فَرَحِّبُوْا بِهِمْ وَخَلُّوْا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَبْتَغُوْنَ فَإِنْ عَدَلُوْا فَلِأَنْفُسِهِمْ وَإِنْ ظَلَمُوْا فَعَلَيْهِمْ وَارْضُوْهُمْ فَإِنَّ تَمَامَ زَكٰوتِكُمْ رِضَاهُمْ وَلْيَدْعُوْا لَكُمْ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ۔

۲۵۵- وَعَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْخَصَاصِيَّةِ قَالَ قُلْنَا إِنَّ أَهْلَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُوْنَ عَلَيْنَا أَفَنَكْتُمُ مِنْ أَمْوَالِنَا بِقَدْرِ مَا يَعْتَدُوْنَ قَالَ لَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ۔

۲۵۶- وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ

۲۵۴- جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ تمہارے پاس بُرے قافلے والے آیا کریں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں۔ تو ان کو خوش آمدید کہنا۔ اور جو وہ کرنا چاہیں۔ انکو منع نہ کرنا۔ اگر وہ انصاف کریں گے۔ تو اپنا بھلا کریں گے۔ اور اگر ظلم کریں گے۔ تو اپنا برا چاہیں گے۔ اور انکو راضی کرنا۔ کہ ان کو راضی کرنے ہی سے تمہاری زکوٰۃ پوری ہوگی۔ اور انہیں چاہیے۔ کہ وہ تمہارے لیئے دعا کریں۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۲۵۵- بشیر بن خصاصیہ نے کہا۔ کہ ہم نے عرض کیا۔ کہ زکوٰۃ لینے والے ہم پر زیادتی کرتے ہیں۔ کیا ہم اپنے اتنے مال چھپا لیا کریں۔ جتنی کہ ہم پر وہ زیادتی کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ نہ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۲۵۶- حضرت رافع بن خدیج نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حق کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اور فرمایا۔ کہ مطلق مال جمع کرنا منع نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو زکوٰۃ مقرر کرنے کی نوبت ہی کب آتی۔ اور اسی طرح سرے سے مال جمع کرنا ہی ناجائز ہوتا۔ تو وراثت کے احکام ہی کیوں نہ اترتے۔

زکوٰۃ پوری طرح ادا کرنی چاہیئے ؎۱ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کی سند میں ثابت بن قیس مدنی غفاری مختلف فیہ ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ لینے والوں کو تم خوش کر دو۔ پھر اگر وہ ظلم کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو سزا دیں گے۔ اور صدقہ لینے والے کو چاہیئے۔ کہ زکوٰۃ وصول کرنے کے بعد ان کے مال و دولت میں برکت کی دعا کرے۔ ۱۲۔

حساب میں خورد برد نہ کرو ؎۲ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث جریر بن عبداللہ اور ابوہریرہ سے بیہقی میں بھی مروی ہے۔ زکوٰۃ لینے والے سے اس لیئے مال چھپانا ناجائز ہے۔ کہ ہو سکتا ہے۔ کہ زکوٰۃ لینے والا پوری ایمانداری سے زکوٰۃ لے رہا ہو۔ اور دینے دار بسبب محبت مال اسکو زیادتی سمجھ رہا ہو۔ اور اگر کوئی صریحاً ظلم کر رہا ہو۔ جس میں کسی کو بھی شبہ نہ ہو تو اس سے اتنا مال چھپایا جا سکتا ہے جس سے سارے مال کا حساب برابر ہو جائے۔ ۱۲۔

بِالْحَقِّ كَالْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۲۵۷۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا تُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ اِلَّا فِيْ دُوْرِهِمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۲۵۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَذَكَرَ جَمَاعَةً اَنَّهُمْ وَقَفُوْهُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ۔

۲۵۹۔ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ الْعَبَّاسَ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَعْجِيْلِ صَدَقَتِهٖ قَبْلَ

ایسا ہے جیسے کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا یہاں تک کہ اپنے گھر واپس آجائے۔ اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔[1]

۲۵۷۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ زکوٰۃ لینے والا مویشیوں کو اپنے ہاں منگوائے۔ اور نہ مویشیوں والے اپنے مویشی دور ہانک کر لے جائیں۔ زکوٰۃ گھروں میں وصول کی جائے[2]

اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۲۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کو کسی مال کا فائدہ ہو جائے تو اس پر سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ذکر کیا کہ ایک جماعت نے اسکو ابن عمر پر موقوف کہا ہے۔

۲۵۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ کیا

زکوٰۃ کا سفر جہاد کے سفر کی طرح ہے — [1] اس حدیث کو احمد عبد بن حمید۔ ابن ماجہ۔ ابو یعلی۔ ابن خزیمہ اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح حاکم سعید بن منصور اور بیہقی نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ ۱۲۔

عمرو بن شعیب کی سند کی بحث — [2] اس حدیث کو احمد اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اسکی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے۔ جس نے اس میں عنعنہ کیا ہے۔ اور اس مضمون کی حدیث عمران بن حصین سے احمد ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی اور ابن حبان میں بھی ہے۔ اور اسی طرح کی حدیث۔ احمد بزار۔ ابن حبان اور عبدالرزاق نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ وصول کرنیوالا کہیں دور جا بیٹھے۔ اور لوگوں کو کہے کہ میرے پاس اپنے مال لاؤ۔ تاکہ میں زکوٰۃ وصول کروں۔ تو یہ جائز نہیں ہے۔ زکوٰۃ لینے والے کو چاہیئے۔ کہ گھروں میں (بقیہ صفحہ آئندہ)

أَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذٰلِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۲۶۰۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ أَلَا مَنْ وَلِيَ يَتِيمًا لَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ فِيهِ وَلَا يَتْرُكْهُ حَتّٰى تَأْكُلَهُ الصَّدَقَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ لِأَنَّ الْمُثَنّٰى بْنَ الصَّبَّاحِ ضَعِيفٌ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۲۶۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ

میں سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر سکتا ہوں۔ تو آنحضرت نے انکو اسکی اجازت فرمائی۔ اسکو ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۲۶۰۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا۔ اور کہا خبردار جو یتیم کے مال کا والی ہو۔ تو اس مال میں تجارت کرے۔ اور اسکو پڑا نہ رہنے دے۔ کہ اسکو زکوٰۃ ہی کھا جائے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کی سند میں گفتگو ہے۔ کیونکہ مثنیٰ بن صباح ضعیف ہے۔

فصل سوم

۲۶۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ اور ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ تو عرب میں سے جن کو کافر ہونا تھا۔ وہ کافر ہو گئے۔ تو عمر بن خطاب نے ابوبکر کو کہا۔ آپ لوگوں سے کیونکر لڑ سکتے ہیں حالانکہ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) جاکر زکوٰۃ وصول کرے۔ اور اسی طرح یہ بھی ناجائز ہے۔ کہ زکوٰۃ لینے والا اگر آئے۔ تو صاحب مال اپنے مویشی دور ہانک دیں۔ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند کے متعلق یاد رکھنا چاہیے۔ کہ شعیب کے باپ کا نام محمد ہے۔ اور ان کے باپ کا نام عبداللہ اور ان کے باپ کا نام عمرو اور انکے باپ کا نام عاص ہے۔ یعنی سند اس طرح ہوتی۔ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص اب اگر جدہ کی ضمیر عمرو کی طرف لوٹائی جائے۔ تو وہ محمد ہیں۔ اور محمد صحابی نہیں۔ بلکہ تابعی ہیں۔ اور اس صورت میں یہ حدیث منقطع ہو جاتی ہے۔ اور اگر جدہ کی ضمیر شعیب کی طرف لوٹائی جائے تو وہ عبداللہ ہیں اور صحابی ہیں۔ چونکہ تمام محدثین نے اس سند کو قبول کیا ہے۔ لہذا ضمیر شعیب کی طرف سمجھنی چاہیے۔ تاکہ حدیث مرفوع ہو جائے۔ ترجمہ میں بعض جگہ دادا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور بعض جگہ پر دادا کا۔ جہاں دادا کا لفظ ہے۔ وہاں بہ نسبت شعیب کے بیان کیا گیا ہے۔ اور جہاں پردادا کا لفظ ہے۔ وہاں عمرو کی نسبت سے ہے۔ ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٦٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں لوگوں سے اسوقت تک لڑوں۔ جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہیں کہتے۔ پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا۔ اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان بچالی۔ مگر اسلام کے حق سے اور اس کا حساب اللہ تعالے کے ذمہ رہے گا۔ تو ابوبکر نے کہا۔ خدا کی قسم میں تو ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا۔ جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرتے ہیں۔ کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے[۱]۔ اللہ کی قسم اگر مجھ سے وہ بھیڑ کا ایک بچہ بھی روکیں گے۔ جو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے۔ تو میں اس کے روکنے پر انسے لڑوں گا۔ تو حضرت عمر نے کہا۔ خدا کی قسم مجھے تو یہی سمجھ آتی ہے۔ کہ اللہ تعالے نے لڑائی کے لئے ابوبکر کا سینہ کھول دیا تھا۔ پھر مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ وہی بات ٹھیک تھی۔ متفق علیہ

۲۶۲۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کسی ایک کا خزانہ قیامت کے دن

زکوۃ سال گذرنے کے بعد ہے۔ ۳ھ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) اس حدیث کو نسائی بیہقی اور دار قطنی نے روایت کیا ہے۔ شروع سال میں اگر ہزار روپیہ کی رقم تھی۔ اور سال گزرنے کے بعد وہ رقم دو ہزار ہو گئی۔ تو حنفیہ کی نزدیک اب اس پر دو ہزار کی زکوٰۃ ہے۔ اور باقی اماموں کے نزدیک ایک ہزار کی۔ کیونکہ سال ایک ہی ہزار پر گزرا ہے۔ اور حنفیہ اس صورت میں منافع کو اصل میں شامل کر لیتے ہیں۔ جب کہ مال اور منافع کی جنس ایک ہی ہو۔ ۱۲

زکوۃ سال سے پہلے بھی ادا کر سکتے ہیں لھ (حاشیہ صفحہ سابقہ) اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ حاکم دار قطنی۔ بیہقی۔ سعید بن منصور ابن خزیمہ اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک ایک سال گزرنے سے پہلے پیشگی زکوۃ ادا کر دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ صاحب نصاب ہو۔ اگر صاحب نصاب نہ ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔ ۱۲

یتیم کے مال میں بھی زکوۃ ہے۔ ۲ھ اس حدیث کو دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسکی سند کمزور ہے۔ لیکن اسکے کچھ اور شواہد بھی ہیں۔ جن سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ابھی بالغ نہیں۔ اسپر کسی شرعی حکم کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ باقی تینوں اماموں اور جمہور اس چیز کے قائل ہیں۔ کہ لڑکے کے مال میں بھی زکوٰۃ ہے۔ خواہ وہ یتیم ہو۔ یا نہ ہو۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے نفس کا حق نہیں۔ کہ لڑکے پر فرض نہ ہو۔ اور آئندہ حدیث بھی اسی جمہور کے مذہب کی تائید کرتی ہے۔ ۱۲

(باقی بر صفحہ آئندہ)

شُجَاعًا اَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَطْلُبُهُ حَتّٰى يُلْقِمَهُ اَصَابِعَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۲۶۳ وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ يَعْنِي مِنَ الْاَعْرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ يَاْتُوْنَنَا فَيَظْلِمُوْنَنَا فَقَالَ اَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ ظَلَمُوْنَا قَالَ اَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ وَاِنْ ظُلِمْتُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۲۶۴۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ لَّا يُؤَدِّيْ زَكٰوةَ مَالِهٖ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ عُنُقِهٖ شُجَاعًا ثُمَّ قَرَاَ عَلَيْنَا مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ الْاٰيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

گنجے سانپ کی طرح بنا دیا جائے گا۔ وہ اس سے بھاگے گا اور وہ اسکو پکڑ لے گا۔ اور وہ اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈال لے گا[له]۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۲۶۳۔ حضرت جریر بن عبد اللہ نے کہا۔ کہ کچھ بدو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہنے لگے۔ کہ کچھ صدقہ لینے والے ہمارے پاس آتے ہیں تو ہم پر ظلم کرتے ہیں آپ نے فرمایا اپنے زکوۃ لینے والوں کو راضی کیا کرو۔ کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول اگرچہ وہ ہم پر ظلم کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے زکوۃ لینے والوں کو راضی کیا کرو۔ اگرچہ وہ تم پر ظلم کریں[سه]۔

۲۶۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بھی اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اسکو سانپ بنا کر قیامت کے روز اس کے گلے میں ڈال دے گا۔ پھر آپ نے اس کی تصدیق کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر ہم کو سنائی۔ اور نہ خیال کریں۔ وہ لوگ جو اللہ کے دیے ہوئے مال پر بخل کرتے ہیں پوری آیت تک۔ اسکو ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

فتنہ ارتداد کئی طرح تھا۔ [سه] کافر ہونے والے کئی طرح کے آدمی تھے۔ ایک وہ تھے۔ جو بالکل اسلام سے نکل گئے ایسے لڑائی کرنے کے متعلق تو کسی کو شک نہیں تھا۔ ایک وہ تھے جو مسلمان تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے۔ اور زکوۃ کے منکر ہو گئے تھے۔ اور ایک وہ تھے جو زکوۃ کے منکر بھی نہ تھے۔ لیکن خلیفہ کے پاس بیت المال میں زکوۃ جمع کرانے کے قائل نہ تھے۔ انہی۔ دونوں قسم کے لوگوں سے لڑائی کرنا حضرت عمر اور بعض دوسرے صحابہ جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اور حضرت ابوبکر ان سے لڑنا چاہتے تھے بالآخر حضرت عمر اور ان کے ہمراہیوں کی بھی تسلی ہو گئی۔ اور سب نے مل کر ان سے جنگ کی۔

[له] (حاشیہ صفحہ سابقہ)۔ یعنی جس طرح نماز انسان کے جسم کا حق ہے اسی طرح زکوۃ مال کا حق ہے۔ انمیں فرق نہیں کیا جاسکتا کہ ایک کو فرض سمجھا جائے۔ اور دوسرے

سانپ ہاتھوں کو کیوں چباۓ گا [له] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن کا شاہد بزار (حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[illegible]

۲۶۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا خَالَطَتِ الزَّكٰوةُ مَالًا قَطُّ إِلَّا أَهْلَكَتْهُ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَالْحُمَيْدِيُّ وَزَادَ وَقَالَ يَكُوْنُ قَدْ وَجَبَ عَلَيْكَ صَدَقَةٌ فَلَا تُخْرِجُهَا فَيُهْلِكُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ وَقَدِ احْتَجَّ بِهٖ مَنْ يَّرٰى تَعَلُّقَ الزَّكٰوةِ بِالْعَيْنِ هٰكَذَا فِي الْمُنْتَقٰى وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ بِإِسْنَادِهٖ إِلٰى عَائِشَةَ وَقَالَ أَحْمَدُ فِيْ خَالَطَتْ تَفْسِيْرُهٗ أَنَّ الرَّجُلَ يَأْخُذُ الزَّكٰوةَ وَهُوَ مُوْسِرٌ أَوْ غَنِيٌّ وَإِنَّمَا هِيَ لِلْفُقَرَاءِ۔

۲۶۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ زکوٰۃ کا مال جس مال میں بھی مل جائے۔ اسکو برباد کر دیتا ہے۔ اسکو شافعی نے روایت کیا۔ اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حمیدی نے بھی روایت کیا۔ اور اس میں یہ لفظ زیادہ ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔ جب تجھ پر زکوٰۃ فرض ہو جائے۔ تو پھر تو اسکو نہ نکالے۔ تو وہ حرام مال حلال کو برباد کر دے گا۔ اور اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل پکڑی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ زکوٰۃ عین مال سے دینی فرض ہے اسی طرح منتقی میں بھی ہے۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں احمد بن حنبل سے اسی کی سند سے عائشہؓ تک روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے خالطت (مل جائے) کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ آدمی دولتمند ہونے کے باوجود زکوٰۃ لے کر اپنے مال میں ملا لے۔ اور زکوٰۃ کا مال تو صرف فقیروں کے لئے ہے۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) میں ثوبان کی حدیث ہے۔ اور طبرانی ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اس حدیث کو ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ اور اس کا مطلب پہلے ابوہریرہ کی حدیث کے تحت گزر چکا ہے۔ وہ سانپ ہاتھوں کو اسلئے چباڈالے گا۔ کہ ہاتھوں ہی نے تو زکوٰۃ نہیں دی تھی۔ ۱۲۔

صریح ظلم برداشت نہ کرو۔ ۲ اس حدیث کو مسلم۔ نسائی اور طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور بزار کے سب راوی ثقہ ہیں اور بہ جوکہا ہے۔ اگرچہ وہ ظلم کریں اس ظلم سے مراد مشتبہ ظلم ہے۔ مثلاً زکوٰۃ لینے کے حساب میں کسی مال تجارت کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہے۔ اور صاحب مال کی نظر میں اس کی قیمت نو سو روپیہ ہے۔ تو زکوٰۃ لینے والا تو پچیس روپیہ مانگتا ہے۔ اور دینے والا کہتا ہے۔ کہ میرے حساب سے ساڑھے بائیس روپے بنتے ہیں۔ زکوٰۃ لینے والے کا ایسا مشتبہ ظلم تو برداشت کیا جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ زکوٰۃ دینے والا اپنی غلط فہمی سے اسکو ظلم سمجھتا ہو۔ اور درحقیقت ایسا نہ ہو لیکن اگر ظلم کی بالکل کھلی ہوئی صورت ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔ تو پھر اسکو نہیں دیا جائیگا۔ مثلاً چالیس بکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ ہے۔ اور زکوٰۃ لینے والا دو بکریاں لینا چاہے۔ تو اسے نہیں دی جائیں گی۔ ۱۲۔

۳ اس حدیث کو ابن خزیمہ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔

زکوٰۃ عین مال سے فرض نہیں ۵ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو ابن عدی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۲۶۶۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۶۷۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِیْ عَبْدِهٖ وَلَا فِیْ فَرَسِهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ لَیْسَ فِیْ عَبْدِهٖ صَدَقَةٌ اِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

کن کن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے۔

فصل اول

۲۶۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق سے کم کھجوریں ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی ہو تو اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اگر اونٹ پانچ سے کم ہوں تو ان میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے[له] متفق علیہ۔

۲۶۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان پر اس کے گھوڑے اور اسکے غلام کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اس کے غلام کی اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر فطر کا صدقہ[۵] متفق علیہ۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور اس کی سند ضعیف ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ زکوٰۃ عین مال سے فرض ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ اونٹوں کی زکوٰۃ بکریوں اور دیناروں سے لی جا سکتی ہے۔ ۱۲

غلہ، سونے اور چاندی کا نصاب۔ [له] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد۔ مالک اصحاب سنن اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے اور احمد۔ ابن ماجہ دارقطنی اور ابن حبان نے اسکو ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ وسق ساٹھ صاع کا ہے اور صاع چار مد کا اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا اور رطل تقریباً آدھ سیر پختہ سے کچھ زائد تو اس حساب ایک صاع پونے تین سیر پختہ کا ہوا۔ اور ایک وسق ساڑھے چار من اور پانچ وسق ساڑھے بائیس من غلہ ہوا۔ یہ نصاب ہے غلہ کا اس سے کم غلہ ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جمہور کا یہی مذہب ہے۔ اور صاحبین بھی اسی کے قائل ہیں اور امام ابو حنیفہ غلہ میں نصاب کے قائل نہیں ہیں وہ تمام پیداوار پر زکوٰۃ واجب کہتے ہیں۔ خواہ غلہ تھوڑا ہو (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۲۶۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهٗ اِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِىْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِىْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهٗ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ فِىْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّثَلٰثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّثَلٰثِيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّاَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّاَرْبَعِيْنَ اِلٰى سِتِّيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْجَمَلِ فَاِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَّسِتِّيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّسَبْعِيْنَ

۲۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو (یعنی حضرت انس کو) بحرین کی طرف عامل بنا کر بھیجا۔ تو یہ تحریر انکو لکھ کر دی۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ یہ فرض زکوٰۃ کا وہ نصاب ہے جو [لہ] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر فرمائی ہے۔ اور یہ وہ زکوٰۃ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بتائی۔ اور مسلمانوں میں سے جس سے بھی اس زکوٰۃ کا مطالبہ کیا جائے۔ اسے چاہیئے کہ وہ اسکو ادا کرے۔ اور جس سے اس نصاب سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے۔ وہ نہ دے۔ چوبیس یا اس سے اگر کم اونٹ ہوں تو ان میں بکریوں کی زکوٰۃ ہے۔ ہر پانچ اونٹ [لہ] سے ایک بکری ہے۔ جب اونٹ پچیس سے لے کر پینتیس تک ہوں تو ایک بنت مخاض ہے۔ (مادہ) جب چھتیس سے لیکر پینتالیس تک ہوں۔ تو ان میں سے ایک مادہ بنت لبون ہے۔ اور جب چھیالیس سے لے کر ساٹھ تک ہوں۔ تو ان میں سے ایک مادہ حقہ ہے۔ جو گابھن ہونے کے لائق ہو۔ اور جب اکسٹھ سے لے کر پچھتر تک ہوں تو ان میں ایک جذعہ ہے۔ اور جب چھہتر سے لے کر نوّے تک

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) یا زیادہ حنفیہ میں بھی فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اور پانچ اوقیہ چاندی دو سو درہم ہوئے۔ اور دو سو درہم کا وزن ساڑھے باون تولے چاندی ہے۔ اگر اس سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے۔ اگر اس سے کم ہو تو اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے ۱۲۔

غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ [لہ] اس حدیث کو احمد مالک اہل سنن ابن حبان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ غلام اور گھوڑا جب خدمت کے لئے ہوں۔ تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور تجارت کیلئے ہوں تو ان کی قیمت کے حساب سے ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔

زکوٰۃ عین مال سے فرض نہیں۔ [لہ] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ شافعی۔ ابن حبان۔ حاکم ابن جریر۔ ابن جارود۔ ابن خزیمہ۔ طحاوی۔ بیہقی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ کسی نے مختصر اور کسی نے مطول۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ عین مال سے فرض نہیں ہے۔ اور جیسے کہ امام شافعی اور امام مالک کا قول ہے بلکہ زکوٰۃ دوسری جنس یا قیمت سے بھی دی جا سکتی ہے۔ امام ابوحنیفہ

(باقی بر صفحہ آئندہ)

إِلَى تِسْعِينَ فَفِيهَا بِنْتَا لَبُونٍ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِيهَا حِقَّتَانِ
طَرُوقَتَا الْجَمَلِ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ
حِقَّةٌ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا فَإِذَا بَلَغَتْ
خَمْسًا فَفِيهَا شَاةٌ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَ
عِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا
وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ
مِنْهُ الْجَذَعَةُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ

ہوں تو ان میں دو مادہ بنت لبون ہیں۔ اور جب اکانوے سے لے کر ایک سو بیس تک ہوں۔ تو ان میں سے دو مادہ حقہ ہیں۔ جو گابھن ہونے کے قابل ہوں جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں۔ تو ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون ہے۔ اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہے۔ اور جس کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہوں تو اس پر کوئی زکوٰۃ فرض نہیں ہے مگر یہ کہ ان کا مالک کچھ دے دے۔ پھر جب پانچ ہو جائیں۔ تو ان میں ایک بکری ہے۔ اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں۔ کہ ان سے جذعہ نکلتا ہو اور اس کے پاس جذعہ نہ ہو۔ بلکہ اس کے پاس حقہ ہو۔ تو اس سے حقہ ہی لے لیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ دو بکریاں اسے دینی پڑیں گی۔ اگر اسے میسر ہو سکیں۔ یا وہ بیس درہم دے دے گا۔ اور جس سے حقہ نکلتا ہو۔ اور اس کے پاس حقہ نہ ہو اور اس کے پاس جذعہ ہو تو اس سے جذعہ ہی لے لیا جائے گا اور زکوٰۃ لینے والا اسکو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔ اور جس سے حقہ نکلتا ہو۔ اور اس کے پاس بنت لبون ہو تو اس سے بنت لبون ہی لے لی جائیگی۔ اور اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم بھی دے گا۔ اور جس سے بنت لبون نکلتی ہو۔ اور اس کے پاس حقہ ہو تو اس سے حقہ لے لیا جائے گا۔ اور زکوٰۃ لینے والا اسکو دو بکریاں یا بیس درہم دے دے گا۔ اور جس سے بنت لبون نکلتی ہو۔ اور اسکے پاس بنت مخاض ہو تو وہی لے لی جائے گی اور اس کے ساتھ بیس درہم یا دو بکریاں بھی دے گا۔ اور جس کی زکوٰۃ بنت مخاض نکلتی ہو۔ اور اس کے پاس بنت مخاض نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت لبون

بعض اصطلاحات کی تشریح ۵۲

جب مادہ اونٹنی ایک سال پورا کر کے دوسرے سال میں شروع ہو جائے۔ تو اسکو بنت مخاض کہتے ہیں۔ اور اگر دو سال پورے کر کے تیسرے میں شروع ہو جاتے تو اسکو بنت لبون کہا جاتا ہے۔ اگر تین سال پورے ہو جائیں اور چوتھا شروع ہو جائے۔ تو اسکو حقہ کہتے ہیں۔ اور جب چار پورے کر کے پانچویں سال میں شروع ہو جائے۔ تو اس کو جذعہ کہتے ہیں۔ گائے اور بھیڑ بکری وغیرہ میں نر اور مادہ کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اونٹ کی زکوٰۃ میں مادہ اونٹنی لی جاتی ہے کیونکہ وہ بہ نسبت اونٹ کے زیادہ قیمتی ہوتی ہے اور ایک سال کا عمر میں اگر فرق ہو جائے تو شریعت نے ان کو قیمت میں برابر رکھا ہے۔ مثلاً دو سال کی مادہ اونٹنی اور تین سال کا نر اونٹ زکوٰۃ میں برابر ہونگے۔

وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَيُعْطِي شَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا
وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ
عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ
مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَيُعْطِي مَعَهَا عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ
صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ
عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلَى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُونٍ فَإِنَّهُ
يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ

ہو تو اس سے بنت لبون ہی لے لی جائے گی۔ اور زکوٰۃ لینے والا اسکو بیس درہم یا دو بکریاں واپس دیدیگا[۵]۔ اور اگر اس کے
پاس بنت مخاض مادہ نہ ہو۔ اور اس کے پاس ابن لبون ہو تو اس سے وہی لے لیا جاوے گا۔ اور اس کے ساتھ اور کوئی
چیز نہیں ہو گی۔ اور چرنے والی بکریوں کی زکوٰۃ اس طرح ہے۔ کہ جب چالیس سے لے کر ایک سو بیس تک ہوں۔ تو ان میں
ایک بکری ہے۔ اور جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں۔ دو سو تک تو ان میں دو بکریاں ہیں۔ اور جب دو سو زیادہ ہو جائیں
تین سو تک تو ان میں تین بکریاں ہیں۔ پھر جب تین سو زیادہ ہو جائیں۔ تو ہر سو میں ایک بکری ہے۔ اور جب چرنے والی

---

[۵] چونکہ زکوۃ کا جانور جو اس سے وصول کرنا ہے وہ کم عمر تھا اور اس سے زیادہ عمر کا لیا جا رہا ہے اس لیے زکوۃ لینے والا اس کو یا
تو بیس درہم واپس کرے گا یا دو بکریاں واپس دے گا اور اسی طرح اگر اس کے پاس مطلوبہ عمر سے کم عمر کا جانور ہوگا تو زکوۃ دینے والا اس
کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم بھی ادا کرے گا لیکن یہ حساب اونٹوں کے ایک سال کے فرق کا ہے۔ دوسرے جانوروں میں یا تھوڑے
فرق میں یہ حساب نہ ہوگا۔ اور یہ جو حساب لگایا گیا ہے کہ بیس درہم یا دو بکریاں تو اس وقت ان کا تناسب یہی تھا یعنی ایک بکری کی قیمت
تقریباً دس درہم تھی یعنی اندازاً اڑھائی روپے تو یہ تناسب بدلتے رہتے ہیں آج جبکہ یہ الفاظ لکھے جا رہے ہیں ایک بکری کی قیمت اندازاً
ڈیڑھ سو روپیہ ہے اور آج سے اندازاً چالیس سال پہلے بکری کی قیمت تین چار روپے ہوا کرتی تھی۔ شریعت نے جو تناسب مقرر کر دیا
ہے وہ اسی طرح قائم رہیگا۔ اس کی واضح مثالیں شریعت میں موجود ہیں مثلاً سونے اور چاندی کے نصاب کا مسئلہ کہ شریعت نے
سونے کا نصاب سات تولے مقرر کیا ہے اور چاندی کا نصاب ۵۲ تولے آج اگر یہ تناسب نہیں تو کوئی حرج نہیں یہ تناسب تو بدلتے
رہتے ہیں اور شریعت کی مقرر کردہ مقداریں اپنی جگہ قائم رہتی ہیں اور اس فرق کا حل یہ ہے زکوۃ لینے یا دینے والا بکریوں کی صورت میں تبادلہ
کرلیں پیسے کی صورت میں نہ کریں۔ پھر بکری خواہ کتنی قیمت کی خرید کر ادا کی جائے ۱۲۔

شَاةٌ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا شَاتَانِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى مِائَتَيْنِ اِلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيْهَا ثَلٰثُ شِيَاهٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا وَلَا تُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ اِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَفِي الرِّقَةِ رُبْعُ الْعُشْرِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۶۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ

بکریاں چالیس سے کم ایک بکری بھی ہو۔ تو ان میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں اگر مالک چاہے تو دے دے۔ اور زکوٰۃ میں بوڑھا جانور اور بھینگا اور سانڈ نہیں لیا جائے گا۔ ہاں اگر زکوٰۃ وصول کرنے والا چاہے تو لے سکتا ہے[1]۔ اور علیحدہ علیحدہ لوگوں کو اکٹھا[2] کیا جائے اور نہ اکٹھے لوگوں کو الگ الگ کیا جائے[3]۔ کہ زکوٰۃ دینی پڑے۔ اور اگر دو آدمی کسی مال میں شریک ہوں تو زکوٰۃ ان دونوں پر حصہ کے برابر ہو گی[4]۔ اور چاندی کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے پھر اگر کسی کے پاس ایک سو نوے درہم چاندی ہو تو اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر یہ کہ مال کا مالک کچھ اپنی مرضی سے دیدے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۲۶۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جس زمین کو بارش یا چشمے نے پلا دیا ہو یا وہ ویسے

عیبی جانور مصدّق لے لے تو جائز ہے سلہ مثلاً زکوٰۃ کے جانوروں میں سانڈ نہیں ہے۔ تو اس زکوٰۃ کی بنا پر زکوٰۃ دینے والا سانڈ بھی دے سکتا ہے۔ اور اگر کوئی جانور کچھ لنگڑا یا بھینگا وغیرہ ہو۔ اور زکوٰۃ لینے والا اسے قبول کر لے تو ٹھیک ہے۔

الگ الگ آدمی اکٹھے نہ ہوں سلہ اس کی صورت یہ ہے۔ کہ دو آدمیوں کے پاس پچاس پچاس بکریاں اگر ہوں تو دونوں پر ایک ایک بکری آئے گی۔ یہ دونوں آپس میں اکٹھے ہو جائیں۔ تو سو بکریوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ نکلے گی۔ اس طرح انہوں نے ایک بکری زکوٰۃ کی بچالی اسی طرح زکوٰۃ لینے والا بھی اکٹھا نہ کرے۔ مثلاً دو آدمیوں کے پاس بیس بیس بکریاں ہیں۔ ان پر زکوٰۃ نہیں آتی۔ اور زکوٰۃ لینے والا ان دونوں کو اکٹھا کر دے۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ لے جائے۔ یہ بھی منع ہے۔ ۱۲۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں حیلہ نہ کیا جائے سلہ اکٹھے لوگوں کو الگ کرنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً دو آدمیوں کے پاس مشترکہ طور پر سو بکری ہے۔ اور زکوٰۃ لینے والا ان کو الگ الگ کر کے پچاس پچاس میں سے ایک ایک بکری لے جائے۔ اس طرح اس نے دو بکریاں حاصل کر لیں حالانکہ اگر وہ اکٹھے رہتے تو ان پر ایک بکری تھی۔ اور اسی طرح دونوں شریک خود بھی علیحدہ نہ ہوں۔ مثلاً دو آدمیوں کے پاس مشترکہ طور پر پچاس بکریاں ہیں۔ وہ دونوں پچیس پچیس بکریاں تقسیم کر کے زکوٰۃ سے بچ جائیں۔ حالانکہ اگر وہ اکٹھے رہتے۔ تو ان پر ایک بکری زکوٰۃ آتی تھی ۱۲۔

كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۷۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۲۷۱۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ عَنِ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ

ہی نم دار ہو تو اس میں سے دسواں حصہ زکوٰۃ لی جائے گی۔ اور جس زمین کو پانی نکال کر سیراب کیا جائے۔ اس میں سے بیسواں حصہ ہے[۱] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۲۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جانور کا زخم معاف ہے۔ اور کنوئیں کا خون معاف ہے۔ اور کان میں اگر کوئی مرجائے۔ تو اسکا خون معاف ہے۔ اور خزانہ میں سے پانچواں حصہ زکوٰۃ[۲] ہے متفق علیہ۔

فصل دوم

۲۷۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ تو معاف کر دی ہے۔ اور چاندی کی زکوٰۃ چالیس درہموں میں سے ایک درہم لاؤ۔ اور ایک سو نوے درہم ہوں۔ تو ان میں کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ اور جب دو سو درہم ہو جائیں۔ تو ان میں سے پانچ درہم ہیں۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور

زکوٰۃ کی رقم حصہ کے مطابق ادا ہو۔ ؎ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) اس کی صورت یہ ہے۔ کہ مثلاً دو آدمی ایک ہی جگہ گلہ رکھتے ہیں۔ اور آپس میں شریک ہیں۔ اور تمام تعداد چالیس بکریاں ہے۔ لیکن ہر ایک اپنی اپنی بکریوں کو پہچانتا ہے۔ اب زکوٰۃ لینے والے نے ایک بکری لے لی۔ تو اب جس کی بکری لے لی گئی ہے۔ وہ دوسرے سے نصف بکری کی قیمت لے لے گا۔ یا مثلاً دو آدمیوں کے دو سو بکریاں ہیں۔ ایک کی چالیس اور ایک کی ایک سو ساٹھ اور آپس میں شریک ہیں۔ تو زکوٰۃ لینے والا ان سے دو بکریاں لے گا۔ اور پھر چالیس والا ایک سو ساٹھ والے سے بکری کی تین خمس قیمت وصول کرے گا۔ ۱۲۔

[۱] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد۔ اہل سنن۔ ابن حبان اور ابن جارود نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲۔

دفینہ میں سے پانچواں حصہ زکوٰۃ ہے [۲] اس حدیث کو احمد۔ مالک اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ (حاشیہ بر صفحہ ہذا)

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ زُهَیْرٌ اَحْسِبُهٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ هَاتُوْا رُبُعَ الْعُشْرِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ شَیْءٌ حَتّٰی تَتِمَّ مِائَتَیْ دِرْهَمٍ فَاِذَا كَانَتْ مِائَتَیْ دِرْهَمٍ فَفِیْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ فَمَا زَادَ فَعَلٰی حِسَابِ ذٰلِكَ وَفِی الْغَنَمِ فِیْ كُلِّ اَرْبَعِیْنَ شَاةً شَاةٌ اِلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَةٍ فَاِنْ زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَشَاتَانِ اِلٰی مِائَتَیْنِ فَاِنْ زَادَتْ فَثَلٰثُ شِیَاهٍ اِلٰی ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِیْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَاِنْ لَّمْ یَكُنْ اِلَّا تِسْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ فَلَیْسَ عَلَیْكَ فِیْهَا شَیْءٌ وَفِی الْبَقَرِ فِیْ كُلِّ ثَلٰثِیْنَ تَبِیْعٌ وَفِی الْاَرْبَعِیْنَ مُسِنَّةٌ وَلَیْسَ عَلَی الْعَوَامِلِ شَیْءٌ۔

۲۷۲ - وَعَنْ مُعَاذٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَجَّهَهٗ اِلَی الْیَمَنِ اَمَرَهٗ اَنْ یَّاْخُذَ مِنَ

ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے۔ جو کہ حارث اعور کی حضرت علی سے روایت ہے۔ کہ زہیر نے کہا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ چالیسواں حصہ لاؤ۔ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم اور نہیں ہے۔ تم پر کوئی چیز یہاں تک کہ دو سو درہم پورے ہو جائیں۔ اور جب دو سو درہم پورے ہو جائیں۔ تو ان میں پانچ درہم ہیں۔ پھر جو زیادہ ہوتا جائے گا۔ تو اسی حساب سے اس کی زکوٰۃ ہوگی۔ اور بکریوں میں ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے۔ ایک سو بیس تک اگر اس سے ایک بھی زیادہ ہو جائے گی۔ تو دو بکریاں ہو جائیں گی۔ دو سو تک اور اگر اس سے زیادہ ہو جائیں گی۔ تو تین بکریاں ہوں گی تین سو تک۔ اگر تین سو سے زیادہ ہو جائیں گی۔ تو ہر سو بکری میں ایک بکری ہوگی۔ اور اگر صرف انتالیس ہی ہوں۔ تو تجھ پر ان میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اور گایوں میں ہر تیس[ف] میں ایک تبیعہ ہے۔ اور ہر چالیس میں ایک مسنہ اور کام کرنے والے جانوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲۷۲۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن پر حاکم بنا کر بھیجا تو اس کو حکم دیا۔ کہ گایوں میں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) مطلب یہ ہے۔ کہ اگر مثلاً کسی آدمی کی بھینس کسی آدمی کو مار دے تو بھینس والے پر کچھ تاوان نہیں پڑے گا۔ اسی طرح اگر کسی کے کنوئیں میں کوئی گر کر مر جائے۔ تو کنوئیں والے پر کوئی تاوان نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی کو گاڑا ہوا مال (دفینہ) مل جائے۔ تو اس میں سے پانچواں حصہ خدا تعالیٰ کے نام کا صدقہ کرنا فرض ہے ۱۲۔

گائے کی زکوٰۃ کا نصاب۔

[ف] (حاشیہ صفحہ ہذا) پہلی حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح کہا ہے۔ اور دوسری حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ابو داؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ یہ حدیث استناد کے قابل ہے ۱۲۔

اَلْغَنَمِ مِنْ كُلِّ ثَلٰثِيْنَ تَبِيْعًا اَوْ تَبِيْعَةً وَمِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۲۷۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُعْتَدِيْ فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۲۷۴۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْ حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ اَوْسُقٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۲۷۵۔ وَعَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ عِنْدَنَا كِتَابُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے تیس اگر ہوں تو ایک تبیعہ ہے۔ خواہ نر ہو یا مادہ اور ہر چالیس میں سے ایک مسنہ[۵۱] ہے۔ اسکو ابوداؤد و ترمذی۔ نسائی اور دارمی نے روایت کیا

۲۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زکوٰۃ لینے میں زیادتی کرنے والا ایسا ہی گنہگار ہے۔ جیسا کہ زکوٰۃ نہ دینے والا[۵۲] اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۲۷۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ غلہ اور کھجور جب تک پانچ وسق تک نہ ہو جائے۔ ان میں زکوٰۃ نہیں[۵۳] ہے۔ اسکو نسائی نے روایت کیا

۲۷۵۔ حضرت موسیٰ بن طلحہ نے کہا۔ کہ ہمارے پاس معاذ بن جبل کی وہ تحریر ہے۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو

کون سے جانور زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں ۵۱ اس حدیث کو احمد ابن ماجہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گائے بھینس کا نصاب تیس جانور ہیں نر۔ مادہ۔ چھوٹے۔ بڑے سب شمار ہوں گے۔ بشرطیکہ وہ چراگاہ میں چر چگ کر گذارہ کرتے ہیں۔ جن جانوروں کو قیمتاً خرید کر چارہ کھلایا جائے۔ ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور کام کرنے والے جانور اس تعداد سے مستثنیٰ ہوں گے مسنہ وہ ہے۔ جو دو سال پورے کر کے تیسرے میں شروع ہو چکا ہو۔ ۱۲۔

زکوٰۃ لینے والے کو ہدایات ۵۲ اس حدیث کو احمد ابن ماجہ۔ نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں زکوٰۃ لینے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے۔ کہ کوئی کسی قسم کی زیادتی نہ کریں نہ زیادہ وصول کریں۔ اور نہ اچھا اچھا مال حاصل کریں ۱۲۔

سبزیوں کی زکوٰۃ کس طرح ہے۔ ۵۳ اس حدیث کو احمد اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ اسی مضمون کی ایک حدیث ابوسعید کی روایت سے پہلے گذر چکی ہے۔ زمینی پیداوار میں ان چیزوں پر زکوٰۃ ہے جو سال بھر ذخیرہ رہ سکیں اور جو ذخیرہ نہ رہ سکیں مثلاً سبزیاں وغیرہ تو ان میں زمینی حیثیت سے زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ سال بعد ان کی باقی ماندہ رقم پر زکوٰۃ بحیثیت مال و دولت ہوگی ۱۲۔

أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ الصَّدَقَةَ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ مُرْسَلٌ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ۔

۲۷۶۔ وَعَنْ عَتَّابِ بْنِ أُسَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي زَكٰوةِ الْكُرُومِ إِنَّهَا تُخْرَصُ كَمَا تُخْرَصُ النَّخْلُ ثُمَّ تُؤَدّٰى زَكٰوتُهُ زَبِيبًا كَمَا تُؤَدّٰى زَكٰوةُ النَّخْلِ تَمْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ

۲۷۷۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ حَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوْا وَدَعُوا الثُّلُثَ فَإِنْ لَّمْ تَدَعُوا الثُّلُثَ فَدَعُوا الرُّبُعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حکم دیا تھا۔ کہ گندم جو منقہ اور کھجوروں سے زکوٰۃ وصول کرو[۱]۔ اس کو شرح السنہ میں مرسل روایت لیا ہے۔

۲۷۶۔ حضرت عتاب بن اسید سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کی زکوٰۃ کے متعلق فرمایا۔ کہ اس کا اندازہ کر لیا جائے جیسا کہ کھجوروں کا اندازہ کیا جاتا ہے پھر اس کی زکوٰۃ منقہ سے لے لی جائے۔ جیسے کہ تر کھجوروں کی زکوٰۃ خشک کھجوروں سے لی جاتی ہے[۲]۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۲۷۷۔ سہل بن ابی حثمہ نے حدیث بیان کی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب تم اندازہ کرو تو زکوٰۃ لے لو۔ اور اس میں سے تیسرا حصہ چھوڑ دیا کرو۔ اور اگر تیسرا حصہ نہ چھوڑو تو چوتھا حصہ تو ضرور چھوڑ دیا کرو[۳]۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں میں ہے۔ [۱] اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام احمد۔ سفیان ثوری اور حسن بصری کا مذہب یہ ہے۔ کہ ان چار چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے۔ جس کو بیہقی طبرانی اور دارقطنی نے ابوموسیٰ اور معاذ سے روایت کیا۔ کہ آنحضرت نے جب ان کو یمن کی طرف اسلام کی تبلیغ کے لئے بھیجا۔ تو فرمایا۔ ان چار چیزوں کے علاوہ کسی اور غلہ سے زکوٰۃ وصول نہ کرنا۔ جو۔ گندم۔ منقہ اور کھجور۔ اور امام شافعی کے نزدیک ہر اس چیز میں زکوٰۃ ہے۔ جو خوراک کا کام دے سکے مثلاً جوار۔ باجرہ۔ مکی وغیرہ بھی ان کے نزدیک زکوٰۃ کا محل ہیں۔ اور حنفیہ کے نزدیک زمین کی ہر پیداوار پر زکوٰۃ ہے۔ خواہ وہ قوت کا کام دے سکے یا نہ۔ مثلاً ان کے نزدیک سبزیاں وغیرہ بھی زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں۔ مثلاً آلو اروی۔ پیاز لہسن اور دوسری تر سبزیاں بھی زکوٰۃ کا مال ہے۔ ۱۲۔

تر جنس کی زکوٰۃ خشک جنس سے لینا [۲] اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں انقطاع ہے۔ کیونکہ عتاب بن اسید سے روایت کرنے والے سعید بن مسیب ہیں۔ اور سعید کی ولادت بھی عتاب کی وفات کے بعد ہوئی ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کسی طریق سے مروی نہیں ہے۔ البتہ ائمہ کرام نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہے (بقیہ صفحہ آئندہ)

۲۷۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ إِلَى يَهُودَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ حِينَ يَطِيبُ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْهُ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ۔

۲۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ فِي كُلِّ عَشْرَةِ أَزُقٍّ زِقٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ كَثِيرُ شَيْءٍ۔

۲۸۰۔ وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۲۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ کو خیبر کے یہودیوں کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ وہ کھجوروں کا اندازہ کرتے۔ جبکہ ان میں شیرینی آجاتی۔ اس سے پہلے کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۲۷۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کے متعلق فرمایا کہ دس مشکوں میں سے ایک مشک اس کی زکوٰۃ ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا۔ اس کی سند میں گفتگو ہے۔ اور اس باب میں جو اکثر حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہیں۔ وہ صحیح نہیں ہیں۔

۲۸۰۔ حضرت زینب عبداللہ بن مسعود کی بیوی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو۔ اگرچہ تمہیں اپنے زیور ہی سے کیوں نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ تم قیامت کے دن جہنم میں زیادہ جاؤ گی۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) کیونکہ ضرورت اس کا تقاضا کرتی تھی۔ اس لئے کہ زکوٰۃ کی وصولی کے وقت ضروری نہیں۔ کہ تمام کھجوریں کٹ چکی ہوں۔ اور بار بار زکوٰۃ کی وصولی کے لئے جانا بھی مشکل ہے۔ اسلئے شریعت نے اجازت دی ہے۔ کہ درختوں سکے اوپر انگور اور کھجور کا محتاط طریقہ سے اندازہ کر لیا جائے۔ اور اس کی زکوٰۃ منقہ یا خشک کھجور سے وصول کر لی جائے۔ ۱۲۔

زکوٰۃ احتیاط سے لی جائے ۵۳ اسکو احمد طبرانی ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے پہلے تو اندازہ بڑی احتیاط سے لگائے۔ اور پھر بھی اس سے تہائی یا چوتھا حصہ چھوڑ دے کیونکہ احتمال ہے۔ کہ اندازہ صحیح نہ ہو۔ اور پھر یہ احتمال ہے۔ کہ خشک ہونے سے جو کمی واقع ہوتی ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ ہو۔ جس کا اندازہ کیا گیا ہے۔ ۱۲۔

اندازہ سے زکوٰۃ لے لی جائے ۵۵ (حاشیہ صفحہ ہذا) اسکو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۲۸۱- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ أَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ أَيْدِيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا تُؤَدِّيَانِ زَكٰوتَهٗ قَالَتَا لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُحِبَّانِ أَنْ يُّسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ قَالَتَا لَا قَالَ فَأَدِّيَا زَكٰوتَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ قَدْ رَوَى الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ نَحْوَ هٰذَا وَالْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ وَابْنُ لَهِيْعَةَ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيْثِ وَلَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ۔

۲۸۲- وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحًا مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَنْزٌ

۲۸۱- عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا۔ کیا تم ان کی زکوٰۃ دیا کرتی ہو کہنے لگیں۔ نہیں۔ تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم یہ پسند کرتی ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنا دے۔ کہنے لگیں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ پھر ان کی زکوٰۃ دیا کرو۔ لے اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا۔ اس حدیث کو مثنیٰ بن صباح نے عمرو بن شعیب سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور مثنیٰ بن صباح اور ابن لہیعہ دونوں حدیث میں ضعیف ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔

۲۸۲- حضرت ام سلمہ نے کہا۔ کہ میں سونے کے کڑے پہنا کرتی تھی۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا یہ بھی خزانہ ہے۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) کی سند میں ابن جریج اور زہری کے درمیان ایک مجہول واسطہ ہے۔ اور ابن جریج مدلس بھی ہے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اندازہ جائز ہے۔ جبکہ اسمیں ظلم بددیانتی نہ کی جائے۔

شہد کی زکوٰۃ کا بیان لہ اس کو طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ شہد کے متعلق جتنی بھی حدیثیں آئی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی صحیح ثابت نہیں ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ شہد میں زکوٰۃ نہیں ہے امام ابوحنیفہ دسواں حصہ زکوٰۃ واجب کہتے ہیں۔ ۱۲۔

لہ اس حدیث کو ترمذی نے دو طریقوں سے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔ اور اس کا مضمون بخاری مسلم میں بھی ہے۔

زیور میں بھی زکوٰۃ ہے لہ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے اسکو ایسے طریق سے روایت کیا ہے۔ جس میں مثنیٰ بن صباح اور ابن لہیعہ دونوں نہیں ہیں۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ زیور میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور سلف کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ امام مالک اور احمد زیور کی زکوٰۃ کے قائل نہیں ہیں۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

هُوَ فَقَالَ مَا بَلَغَ اَنْ تُؤَدِّيَ زَكٰوتَهٗ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاؤُدَ۔

۲۸۳۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَاْمُرُنَا اَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِيْ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۲۸۴۔ وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا اِلَّا الزَّكٰوةُ اِلَى الْيَوْمِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۲۸۵۔ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِي الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي الْعَرَايَا

تو آپ نے فرمایا۔ اگر یہ زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائے۔ تو اس کی زکوٰۃ دے دیا کرے۔ تو پھر تو خزانہ نہیں ہے اسکو مالک اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۲۸۳۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تجارت کے مال سے زکوٰۃ دینے کا حکم دیا کرتے تھے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۲۸۴۔ ربیعہ بن عبدالرحمٰن بہت سے صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال بن حارث مزنی کو قبلیہ کی کانیں جاگیر میں دیں۔ اور وہ فرع کی طرف ہیں۔ ان سے آج تک صرف زکوٰۃ ہی وصول کی جاتی ہے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۲۸۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سبزیوں میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے اور

(بقیہ صفحہ گزشتہ) لیکن صحیح یہی ہے۔ کہ زیور میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ جبکہ اس کا سونا یا چاندی نصاب کو پہنچ جائے۔ کیونکہ زیور کی زکوٰۃ کی حدیثیں صحت کو پہنچ چکی ہیں۔ ۱۲۔

سلہ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو حاکم بیہقی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے

سامان تجارت پر زکوٰۃ ہے ۵ اسکو دارقطنی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ تجارت کے سامان میں خواہ کوئی چیز ہو۔ زکوٰۃ ہے۔ اور چاروں اماموں اور فقہاء سبعہ اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہے۔ ماسوائے ظاہریہ کہ وہ سامان تجارت پر زکوٰۃ فرض نہیں سمجھتے لیکن یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔ ۱۲۔ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِي الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي الْجَبْهَةِ صَدَقَةٌ قَالَ الصَّقْرُ الْجَبْهَةُ الْخَيْلُ وَالْبِغَالُ وَالْعَبِيدُ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔

۲۸۶۔ وَعَنْ طَاوُسٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أُتِيَ بِوَقَصِ الْبَقَرِ فَقَالَ لَمْ يَأْمُرْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَقَالَ الْوَقَصُ مَا لَمْ يَبْلُغِ الْفَرِيضَةَ۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۲۸۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ

نہ ملگے ہوئے درختوں میں زکوٰۃ ہے۔ اور نہ ہی پانچ وسق سے کم غلہ میں زکوٰۃ ہے۔ اور نہ کام کرنے والے جانوروں میں زکوٰۃ ہے۔ اور نہ جبہہ میں زکوٰۃ ہے[له]۔ صقر نے کہا جبہہ گھوڑے خچر اور غلام کو کہتے ہیں۔ اسکو دار قطنی نے روایت کیا۔

۲۸۶۔ حضرت طاوس کہتے ہیں۔ کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس وقص کائیں لائی گئیں۔ تو آپ نے فرمایا مجھے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔ اس کو دار قطنی اور شافعی نے روایت کیا۔ اور شافعی نے کہا کہ وقص وہ ہیں۔ جو زکوٰۃ کے نصاب کو نہ پہنچیں۔

صدقہ فطر کا بیان

فصل اول

۲۸۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر صدقہ فطر کھجور اور جو سے

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اس حدیث کو حاکم طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کانوں سے نکلنے والی تمام چیزوں کی زکوٰۃ پانچواں حصہ کہتے ہیں۔ اور یہی صحیح ہے۔ امام مالک چالیسواں حصہ زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اور یہ صحیح نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کی کوئی دلیل ہے۔ اور اس حدیث میں بھی جو زکوٰۃ کا لفظ آیا ہے۔ ممکن ہے۔ اس سے مراد پانچواں حصہ زکوٰۃ ہی ہو۔ کیونکہ کان اور دفینہ کی زکوٰۃ شریعت نے پانچواں حصہ مقرر کی ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ حدیث مرسل بھی ہے۔ ۱۲۔

له (حاشیہ صفحہ ہذا) **سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے** اس حدیث کے دو راوی احمد بن حارث اور صقر بن حبیب سخت ضعیف ہیں۔ اور اس مضمون کی جتنی حدیثیں بھی آئی ہیں۔ سب کی سند میں گفتگو ہے۔ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ خواہ تر ہوں یا خشک اور نہ ہی مصالحہ جات۔ زعفران اور میووں میں زکوٰۃ ہے۔ خواہ میوے خشک ہوں یا تر۔ لیکن (حاشیہ صفحہ آئندہ)

عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۸۸۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۲۸۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي آخِرِ رَمَضَانَ أَخْرِجُوا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ

ایک ٹوپہ مقرر کیا ہے۔ خواہ کوئی آزاد ہو یا غلام اور خواہ مرد ہو یا عورت اور خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اور حکم دیا ہے۔ کہ عید کی نماز میں نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کیا جائے۔ متفق علیہ۔[1]

۲۸۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم آنحضرت کے زمانہ میں گندم جو کھجور، پنیر اور منقے سے ایک ٹوپہ فی کس صدقہ فطر نکالا کرتے تھے۔[2] متفق علیہ۔

فصل دوم

۲۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے آخر رمضان میں فرمایا۔ کہ اپنے روزوں کا صدقہ نکالو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صدقہ کو مقرر فرمایا۔ کھجور اور جو سے ایک ٹوپہ اور گندم سے نصف ٹوپہ ہر آزاد۔ غلام مرد عورت چھوٹے

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) امام ابو حنیفہ زمین کی ہر پیداوار پہ زکوٰۃ واجب سمجھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ بھی دسواں حصہ۔ اور وہ صرف گھاس بانس اور لکڑی کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔

[1] اس حدیث کو احمد۔ اصحاب سنن ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر گابھن نیس سے کم ہوں۔ تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

صدقہ فطر میں نصاب شرط نہیں۔ [2] اس حدیث کو احمد اصحاب سنن اور دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ صدقہ فطر امام شافعی اور احمد کے نزدیک فرض ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب اور امام مالک کے نزدیک سنت مؤکدہ۔ غلام لونڈی کا صدقہ مالک کے ذمہ ہوگا۔ حنفیہ صدقہ فطر کے لئے نصاب زکوٰۃ شرط قرار دیتے ہیں۔ باقی ائمہ ثلاثہ اور اسحاق بن راہویہ نصاب کے قائل نہیں ہیں صدقہ فطر ہر چیز سے ایک صاع ہے یعنی پونے تین سیر یعنی گندم۔ جو۔ چاول۔ چنے۔ جوار۔ باجرہ ہر چیز سے ایک صاع لیکن بعض اصحاب نے کہا ہے۔ کہ اگر گندم سے نصف صاع بھی دیا جائے۔ تو ٹھیک ہے۔ یعنی ڈیڑھ سیر ۱۲

بقیہ صفحہ آئندہ

مَمْلُوْكٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۲۹۰۔ وَعَنْهُ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرًا لِّلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۲۹۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِيًا فِيْ فِجَاجِ مَكَّةَ اَلَا اِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ اَوْ سِوَاهُ اَوْ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

اور بڑے کی طرف سے[۱] اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۲۹۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر مقرر کیا ہے۔ یہ روزوں کو لغو اور بیہودہ باتوں سے پاک کرتا ہے۔ اور مسکینوں کا کھانا ہے[۲]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۲۹۱۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی گلیوں میں منادی کرنے والا بھیجا۔ کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ مرد ہو یا عورت۔ آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو یا بڑا دو مُد یعنی نصف صاع گندم سے ایک اور صاع[۳] دوسرے غلوں سے اسکو ترمذی نے روایت کیا

سلہ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) اس حدیث کو احمد اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔

ایک حدیث کی تحقیق۔ سلہ (حاشیہ صفحہ ہذا) اسکو احمد شافعی اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں جو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے طعام سے مراد گندم لیا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ جیسے کہ حافظ ابن حجر نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور ابن خزیمہ اور حاکم نے حنطہ کے لفظ نقل کیے ہیں وہ غیر محفوظ ہے۔ جیسے کہ ابن خزیمہ نے خود اس کی تصریح کی ہے۔ پنیر خشک دودھ کو کہتے ہیں۔ ۱۲۔

صدقہ فطر عید سے پہلے ادا کیا جائے سلہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور دار قطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ صدقہ فطر چار اماموں کے نزدیک عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔ اگر بعد بھی ادا کرے تو جائز ہے۔ لیکن گنہگار ہوگا۔ ۱۲۔

صدقہ فطر نصف صاع گندم ہے۔ سلہ اس حدیث کو دار قطنی، بزار، حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والا ابن جریج ہے۔ اور اس کا سماع عمرو بن شعیب سے ثابت نہیں ہے اور اس کے علاوہ وہ مدلس بھی ہے۔ یہ حدیث بھی ان لوگوں کی دلیل ہے۔ جو کہتے ہیں کہ صدقہ فطر میں نصف صاع (آدھ ٹوپہ) گندم کافی ہے۔ ۱۲۔

۲۹۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ اَوْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ صُعَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ عَنْ کُلِّ اثْنَیْنِ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی اَمَّا غَنِیُّکُمْ فَیُزَکِّیْهِ اللّٰهُ وَاَمَّا فَقِیْرُکُمْ فَیَرُدُّ عَلَیْهِ اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ

بَابُ مَنْ لَّا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۲۹۳۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ

۲۹۲۔ عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صعیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک ٹوپہ عام گندم یا ڈانگ گندم کا دو آدمیوں کی طرف سے ہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ آزاد ہو یا غلام۔ مرد ہو یا عورت جو غنی ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے پاک کریں گے۔ اور جو فقیر ہیں۔ اس کے دینے سے اللہ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ دے گا۔[له] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

صدقہ لینا کس کو جائز ہے۔

فصل اول

۲۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ میں پڑی ہوئی ایک کھجور ملی آپنے فرمایا

له اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے۔ جو کہتے ہیں۔ کہ صدقہ فطر کے لئے نصاب زکوٰۃ شرط نہیں ہے۔ اس حدیث میں بھی اور عمرو بن شعیب کی حدیث میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ صدقہ فطر میں نصف صاع گندم کافی ہے لیکن یہ دونوں حدیثیں اپنی سند کے لحاظ سے بخاری۔ مسلم کی حدیثوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جن میں دوسری چیزوں کے ساتھ گندم کا بھی ایک ٹوپہ ہی بتایا گیا ہے۔ اور اس حدیث کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے وہ مکالمہ بھی تاریخی حیثیت رکھتا ہے جو صدقہ فطر کے متعلق ان کے درمیان ہوا۔ امیر معاویہؓ اپنے اجتہاد کی بنا پر قیمت کا اندازہ کر کے فتویٰ دے رہے تھے کہ دوسری اجناس کا ایک ٹوپہ اور گندم کا نصف ٹوپہ برابر ہے تو حضرت ابوسعید خدری نے ان کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم گندم کا بھی ایک ٹوپہ ہی صدقہ فطر میں دیا کرتے تھے اور آئندہ بھی ٹوپہ ہی دیا کریں گے۔ اور مدینہ کا ٹوپہ پانچ رطل اور ثلث رطل ہے یعنی ہمارے حساب سے قریبا اڑھائی سیر اور اسی حساب سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہئیے ۱۲۔

تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۹۴۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِیْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَخْ كَخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعَرْتَ اِنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۹۵۔ وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۹۶۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا وَلَمْ يَاْكُلْ وَاِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهٖ فَاَكَلَ

اگر مجھے یہ خوف نہ ہو۔ کہ شاید یہ صدقہ کی کھجوریں ہوں[سلہ] تو میں اس کو کھا لیتا۔ متفق علیہ۔

۲۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور پکڑی اور منہ میں ڈال لی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تھوک دے تھوک دے۔ تاکہ وہ اس کو پھینک دے۔ پھر فرمایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں۔ کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے[علہ]۔ متفق علیہ

۲۹۵۔ حضرت عبد المطلب بن ربیعہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صدقے لوگوں کی میل کچیل ہوتی ہے۔ اور یہ محمد اور آل محمد کے لیے حلال نہیں ہیں[سلہ]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا

۲۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی کھانا لایا جاتا۔ تو آپ اس سے پوچھ لیتے۔ کہ یہ ہدیہ یا صدقہ اگر کہا جاتا یہ صدقہ ہے۔ تو اپنے صحابہ کو فرماتے تم کھاؤ۔ اور آپ اس سے نہ کھاتے

معمولی گری پڑی چیز کھا لینا۔ سلہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی معمولی چیز گری پڑی چیز مل جائے جس کے متعلق خیال ہو کہ مالک اس کی تلاش نہیں کرے گا۔ تو اس کا لے لینا جائز ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ متقی آدمی کو شبہ کی چیز سے پرہیز کرنی چاہیے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر صدقہ حرام ہے ۱۲۔

زکوٰۃ کن لوگوں پر حرام ہے۔ علہ اس حدیث کو احمد اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر بھی صدقہ حرام ہے۔ اور آل کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ اور زیادہ صحیح وہ تفسیر ہے۔ جو زید بن ارقم نے بیان کی ہے کہ آل علی آل عباس۔ آل جعفر آل عقیل اور آل حارث بن عبد المطلب پر صدقہ حرام ہے ۱۲۔

صدقہ میل کچیل ہے۔ سلہ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ بیہقی اور طبرانی نے بھی (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

مَعَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۹۷- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اِحْدَى السُّنَنِ اَنَّهَا عُتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَّاُدْمٌ مِّنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۹۸- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اور اگر کہا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ بھی اپنا ہاتھ بڑھاتے۔ اور ان کے ساتھ مل کر خود بھی کھاتے[۵]۔ متفق علیہ

۲۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ بریرہ کی وجہ سے تین احکام کا پتہ چلا۔ ایک حکم تو یہ تھا۔ کہ وہ آزاد ہوئی۔ تو اسے اپنے خاوند کے متعلق اختیار دیا گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ولاء اس آدمی کو ملے گی۔ جس نے آزاد کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے۔ اور ہنڈیا گوشت سے بھری ہوئی ابل رہی تھی۔ آپ کے سامنے روٹی اور گھر کا سالن رکھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا میں نے گوشت کی ہنڈیا نہیں دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا ہاں۔ لیکن یہ گوشت تو بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ اس کے لئے صدقہ تھا۔ اور ہمارے لیے ہدیہ[۶] ہے۔ متفق علیہ۔

۲۹۸۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور اس کا معاوضہ بھی دیدیا کرتے تھے[۷]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) روایت کیا ہے۔ صدقے کو میل اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ جس طرح بدن سے میل اتر جائے تو بدن پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صدقہ دیا جائے۔ تو مال پاک صاف ہو جاتا ہے۔ ۱۲۔

صدقے اور ہدیے کا فرق [۵] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور ابوداؤد اور نسائی نے اسی مضمون کی ایک حدیث بہز بن حکیم سے بھی روایت کی ہے۔ صدقہ اور ہدیہ میں فرق یہ ہے۔ کہ صدقہ غریبوں کو ان کی امداد کے لئے دیا جاتا ہے۔ اور چونکہ اس میں لینے والے کی ذلت بھی ہوتی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی مقرر آل پر یہ حرام ہے۔ آپ اس کو نہ لیتے اور ہدیہ بطور اعزاز کسی معزز آدمی کو دیا جاتا ہے۔ آپ اسکو کھا لیتے۔ صدقہ غنی پر بھی حرام ہے۔ اور ہدیہ غنی کے لئے بھی جائز ہے۔ اس کے علاوہ صدقہ میں معاوضہ نہیں ہوتا۔ اور ہدیہ میں معاوضہ بھی ہوتا ہے۔ ۱۲۔

صفت کی تبدیلی سے حکم کی تبدیلی۔ [۶] اس حدیث کو امام مالک نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۲۹۹۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۰۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۳۰۱۔ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ عَلَى الصَّدَقَةِ

۲۹۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے پارچہ کی طرف دعوت دی جائے تو بھی قبول کر لوں۔ اور اگر مجھ کو بازو کا ہدیہ دیا جائے۔ تو میں قبول کر لوں[۵۱]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۳۰۰۔ انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں سے پھر کر مانگ لے کر پھرتا ہے اسکو ایک لقمہ یا دو لقمے اور ایک کھجور یا دو کھجوریں لیکن مسکین وہ ہے۔ جو اتنی گنجائش نہ پائے۔ جو اس کو بے نیاز کر سکے۔ اور جس کا پتہ بھی نہ چل سکے۔ کہ اسپر صدقہ کیا جائے۔ اور نہ ہی وہ کھڑا ہو کر لوگوں سے سوال کرنے[۵۲]۔ متفق علیہ

فصل دوم

۳۰۱۔ ابو رافع سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مخزوم کے ایک آدمی کو صدقہ (زکوٰۃ) وصول کرنے

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہوا۔ کہ جب صدقے کی صفت بدل جائے۔ تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے۔ جیسے کہ کوئی امیر آدمی کسی غریب سے صدقہ کی چیز قیمتاً خرید لے یا کوئی فقیر صدقہ کی چیز کسی ہاشمی کو ہدیہ کے طور پر دیدے۔ تو اس کو اس کا کھا لینا جائز ہوگا۔ ۱۲

ہدیہ کا معاوضہ فوری طور پر نہ دے۔ [۵۳] اس کو احمد ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ ہدیہ کا معاوضہ ضرور ادا کر دینا چاہیئے۔ چاہے کسی صورت میں بھی ہو اور اسی وقت معاوضہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ کسی اور وقت اس کا معاوضہ ادا کردے گا۔

ہدیہ واپس نہ کرنا چاہیئے [۵۱] (حاشیہ صفحہ ہٰذا) اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خوشی سے ہدیہ پیش کرے۔ تو خواہ وہ ہدیہ اپنی ذات میں کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ اسکو واپس نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے ہدیہ لانے والے کی دل شکنی ہوتی ہے۔ ۱۲

سفید پوش غریبوں کا خیال رکھو۔ [۵۲] اس حدیث کو مالک احمد ابوداؤد۔ نسائی ابن حبان اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ در در مانگنے والوں کی نسبت ان سفید پوش غریبوں کا زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔ جو شرم کی وجہ سے کسی کے آگے اپنا ہاتھ نہیں پھیلا سکتے۔ ۱۲

فَقَالَ لِاَبِیْ رَافِعٍ اِصْحَبْنِیْ کَیْمَا تُصِیْبَ مِنْهَا فَقَالَ لَا حَتّٰی اٰتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْئَلَهٗ فَانْطَلَقَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَاِنَّ مَوَالِیَ الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ

۳۰۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِیٍّ وَلَا لِذِیْ مِرَّةٍ سَوِیٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔

۳۰۳۔ وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِیِّ بْنِ الْخِیَارِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ رَجُلَانِ اَنَّهُمَا اَتَیَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

کے لئے بھیجا۔ اس نے ابورافع سے کہا۔ کہ تم بھی میرے ساتھ چلو۔ جو مجھے ملے گا۔ اس سے آپ کو بھی حصہ مل جائے گا۔ ابورافع نے کہا۔ کہ نہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور آپ سے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ اور کسی قوم کا مولیٰ (آزاد شدہ غلام) انہی میں سے ہوتا ہے۔[ل] اسکو اس کی ترمذی۔ ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۳۰۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ غنی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے۔ اور نہ تندرست[ل۲] کمائی کرنے والے کے لئے حلال ہے۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد۔ دارمی نے روایت کیا۔ اور احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے اسکو ابوہریرہ سے روایت کیا۔

۳۰۳۔ عبیداللہ بن عدی بن خیار نے کہا۔ کہ مجھ کو دو آدمیوں نے خبر دی۔ کہ وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے

سید محکمہ زکوٰۃ میں ملازمت نہ کرے۔ ل۱ اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر صدقہ حرام ہے۔ اسی طرح انکے غلاموں پر بھی حرام ہے۔ خواہ وہ ابھی ملکیت میں ہوں یا آزاد ہو چکے ہوں۔ یہ ابورافع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ آل نبی اور ان کے غلاموں کو صدقہ اور زکوٰۃ کے محکموں پر ملازمت بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ ۱۲۔

تندرست آدمی زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں ل۲ غنی آدمی کو زکوٰۃ لینا بالاتفاق حرام ہے۔ اور تندرست کمائی کرنے والا اگر غریب ہو تو امام شافعی کے نزدیک بھی صدقہ اور زکوٰۃ حرام سمجھتے ہیں۔ لیکن امام ابوحنیفہ تندرست جوان آدمی کو اگر وہ غریب ہو تو زکوٰۃ لینا جائز قرار دیتے ہیں۔ اور غنی وہ ہے۔ جس کے پاس دو سو درہم ہوں یا اور کسی طرح کے نصاب زکوٰۃ کا مالک ہو۔ اس حدیث کو ابن حبان۔ بزار۔ حاکم اور ابن جارود نے بھی روایت کیا ہے۔

وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يَقْسِمُ الصَّدَقَةَ فَسَأَلَاهُ مِنْهَا فَرَفَعَ فِيْنَا النَّظَرَ وَخَفَضَهُ فَرَآنَا جَلْدَيْنِ
فَقَالَ إِنْ شِئْتُمَا أَعْطَيْتُكُمَا وَلَا حَظَّ فِيْهَا لِغَنِيٍّ وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ [1]

۳۰۴۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ
لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْ لِغَارِمٍ أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ لِرَجُلٍ
كَانَ لَهُ جَارٌ مِسْكِيْنٌ فَتُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ فَأَهْدَى الْمِسْكِيْنُ لِلْغَنِيِّ رَوَاهُ مَالِكٌ [2] وَأَبُوْ
دَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَبِيْ دَاوُدَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَوِ ابْنِ السَّبِيْلِ۔

۳۰۵۔ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ فَذَكَرَ حَدِيْثًا

اور آپ حجۃ الوداع میں صدقہ کا مال تقسیم فرما رہے تھے۔ ہم دونوں نے بھی آپ سے سوال کیا۔ تو آپ نے ہم کو بغور دیکھا
کہ اچھے مضبوط موٹے تازے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تم چاہو تو میں تم کو دے دوں۔ لیکن اس میں غنی آدمی اور طاقتور کمائی
کر لینے والے آدمی کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ [1]

۳۰۴۔ عطاء بن یسار نے مرسلاً روایت کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ صدقہ غنی آدمی کو حلال نہیں
مگر پانچ طرح کے غنی کو لینا جائز ہے۔ یا تو اللہ کے راستہ میں لڑائی کرنے جا رہا ہو۔ یا صدقہ وصول کرنے پر ملازم ہو۔ یا اس کو کوئی
تاوان دینا پڑ جائے۔ یا جو صدقہ کے مال کو قیمت سے خریدے۔ یا جس کا ہمسایہ غریب ہو۔ اور اس پر صدقہ کیا جائے۔ پھر وہ مسکین
غنی کو ہدیہ بھیجے۔ [2] اسکو مالک اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد کی ابوسعید والی روایت میں مسافر کے لفظ بھی ہیں۔

۳۰۵۔ زیاد بن حارث صدائی نے کہا۔ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے آپ سے بیعت کی۔ پھر اس نے لمبی

حجۃ الوداع کیوں نام ہوا۔ [1] اس حدیث کو احمد۔ دارقطنی بیہقی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ حجۃ الوداع وہ حج ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد سنہ ۱۰ھ میں کیا تھا۔ اور وداع اس کو اس لئے کہتے ہیں۔ کہ اس کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔

[2] اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند اچھی ہے۔ اس حدیث میں جو پانچ صورتیں بیان کی گئی ہیں ان میں صدقہ حقیقت میں صدقہ ہی نہیں رہتا۔ اس کی صورت یکسر بدل جاتی ہے اور صدقہ کا لفظ ان پر ظاہری صورت کے لحاظ سے بولا گیا ہے۔ پہلی صورت میں تو وہ فوجی کا اسلحہ یا تنخواہ ہے اور دوسری صورت میں وہ ملازم کی تنخواہ ہے اور تیسری صورت میں وہ حکومت کا کام ہے اور چوتھی صورت میں وہ پیسے سے خریدی ہوئی چیز ہے اور پانچویں صورت میں وہ ہدیہ ہے ۱۲

كُلُوبِلًا فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَعْطِنِي مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَلَا غَيْرِهِ فِي الصَّدَقَاتِ حَتّٰى حَكَمَ فِيهَا هُوَ فَجَزَّأَهَا ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الْأَجْزَاءِ أَعْطَيْتُكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۳۰۶ - عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا فَأَعْجَبَهُ فَسَأَلَ الَّذِي سَقَاهُ مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَرَدَ عَلٰى مَاءٍ قَدْ سَمَّاهُ فَإِذَا نَعَمٌ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ يَسْقُونَ فَحَلَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا فَجَعَلْتُهُ فِي سِقَائِي فَهُوَ هٰذَا فَأَدْخَلَ عُمَرُ يَدَهُ فَاسْتَقَاءَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

حدیث بیان کی۔ پھر کہا کہ آپ کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا۔ کہ مجھ کو کچھ صدقہ کے مال سے دیدو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کی تقسیم میں نہ نبی کے فیصلہ پر رضامند ہوا۔ اور نہ کسی اور کے فیصلہ پر بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا۔ اور ان کو آٹھ حصوںؔ میں تقسیم کر دیا۔ اگر تو ان لوگوں میں سے ہے۔ تو میں تجھ کو دے دوں گا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا

فصل سوم

۳۰۶ - زید بن اسلم نے کہا۔ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا۔ آپ کو بڑا مزیدار معلوم ہوا۔ آپ نے پلانے والے سے پوچھا۔ کہ یہ دودھ کہاں سے لائے۔ تو اس نے بتایا۔ کہ وہ فلاں پانی کے گھاٹ پر گیا تھا۔ وہاں صدقے کے اونٹ تھے۔ وہ ان کو پانی پلا رہے تھے۔ انہوں نے ان کا دودھ دوہا۔ تو میں نے بھی اپنی چھاگل میں لے لیا۔ یہ وہی دودھ ہے۔ تو حضرت عمر نے منہ میں اپنا ہاتھ ڈال کر قے کر دی۔ اس کو مالک اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

زکوٰۃ کے آٹھ مصرف لہ اسکو طحاوی نے بھی روایت کیا ہے۔ زکوٰۃ کے مصرف کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو آٹھ مدیں مقرر کی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ فقیر مسکین زکوٰۃ وصول کرنے والے کی تنخواہ اور وہ لوگ جن کو اسلام کی طرف مائل کرنا یا اسلام پر مضبوط کرنا مقصود ہو ان پر خرچ کرنا۔ غلاموں کی آزادی میں دینا۔ تاوان بھرنے والوں کی امداد کرنا۔ غازیوں اور طالب علموں کی امداد کرنا۔ اور مسافروں کو خرچ دینا۔ امام شافعی کہتے ہیں۔ کہ اپنی زکوٰۃ کے آٹھ حصے کرے۔ اور ہر ایک حصہ کو ایک ایک مد میں ادا کرے۔ اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں۔ کہ تمام مدوں میں خرچ کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ ان آٹھ مدوں میں سے کسی مد میں خرچ کر دے۔ تو ٹھیک ہے۔ بعض کے نزدیک مؤلفۃ القلوب کی مد اب ختم ہو چکی ہے۔ تاوان بھرنے والا اگر غنی بھی ہو تو بھی اس کی امداد کی جائے گی۔ اسی طرح غازی اور مسافر اگر غنی بھی ہوں تو بھی ان کی امداد کی جائے گی۔ بشرطیکہ مسافر کے پاس اس وقت پیسہ موجود نہ ہو۔ ۱۲۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابُ مَنْ لَا تَحِلُّ لَهُ الْمَسْأَلَةُ وَمَنْ تَحِلُّ لَهُ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۳۰۷۔ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ فِيهَا فَقَالَ أَقِمْ حَتّٰى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلٰثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُومَ ثَلٰثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَى مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ

کس کو سوال کرنا جائز ہے اور کس کو جائز نہیں ہے

فصل اول

۳۰۷۔ قبیصہ بن مخارق نے کہا کہ میں نے ایک ضمانت اٹھائی۔ اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوال کرنے کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ ٹھہر جا۔ جب ہمارے پاس کوئی صدقہ آئے گا۔ تو ہم تیرے لئے حکم دیں گے۔ پھر فرمایا۔ اے قبیصہ سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لئے جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جو کوئی ضمانت اٹھائے[۱]۔ اور وہ اسکو ادا کرنی پڑے۔ تو اس کو اتنی رقم مانگنے کی اجازت ہے کہ وہ تاوان پورا ہو جائے۔ پھر بس کر دے۔ اور ایک وہ آدمی جس کو کوئی ایسی آفت پڑے۔ کہ اس کا مال برباد ہو جائے۔ تو اس کو اتنا مانگنا جائز ہے۔ کہ اپنی حالت کو درست کر سکے۔ اور ایک وہ آدمی جس کو فاقے آرہے ہوں۔ یہاں تک کہ اس کی قوم کے تین معتبر آدمی اس کے متعلق شہادت دیں۔ کہ فلاں آدمی کو واقعی فاقے آرہے

عمر فاروق کے تقوی کا منظر بقیہ صفحہ گذشتہ **۵۲** یہ حدیث منقطع یا معضل ہے۔ حضرت عمر خود تو غنی تھے۔ صدقہ کا مال لینے کے مستحق نہ تھے۔ اور پلانے والا بھی غریب دکھا۔ کہ ان سے صدقے کر کے ہدیہ دیا ہو۔ اس لئے حضرت عمر نے وہ دودھ قے کر دیا اور یہ تقوی تھا۔ ورنہ لاعلمی میں اگر کوئی ایسی چیز کھالی جائے۔ تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ ۱۲۔

تین آدمیوں کو مانگنا جائز ہے **۱** (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ ان تین آدمیوں کو مانگ لینا جائز ہے۔ ایک ضمانت اٹھانے والا مثلاً لوگ لڑ رہے ہوں۔ خون خرابہ ہونے ہی والا تھا۔ ایک شخص نے درمیان میں آکر دیت اپنے ذمے لے لی۔ یا کسی مقروض کا قرضہ اپنے ذمے لیا۔ اس کو اتنی رقم کا مانگ لینا جائز ہے کہ جس سے یہ رقمیں پوری ہو جائیں۔ یا وہ آدمی جس کا مال برباد ہو گیا۔ مال چوری ہو گیا۔ یا مکان جل گیا یا کھیتوں کو آگ لگ گئی۔ اور گزر بسر سے عاجز آگیا (حاشیہ صفحہ ہذا)

لَہُ الْمَسْئَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَ قِوَامًا مِّنْ عَیْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَیْشٍ فَمَا سِوَاھُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَۃِ یَا قَبِیْصَۃُ سُحْتٌ یَّاکُلُھَا صَاحِبُھَا سُحْتًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۳۰۸ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَھُمْ تَکَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْئَلُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ اَوْ لِیَسْتَکْثِرْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۳۰۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْاَلُ النَّاسَ حَتّٰی یَاْتِیَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَیْسَ فِیْ وَجْھِہٖ مُزْعَۃُ لَحْمٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۳۱۰۔ وَعَنْ مُعٰوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْاَلَۃِ فَوَاللّٰہِ

ہیں۔ تو اس کے لئے سوال کرنا جائز ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی درمیانی زندگی گزار سکے۔ اور ان کے سوا جو سوال ہے۔ اے قبیصہ وہ حرام ہے۔ جو اس کا کرنے والا حرام کھاتا ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۳۰۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جو لوگوں سے صرف مالدار ہونے کے لئے سوال کرے: تو وہ آگ کے انگارے اکٹھے کرتا ہے۔ خواہ تھوڑے کرے یا زیادہ کرے[ل]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۳۰۹۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی لوگوں سے سوال کرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ قیامت کو آئے گا۔ تو اس کے چہرے پر کوئی گوشت کا ٹکڑا نہیں ہوگا۔ متفق علیہ

۳۱۰۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوال کرنے میں مبالغہ نہ کیا کرو۔ خدا کی

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اسکو سوال کرنا جائز ہے۔ اور تیسرا فاقہ زدہ آدمی یہ وہ ہے۔ جو پہلے لوگوں میں غنی اور مالدار مشہور ہو۔ اس کی گواہی کی ضرورت ہے۔ کہ اب یہ آدمی واقعی تنگدست ہے۔ اور یہ شہادت بھی مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے۔ اور جو پہلے ہی تنگدست ہو اس کی غریبی کی شہادت کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ شہادت کے بغیر بھی مانگ سکتا ہے۔

ناجائز مانگنے والا دوزخی ہے ل اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ اگر گزر بسر کی کوئی صورت ہو سکتی ہو۔ تو ایسے آدمی کو سوال کرنا حرام ہے۔ ممکن ہے یہی پیسے گرم کر کے اس کو ان سے داغ دیا جائے۔ یا یہ پیسے ہی جہنم کی سزا بن جائے۔۱۲

مانگنے والا قیامت کو بدشکل ہوگا۔ ۲ اس کو نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور احمد اور ابن جریر نے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث روایت کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ناجائز سوال کرنے والا قیامت کے دن نہایت ذلیل ہوگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ حقیقتاً اس کے چہرے پر گوشت باقی نہ رہے کہ قیامت کو انتہائی بدصورت ہوگا۔ کیونکہ مانگتے وقت بھی اپنی شکل و صورت بری بنانی پڑتی ہے۔۱۲

لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجُ لَهُ مَسْأَلَتُهُ مِنِّي شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارِهٌ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۱۱ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۱۲ - وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا

قسم اگر کوئی تم میں سے مجھ سے زبردستی کوئی چیز حاصل کرلے گا۔ جس کو دینا میں پسند نہیں کرتا۔ تو جو کچھ میں اس کو دوں گا۔ اس میں اس کو برکت[1] نہیں ملے گی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۳۱۱۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی تم میں سے اپنی رسی لے لے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا ایک گٹھا لائے۔ اور اس کو بیچ کر اپنے منہ کو سوال کی ذلت سے بچالے تو یہ اس کے لئے لوگوں سے سوال کرنے سے بہتر ہے۔ چاہیں تو اس کو دیں۔ اور چاہیں تو اس کو[2] نہ دیں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۳۱۲۔ حکیم بن حزام نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ نے مجھ کو دے دیا۔ پھر سوال کیا پھر دے دیا۔ پھر مجھ کو فرمایا۔ اے حکیم یہ مال بڑا تر و تازہ اور میٹھا ہے۔ جو اس کو سخاوت نفس سے لے گا۔ تو اس کو اس میں برکت ہوگی۔ اور جو اس کو نفس کی خواہش سے لے گا۔ اسکو اس میں برکت نہیں ہوگی۔ اور اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے

سوال میں ضد نہ کرے۔ [1] اس حدیث کو نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث ابو یعلیٰ نے ابن عمر سے بھی روایت کی ہے۔ اس میں سائل کو سمجھایا گیا ہے۔ اگر نہایت مجبوری کی وجہ سے مانگنا پڑ جائے۔ تو پھر سوال کرنے میں مبالغہ نہ کرو۔ اس سے دو نقصان ہوتے ہیں۔ ایک تو اپنے مال میں برکت نہیں رہتی۔ اور دوسرے اس شخص کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ اور سائل اس کو مانگ کر تنگ کرے۔ سوالی کو چاہیئے کہ سوال کرے۔ کسی نے کچھ دے دیا تو لے لیا ورنہ ضد نہ کرے۔ ۱۲

محنت کر لینا مانگنے سے بہتر ہے۔ [2] اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسی مضمون کی ایک حدیث مالک۔ بخاری۔ نسائی اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ اس حدیث میں ترغیب دی گئی ہے۔ کہ ضرورت اور حاجت کے وقت بھی اگر غریب آدمی سوال کرے تو بہتر ہے۔ سوال کی ذلت سے محنت کر لینا ہزار درجہ بہتر ہے۔ اس میں کوئی ذلت نہیں ہے۔ ۱۲

خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۱۳- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۱۴- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ إِنَّ أُنَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَ

کوئی کھاتا جائے۔ اور سیر نہ ہو۔ اور بلند ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم نے کہا۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اس خدا کی قسم جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا۔ آپ کے بعد میں کسی کا مال مانگ کر کم نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ میں دنیا سے چلا جاؤں[۱]۔ متفق علیہ۔

۳۱۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر صدقہ اور سوال سے بچنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ بلند ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور بلند ہاتھ وہ خرچ کرنے والا ہے۔ اور نچلا ہاتھ وہ سوال[۲] کرنے والا ہے۔

۳۱۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ نے ان کو دے دیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا۔ وہ ختم ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ جو کچھ میرے پاس ہو۔ وہ میں

خواہش نفس سے لینا بہت برا ہے ۱ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ نسائی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ بغیر طلب اور بغیر خواہش کے اگر کوئی چیز مل جائے۔ تو اس کے لے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن مانگنا اور دل میں خواہش رکھنا برا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کا یہ اثر ہوا۔ کہ اس کے بعد حکیم بن حزام نے ساری عمر کوئی چیز نہ لی۔ ۱۲

۲ اس حدیث کو مالک۔ نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے حدیث میں سوال کی مذمت اور عالی ہمتی کی ترغیب ہے۔ کہ دینے والے بنو۔ لینے والے نہ بنو۔ آدمی کو چاہئے کہ جتنا بھی ہو سکے سوال کرنے سے بچے اور صرف اللہ تعالے سے مانگے کہ وہی دینے والا ہے اور جب تک ہو سکے سوال کرنے اور لینے سے بچے کہ اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے اور دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے علاوہ اور کوئی چیز نصیب نہیں ہوتی اور ماسوا اس کے مانگنا شرعی جرم بھی ہے جب تک کہ وہ شرائط نہ پائے جائیں جو مانگنے کے لیے شریعت نے مقرر کر رکھی ہیں اور ایسے تین آدمی ہیں ہر طرح کے معذور لوگ، خود دار آدمی جو مزدوری کرتا ہو لیکن اخراجات پورے نہ ہوتے ہوں، یا تاوان بھرنے والے۔ ۱۲

مَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ وَمَا اُعْطِىَ اَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۱۵۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ

۳۱۶۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَسَائِلُ كُدُوْحٌ يَكْدَحُ

سے چھپا کر ذخیرہ نہیں کرتا۔ اور جو سوال کی ذلت سے بچے گا۔ اللہ اس کو بچائے گا۔ اور جو غنی رہنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو مستغنی کر دے گا۔ اور جو صبر کرے گا۔ اللہ اس کو صبر دے گا۔ اور صبر سے بہتر کسی آدمی کو بھی کوئی بخشش یا خیر نہیں ملی[1] متفق علیہ

۳۱۵۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بعض اوقات کچھ دیتے تو میں کہتا۔ جو مجھ سے زیادہ غریب ہیں۔ ان کو دیدو۔ تو آپ فرماتے۔ اس کو لے لو۔ اور زیادہ دولتمند بن جاؤ۔ اور صدقہ کرو۔ جو مال بغیر طمع اور بغیر سوال کے مل جایا کرے۔ وہ لے لیا کرو[2]۔ اور جو اس طرح نہ ملے۔ تو اپنے نفس کو اس کے پیچھے مت لگاؤ۔ متفق علیہ

فصل دوم

۳۱۶۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوال کرنا خراش ہے

صبر کرنا مانگنے سے بہتر ہے۔ [1] اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ کے سوا باقی اصحاب سنن۔ ابن جریر۔ طیالسی۔ مالک بن سعد۔ ابو یعلی۔ ابن حبان اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں سوال سے بچنے کی ترغیب اور قناعت اور گزر بسر کی تنگی پر صبر کی ترغیب دی گئی ہے۔

بغیر خواہش کے مال ملے تو لے لو۔ [2] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ مال جو بغیر سوال اور دل کی خواہش کے مل جائے۔ تو وہ حلال اور طیب ہے۔ اور اگر صدقہ اور زکوٰۃ کا مال نہ ہو تو ایسا مال دولتمند اور غنی کو بھی لے لینا جائز ہے۔ اور اگر سوال کر لیا۔ یا کم از کم اپنے دل میں اس کی خواہش رکھے۔ اور تاک لگائے۔ کہ یہ مجھ کو مل جائے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دولتمند آدمی کے لئے حلال اور طیب نہیں رہتا۔ البتہ غریب آدمی کو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ۱۲۔

بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ اَبْقٰى عَلٰى وَجْهِهٖ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهٗ اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ اَوْ فِىْ اَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ وَالنَّسَائِىُّ

۳۱۷- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ وَلَهٗ مَا يُغْنِيْهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَسْئَلَتُهٗ فِىْ وَجْهِهٖ خُمُوْشٌ اَوْ خُدُوْشٌ اَوْ كُدُوْحٌ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا يُغْنِيْهِ قَالَ خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا اَوْ قِيْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ

۳۱۸- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ وَعِنْدَهٗ مَا يُغْنِيْهِ فَاِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنَ النَّارِ قَالَ النُّفَيْلِىُّ وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهٖ فِىْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ وَمَا الْغِنَى الَّذِىْ لَا يَنْبَغِىْ

کہ جس سے سوال کرنے والا اپنے چہرے کو زخمی کرتا ہے۔ پھر جو شخص چاہے۔ اپنے چہرے کی آبرو رکھے۔ اور جو چاہے اسکو چھوڑ دے۔ مگر یہ کہ آدمی سوال کرے۔ بادشاہ سے یا کسی ایسے کام میں سوال کرے۔ جس میں کوئی چارہ نہ ہو۔ اسکو ابوداؤد۔ ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

۳۱۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی لوگوں سے سوال کرے۔ حالانکہ اس کے پاس گزارے کے لئے ہو۔ تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا۔ کہ اس کے چہرہ پر خراشیں ہوں گی۔ سوال کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول گزارہ کتنے سے ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پچاس درہم یا سونے سے اس کی قیمت۔ اس کو ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۳۱۸- سہل بن حنظلیہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی سوال کرے۔ اور اس کے پاس گزارے کے لئے ہو۔ تو وہ زیادہ آگ اکٹھی کر رہا ہے۔ نفیلی نے (اور وہ اس حدیث کا ایک راوی ہے۔) ایک دوسری جگہ میں کہا ہے:

دولتمند بیت المال سے امداد نہ لے لہ اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے اگلی حدیث میں راوی نے تین لفظ استعمال کئے ہیں خموش۔ خدوش اور کدوح یہ راوی کو شک ہے۔ کہ آنحضرت نے شاید یہ لفظ فرمائے تھے یا یہ یا یہ لیکن ان کے معنی قریبًا ایک ہی ہیں یعنی زخم۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ بغیر اشد ضرورت کے کسی سے سوال نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر کرنا ہی ہو تو بادشاہ سے سوال کرے۔ جو بیت المال کا مالک ہے پھر اگر مانگنے والا غریب ہے۔ تو بیت المال سے اس کو مال لینا درست ہے۔ اور اگر دولتمند ہو۔ اور بیت المال میں زکوۃ وغیرہ کا پیسہ بھی خلط ملط ہو تو اس سے دولتمند کو نہیں لینا چاہیے۔ اور اگر صدقات کی رقوم اس میں شامل نہ ہوں تو پھر آزادی سے لے سکتا ہے۔ ۱۲۔

کس حالت میں سوال کرنا جائز ہے ۵۲ اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود کی (حاشیہ صفحہ آئندہ)

مَعَهُ الْمَسْئَلَةُ قَالَ قَدْرُ مَا يُغَدِّيهِ وَيُعَشِّيهِ وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ اٰخَرَ اَنْ يَكُونَ لَهُ شِبَعُ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

۳۱۹۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ مِنْكُمْ وَلَهٗ اُوْقِيَّةٌ اَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَاَلَ اِلْحَافًا رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۳۲۰۔ وَعَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ اِلَّا لِذِيْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ وَمَنْ سَاَلَ النَّاسَ لِيُثْرِيَ بِهٖ مَالَهٗ كَانَ خُمُوْشًا فِيْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَرَضْفًا يَاْكُلُهٗ مِنْ جَهَنَّمَ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُقِلَّ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

اور وہ غنا کتنی ہے۔ اور جس کے بعد سوال کرنا منع ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا ایک دن رات کا کھانا اور ایک دوسری جگہ میں کہا جس کے پاس ایک دن کی سیری کے لئے کھانا ہو۔ یا دن رات کی سیری کے لئے ہو۔[۱] اس کو ابو داؤد نے روایت کیا

۳۱۹۔ عطاء بن یسار بنو اسد کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی تم میں سے سوال کرے۔ اور اس کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے برابر چاندی ہو تو اس نے بے ضرورت[۲] چمٹ کر سوال کیا۔ اس کو ابو داؤد۔ مالک اور نسائی نے روایت کیا۔

۳۲۰۔ حبشی بن جنادہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سوال کرنا نہ تو غنی کو جائز ہے۔ اور نہ طاقتور کمائی کرنے والے کو مگر اس آدمی کو جس کو غریبی نے مٹی میں ملا دیا ہو۔ یا اس پر تاوان ہو۔ بہت بھاری۔ اور جو آدمی اس لئے سوال کرے تاکہ اپنے مال کو بڑھائے۔ تو قیامت کے دن اس کے چہرے پر زخم ہوں گے۔ یا اس کے لئے جہنم کے گرم پتھر ہوں گے جس کو وہ کھائے گا۔ پھر جو شخص چاہے۔ کم کرلے۔ اور جو چاہے۔ زیادہ کرلے[۳]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) حدیث میں سوال کرنے کا نصاب پچاس درہم یا اس کی قیمت کے برابر سونا آیا ہے۔ کہ جس کے پاس اتنا ہو۔ وہ سوال نہ کرے اور ایک حدیث میں چالیس درہم آیا ہے۔ اور ایک حدیث میں رات دن کا کھانا فرمایا ہے۔ امام احمد، ابن مبارک اور اسحاق نے پہلی حدیث کا اعتبار کیا ہے اور بعضوں نے دوسری حدیث کو معمول بنایا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ نے تیسری حدیث کو سامنے رکھ کر کہا ہے۔ کہ جس آدمی کے پاس ایک دن رات کا کھانا ہو۔ اس کو سوال کرنا حرام ہے۔ اور زکوٰۃ کا لینا حرام نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے لئے الگ نصاب ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب تک وہ کسی نصاب زکوٰۃ کا مالک نہ ہو۔ تب تک زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ ۱۲۔

[۱] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۲۳۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْاَلُہٗ فَقَالَ اَمَا فِیْ بَیْتِکَ شَیْءٌ فَقَالَ بَلٰی حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَہٗ وَنَبْسُطُ بَعْضَہٗ وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِیْہِ مِنَ الْمَاءِ قَالَ ائْتِنِیْ بِہِمَا فَاَتَاہُ بِہِمَا فَاَخَذَہُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ وَقَالَ مَنْ یَّشْتَرِیْ ھٰذَیْنِ قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُھُمَا بِدِرْھَمٍ قَالَ مَنْ یَّزِیْدُ عَلٰی دِرْھَمٍ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُھُمَا بِدِرْھَمَیْنِ فَاَعْطَاھُمَا اِیَّاہُ فَاَخَذَ الدِّرْھَمَیْنِ فَاَعْطَاھُمَا الْاَنْصَارِیَّ وَقَالَ اشْتَرِ بِاَحَدِھِمَا طَعَامًا فَانْبِذْہُ اِلٰی اَھْلِکَ وَاشْتَرِ بِالْاٰخَرِ قَدُوْمًا فَاْتِنِیْ بِہٖ فَاَتَاہُ بِہٖ فَشَدَّ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُوْدًا بِیَدِہٖ ثُمَّ قَالَ اذْھَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلَا اَرَیَنَّکَ خَمْسَۃَ عَشَرَ یَوْمًا فَذَھَبَ الرَّجُلُ

۱۲۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ انصار کا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مانگنے کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تیرے گھر میں کوئی چیز نہیں ہے۔ ؟ اس نے کہا ایک کمبل ہے۔ جس کا ہم کچھ حصہ بچھا لیتے ہیں۔ اور کچھ حصہ ہم اوپر اوڑھ لیتے ہیں۔ اور ایک پیالہ ہے۔ جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ دونوں چیزیں لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اور فرمایا۔ ان دونوں چیزوں کو کون خریدتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا۔ کہ میں ان دونوں کا ایک درہم دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ درہم سے زیادہ کون دیتا ہے۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا۔ میں ان کو دو درہموں سے خریدتا ہوں۔ آپ نے وہ دونوں چیزیں اس کو دے دیں۔ اور دو درہم لے کر انصاری کو دے دیے۔ اور فرمایا۔ ایک درہم کا کھانا خرید کر گھر لے جاؤ۔ اور ایک درہم سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ وہ کلہاڑا لے کر آپ کی خدمت میں آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس میں دستہ (لکڑی) گاڑ دیا۔ اور فرمایا۔ جاؤ جا کر لکڑیاں لا کر بیچو۔ اور پندرہ دن سے پہلے میرے پاس نہ آنا۔ وہ آدمی چلا گیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) یعنی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ وہ لوگ چمٹ کر لوگوں سے سوال نہیں کرتے۔ تو جس آدمی کے پاس ایک اوقیہ چاندی ہو۔ جس کی قیمت ہمارے حساب سے قریباً دس روپیہ کے قریب بنتی ہے۔ تو پھر بھی وہ سوال کرے۔ تو وہ چمٹ کر سوال کرتا ہے۔ اسنے مانگنا کسب بنا رکھا ہے۔ ہاں اگر غریبی اور بھوک نے اسکو اتنا مجبور کر دیا ہے کہ وہ زمین پر گر پڑا ہو۔ اور بھوک کی شدت کی وجہ سے اٹھ بھی نہ سکتا ہو۔ تو پھر سوال کرے۔ افسوس جس قوم کو یہ تعلیم دی گئی تھی۔ اس قوم نے مانگنے کو آج پیشہ بنا رکھا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بھوک سے گر پڑے تو سوال کرے ۔ **۳** اس حدیث کو طبرانی اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں بھی مانگنے کی مذمت کی گئی ہے۔

محنت کی رغبت دلانا۔ **۱** (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حسن کہا ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سائل کو محنت کی رغبت دلائی۔ اور خود اسمیں دلچسپی لی اس سے یہ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرَى بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَبِبَعْضِهَا طَعَامًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ الْمَسْأَلَةُ نُكْتَةً فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِثَلٰثَةٍ لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْظِعٍ أَوْ لِذِي دَمٍ مُوْجِعٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ إِلَى قَوْلِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

۳۲۲۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللهِ أَوْشَكَ اللهُ لَهُ بِالْغِنٰى إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ أَوْ غِنًى آجِلٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

لکڑیاں لاتا۔ اور بیچتا رہا۔ پھر جب وہ پندرہ دن کے بعد آیا۔ تو اس کے پاس دس درہم تھے۔ اس نے کچھ درہموں کے تو کپڑے خریدے۔ اور کچھ درہموں کا کھانا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ اس سے کہ تو سوال کرے۔ اور قیامت کے دن تیرے چہرہ پر داغ ہوں۔ سوال صرف تین آدمیوں کو جائز ہے یا تو کوئی ذلیل کرنیوالی غریبی میں مبتلا ہو۔ یا کسی ہولناک تاوان میں گرفتار ہو۔ یا کسی دردناک خون کے مقدمہ میں گرفتار ہو۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ابن ماجہ نے اسکو قیامت کے دن تک روایت کیا۔

۳۲۲۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی کو فاقہ پہنچے۔ اور وہ لوگوں کو اپنی غریبی کا قصہ سناتا پھرے تو اس کی غریبی کبھی دور نہیں ہوگی اور جو اسکو اللہ کے سامنے بیان کرے گا۔ تو قریب ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کو غنا عنایت کرے گا۔ خواہ جلدی کی موت سے یا دیر کی دولتمندی[له] سے اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہی معلوم ہوا۔ کہ کسی چیز کی بولی دینا جائز ہے۔ کہ جو زیادہ پیسے دے۔ وہ چیز لے۔ لیکن یہ بولی کھلی ہونی چاہیئے۔ آجکل جو بولی پردہ کے پیچھے ہوتی ہے۔ وہ درست نہیں ہے۔ ۱۲۔

آنحضرت کے ہاتھوں کی برکت ؎۲ اس خوش نصیب آدمی کی قسمت دیکھیئے۔ کہ حضرت رسالت پناہ خود اس کے کام میں مصروف ہیں۔ اور شائد آپ ہی کے مبارک ہاتھوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنی قلیل مدت میں فقر اور تنگدستی سے نجات دے دی۔ کہ صرف پندرہ دن کے بعد وہ ایک خوشحال زندگی بسر کرنے لگا۔ ۱۲۔

اپنی تکلیف کسی پر ظاہر نہ کرے ؎۱ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ اور اس کو طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی ابن جریر۔ ابونعیم اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اس میں ترغیب دی گئی ہے۔ کہ آدمی (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۳۲۳ - عَنْ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ اَنَّ الْفِرَاسِيَّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا وَاِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَسْئَلِ الصّٰلِحِیْنَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ

۳۲۴ - وَعَنِ ابْنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ اسْتَعْمَلَنِیْ عُمَرُ عَلَی الصَّدَقَۃِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَاَدَّیْتُهَا اِلَیْہِ اَمَرَ لِیْ بِعُمَالَۃٍ فَقُلْتُ اِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰہِ وَاَجْرِیْ عَلَی اللّٰہِ قَالَ خُذْ مَا اُعْطِیْتَ فَاِنِّیْ قَدْ عَمِلْتُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَمَّلَنِیْ فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِکَ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْطِیْتَ شَیْئًا مِنْ غَیْرِ اَنْ تَسْاَلَہُ فَکُلْ وَتَصَدَّقْ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

فصل سوم

۳۲۳ - ابن فراسی سے روایت ہے۔ کہ فراسی نے کہا میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا میں مانگ لیا کروں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ اور اگر تجھے کوئی چارہ نہ ہو تو نیک لوگوں سے سوال کر لیا کر۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۳۲۴ - ابن ساعدی نے کہا۔ کہ مجھے حضرت عمر نے صدقہ وصول کرنے پر لازم رکھا۔ جب میں اس سے فارغ ہو گیا۔ اور مال حضرت عمر کے سپرد کر دیا۔ تو مجھے مزدوری دینے کے متعلق آپ نے حکم دیا تو میں نے عرض کیا۔ کہ میں نے یہ کام اللہ کے لئے کیا ہے۔ اور میری مزدوری اللہ کے ذمے ہے آپ نے فرمایا۔ جو تو دیا گیا ہے۔ لے لے۔ کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کام کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مزدوری دینا چاہی۔ تو میں نے بھی تیری بات کی طرح بات کہی تھی۔ تو مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جب تجھے کوئی چیز بغیر سوال کے ملے۔ تو کھا بھی۔ اور صدقہ بھی کر۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ گزشتہ) کو اپنی تکلیف کسی آدمی کے سامنے بیان نہیں کرنی چاہیے۔ یہ حقیقت میں ایک طرح کا گلہ شکوہ ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو کبھی دور نہیں فرمائیں گے۔ اور اگر آدمی صرف اپنے مولیٰ ہی سے اپنی تکلیف کا اظہار کرے گا اور اسی سے مدد چاہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مدد کریں گے۔ اگر اس کی قسمت میں دولتمندی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو دولتمند کر دیں گے۔ ورنہ اسکو موت دے کر اس کی مصیبتوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ اور آخرت کی لازوال زندگی میں اسکو خوشحالی نصیب فرمائیں گے ۱۲۔

سوال نیک لوگوں سے کرو ؎ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ یعنی یہ حدیث استناد کے قابل ہے۔ اور جامع صغیر کے شارح نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اگر مجبوری کی وجہ سے سوال کرنے کی نوبت آ ہی جائے۔ تو پھر (حاشیہ ص ۲۳۷ پر)

۳۲۵- وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ يَوْمَ عَرَفَةَ رَجُلًا يَّسْاَلُ النَّاسَ فَقَالَ اَفِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَفِيْ هٰذَا الْمَكَانِ تَسْاَلُ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ فَخَفَقَهٗ بِالدِّرَّةِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

۳۲۶- وَعَنْ عُمَرَ قَالَ تَعْلَمُنَّ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ الطَّمَعَ فَقْرٌ وَاِنَّ الْاِيَاسَ غِنًى وَاِنَّ الْمَرْءَ اِذَا يَئِسَ عَنْ شَيْءٍ اِسْتَغْنٰى عَنْهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

۳۲۷- وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّكْفُلُ لِيْ اَنْ لَّا يَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا فَاَتَكَفَّلُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ ثَوْبَانُ اَنَا فَكَانَ لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۲۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو عرفہ کے دن لوگوں سے سوال کرتے ہوئے سنا تو فرمایا کیا اس دن میں اور اس جگہ میں بھی تو اللہ کے غیر سے سوال کرتا ہے۔ پھر آپ نے اس کو درہ سے مارا[ا] اس کو رزین نے روایت کیا۔

۳۲۶- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ لوگو جان لو کہ طمع فقر ہے۔ اور لوگوں سے مایوس ہو جانا غنا ہے۔ اور آدمی جب کسی چیز سے ناامید ہو جاتا ہے۔ تو اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے[ا] اسکو رزین نے روایت کیا۔

۳۲۷- ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون آدمی مجھے ضمانت دیتا ہے کہ وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا۔ تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ تو ثوبان نے کہا۔ کہ میں پھر یہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کیا کرتا تھا[ا] اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) تو پھر نیک لوگوں سے سوال کر لیا کرے۔ ایک تو ان کا مال حلال ہوگا۔ اس میں برکت ہوگی۔ اور اس سے عبادت الٰہی کی توفیق میسر آئے گی۔ اور اس کے علاوہ نیک لوگ نسبتاً بردبار اور مہربان ہوتے ہیں۔ ان سے ہو سکے گا۔ تو ضرور اس کی مدد کریں گے۔ اور ایک خوبی ان میں یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو نہیں بتاتے۔ کہ ہم نے فلاں آدمی کی مدد کی ہے۔ اور دنیا دار بدکردار آدمی اگر کچھ دے گا بھی تو سو طرح کا احسان رکھے گا۔ اور لوگوں کو سنائے گا۔ جس سے لینے والا کچھ ذلیل ہوتا ہے۔ ۱۲

کام کی اجرت بیت المال سے لے لو ۵ اس حدیث کو بخاری مسلم اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور احمد ابن خزیمہ۔ ابن حبان ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے بھی اسی طرح کا مضمون بیان کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ کام کی اجرت بیت المال سے لینا جائز ہے۔ اور پھر بھی اگر آپ نہ کھانا چاہے۔ تو صدقہ کر دے۔ بہر حال لے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

انتہائی بدقسمت آدمی ۵ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو رزین کے سوا اور کسی نے روایت نہیں کیا۔ بہر حال عرفہ کے دن عرفات کے میدان میں جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت اتر رہی ہو۔ اور لوگ خدا کی رحمت سے اپنی جھولیاں بھر رہے ہوں۔ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۳۲۸۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَشْتَرِطُ عَلَیَّ اَنْ لَّا تَسْأَلَ النَّاسَ شَیْئًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَلَا سَوْطَکَ اِنْ سَقَطَ مِنْکَ حَتّٰی تَنْزِلَ اِلَیْہِ فَتَاْخُذَہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ

بَابُ الْاِنْفَاقِ وَکَرَاھِیَۃِ الْاِمْسَاکِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۳۲۹۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَھَبًا لَسَرَّنِیْ اَنْ لَّا یَمُرَّ عَلَیَّ ثَلٰثُ لَیَالٍ وَعِنْدِیْ مِنْہُ شَیْءٌ اِلَّا شَیْءٌ اُرْصِدُہٗ لِدَیْنٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۳۲۸۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا۔ آپ نے مجھ سے شرط لی کہ لوگوں سے کبھی سوال نہ کرنا۔ میں نے کہا۔ ہاں نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تیرا کوڑا گر جائے۔ تو نیچے اتر کر پکڑ لینا۔ وہ بھی کسی کو نہ کہنا۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔[ؔ]

سخاوت کا بیان اور بخل کی مذمت

فصل اول

۳۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا بھی سونا ہو تو مجھے پسند آتا ہے۔ کہ مجھ پر تین راتیں بھی نہ گذریں۔ کہ میرے پاس اس میں سے کوئی چیز بھی ہو مگر اتنی سی کہ جس سے میں قرضہ ادا کر لوں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) اور منہ مانگی مرادیں مل رہی ہوں۔ انتہائی بدقسمتی ہے۔ کہ اس وقت بھی انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی بجائے لوگوں سے سوال کرنے کی طرف ہو۔ اسی لیے حضرت علی نے اس کو مارا۔ ۱۲

طمع سے محتاجی بڑھتی ہے۔ ؎ اس حدیث کو بھی رزین کے سوا کسی اور نے ذکر نہیں کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طمع سے محتاجی حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر آدمی حرص اور لالچ چھوڑ دے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو غنی کر دیتے ہیں۔ ۱۲۔

سوال نہ کرنے والا جنتی ہے۔ ؎ اس حدیث کو احمد۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔ جنت میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ ابتدا ہی سے جنت میں چلا جائے گا۔ یعنی سوال نہ کرنے کی برکت سے اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ اور یہ جب تک ہے۔ کہ آدمی کی محفوظ ہو۔ اور اگر بھوک سے یا کسی اور طرح سے جان خطرے میں ہو تو پھر مانگ لینا یا کسی (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۲۳۰- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۳۱- وَعَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ اِرْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۳۲- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

۲۳۳- وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ

۲۳۰- اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو دن بھی لوگوں پر طلوع ہوتا ہے اس میں دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ایک ان میں سے کہتا ہے۔ یا الٰہی دینے والے کو اس کی جگہ اور دے۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ کہ یا الٰہی بخیل کا مال برباد کر۔ متفق علیہ۔

۲۳۱- حضرت اسماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو خرچ کرتی جا۔ اور گنتی نہ کر۔ اللہ تعالیٰ بھی تجھ کو گن کر دے گا۔ اور سنبھال سنبھال کر نہ رکھ۔ کہ اللہ بھی تجھ کو سنبھال کر دے گا۔ اور جتنا ہو سکے دیتی جا[ؐ] متفق علیہ۔

۲۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے آدم کے بیٹے۔ تو خرچ کرتا جا۔ میں تجھے خرچ بھیجتا جاؤں گا[ؐ]۔ متفق علیہ۔

۲۳۳- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے آدم کے بیٹے اگر تو

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) سے مدد لینا برا نہیں ہے۔ بلکہ جان بچانے کے لئے اپنی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ ۱۲

حاشیہ صفحہ ہذا[ؐ] اس کی سند کے راوی سب اچھے ہیں۔ اس میں بھی ترغیب دی گئی ہے۔ کہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگنی چاہیئے۔ ۱۲

آنحضرت کی سخاوت کا بیان [ؐ] اس حدیث کو احمد اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ تو گویا یہ حدیث متفق علیہ ہے اس حدیث میں صدقہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا بیان ہے۔ آپ کی سخاوت کے متعلق بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔ کہ جب کسی نے بھی اگر کوئی چیز مانگی۔ آپ نے اس سے نہ نہیں کی۔ اگر اس وقت پاس ہوتی تو دے دیتے اور اگر نہ ہوتی۔ تو کہتے ٹھہر جاؤ۔ کہیں سے آجاتی ہے۔ تو میں تم کو دے دوں گا۔ اور پھر جب آجاتی۔ تو اسکو دے دیتے۔ اور خصوصاً رمضان شریف میں آپ بہت زیادہ سخاوت کرتے۔ اور پھر آخری عشرہ میں تو کوئی حد ہی نہ رہتی۔ ۱۲

نیک کاموں میں روپیہ خرچ کرو۔ [ؐ] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو نسائی ابن حبان اور طبرانی نے بھی (حاشیہ صفحہ آئندہ)

اَلْفَضْلَ خَیْرٌ لَّکَ وَاَنْ تُمْسِکَہٗ شَرٌّ لَّکَ وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۳۳۴۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْھِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَیْدِیْھِمَا اِلٰی ثُدِیِّھِمَا وَتَرَاقِیْھِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ کُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ اِنْبَسَطَتْ عَنْہُ وَجَعَلَ الْبَخِیْلُ کُلَّمَا ھَمَّ بِصَدَقَۃٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ کُلُّ حَلْقَۃٍ بِمَکَانِھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۳۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حَمَلَھُمْ عَلٰی اَنْ سَفَکُوْا دِمَاءَھُمْ وَاسْتَحَلُّوْا

حاجت سے زائد خرچ کر دیا کرے۔ تو یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تو اس کو روک رکھے۔ تو یہ تیرے لئے بُرا ہے۔ اور اگر تو گزارے کے لئے رکھے۔ تو اس پر ملامت نہیں ہے۔ اور دینا ان سے شروع کر۔ جو تیری پرورش میں ہیں[۱] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۳۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخیل اور صدقہ کرنیوالے کی مثال دو آدمیوں کی مثال ہے۔ جن پر لوہے کی زرہیں تھیں۔ ان کے ہاتھ سینے اور ہنسلی سے بندھے ہوئے تھے۔ تو صدقہ دینے والا جوں جوں صدقہ کرتا گیا۔ اس کے ہاتھ کھلتے گئے۔ اور بخیل جب بھی صدقہ کا قصد کرتا ہے۔ تو اس کے ہاتھ بند ہو جاتے ہیں۔ اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر آجاتا ہے[۲]۔ متفق علیہ۔

۳۳۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ظلم سے بچو۔ کہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔ اور بخیلی سے بچو۔ کہ بخیلی ہی نے ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔ جو تم سے پہلے تھے۔ اسی نے لوگوں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) روایت کیا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ خدا تعالےٰ کے لئے نیک کاموں میں خرچ کرنا اپنے بال بچے کی پرورش کرنا اور فقراء اور مساکین کی نگرانی کرنا۔ غرض کہ ہر ایک نیک کام میں خرچ کرنے والے کے حق میں فرشتہ دعا کرتا ہے کہ یا الٰہی تو اس کو اور دے۔ اور اسی دعا کا نتیجہ ہے کہ سخی کو کبھی تنگدست نہیں دیکھا گیا۔ اور جو اس ضروری کاموں میں بھی خرچ نہ کرے۔ اللہ تعالےٰ اس کو تنگدست کر دیتے ہیں۔ اس کا مال عموماً برباد ہو جاتا ہے۔ اور بُرے کاموں میں روپیہ پیسہ برباد کرنا جائز نہیں ہے۔ جسے اسراف کہا جاتا ہے۔ مثلاً ناچ گانے۔ راگ رنگ اور شراب نوشی اور قمار بازی میں روپیہ برباد کرنا جائز نہیں ہے۔ ۱۲۔

[۱] نیک کاموں میں خرچ کرنا برکت ہے اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مال کو ذخیرہ کر کے رکھنا۔ اور ضروری کاموں میں بھی خرچ نہ کرنا بے برکتی کا باعث ہے۔ خداوند تعالےٰ بھی ایسے آدمی سے ہاتھ روک لیتے ہیں (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

فَحَارِمَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۶۔ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا فَاِنَّهُ يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِى الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِيْ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۳۷۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کو قتل کرنے پر ابھارا۔ اور حرام چیزوں کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۲۳۶۔ حارثہ بن وہب نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ کرو کہ ایک وقت وہ بھی آئے گا۔ کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر چلے گا اور اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اس کو قبول کرے۔ آدمی اس کو کہے گا۔ اگر تو کل لے آتا۔ تو میں اس کو قبول کر لیتا۔ اور آج تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ متفق علیہ۔

۲۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک آدمی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کونسا صدقہ اجر کے لحاظ سے بہت بڑا ہے تو فرمایا۔ کہ تو صدقہ کرے۔ اور تو تندرست ہو تجھے اس کی ضرورت ہو۔ اور تجھے فقر کا بھی ڈر ہو۔ اور غنا کی امید ہو اور اتنی دیر نہ کر۔ کہ جان ہنسلی کو پہنچ جائے۔ تو پھر تو کہے۔ کہ اتنا فلاں کو دیدو۔ اور وہ تو فلاں کا ہو چکا۔ متفق علیہ۔

سخی اور بخیل کی مثال۔ ۵۳ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی اور دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ سخی کے ہاتھ کبھی خالی نہیں ہوتے۔ اسکی مثال کنوئیں کی مثال ہے۔ کہ اس سے پانی نکلتا جاتا ہے۔ تو اور آتا جاتا ہے۔ کبھی اس سے پانی ختم نہیں ہوتا۔ اور اگر اس سے پانی نہ نکالا جائے۔ تو پھر وہ ایک سطح پر آکر رک جاتا ہے۔ کبھی بھر نہیں جاتا۔ اسی طرح بخیل کی مثال ہے۔ کہ اگر وہ خرچ نہ کرے۔ تو ایک مقام پر آکر آمدن بند ہو جاتی ہے۔ سو یہ سمجھنے کی بات ہے۔ ۱۲ (حاشیہ صفحہ گذشتہ)

خرچ کی ابتدا گھر سے کرو۔ ۵۱ اس حدیث میں احمد ترمذی اور ذہبی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سنبھال کر رکھنا تو کسی حال میں بھی اچھا نہیں ہے۔ خرچ ضرور کرنا چاہیے۔ اور وہ نیک کاموں میں لیکن پہلے بال بچہ اور اہل وعیال کے اخراجات کو پورا کرنا چاہیے۔ بعد ازاں توجہ باہر کی طرف کرنی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ باہر تو آدمی سخاوت کرتا پھرے۔ اور گھر کے آدمی بھوکے بیٹھے ہوں۔ ۱۲۔

سخی اور بخیل کی ایک اور مثال۔ ۵۲ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی نعمتیں اور احسان سخی کو پوری طرح ڈھانپ لیتے ہیں۔ اس کو درع کی مثال دے کر سمجھایا گیا ہے۔ کہ جیسے کوئی وسیع اور فراخ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۳۳۸۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۳۳۹۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ

۳۳۸۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپ خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ نے مجھ کو دیکھا۔ تو فرمایا۔ کعبہ کے رب کی قسم۔ وہ نقصان اٹھا گئے۔ میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان کون نقصان اٹھا گئے۔ آپ نے فرمایا۔ زیادہ دولت والے۔ ہاں مگر وہ شخص جس نے اس طرف بھی کہا۔ اور اس طرف بھی۔ اور اس طرف بھی۔ اور اس طرف بھی۔ یعنی آگے بھی اور پیچھے بھی اور دائیں بھی اور بائیں بھی دیا۔ اور ایسے آدمی بڑے کم ہوتے ہیں[1]۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۳۳۹۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سخی اللہ سے قریب۔ بندوں سے قریب۔ جنت سے قریب دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور۔ بندوں سے دور۔ جنت سے دور اور دوزخ سے قریب

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ملے ہو۔ جو سر سے لے کر پاؤں تک ہو اسی طرح سخی پر خدا کی مہربانی سر سے لے کر پاؤں تک ہوتی ہے۔ اور بخیل کی مثال تنگ زرہ کی سی ہے کہ اس پر خدا کی رحمت تنگ ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ بخیل دل کی تنگی سے خرچ کرتا ہے۔ اور سخی دل کی خوشی اور فراخی سے ۱۲

[1] اس حدیث کو احمد اور بخاری نے ادب مفرد میں بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

امام مہدی کے وقت کے حالات۔ [2] اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ یہ حالات امام مہدی کے زمانہ میں ہوں گے۔ یاجوج ماجوج ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ لوگ ان جنگوں میں کم رہ جائیں گے۔ اور زمین اپنے خزانے اگلنے شروع کر دے گی۔ دفینے ظاہر ہونے لگیں گے۔ ایسے وقت میں کوئی آدمی مال کو قبول نہ کرے گا ۱۲۔

کونسا صدقہ افضل ہے۔ [3] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ابن حبان۔ ابن ماجہ اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ خرچ کرنے کا ثواب اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب آدمی کو جینے کی خواہش ہو اور زندگی کی امید ہو اور عزم میں

بَعِيْدٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۴۰ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِيْ حَيٰوتِهٖ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ -

۳۴۱ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ يَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِهٖ اَوْ يُعْتِقُ كَالَّذِيْ يُهْدِيْ اِذَا شَبِعَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ

۳۴۲ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

---

ہے۔ اور جاہل سخی اللہ تعالےٰ کو بخیل عابد سے بہت پیارا ہے[له]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا

۳۴۰ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر آدمی اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرے۔ تو یہ صدقہ موت کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے[له]۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۳۴۱ - حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا اس آدمی کی مثال جو موت کے وقت صدقہ کرتا ہے۔ یا آزاد کرتا ہے۔ اس آدمی کی طرح ہے جو خود سیر ہو کر لوگوں کو ہدیہ دے[له]۔ اسکو احمد۔ نسائی۔ دارمی اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور صحیح کہا۔

۳۴۲ - ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو عادتیں مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں بخل[له] اور بد خلقی اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) انسان کو مجبور کریں۔ اور وہ ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں۔ ورنہ موت کے وقت تو جب آدمی دیکھتا ہے۔ کہ اب سارا مال دوسروں کا ہو رہا ہے۔ تو سب کچھ دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اس وقت کا دینا کچھ اتنا مفید نہیں ہوتا۔ ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) **له** نیکی کے تمام کاموں کی طرف توجہ کرو۔ **له** اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ کہ نیکی کے صرف ایک کام کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ نیکی کے ہر کام میں خرچ کرنا چاہیئے۔ آگے پیچھے دائیں بائیں کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲۔ **له** سخی خدا کا پیارا ہے اور بخیل مبغوض **له** (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ اور اس کے جتنے بھی شواہد ہیں سب منکر ہیں۔ بہرحال حدیث میں سخاوت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ۱۲۔ **له** اجر ضرورت کے مطابق ملتا ہے۔ **له** اس حدیث کی سند بھی کمزور ہے۔ اور اسکو ابن حبان نے ایک اور (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۴۳. وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خَبٌّ وَّ لَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۴۴. وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرُّ مَا فِی الرَّجُلِ شُحٌّ ھَالِعٌ وَّجُبْنٌ خَالِعٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَسَنَذْکُرُ حَدِیْثَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ لَا یَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِیْمَانُ فِیْ کِتَابِ الْجِھَادِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۵. عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّنَا اَسْرَعُ بِکَ لُحُوْقًا قَالَ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا فَاَخَذُوْا قَصَبَۃً یَذْرَعُوْنَھَا وَکَانَتْ سَوْدَۃُ اَطْوَلَھُنَّ یَدًا فَعَلِمْنَا

---

۴۳ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکار اور بخیل اور دے کر احسان جتلانے والا جنت[1] میں نہیں جائے گا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۴۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بدترین خصلتیں جو آدمی میں ہو سکتی ہیں وہ دو ہیں۔ انتہائی بخل اور انتہائی بزدلی۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ابوہریرہ کی حدیث کہ بخل اور ایمان اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ہم انشاءاللہ کتاب الجہاد میں بیان کریں گے۔

فصل سوم

۴۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی نے کہا کہ ہم میں سے سب سے پہلے آپ کو کون ملے گا۔ آپ نے فرمایا۔ جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ تو انہوں نے ایک لکڑی سے ہاتھ ماپنے شروع کر دیے۔ حضرت سودہ کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے۔ پھر ہم کو بعد میں معلوم ہوا۔ کہ لمبے ہاتھوں سے مراد صدقہ تھا۔ اور ہم میں سے سب سے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) سند سے روایت کیا ہے۔ اور وہ سند صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ پیسہ خرچ کرنے کا اجر اس حساب سے ملتا ہے۔ جس حساب سے اس کے خرچ کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ تندرستی میں اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ خرچ کرنے کے بعد اپنی ضرورتوں کی تکلیفیں سامنے آجاتی ہیں۔ اس لئے اس کا اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔ اور مرنے کے وقت آدمی روپے پیسے سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اس کی تکلیف بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا اجر بھی نہیں ملتا۔ یا بہت کم ملتا ہے۔ ۱۲۔

ع اس حدیث کو بیہقی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

مومن بخیل اور بدخلق نہیں ہوتا۔ **۱ھ** اس حدیث کو ادب مفرد میں بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ بخل یہ ہے۔ کہ واجب اور فرض اخراجات ادا نہ کرے۔ اور جو واجبات ادا کرتا جائے۔ وہ بخیل نہیں ہے۔ اور بدخلقی وہ ہے۔ جو ایمان کے احکام کے خلاف ہو۔ مطلب یہ ہے۔ کہ یہ دو بدعتیں مومن میں انتہا درجے کی نہیں پائی جاتیں۔ اور اگر کبھی بتقاضائے بشریت پائی جائیں۔ تو جلد اس کو اپنا افسوس

بَعْدُ إِنَّمَا كَانَ طُولُ يَدِهَا الصَّدَقَةَ وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهٖ زَيْنَبُ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعُكُنَّ لُحُوْقًا بِيْ أَطْوَلُكُنَّ يَدًا
قَالَتْ وَكَانَتْ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ

۳۴۶۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ
بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ
عَلٰى سَارِقٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ
اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا

پہلے حضرت زینب آپ سے جا ملیں۔ اور حضرت زینب صدقہ کو بہت زیادہ پسند کیا کرتی تھیں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا
اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت عائشہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے پہلے مجھ کو وہ ملے
گی۔ جو تم میں سے لمبے ہاتھوں والی ہو گی۔ کہنے لگیں۔ کہ عورتیں اپنے ہاتھ ناپنے لگیں۔ کہ ان میں سے لمبے ہاتھوں والی کون ہے
کہنے لگیں۔ کہ ہم میں سے لمبے ہاتھوں والی زینب تھیں۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں۔ اور صدقہ کرتی تھیں۔[1]

۳۴۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ (پہلی امتوں میں) ایک آدمی
کہنے لگا۔ کہ میں ضرور کچھ صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ اور رات کے اندھیرے میں ایک آدمی کو دے آیا۔ صبح کو لوگوں
میں مشہور ہو گیا۔ کہ آج رات چور کو صدقہ دیا گیا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا۔ اے اللہ تیری ہی تعریف ہے۔ میں چور کو دے آیا۔
اچھا میں آج پھر صدقہ کروں گا۔ سو وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ اور ایک بدکار عورت کو دے آیا۔ صبح کو لوگوں میں پھر چرچا ہو
گیا۔ کہ آج رات ایک بدکار عورت کو صدقہ ملا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ اے اللہ تیری ہی تعریف ہے۔ میں صدقہ زانی عورت کو دے

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) کام دیکھ کر کوئی غیرت نہ آئے۔ خواہ مخواہ کا جوش مقصود نہیں ہے۔ ۱۲۔

حضرت زینب کے فضائل۔

[1] اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن حبان۔ ابن سعد اور حاکم نے بھی مستدرک میں
بیان کیا ہے۔ اور مسلم کی روایت کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ مسلم کی شرط پر ہے۔ یہ روایت پہلی روایت کی مفسر ہے۔
اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی جو بالکل پوری ہو گئی۔ یہ آپ کا ایک معجزہ تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا
کہ بغیر قرینہ کے الفاظ کو مجاز پر محمول کر لینا جائز ہے جبکہ حقیقی معنی بھی مراد لیے جا سکتے ہوں۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آنحضرت
نے حضرت سودہ ہی سے نکاح کیا تھا۔ یہ بوڑھی عورت تھیں۔ اس کے بعد پھر حجرے آباد ہونا شروع ہوئے۔ حضرت زینب بڑے پایہ کی عورت
تھیں۔ ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے خود آسمانوں پر پڑھا۔ انہی بے نیاز اور مستغنی طبیعت پائی تھی۔ کہ جب آنحضرت نے ان کو شادی کا پیغام بھیجا
تو کہنے لگیں۔ میں اپنے رب سے مشورہ کر لوں۔ صدقہ اتنا زیادہ کرتی تھیں۔ کہ ان کا لقب ام المساکین پڑ گیا تھا۔

فِي يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى غَنِيٍّ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ وَزَانِيَةٍ وَغَنِيٍّ فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ

۱۷۴۳ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا اسْمُكَ قَالَ فُلَانٌ الِاسْمُ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ لِمَ تَسْأَلُنِي عَنْ

آیا۔ اچھا میں آج پھر کچھ صدقہ کروں گا۔ پھر وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ اور ایک دولتمند کے ہاتھ میں دے آیا۔ پھر صبح کو چرچا ہو گیا۔ کہ آج رات ایک مالدار کو صدقہ دے دیا گیا۔ وہ کہنے لگا۔ اے اللہ تیری ہی تعریفیں ہیں۔ کبھی میں چور کو دے آیا۔ اور کبھی زانیہ کو اور کبھی مالدار آدمی کو پھر اسے خواب میں کہا گیا۔ کہ جو تونے چور کو صدقہ دیا ہے۔ شائد اس کی برکت سے وہ چوری سے باز آجائے۔ اور وہ زانی عورت شائد اپنے زنا سے رک جائے۔ اور وہ غنی شائد عبرت حاصل کرے۔ اور خود بھی اللہ کے دے ہوئے سے دینے لگے۔[ملہ] متفق علیہ اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

۱۷۴۳ - اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک آدمی جنگل میں جا رہا تھا۔ اس نے بادل سے یہ آواز سنی۔ کہ فلاں آدمی کے باغ کو پانی پلاو۔ وہ بادل کا ٹکڑا علیحدہ ہو گیا۔ اس نے ایک میدان میں پانی برسایا۔ تو ان نالیوں میں سے ایک نالی نے اس سارے پانی کو سمیٹ لیا۔ وہ آدمی اس پانی کے پیچھے چل پڑا۔ دیکھا۔ کہ ایک آدمی ہاتھ میں کدال لیے کھڑا ہے۔ اور پانی کے ناکے بنا رہا ہے۔ اس نے اس آدمی سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا فلاں وہی نام جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ پھر اس نے اس سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے تو نے میرا نام کیوں پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں نے

حلال مال کی برکت۔ [ملہ] اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ دارقطنی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث مرسل روایت عبدالرزاق نے بھی طاؤس سے روایت کی ہے۔ امام احمد کی روایت میں تصریح ہے۔ کہ یہ صدقہ کرنیوالا آدمی بنی اسرائیل سے تھا۔ بخاری اور مسلم کی روایت میں آج کی رات کے لفظ بھی ہیں۔ جب اس آدمی نے تین رات مسلسل صدقہ کیا۔ اور تینوں مرتبہ ہی وہ صدقہ نا اہل لوگوں کے ہاتھ پڑا۔ تو اس آدمی کو اس کا بڑا دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تسلی فرمائی۔ کہ تجھے صدقہ کا ثواب بہرحال مل جائے گا۔ اور تیرے اس صدقہ کی برکت سے جو کہ حلال کی کمائی سے دیا گیا تھا۔ ان برے آدمیوں کو حلال کی روزی کھا کر توبہ کی توفیق نصیب ہو گئی۔ اور مالدار کے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

اِسْمِیْ فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِی السَّحَابِ الَّذِیْ ھٰذَا مَاؤُہٗ وَیَقُوْلُ اَسْقِ حَدِیْقَۃَ فُلَانٍ لِاِسْمِکَ فَمَا تَصْنَعُ فِیْھَا قَالَ اَمَّا اِذَا قُلْتَ ھٰذَا فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْھَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِہٖ وَاٰکُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثًا وَاَرُدُّ فِیْھَا ثُلُثَہٗ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۳۴۸۔ وَعَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ثَلٰثَۃً مِّنْ بَنِیْۤ اِسْرَائِیْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی فَاَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّبْتَلِیَھُمْ فَبَعَثَ اِلَیْھِمْ مَلَکًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ وَیَذْھَبُ عَنِّی الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَہٗ فَذَھَبَ عَنْہُ قَذَرُہٗ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ الْاِبِلُ اَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَکَّ اِسْحٰقُ اِلَّا اَنَّ

بادل سے ایک آواز سنی تھی جس بادل کا یہ پانی ہے۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ۔ یعنی تیرا نام لیا تھا۔ اب تم بتاؤ۔ کہ تم اس میں کیا کرتے ہو اس نے کہا۔ جب تم نے اتنا بتا دیا۔ تو میں بھی بتا دیتا ہوں۔ اس باغ کی جتنی پیداوار ہوتی ہے اس کا تیسرا حصہ تو صدقہ کر دیتا ہوں۔ اور تیسرا حصہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کر دیتا ہوں اور تیسرا حصہ اسی باغ پر لگا دیتا ہوں[۱]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۳۴۸۔ اور انہی سے روایت ہے کہ انہوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک پھلبہری والا دوسرا گنجاہ اور تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ان تینوں کو آزمائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ پھلبہری والے کے پاس آیا۔ اور کہا تجھے سب سے زیادہ پیاری چیز کونسی معلوم ہوتی ہے۔ اس نے کہا۔ اچھا رنگ اور اچھی جلد (چمڑا) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ بیماری لے جائے۔ جس کے سبب سے لوگ مجھ کو گندہ سمجھتے ہیں۔ راوی نے کہا پھر فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا۔ تو اس سے اس کی وہ گندگی چلی گئی۔ اور اسے بڑا اچھا رنگ۔ اور

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) دل میں ہی صدقہ کرنیکا خیال پیدا ہوگا۔ یہ تسلی یا تو اسے خواب میں دی گئی۔ یا اس زمانہ کے پیغمبر کی معرفت اسکو اطلاع دے دی گئی۔ حدیث کے الفاظ دونوں معنی کے متحمل ہیں۔ صدقہ دیتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے۔ کہ کسی نیک آدمی کو صدقہ دے۔ جو اس کو کھا کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرے۔ اور پھر اس عبادت میں وہ بھی شریک ہوگا۔ اور اگر دیدہ دانستہ کسی بدکار آدمی کو صدقہ دے گا۔ تو اس کی طاقت سے جو گناہ کرے گا۔ اس میں صدقہ دینے والا بھی شریک ہوگا ہاں اگر کوئی آدمی مرتا ہو تو اس کی جان ضرور بچانی چاہیے۔ خواہ برا ہو۔ یا نیک ۱۲۔

صدقہ سے مشقت کم ہوجاتی ہے

[۱] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منافع سے ایک تہائی صدقہ کرنا مستحب ہے۔ اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی محنت اور مشقت اپنے ذمہ لے لیتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ نام لے کر فرماتے ہیں۔ کہ فلاں کھیت فلاں علاقہ اور فلاں ملک میں بارش کی (حاشیہ صفحہ آئندہ)

الْاَبْرَصَ وَالْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الْاِبِلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَاُعْطِیَ نَاقَۃً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا قَالَ فَاَتَی الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَّیَذْهَبُ عَنِّیْ هٰذَا الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَاُعْطِیَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَاُعْطِیَ بَقَرَۃً حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا قَالَ فَاَتَی الْاَعْمٰی فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ اَنْ یَّرُدَّ اللّٰهُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَاُبْصِرَ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیْهِ بَصَرَهٗ قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَاُعْطِیَ شَاۃً وَالِدًا فَاُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ اِنَّهٗ اَتَی الْاَبْرَصَ فِیْ صُوْرَتِهٖ وَهَیْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِیْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ

اچھا چمڑا مل گیا پھر اس نے کہا تجھے سب سے پیارا مال کون سا معلوم ہوتا ہے اس نے کہا اونٹ یا شائد گائے کہا اسحاق کو شک ہے مگر یہ یقینی ہے کہ پھلبہری والے اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہے تھے اور دوسرے نے گائے پھر اسے ایک قریب الوضع اونٹنی دی گئی اور فرشتے نے کہا اللہ تجھے اس میں برکت دے راوی نے کہا پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور کہا تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پیاری ہے اس نے کہا اچھے بال اور دوسرا یہ کہ میری یہ بیماری چلی جائے جس کے سبب سے لوگ مجھ کو گھنا سمجھتے ہیں اس نے کہا پھر فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ بیماری چلی گئی اور اسے بڑے اچھے بال مل گئے پھر فرشتہ نے پوچھا تجھے سب سے زیادہ کونسا مال پیارا ہے اس نے کہا گائے تو اسے ایک حاملہ گائے دی گئی اور فرشتہ نے کہا اللہ تجھے اس میں برکت دے راوی نے کہا پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پیاری ہے اندھے نے کہا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو میری نظر دے دیں کہ میں لوگوں کو آنکھوں سے دیکھوں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دوبارہ نظر دے دی پھر کہا تجھے کون سا مال پیارا ہے اس نے کہا بکریاں اسے ایک حاملہ بکری دی گئی تو پھر اونٹنی اور گائے اور بکری نے بچے دیئے پھر اس پھلبہری والے کے اونٹوں سے ایک جنگل بھر گیا اور

بقیہ گزشتہ حاشیہ اجائے کام فرشتے کرتے ہیں حکم اور منظوری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے آدمی کو چاہیے کہ کسی چیز کو اتفاقی نہ سمجھے بلکہ ہر نعمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور اس پر اس کا شکریہ ادا کرے ۱۲۔

بخل سے نعمت زائل ہو جاتی ہے

ؔ یعنی فرشتہ اس پھلبہری والے کے پاس اسی شکل آیا جس شکل میں پہلے پھلبہری والا تھا اسی طرح پھلبہری کے داغ اس کے جسم پر نمایاں تھے اسی طرح کی غربت اور افلاس عیاں تھا اس صورت میں فرشتہ اس لیے آیا تاکہ اس پر حجت اچھی طرح سے پوری ہو جائے اور اس کو اپنا پہلا وقت یاد آ جائے کہ میں بھی کبھی اسی طرح تھا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا مجھ کو تندرست بھی کر دیا اور دولت بھی بے اندازہ دے دی اور مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر اس مسکین کی مدد کرنی چاہیے ۱۲۔ ن حدیث کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پھلبہری والے اور گنجے کو ان کے بخل کی سزا ملی اور ان سے سب کچھ چھن گیا اور اندھے کو خدا تعالیٰ نے اس کی نیک نیت کا پھل دیا اس کو ہر چیز مل گئی دنیا کی دولت بھی اور خدا کی رضامندی بھی ۱۲۔

فی الحبال فی سفری فلا بلاغ لی الیوم الا باللہ ثم بک اسألک بالذی اعطاک اللون الحسن والجلد
الحسن والمال بعیرا اتبلغ بہ فی سفری فقال الحقوق کثیرۃ فقال لہ کانی اعرفک الم تکن ابرص
یقذرک الناس فقیرا فاعطاک اللہ مالا فقال انما ورثت ہذا المال کابرا عن کابر فقال ان کنت
کاذبا فصیرک اللہ الی ما کنت قال واتی الاقرع فی صورتہ فقال لہ مثل ما قال لہذا ورد علیہ مثل ما
رد علی ہذا فقال ان کنت کاذبا فصیرک اللہ الی ما کنت قال واتی الاعمی فی صورتہ وہیئتہ فقال
رجل مسکین وابن سبیل انقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ لی الیوم الا باللہ ثم بک اسألک
بالذی رد علیک بصرک شاۃ اتبلغ بہا فی سفری فقال قد کنت اعمی فرد اللہ الی بصری فخذ ما

گنجے کی گایوں سے جنگل بھر گیا اور اندھے کی بکریوں سے جنگل بھر گیا راوی نے کہا پھر وہ فرشتہ پھلبہری والے کے پاس آیا اسی صورت اور شکل میں جو پہلے اس کی تھی اور کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں سفر میں میرا اسباب ختم ہو چکا ہے میں آج کے دن اللہ کی مدد اور پھر تیرے سہارے[1] کے بغیر نہیں پہنچ سکتا میں تجھ سے اللہ کے نام پر مانگتا ہوں جس نے تجھ کو اچھا رنگ اور اچھی جلد عطا فرمائی اور مال بھی دیا مجھے ایک اونٹ دے دو تاکہ میں اپنی منزل پر پہنچ جاؤں وہ کہنے لگا خرچ بہت[2] ہیں فرشتہ نے کہا میں تجھ کو پہچانتا ہوں کیا تو پھلبہری والا نہیں تھا جس کو لوگ گندا سمجھتے تھے اور محتاج نہیں تھا؟ سو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو مال بخش دیا وہ کہنے لگا یہ مال تو ہمارا کئی پشتوں[3] سے آ رہا ہے تو فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کرے راوی نے کہا پھر فرشتہ گنجے کے پاس اسکی صورت میں آیا اور اس کو بھی اسی طرح کہا جیسے کہ اس نے پھلبہری والے کو کہا تھا اور اس گنجے نے بھی اس کو پھلبہری والے جیسا جواب دیا تو فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو تعالیٰ تجھے ویسا ہی کرے جیسے کہ تو پہلے تھا راوی نے کہا پھر فرشتہ اندھے کے پاس اسی کی شکل و صورت میں آیا اور کہا ایک مسکین آدمی اور مسافر ہوں میرے اسباب اور وسائل سفر میں سب ختم ہو چکے ہیں آج میں اللہ کی مدد اور پھر تیرے سہارے کے بغیر اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتا میں تجھ سے اس اللہ کے نام سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے دوبارہ نظر عطا فرمائی ایک بکری دے دو کہ میں اس کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچ جاؤں وہ کہنے لگا بیشک میں ایک نابینا آدمی[4] تھا اللہ

حقیقی نسبت اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ [1] حقیقی طور پر مسبب الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔ کاموں کو کبھی جو اسباب کی طرف نسبت کیا جاتا ہے۔ تو یہ نسبت مجازی ہے۔ حقیقی نہیں اور اگر حقیقی سمجھے۔ تو آدمی کافر ہو جاتا ہے ۱۲۔

دنیا داروں کا ایک مشہور مقولہ۔ [2] عام طور پر دنیا دار یہی کہتے ہیں۔ کہ خرچ پورے ہی نہیں ہوتے۔ کہاں سے دیں۔ حدیث کے الفاظ الحقوق کثیرۃ کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے۔ کہ لینے والے بہت ہیں۔ تجھ کو حصہ کے مطابق ایک اونٹ بھی نہیں مل سکتا۔ ۱۲

انسان عموماً تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے [3] انسان کی عام حالت یہی ہے۔ کہ جب اس پر اللہ تعالیٰ احسان کرتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے اور تکبر اور فخر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

انسان اپنی اوقات کبھی نہ بھولے [4] اس نابینا آدمی کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری آنکھیں بھی دیں۔ اور باطنی آنکھیں بھی عطا فرمائیں۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنی اوقات کو کبھی نہ بھولے۔ اپنی انکساری اور مسکنت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل پر نگاہ رکھنے سے وہ نابینا عذاب

شِئْتَ وَدَعْ مَاشِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَیْءٍ اَخَذْتَهُ لِلّٰهِ فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا اُبْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۴۹۔ وَعَنْ اُمِّ بُجَيْدٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمِسْكِيْنَ لَيَقِفُ عَلٰى بَابِيْ حَتّٰى اَسْتَحْيِيْ فَلَا اَجِدُ فِيْ بَيْتِيْ مَا اَدْفَعُ فِيْ يَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْفَعِيْ فِيْ يَدِهٖ وَلَوْ ظِلْفًا مُحْرَقًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۳۵۰۔ وَعَنْ مَوْلٰى لِعُثْمَانَ قَالَ اُهْدِيَ لِاُمِّ سَلَمَةَ بَضْعَةٌ مِّنْ لَحْمٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ اللَّحْمُ فَقَالَتْ لِلْخَادِمِ ضَعِيْهِ فِي الْبَيْتِ لَعَلَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ فَوَضَعَتْهُ فِيْ

اللہ تعالٰی نے مجھے دوبارہ نظر عطا فرمائی سو تو جو چاہے لے جا۔ اور جو چاہے چھوڑ جا۔ اللہ کی قسم آج تو جو چیز بھی اللہ کے نام پر پکڑے گا میں تجھ کو اس پر مواخذہ نہیں کروں گا۔[1] فرشتے نے کہا۔ اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ تمہارا امتحان لیا گیا ہے۔ خدا تعالٰی تجھ پر تو راضی ہو گیا ہے اور تیرے دونوں ساتھیوں پر ناراض ہو گیا ہے۔ متفق علیہ۔

۳۴۹۔ ام بجید رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول بعض دفعہ مسکین میرے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ میں شرم کرنے لگتی ہوں کہ میں اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتی جو اس کو دے سکوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ دے دیا کرو۔ اگرچہ جلی ہوئی کھری ہی کیوں نہ ہو۔[2] اسکو احمد۔ ابوداؤد ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۵۰۔ حضرت عثمان کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں۔ کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو گوشت کا ایک ٹکڑا ہدیہ بھیجا گیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت پسند آتا تھا حضرت ام سلمہؓ نے خادمہ سے کہا۔ اس کو جا کر اندر رکھ آؤ۔ شاید کہ نبی صلی اللہ

خدا کے احسان کو یاد رکھنے کی برکت [1] چونکہ مجھ کو یہ سب مال و دولت اور ظاہری اور باطنی آنکھیں اللہ تعالٰی نے ہی دی ہیں۔ ورنہ میں تو ایک نابینا آدمی تھا۔ در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا۔ کہیں گرتا تھا اور کہیں زخمی ہوتا تھا۔ اور دو وقت کی روٹی کو بھی محتاج تھا۔ لہذا خدا کے نام پر تیرا جو دل چاہے لے جا میں تجھ کو نہیں روکوں گا۔ ۱۲۔

سوالی کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دو۔ [2] اس حدیث کو ابن خزیمہ۔ ابن حبان۔ مالک۔ بیہقی۔ نسائی۔ حاکم اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کچھ نہ کچھ سائل کو دے ہی دینا چاہیئے۔ خواہ کوئی بالکل معمولی ہی چیز کیوں نہ ہو۔ اور صدقہ کر کے کبھی حقیر نہ سمجھنا چاہیئے خواہ وہ بکری کی جلی ہوئی کھری کیوں نہ ہو۔ ۱۲۔

كُوَّةِ الْبَيْتِ وَجَاءَ سَائِلٌ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ تَصَدَّقُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ فَقَالُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ فَذَهَبَ السَّائِلُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ أَطْعَمُهُ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لِلْخَادِمِ اِذْهَبِيْ فَأْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ اللَّحْمِ فَذَهَبَتْ فَلَمْ تَجِدْ فِي الْكُوَّةِ إِلَّا قِطْعَةَ مَرْوَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ ذٰلِكَ اللَّحْمَ عَادَ مَرْوَةً لِمَا لَمْ تُعْطُوْهُ السَّائِلَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

۱۵۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلًا قِيْلَ نَعَمْ قَالَ الَّذِيْ يُسْأَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِيْ بِهٖ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

علیہ وسلم اس کو کھائیں۔ وہ جا کر مکان کے طاقچے میں رکھ آئی۔ اور اس کے بعد ایک سوالی آیا۔ اور دروازے پر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ صدقہ کرو۔ اللہ تمہیں برکت دے۔ تو انہوں نے بھی جواب میں کہا۔ اللہ تجھے بھی برکت دے[1]۔ وہ سوالی چلا گیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے ام سلمہ آپ کے پاس کوئی چیز ہے۔ کہ میں وہ کھا سکوں۔ ام سلمہ نے کہا۔ ہاں پھر خادمہ سے کہا جاؤ۔ وہ گوشت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لا کر دے دو۔ وہ گئی۔ تو طاقچہ میں ایک پتھر کا ٹکڑا پڑا تھا[2]۔ اور کوئی چیز نہ تھی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ گوشت پتھر کا ٹکڑا بن گیا۔ کیونکہ تم نے یہ سائل کو نہ دیا۔ اس کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔

۱۵۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تم کو مرتبہ کے لحاظ سے سب سے برا آدمی نہ بتا دوں۔ کہا گیا۔ ہاں بتلایئے۔ فرمایا۔ وہ آدمی جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے۔ اور وہ نہ دے[3]۔ اسکو احمد نے روایت کیا

سوال کرنے کی اچھی صدا۔ [1] اس مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس دینے کی کوئی چیز نہیں ہے اس نے کہا تھا اللہ برکت دے یعنی مجھ کو کچھ دو حضرت ام سلمہ نے بھی کہا اللہ تجھے بھی برکت دے یعنی معاف کرو

بخل سے مال برباد ہو جاتا ہے [2] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بخل کی نحوست سے مال برباد ہو جاتا ہے اور اس میں ایسی بے برکتی آتی ہے کہ مال کسی کام کا نہیں رہتا اس کی ظاہری اور حسی صورت اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ملاحظہ کرا دی اس مضمون کی وہ حدیث تائید کرتی ہے جو حضرت ابوہریرہ سے فصل اول میں گذر چکی ہے کہ فرشتہ دعا مانگتا ہے کہ یا الٰہی بخیل کا مال برباد کر دے ۱۲۔

خدا کا نام لے کر نہ مانگے۔ [3] اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اس کو مالک نے عطاء سے مرسلاً روایت کیا ہے اور احمد اور طبرانی میں یہ لفظ ہیں ملعون ہے وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سوال کرے اور ملعون ہے وہ آدمی جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے اور پھر وہ کچھ نہ دے مطلب یہ ہے کہ دنیا کی معمولی چیزوں کے لیے خدا تعالیٰ کے نام کو ذلیل نہ کرنا چاہیے اوّلاً تو وہ سائل ہی بڑا کمینہ ہے جو پیسہ دو پیسہ کے لیے خدا کے نام کی آبرو ضائع کرے اور اس نے ایسی حرکت ہی کی ہے تو پھر وہ آدمی بھی بڑا کمینہ ہے جو خدا کا نام سن کر بھی کچھ نہ دے ۱۲۔

۳۵۲۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ اسْتَاذَنَ عَلٰی عُثْمَانَ فَاَذِنَ لَہٗ وَبِیَدِہٖ عَصَاہُ فَقَالَ عُثْمَانُ یَا کَعْبُ اِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ تُوُفِّیَ وَتَرَکَ مَالًا فَمَا تَرٰی فِیْہِ فَقَالَ اِنْ کَانَ یَصِلُ فِیْہِ حَقَّ اللّٰہِ فَلَا بَاسَ عَلَیْہِ فَرَفَعَ اَبُوْذَرٍّ عَصَاہُ فَضَرَبَ کَعْبًا وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اُحِبُّ لَوْ اَنَّ لِیْ ھٰذَا الْجَبَلَ ذَھَبًا اُنْفِقُہٗ وَیُتَقَبَّلُ مِنِّیْ اَذَرُ خَلْفِیْ مِنْہُ سِتَّ اَوَاقٍ اَنْشُدُکَ بِاللّٰہِ یَا عُثْمَانُ اَسَمِعْتَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ نَعَمْ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۳۵۳۔ وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ اِلٰی بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِہٖ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِہٖ فَخَرَجَ

۳۵۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے ابوذر کو آنے کی اجازت دی۔ اور ابوذر کے ہاتھ میں اُن کا عصا تھا۔ تو حضرت عثمان نے کہا۔ اے کعب عبدالرحمٰن بن عوف فوت ہو گئے۔ اور مال بھی بہت چھوڑا ہے۔ تمہارا اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ تو کعب نے کہا۔ کہ اگر وہ اس مال میں سے اللہ تعالیٰ کے حق ادا کیا کرتے تھے۔ تو پھر تو کوئی حرج نہیں تو ابوذر نے اپنا عصا اٹھایا۔ اور کعب کو دے مارا۔ اور کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ آپ فرماتے تھے۔ کہ میں پسند نہیں کرتا۔ کہ اگر میرے لیے یہ پہاڑ سونے کا ہو جائے۔ کہ میں اس کو خرچ کروں۔ اور وہ مجھ سے قبول بھی کیا جائے۔ کہ میں اپنے پیچھے اس سے چھ اوقیے بھی چھوڑ جاؤں۔ اے عثمان میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ نے بھی آنحضرت سے یہ سنا ہے۔ یا نہیں۔ تین مرتبہ پوچھا۔ تو حضرت عثمان نے کہا۔ ہاںؐ۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔

۳۵۳۔ عقبہ بن حارث نے کہا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ منورہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ آپ نے سلام پھیرا اور جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی بیویوں میں سے کسی کے حجرے میں گئے۔ لوگ آپ کی اس جلدی سے کچھ گھبرا گئے۔ پھر آپ تشریف لائے۔ اور معلوم کیا۔ کہ لوگوں کو ان کی جلدی سے تعجب ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھے یاد آگیا۔ کہ ہمارے

حضرت ابوذر کا طرزِ عمل۔ لہ اس حدیث کو دارمی نے مختصر روایت کیا ہے اور اس کا اصل مضمون بخاری میں بھی ہے لیکن عبدالرحمٰن کے فوت ہونے اور کعب اور ابوذر کا قصہ نہیں ہے اور اس کے علاوہ فصل اول میں حضرت ابوہریرہ کی حدیث گذر چکی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو تو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر تین راتیں بھی گذر جائیں اور اس سے میرے پاس کوئی چیز بچی ہوئی ہو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بڑے دولتمند صحابی تھے اور اپنے پیچھے بے اندازہ دولت چھوڑ گئے تھے اور حضرت ابوذر درویش منش آدمی تھے یہ دولت کو جمع کرنا بڑا عیب سمجھتے تھے اور جو کچھ ان کو ملتا بقدرِ ضرورت رکھ کر باقی سب خدا تعالیٰ کے رستے میں خرچ کر دیا کرتے تھے۔

عَلَيْهِمْ فَرَأَى أَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ قَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِي فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُبَيِّتَهُ۔

۳۵۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدِي فِي مَرَضِهِ سِتَّةُ دَنَانِيرَ أَوْ سَبْعَةٌ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُفَرِّقَهَا فَشَغَلَنِي وَجَعُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْهَا مَا فَعَلَتِ السِّتَّةُ أَوِ السَّبْعَةُ قُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ شَغَلَنِي وَجَعُكَ فَدَعَا بِهَا ثُمَّ وَضَعَهَا فِي كَفِّهِ فَقَالَ مَا ظَنُّ نَبِيِّ اللّٰهِ لَوْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهٰذِهِ عِنْدَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

پاس کچھ سونا پڑا ہوا تھا۔ سو میں نے ناپسند کیا۔ کہ وہ مجھ کو قرب الٰہی سے روکے۔ تو میں نے اس کے تقسیم کرنے کا حکم دیدیا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔ اور اس کی ایک روایت میں ہے۔ کہ صدقے کے سونے میں سے کچھ سونا بچ گیا تھا۔ تو میں نے ناپسند کیا۔ کہ وہ ہمارے ہاں رات گزارے۔

۳۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ یا سات دینار آپ کی بیماری میں میرے پاس پڑے ہوئے تھے۔ تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ ان کو تقسیم کردو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں میں مشغول ہوگئی۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ ان چھ یا سات دیناروں کا کیا بنا۔ میں نے کہا۔ خدا کی قسم مجھے تو آپ کی بیماری نے مشغول کردیا۔ پھر آپ نے وہ منگائے۔ اور ان کو اپنی ہتھیلی میں رکھا۔ اور فرمایا۔ اللہ کے نبی کا کیا خیال ہے۔ کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے۔ کہ یہ دینار[۲] اس کے پاس ہوں۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

صدقہ میں جلدی کرو۔

[۱] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں ترغیب ہے کہ نیک اعمال کرنے میں بڑی جلدی کرنی چاہیئے کیونکہ کسی وقت بھی کوئی آفت پہنچ سکتی ہے اور موانعات پیش آسکتے ہیں اور ان کے علاوہ موت کا ہاتھ کسی وقت بھی آکر دبوچ سکتا ہے اور دیر کرنا کسی حال میں بھی اچھا نہیں ہے فَكَرِهْتُ کے الفاظ معلوم کراتے ہیں کہ مقربین کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے اور دوسری چیزیں مقربین کو قرب الٰہی سے روک دیتی ہیں ۱۲۔

جتنا ہوسکے خرچ کرو۔

[۲] اس حدیث کو ابن عساکر اور ہناد نے بھی اپنی مسندوں میں روایت کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث ابن عدی اور ابو نعیم میں بھی ابن عباس سے مروی ہے اور اس سے پہلی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے اس حدیث میں دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب دلائی گئی ہے اور امت کو سبق دیا ہے کہ جتنا ہوسکے اللہ تعالیٰ کے رستے خرچ کرتے جاؤ اور دنیا کے کام خدا کے سپرد کردو کار دنیا کسے تمام نہ کرد ہرچہ گیرید مختصر گیرید ۱۲۔

۳۵۵۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی بِلَالٍ وَعِنْدَهٗ صُبْرَةٌ مِّنْ تَمْرٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا بِلَالُ قَالَ شَیْءٌ اِدَّخَرْتُهٗ لِغَدٍ فَقَالَ اَمَا تَخْشٰی اَنْ تَرٰی لَهٗ غَدًا بُخَارًا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنْفِقْ بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا۔

۳۵۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ فَمَنْ كَانَ سَخِيًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰی يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِی النَّارِ فَمَنْ كَانَ شَحِيْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰی يُدْخِلَهُ النَّارَ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

۳۵۷۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا

۳۵۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کے پاس تشریف لائے۔ انکے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے بلال یہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ یہ میں نے آئندہ کے لئے ذخیرہ بنایا ہے آپ نے فرمایا۔ کیا تو اس سے نہیں ڈرتا۔ کہ کل کو تو جہنم کی آگ کا بخار قیامت کے دن دیکھے۔ اے بلال خرچ کر اور عرش کے مالک سے تنگی کا خطرہ نہ رکھ۔

۳۵۶۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سخاوت ایک جنت کا درخت ہے۔ جو شخص سخی ہو اسنے اس کی ایک شاخ پکڑلی۔ وہ شاخ اسے جنت میں داخل کرکے ہی چھوڑے گی۔ اور بخل جہنم کا ایک درخت ہے۔ پھر جو شخص بخیل ہوا۔ اسنے اس کی ایک شاخ پکڑلی۔ وہ شاخ اسے دوزخ میں داخل کرکے ہی چھوڑے گی۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۳۵۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ صدقہ دینے میں جلدی کیا کرو۔ کہ مصیبت اس

سال بھر کا خرچ رکھ لینا جائز ہے

سلہ اس حدیث کو ابولعلی ابوداؤد بزار اور طبرانی نے اوسط میں بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث ابن مسعود سے بزار اور طبرانی نے کبیر میں اور ابن مسعود سے بزار نے روایت کی ہے آئندہ کے لئے ذخیرہ کرنا حرام نہیں ہے لیکن مقربین کے مقام کے بھی لائق نہیں ہے بیان جواز کے لیے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو بعض دفعہ سال بھر کا خرچ دیا ہے چنانچہ آگے باب النفق میں یہ حدیث آئے گی ۱۲۔

سخاوت اور بخل کی ایک مثال

سلہ اس حدیث کو خطیب نے اپنی تاریخ میں اور ابن عدی نے کامل میں بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخاوت اور بخل کو ایک درخت سے تشبیہ دی ہے اور درخت میں چونکہ بہت سی شاخیں ہوتی ہیں اسی طرح سخاوت کی بھی بہت سی شاخیں ہیں اور ان کے برخلاف اور برعکس اسی طرح بخل کی بھی بہت سی شاخیں ہونگی سخاوت۔ ایسی اچھی چیز ہے کہ اگر اس کی ایک شاخ بھی آدمی پکڑے تو وہ اس کو جنت میں لے جائے گی اور بخل ایسی بری چیز ہے کہ اگر اس کی ایک شاخ بھی پکڑی جائے تو وہ دوزخ میں اس کو لے جائے گی ۱۲۔

رَوَاہُ رَزِیْنٌ۔

بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَۃِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۳۵۸۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَۃٍ مِّنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ وَلَا یَقْبَلُ اللّٰہُ اِلَّا الطَّیِّبَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتَقَبَّلُھَا بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ یُرَبِّیْھَا لِصَاحِبِھَا کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَلُوَّہٗ حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۳۵۹۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَۃٌ مِّنْ مَّالٍ وَّمَا زَادَ

سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ اس کو رزین نے روایت کیا۔[1]

صدقہ کی فضیلت

فصل اول

۳۵۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کھجور کے برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے۔ (اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی ہی سے قبول کرتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے دائیں ہاتھ میں قبول کرتے ہیں۔ پھر اس کے مالک کے لئے اس کی پرورش کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی تم میں سے اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا رہتا ہے۔ کہ وہ صدقہ پہاڑ جتنا ہو جاتا ہے۔ متفق علیہ[2]

۳۵۹۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور معافی اور درگزر کرنے سے آدمی کی عزت زیادہ بڑھتی ہے۔ اور جو آدمی اللہ کے لئے تواضع کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو بلند کریں گے۔[3] اس کو مسلم نے

صدقہ سے تقدیر بدلتی ہے۔

[1] اس حدیث کو رزین نے اپنی جامع میں اور طبرانی نے اوسط میں بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ مصیبت اور بلا کو روک دیتا ہے اور اس سے تقدیریں بدل جاتی ہیں ۱۲۔

صدقہ مال کو بڑھاتا ہے

[2] اس حدیث کو احمد اور ماجہ ابوداؤد کے علاوہ اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور مالک نے اسکو بلا روایت کیا ہے یہ حدیث قرآن مجید کی تصدیق کرتی ہے۔ یمحق اللّٰہ الربٰو ویربی الصدقٰت کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے اور صدقہ کو بڑھاتے ہیں ۱۲۔

[3] اس کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۶۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَشْيَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَلِلْجَنَّةِ اَبْوَابٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

روایت کیا۔

۳۶۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی چیز کا جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اور جنت کے کئی دروازے ہیں۔ جو نمازی لوگ ہوں گے۔ وہ نماز کے دروازہ سے بلائے جائیں گے۔ اور جو مجاہد لوگ ہوں گے۔ ان کو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اور جو روزے والے ہوں گے وہ باب الریان سے بلائے جائیں گے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نہیں ہے کوئی ضرورت اس آدمی کو جو ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں مجھے امید ہے۔ کہ تم انہی میں سے ہو۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

ف اس حدیث کو نسائی ترمذی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث احمد ابن حبان نسائی اور حاکم نے ابوذر سے بھی روایت کی ہے مطلب یہ ہے کہ جو چیز بھی دے جوڑا دے مثلاً دو روپے دو کپڑے دو روٹیاں دو اشرفیاں وغیرہ وغیرہ یعنی دوسری نیکیاں ایسی ہیں ان کے لئے خاص دروازے مقرر ہیں اور صدقہ خیرات ایسی عمدہ چیز ہے کہ اس کی وجہ سے جنت کے ہر دروازے سے سخی داخل ہو سکے گا جس سے چاہے گا اسی سے چلا جائے گا سارا یہ جو الگ الگ اعمال کے الگ الگ دروازے ہیں ان کا مطلب صرف یہی ہے کہ نفل طور پر وہ عبادت اس میں غالب ہو ورنہ مومن کم از کم فرائض تو ضرور ہی ادا کرتا ہے جس کو نفلی روزے رکھنے کی عادت ہوگی وہ باب الریان سے داخل ہوگا اور جس کو نفلی نماز زیادہ پڑھنے کی عادت ہوگی وہ نماز کے دروازے سے داخل ہوگا اس حدیث سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نہایت فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جنت کے ہر دروازے سے داخلے کی دعوت ہوگی اور واقعی آپ اسی لائق ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مال اور صحبت کے لحاظ سے جتنا احسان مجھ پر ابوبکر نے کیا ہے اتنا اور کسی نے نہیں کیا ۱۲۔

۳۶۱۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ صَائِمًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ جَنَازَۃً قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مِسْکِیْنًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مَرِیْضًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِیْ امْرِیٍٔ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۳۶۲۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَۃٌ لِجَارَتِہَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاۃٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۳۶۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ وَّحُذَیْفَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۶۱۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج تم میں سے روزہ کس نے رکھا ہے۔ تو ابو بکر نے کہا میں نے پھر آپ نے فرمایا۔ تم میں سے جنازہ کس نے پڑھا ہے۔ تو ابو بکر نے کہا۔ میں نے آپ نے فرمایا تم میں سے آج بیمار پرسی کس نے کی ہے۔ تو ابو بکر نے کہا۔ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمام کام جس آدمی میں ایک دن میں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۳۶۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے مسلمان عورتو کوئی ہمسائی اپنی کسی ہمسائی کو ذلیل نہ سمجھے۔ اگرچہ بکری کی کھری کیوں نہ ہو[2] متفق علیہ۔

۳۶۳۔ حضرت جابر اور حذیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر بھلائی صدقہ ہے[3] متفق علیہ

حضرت ابو بکر کی ایک اور فضیلت

[1] اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے یعنی اگر کسی مومن میں یہ سب کام ایک ہی دن میں اکٹھے ہو جائیں تو وہ آدمی ابتدا ہی سے بلاحساب جنت میں چلا جائے گا اور اللہ تعالیٰ یہ تمام کام ایک ہی دن میں صرف اسی آدمی کے لیے جمع کریں گے جو اس مقام کے اہل ہو گا ان دونوں حدیثوں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کمال فضیلت ثابت ہوئی رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲

ہدیے کو حقیر نہ سمجھو۔

[2] اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ ہمسائی کو ہدیہ ضرور بھیجا کرو خواہ کوئی بالکل معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو اور جس کو ہدیہ بھیجا جائے اسے چاہیے کہ اپنی ہمسائی کے ہدیے کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کی جلی ہوئی کھری کیوں نہ ہو ۱۲

ہر نیکی کا ثواب صدقہ کی طرح ہے۔

[3] اس حدیث کو احمد ابو داؤد ترمذی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی حدیثیں صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہیں مطلب یہ ہے ہر نیکی کا ثواب اسی طرح ہوتا ہے جیسے کوئی مال سے صدقہ کرے ۱۲

۳۶۴ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلِیْقٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۳۶۵۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ فَلْیَعْمَلْ بِیَدَیْہِ فَیَنْفَعُ نَفْسَہٗ وَیَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ اَوْلَمْ یَفْعَلْ قَالَ فَیُعِیْنُ ذَا الْحَاجَۃِ الْمَلْھُوْفَ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْہُ قَالَ فَیَاْمُرُ بِالْخَیْرِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ قَالَ فَیُمْسِکُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّہٗ لَہٗ صَدَقَۃٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۶۶۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَیْہِ

۳۶۴۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو۔ اگرچہ تو اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا

۳۶۵۔ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔ لوگوں نے کہا اگر اسکو نہ ملے۔ تو فرمایا۔ اپنے ہاتھوں سے کام کرے خود بھی اس سے نفع اٹھائے۔ اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے کہا۔ اگر اسکو توفیق نہ ہو۔ یا نہ کرے۔ تو فرمایا۔ کسی مسکین حاجتمند کی مدد کردے۔ کہنے لگے۔ اگر ایسا بھی نہ کرے۔ تو آپ نے فرمایا۔ نیکی کا حکم دے اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو آپ نے فرمایا۔ کم از کم برائی ہی نہ کرے۔ تو یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ متفق علیہ

۳۶۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندوں کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے۔ اور ہر روز صدقہ

اچھے اخلاق کے لیے کوشش کرو۔

لہ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی ابن حبان اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے

اس حدیث میں حسن خلق کی ترغیب دلائی گئی ہے ۱۲۔

مزدور بھی صدقہ کریں۔

ٹہ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے الملھوف کا ترجمہ متحیر، بیقرار اور مظلوم ہے مطلب یہ ہے کہ صدقہ صرف یہی نہیں ہوتا کہ روپیہ پیسہ خرچ کیا جائے بلکہ جس طرح روپیہ پیسہ دے کر کسی کا دل خوش کیا جا سکتا ہے اسی طرح اس کے ساتھ اچھا سلوک نیکی یا خوش اخلاقی سے پیش آکر بھی اس کا دل خوش کیا جا سکتا ہے اور پھر یہ بھی صدقہ ہے کہ کم از کم آدمی کسی سے برائی کر کے اس کے دل کو آزردہ نہ کرے۔ اس حدیث میں یہ بھی ترغیب دی گئی ہے کہ اگر آدمی دولتمند نہ ہو تو محنت مزدوری کرے اپنی حاجتیں بھی پوری کرے اور غریبوں مسکینوں پر صدقہ بھی کرے یعنی مزدوروں کو بھی ترغیب دلائی ہے کہ تم بھی صدقہ کیا کرو۔ اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو ۱۲۔

صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۶۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلٰثِمِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ وَالثَّلٰثِمِائَةِ فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

صدقہ ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کردے۔ یہ بھی صدقہ ہے۔ اور کسی کو سواری پر چڑھانے میں مدد کرے۔ تو یہ بھی صدقہ ہے یا کسی کو بوجھ اٹھوا دے۔ تو یہ بھی صدقہ ہے۔ اور اچھی بات بھی صدقہ ہے۔ اور تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹائے۔ تو وہ بھی صدقہ ہے۔ متفق علیہ۔

۳۶۷۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنی آدم میں سے ہر انسان ۳۶۰ جوڑوں پر پیدا ہوا ہے۔ پھر جو آدمی اللہ اکبر کہے۔ اور الحمد للہ کہے۔ اور سبحان اللہ کہے۔ اور استغفار کرے۔ اور لوگوں کے راستے سے کوئی پتھر یا کانٹا یا ہڈی ہٹا دے۔ یا بھلائی کا حکم کرے۔ یا بری بات سے روکے۔ تین سو ساٹھ عدد کے برابر تو وہ اس دن اس حال میں چلے گا کہ اسنے اپنی جان کو آگ سے بچالیا ہوگا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

جسمانی امداد بھی صدقہ ہے

ف۱ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کے جسم میں جتنے جوڑ رکھے گئے ہیں انکی حکمتیں حقیقت میں تو خداوند تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں لیکن ان کے فوائد جن کی وجہ سے انسانی جسم میں مختلف حرکات پیدا ہوتی ہیں بلاشبہ یہ جوڑ خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہیں اور نعمتوں پر شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے چونکہ ہر دن ان جوڑوں کا صحیح سلامت رہنا خدا تعالیٰ کا ایک علیحدہ احسان ہے اسلئے ہر روز صدقہ کرنا چاہیئے پھر جس طرح مالی امداد صدقہ ہے اسی طرح جسمانی امداد بھی صدقہ ہے۔ ۱۲۔

ہر طرح کی عبادت صدقہ ہے

ف۲ اس حدیث کو نسائی ابن ماجہ اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ خیرات ہی کی طرح تسبیح اور تحمید کا بھی ثواب ہے یعنی عبادت مالی ہو یا بدنی یا قولی سب میں اجر ہے اور ہر ایک عبادت صدقہ کے قائم مقام ہے۔ ۱۲۔

۳۶۸- وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِکُلِّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃً وَّکُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃٌ وَّکُلِّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃٌ وَّکُلِّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃٌ وَّاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ وَّنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَّفِیْ بُضْعِ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیَاْتِیْ اَحَدُنَا شَھْوَتَہٗ وَیَکُوْنُ لَہٗ فِیْھَا اَجْرٌ قَالَ اَرَاَیْتُمْ لَوْ وَضَعَھَا فِیْ حَرَامٍ اَکَانَ عَلَیْہِ فِیْہِ وِزْرٌ فَکَذٰلِکَ اِذَا وَضَعَھَا فِی الْحَلَالِ کَانَ لَہٗ اَجْرٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۳۶۹- وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الصَّدَقَۃُ اللِّقْحَۃُ الصَّفِیُّ مِنْحَۃً وَّالشَّاۃُ الصَّفِیُّ مِنْحَۃً تَغْدُوْ بِاِنَاءٍ وَّتَرُوْحُ بِاٰخَرَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۷۰- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ

۳۶۸- حضرت ابوذر رضی اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر تسبیح صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے۔ ہر تحمید صدقہ ہے۔ ہر تہلیل صدقہ ہے۔ اور امر بالمعروف صدقہ ہے۔ اور نہی عن المنکر صدقہ ہے اور تمہاری شرمگاہ میں صدقہ ہے۔ لوگ کہنے لگے اے اللہ کے رسول۔ کیا ہم میں کوئی اپنی شہوت پوری کرے۔ تو اس میں بھی اسکو اجر ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بھلا یہ تو بتاؤ۔ اگر شہوت کو حرام طریقہ سے پورا کرتا تو کیا اسپر بوجھ نہ ہوتا۔ پھر اسی طرح اگر وہ اسکو حلال طریقہ سے پورا کرے گا۔ تو اسکو اجر[1] بھی ہوگا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۳۶۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین صدقہ بہت دودھ دینے والی اونٹنی مانگے سے دے دینی ہے بہت دودھ دینے والی بکری مانگے سے دینی۔ جو صبح بھی ایک برتن بھر دے اور شام کو بھی ایک برتن بھر دے[2]۔ متفق علیہ۔

۳۷۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کوئی درخت لگاتے۔ یا کوئی کھیتی کرے

حرام سے بچنا بھی صدقہ ہے۔ [1] اس حدیث کو احمد ابوداؤد۔ نسائی ابن حبان اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تسبیح تحمید تہلیل ہر چیز صدقہ میں شامل ہے اور اسی طرح اپنی بیوی سے صحبت کرنا بھی صدقہ ہے لہٰذا ہر چیز خواہش نفس معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے ایک تو اس سے بیوی کا حق ادا ہوتا ہے اور دوسرے اس سے آدمی اپنے آپ کو حرام سے بچاتا ہے۔ اگر وہ کہیں جا کر زنا کرے تو جسطرح اس کو گناہ ہوگا اسی طرح اگر وہ حلال طریقہ سے اپنی خواہش نفس پوری کرے اور حرام سے بچ جائے تو وہ ثواب بھی پائے

دودھ دینے والا جانور دینا بھی صدقہ ہے۔ [2] اس حدیث کو احمد اور مالک نے بھی روایت کیا ہے منحہ وہ شیر دار جانور ہے جو کسی کو دودھ پینے کے لئے دیا جائے اور جب دودھ دینا ختم کردے تو مالک اس کو واپس لے لے وہ جانور خواہ اونٹنی ہو یا گائے یا بھینس یا بکری یا بھیڑ وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بہترین صدقہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے ہر صبح اور ہر شام ان کو تازہ اور خالص دودھ پینے کے لیے مل جاتا ہے

يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَيْرٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ وَّمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ

۳۷۱ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُفِرَ لِاِمْرَاَةٍ مُّوْمِسَةٍ مَّرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَاْسِ رَكِيٍّ يَّلْهَثُ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهٗ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ قِيْلَ اِنَّ لَنَا فِى الْبَهَائِمِ اَجْرًا قَالَ فِىْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَّطْبَةٍ اَجْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِىْ هِرَّةٍ اَمْسَكَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ مِنَ الْجُوْعِ فَلَمْ تَكُنْ تُطْعِمُهَا وَلَا تُرْسِلُهَا فَتَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

پھر اس سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کھا جائے۔ تو وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا[1]۔ متفق علیہ اور مسلم کی ایک روایت میں جابر سے ہے۔ کہ جو کچھ اس میں سے چرا لیا جائے۔ وہ بھی صدقہ ہے۔

۳۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک بدکار عورت کو اس لئے بخش دیا گیا۔ کہ وہ ایک کنوئیں کے پاس سے گزری۔ کہ اس پر کتا ہانپ رہا تھا۔ اور پیاس سے مرنے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اس کو اپنے دوپٹے سے باندھا۔ اور اس سے پانی نکال کر کتے کو پلا دیا۔ تو اس کو معاف کر دیا گیا۔ سوال کیا گیا۔ کیا ہم کو جانوروں میں بھی اجر ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہر تر جگر والے میں اجر ہے[2]۔ متفق علیہ۔

۳۷۲- ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک عورت کو عذاب دیا گیا۔ ایک بلی کے متعلق کہ اس نے اسکو باندھ رکھا۔ یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ نہ تو وہ اسے کھانا کھلاتی۔ اور نہ ہی اسے چھوڑتی۔ کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی[3]۔ متفق علیہ۔

نقصان ہو جانے کا بھی اجر ملتا ہے۔ [1] اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے کھیتی باڑی کی فضیلت ثابت ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان آدمی کا مال جس طرح بھی کھایا جائے اس کو ثواب ملتا ہے اسی طرح اگر کوئی نقصان ہو جائے مثلاً چوری ہو جائے جل جائے غرق ہو جائے گر پڑے تو اس میں بھی مومن کو اجر ملتا ہے اگر اپنے ہاتھ سے دے تو اس سے کم از کم دس گناہ اجر ملتا ہے لیکن اگر اپنے ہاتھ سے نہ دے تو بھی اصل مال تو ضائع نہیں ہوتا بہرحال اس کا اجر اس کو ملے گا۔۱۲

جانور کو کھلانے میں بھی ثواب ہے۔ [2] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیکی جس چیز سے بھی کی جائے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان ضائع نہیں ہوتی اس کا اجر ملتا ہے ہاں موذی جانوروں کو کھلانے پلانے کا ثواب نہیں ہے بلکہ ان کو مار دینا کار ثواب ہے مثلاً سانپ بچھو چوہے وغیرہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ بعض دفعہ کبیرہ گناہ بلا بغیر توبہ کے بخش دیتے ہیں ۱۲۔

جانور کو بھوکا رکھنا کبیرہ گناہ ہے [3] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے ایک روایت میں آیا ہے بقیہ صفحہ آئندہ

۳۷۳۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِیْقٍ فَقَالَ لَاُنَحِّیَنَّ هٰذَا عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ لَا یُؤْذِیْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۳۷۴۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلًا یَتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّةِ فِیْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِیْقِ کَانَتْ تُؤْذِی النَّاسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۷۵۔ وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَنْتَفِعُ بِهٖ قَالَ اَعْزِلِ الْاَذٰى عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَسَنَذْکُرُ حَدِیْثَ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ اِتَّقُوا النَّارَ فِیْ بَابِ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

۳۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ ایک آدمی ایک درخت کے پاس سے گزرا۔ اس کی ایک شاخ راستے پر تھی۔ اس نے کہا کہ میں اسکو مسلمانوں کے راستہ سے ہٹادوں گا۔ کہ یہ ان کو تکلیف نہ دے[۱] اس کو بخش دیا گیا۔ متفق علیہ

۳۷۴۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ایک آدمی کو جنت میں پھرتے دیکھا کہ اسنے ایک درخت کو راستہ سے کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا[۲] اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۳۷۵۔ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی مجھے کوئی ایسی چیز بتاؤ جس سے مجھ کو نفع ہو آپ نے فرمایا۔ مسلمانوں کے راستے سے کسی تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دے[۳]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔ اور عدی بن حاتم کی حدیث اتقوا النار کو ہم باب النبوۃ میں انشاء اللہ بیان کریں گے

(بقیہ حاشیہ) کہ یہ عورت حمیر قبیلہ سے تھی مسلم کی روایت میں ہے کہ یہودی مذہب رکھتی تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بھوک پیاس سے جانوروں کو مار دینا بہت بڑا کبیرا گناہ ہے جو آدمی کو دوزخ میں لے جاسکتا ہے اور پھر انسان کو اس طرح بھوک پیاس سے مار دینا کتنا بڑا جرم ہے ۱۲۔

لوگوں کو راحت پہنچانے کا ثواب [۱] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد۔ ابن ماجہ۔ ترمذی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے ابوداؤد میں ہے کہ اس آدمی نے اور کوئی نیک کام کبھی نہیں کیا تھا صرف مسلمانوں کے رستہ سے ایک تکلیف دینے والی شاخ کو کاٹ دیا تھا اسی سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اس سے لوگوں کو راحت اور آرام پہنچانے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ۱۲۔

[۲] اس حدیث کو بخاری نے بھی کیا ہے اس سے بھی موذی چیز کو راستہ سے ہٹانے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ۱۲۔

موذی چیز کو ہٹا دینے کا ثواب۔ [۳] اس حدیث کو بخاری نے ادب مفرد اور سعد بن سعد طبرانی نے کبیر میں۔ اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس کا مضمون بھی وہی ہے جو پہلی دونوں حدیثوں کا ہے ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۳۷۶ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ جِئْتُ فَلَمَّا تَبَیَّنْتُ وَجْهَهٗ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَیْسَ بِوَجْهِ کَذَّابٍ فَکَانَ اَوَّلُ مَا قَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ۔

۳۷۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ

فصل دوم

۳۷۶ - عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا - کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو میں آیا۔ جب میں نے آپ کا چہرہ دیکھا۔ تو میں نے جان لیا۔ کہ یہ منہ جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔ آپ نے پہلی کلام یہ فرمائی۔ کہ اے لوگو۔ سلام کو عام کرو۔ اور کھانا کھلاؤ۔ اور صلہ رحمی کرو۔ اور لوگ سو رہے ہوں۔ تو تم اٹھ کر نماز پڑھ لو۔ تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ اس کو ترمذی ابن ماجہ۔ اور دارمی نے روایت کیا۔

۳۷۷ - عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحمان کی عبادت کرو۔ اور کھانا کھلاؤ۔ اور سلام کو عام کرو۔ اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

لوگوں کو فائدہ پہنچانے کا ثواب۔

لہ اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اس حدیث کو یہاں صلہ رحمی کے لیے لائے ہیں لیکن اس میں ہر کام وہ ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے مثلاً سلام کہنا کھانا کھلانا صلہ رحمی کرنا اور نماز میں اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے جیسے کہ دوسری چیزوں میں تعلق بندوں سے تعلق پیدا کرنا مقصود ہے ۱۲۔

لوگوں کی مدد سے خدا کی مدد پہنچتی ہے

سلہ اس حدیث کو ابن حبان نے بھی روایت ہے اور ترمذی نے صحیح کہا ہے مطلب اس حدیث کا بھی وہی ہے جو پہلی حدیث کا ہے۔ یعنی یہ وہ تمام اخلاق حسنہ ہیں جن سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کا بھلا کرے حدیث میں ہے کہ جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتے رہتے ہیں اور اللہ کی مدد حاصل کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ خدا کے بندوں کی مدد کرے ۱۲۔

۳۷۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۳۷۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَاِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَاَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ اِنَاءِ اَخِيْكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۳۸۰۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ وَاَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَاِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِيْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَنَصْرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِيَّ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ

۳۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ صدقہ خدا کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔ اور بری موت کو روکتا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۳۷۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر بھلائی صدقہ ہے۔ اور یہ بھی بھلائی ہے۔ کہ تو اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملے۔ اور یہ بھی نیکی ہے۔ کہ تو اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دے۔ اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۳۸۰۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بھائی کو دیکھ کر تیرا تبسم کرنا صدقہ ہے۔ اور تیرا بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے۔ اور تیرا بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے۔ اور تیرا بھولے ہوئے کو راستہ بتانا صدقہ ہے۔ اور کسی نابینا کو تیرا مدد دینا صدقہ ہے۔ اور تیرا راستے سے پتھر۔ کانٹا اور ہڈی کو دور کرنا صدقہ ہے۔ اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں

بری موت کیا ہے؟ لہ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو غریب حسن کہا ہے بری موت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو ایسی موت نہ دیں گے جس سے خاتمہ خراب ہو جائے مثلاً کسی گناہ کے کرتے ہوئے موت واقع ہو جائے یا ایسی حالت میں موت واقع ہو جائے کہ آدمی خدا کی رحمت سے مایوس ہو یا کسی ایسے وقت میں موت آجائے جبکہ آدمی اللہ کے سوا اور کسی چیز کی طرف متوجہ ہو ۱۲۔

پانی پلانا بہترین صدقہ ہے۔ سلہ اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور اس کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث کے پہلے حصہ کو بخاری مسلم نے بھی روایت کیا ہے اگر اپنے ڈول سے مسلمان بھائی کے ڈول میں پانی انڈیل دینا بھی ایک صدقہ ہے تو غور کرنا چاہیے اگر اس کے پاس ڈول نہ ہو تو پھر اس کو پانی دے دینا کتنا بڑا صدقہ ہو گا اور کس قدر بڑھی نیکی ہو گی ۱۲۔

الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۳۸۱۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِأُمِّ سَعْدٍ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۳۸۲۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ أَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقٰى مُسْلِمًا عَلٰى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

پانی انڈیل دینا صدقہ ہے[۱]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۳۸۱۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول سعد کی ماں فوت ہوگئی ہے۔ سو کونسا صدقہ افضل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پانی۔ پھر سعد نے ایک کنواں کھدوایا۔ اور کہا۔ یہ ام سعد کے لئے ہے[۲]۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۳۸۲۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو ننگا ہونے پر کپڑا پہنائے۔ اللہ تعالیٰ اسکو جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوکا ہونے پر کھانا کھلائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے میوے کھلائے گا۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاسا ہونے پر پانی پلائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی مہر لگی ہوئی خالص شراب پلائیں گے[۳]۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

نیکی کے سب کام صدقہ ہیں۔ [۱] ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس کو بخاری نے بھی ادب مفرد میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے بھی اس مضمون کو روایت کیا ہے جامع صغیر کی شرح میں عزیزی نے اس کو ضعیف کہا ہے اس مضمون کی ایک حدیث بزار اور طبرانی نے بھی ابن عمر سے روایت کی ہے

مومن کو مرنے کے بعد بھی ثواب پہنچایا جاتا ہے [۲] اس حدیث کو احمد ابن ماجہ ابن حبان اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ سعید بن منصور اور حسن بصری کی سعد بن عبادہ سے ملاقات نہیں ہے اس کا ایک اور طریق ابو اسحاق سبیعی سے بھی ہے لیکن اس میں ایک مجہول راوی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہترین صدقہ کسی کو پانی پلانا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد مسلمان آدمی کو بعض چیزوں کا ثواب پہنچتا رہتا ہے ۱۲ **صدقہ کی فضیلت کا ایک منظر** [۳] اس حدیث کو ابوداؤد نے ابوخالد یزید بن عبدالرحمٰن دالانی کی روایت سے بیان کیا ہے اور اسکی حدیث حسن ہے اس حدیث سے بھی صدقہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ۱۲۔

۳۸۳ - وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ ثُمَّ تَلَا لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ الْاٰيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۳۸۴ - وَعَنْ بُهَيْسَةَ عَنْ اَبِيْهَا قَالَتْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِيْ لَا يَحِلُّ مَنْعُهٗ قَالَ الْمَاءُ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِيْ لَا يَحِلُّ مَنْعُهٗ قَالَ الْمِلْحُ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِيْ لَا يَحِلُّ مَنْعُهٗ قَالَ اَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَّكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

۳۸۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْيٰى اَرْضًا مَيْتَةً فَلَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ

۳۸۳۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اور نہیں ہے۔ نیکی یہ کہ پھیر لو تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کیطرف پوری آیت تک۔ اسکو ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۳۸۴۔ بہیسہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول وہ کونسی چیز ہے۔ جس سے روکنا نہیں چاہیئے آپ نے فرمایا۔ پانی پھر کہا اے اللہ کے نبی کونسی وہ چیز ہے۔ جس سے روکنا جائز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نمک کہا اے اللہ کے نبی کونسی وہ چیز ہے جس سے روکنا جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سارے ہی بھلائی کے کام تیرے لیے بہتر ہیں[1]۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۳۸۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی مردہ زمین کو آباد کرے تو اس کو اس میں

زکوۃ کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں۔ [1] اس حدیث کی سند تو اچھی نہیں ہے کیونکہ ابو حمزہ میمون الاعور ضعیف ہے لیکن اس میں جو استدلال قرآن مجید کی آیت سے کیا گیا ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ اس آیت میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر مال دے قرابت والوں کو اور یتیموں اور مسکینوں کو اور مسافروں کو ان تمام حقوق کو بیان کرنے کے بعد فرمایا یہ حق ادا کرے اور زکوٰۃ دے تو معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی ان لوگوں کے کچھ حقوق ہیں ۱۲

نمک سے کسی کو نہ روکا جائے [2] اس حدیث کو احمد نسائی اور دارمی نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت سے زائد پانی سے کسی کو روکنا نہیں چاہیئے اور اسی طرح نمک سے بھی خواہ وہ کان میں ہو یا کان سے باہر نکالا جا چکا ہو ۱۲

وَمَا أَكَلَتِ الْعَافِيَةُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۳۸۶۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَنَحَ مِنْحَةَ لَبَنٍ أَوْ وَرِقٍ أَوْ هَدَى زُقَاقًا كَانَ لَهُ مِثْلُ عِتْقِ رَقَبَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۳۸۷۔ وَعَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَرَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ لَا يَقُوْلُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ قَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ قُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ قُلْتُ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِيْ إِنْ أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ وَإِنْ أَصَابَكَ

اجر ملتا ہے۔ اور جو کچھ اس سے کوئی کھانے والا کھا جائے وہ اس کے لئے صدقہ ہے[۱]۔ اسکو دارمی نے روایت کیا

۳۸۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی دودھ والا جانور مانگنے سے دیدے یا کسی کو بازار یا کوچے کا راستہ بتا دے۔ تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے[۲]۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔

۳۸۷۔ ابو جری جابر بن سلیم نے کہا۔ کہ میں مدینہ میں آیا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا۔ کہ لوگ اس کی رائے کے مطابق کام کرتے ہیں وہ جو کچھ کہتا ہے۔ اس کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے میں نے پوچھا۔ یہ کون آدمی ہے کہنے لگے یہ اللہ کے رسول ہیں۔ کہا کہ میں نے عرض کیا علیک السلام (تجھ پر سلام) اے اللہ کے نبی دو مرتبہ کہا۔ آپ نے فرمایا علیک السلام نہ کہو۔ علیک السلام تو مردوں کا تحفہ ہے[۳]۔ بلکہ کہا کرو۔ السلام علیک میں نے کہا۔ کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو فرمایا۔ میں اس اللہ کا رسول ہوں۔ کہ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے۔ اور تو اس کو پکارے۔ تو وہ تکلیف تجھ سے دور کر دے گا۔ اور اگر تجھ پر قحط سالی آجائے۔ اور تو اسے پکارے۔ تو تیرے لئے اگائے

زراعت کی فضیلت

[۱] اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن حبان اور ضیاء نے مختارہ میں بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے اور عافیہ کا معنی طالب رزق ہے خواہ وہ آدمی ہو یا کوئی اور جانور اس حدیث سے بھی زراعت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ۱۲۔

[۲] اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے حدیث حسن صحیح غریب ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو آدمی کسی نابینا کو راہ پر ڈال دے یا کسی بھولے بھٹکے آدمی کو راستہ بتا دے تو اسکو اتنا اجر ملتا ہے جتنا کہ ایک غلام آزاد کرنے کا ۱۲۔

علیک السلام اور السلام علیک میں فرق

[۳] اس حدیث کو نسائی نے مختصر طور پر روایت کیا ہے اور ترمذی نے پورا واقعہ بیان کیا ہے اور اس کو حسن صحیح کہا ہے نووی نے ریاض الصالحین میں کہا ہے کہ ابو داود اور ترمذی نے اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے یہ جو فرمایا کہ علیک السلام مردوں کا تحفہ ہے یہ جاہلیت کے پرانے دستور کے مطابق کہا کہ وہ لوگ مردوں کو علیک السلام کہا کرتے تھے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ مردوں کو السلام علیک یا السلام علیکم کہنا منع ہے حدیث شریف میں کئی جگہ آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قبرستان میں تشریف لے جاتے تو فرماتے سلام علیکم اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین اور اگر کسی نے پوچھا بھی کہ اگر میں قبرستان میں جاؤں تو کیسے کہوں تو اسکو بھی یہی کہا کہ اس طرح السلام علیکم

عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ اَنْبَتَهَا لَكَ وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ قُلْتُ اِعْهَدْ اِلَيَّ قَالَ لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا شَاةً قَالَ وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِّنَ الْمَعْرُوْفِ وَاَنْ تُكَلِّمَ اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَيْهِ وَجْهُكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ وَاِنِ امْرُءٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْهُ حَدِيْثَ السَّلَامِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَيَكُوْنُ لَكَ اَجْرُ ذٰلِكَ وَوَبَالُهُ عَلَيْهِ۔

گا اور جب تو کسی زمین یا جنگل زمین میں ہو۔ اور تیری سواری بھاگ جائے۔ پھر تو اس کو پکارے۔ تو وہ تجھ کو واپس لا دے گا۔[۱] میں نے عرض کیا۔ آپ مجھ سے کوئی عہد لے لیں۔ آپ نے فرمایا کسی کو گالی نہ دینا۔[۲] ابو سلیم نے کہا اس کے بعد میں نے کسی کو گالی نہیں دی۔ نہ آزاد کو نہ غلام کو۔ اور نہ اونٹ کو اور نہ بکری کو۔ آپ نے فرمایا۔ کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو اور اگر تو اپنے بھائی سے ہنس کر خندہ پیشانی سے بات کرے تو یہ بھی نیکی ہے۔ اور اپنا تہبند نصف پنڈلی تک اٹھا کر رکھو۔ اور اگر اس سے انکار کرو۔ تو بہر حال ٹخنوں سے نہ بند اوپر رکھو۔ اور ٹخنوں سے نیچے بند لٹکانے سے بچو۔ کہ یہ تکبر سے ہے[۳] اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے۔ یا تجھے کوئی عیب لگائے۔ جو وہ جانتا ہو۔ کہ تجھ میں ہے۔ تو تو اسے عیب نہ لگانا جو اس میں تو جانتا ہے کہ اس کا وبال اسپر رہے گا۔[۴] اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے اس سے سلام کی حدیث کو روایت کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تجھ کو اس کا اجر ملے گا۔ اور اسپر اس کا وبال رہے گا۔

---

[۱] یہ صفات اس لیئے بیان فرمائیں کہ اسکو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی ترغیب پیدا ہو ۱۲۔

گالی دینا مومن کی شان نہیں

[۲] گالی دینا مومن کی شان کے لائق نہیں ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کو گالی دینے سے آدمی خود فاسق ہو جاتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ مومن گالی نہیں دیتا فاسق نہیں ہوتا اور بازاروں میں شور و غل نہیں کرتا ۱۲۔

تکبر کیا ہے اور اس کی علامت کیا

[۳] تکبر ایک بدترین صفت ہے جو انسان کو جنت میں جانے سے روک دیتی ہے یہ تکبر ہی تھا جس نے شیطان کو راندہ درگاہ ٹھہرایا ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تکبر میرا لباس ہے جو اس بات کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اس کو اپنی آگ میں جھونک دوں گا تکبر یہ ہے کہ آدمی حق کو ٹھکرا دے اور لوگوں کو ذلیل سمجھے

[۴] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے رستہ میں دے دیا گیا وہ تو آخرت کے خزانے میں جمع ہو کر محفوظ ہو گیا اب اس کو تو کوئی خطرہ ہی نہیں اور جو نہ دیا گیا وہ برباد ہو گا ختم ہو جائے گا۔ اس سے وہ نہیں رہا ۱۲۔

۳۸۸- وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنْهَا قَالَتْ مَا بَقِيَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا قَالَ بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ۔

۳۸۹- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا اِلَّا كَانَ فِي حِفْظٍ مِنَ اللهِ مَادَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ خِرْقَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۳۹۰- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يَرْفَعُهٗ قَالَ ثَلٰثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ رَجُلٌ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتْلُوْ كِتَابَ اللهِ وَرَجُلٌ يَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا اُرَاهُ قَالَ مِنْ شِمَالِهٖ وَرَجُلٌ كَانَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَانْهَزَمَ اَصْحَابُهٗ فَاسْتَقْبَلَ الْعَدُوَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ اَحَدُ رُوَاتِهٖ اَبُوْبَكْرِ بْنُ

۳۸۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ انھوں نے بکری ذبح کی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس سے کیا باقی بچا ہے کہنے لگیں۔ اس سے صرف ایک کندہ باقی بچا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ سارا بچ گیا ہے صرف کندھا ہی نہیں بچا[1]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا اور صحیح کہا۔

۳۸۹- حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو کوئی کپڑا پہنا دے[2]۔ وہ اس وقت تک اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں رہے جب تک کہ اس کے جسم پر اس کپڑے کا ایک چیتھڑا بھی رہے گا۔ اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۳۹۰- حضرت عبداللہ بن مسعود مرفوعاً کہتے ہیں۔ کہ تین آدمی ہیں جن کو اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے۔ ایک وہ آدمی جو رات کو کھڑا ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرے۔ ایک وہ آدمی جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے۔ اور اس کو مخفی رکھے۔ میرا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا تھا اپنے بائیں ہاتھ سے بھی۔ اور ایک وہ آدمی جو لشکر میں تھا۔ اس کے ساتھی شکست کھا گئے۔ اور وہ پھر[3] دشمن کے سامنے کھڑا رہا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ کیونکہ اس کا ایک راوی ابوبکر بن عیاش بہت غلطیاں کرنے والا ہے۔

خدا کی راہ میں دیا ہوا محفوظ ہو گیا [1] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے رستہ میں دے دیا گیا وہ تو آخرت کے خزانے میں جمع ہو کر محفوظ ہو گیا اب اس کو تو کوئی خطرہ ہی نہیں اور جو خدا تعالیٰ کے لیے نہیں دیا گیا وہ فنا ہو جائے گا اس لیے حقیقت میں وہی نہیں رہا ۱۲۔

[2] یعنی یہی مضمون آئندہ کی حدیث میں آ رہا ہے ۱۲۔

کپڑا دینے کا اجر کیا ہے۔ [3] اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن غریب کہا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کپڑا کسی کو دیدیا جاوے تو جب تک کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اس کو ثواب ملتا رہے گا ۱۲۔

عَبَّاسٌ كَثِيْرُ الْغَلَطِ

۱۹۳- وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ وَثَلٰثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ
فَاَمَّا الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ فَرَجُلٌ اَتٰی قَوْمًا فَسَاَلَهُمْ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَسْاَلْهُمْ لِقَرَابَةٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَ
رَجُلٌ بِاَعْيَانِهِمْ فَاَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهٖ اِلَّا اللّٰهُ وَالَّذِیْ اَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰی
اِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهٖ فَوَضَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِیْ وَيَتْلُوْ اٰيَاتِیْ وَرَجُلٌ فِیْ سَرِيَّةٍ
فَلَقِیَ الْعَدُوَّ فَهُزِمُوْا فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهٖ حَتّٰی يُقْتَلَ اَوْ يُفْتَحَ لَهٗ وَالثَّلٰثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ اَلشَّيْخُ
الزَّانِیْ وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِیُّ الظَّلُوْمُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ- مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ وَثَلٰثَةٌ يُبْغِضُهُمْ

۱۹۳- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جو دوست رکھتا ہے۔ ان کو اللہ
اور تین آدمی ہیں کہ ان کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ پھر وہ آدمی جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک تو وہ آدمی ہے جو کسی قوم کے
پاس آیا۔ اور ان سے اللہ کے نام پر مانگا۔ اور کسی قرابت کی وجہ سے سوال نہیں کیا۔ جو ان سے وہ رکھتا ہو۔ سو انہوں نے اسکو کچھ نہ دیا۔
اور ایک آدمی اپنی قوم سے پیچھے رہ گیا۔ اس نے اس کو پوشیدہ طور پر کچھ دے دیا کہ اس کے عطیہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یا وہ جانتا ہے۔
جس نے اس کو دیا۔ اور ایک قوم ساری رات چلتی رہی۔ جب ان کو نیند ہر چیز سے زیادہ پیاری معلوم ہونے لگی۔ تو سونے کے لئے انہوں نے
سر رکھ دیئے۔ اور وہ آدمی کھڑا ہو کر میرے سامنے عاجزی کرنے لگا۔ اور میری آیتیں پڑھنے لگا۔ اور ایک وہ آدمی جو کسی لشکر میں تھا۔ اس کا دشمن
سے مقابلہ ہوا۔ اور وہ شکست کھا گئے۔ اور وہ اپنا سینہ تان کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے۔ یا پھر وہ فتح حاصل کرے۔ اور وہ
تین آدمی جن کو اللہ ناپسند کرتا ہے ایک بوڑھا زانی اور دوسرا متکبر فقیر اور تیسرا دولتمند ظالم اس کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

صدقہ ظاہر کرکے دینا بہتر ہے یا چھپا کر سلہ اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور حاکم
نے بھی اور اس حدیث کو حاکم نے صحیح کہا ہے قرآن مجید میں ہے کہ اگر تم صدقہ ظاہر کرکے دو تو یہ بھی اچھی بات ہے اور اگر صدقہ چھپا کر دو تو یہ بہتر ہے
اب اس میں اختلاف ہے کہ صدقہ ظاہر کرکے دینا بہتر ہے یا چھپا کر کیونکہ ایک فائدہ ظاہر کرکے دینے میں ہے کہ شائد اور لوگوں کو بھی صدقہ کی ترغیب ہو ایک فائدہ
چھپا کر دینے میں سے پاک ہے۔

خدا کا محبوب ترین بندہ سلہ رات کو تہجد کی نماز پڑھنا اور بالخصوص جب کہ آدمی تھکا ماندہ بھی ہو بہت بہتر ہے ۱۲۔
سلہ تیسرا وہ شخص ہے کہ جس کو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ قوم شکست کھا کر بھاگ چکی ہے اور میرے
لیے یہاں سے صحیح سلامت بچ کر نکل جانا ناممکن ہے اور موت کو دیکھتے ہوئے بھی خدا تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے ڈٹ جائے اور اپنی جان دیدے ۱۲۔

کیفیت کی تبدیلی سے نوعیت کی تبدیلی سلہ یہ تین وہ آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دشمن رکھتے ہیں زنا ہر عمر میں کبیرہ گناہ ہے لیکن اوائل جوانی
میں جب شہوت کا زور ہوتا ہے اور عقل اتنی پختہ نہیں ہوتی اس زنا میں اور ڈھلتی عمری اور شہوت کی کمی کے زمانہ میں جو زنا کیا جائے ان دونوں (بقیہ حاشیہ آئندہ)

۳۹۲- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِیْدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَقَالَ بِھَا عَلَیْھَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ شِدَّۃِ الْجِبَالِ فَقَالُوْا یَا رَبِّ ھَلْ مِنْ خَلْقِکَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ اَلْحَدِیْدُ فَقَالُوْا یَا رَبِّ ھَلْ مِنْ خَلْقِکَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْحَدِیْدِ قَالَ نَعَمْ اَلنَّارُ فَقَالُوْا یَا رَبِّ ھَلْ مِنْ خَلْقِکَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ اَلْمَاءُ فَقَالُوْا یَا رَبِّ ھَلْ مِنْ خَلْقِکَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ اَلرِّیْحُ فَقَالُوْا یَا رَبِّ ھَلْ مِنْ خَلْقِکَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ الرِّیْحِ قَالَ نَعَمْ اِبْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقَ صَدَقَۃً بِیَمِیْنِہٖ یُخْفِیْھَا مِنْ شِمَالِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَذُکِرَ حَدِیْثُ مُعَاذٍ اَلصَّدَقَۃُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَۃَ فِیْ کِتَابِ الْاِیْمَانِ -

۳۹۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالٰے نے زمین کو پیدا کیا۔ تو وہ حرکت کرنے لگی پھر اللہ تعالٰے نے پہاڑوں کو پیدا کیا۔ اور زمین پر ان کو گاڑ دیا۔ تو وہ ٹھہر گئی۔ تو فرشتوں کو پہاڑوں کی سختی سے تعجب ہوا۔ کہنے لگے۔ اے رب کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز پہاڑ سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہاں۔ لوہا۔ کہنے لگے۔ اے رب کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ فرمایا ہاں۔ آگ۔ کہنے لگے۔ اے رب کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز آگ سے بھی زیادہ سخت ہے فرمایا۔ ہاں پانی۔ کہنے لگے۔ اے رب کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز پانی سے بھی زیادہ سخت ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ ہوا۔ کہنے لگے اے رب کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ فرمایا۔ ہاں وہ آدم کا بیٹا جو اس کا دایاں ہاتھ صدقہ کرے۔ تو اپنے بائیں ہاتھ سے بھی چھپالے[۱]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور معاذ کی یہ حدیث کہ صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے[۵]۔ یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسی طرح تکبر ہر وقت ہی برا ہے لیکن دولتمندی میں عام طور پر آدمی مغرور ہو جاتا ہے اور تنگ دستی میں عموماً آدمی منکسر المزاج ہوتا ہے اور اگر قرضہ کا دیر سے ادا کرنا یا ادا نہ کرنا دونوں چیزیں بری ہیں لیکن اگر نادار آدمی دیر سے قرضہ ادا کرے تو اس میں اور دولتمند آدمی کے زیر کرنے میں بہت بڑا فرق ہے ۱۲ ۔ مومن سب سے طاقتور ہے ۔ ۱؎ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں سلیمان بن ابی سلیمان مجہول آیا ہے۔ اور منذری نے اس کو ضعیف کہا ہے پہاڑ زمین سے اس لیے سخت ہوئے کہ انہوں نے زمین کی حرکت کو روک دیا اور لوہا پتھر سے سخت ہے کہ وہ اس کو توڑ دیتا ہے اور آگ لوہے سے اس لیے سخت ہے کہ وہ لوہے کو پگھلا دیتی ہے اور پانی آگ سے اسلیے سخت ہے کہ وہ اس کو بجھا دیتا ہے اور ہوا پانی سے اس لیے سخت ہے کہ وہ اس کو خشک کر دیتی ہے اور بندہ مومن ان تمام چیزوں سے اس لیے طاقتور ہے کہ یہ چیزیں ایک ایک چیز پر غالب ہیں اور مومن آدمی دو چیزوں پر غلبہ پاتا ہے شیطان پر بھی اور نفس پر بھی ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۳۹۳- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یُنْفِقُ مِنْ کُلِّ مَالٍ لَہٗ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا اسْتَقْبَلَتْہُ حَجَبَۃُ الْجَنَّۃِ کُلُّھُمْ یَدْعُوْہُ اِلٰی مَا عِنْدَہٗ قُلْتُ وَ کَیْفَ ذٰلِکَ قَالَ اِنْ کَانَتْ اِبِلًا فَبَعِیْرَیْنِ وَاِنْ کَانَتْ بَقَرَۃً فَبَقَرَتَیْنِ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ۔

۳۹۴- وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ صَدَقَتُہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ

۳۹۵- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وَسَّعَ فِیْ عِیَالِہٖ فِی النَّفَقَۃِ یَوْمَ

فصل سوم

۳۹۳- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مسلمان بندہ اپنے مال سے جوڑا اللہ تعالےٰ کے راستے میں خرچ کرے۔ جنت کے سارے دربان اس کا استقبال کریں گے۔ اور کہیں گے کہ جو ہمارے پاس ہے اسکو قبول کرو۔ میں نے عرض کیا۔ جوڑا کس طرح خرچ کرے۔ فرمایا۔ اگر اس کے پاس اونٹ ہوں تو دو اونٹ دے۔ اور گائیں ہوں تو دو گائیں دے[۵۱] اسکو نسائی نے روایت کیا۔

۳۹۴- مرثد بن عبداللہ نے کہا۔ کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے حدیث سنائی۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ قیامت کے دن مومن کو اس کے صدقہ کا سایہ ہی ملے گا[۵۲]۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۳۹۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی عاشوراء کے دن اپنے بال بچہ

---

۵۱ اس حدیث کو احمد ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور پہلی فصل میں حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں اس کی تشریح ہو چکی ہے ۱۲۔

۵۲ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور احمد۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان اور حاکم نے اس کو عقبہ بن عامر سے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جیسے سائبان گرمی۔ دھوپ وغیرہ سے بچاتا ہے اسی طرح قیامت کو صدقہ مومن کو آفات حشر خوف۔ پریشانی پیاس۔ بھوک اور گرمی سے بچائے گا۔

صدقہ کا نام صدقہ کیوں ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کو صدقہ کہا ہے خواہ وہ فرض زکوۃ ہو یا نفلی خیرات۔ اور صدقہ اس کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ مسلمان کے دعوائے اسلام کی صداقت کا نشان ہے اگر وہ اسلام کے نافذ کردہ پروگرام پر یقین رکھتا ہے تو اسے اپنا مال اس پر خرچ کرنا چاہیے اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اپنے دعوی میں سچا ہے ورنہ اس کا مسلمان ہونے کا دعوی جھوٹا ہے ۱۲۔

عَاشُوْرَآءَ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهٖ قَالَ سُفْيَانُ اِنَّا قَدْ جَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ كَذٰلِكَ رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْهُ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَجَابِرٍ وَضَعَّفَهٗ

۳۹۶- وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الصَّدَقَةَ مَاذَا هِيَ قَالَ اَضْعَافٌ مُّضَاعَفَةٌ وَعِنْدَ اللّٰهِ الْمَزِيْدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

بَابُ اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۳۹۷- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَحَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ

پر فراخی کرے گا۔ اللہ تعالٰے اس پر سارا سال فراخی کرے گا۔ سفیان نے کہا۔ ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے اور بالکل اسی طرح پایا[1] ہے۔ اسکو رزین نے روایت کیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس سے بھی اور ابو ہریرہ اور ابو سعید اور جابر سے بھی روایت کیا ہے اور اسکو ضعیف کہا ہے۔

۳۹۶- ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ کے نبی یہ تو فرمایئے۔ صدقہ کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دنیا میں دگنے سے دگنا اور اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ[2] اسکو احمد نے روایت کیا ہے۔

بہترین صدقہ کونسا ہے۔

فصل اول

۳۹۷- حضرت ابو ہریرہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما نے کہا . . . . کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

[1] اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کے کئی ایک طرق ہیں جن میں سے بعض تو بہت کمزور ہیں اور بعض صحیح ہیں ۱۲۔

صدقہ کئی گنا بڑھ جاتا ہے

[2] اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور ان دونوں کی سند میں علی بن یزید راوی بہت ہے لیکن اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی آیت سے بھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضہ دے قرض حسن۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا بڑھا کر دے گا۔ دس حصے سے لے کر سات سو تک بلکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سے بھی بہت زیادہ۔ اور دوسری جگہ فرمایا جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں اور ہر بالی میں سو دانہ ہو اور اللہ تعالٰے جس کے چاہیں اس سے بھی دگنے کر دیں اور اللہ تعالٰے اور بھی بہت وسعت والے ہیں جانتے ہیں ۱۲۔

مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ حَكِيمٍ وَحْدَهُ

۳۹۸۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۹۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۰۰۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ

بہترین صدقہ وہ ہے۔ جو اپنی ضرورتیں پوری کرکے دیا جائے۔ اور انسے شروع کر۔ جن کی پرورش تیرے ذمہ[1] ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور مسلم نے اس کو اکیلے حکیم سے روایت کیا۔

۳۹۸۔ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مسلمان کوئی خرچ اپنے بال بچہ پر کرتا ہے اور وہ اس کے ثواب کی امید بھی رکھتا ہو تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے[2] متفق علیہ۔

۳۹۹۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دینار وہ ہے۔ جس کو تو اللہ تعالے کے راستہ میں خرچ کرے۔ اور ایک دینار وہ ہے جو تو غلام آزاد کرانے میں خرچ کرے۔ اور ایک دینار وہ ہے جو تو مسکین پر خرچ کرے۔ اور ایک دینار وہ ہے۔ جو تو اپنے بال بچہ پر خرچ کرے۔ تو اجر میں سب سے بڑا وہ دینار ہے۔ جس کو تو اپنے بال بچہ پر خرچ کرے[3] اسکو مسلم نے روایت کیا

۴۰۰۔ ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین دینار جسے آدمی خرچ کرے۔ وہ دینار ہے۔ جس کو آدمی اپنے

ضروریات پوری کر کے پھر صدقہ کرو [1] اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابو داؤد عبدالرزاق ابن حبان۔ حاکم۔ ابن خزیمہ اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنا بڑا اچھا کام ہے لیکن ایسا نہ ہونا چاہئیے کہ اپنے بال بچے تو بھوکے پیاسے اور ننگے ہوں اور دوسروں کو یہ آدمی صدقہ خیرات کرتا پھرے بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنے گھر کے ضروری اخراجات پورے کرے اور بعد ازاں دوسروں کی طرف توجہ کرے ۱۲۔

فطری خواہشات پر بھی اجر ہے۔ [2] اس حدیث کو احمد نسائی اور دارمی اور ترمذی نے بھی روایت ہے مطلب یہ ہے کہ گو ساری دنیا اپنے بچوں اور بیوی کے اخراجات پورا کرتی ہے لیکن اگر آدمی یہ خیال اور نیت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اخراجات میرے لئے فرض کئے ہیں اور مجھے اس فرض الہی کو پورا کرنا ہے تو اس کو اپنے بچوں اور اپنی بیوی پر خرچ کے ہوئے پیسے کا بھی اجر ملے گا بلکہ جو اپنی ذات پر بھی خرچ کرے گا اس کا ثواب بھی ہوگا سبحان اللہ تعالیٰ کی کیا رحمتیں ہیں کہ مسلمان کو فطری خواہشات کا بھی اجر ملتا رہتا ہے ۱۲۔

[3] اس حدیث کو احمد اور بخاری نے ادب مفرد میں روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ اجر آدمی کو اس خرچ کا ملتا ہے جو وہ اپنے بال بچہ پر خرچ کرے اور اتنا اجر اور کسی بھی خرچ کا نہیں ملتا ۱۲۔

دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۰۱ - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلِيَ أَجْرٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ فَلَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۲ - وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيفُ ذَاتِ الْيَدِ وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأْتِهِ فَاسْأَلْهُ

اہل وعیال پر خرچ کرے۔ اور وہ دینار ہے جس کو اپنے فی سبیل اللہ گھوڑے پر خرچ کرے۔ اور وہ دینار ہے۔ جس کو اپنے ساتھیوں پر اللہ کے راستہ میں خرچ کرے[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۴۰۰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ کہ اے اللہ کے رسول اگر میں ابو سلمہؓ کے بیٹوں پر کچھ خرچ کروں۔ تو کیا مجھ کو اس کا اجر ملے گا۔ کیونکہ وہ میرے بھی بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ان پر خرچ کر۔ جو تو ان پر خرچ کرے گی۔ اس کا تجھے اجر ملے گا[2]۔ متفق علیہ۔

۴۰۱ زینب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو۔ اگرچہ اپنے زیوروں ہی سے کرو۔ کہنے لگیں میں عبداللہ بن مسعود کے پاس آئی۔ اور میں نے کہا۔ تو ہلکے ہاتھ والا ہے۔ (غریب ہے۔) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صدقہ کا حکم دیا ہے۔ تم جا کر ان سے پوچھو۔ اگر یہ جائز ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میں پھر کسی اور کو صدقہ دے

اخراجات کی ترتیب کیا ہے۔ [1] اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائیؒ اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں جس ترتیب سے اخراجات ذکر کیے ہیں اسی ترتیب سے ان کا اجر ملتا ہے سب سے زیادہ اس روپے پیسے کا اجر ملتا ہے جو آدمی اپنے بال بچہ پر خرچ کرے پھر جہاد کا خرچ اور پھر غازیوں کی امداد اور اس کے بعد دوسرے صدقات کا اجر ہے جو ان تینوں سے بہر حال کم ملتا ہے۔

اپنی اولاد پر خرچ کرنے کا ثواب۔ [2] اس حدیث کو نسائیؒ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں ان سے ان کی اولاد بھی تھی ایک لڑکا اور دو لڑکیاں عمر، زینب اور درّہ آپ نے آنحضرت سے پوچھا کہ اگر میں ان کو کچھ دوں تو مجھے کچھ ثواب ملے گا یا نہیں آپ نے فرمایا ملے گا ۱۲۔

فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُجْزِیُ عَنِّیْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بَلْ اِئْتِيْهِ اَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِیْ حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ فَقَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهٗ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْاَلَانِكَ اَتُجْزِیُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰى اَيْتَامٍ فِیْ حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَّحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هُمَا قَالَ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الزَّيَانِبِ قَالَ

دوں۔ کہنے لگیں۔ عبداللہ نے مجھ کو کہا۔ نہیں تو ہی جا۔ کہنے لگیں۔ میں جب آئی۔ تو انصار کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر کھڑی تھی۔ اسے بھی وہی کام تھا۔ جو مجھے تھا۔ کہنے لگیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ہیبت تھی۔ کہنے لگیں۔ بلال ہم پر باہر نکلے۔ ہم نے اس کو کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ اور آپ کو اطلاع کرو۔ کہ دروازے پر دو عورتیں کھڑی ہیں۔ آپ سے پوچھتی ہیں۔ کہ کیا عورتیں اپنے خاوندوں کو یا ان یتیم بچوں کو صدقہ دے سکتی ہیں۔ جو ان کی گود میں ہوں۔ یا نہیں؟ اور یہ نہ بتلانا کہ ہم کون ہیں تو بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ اور آپ سے سوال کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ کون ہیں۔ کہا انصار کی ایک عورت ہے۔ اور دوسری زینب ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کونسی زینب؟ کہنے لگے عبداللہ بن مسعود کی بیوی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو دوہرا اجر ملے گا۔ ایک اجر قرابت کا اور ایک اجر صدقہ کا۔ متفق علیہ

عورت اپنے شوہر کو صدقہ دے سکتی ہے لہ اس حدیث کو احمد۔ طیالسی۔ نسائی۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے یعنی وہ عورت بھی یہی مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی ہوئی تھی کہ اگر عورت اپنے خاوند کو صدقہ دیدے تو جائز ہے یا نہیں ۱۲۔

آنحضرت کی ہیبت بہت تھی لہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت زیادہ رعب تھا ان سے بات کرتے ہوئے جھجک محسوس ہوتی تھی حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مجھے رعب اور ہیبت دی گئی ہے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تک بھی تو کھل کر بات نہیں کر سکتے تھے ۱۲۔

فرض اور نفل صدقہ برابر ہے۔ لہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت اپنے غریب خاوند کو صدقہ اور زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ صاحبین کا بھی یہی مذہب ہے بعض لوگوں نے خواہ مخواہ تکلف کیا ہے کہ نفلی صدقہ عورت اپنے مرد کو دے سکتی ہے اور فرضی زکوٰۃ نہیں دے سکتی اس کی کوئی دلیل نہیں ہے صحیح یہ ہے مرد اپنی عورت کو صدقہ اور زکوٰۃ نہیں دے سکتا کیونکہ اس کے اخراجات کو پورا کرنا مرد کے ذمہ ہے اور عورت اگر مالدار ہو اور خاوند غریب ہو تو وہ اس کو صدقہ اور زکوٰۃ دے سکتی ہے کیونکہ عورت کے ذمہ مرد کے اخراجات نہیں ہیں ۱۲۔

امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ

۴۰۳ ۔ وَعَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۴ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي قَالَ إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اور یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

۴۰۳۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک لونڈی آزاد کی۔ اور اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو یہ لونڈی اپنے ماموں کو دے دیتی۔ تو تجھے اس کا زیادہ اجر ملتا۔[۱] متفق علیہ۔

۴۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میرے دو ہمسائے ہیں۔ میں ان میں سے کس کو ہدیہ دیا کروں آپ نے فرمایا جس کا دروازہ ان دونوں میں سے زیادہ قریب ہے۔[۲] اس کو بخاری نے روایت کیا۔

---

[۱] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے زیادہ اجر اس لیے ملتا ہے کہ اس سے صلہ رحمی ہوتی ہے اور صلہ رحمی کا اجر غلام لونڈی آزاد کرنے سے زیادہ ہے ۱۲ -

[۲] اس حدیث کو احمد۔ ابوداود۔ اور عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے جو ہمسایہ زیادہ قریب ہو اس کا زیادہ حق ہے بہ نسبت دور کے ہمسائے کے۔ حق صلہ رحمی میں کئی ایک چیزیں ملحوظ ہیں سب سے مقدم تقوی و پرہیزگاری ہے دو ہمسایوں میں سے جو زیادہ دیندار اور متقی آدمی ہو کوشش کرنی چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ اس کے ساتھ روابط قائم ہوں اگرچہ وہ دوسرے کی نسبت دور ہو اگر وہ دونوں پرہیزگاری میں برابر ہوں تو پھر جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو اس کو ہدیہ دیا جائے۔ اگر دروازے برابر ہوں تو پھر جو معمر اور بزرگ ہو اس کا زیادہ خیال رکھا جائے اور پھر آخر میں محض ہمسائیگی کے بھی کچھ حقوق ہیں اگرچہ ہمسایہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ ہمسائیگی کے حقوق میں کمتر حق یہ ہے کہ ہمسایہ کو کسی قسم کی تکلیف نہ دے۔ اور جتنا ہو سکے ہمسایہ سے اچھا سلوک کرے اور اگر غیر مسلم ہمسایہ اسلام کی طرف مائل ہو تو اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے ۱۲

۴۰۵۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَۃً فَاَکْثِرْ مَاءَھَا وَتَعَاھَدْ جِیْرَانَکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۴۰۶۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ جُھْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۴۰۷۔ وَعَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّدَقَۃُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَۃٌ وَھِیَ عَلٰی ذِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَۃٌ وَصِلَۃٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ۔

۴۰۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تو شوربا پکائے۔ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کر۔ اور اپنے ہمسایوں کا بھی خیال رکھا کر[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

دوسری فصل

۴۰۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول سب سے بہتر صدقہ کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ غریب آدمی کی محنت کا پیسہ کمایا ہوا۔ اور ان سے شروع کر جن کی تو پرورش کرتا ہے[2]۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۴۰۷۔ سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسکین پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے۔ اور قرابت والوں پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے۔ اور صلہ رحمی بھی[3]۔ اسکو احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

ف۱ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور بخاری نے بھی ادب مفرد میں روایت کیا ہے اس حدیث میں ترغیب ہے کہ ہمسائے سے حسن معاشرت رکھو اور تھوڑا بہت جتنا ہو سکے اس کو ہدیہ دیتے رہا کرو ۱۲۔

غریب کو ثواب زیادہ ملتا ہے

ف۲ اس حدیث کو احمد۔ ابن خزیمہ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے مطلب یہ ہے کہ غریب آدمی جو محنت سے کما کر پیسہ خدا کی راہ میں خرچ کرے اس کا اجر بہ نسبت امیر آدمی کے خرچ کرنے کے بہت زیادہ ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ غریب لوگوں کا ایک روپیہ خدا کے رستہ میں خرچ کیا ہوا دولتمند کے ایک لاکھ روپے سے بڑھ جائے گا اور یہ حدیث صحیح ہے ۱۲۔

اپنے محتاج نہ ہوں تو اوروں کو دو۔

ف۳ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو دارقطنی ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے اگر اپنے قرابت والے خدا کے فضل سے آسودہ حال ہوں اور صدقے کے محتاج نہ ہوں تو پھر اوروں کو صدقہ دینا بہتر ہے ۱۲۔

۴۰۸ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدِيْ دِيْنَارٌ قَالَ أَنْفِقْهُ عَلَى نَفْسِكَ قَالَ عِنْدِيْ آخَرُ قَالَ أَنْفِقْهُ عَلَى وَلَدِكَ قَالَ عِنْدِيْ آخَرُ قَالَ أَنْفِقْهُ عَلَى أَهْلِكَ قَالَ عِنْدِيْ آخَرُ قَالَ أَنْفِقْهُ عَلَى خَادِمِكَ قَالَ عِنْدِيْ آخَرُ قَالَ أَنْتَ أَعْلَمُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۴۰۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالَّذِيْ يَتْلُوْهُ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ لَهُ يُؤَدِّيْ حَقَّ اللّٰهِ فِيْهَا أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ يُسْأَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِيْ بِهِ رَوَاهُ

---

۴۰۸ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اور کہنے لگا۔ میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو اپنے نفس پر خرچ کر۔ اسنے کہا۔ میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسکو اپنی اولاد پر خرچ کر۔ اسنے کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسکو اپنی بیوی پر خرچ کر۔ اس نے کہا۔ میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسکو اپنے خادم پر خرچ کر۔ اس نے کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اب تو بہتر جانتا ہے۔ اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۴۰۹ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تم کو خبر نہ دوں۔ کہ کونسا آدمی بہترین آدمی ہے۔ سب سے بہتر وہ آدمی ہے جسنے اپنے گھوڑے کی لگام اللہ تعالےٰ کے راستہ میں تھام رکھی ہو۔ کیا میں تم کو وہ آدمی نہ بتاؤں۔ جو اسی کے لگ بھگ ہے۔ وہ آدمی ہے۔ جو کچھ اپنی بکریاں لیکر الگ تھلگ رہتا ہے۔ اور اللہ کا حق اس میں سے ادا کرتا رہتا ہے۔ کیا میں تم کو بدترین آدمی نہ بتاؤں۔ وہ آدمی ہے۔ جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے۔ اور وہ پھر بھی نہ دے۔ اسکو ترمذی،

پہلے اپنے اخراجات پورے کرو۔ لہ اس حدیث کو احمد، شافعی، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے ابوداؤد اور شافعی نے بچے کو بیوی پر مقدم اور باقی نے بیوی کو بچے پر مقدم ذکر کیا ہے بہرحال انفاق فی سبیل اللہ اور غلاموں کو آزاد کرانے اور مسکینوں کو صدقہ دینے سے بہتر یہ بتایا ہے کہ پہلے اپنے گھر کے حالات درست کرے اور اس کے بعد جس کو مستحق سمجھے اس کی امداد کر دے ۱۲۔

بہترین اور بدترین آدمی کون ہیں۔ ۲ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور احمد اور ابن حبان نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور مالک نے اس کو عطاء سے مرسلاً روایت کیا ہے پہلے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ بہترین آدمی وہ ہے جو اللہ کی راہ میں جنگ کرے اور دوسرے درجے پر وہ آدمی ہے جو اپنے گذارہ آپ کرے کسی کو تکلیف نہ دے اور دنیوی فتنوں سے بچا رہے اور بدترین آدمی وہ ہے جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے اور پھر کچھ نہ دے یہ آدمی دوسرے بروں سے بدترین ہے ۱۲۔

التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۴۱۰ - وَعَنْ أُمِّ بُجَيْدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ مَعْنَاهُ۔

۴۱۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنْكُمْ بِاللّٰهِ فَأَعِيذُوهُ وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُوهُ فَادْعُوا لَهُ حَتّٰى تَرَوْا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۴۱۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ إِلَّا الْجَنَّةُ

نسائی اور دارمی نے روایت کیا۔

۴۱۰ - ام بجید رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوالی کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دیا کرو۔ اگرچہ کوئی جلی ہوئی کھری[1] ہی کیوں نہ ہو۔ اسکو مالک۔ نسائی نے روایت کیا۔ اور ترمذی اور ابوداؤد نے اس کا مضمون روایت کیا۔

۴۱۱ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی تم سے اللہ[2] کے نام پر پناہ مانگے اسکو پناہ دے دو۔ اور جو آدمی تم کو بلائے۔ تو اس کے ہاں جاؤ۔ اور جو تم سے کوئی بھلا کرے۔ تو اس کو اس کا معاوضہ دیا کرو۔ اور اگر معاوضہ دے سکو تو اتنی دعائیں اسکو دو۔ کہ تم سمجھنے لگو۔ کہ تم نے اس کا بدلہ ادا کر دیا ہے۔ اسکو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا

۴۱۲ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے نام پر صرف جنت ہی مانگی جائے[3]۔ اسکو ابوداؤد

سوالی کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دو　[1] اس کو احمد۔ اور بخاری نے ادب مفرد میں اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے کبیر میں بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ سوالی کو کچھ نہ کچھ دے ہی دینا چاہیے جلی ہوئی کھری ہوتی کوئی دینے کی چیز نہیں ہے یہ مبالغہ ہے کچھ نہ کچھ دینے کا ۱۲۔

[2] اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے ۱۲۔

معمولی چیز بھی خدا کے نام پر نہ مانگو　[3] اس کو ضیاء نے مختارہ میں بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نام کی اس طرح بے بیسے پیسے کے لیے خدا کا نام بیچے پھرو کہ خدا کے نام پر یہ چیز مجھ کو دے دو خدا تعالیٰ کے نام پر خدا تعالیٰ سے جنت مانگنی چاہیے مثلاً اس طرح کہے کہ تیرے ہی نام پر جنت کا سوال کرتا ہوں ۱۲۔

رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۸۱۳۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهِ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءُ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَ يَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ

نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۸۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ انصار میں سے حضرت ابوطلحہ[1] سب سے زیادہ کھجوروں کے لحاظ سے مالدار تھے۔ اور ان کا سب سے زیادہ پیارا باغ بیرحاء تھا۔ یہ مسجد کے سامنے تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں چلے جاتے۔ اور اس کا خوشگوار پانی پیتے۔ تو انس نے کہا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ تم کبھی بھی بھلائی کو نہیں پہنچو گے۔ جب تک کہ تم اپنی پیاری چیزیں اللہ کے راہ میں خرچ نہ کرو گے۔ تو ابوطلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ جب تک تم اپنی پیاری چیزیں اللہ کے راہ میں خرچ نہ کرو گے۔ بھلائی کو نہ پہنچو گے۔ اور میرا سب سے پیارا مال بیرحاء

---

[1] حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا نام زید بن سہل ہے۔ یہ حضرت انس بن مالک خادم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے باپ ہیں بیعت عقبہ ثانیہ میں یہ بھی حاضر ہوئے تھے۔ بلا کے تیر انداز تھے۔ جنگ بدر میں شریک تھے اور اس کے بعد کی تمام جنگوں میں بھی شامل ہوئے ان کی آواز بڑی پرہیبت تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لشکر میں ابوطلحہ کی آواز ایک جماعت کی آواز سے بہتر ہے ۳۱ھ میں ستر سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی آپ سمندری سفر پر گئے اور وہیں انتقال کیا اور جزیرہ میں دفن ہوئے۔ اچھے خاصے دولت مند آدمی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مجھے ایک خادم کی ضرورت ہے تو آپ نے حضرت انس کو جو آپ کے سوتیلے بیٹے تھے آنحضرت کی خدمت میں دے دیا اور حضرت انس آنحضرت کی مدنی زندگی میں پوری مدت تک خادم رہے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کبھی مجھ پر ناراض نہ ہوئے اگر کوئی کام جو کرنا تھا نہیں کیا تو آپ نے یہ کبھی نہ کہا کہ کیوں نہیں کیا اور اگر کوئی نہ کرنے کا کام کر لیا تو آپ نے کبھی نہ کہا کہ ایسا کیوں کیا ۱۲۔

لِلّٰهِ تَعَالٰی اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۴۱۴ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

ہے۔ اور اب یہ اللہ تعالٰے کے لئے صدقہ ہے۔ میں اس کی نیکی اور ذخیرے کی اللہ تعالٰے سے امید رکھتا ہوں۔ تو اے اللہ کے رسول جہاں آپ مناسب خیال کریں۔ اسکو خرچ کر ڈالیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شاباش، شاباش یہ مال بڑا فائدہ مند ہے۔ اور جو کچھ تو نے کہا۔ وہ میں نے سن لیا ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ تو اس کو قرابتداروں میں تقسیم کر دے۔ تو حضرت ابوطلحہ نے کہا۔ میں ایسا ہی کروں گا۔ اے اللہ کے رسول تو ابوطلحہ نے اسکو اپنے قرابتداروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا[1]۔ متفق علیہ

۱۴۱۴۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین صدقہ یہ ہے۔ کہ تو بھوکے جگر کو سیر کر دے۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے[2]

قرابتداروں کو صدقہ دینا افضل ہے [1] اس حدیث کو احمد۔ مالک۔ ابوداود۔ ترمذی نسائی۔ طیالسی۔ ابن خزیمہ۔ طحاوی۔ بیہقی۔ ابونعیم۔ اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے بیرحاء حضرت ابوطلحہ کے کھجوروں کے باغ کا نام تھا اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ صدقہ اپنوں کو دینا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت دوسروں کے دینے سے اقارب کے بعد چچازاد بھائیوں کے لفظ قرابتداروں کی تشریح ہے۔۱۲

کھانا کھلانے کے مدارج۔ [2] یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے بہت کمزور ہے یہاں تک کہ ابن جوزی نے اس کو موضوع حدیثوں میں بھی لکھ دیا لیکن سیوطی نے اس کا تعقب کیا ہے اور اس کے چند ایک شواہدات بھی ملتے ہیں جن سے یہ حدیث حسن کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے بھوکے کو کھانا کھلا کر اس کی جان بچانا بہر حال نیک کام ہے خواہ وہ انسان یا حیوان اور پھر انسا نوں میں خواہ وہ مومن ہو یا کافر اور حیوانوں میں سے خواہ وہ جانور حلال ہو یا حرام البتہ وہ پانچ جانور جنکو حرم میں مار ڈالنے کا حکم ہے ان کی جان نہیں بچانی چاہیئے اسی طرح دوسرے موذی جانوروں کو بھی مار ڈالنا چاہیئے۔ جس طرح دینے میں مدارج ہیں اسی طرح کھانا کھلانے میں بھی مدارج کو ملحوظ رکھنا چاہیئے مثلاً ایک آدمی کا کھانا ہو اور بھوکے دو ہوں تو نیک آدمی کو کھلائے اگر ایک مسلمان اور دوسرا کافر ہو تو مسلمان کو کھلائے۔ اگر ایک طرف انسان ہو اور دوسری طرف حیوان تو انسان کی جان بچانے کی کوشش کرے اور اگر وہ جانوروں میں سے ایک حلال ہو اور دوسرا حرام تو حلال جانور کی جان بچانے کی فکر کرے اور بہر بدرجہ آخر ہر جانور کی جان بچانے میں اجر ہے ۱۲۔

بَابُ صَدَقَةِ الْمَرْأَةِ مِنْ مَالِ الزَّوْجِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۱۵۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۱۶۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ

عورت کا خاوند کے مال سے صدقہ کرنے کا بیان

فصل اوّل

۴۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے صدقہ کرے اور مال ضائع نہ کرے۔ تو اس کو اس کے خرچ کرنے کا اجر ہوگا۔ اور اس کے خاوند کو اس کے کمانے کا اجر ہوگا۔ اور اسی طرح رکھوالے کو بھی اجر ہوگا۔ بعض ان میں سے بعض کے اجر کو کم نہیں کریں گے۔ متفق علیہ۔

۴۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کی کمائی سے بغیر اس

عورت شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے لہ اس حدیث کو نسائی۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ ابو یعلیٰ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے عورت کا اپنے خاوند کے گھر سے بغیر خاوند کی اجازت کے خرچ کرنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ خرچ کر سکتی ہے لیکن اصل یہ ہے کہ چیز کی ماہیت اور کیفیت اور خاوند کے مزاج کے لحاظ سے اس کے مختلف احکام ہیں مثلاً خاوند فیاض طبع ہو اور اس نے بیوی کو اشارۃً کہا ہو کہ خرچ کر لینے کی اجازت ہے رکھی ہو یا یہ کہ چیز معمولی ہو جس کی پرواہ نہ کی جاتی ہو مثلاً روٹی وغیرہ یا کسی فقیر محتاج کو کچھ دے دینا یا وہ چیزیں ایسی ہوں جو ذخیرہ نہ رہ سکتی ہوں تو ان صورتوں میں عورت خاوند کی اجازت بغیر بھی خرچ کر سکتی ہے بشرطیکہ اس کے خرچ کرنے کا انداز یہ نہ ہو کہ گھر کو برباد کر کے رکھ دے اور اگر حالات اس کے برعکس ہوں مثلاً خاوند بخیل طبع ہو یا چیز ہی کوئی غیر معمولی ہو یا وہ چیز ذخیرہ رہ سکتی ہو اور اس کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس صورت میں عورت کو خاوند سے اجازت لے کر خرچ کرنا چاہئیے بغیر اجازت خرچ کرنا منع ہے ۱۲۔

زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَلَهَا نِصْفُ اَجْرِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۱۷۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِيْنُ الَّذِيْ يُعْطِيْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهٗ فَيَدْفَعُهٗ اِلَى الَّذِيْ اُمِرَ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۱۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۴۱۹۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ عَامَ

کی خرچ کرے۔ تو اس کو نصف اجر ملتا ہے۔[1] متفق علیہ۔

۴۱۷۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان امین خزانچی کہ جو اسے حکم دیا جائے۔ پورا پورا دیدے۔ اور دل کی خوشی سے اس آدمی کو دیدے۔ جس کے متعلق اسے حکم دیا گیا ہے۔ تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں ایک ہے[2]

۴۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں ناگہانی طور پر فوت ہوگئی ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اگر وہ بول سکتی۔ تو صدقہ کا حکم دیتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں۔ تو کیا اس کو اجر ملے گا۔ یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں[3] متفق علیہ۔

فصل دوم

۴۱۹۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرما رہے تھے۔ کہ

---

[1] اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اس میں عورت کو ترغیب دی ہے کہ خاوند سے اجازت لے کر خرچ کرنا چاہیے بغیر اجازت خرچ کرے گی تو اجر آدھا رہ جائے گا ۱۲۔ **نوکر کو بھی اجر ملتا ہے۔** [2] اس حدیث کو ترمذی کے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے بعض نوکر ایسے مزاج کے مالک ہوتے ہیں کہ اگر مالک ان کو کسی مسکین کو کچھ دینے کہیں تو تھوڑا دیدیں گے یا جل بھن جائیں گے ایسے لوگوں کو کچھ بھی اجر نہیں ملتا اور اگر نوکر پوری خوشی اور دل کے انبساط سے خرچ کرے اور جہاں مالک کہہ دے اس کو پورا پورا خرچ کردے تو اس کو بھی صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اگرچہ وہ اس کا اپنا مال نہیں ہے ۱۲۔

میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ [3] اس حدیث کو احمد اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے یہ آدمی سعد بن عبادہ تھے مالی عبادات کا ثواب تو بالاتفاق میت کو پہنچتا ہے اور رہی قولی عبادات کا بھی البتہ بدنی عبادات میں سلف صالحین کا اختلاف تھا لیکن اس میں بھی ترجیح اسی کو ہے کہ اس کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے بشرطیکہ اس کا خاتمہ اسلام پر ہوا ہو ۱۲۔

حَجَّةِ الْوَدَاعِ لَا تُنْفِقُ امْرَأَةٌ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ذٰلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۷۲۰ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ قَامَتِ امْرَأَةٌ جَلِيلَةٌ كَأَنَّهَا مِنْ نِسَاءِ مُضَرَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا كَلٌّ عَلَى آبَائِنَا وَأَبْنَائِنَا وَأَزْوَاجِنَا فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ قَالَ الرَّطْبُ تَأْكُلْنَهُ وَتُهْدِينَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۷۲۱ - عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَاءَ نِي مِسْكِينٌ فَأَطْعَمْتُهُ

کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے بغیر خاوند کی اجازت کے کوئی چیز صدقہ نہ کرے۔ پوچھا گیا۔ اے اللہ کے رسول کیا کھانا بھی بغیر اجازت کے نہ دے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو ہمارا سب سے بہتر مال ہے[1]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۷۲۰ - حضرت سعد نے کہا۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت کی۔ تو ایک بزرگ سی عورت کھڑی ہوئی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ مضر کی عورتوں سے ہے کہنے لگی۔ اے اللہ کے نبی ہم تو اپنے باپوں اور بیٹوں اور خاوندوں پر بوجھ ہیں۔ ان کے مالوں میں سے ہم کو کیا کچھ جائز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تازہ چیزیں کہ تم خود بھی کھالو۔ اور ہدیہ بھی دے لیا کرو[2]۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۷۲۱ - عمیر آبی اللحم کے آزاد کردہ غلام نے کہا کہ مجھ کو میرے مالک نے گوشت چھیلنے کا حکم دیا۔ ایک مسکین آیا۔ میں نے اس کو

عورت کھانا صدقہ کر سکتی ہے۔ [1] اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے یہ حکم اس عورت کے لیے ہے جس کو خاوند کے فریق کرنے سے صاف صاف طور پر منع کر دیا ہو یا وہ چیز عرف کے مطابق تیار رکھا ناپکا ہوا عورت کسی کو دے سکتی ہے بشرطیکہ اتنا نہ دے کہ گھر کے افراد بھوکے رہیں اور خشک اناج وغیرہ خاوند کی اجازت کے بغیر نہیں دینا چاہیے ۱۲

[2] اس کو ابن خزیمہ اور مولف نے شرح السنہ میں بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ پکا ہوا کھانا بغیر اجازت بھی دے سکتی ہے کیونکہ اگر وہ پڑا رہے گا تو ویسے بھی خراب ہو جائے گا۔ پہلی حدیث میں جو طعام کے الفاظ ہیں ان سے مراد خشک غلہ ہے یعنی خشک غلہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کسی کو نہیں دے سکتی اور دوسری حدیث میں رطب سے مراد تازہ یا پکا ہوا کھانا مراد ہے۔ عورت پکا ہوا کھانا بغیر اجازت بھی کسی فقیر مسکین یا بھوکے یا ہمسائے کو دے سکتی ہے ۱۲

مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهٗ قَالَ يُعْطِيْ طَعَامِيْ بِغَيْرِ أَنْ آمُرَهٗ فَقَالَ الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوْكًا فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوَالِيَّ بِشَيْءٍ قَالَ نَعَمْ وَالْأَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

بَابُ مَنْ لَّا يَعُوْدُ فِي الصَّدَقَةِ

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۴/۲۲ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهٗ

اس سے کچھ دے دیا۔ میرے مالک کو پتہ چلا۔ تو اسنے مجھ کو مارا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ذکر کیا۔ آپ نے اس کو بلایا۔ اور پوچھا۔ کہ تو نے اسے کیوں مارا۔ اسنے کہا، یہ میرا کھانا بغیر میری اجازت کے دے دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اجر تم دونوں کو ملتا ہے۔ اور ایک روایت ہے۔ کہ میں غلام تھا۔ سو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کیا میں اپنے مالک کے مال سے کچھ صدقہ کر سکتا ہوں۔ آپنے فرمایا ہاں اور اجر تم دونوں کو نصف نصف ملے گا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

آدمی اپنا دیا ہوا صدقہ واپس نہ لے۔

فصل اول

۴/۲۲ - حضرت عمر بن خطاب نے کہا۔ کہ میں نے ایک گھوڑا خدا کی راہ میں کسی کو چڑھنے کے لئے دیا تھا۔ تو اس آدمی نے اس گھوڑے

نیکی اور برائی میں شرکت کرنیوالے برابر ہیں لہ اس کو نسائی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور یہ جو فرمایا کہ اجر تم دونوں کو نصف نصف ملے گا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک اجر کو دو حصے کر کے آدھا آدھا دے دیا جائے گا بلکہ اجر تم دونوں کو برابر برابر ملے گا اور پورا ملے گا غلام کو اس لیے کہ جس نے سمجھا کہ شاید مالک اتنا صدقہ کر دینے سے ناراض نہیں ہو گا اس کو تو ثواب مل گیا مالک گو راضی نہ ہوا لیکن اس کا مال تو تلف ہوا لہذا اس کو بھی اجر ملے گا۔ اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ نیک کام میں جتنے آدمی بھی شریک ہوتے جائیں گے ان سب کو پورا پورا اجر ملتا جائے گا۔ مثلاً اگر عورت اپنے ملازم کے ہاتھ کوئی چیز صدقہ کرے گی تو اجر میں تینوں آدمی شریک ہو جائیں گے۔ شوہر اس لیے کہ مال اس نے کمایا تھا عورت اس لیے کہ اس نے حکم دیا اور ملازم اس لیے کہ اس نے جا کر دیا۔ اسی طرح جتنے آدمی بھی اس سلسلہ میں شریک ہوتے جائیں گے سب اجر کے مستحق ہوں گے اور یہی حال گناہ اور برائی کا بھی ہے کہ اس میں بھی جتنے آدمی شریک ہوتے جائیں سب برابر کے گناہگار ہوں گے ۱۲۔

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهٗ وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يَبِيْعُهٗ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهٗ بِدِرْهَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۷۳- وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ تَصَدَّقْتُ عَلٰى اُمِّيْ بِجَارِيَةٍ وَاِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ اَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيْرَاثُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا قَالَ صُوْمِيْ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کو ضائع کر دیا[1] میں نے ارادہ کیا۔ کہ اس سے خرید لوں۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ وہ اسکو سستا بیچ دے گا۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا اسکو نہ خریدنا اور اپنے صدقے میں رجوع نہ کر[2] اگرچہ وہ تجھے ایک ہی درہم میں دے۔ کیونکہ صدقہ واپس لے لینے والے کی مثال کتے کی سی ہے۔ جو قے کر کے پھر کھا لیتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اپنے صدقے میں رجوع نہ کرنا۔ کہ اپنے صدقے میں رجوع کرنے والے کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی قے کر کے پھر چاٹ لے[3]۔ متفق علیہ۔

۲۷۳- بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ناگہاں ایک عورت آئی۔ اس نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں نے اپنی ماں پر ایک لونڈی صدقہ کی تھی۔ اور میری ماں مر گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرا اجر واجب ہو گیا اور میراث نے اس لونڈی کو تجھے واپس کر دیا۔ کہنے لگی اے اللہ کے رسول اس پر ایک مہینے کے روزے بھی تھے۔ کیا میں اسکی طرف سے روزے رکھوں۔ آپ نے فرمایا۔ اسکی طرف سے روزے رکھ۔ پھر اس نے کہا۔ اس نے کوئی حج بھی نہیں کیا تھا۔ کیا میں اس سے حج بھی کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اس کی طرف سے[4] حج کر اسکو مسلم نے روایت کیا۔

---

[1] اس حدیث کو احمد مالک ابوداود نسائی اور ترمذی نے بھی مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے یعنی اس آدمی نے اس گھوڑے کی اچھی طرح دیکھ بھال نہ کی اور اس کو لاغر اور کمزور کر دیا ۱۲۔ صدقہ کی ہوئی چیز خریدنا بھی منع ہے [2] آپ نے حضرت عمر کو خریدنے سے منع کر دیا کیونکہ اگر یہ اس سے خریدتے تو اس کو یقیناً یہ خیال آ جاتا کہ انہوں نے ہی مجھ کو مفت گھوڑا دے دیا تھا میں ان کو کچھ رعایت کر دوں جتنی وہ اس کی قیمت میں رعایت کرتا گویا اتنے صدقہ میں رجوع کر لیا ۱۲۔

[3] یہ بری سی مثال اس لیے بیان کی کہ اس طرح کی چیز خریدنے کی برائی اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے ۱۲۔

ماں باپ کی طرف سے فرائض ادا کرو۔ [4] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے مطلب یہ ہے کہ صدقہ کی ہوئی چیز کو آدمی گو واپس نہیں لے سکتا البتہ وہ چیز اگر خود بخود ورثہ میں واپس آ جائے تو پھر اس کا لے لینا جائز ہے اور دوسرا مسئلہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے اگر اس کی اولاد حج کرے یا اس پر اگر فرضی روزے ہوں تو اس کی طرف سے اگر اس کی اولاد روزے رکھ دے تو اس کو اجر بھی ملتا ہے اور اس سے قرض بھی ادا ہو جاتا ہے خواہ اس نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو ۱۲۔

كِتَابُ الصَّوْمِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۲۴- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۲۵- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ

روزہ کا بیان

فصل اوّل

۴۲۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان شریف داخل ہوتا ہے۔ تو آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے[لہ]۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ متفق علیہ۔

۴۲۵- سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک

شیطانوں کے قید ہونے کا مطلب لہ اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ مالک۔ ترمذی۔ ابن حبان۔ ابن ماجہ۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے صوم کا لغوی ترجمہ رُکنا ہے اور شریعت کی اصطلاح عبادت کی نیت سے اپنے آپ کو صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے روکنا ہے فرضی طور پر اور بیہودہ باتوں گالی گلوچ اور گلہ اور غیبت سے اپنے آپ کو روکنا استحبابی طور پر شیطان کو قید کرنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ سے شہوانی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں جن کی وجہ سے شیطان بندے پر قابو پاتا ہے تو جب شہوانی قوتیں بند ہو گئیں تو گویا شیطان بھی بند ہو گئے اور قوائے شہوانی کی کمزوری سے ملکی قوتیں بیدار ہوتی ہیں جن کی وجہ سے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں سو ان دنوں میں بھلائی کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیئے اور گناہ سے بہت زیادہ پرہیز کرنی چاہیئے[۱۲] اور روزہ اسلام کے پنجگانہ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اگر آپ خود روزہ نہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس میں کفارہ ہے نیابت نہیں یعنی کوئی آدمی کسی کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ جیسے کہ کوئی آدمی کسی کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اگر کوئی آدمی روزہ کی فرضیت سے انکار کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے[۱۲]۔

مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۲۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۲۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللهُ تَعَالَى إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ

دروازہ کا نام ریان ہے۔ اس میں سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔ متفق علیہ

۴۲۶ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی رمضان شریف کے روزے ایمان اور ثواب کی نیت سے رکھے۔ تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جو آدمی رمضان میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرے۔ تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جو آدمی لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرے۔ تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ متفق علیہ

۴۲۷ - اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کے بیٹے کا ہر عمل دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مگر روزہ کہ وہ صرف میرے ہی لئے رکھا جاتا ہے۔ اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ وہ اپنی شہوت اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزے دار کو دو مرتبہ خوشی ہے۔ ایک خوشی تو روزہ کھولنے کے وقت ہے۔ اور ایک خوشی رب کو ملنے کے وقت ہوگی۔ اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے اور روزہ ڈھال ہے۔ اور

روزے کا اجر کیا ہے۔

ملہ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن خزیمہ اور طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے ریان کا لفظی ترجمہ ہے بہت زیادہ سیراب کا دروازہ چونکہ روزے دار دنیا میں بھوک کے پیاسے رہے ہوں گے لہذا ان کے لئے ایک خاص طبقہ مخصوص کیا جائے گا جس میں مقابلتاً بہت زیادہ خورد و نوش کا سامان ہوگا ۱۲ ملہ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اخلاص اور ثواب کی نیت سے روزہ رکھے یہ نہیں کہ بادل نخواستہ لوگوں کے دکھانے کو تراویح کی نماز برائے نام پڑھ لی یا مجبور ہو کر کچھ نیکی کر لی بلکہ پورے انبساط اور خوشی سے کرے تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے ۱۲۔

روزہ دار کو زیادہ نعمتیں ملیں گی

ملہ اس حدیث کو احمد اصحاب سنن بیہقی ابن حبان ابن خزیمہ۔ مالک۔ بزار۔ اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ دوسری نیکیوں کا اجر کسی حساب سے خدا تعالیٰ کے فرشتے دینگے لیکن روزے کا اجر بے حساب ہوگا کیونکہ اس میں ریا اور دکھلاوا تو ہے ہی نہیں یہ عمل ریا سے خالص ہے تو اس صورت میں خود خداوند تعالیٰ کی رضا روزے دار کا اجر ہوگی ۱۲۔ (بقیہ حاشیہ آئندہ)

أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۴۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِي مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ رَجُلٍ وَقَالَ

جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو۔ تو نہ کوئی بری بات کرے۔ اور نہ شور و غوغا کرے۔ اگر اسے کوئی گالی دے۔ یا اس سے لڑائی لڑے تو چاہیئے کہ کہدے۔ میں روزہ دار آدمی ہوں۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۴۸۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان شریف کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے۔ تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے کوئی دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے کوئی دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ بھلائی کے چاہنے والے جلدی آجا۔ اور اے برائی کے طالب رک جا۔ اور اللہ تعالٰے کے کچھ آگ سے آزاد کیئے ہوئے غلام ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح ہر رات ہوتا رہتا ہے[لہ]۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور احمد نے اسکو ایک اور آدمی سے روایت کیا اور

(بقیہ حاشیہ) [لک] ایک خوشی تو روزہ کھولنے کی ہوتی ہے کہ خدا کا شکر ہے یہ فرض پورا ہو گیا اور آخرت کو خوشی اسوقت ہو گی جب روزے کا اجر دیکھے گا کہ کتنا بے حساب اجر مل گیا ۱۲۔

روزہ دار کے منہ کی بُو۔ [لہ] چونکہ بھوک پیاس کی وجہ سے معدے میں ایک قسم کا تعفن پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے منہ سے بدبو آنے لگتی ہے اور چونکہ یہ بدبو خداوند کے فرمان کی تعمیل میں پیدا ہوتی ہے اس لیئے اللہ تعالٰی کو یہ بدبو ہزار کستوریوں سے زیادہ محبوب ہے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [لہ] اس کو نسائی۔ ابن خزیمہ ابن حبان بیہقی۔ ابو نعیم اور حاکم نے بھی روایت ہے اس کی سند بہت اچھی ہے رمضان شریف کے مہینہ میں خدا تعالٰی کی بخشش عام رہتی ہے خدا تعالٰے کے حکم سے فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اے نیکی کرنے والے دوڑ کر آجا کہ یہ وقت بڑا غنیمت ہے اتنا بڑا اجر دوسرے کسی وقت میں نہ ملے گا اور اے برائی کرنے والے رک جا کہ یہ وقت عذاب الٰہی کو دعوت دینے کا نہیں ہے اور پھر جو لوگ نیکی کرتے ہیں اور برائی سے رک جاتے ہیں ان کو آگ سے آزاد کر دیا جاتا ہے ۱۲۔

التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۲۹۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ صِیَامَهٗ تُفْتَحُ فِیْهِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَتُغْلَقُ فِیْهِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَتُغَلُّ فِیْهِ مَرَدَةُ الشَّیٰطِیْنِ لِلّٰهِ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَیْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِیُّ۔

۴۳۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ

ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

فصل سوم

۴۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس رمضان شریف کا مبارک مہینہ آیا ہے۔ اللہ تعالٰی نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں۔ اس میں آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اور اسمیں سرکش شیطان قید کر دیے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ہے۔ جو ہزار مہینے سے بہتر ہے جو اس سے محروم رہ گیا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا[۱]۔ اس کو احمد اور نسائی نے روایت کیا۔

۴۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن دونوں بندے کے لئے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا۔ اے میرے رب میں نے اس کو کھانے اور شہوت سے روکے رکھا۔ اس کے متعلق میری سفارش قبول فرما

---

[۱] اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے لیلۃ القدر کی فضیلت خود قرآن مجید میں آئی ہے یہ شام سے لے کر طلوع فجر تک یکساں قدر کی رات ہے کوئی بڑا ہی بدقسمت ہوگا جس کو اس رات سے کچھ بھی حصہ نہ مل سکے۔ لیلۃ القدر کی تعیین تو نہیں کی جا سکتی البتہ اتنا یقینی ہے کہ وہ رمضان میں ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ آخری عشرہ میں ہے اور یہ بھی آنحضرت نے بتایا ہے کہ وہ طاق راتوں میں ہے یعنی اکیس تیئیس پچیس ستائیس اور انتیس کی راتوں میں سے ایک رات ہے۔ یعنی ان راتوں میں اس کا دورہ ہوتا ہے اور صحابہ کرام میں سے اکثر کا مشاہدہ یہ ہے کہ وہ ستائیس کی رات میں زیادہ دورہ کرتی ہے۔ بہرحال ان راتوں میں عبادت کی کوشش زیادہ کرنی چاہئے۔ ہزار مہینے کی عبادت سے اس ایک رات کی عبادت بہتر ہے یعنی تراسی سال چار مہینے کی عبادت سے وہ بہتر ہے اور اس رات کے ایک گھنٹہ کی عبادت سات سال کی عبادت کے برابر ہے ۱۲۔

وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

۴۳۱۔ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۴۳۲۔ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ

اور قرآن کہے گا۔ میں نے اسکو رات کے سونے سے روکے رکھا۔ سو اس کے متعلق میری سفارش قبول فرما۔ پھر ان دونوں کی سفارش قبول ہوگی[1]۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۴۳۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ رمضان شریف آگیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ مہینہ تمہارے پاس آیا ہے۔ اس میں ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے جو اس سے محروم رہا وہ محروم ہوا اور انکی بھلائی سے وہی محروم رہتا ہے۔ جو ہر بھلائی سے محروم ہے[2]۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۳۲۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ اے لوگو تم پر ایک بڑا مہینہ آیا ہے[3]۔ یہ برکت والا مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس کے روزے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں کا قیام نفلی عبادت ہے۔ جو کوئی اس میں کوئی بھلا کام کرے گا۔ تو وہ ایسا ہے۔ جیسے دوسرے دنوں میں اس نے کوئی فرض ادا کیا۔ اور جس نے اس میں فرض ادا کیا۔ وہ ایسا ہے۔ جیسے اس نے دوسرے دنوں میں ستر فرض ادا کیے۔ اور یہ صبر کا مہینہ ہے[4]۔

---

[1] اس کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے قرآن اور روزے کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ ان کی شفاعت کو اللہ تعالیٰ روز قبول فرمائیں گے ۱۲۔

[2] منذری نے کہا اس کی سند اچھی ہے ۱۲۔

[3] اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اس کو اور طریق سے بھی روایت کیا ہے اس کو جو بڑا مہینہ فرمایا ہے تو یہ اجر کے لحاظ سے ہے کہ اس میں نفلوں کا ثواب فرضوں کے برابر ملتا ہے اور فرضوں کا ثواب ستر گناہ زیادہ کر دیا جاتا ہے اور خصوصًا اس کی لیلۃ القدر کی بدولت کہ اس کے اجر کا تو کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا ۱۲۔

رمضان بہت بڑا مہینہ ہے۔

[4] صبر کا معنی ہے روکنا یعنی اپنے آپ کو گناہ سے روکنا عبادت آتی پر نفس کو کھڑا کر کے پیچھے ہٹنے سے روکنا گالی گلوچ گلہ۔ غیبت۔ لڑائی جھگڑا سے روکنا ۱۲۔

اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ
وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْہِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ
فَطَّرَ فِیْہِ صَائِمًا کَانَ لَہٗ مَغْفِرَۃً لِذُنُوْبِہٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِہٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ مِنْ
غَیْرِ اَنْ یَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ کُلُّنَا یَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِہِ الصَّائِمَ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَۃِ
لَبَنٍ اَوْ تَمْرَۃٍ اَوْ شَرْبَۃٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَۃً لَا یَظْمَاُ حَتّٰی
یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ

اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور موافقت[1] کا مہینہ ہے۔ اور اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے[2]۔ جو آدمی اس میں روزہ دار کا روزہ کھلائے۔ تو وہ اس کے گناہوں کی بخشش کا سبب ہوگا۔ اور اس کو جہنم سے آزادی ہوگی۔ اور اسے بھی روزہ دار کے برابر اجر ملے گا بغیر اس کے کہ اس کے اجر سے کوئی چیز کم ہو۔ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ہم میں سے ہر ایک کو تو اتنی توفیق نہیں کہ روزہ دار کا روزہ کھلوائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ ثواب اس آدمی کو ملے گا۔ جو روزے دار کو دودھ کا ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا ایک پانی کا پیالہ دے دے گا۔ اور جو روزیدار کو سیر کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اس کو میرے حوض سے ایسا پانی پلائیں گے۔ کہ اس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہیں ہوگا۔ اور یہ وہ مہینہ ہے۔ جس کی ابتدا میں رحمت ہے۔ اور درمیان میں بخشش ہے۔ اور آخر میں آگ سے آزادی[3] ہے۔ اور جو روزے میں اپنے غلام سے کچھ بوجھ ہلکا کر دے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو بخش دے گا۔ اور آگ سے آزاد

---

[1] اس میں غریبوں کو روزہ رکھنے کی سہولتیں مہیا کرنی چاہئیں اگر کسی کے پاس آٹا دانہ نہ ہو تو اس کی مدد کی جائے۔ کوئی لسی دودھ۔ یا جو ہی سے اس کی مدد کر دی جائے ۱۲۔ **رمضان میں مومن کا رزق بڑھتا ہے** [2] یہ مشاہدہ ہے کہ روزوں کے مہینہ میں جتنی اچھی روٹی مومن کو ملتی ہے اتنی اچھی اور دنوں میں نہیں ملتی دو وقت روٹی بھی کھا لیتا ہے اور اچھی بھی کھاتا ہے اس کے علاوہ وہ بھی بے شمار نعمتیں اس کو کھانے کے لیئے مل جاتی ہیں اور اجر بھی بے حساب مل جاتا ہے ۱۲۔

[3] کیونکہ اس وقت بندہ مومن اپنا کام پورا کر چکتا ہے لیکن اس کو مزدوری ملنی چاہئیے اور روزہ دار کی مزدوری آگ سے رہائی اور جنت کا داخلہ ہے تو اس کو ماہ رمضان شریف کی آخری رات میں یہ دونوں چیزیں مل جاتی ہیں۔ اس حدیث میں کسی مسلمان کا روزہ افطار کرانے کی بہت بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا پانی کا ایک گلاس دے دینے سے روزہ رکھنے والے کے برابر اجر مل جاتا ہے اور اگر روزہ دار کو پیٹ بھر کر رات کو کھانا کھلا دے تو اس کا الگ یا یاں اجر الگ بیان کیا گیا ہے یہ خداوند تعالےٰ کی بے نہایت رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت کاملہ سے سرفراز فرمائیں ۱۲۔

عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ۔

۴۳۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ اَطْلَقَ كُلَّ اَسِيْرٍ وَاَعْطٰى كُلَّ سَائِلٍ۔

۴۳۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَاْسِ الْحَوْلِ اِلٰى حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَاِذَا كَانَ اَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ اَزْوَاجًا تَقَرُّ بِهِمْ اَعْيُنُنَا وَتَقَرُّ اَعْيُنُهُمْ بِنَا رَوَى الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

کر دے گا۔

۴۳۳۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان شریف کا مہینہ آجاتا۔ تو ہر قیدی کو رہا کر دیتے۔ اور ہر سوالی کو دیتے[1]

۴۳۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت شروع سال سے لے کر آئندہ سال تک سجائی جاتی ہے آپ نے فرمایا۔ جب رمضان شریف کا پہلا دن ہوتا ہے۔ تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا جنت کے پتوں کو سرسراتی ہوئی حورعین تک پہنچتی ہے[2] وہ کہتی ہے اے ہمارے رب ہمارے لئے اپنے بندوں میں سے خاوند بنا دے۔ جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی رہیں ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

ایک عجیب قسم کی ہوا۔

[1] اس حدیث کو بزار اور ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے اور تمام سندیں کمزور ہیں بحدیث حجت کے لائق نہیں ہے ۱۲۔

[2] اس حدیث کو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور ابو نعیم اور دارقطنی نے افراد میں اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے یعنی جنت شوال کے مہینہ سے لے کر آخر رمضان شریف تک مزین کی جاتی ہے اور سنواری جاتی ہے اور جو لوگ اس کے رمضان کے روزے رکھتے ہیں ان کو وہ جنت دے دی جاتی ہے اور جنت کی حوروں سے ان کا نکاح کر دیا جاتا ہے جس کے لیے حوریں خدا تعالیٰ کی جناب میں دعائیں بھی کرتی رہتی ہیں۔ اور یہ جو رمضان شریف کی پہلی رات کو عرش الٰہی کے نیچے سے ہوا چلتی ہے اور جنت کے پتوں کو سرسراتی ہے اور حورعین کے چہروں کو چھوتی ہے اس ہوا کی کیفیت یہ ہے کہ یہ ہوا جہاں جہاں سے گذرتی جاتی ہے حسن کی افزائش کرتی جاتی ہے ہر چیز کا حسن اس سے دوبالا ہو جاتا ہے اور یہ ہوا آخرت میں بھی مومنوں کے جنت کے داخلے کے بعد بھی چلا کرے گی جس سے جنتیوں اور حوروں کے حسن میں اضافہ ہو جایا کرے گا۔ ۱۲

۳۵ ۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ یُغْفَرُ لِاُمَّتِهٖ فِیْ اٰخِرِ لَیْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَهِیَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰکِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا یُوَفّٰی اَجْرَهٗ اِذَا قَضٰی عَمَلَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ

بَابُ رُؤْیَةِ الْهِلَالِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۳۶ ۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَیْلَةً

---

۳۵ ۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ان کی امت کو رمضان شریف کی آخری رات میں بخش دیا جاتا ہے۔ پوچھا گیا۔ اے اللہ کے رسول کیا یہ لیلۃ القدر کی رات ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ لیکن کام کرنے والا جب کام پورا کرے تو اسے پوری مزدوری ملنی چاہیئے۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔

چاند دیکھنے کا بیان

فصل اوّل

۳۶ ۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اور چاند دیکھ کر روزے چھوڑو۔ اور اگر بادل ہو جائے۔ تو اس کا اندازہ کرو۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ مہینہ انتیس راتوں کا ہے جب تک چاند نہ دیکھو

روزے پورے ہونے پر بخشش ملتی ہے لہ اس حدیث کو احمد اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث ایک لمبی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صحابہ نے پوچھا یہ جو آخری رات میں روزے داروں کو بخش دیا جاتا ہے تو کیا یہ لیلۃ القدر کی برکت کی وجہ سے ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا نہیں لیلۃ القدر کا اجر اس کے علاوہ ہے یہ اجر تو صرف روزے پورے کرنے کا ہے اگر شرعی عذر بیماریاں سفر یا عورت کے لیے حیض نفاس کی مجبوریوں وجہ سے کسی کے روزے پورے نہ ہو سکیں تو اس کی بخشش بھی ہو جاتی ہے لیکن بعد میں اس کو اتنے روزے رکھنے پڑتے ہیں ۱۲۔

روزہ رکھنے میں احتیاط کرو۔ لہ اس حدیث کو احمد۔ ابوداود۔ نسائی۔ ابن حبان۔ مالک اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اگر بادل وغیرہ نہ ہو اور مطلع صاف ہو تو چاند دیکھنے پر روزے شروع کیے جائیں اور دیکھنے پر ختم کیے جائیں اور ہر ایک کا دیکھنا ضروری نہیں بلکہ بعض آدمیوں کا دیکھ لینا کافی ہے اگر مطلع صاف ہو تو پھر بہت سے آدمیوں کی شہادت درکار ہے اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو پھر دو باقی بر صفحہ آئندہ)

فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۴۳۷۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۴۳۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّیَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْاِبْهَامَ فِی الثَّالِثَةِ ثُمَّ قَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا یَعْنِیْ تَمَامَ الثَّلٰثِیْنَ یَعْنِیْ مَرَّةً تِسْعًا وَعِشْرِیْنَ وَمَرَّةً ثَلٰثِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۴۳۹۔ وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَهْرَا عِیْدٍ لَا یَنْقُصَانِ

روزہ نہ رکھو۔ پس اگر تم پر بادل ہو جائے۔ تو گنتی پورے تیس دن کر لو۔ متفق علیہ۔

۴۳۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس کے دیکھنے پر روزہ رکھو۔ اور اس کے دیکھنے پر روزے چھوڑو۔ پھر اگر تم پر بادل ہو جائے۔ تو شعبان کی گنتی تیس دن پورے کر لو[1]۔ متفق علیہ

۴۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم بے پڑھی امت ہیں۔ ہم نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب کرنا جانتے ہیں۔ مہینہ اتنا ہوتا ہے۔ اور اتنا اور اتنا اور تیسری مرتبہ میں آپ نے انگوٹھے کو بند کر لیا۔ پھر فرمایا۔ مہینہ اتنا ہے اور اتنا یعنی پورے تیس دن یعنی کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا[2]۔ متفق علیہ۔

۴۳۹۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے رمضان اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) رمضان شریف کے چاند کے لیے ایک مومن کی شہادت اور عید کے چاند کے لیے دو مومن عادل آدمیوں کی شہادت کافی ہے اور اگر بالکل ہی کوئی شہادت نہ ہو تو پھر پہلے شعبان کے پورے تیس دن گذارنے کے بعد روزے شروع کیے جائیں اور پھر رمضان کے روزے بھی تیس پورے کیے جائیں اگر آخری دن میں کسی وقت بھی اطلاع ہو جائے کہ رات کو فلاں جگہ پر چاند دیکھا گیا ہے تو روزہ کھول دینا چاہیے بشرطیکہ ان کا مطلع ایک ہو پھر اگر دوپہر سے پہلے اطلاع ہو جائے تو عید کی نماز بھی اسی دن پڑھی جائے اور اگر بعد دوپہر اطلاع ہو تو عید دوسرے دن پڑھی جائے اور روزہ اسی دن کھول دیا جائے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کو احمد، بیہقی، دارقطنی اور ابوداؤد کے سوا اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا مطلب اوپر کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے ۱۲

رمضان کا اجر پورا ملتا ہے [2] اس حدیث کو احمد، ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا اس لیے پوری احتیاط کرنی چاہیے اور اگر فی الواقع انتیس دن کا مہینہ ہو تو بھی اس کا اجر پورا ملیگا ایک روزہ کم ہو جانے سے اجر کم نہیں ہوگا ۱۲۔

رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۴۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۴۴۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُومُوا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۴۴۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ

ذی الحجہ کا مہینہ[۱] متفق علیہ۔

۴۴۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ کوئی تم میں سے رمضان کی پیشوائی کا روزہ ایک دن یا دو دن پہلے نہ رکھے۔ ہاں اگر کوئی آدمی پہلے ہی سے کوئی روزہ رکھتا ہو۔ تو وہ اس دن کا روزہ رکھ لے[۲] متفق علیہ۔

فصل دوم

۴۴۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب نصف شعبان ہو جائے۔ تو اس کے بعد روزے نہ رکھا کرو۔[۳] اسکو ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۴۴۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کی احتیاط کے لئے شعبان کی گنتی کیا کرو۔[۴] اس

---

۲۹ روزے ہوں تو بھی اجر پورا ملتا ہے [۱] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کے کئی مطلب بیان کیے گئے ہیں ایک یہ کہ رمضان اور ذی الحجہ کے مہینے اگر گنتی کے لحاظ سے انتیس دن کے بھی ہو جائیں تو بھی ان کے اجر میں کمی نہیں ہوتی دوسرا یہ کہ ایک ہی سال میں رمضان اور ذی الحجہ کے دونوں مہینے انتیس دن کے نہیں آتے اگر ایک انتیس دن کا ہوگا تو دوسرا تیس دن کا ہوگا تیسرا یہ کہ ذی الحجہ کا مہینہ اجر کے لحاظ سے رمضان کے مہینہ سے کم نہیں ہے اور نہ رمضان کا مہینہ اجر کے لحاظ سے ذی الحجہ سے کم ہے کیونکہ اس میں اگر روزے ہیں تو اس میں حج ہے اور دونوں ہی ارکان اسلام میں سے ہیں ۱۲۔

شک کے دن کا روزہ منع ہے [۲] رمضان کے استقبال اور شک کے دن کا روزہ رکھنا منع ہے ہاں اگر کوئی شخص بالفرض ہر مہینہ کی انتیس تاریخ کا روزہ رکھتا ہو یا مثلاً سوموار کا روزہ رکھتا ہو اور سوموار کا دن انتیس شعبان کو آ جائے تو وہ شخص اس دن روزہ رکھ سکتا ہے اور اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

[۳] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے نصف شعبان کے بعد نفلی روزے رکھنا منع ہے تاکہ کمزوری زیادہ نہ ہو جائے ہاں اگر کسی کے فرضی روزے ابھی رہتے ہوں تو وہ رکھ سکتا ہے۔

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۴۴۳۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ اِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۴۴۴۔ وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ مَنْ صَامَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یُشَکُّ فِیْہِ فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ۔

۴۴۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْہِلَالَ یَعْنِیْ ہِلَالَ رَمَضَانَ فَقَالَ اَتَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَتَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کو ترمذی نے روایت کیا۔

۴۴۳۔ حضرت ام سلمہ نے کہا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی دو مہینوں کے متواتر روزے رکھتے نہیں دیکھا مگر شعبان اور رمضان کے مہینے[1]۔ اسکو ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۴۴۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ جس نے شک کے دن روزہ رکھا۔ اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی[2]

اسکو ابوداؤد۔ ترمذی نسائی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۴۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ میں نے چاند دیکھا ہے یعنی رمضان شریف کا چاند پس آپ نے کہا کیا تو شہادت دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ کہنے لگا ہاں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ۲ھ اس حدیث کو حاکم دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے جیسے کہ آپ وصال کے روزے رکھتے تھے اور آپ نے شفقت کی وجہ سے امت کو منع فرما دیا اسی طرح آپ شعبان میں بہت زیادہ روزے رکھتے اور امت کو شفقت کی وجہ سے منع فرما دیا کہ زیادہ کمزور نہ ہو جائیں ۱۲۔

[2] اس کو احمد۔ ابن حبان، ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو قریباً سب نے صحیح کہا ہے۔ شک کا دن تیس شعبان کا دن ہے اگر اس میں چاند نظر آ جائے تو بہتر ورنہ روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین میں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہئے اگر اس میں کمی نہیں ہو سکتی تو اس میں اضافہ بھی کسی صورت نہیں ہو سکتا اور دین میں غلو کرنا بھی ویسا ہی جرم ہے جیسے کہ دین میں کمی کرنا جرم ہے ۱۲۔

قَالَ نَعَمْ قَالَ یَا بِلَالُ اَذِّنْ فِی النَّاسِ اَنْ یَصُوْمُوْا غَدًا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَ اِبْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ۔

۴۶۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَرَائَی النَّاسُ الْہِلَالَ فَاَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ رَاَیْتُہٗ فَصَامَ وَاَمَرَ النَّاسَ بِصِیَامِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالدَّارِمِیُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۷۔ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لَا یَتَحَفَّظُ مِنْ غَیْرِہٖ ثُمَّ یَصُوْمُ لِرُؤْیَۃِ رَمَضَانَ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْہِ عَدَّ ثَلٰثِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ صَامَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

آپ نے فرمایا کیا تو شہادت دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں کہنے لگا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اے بلال لوگوں میں آواز دے دو کہ کل روزہ رکھیں[1]۔ اسکو ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ لوگوں نے چاند دیکھنا شروع کیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ کہ میں نے چاند دیکھا ہے۔ آپ نے خود بھی روزہ رکھا۔ اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا[2] اسکو ابوداؤد۔ اور دارمی نے روایت کیا۔

فصل سوم

۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا اتنا حساب رکھتے۔ کہ اس قدر کسی مہینے کا نہ حساب رکھتے۔ پھر رمضان کا روزہ چاند دیکھ کر رکھتے۔ اگر بادل ہو جاتا۔ تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے پھر روزہ رکھتے[3]۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا

---

[1] یہ حدیث مسند اور مرسل دونوں طریقوں سے روایت کی گئی ہے۔ نسائی نے اس کے ارسال کو ترجیح دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رمضان شریف کے اثبات کے لیے ایک مومن آدمی کی شہادت کافی ہے۔ ۱۲

[2] اس حدیث کو دارقطنی، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ روزے کے اثبات کے لیے خبر واحد کو قبول کیا جائے گا۔ ۱۲

[3] اس حدیث کو دارقطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ رمضان شریف کے روزہ میں پوری احتیاط کرنی چاہیے کہ روزہ رمضان سے پہلے نہ شروع ہو جائے اور چاند دیکھ کر روزہ رکھنا اسی صورت میں ہے کہ مطلع صاف ہو اگر نہیں شعبان کو بھی بادل وغیرہ ہو تو کوئی حرج نہیں روزہ رکھا جائے گا۔ ۱۲

۴۸۴ ۔ وَعَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَۃِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَۃَ تَرَاءَیْنَا الْھِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ ھُوَابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ ھُوَابْنُ لَیْلَتَیْنِ فَلَقِیْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا اِنَّا رَاَیْنَا الْھِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ ھُوَابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ ھُوَابْنُ لَیْلَتَیْنِ فَقَالَ اَیَّ لَیْلَۃٍ رَاَیْتُمُوْہُ فَقُلْنَا لَیْلَۃَ کَذَا وَکَذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَدَّہٗ لِلرُّؤْیَۃِ فَھُوَ لِلَیْلَۃٍ رَاَیْتُمُوْہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْہُ قَالَ اَھْلَلْنَا رَمَضَانَ وَنَحْنُ بِذَاتِ عِرْقٍ فَاَرْسَلْنَا رَجُلًا اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ یَّسْاَلُہٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَمَدَّہٗ لِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ اُغْمِیَ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوا الْعِدَّۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۴۸۴۔ ابوالبختری نے کہا۔ کہ ہم عمرہ کے لئے نکلے پھر جب ہم بطن نخلہ میں اترے۔ تو ہم نے چاند دیکھنا شروع کیا۔ بعض لوگوں نے کہا۔ یہ تو تیسری رات کا چاند ہے۔ اور بعض نے کہا۔ دوسری رات کا چاند ہے۔ پھر ہمیں ابن عباس ملے۔ ہم نے کہا۔ کہ ہم نے چاند دیکھا۔ تو بعض لوگوں نے کہا۔ یہ تیسری رات کا ہے۔ اور بعض نے کہا۔ کہ دوسری رات کا ہے۔ تو ابن عباس نے کہا۔ کونسی رات میں تم نے اسکو دیکھا تھا۔ ہم نے کہا۔ فلاں فلاں رات تو کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی مدت دیکھنے پر مقرر کی ہے۔ وہ اسی رات کا ہے۔ جس رات کو تم نے اسکو دیکھا۔ اور اس کی ایک روایت میں ہے۔ کہ ہم نے رمضان کا چاند ذات عرق میں دیکھا۔ تو ایک آدمی کو ابن عباس کے پاس بھیجا۔ کہ آپ سے پوچھے تو ابن عباس نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے شعبان کی مدت کو چاند دیکھنے تک لمبا کیا ہے۔ اگر تم پر بادل ہو جائے۔ تو تم گنتی پوری کر لو۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

روزہ رکھنے میں پوری احتیاط کرو ف اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ بطن نخلہ مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے اور اسی طرح ذات عرق بھی ایک جگہ کا نام ہے اور وہ بطن نخلہ سے ایک منزل اور مکہ مکرمہ سے دو منزل مشرقی جانب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف کے چاند کو واضح کر کے دکھانے کے لیے اللہ تعالےٰ چاند کو بڑا کر کے دکھاتے ہیں اور خواہ مخواہ اس شک میں مبتلا نہ ہونا چاہئے کہ چاند بڑا نظر آرہا ہے شاید کوئی روزہ رہ نہ گیا ہو ویسے اپنی طرف سے پوری احتیاط کرنی چاہئے کہ کوئی روزہ نہ جائے اور اسی لیے شعبان کی گنتی کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن احتیاط کا یہ معنی نہیں کہ شک کے دن روزہ رکھ لیا جائے اور اگر احتیاط کے باوجود یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ ایک روزہ رہ گیا ہے مثلاً تیس شعبان کو بادل کی وجہ سے روزہ نہ رکھا اور اٹھائیسویں روزہ پر شوال کا چاند نظر آگیا تو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ ایک روزہ رہ گیا ہے تو اس صورت میں بعد میں ایک روزہ کی قضا دی جائے گی۔ اس روزہ کا اجر بھی رمضان شریف کے روزہ کے برابر ہو گا اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک مواخذہ بھی نہ ہو گا ۔۔

بَابٌ
اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۴۹ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السَّحُوْرِ بَرَكَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۵۰ - وَعَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۵۱ - وَعَنْ سَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۵۲ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ

باب
فصل اول

۴۴۹ - حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سحری کا کھانا کھایا کرو۔ کہ سحری کھانے میں برکت[1] ہے متفق علیہ

۴۵۰ - حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق صرف سحری کھانے کا ہے[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۴۵۱ - حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے بھلائی سے رہیں گے[3]۔ متفق علیہ۔

۴۵۲ - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ادھر سے سیاہی نمودار ہو جائے۔ اور

---

[1] اس کو ابوداؤد کے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے ایک برکت تو سحری کھانے میں یہ ہے کہ اس سے کمزوری نہیں ہوگی اور دوسری برکت خدا تعالے کے انعام کی قبولیت کی وجہ سے ہوتی ہے اور ثواب علیحدہ ملتا ہے ۱۲

[2] **روزہ میں رعایت کر دی گئی ہے** اس حدیث کو ابن خزیمہ، ابن حبان، احمد اور ابن ماجہ کے سوا باقی اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ کا روزہ عشا کا وقت شروع ہونے سے لیکر دوسرے دن کے غروب آفتاب تک ہوتا تھا اور ابتدا اسلام میں بھی یہی حال تھا لیکن بعد ازاں خدا تعالے نے اپنی رحمت سے رعایت کر دی اور روزہ کا وقت صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کر دیا ۱۲

[3] **سحری آخری وقت میں کھاؤ** اس حدیث کو احمد، ترمذی۔ ابن حبان۔ ابن خزیمہ حاکم اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ سنت یہ ہے کہ سحری کا کھانا اخیر وقت میں کھایا جائے جبکہ کھانے کے بعد صبح صادق ہو جائے اور روزہ سورج غروب ہونے کے بعد باقی بر صفحہ آئندہ

ھھُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۳۴۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِى الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَيُّكُمْ مِثْلِىْ اِنِّىْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِىْ رَبِّىْ وَيَسْقِيْنِىْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ

۵۴۴۔ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِىُّ وَالدَّارِمِىُّ وَقَالَ اَبُوْدَاؤدَ وَقَفَهٗ عَلٰى

دھر دن بیٹھ دے جائے۔ اور سورج غروب ہو جائے۔ تو روزہ دار روزہ کھول دے[۱] متفق علیہ۔

۵۳۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ میں وصال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ سے ایک آدمی نے کہا۔ کہ آپ تو اے اللہ کے رسول وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کون میری مثل ہے۔ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں۔ وہ مجھے کھلا بھی دیتا ہے اور پلا بھی دیتا ہے[۲] متفق علیہ

فصل دوم

۵۴۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی صبح ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کی نیت نہ کرے۔ وہ روزہ سے نہیں ہے[۳] اسکو ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد نے کہا۔ کہ اس حدیث کو حفصہ پر موقوف کیا ہے۔ معمر اور زبیدی اور ابن عیینہ اور یونس ایلی سب نے زہری سے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) بعد جلدی افطار کر دیا جائے اتنی احتیاط سراسر غلط ہے کہ اندھیرا ہونے لگے اور ستارے نمودار ہونے لگیں جیسا کہ بعض آدمی کرتے ہیں ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اس کو ابن ماجہ کے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اس میں روزہ کھولنے کا وقت متعین کر دیا کہ جب مغرب میں سورج غروب ہو جائے اور مشرق کی طرف سے سیاہی نمودار ہو جائے تو روزہ کھول دینا چاہئے ۱۲۔

وصال کا روزہ منع ہے۔ [۲] اس حدیث کو احمد اور مالک نے بھی روایت کیا ہے۔ وصال یہ ہے کہ شام کے وقت روزہ نہ کھولا جائے اور دوسرا روزہ شروع کر لیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت چونکہ بہت زیادہ تھی جس کی وجہ سے جسمانی کمزوری بھی زیادہ اثر نہ کرتی تھی لہذا آپ وصال سے روزہ رکھ لیا کرتے تھے اور اپنی امت کو آپ نے منع کر دیا کہ وصال سے روزہ نہ رکھیں تاکہ کمزوری نہ ہو ۱۲۔

روزہ نیت کرنے سے ہوگا۔ [۳] اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ، دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ تمام اعمال کا دارومدار چونکہ نیت پر ہے اس لیے نیت کے بغیر کوئی عمل عمل ہی نہیں ہے مثلاً روزہ کی نیت نہ کی گئی ہو اور روزہ جیسی بار ہا بار لیے اوپر گزر جائیں تو وہ روزہ نہ ہوگا بلکہ فاقہ ہوگا ۱۲

حَفْصَةَ مَعْمَرٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَيُونُسُ الْأَيْلِيُّ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

۴۵۵ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِنَاءُ فِي يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۴۵۶ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۴۵۷ - وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ

---

۴۵۵ - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے اذان سنے۔ اور کھانے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ برتن کو کھانا کھا کر نیچے رکھے[1]۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۴۵۶ - اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو روزہ جلدی افطار کرتے ہیں[2]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۴۵۷ - سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی روزہ کھولے[3] تو کھجور سے روزہ کھولے۔ کہ اس میں برکت ہے۔ اور اگر کھجور نہ ملے۔ تو پانی سے کھولے۔ کہ وہ پاک کرنیوالا ہے۔ اسکو احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ

[1] اس حدیث کو احمد، دارقطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کھانا کھا رہا ہو تو اذان ہوتے ہوتے یا اذان کے بعد بھی اپنا کھانا پورا کرلے بشرطیکہ اذان صحیح وقت پہ ہو رہی ہو اور اگر صبح صادق نمودار ہو چکی ہو تو پھر نہیں کھانا چاہیئے ۱۲۔

[2] اس حدیث کو احمد، ابن حبان، ابن خزیمہ، بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روزہ جلدی سے جلدی کھولنا چاہیئے بشرطیکہ سورج کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے ۱۲۔

کھجور سے کیوں افطار کرنا بہتر ہے [3] اس کو نسائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان، ابن عدی، بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ کھجور سے روزہ کھولنا مستحب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کی وجہ سے جسم اور بینائی میں جو کمزوری واقع ہوتی ہے کھجور اس کے لیے نہایت مفید ہے خصوصاً نظر کی کمزوری کے لیے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ میٹھے کھانے نمکین کھانوں کی نسبت بدن کو زیادہ موٹا کرتے ہیں اور کھجور اگر میسر نہ ہو تو نمکین چیز سے روزہ افطار کرنا چاہیئے اور اس کے بعد اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پھر پانی سے افطار کرنا بہتر ہے ۱۲

وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَلَمْ يَذْكُرْ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ غَيْرُ التِّرْمِذِيِّ فِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى۔

۴۵۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى رُطَبَاتٍ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٍ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۴۵۹۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهٗ مِثْلُ أَجْرِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَمُحْيِ السُّنَّةِ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ صَحِيْحٌ

۴۶۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ

اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی کے سوا فانہ برکۃ کے لفظ کسی نے بھی روایت نہیں کئے۔ لیکن دوسری روایت میں یہ لفظ کہے ہیں

۴۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے سے پہلے چند تازہ کھوریں کھاکر روزہ افطار کرلیا کرتے تھے۔ اور اگر تازہ کھوریں نہ ملتیں تو خشک کھوریں کھالیتے۔ اور اگر وہ بھی نہ ملتیں۔ تو پانی کے چند چلو بھر کر پی لیتے۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۴۵۹۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے۔ یا کسی غازی کو سامان تیار کردے۔ تو اس کو بھی اس کے برابر اجر ملے گا۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور محی السنۃ نے شرح السنۃ میں روایت کیا۔ اور کہا کہ صحیح ہے۔

۴۶۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو کہتے پیاس چلی گئی۔ اور رگیں تازہ ہو

لہ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روزہ افطار کرکے اگر کچھ کھانا موجود ہو تو وہ کھا کر مغرب کی نماز پڑھنا چاہئے اتنی دیر تک مغرب کی نماز قضا نہیں ہوجاتی اور روزہ دار کو بھوک پیاس تو ہوتی ہی ہے اگر کھانا پاس موجود ہو تو وہ کھالے کیونکہ اس طرح نماز میں پوری توجہ نہ رہ سکے گی خیال کھانے کی طرف رہیگا ۱۲

غازی اور روزہ دار کی ضیافت کرو۔ لہ اس حدیث کو ابن ماجہ، نسائی، ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ غازیوں اور روزے داروں کی ضیافت کرکے ثواب حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور غازی کو جہاد کا سامان خرید کر دینا چاہئے۔ یہ خدا تعالے کی رحمت ہے کہ اتنے تھوڑے سے کام پر اتنا بڑا اجر دے دیتے ہیں حقیقت میں خدا تعالےٰ کی ایسی ہی مہربانیوں سے گنہگاروں کی بخشش کا سامان ہوگا ۱۲

الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۱۶۱م ۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ زُھْرَۃَ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ مُرْسَلاً۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۶۲م ۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاھِرًا مَّا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُوْنَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۶۳م ۔ وَعَنْ اَبِیْ عَطِیَّۃَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰی عَائِشَۃَ فَقُلْنَا یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَجُلَانِ مِنْ

گئیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اجر ثابت ہو گیا۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۶۱م۔ معاذ بن زہرہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو کہتے میں نے تیرے لئے روزہ رکھا۔ اور تیرے رزق پر میں نے افطار کیا[1]۔ اسکو ابوداؤد نے مرسلاً روایت کیا۔

فصل سوم

۱۶۲م۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تک دین غالب رہے گا جب تک روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی دیر سے افطار کرتے ہیں[3]۔ اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا

۱۶۳م۔ ابوعطیہ نے کہا۔ کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آئے۔ ہم نے عرض کیا اے ام المومنین حضرت محمد صلی اللہ

[1] اس حدیث کو نسائی۔ حاکم اور دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔ روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھنا سنت ہے اس میں روزہ دار کو یہ بھی سمجھانا مقصود ہے کہ بھوک پیاس تو عارضی چیزیں تھیں وہ ختم ہو گئیں اور کمزوری جاتی رہی اور روزہ کا اجر لازوال معاوضہ ہمیشہ قائم رہے گا یہ کام نفع بخش ہی ثابت ہوا ۱۲۔

[2] اس حدیث کو دار قطنی اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند متصل ہے لیکن ضعیف ہے امام شوکانی نے کہا ہے کہ یہ پہلی حدیث ہی کا ایک حصہ ہے اس صورت میں یہ حدیث حسن ہو گی۔ یہ دعا پڑھنی بھی مستحب ہے ۱۲۔

[3] اس حدیث کو حاکم، نسائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ روزہ جلد افطار کریں۔ دیر سے افطار کرنا یہود و نصاریٰ کی عادت ہے اس سے بچنا چاہئے مسلمانوں میں بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو روزہ افطار کرنے میں اتنی دیر کرتے ہیں کہ آسمان پر ستارے نمودار ہو جاتے ہیں۔ شاید ان کی ان سے کوئی روحانی نسبت ہو ۱۲۔

اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَدُھُمَا یُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَیُعَجِّلُ الصَّلٰوۃَ وَالْاٰخَرُ یُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَیُؤَخِّرُ الصَّلٰوۃَ قَالَتْ اَیُّھُمَا یُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَیُعَجِّلُ الصَّلٰوۃَ قُلْنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ ھٰکَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ اَبُوْمُوْسٰی رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۴۶۴ - وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ قَالَ دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی السُّحُوْرِ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ ھَلُمَّ اِلَی الْغَدَاءِ الْمُبَارَکِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ

۴۶۵ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَ سُحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو آدمی ہیں۔ ایک جلدی افطار کرتا ہے۔ اور جلدی نماز پڑھتا ہے۔ اور دوسرا دیر سے افطار کرتا ہے اور دوسرا دیر سے نماز پڑھتا ہے کہنے لگیں۔ کونسا ان دونوں میں سے جلدی افطار کرتا ہے۔ اور جلدی نماز پڑھتا ہے۔ ہم نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود کہنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ اور دوسرے ابوموسٰی ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۴۶۴۔ عرباض بن ساریہ نے کہا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں سحری کے کھانے کی طرف بلایا۔ اور فرمایا۔ مبارک کھانے کی طرف آجاؤ۔ اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۴۶۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی سحری کا بہترین کھانا کھجور ہے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

لہ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورج غروب ہوجانے کے بعد روزہ جلدی افطار کرنا اور مغرب کی نماز اول وقت ادا کرنا دونوں کام سنت ہیں اور اس کے خلاف کرنا سنت کے برخلاف ہے اور حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ بھی اتنی دیر نہ کیا کرتے تھے کہ اندھیرا ہوجائے اور ستارے نمودار ہونے لگیں بلکہ ان کی دیر بھی دو تین منٹ کی ہوتی تھی وہ کہتے تھے کہ جس وقت مغرب کی اذان ختم ہوتی ہے اس وقت شروع ہونی چاہئے تاکہ غروب آفتاب میں کوئی شبہ نہ رہے ۱۲

لہ اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

لہ اس حدیث کو بیہقی۔ ابن عساکر اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ کھجور کے علاوہ ہر میٹھا کھانا بہترین کھانا ہے کیونکہ دیر سے ہضم ہوتا ہے اور بھوک جلدی نہیں لگتی ۱۲

بَابُ تَنْزِيْهِ الصَّوْمِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۶۶ ۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۴۶۷ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

روزہ کو پاک رکھنے کا بیان

فصل اوّل

۴۶۶ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے جھوٹ نہ چھوڑا۔ اور نہ برے عمل چھوڑے۔ تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں۔ کہ وہ اپنا کھانا یا پانی چھوڑے[1] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۴۶۷ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ اور معانقہ کر لیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنی خواہش پر تم سے بہت زیادہ قابو رکھتے تھے[2] متفق علیہ۔

روزے کا مقصد کیا ہے۔ [1] اس حدیث کو احمد، اصحاب سنن، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ روزے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان میں اتنی قوت برداشت پیدا کی جائے کہ جب اور جس مقام پر اپنے نفس پر کنٹرول کرنا چاہے کر سکے اور جو چیزیں خدا تعالےٰ نے ہمیشہ سے حرام کر رکھی ہیں ان سے خصوصاً پرہیز کرے جبکہ وہ خدا تعالےٰ کے حکم سے وقتی طور پر حلال چیزوں سے بھی پرہیز کرتا ہے تو پھر اگر کوئی روزے دار برے اعمال، جھوٹ، چغلی، گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز نہ کرے تو ایسا روزہ رکھنے کا کیا فائدہ؟

روزہ توڑنے کا کفارہ۔ [2] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اپنی بیوی کا بوسہ لینے یا اس سے معانقہ کرنے سے تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اس سے پرہیز اچھی ہے ایسا نہ ہو کہ آدمی شہوت سے مغلوب ہو کر جماع کر بیٹھے اور روزہ ٹوٹ جائے اگر کوئی کھانے یا پینے یا جماع سے عمداً روزہ توڑ لے تو اس پر کفارہ لازم ہے سب سے پہلے تو ایک مسلمان غلام کو آزاد کرے۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ۱۲۔

۱۹۶۸ - وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۹۶۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِمَا۔

۱۹۷۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۹۷۱ - وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

۱۹۶۹ - اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں بغیر احتلام کے جنابت کی حالت میں صبح کرتے پھر آپ غسل کرتے اور روزہ رکھتے[1] متفق علیہ

۱۹۷۰ - ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام اور روزے کی حالت میں سینگی لگوائی ہے[2]۔ متفق علیہ۔

۱۹۷۱ - اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے روزے کی حالت میں بھول کر کھا لیا یا پی لیا۔ تو وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ اللہ تعالٰی نے اسکو کھلایا اور پلایا ہے[3]۔ متفق علیہ۔

۱۹۷۲ - اور انہی سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ تو اس نے

جنابت روزے کے خلاف نہیں [1] اس حدیث کو احمد، مالک، اصحاب سنن اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جنابت روزے کے مخالف نہیں ہے کیونکہ صبح صادق تک تو کھانا، پینا، جماع کرنا درست ہے پھر غسل کو لازمی طور پر طلوع فجر کے بعد ہی ہوگا۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں البتہ صبح کے بعد جتنی جلدی ہو سکے غسل کر لے تاکہ بروقت نماز پڑھ سکے۔

روزے اور احرام میں سینگی کی اجازت [2] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے پہلے ابتدا میں روزے اور احرام کی حالت میں سینگی لگوانے کی ممانعت تھی لیکن بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ خون نکل جانے کی وجہ سے طبیعت کے اندکرہ رہو جانے کا خطرہ تھا اور احرام میں اس لیے ممانعت تھی کہ سینگی کے لیے بال مونڈنے یا توڑنے یا کاٹنے پڑتے ہیں جو احرام کی حالت میں منع ہے لیکن بعد ازاں بیماری کے عذر کی وجہ سے اجازت دیدی۔

خطا اور نسیان پر مواخذہ نہیں۔ [3] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ حاکم، ابن خزیمہ، ابن حبان اور دار قطنی میں یہ الفاظ ہیں کہ جس نے روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا اس پر نہ کفارہ ہے نہ قضا اور اسی طرح اگر کوئی بھول کر جماع بھی کر لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے چونکہ بھولنا اور اکثر کھانے پینے کی واردات ہی ہوتی ہیں لہذا کھانے پینے ہی کا ذکر کیا یہ اللہ تعالٰی کا احسان ہے کہ اس نے خطا اور نسیان پر کوئی مواخذہ نہیں رکھا ہے۔

هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ اِجْلِسْ وَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُولَ اللهِ فَوَاللهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کہا۔ اے اللہ کے رسول میں برباد ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا۔ میں روزے کی حالت میں اپنی عورت پر جا پڑا۔ تو رسول کریم ؐ نے فرمایا۔ کیا تو کوئی غلام یا لونڈی رکھتا ہے۔ کہ اس کو آزاد کر سکے؟ اسنے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔ کیا دو مہینے کے متواتر روزے رکھ سکتا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔ بیٹھ جا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ٹھہرے رہے۔ ہم ابھی اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا (عرق کا ترجمہ ہے بڑا ٹوکرہ) آپ نے فرمایا وہ سوال کرنیوالا کہاں ہے۔ کہنے لگا۔ میں ہوں۔ آپ نے فرمایا اسکو پکڑ لے۔ اور یہ صدقہ کر دے۔ تو اس آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول۔ کیا اس پر جو مجھ سے زیادہ غریب ہیں؟ تو اللہ کی قسم مدینہ کے دونوں طرفوں میں یعنی حرہ وبرہ اور حرہ واقم) میرے گھر والوں سے زیادہ فقیر کوئی گھر والے نہیں ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔[1] متفق علیہ

عمداً روزہ توڑنے کا کفارہ [1] اس حدیث کو احمد، اصحاب سنن، دار قطنی، ابن خزیمہ، بیہقی، ابوعوانہ، طحاوی، بزار، ابن عساکر اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے، اگر کوئی جانتے بوجھتے عمداً جماع سے روزہ توڑ ڈالے تو اس پر بالاتفاق کفارہ ہے۔ کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ خواہ وہ مالدار ہو یا غریب، غلام لونڈی کے آزاد کرنے میں گو یہاں کسی قید کا ذکر نہیں کیا گیا لیکن مومن کی اس میں شرط ہے کیونکہ اس کو قتل کے کفارہ پر قیاس کیا گیا ہے۔ پھر اگر غریب آدمی کسی حیثیت سے بھی کفارہ ادا نہ کر سکے تو اس کو صدقہ کے مال سے کفارہ ادا کرنا چاہئے پھر مسکین کی حیثیت سے خود بھی اس سے کھا سکتا ہے بلکہ اگر اور کوئی آدمی اس کے برابر غریب نہ ہو تو سارا صدقہ خود کھا سکتا ہے اور جس عورت سے جماع کیا ہے اگر وہ بھی رضامند ہو تو اس پر بھی کفارہ ہو گا ورنہ صرف قضا ہو گی اور اگر پانی پی کر یا کھانا کھا کر کوئی عمداً روزہ توڑ دے تو امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اس پر بھی کفارہ ہے اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اس پر قضا ہے کفارہ نہیں اور آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۴۷۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُقَبِّلُہَا وَھُوَ صَائِمٌ وَیَمَصُّ لِسَانَہَا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۴۷۳۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُبَاشَرَۃِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَہٗ وَاَتَاہُ اٰخَرُ فَسَأَلَہٗ فَنَہَاہُ فَاِذَا الَّذِیْ رَخَّصَ لَہٗ شَیْخٌ وَاِذَا الَّذِیْ نَہَاہُ شَابٌّ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۴۷۴۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَرَعَہُ الْقَیْءُ وَھُوَ صَائِمٌ فَلَیْسَ عَلَیْہِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْیَقْضِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ

فصل دوم

۴۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں ان کا بوسہ لیتے۔ اور ان کی زبان بھی چوس لیتے[۱]۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۴۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روزے دار کو اپنی عورت سے مباشرت کرنے کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے اس کو اجازت فرمائی۔ اور ایک دوسرے نے آکر سوال کیا۔ تو اس کو اس سے روک دیا۔ تو وہ آدمی جس کو آپ نے رخصت دی تھی۔ وہ بوڑھا آدمی تھا اور جس کو منع کیا تھا۔ وہ جوان آدمی تھا[۲]۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۴۷۴۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی پر قے غالب آجائے۔ اور وہ روزے دار ہو تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے۔ اور جو عمداً قے کرے۔ وہ روزے کی قضا دے[۳]۔ اس کو ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور دارمی نے

سلہ یہ حدیث بالکل ضعیف ہے استناد کے قابل ہرگز نہیں ہے ۱۲۔

مباشرت کا لغوی معنی۔ سلہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں عورت کے جسم سے جسم لگانا بنا روزے کو نہیں توڑتا۔ لیکن جوان آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے مبادا اس سے آگے بڑھ کر جماع کی نوبت پہنچ جائے اس حدیث میں مباشرت کا جو لفظ آیا ہے اس کے معنی جماع نہیں ہیں بلکہ لغوی معنی جسم سے جسم لگانا مراد ہیں ۱۲۔

قے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا سلہ اس حدیث کو احمد، نسائی۔ ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ قے تھوڑی ہو یا زیادہ اور منہ بھر کر آئے یا نہ اگر غلبہ کر کے قے آجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس پر اتفاق ہے اور اگر آدمی خود قے کرے تو اس پر قضا ہے یعنی اس کی جگہ ایک روزہ رکھے گا اور کفارہ نہیں ہے اور وہ روزہ بھی پورا کرنا ہوگا اگر اس کو پھر توڑ دے گا تو اس پر کفارہ بھی پڑ جائے گا ۱۲۔

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ يَعْنِي الْبُخَارِيَّ لَا أُرَاهُ مَحْفُوْظًا

۷۵ا۔ وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَأَفْطَرَ قَالَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقُلْتُ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَأَفْطَرَ قَالَ صَدَقَ وَأَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوْءَهُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۷۶ا۔ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا أُحْصِيْ يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ۔

۷۷ا۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اشْتَكَيْتُ عَيْنَيَّ أَفَأَكْتَحِلُ وَأَنَا

روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کو صرف عیسیٰ بن یونس کے طریق ہی سے پہچانتے ہیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میں اسے محفوظ نہیں سمجھتا۔

۷۵ا۔ معدان بن طلحہ نے کہا۔ کہ حضرت ابودرداء نے انکو حدیث سنائی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی۔ پھر آپ نے افطار کر دیا پھر میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو ملا۔ میں نے کہا۔ کہ ابوالدرداء نے مجھ کو حدیث سنائی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی۔ اور افطار کیا۔ تو ثوبان نے کہا۔ ابوالدرداء نے سچ کہا۔ اور میں نے آپ کے وضوء کے لیے پانی انڈیلا تھا [۱]۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

۷۶ا۔ حضرت عامر بن ربیعہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں اتنی دفعہ مسواک کرتے دیکھا ہے۔ کہ میں انکو شمار بھی نہیں کر سکتا [۲]۔ اس کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۷۷ا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا۔ میری آنکھیں دکھتی ہیں کیا میں روزے

---

[۱] اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن جارود، ابن حبان، دارقطنی، بیہقی، طبرانی، ابن مندہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس کا مضمون بھی وہی ہے جو اوپر کی حدیث میں گزر چکا ہے ۱۲۔

[۲] مسواک سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس کو احمد، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی، ابن عجار۔ دارقطنی اور اسحٰق بن راہویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو مسواک سے روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ یہ خلاف اولیٰ ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مسواک سے روزے دار کے منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے جو اللہ تعالےٰ کو پیاری ہے لہذا مسواک نہیں کرنا چاہیئے یہ غلط ہے مسواک سے روزے میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا ۱۲۔

صَائِمٌ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَأَبُو عَاتِكَةَ الرَّاوِيُّ يُضَعَّفُ۔

۷۸۴۔ وَعَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطَشِ أَوْ مِنَ الْحَرِّ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَبُودَاوُدَ۔

۷۹۴۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى رَجُلًا بِالْبَقِيعِ وَهُوَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي لِثَمَانِي عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَتَأَوَّلَهُ بَعْضُ مَنْ رَخَّصَ فِي الْحِجَامَةِ أَيْ تَعَرَّضَا لِلْإِفْطَارِ الْمَحْجُومُ لِلضَّعْفِ وَالْحَاجِمُ لِأَنَّهُ لَا يَأْمَنُ مِنْ أَنْ يَصِلَ شَيْءٌ إِلَى جَوْفِهِ بِمَصِّ الْمَلَازِمِ۔

کی حالت میں سرمہ ڈال لیا کروں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں[۱]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا اس کی سند قوی نہیں ہے۔ اور ابو عاتکہ راوی ضعیف ہے۔

۷۸۴ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرج میں دیکھا۔ آپ اپنے سر پر پیاس کی وجہ سے یا گرمی کی وجہ سے پانی گراتے تھے۔ اور آپ روزہ دار تھے[۲]۔ اس کو مالک اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۷۹۴ شداد بن اوس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بقیع کے پاس ایک آدمی پر ہوا۔ وہ آدمی سینگیاں لگوا رہا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ رمضان کی اٹھارہ تاریخ تھی۔ آپ نے فرمایا۔ سینگی لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا[۳]۔ اس کو ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ شیخ امام محی السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ جن لوگوں نے روزہ میں سینگی لگوانے کی اجازت دی ہے۔ ان میں سے بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے۔ کہ وہ دونوں افطار کرنے کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ سینگی لگوانے والا تو کمزوری کی وجہ سے اور سینگی لگانے والا اس لئے کہ وہ نہیں مطمئن ہے اس چیز سے کہ اس کے پیٹ میں کوئی چیز پہنچ جائے۔ سینگی کھینچنے کی وجہ سے

---

[۱] اس طرح کی اور بھی کئی حدیثیں آئی ہیں لیکن سب کی سب کمزور ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ امام احمد روزہ دار کو سرمہ لگانا مکروہ سمجھتے ہیں دوسرے امام جائز سمجھتے ہیں ۱۲۔

[۲] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے عرج مدینہ منورہ سے ۷۸ میل کے فاصلہ پر ایک بستی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیاس کی وجہ سے کلی کرنا یا جسم پر پانی ڈالنا روزہ دار کے لیے مکروہ نہیں ہے ۱۲۔

[۳] یہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے ۱۲۔

۴۸۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِّنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَةٍ وَّلَا مَرَضٍ لَّمْ یَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ کُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبُخَارِیُّ فِیْ تَرْجَمَةِ بَابٍ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا اَیْعْنِی الْبُخَارِیَّ یَقُوْلُ اَبُو الْمُطَوِّسِ الرَّاوِیُّ لَا اَعْرِفُ لَهٗ غَیْرَ هٰذَا الْحَدِیْثِ۔

۴۸۱ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَمْ مِّنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا الظَّمَاُ وَکَمْ مِّنْ قَائِمٍ لَیْسَ مِنْ قِیَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ وَذُکِرَ حَدِیْثُ لَقِیْطِ بْنِ صَبِرَةَ فِیْ بَابِ سُنَنِ الْوُضُوْءِ۔

---

۴۸۰ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی نے رمضان شریف کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت اور بیماری کے چھوڑ دیا۔ تو ہمیشہ کے روزے بھی اس کی پوری قضا نہیں دے سکتے۔ اگرچہ روزے ہمیشہ رکھتا جائے[1] اس کو احمد ترمذی ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی اور بخاری نے بھی ترجمہ باب میں روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے کہا۔ کہ میں نے محمد یعنی امام بخاری سے سنا۔ وہ فرماتے تھے۔ ابوالمطوس راوی کی اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث میں نہیں جانتا۔

۴۸۱ - اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کتنے ہی روزہ دار ایسے ہوں گے۔ کہ جن کو روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے اور کوئی چیز نہیں ملے گی۔ اور کتنے ہی قیام کرنے والے ایسے ہوں گے۔ کہ جن کو سوائے جاگنے کے اور کوئی چیز نہیں ملے گی[2]۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔ اور لقیط بن صبرہ کی حدیث باب سنن الوضوء میں ذکر کی جا چکی ہے۔

---

[1] اس حدیث کو نسائی، بیہقی اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اگرچہ اس ایک روزہ کی قضا ایک دن کے روزے سے پوری ہو جائے ہو جائے گی لیکن وہ فضیلت اس کو کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکے گی لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ بغیر عذر شرعی کے ہو اور شرعی عذر یہ ہیں بیماری، سفر، حیض اور نفاس ۱۲۔

[2] قبول نہ ہونے والا روزہ۔ اس حدیث کو احمد، بیہقی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ جس روزہ میں گالی گلوچ، لڑائی، جھگڑا، گلہ اور غیبت وغیرہ سے پرہیز نہ کیا جائے اس روزہ کا ثواب نہیں ملتا کیونکہ روزے کا مقصد ہی پورا نہیں ہوا۔ روزے کا مقصد تو یہ تھا کہ آدمی میں اپنے نفس پر کنٹرول کرنے کی قوت پیدا ہو جائے یعنی روزہ کی روح حاصل نہ ہوئی اور اسی طرح وہ نماز ہے جس کے ظاہری ارکان پوری طرح ادا کیے جائیں یا جس نماز میں خشوع وخضوع نہ ہو تو ایسی نماز بھی گویا بے مقصد ہے اور بارگاہ خداوندی میں قبولیت کے لائق نہیں ہے ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۹۸۲ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا یُفَطِّرْنَ الصَّائِمَ الْحِجَامَۃُ وَالْقَیُٔ وَالْاِحْتِلَامُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَیْرُ مَحْفُوْظٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَیْدِ الرَّاوِیْ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ۔

۱۹۸۳ - وَعَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ کُنْتُمْ تَکْرَھُوْنَ الْحِجَامَۃَ لِلصَّائِمِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِلَّا مِنْ اَجْلِ الضُّعْفِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۹۸۴ - وَعَنِ الْبُخَارِیِّ تَعْلِیْقًا قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَحْتَجِمُ وَھُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَکَہٗ فَکَانَ یَحْتَجِمُ بِاللَّیْلِ وَعَنْ

فصل سوم

۱۹۸۲ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں۔ سینگی، ورقے اور احتلام[1] اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اور عبدالرحمن بن زید راوی حدیث میں ضعیف ہے۔

۱۹۸۳ ثابت بنانی نے کہا۔ کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا تم سینگی لگوانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں روزہ دار کے لئے ناپسند کیا کرتے تھے۔ کہنے لگے نہیں صرف کمزوری[2] کی وجہ سے اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۹۸۴ امام بخاری نے تعلیقاً روایت کیا۔ کہ ابن عمر روزے کی حالت میں سینگی لگوا لیا کرتے تھے۔ پھر اس کو چھوڑ دیا۔ اور پھر رات کو لگوا لیتے[3]

---

[1] اس حدیث کو بیہقی، دارقطنی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کے اور بھی کئی ایک طرق ہیں لیکن سب کے سب ضعیف ہیں خطابی نے کہا ہے کہ اگر بالفرض اس حدیث سے دلیل لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو آدمی خود قے نہ کرے بلکہ قے اسکو زبردستی آجائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور احتلام اور سینگی سے بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹتا ۱۲۔

[2] اس حدیث کو ابن جریر، بیہقی، ابو نعیم اور ابن مندہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سینگی لگوانے سے روزہ میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا ہاں اگر کمزوری کا خطرہ ہو تو نہ لگوائے ۱۲۔

[3] کوئی چیز چکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ابن عمر کے اس اثر کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا ہے اور اسی طرح عبدالرزاق نے بھی اپنی مسند میں اور عطا کے اثر کو سعید بن منصور اور عبدالرزاق نے اپنی مسندوں میں وصل کیا ہے۔ اگر کوئی چیز منہ میں ڈالی جائے اسے تھوک دینے کے بعد اگر اس کا اثر تھوک میں شامل ہو جائے اور اس تھوک کو آدمی نگل جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مصطگی اور لوبان چونکہ منہ میں خشکی پیدا کرتے ہیں اس لیے روزہ دار کو اس سے روکا ہے کیونکہ روزہ کی وجہ سے پہلے ہی منہ میں خشکی موجود ہوتی ہے اس سے اور پیاس بڑھ جائے گی ۱۲۔

عطاء قال ان مضمض ثم افرغ ما فی فیہ من الماء لا یضیرہ ان یزدرد ریقہ وما بقی فی فیہ ولا یمضغ العلک فان ازدرد ریق العلک لا اقول انہ یفطر ولکن ینہی عنہ رواہ البخاری فی ترجمۃ باب

باب صوم المسافر

الفصل الاول

۴۸۵ - عن عائشۃ قالت ان حمزۃ بن عمرو الاسلمی قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اصوم فی السفر وکان کثیر الصیام فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر متفق علیہ۔

تھے۔ اور عطا سے مروی ہے۔ کہ اگر کلی کرے پھر اپنے منہ کا پانی گرادے۔ تو اسے پھر تھوک نگلنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر اس کے ساتھ پانی کی آمیزش بھی ہو تو حرج نہیں ہے۔ اور مصطگی نہ چبائے۔ اور اگر مصطگی کی تھوک نگل جائے۔ تو میں نہیں کہتا۔ کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے۔ لیکن اسے اس سے روکا جائے گا۔ اس کو بخاری نے ترجمہ باب میں روایت کیا ہے۔

مسافر کے روزے کا بیان

فصل اول

۴۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کیا میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں اور یہ بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر چاہو تو روزہ رکھو۔ اور چاہو تو افطار کرے۔ متفق علیہ

سلہ روزہ کی قضا میں تواتر لازم نہیں اس حدیث کو احمد، مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، طیالسی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور دارقطنی نے اس کو حمزہ بن عمرو اسلمی سے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو روزہ رکھ لینے کی اجازت ہے لیکن تمام روایات کو سامنے رکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ افطار کر لینا روزہ رکھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ لیکن اگر سفر آرام دہ ہو جیسا کہ آجکل عموماً سفر آرام دہ ہے تو پھر رکھ لینا ہی بہتر ہے اور اگر سفر پیدل کا ہو تو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ پھر رمضان شریف کے بعد اس روزہ کی قضا دے دے اور اسی طرح بیمار اور حیض و نفاس والی عورت بھی رمضان شریف گذرنے کے بعد جتنے روزے ان کے رہ گئے ہوں ان کی قضا دے لیں اور قضا میں یہ ضروری نہیں کہ متصل اور متواتر ہی ہو بلکہ سارے سال میں جب چاہیں اکٹھے یا متفرق طور پر روزے رکھ کر قضا دے لیں ۱۲۔

۴۸۶ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِسِتَّ عَشَرَۃَ مَضَتْ مِنْ شَہْرِ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ فَلَمْ یَعِبِ الصَّائِمُ عَلَی الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَی الصَّائِمِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۴۸۷ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَرَاٰی زِحَامًا وَّرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَیْہِ فَقَالَ مَا ھٰذَا قَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۴۸۸ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ فَسَقَطَ الصُّوَّامُوْنَ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْاَبْنِیَۃَ وَسَقَوا الرِّکَابَ فَقَالَ

---

۴۸۶ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم نے رمضان شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگ کی۔ رمضان شریف کی سولہ تاریخ تھی۔ ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ اور بعض نے روزہ افطار کر رکھا تھا۔ نہ تو روزہ رکھنے والے روزہ افطار کرنے والوں پر عیب لگاتے تھے۔ اور نہ افطار کرنے والے روزے داروں پر عیب پکڑتے تھے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۴۸۷ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ آپ نے کچھ بھیڑ دیکھی اور ایک آدمی دیکھا جس پر سایہ کیا ہوا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ روزیدار ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔ متفق علیہ

۴۸۸ - حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ بعض ہم سے روزیدار تھے اور بعض ہم میں سے افطار کیے ہوئے تھے۔ ہم ایک منزل پر اترے۔ دن بڑا گرم تھا۔ روزیدار تو گر پڑے۔ اور افطار والے کھڑے رہے۔ انھوں نے خیمے لگائے

---

۱ اس حدیث کو نسائی ابن ابی شیبہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ یہ جنگ بدر کا واقعہ ہے اور جنگ بدر رمضان شریف میں ہوئی تھی بعض صحابہ نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا اگر روزہ رکھ لے تو اجازت ہے نہ رکھے تو بھی درست ہے۔ آج کل شرعی عذر کی بنا پر بھی کوئی روزہ افطار کرے تو اس کو معیوب سمجھا جاتا ہے ایسا نہ ہونا چاہیے ۱۲۔

۲ **مشقت کے سفر میں روزہ نہ رکھو** اس حدیث کو احمد ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سفر میں مشقت کا احتمال ہو تو روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور اگر بالفرض روزہ رکھ لیا ہو اور سفر میں تکلیف ہو جائے تو روزہ کھول دینا چاہئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو لوگوں کی تکلیف کو مد نظر رکھ کر اپنا روزہ کھول دیا تھا۔ اور اگر کوئی تکلیف کے باوجود روزہ نہ کھولے تو روزہ تو ہو جائے گا لیکن یہ کام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہوا نہ خدا اس سے خوش ہے نہ خدا کے رسول ۱۲۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَھَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْیَوْمَ بِالْاَجْرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۴۸۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ فَصَامَ حَتّٰی بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَہٗ اِلٰی یَدِہٖ لِیَرَاہُ النَّاسُ فَاَفْطَرَ حَتّٰی قَدِمَ مَکَّۃَ وَذٰلِکَ فِیْ رَمَضَانَ فَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّہٗ شَرِبَ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۴۹۰۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ الْکَعْبِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ عَنِ

اور سواریوں کو پانی پلایا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج روزہ نہ رکھنے والے اجر زیادہ[ف۱] لے گئے۔ متفق علیہ۔

۴۸۹۔ حضرت ابن عباس نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے۔ آپ نے روزہ رکھا۔ یہاں تک کہ جب آپ عسفان میں پہنچے۔ پھر آپ نے پانی منگایا اسکو اپنے ہاتھ پر اٹھایا۔ تاکہ اس کو لوگ دیکھ لیں۔ پھر آپ نے روزہ کھول دیا۔ یہاں تک کہ آپ مکہ میں آئے۔ اور یہ رمضان شریف میں تھا۔ تو ابن عباس کہا کرتے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا بھی ہے۔ اور افطار بھی کیا ہے پھر جو چاہے۔ روزہ رکھے۔ اور جو چاہے۔ افطار کرے۔ متفق علیہ۔ اور مسلم کی جابر کی حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے عصر کے بعد پانی پیا۔

فصل دوم

۴۹۰۔ حضرت انس بن مالک کعبی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف کر

ف۱ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم سفروں اور مجاہدوں کی خدمت کرنا سفر میں روزہ رکھنے سے زیادہ بہتر ہے ۱۲۔

ف۲ سفر میں تکلیف ہو تو روزہ کھول دو اس حدیث کو احمد۔ مالک۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ عسفان ایک بستی کا نام ہے جو کہ مکہ سے ۴۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ بعض آدمی روزہ کی وجہ سے سفر میں انتہائی تکلیف میں ہیں تو آپ نے پانی کا پیالہ منگایا اور سب لوگوں کو دکھا کر پانی کا پیالہ پی لیا تاکہ دوسرے آدمی بھی آپ کو دیکھ کر روزہ کھول دیں اور پھر کچھ لوگوں نے تو آپ کو دیکھ کر روزہ کھول دیا اور بعض نے نہ کھولا کیونکہ اب غروب آفتاب کا وقت قریب تھا کیونکہ یہ واقعہ کی عصر کی نماز کے بعد ہوا تو جب آپ کو اطلاع ہوئی کہ بعض لوگوں نے روزہ نہیں کھولا تو ان پر آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ۱۲۔

لِلْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۹۱ م۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ حَمُوْلَةٌ تَأْوِيْ اِلٰى شِبَعٍ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ اَدْرَكَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۲ م۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَرَفَعَهٗ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ

دی ہے۔ اور روزہ مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے معاف کیا ہے[۱]۔ اسکو ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۹۱ م۔ سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جس آدمی کے پاس سواری ہو۔ کہ وہ سیری پر جگہ پر پہنچ جائے۔ تو وہ رمضان کا روزہ رکھے۔ جہاں کہیں بھی اسکو پائے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا[۲]۔

فصل سوم

۹۲ م۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ کی طرف رمضان شریف میں نکلے۔ اور آپ نے روزہ رکھا۔ یہاں تک کہ آپ کراع الغمیم میں پہنچے۔ لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا آپ نے پانی کا پیالہ منگایا آ

---

[۱] مرضعہ اور حاملہ قضا اور فدیہ دے اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور کہا کہ انس بن مالک کعبی سے اس کے سوا اور کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔ ایک انس بن مالک مشہور صحابی ہیں اور رسول اللہ کے خادم ہیں وہ انصاری ہیں یہ انس بن مالک اور ہیں۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کو دوگانہ نماز پڑھنی چاہیئے اور سفر میں روزہ نہ رکھنا چاہیئے بعد ازاں اس کی قضا دیدے اور اسی طرح حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنے بچے کے کمزور ہو جانے یا بھوکے رہنے کا خوف ہو تو وہ بھی روزہ قضا کر لے جب بچے کا عذر دور ہو جائے پھر روزے رکھ لے۔ حنفیہ کے نزدیک تو اس پر صرف روزہ کی قضا ہے لیکن امام احمد اور شافعی کے نزدیک ان عورتوں پر قضا کے ساتھ فدیہ بھی واجب ہے یعنی ہر ایک روزہ کے بدلے روزہ بھی رکھے اور ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائے ۱۲۔

[۲] اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث بالکل ضعیف ہے اس سے دلیل نہیں لی جاسکتی ۱۲۔

فَقِيْلَ لَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۳م۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَائِمُ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۹۴م۔ وَعَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَجِدُ بِيْ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ قَالَ هِيَ رُخْصَةٌ مِّنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ اَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّصُوْمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کو اوپر اٹھایا تاکہ سب لوگ اس کو دیکھ لیں۔ پھر آپ نے پی لیا۔ تو اس کے بعد آنحضرت سے کہا گیا۔ کہ بعض لوگوں نے ابھی تک روزہ رکھا ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہی لوگ نافرمان ہیں[1]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۹۳م۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سفر میں رمضان شریف کا روزہ رکھنے والا ایسا ہے۔ جیسا کہ حضر میں روزہ نہ رکھنے والا[2] اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۹۴م۔ حمزہ بن عمرو اسلمی سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے۔ اگر میں روزہ رکھ لوں۔ تو آپ نے یہ فرمایا۔ کہ یہ اللہ کی طرف سے رخصت ہے۔ جو اس کو لے اس نے اچھا کیا اور جو آدمی روزہ رکھنا پسند کرے۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں[3]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

---

[1] سفر میں روزہ کی تکلیف ہو تو کھول دو اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ کراع الغمیم عسفان سے آگے ایک وادی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سفر میں روزہ رکھ بھی لیا ہو اور سفر میں روزہ کی تکلیف ہو جائے تو روزہ کھول دینا چاہئے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولا تو بعض لوگوں نے اسی وقت روزہ کھول دیا اور بعض نے نہ کھولا تو آپ نے ان کو نافرمان کہا کیونکہ انہوں نے رخصت خداوندی سے فائدہ نہ اٹھایا ۱۲۔

[2] یہ حدیث بالکل ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابن لہیعہ راوی بہت کمزور ہے اس کے علاوہ یہ حدیث منقطع بھی ہے کیونکہ ابو سلمہ کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے تو یہ اس حالت پر محمول ہو گی جبکہ سفر میں روزہ کی مشقت ہو ایسی حالت میں روزہ رکھنا واقعی گناہ ہے ۱۲۔

[3] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث میں بھی دلیل ہے کہ سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے اگرچہ افطار کرنا بہتر ہے ۱۲۔

بَابُ الْقَضَاءِ
اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۵/م ۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِيَ اِلَّا فِيْ شَعْبَانَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ تَعْنِي الشُّغْلَ مِنَ النَّبِيِّ اَوْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۶/م ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَ زَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنَ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۷/م ۔ وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ

روزے کی قضا کا بیان
فصل اول

۹۵/م حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ جب مجھ پر رمضان شریف کے روزے ہوتے تو میں شعبان سے پہلے پہلے ان کی قضا روزے نہ رکھ سکتی[1]۔ یحیٰی بن سعید نے کہا۔ حضرت عائشہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے ساتھ شغل یا ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شغل قضا میں دیر کر دیتا۔ متفق علیہ۔

۹۶/م۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی عورت کو جائز نہیں۔ کہ خاوند کی موجودگی میں نفلی روزہ بغیر اجازت کے رکھے۔ اور خاوند کے گھر میں کسی کو بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ آنے دے[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۷/م۔ معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ کہ حائضہ عورت کا کیا حال ہے۔ کہ روزے کی قضا تو دیتی ہے لیکن

---

[1] نفلی روزہ عورت شوہر کی اجازت سے رکھے اس حدیث کو احمد مالک ابن خزیمہ اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شعبان کا مہینہ بھی روزے رکھتے ہیں تو آپ بھی اپنی قضا کے روزے انہی دنوں میں رکھ لیتیں کہ شاید کسی وقت آنحضرت کو صحبت کی ضرورت ہو تو آپ کا روزہ آنحضرت کی خواہش میں روک نہ بن جائے۔ سبحان اللہ حضرت صدیقہ بنت صدیق کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر خواہش کا کتنا احترام تھا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رمضان شریف کے علاوہ عورت کو اجازت نہیں کہ مرد کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے ۱۲۔

[2] اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ عورت کے محرم مرد کی اجازت کے محتاج نہیں ہیں ہاں اگر وہ گھر کا نقصان کرنا چاہیں تو ان کو روکا جا سکتا ہے ۱۲۔

قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۹۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۴۹۹۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۰۰۔ عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْ يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ فَيَقُوْلُ

نماز کی قضا نہیں دیتی۔ تو عائشہ صدیقہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ماہواری کے ایام ہمیں بھی آتے تھے۔ ہمیں روزے کی قضا کا تو حکم ہوا تھا۔ لیکن نماز کی قضا کا تو حکم نہیں دیا گیا تھا[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۴۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی فوت ہو جائے۔ اور اس پر روزے ہوں۔ تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے[2]۔ متفق علیہ

فصل دوم

۴۹۹۔ حضرت نافع عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی مر جائے۔ اور اس کے ذمے رمضان کے مہینے کے روزے ہوں تو اس کے وارث کو چاہیئے کہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے[3]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا کہ صحیح یہ ہے۔ کہ یہ حدیث ابن عمر پر موقوف ہے۔

فصل سوم

۵۰۰۔ امام مالک کو یہ حدیث پہنچی۔ کہ عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا۔ کہ کیا کوئی آدمی کسی آدمی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے۔ یا کوئی آدمی

---

[1] حائضہ نماز کی قضا نہ دے اس حدیث کو احمد بخاری اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ حائضہ عورت ایام ماہواری کی نمازوں کی قضا نہیں دے گی البتہ ابن عبد البر نے بیان کیا ہے کہ خارجی (خدا ان پر لعنت کرے) حائضہ عورت کے لیے نماز کی قضا بھی واجب جانتے تھے اور روزے کی قضا بالاتفاق حائضہ اور نفاس والی عورت پر واجب ہے۔ معاذہ نے جب یہ سوال کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدا اور رسول کے حکم کی تعمیل کرنا چاہیئے اور اعتراض یا لیت ولعل نہ کرنا چاہیئے ۱۲ (باقی بر صفحہ آئندہ)

لَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا۔

بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۰۱ ۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَاَيْتُهٗ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِيْ شَعْبَانَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ

کسی آدمی کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ نہ تو کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے[۵] نہ کوئی نماز پڑھ سکتا ہے اسکو موطا میں روایت کیا

نفلی روزے کا بیان

فصل اول

۵۰۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھنا شروع کر دیتے۔ تو ہم کہتے۔ کہ اب نہیں چھوڑیں گے۔ اور جب چھوڑ دیتے۔ تو ہم کہتے۔ کہ اب نہیں رکھیں گے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کوئی پورا مہینہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ سوائے رمضان کے اور آپ سب سے زیادہ روزے شعبان میں رکھتے۔ اور ایک روایت میں ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ میت کی طرف سے روزہ کی قضا اس حدیث کو احمد، ابوداؤد اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس کے فرضی روزے رہ گئے اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے تو اس کے ذمہ سے روزے ساقط ہو جاتے ہیں یہی صحیح مذہب ہے اور امام شافعی کا مشہور قول بھی یہی ہے امام مالک اور ابوحنیفہ میت کی طرف سے روزے کی قضا کے قائل نہیں ہیں اور اگلی حدیث میں جو آیا ہے کہ روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے تو اولاً تو یہ حدیث ہی صحیح نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض اسے تسلیم کر لیا جائے تو پھر دونوں کام جائز ہوں گے خواہ کوئی روزے رکھ لے یا مسکین کو کھانا کھلا دے ۱۲۔

۳؎ اس حدیث کو بیہقی اور دارقطنی نے بھی موقوفاً روایت کیا ہے اور یہ اثر صحیح مرفوع حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ اس حدیث کو عبدالرزاق اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ بھی موقوف اثر ہے اس سے صحیح حدیث کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ۱۲۔

كُلَّهُ وَكَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٥٠٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ اِلَّا رَمَضَانَ وَلَا اَفْطَرَهُ كُلَّهُ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

٥٠٣ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سَاَلَهُ اَوْ سَاَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ يَسْمَعُ فَقَالَ يَا اَبَا فُلَانٍ اَمَا صُمْتَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

---

کہ آپ نے کہا کہ کبھی تو پورا مہینہ شعبان کا روزے سے گزار دیتے۔ اور کبھی شعبان کا اکثر حصہ روزوں میں گزر جاتا[1]۔ متفق علیہ

۵۰۲ - عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پورا مہینہ بھی (نفلی) روزوں میں گزار دیا کرتے تھے۔ آپ نے کہا۔ مجھے تو معلوم نہیں۔ کہ آپ نے کبھی کسی مہینے کے سارے دنوں میں روزے رکھے ہوں۔ ماسوائے رمضان کے اور نہ آپ نے کبھی کوئی سارا مہینہ خالی گزار دیا تھا۔ کچھ نہ کچھ روزے رکھ لیتے۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی[2]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۵۰۳ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے اس سے سوال کیا۔ یا کسی اور آدمی سے سوال کیا۔ اور عمران سن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابو فلاں کیا تو نے شعبان کے آخر کے روزے رکھے ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جب تو روزے ختم کرے۔ تو دو دن کے روزے رکھ لینا[3]۔ متفق علیہ۔

---

[1] آنحضرت ایام بیض کے روزے رکھتے اس حدیث کو احمد ابو داؤد، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض حدیثوں میں جو آیا ہے کہ آپ شعبان کے مہینے کے روزے بھی رکھا کرتے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اسکے اکثر دنوں کے روزے رکھتے اور کبھی کبھی کسی دن کا ناغہ بھی کر لیتے تاکہ بالکل فرضی روزوں کی طرح نہ ہو جائیں اور اسی طرح کبھی کوئی مہینہ خالی بھی نہیں چھوڑتے تھے اگر زیادہ نہ رکھتے تو کم از کم ایام بیض کے روزے تو ضرور رکھ لیتے ۱۲ -

[2] اس حدیث کے مضمون کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے ۱۲ -

[3] نذر کے روزے رکھ لے۔ اس حدیث کو احمد، ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس آدمی کی یہ عادت تھی کہ یہ ہر مہینے کے آخری دنوں کے دو روزے رکھا کرتا تھا جب اسکو معلوم ہوا کہ آنحضرت نے رمضان کی پیشوائی کے روزوں سے منع فرمایا ہے تو اس نے یہ خیال کیا کہ یہ روزے بھی تو استقبال کے روزے بن سکتے ہیں اس لیے اس نے یہ روزے نہ رکھے آنحضرت نے اس سے پوچھا کہ تو نے شعبان کے آخری روزے رکھے ہیں تو اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا جب رمضان گذر جائے تو دو روزے رکھ لینا (باقی برصفحہ آئندہ)

۵۰۴۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلٰوةُ اللَّیْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۰۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَحَرّٰی صِیَامَ یَوْمٍ فَضَّلَهٗ عَلٰی غَیْرِهٖ اِلَّا هٰذَا الْیَوْمَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ یَعْنِیْ شَهْرَ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۵۰۶۔ وَعَنْهُ قَالَ حِیْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَاشُوْرَاءَ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ یَوْمٌ یُعَظِّمُهُ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بَقِیْتُ اِلٰی قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۰۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رمضان کے بعد بہترین روزہ اللہ کے مہینے محرم کا ہے۔ اور فرضوں کے بعد بہترین نماز رات کی نماز ہے[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۰۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ میں نے کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ کہ اس دن یعنی عاشوراء کے دن کے علاوہ کسی اور دن کو روزہ رکھنے کے لئے تلاش کرتے ہوں۔ اور یا پھر یہ مہینہ یعنی رمضان شریف کا مہینہ[2]۔ متفق علیہ

۵۰۶۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا۔ اور اس کے روزے کا دوسروں کو بھی حکم دیا۔ تو لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول یہ وہ دن ہے۔ جس کی تعظیم یہود اور نصاریٰ کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا۔ تو میں نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا[3]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) تاکہ تیری عادت کے روزے پورے ہو جائیں اور یہ جو اسکو روزے رکھنے کا حکم دیا ہے یہ استحباب کے لیے ہے ورنہ نفلی روزے کی کوئی قضا نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی کسی خاص دن یا تاریخ کا روزہ رکھتا ہو اور وہ تاریخ یا دن شعبان کے آخری دن میں آجائے تو اس کا روزہ رکھ سکتا ہے یہ استقبال کا روزہ نہیں بنے گا ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] ابن ماجہ کے سوا اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے دسویں اور نویں محرم کا روزہ فرضی روزوں کے بعد سب سے زیادہ افضل ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ روزہ ابتداء اسلام میں واجب تھا رمضان کی فرضیت کے بعد یہ مستحب رہ گیا اور دوسروں کے نزدیک یہ پہلے بھی مستحب تھا اور اب بھی مستحب ہے ۱۲۔

[2] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے دسویں محرم کا روزہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا اور نویں محرم کے روزہ کی نیت کی اور کہا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں کا روزہ بھی رکھوں گا لیکن آئندہ سال آنے سے پہلے آپ کی وفات ہو گئی ۱۲

[3] **دسویں محرم کا روزہ کیوں ہے** اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہودی دسویں محرم (باقی برآئندہ)

٥٠٧ - وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٥٠٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٥٠٩ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهٖ فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ غَضَبَهٗ قَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ فَجَعَلَ عُمَرُ يُرَدِّدُ هٰذَا الْكَلَامَ حَتّٰى

---

٥٠٧ - ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ کچھ لوگوں نے عرفہ کے دن اس کے پاس جھگڑا کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے ہیں یا نہیں۔ بعض لوگ تو کہتے تھے۔ کہ آپ روزہ دار ہیں۔ اور بعض کہتے تھے۔ کہ آپ روزہ دار نہیں ہیں۔ سو میں نے دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ عرفات کے میدان میں اپنے اونٹ پر کھڑے تھے۔ تو آپ نے اس دودھ کو پی لیا۔[1] متفق علیہ۔

٥٠٨ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عشرہ ذی الحجہ میں کبھی[2] روزہ سے نہیں دیکھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

٥٠٩ - حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور کہنے لگا۔ آپ کیسے روزہ رکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اس بات سے سخت ناراض ہوئے۔[3] تو جب حضرت عمر نے آپ کی ناراضگی دیکھی۔ تو کہا۔ ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں۔ اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر۔ ہم اللہ کی پناہ لیتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے حضرت عمر بار بار ان کلمات کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی ناراضگی دور ہو گئی۔ تو حضرت عمر نے پوچھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم یہ روزہ کیوں رکھتے ہو تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس دن فرعون سے نجات دی تھی تو موسیٰ علیہ السلام نے شکر کے لئے کا روزہ رکھا سو ہم بھی رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا ہمارا موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ تعلق ہے بہ نسبت تمہارے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزہ رکھا اور جب دیکھا کہ اس میں یہودیوں کی موافقت ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا لیکن آئندہ سال تک آپ زندہ نہ رہے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ **عرفات میں عرفہ کا روزہ نہیں ہے** اس حدیث کو احمد مالک اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے عرفہ کے دن کا نفلی روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور یہ روزہ عاشورہ کے روزہ سے بھی افضل ہے لیکن عرفات کے میدان میں حاجی لوگوں کو عرفہ کے دن کا روزہ نہیں رکھنا چاہئے تاکہ کمزوری کی وجہ سے ارکان حج کی ادائیگی میں سستی نہ ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محفل میں کوئی چیز کھا لینا منع نہیں ہے ۱۲۔

(باقی برصفحہ آئندہ)

سَكَنَ غَضَبُهٗ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ الدَّهْرَ كُلَّهٗ قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْ قَالَ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ وَيُطِيْقُ ذٰلِكَ اَحَدٌ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ذٰلِكَ صَوْمُ دَاؤُدَ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُّ اَنِّيْ طُوِّقْتُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهٗ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ کے رسول جو آدمی ہمیشہ ہی روزہ رکھے۔ وہ کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا اس نے نہ تو روزہ رکھا۔ اور نہ افطار کیا[۵]۔ یا یہ لفظ فرماتے کہ لم یصم ولم یفطر (معنی وہی ہیں)۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ جو آدمی دو دن روزہ رکھے۔ اور ایک دن چھوڑے۔ وہ کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا کسی کو اتنی طاقت ہے؟ پھر عمرؓ نے کہا۔ جو آدمی ایک دن روزہ رکھے۔ اور ایک دن نہ رکھے۔ وہ کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے پھر پوچھا کہ جو آدمی ایک دن روزہ رکھے۔ اور دو دن چھوڑے۔ وہ کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں پسند کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس کی توفیق مل جائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مہینے کے تین روزے اور رمضان دوسرے رمضان تک۔ یہ ہمیشہ ہی کا روزہ ہے اور عرفے کے دن کا روزہ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں۔ کہ کفارہ ہوگا پہلے سال کے گناہوں کا بھی اور آئندہ سال کے گناہوں کا بھی اور عاشورے کے دن کا روزہ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے سے پہلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **[۲] آنحضرت عشرہ ذی الحجہ میں روزے رکھتے**۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہ دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ عشرہ ذی الحج کے روزے نہ رکھتے ہوں کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہؓ کو پتہ نہ چل سکا ہو جیسا کہ حضرت حفصہؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عاشورے کا روزہ اور عشرہ ذی الحج کے روزے اور ہر مہینے سے تین روزے اور صبح کی سنتیں یہ چار چیزیں کبھی نہیں چھوڑا کرتے تھے اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے ۱۲

[۳] آنحضرت سوء ادبی سے ناراض ہو گئے اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناراض ہونے کا سبب اس کا سوء ادب تھا۔ حق یہ تھا کہ وہ یہ پوچھتا کہ میں کیسے روزہ رکھا کروں تو آپ اس کو حسب حال جواب ارشاد فرما دیتے لیکن اس نے یہ پوچھا کہ آپ کیسے روزے رکھتے ہیں تو گویا ایک رنگ میں آپ سے برابری کی خواہش کا اظہار ہے اور پھر آنحضرت کے کاموں میں تو اور بھی کئی مصلحتیں ہوتی تھیں ان کے کسی کام کو کم یا زیادہ کرنے کا خیال نہ کرنا چاہیئے بلکہ انکے حکم کی تعمیل کرو ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۵] روزہ اس لیے نہ ہوا کہ خلاف شریعت ہے اور اس کو اجر نہیں ملے گا اور چونکہ دنیا میں کھایا پیا بھی نہیں اس لیے افطار بھی نہ کیا ۱۲۔

۵۱۰ - وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُّ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۱۱ - وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُّبَالِيْ مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُوْمُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۵۱۲ - وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

---

۵۱۰ - اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا میں اسی میں پیدا ہوا ہوں۔ اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۱۱ - معاذہ عدویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے سے تین دن کے روزے رکھا کرتے تھے کہنے لگیں ہاں پھر معاذہ نے پوچھا۔ کہ مہینے کے کونسے دنوں میں روزے رکھا کرتے تھے۔ کہنے لگیں۔ آپ اس چیز کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ کہ مہینے کے کونسے دنوں میں روزے رکھیں[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۱۲ - حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد شوال کے بھی چھ روزے رکھے۔ تو وہ ایسا ہے۔ جیسے کہ اس نے ہمیشہ روزے رکھے[3]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

---

[1] اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیر کے دن کا روزہ مستحب ہے ۱۲۔

[2] اس حدیث کو نسائی کے سوا اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ضروری نہیں کہ کسی خاص دن میں روزہ رکھے لیکن ایام بیض کے روزے افضل ہیں کہ اور حدیثوں سے انکی تخصیص ہوتی ہے اور یہ تخصیص بھی مستحب ہے ضروری نہیں ہے ۱۲۔

[3] **اللہ کے فضل کی انتہا نہیں ہے۔** اس حدیث کو احمد اصحاب سنن اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ رمضان کے تیس دن اور چھ دن شوال کے کل چھتیس دن ہوئے اور ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے تو ان کو دس سے ضرب دینے سے تین سو ساٹھ دن ہوئے اور اتنے ہی دن سال کے ہوتے ہیں یہ اللہ تعالے کی خاص رحمت ہے کہ چھتیس دن کے روزوں سے سارے سال کے روزوں کا اجر دے دیتے ہیں اور یہ دس گنا کا تو وعدہ ہو چکا اس کے علاوہ ولدینا مزید کے تحت خدا تعالےٰ ہی بہتر جانیں کہ کس کس کو کتنا کتنا اجر ملیگا بعض اعمال کا سات سو تک وعدہ ہے اور بعض کو چودہ سو گنا تک ثواب ملے گا اور بعض کو اس سے بھی زیادہ اور اللہ تعالےٰ بہت بڑے فضل والے ہیں ۱۲۔

۵۱۳- وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۵۱۴- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فِیْ یَوْمَیْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۵۱۵- وَعَنْ نُبَیْشَةَ الْهُذَلِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ اَیَّامُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِکْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۱۶- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَصُوْمُ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ یَّصُوْمَ قَبْلَهٗ اَوْ یَصُوْمَ بَعْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۵۱۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے[1]۔ متفق علیہ۔

۵۱۴- اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان دو دنوں میں روزہ نہیں ہے۔ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن[1]۔ متفق علیہ

۵۱۵- نبیشہ ہذلی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۱۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی تم میں سے صرف جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے یا اس سے پہلے بھی رکھ لے۔ یا اسکے بعد کا بھی روزہ رکھ لے[3]۔ متفق علیہ۔

لہ پانچ دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا دو دن عید کے یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے اور تین دن ایام تشریق کے یعنی عید الاضحیٰ کے بعد کے تین دن جن میں قربانی کی جاتی ہے ان پانچ دنوں کے روزے رکھنا منع ہے ۱۲۔

سلہ اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

متمتع ایام تشریق میں روزہ رکھے۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے جس طرح عیدین کے دن روزے رکھنا منع ہے اسی طرح تشریق کے دنوں میں بھی روزہ رکھنا منع ہے ہاں اگر کسی حاجی نے حج تمتع کی نیت کی ہو اور اس کو قربانی نہ ملے اور حج سے پہلے وہ تین روزے نہ رکھ سکا ہو تو وہ ایام تشریق میں روزے رکھ سکتا ہے اور دوسرے آدمیوں کو ان دنوں میں روزے رکھنا شرعاً منع ہے ۱۲۔

سلہ اس حدیث کو احمد اصحاب سنن اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے یعنی جتنی تعظیم شریعت نے جمعہ کے دن کی رکھی ہے اس سے زیادہ کہ یہ یہود و نصاریٰ کا شیوہ ہے ۱۲۔

۵۱۷- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَخْتَصُّوْا لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ بِقِیَامٍ مِنْ بَیْنِ اللَّیَالِیْ وَلَا تَخْتَصُّوْا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ بِصِیَامٍ مِنْ بَیْنِ الْاَیَّامِ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ فِیْ صَوْمٍ یَصُوْمُہٗ اَحَدُکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۵۱۸- وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بَعَّدَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۵۱۹- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّکَ تَصُوْمُ النَّہَارَ وَتَقُوْمُ اللَّیْلَ فَقُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَیْنِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِکَ عَلَیْکَ

۵۱۷- اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لیئے خاص نہ کرو اور دنوں میں سے جمعہ کے دن کو خاص نہ کرو۔ مگر یہ کہ یہ روزہ ان دنوں میں آجائے جن میں کوئی تم میں سے روزہ رکھتا ہے۔[۱] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۱۸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی اللہ کے رستے میں ایک دن کا روزہ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کا راستہ دور کر دے گا۔[۲] متفق علیہ۔

۵۱۹- عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا۔ اے عبداللہ مجھ کو اطلاع ملی ہے۔ کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے۔ اور رات کو قیام کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں اے اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کیا کر۔ روزے بھی رکھو اور چھوڑ بھی دیا کر۔ اور رات کو کھڑا بھی ہو۔ اور سویا بھی کر۔ کہ تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیری بیوی کا بھی

---

[۱] **جمعہ کو روزہ کے لیے مخصوص نہ کرو** اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی رات کو عبادت کے لیے اور جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے مخصوص نہ کرنا چاہیئے ہاں اگر کوئی شخص کسی تاریخ کا روزہ رکھتا ہو اور وہ تاریخ جمعہ کے دن آجائے تو پھر روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ایک روزہ اور اس کے ساتھ ملالے خواہ جمعرات کا اور خواہ ہفتہ کا ۱۲۔

[۲] **مسنون روزے کا اجر** ابوداؤد کے سوا اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے بعض لوگوں نے یہاں سبیل اللہ سے مراد واقعی راستہ لیا ہے یعنی جہاد یا حج کے سفر میں روزہ رکھنا لیکن یہ شرط عائد کی ہے کہ اگر جنگی جہات میں قصور واقع ہونے کا احتمال نہ ہو اور جسمانی قوت بڑی اچھی ہو تو پھر روزہ رکھے ورنہ نہیں لیکن مناوی نے کہا ہے کہ یہ محض تکلفات ہیں یہاں سبیل اللہ سے مراد نفلی روزہ ہے اور پھر نفلی روزوں میں بھی بعض روزوں کو بعض پر فضیلت ہے یہ اجر جو بیان کیا گیا ہے ایک عام روزے کا ہے خاص مسنون روزے کا اجر اس سے زیادہ ہے ۱۲۔

حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا لَاصَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ. صَوْمُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ صُمْ كُلَّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَاقْرَءِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاؤدَ صِيَامُ يَوْمٍ وَاِفْطَارُ يَوْمٍ وَاقْرَاْ فِيْ كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۵۲۰ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

تجھ پر حق ہے۔ اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا۔ اس کا کوئی روزہ نہیں ہے۔ ہر مہینے سے تین روزے ہمیشہ کا روزہ ہے[۱]۔ تو ہر مہینے سے تین روزے رکھ لیا کر۔ اور ایک مہینے میں قرآن مجید ختم کر لیا کر۔ میں نے عرض کیا۔ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ پھر بہترین روزہ رکھ۔ داؤد علیہ السلام کا روزہ ایک دن کا روزہ اور ایک دن کا ناغہ اور سات راتوں میں قرآن مجید ختم کر لیا کر[۲] اور اس سے زیادہ نہ کر۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۵۲۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔[۳] اس کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

---

۱ دین میں غلو نہ کرو۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دین میں غلو کرنا حرام ہے۔ عیسائیوں نے بھی اسی طرح کا غلو کیا اور بالآخر اس سے عاجز آگئے اور اس کو نباہ نہ سکے۔ مہینے کے تیس دن ہوتے ہیں اگر مہینہ سے تین روزے رکھے گا تو اس کا دس گنا اجر تیس دن کے روزے بنے گا تو پورا مہینہ روزوں سے گذر گیا اور اسی طرح اگر ہر مہینہ سے تین روزے رکھے گا تو ہمیشہ کے روزے بن جائیں گے ۱۲۔

۲ قرآن مجید غور سے پڑھو مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو سوچ سمجھ کر پڑھنا چاہئے اور غور اور تدبر بہت زیادہ کیا کر کہ صرف قرآن مجید کے الفاظ پڑھ دینا کوئی زیادہ مفید نہیں ہے تو قرآن مجید تھوڑا پڑھو اور سوچ سمجھ کر پڑھو اور قرآن مجید پڑھنے کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ اس کے مضامین ذہن نشین ہوں ۱۲۔

۳ اس حدیث کو احمد۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی توجیہ اگلی حدیث میں بیان کی گئی ہے ۱۲۔

۵۲۱- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۵۲۲- وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشَرَةَ وَاَرْبَعَ عَشَرَةَ وَخَمْسَ عَشَرَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ۔

۵۲۳- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَقَلَّمَا كَانَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ اِلٰى ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ۔

۵۲۴- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتَ وَالْاَحَدَ

۵۲۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوموار اور جمعرات کے روز اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرے عمل اس حال میں پیش کیے جائیں۔ کہ میں روزہ دار ہوں[1]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۵۲۲- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذر جب تو مہینے سے تین دن کے روزے رکھے۔ تو تیرہ۔ چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے[2] رکھ۔ اسکو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

۵۲۳- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کے پہلے تین دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور جمعے کے دن کا روزہ بہت کم[3] چھوڑا کرتے تھے۔ اس کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد نے اسکو تین دن تک روایت کیا۔

۵۲۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایک مہینے میں ہفتہ۔ اتوار اور سوموار کے روزے

---

[1] **پیر اور جمعرات کے دن کی فضیلت** اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اس کا مضمون بیان کیا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رات کے عمل دن ہونے سے پہلے اٹھا لیے جاتے ہیں اور دن کے عمل رات ہونے سے پہلے اٹھائے جاتے ہیں اور یہ حدیث اس کے منافی نہیں ہے کہ دنیا سے اٹھانا اور چیز ہے اور اعمال کے دفاتر کو سدرۃ المنتہی سے لے کر جناب خداوندی میں پیش کرنا اور چیز ہے اور وہ دو دن پیش کیے جاتے ہیں سوموار اور جمعرات کے دن ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

[3] اس حدیث کو احمد۔ ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح اور حسن کہا ہے۔ ان حدیثوں میں منافات نہیں ہے کبھی تو آپ شروع مہینہ میں روزے رکھ لیتے اور کبھی ایام بیض کے روزے رکھتے یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھ لیتے ۱۲۔

وَالْاِثْنَيْنِ وَمِنَ الشَّهْرِ الْآخَرِ الثُّلٰثَاءَ وَالْاَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۵۲۵۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنِيْ اَنْ اَصُوْمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ اَوَّلُهَا الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۵۲۶۔ وَعَنْ مُسْلِمِ الْقُرَشِيِّ قَالَ سَاَلْتُ اَوْسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ قَالَ اِنَّ لِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ وَكُلَّ اَرْبِعَاءَ وَخَمِيْسٍ فَاِذَا اَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ كُلَّهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۵۲۷۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

رکھتے، تو دوسرے مہینے میں منگل، بدھ اور جمعرات کے روزے رکھتے[۱]۔ اس کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

۵۲۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو حکم دیا کرتے تھے۔ کہ میں ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھا کروں۔ کہ ان میں سے پہلا دن یا تو سوموار ہو اور یا دیروار۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا[۲]۔

۵۲۶۔ مسلم قرشی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے ہمیشہ کے روزے کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ رمضان کے روزے رکھا کر۔ اور ان دونوں کے جو ان کے ساتھ ملتے ہیں۔ اور ہر بدھ اور جمعرات کے روزے رکھ لیا کر۔ تو ایسا ہی ہوگا جیسے کہ تو نے ہمیشہ کے روزے رکھے[۳]۔ اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۵۲۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا[۴] ہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

ف۱ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور یہ حدیث موقوف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہفتے کے سارے دنوں کے روزے پورے ہو جائیں ایک مہینہ میں سوموار، منگل اور بدھ کے اور دوسرے مہینے میں جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے ۱۲۔

ف۲ اس حدیث کو احمد اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ ۱۲۔

ف۳ **ہمیشہ کا روزہ رکھنا منع ہے** اس حدیث کو نسائی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہمیشہ کے روزے رکھنا منع ہے اگر رمضان شریف اور شوال کے چھ روزے رکھ لیے جائیں تو رمضان کے روزوں سمیت سال کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے اور باقی روزے پھر اس پر بھی زائد ہوں گے اور ہمیشہ روزے رکھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ اس سے طبیعت کمزور ہو جاتی ہے اور دوسرے فرائض جو اللہ تعالےٰ نے مسلمان پر ڈالے ہیں ان کی ادائیگی میں خلل واقع ہوگا اور انہی فرائض میں بیوی کے حقوق بھی ہیں ۱۲۔

ف۴ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ عرفات کے میدان میں عرفہ کے دن کا روزہ اس لیے منع ہے کہ حاجی لوگوں کو بہت محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے اگر روزہ بھی ہو تو طبیعت کمزور ہو جائے گی اور حج کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی

۵۲۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ اُخْتِهِ الصَّمَّاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصُوْمُوْا يَوْمَ السَّبْتِ اِلَّا فِيْمَا افْتُرِضَ عَلَيْكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا لِحَاءَ عِنَبَةٍ اَوْ عُوْدَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضَغْهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۵۲۹ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۵۳۰۔ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغَنِيْمَةُ الْبَارِدَةُ الصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا مِنْ

۵۲۸۔ عبداللہ بن بسر اپنی بہن صماء سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہفتہ کے دن فرضی روزوں کے علاوہ کوئی روزہ نہ رکھا کرو۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی چیز کھانے کے لیے نہ ملے۔ تو انگور یا کسی درخت کا چھلکا ہی لے کر چبا لو۔ اس کو احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۵۲۹۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے اللہ تعالےٰ کے لئے ایک دن کا نفلی روزہ رکھا اللہ تعالےٰ اسکے اور دوزخ کے درمیان اتنی بڑی خندق بنا دے گا۔ جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے[2]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۵۳۰۔ عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سردیوں کے روزے ٹھنڈی غنیمت ہے[3]۔ اس کو

---

[1] **ہفتہ کے دن نفلی روزہ نہ رکھو** اس حدیث کو نسائی، ابن حبان۔ بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے چونکہ یہودی لوگ ہفتہ کے دن کو بڑا متبرک سمجھتے ہیں اور اس دن کو عبادت کا دن مقرر کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں اس لیے آپ نے ان کی مشابہت سے منع فرمایا اور کہا کہ تم اس دن روزہ نہ رکھا کرو ہاں رمضان شریف کے فرضی روزے ہوں تو ہفتہ کے دن بھی روزہ رکھا جائے گا ۱۲۔

[2] ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے اور طبرانی نے اس کو کبیر میں روایت کیا ہے لیکن اسکی سند کمزور ہے ۱۲۔

[3] **سردیوں کے روزے مفت کی غنیمت** اس کو ابو یعلی اور طبرانی نے کبیر میں بھی روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسکو مرسلا روایت کیا ہے کیونکہ عامر بن مسعود نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ہے۔ ٹھنڈی غنیمت اس لیے کہا کہ دن جب چھوٹے ہوتے ہیں اور سردی کی وجہ سے پیاس بالکل محسوس ہی نہیں ہوتی اور روزہ کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور ثواب گرمیوں کے روزوں کے برابر مل جاتا ہے جو اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو بالکل مفت کا اجر ہے ۱۲۔

اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللهِ فِىْ بَابِ الْاُضْحِيَةِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۳۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِىْ تَصُوْمُوْنَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ اَنْجَى اللهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهٗ فَصَامَهٗ مُوْسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث مرسل ہے۔ اور ابوہریرہ کی حدیث ما من ایام احب الی اللہ وہ قربانی کے باب میں ذکر کر دی گئی ہے۔

فصل سوم

۵۳۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو آپ نے یہودوں کو عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا۔ تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ یہ کونسا دن ہے۔ جس کا تم روزہ رکھتے ہو۔ کہنے لگے یہ بہت بڑا دن ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی۔ اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تھا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا۔ تو ہم بھی وہ روزہ رکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا تعلق تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ[1] رکھا۔ اور ہم کو اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ متفق علیہ۔

---

[1] آنحضرت مکہ میں بھی عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے ترمذی کے سوا اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کا مضمون حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے۔ دوسری حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کا روزہ مکہ مکرمہ میں بھی رکھا کرتے تھے اور یہ اتفاق ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں آکر پتہ چلا کہ یہود بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے ان سے وجہ پوچھی انہوں نے بتایا کہ ہم اس لیے روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے ان کو بتایا کہ ہم بھی عاشورہ کا روزہ رکھیں گے یہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی دیکھا دیکھی یہ روزہ رکھنا شروع کیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام سے تعلق کا ذکر ضمناً کیا ۱۲۔

۵۳۲- وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ يَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ أَكْثَرَ مَا يَصُوْمُ مِنَ الْأَيَّامِ وَيَقُوْلُ إِنَّهُمَا يَوْمَا عِيْدٍ لِلْمُشْرِكِيْنَ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أُخَالِفَهُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۵۳۳- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُ وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ-

۵۳۴ وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ أَرْبَعٌ لَمْ تَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامَ عَاشُوْرَاءَ وَالْعَشْرِ وَثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ-

---

۵۳۲- ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے روزے ہفتے اور اتوار کے دن رکھا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ مشرکوں کی عید کے دن ہیں۔ اور میں پسند کرتا ہوں۔ کہ ان کی مخالفت کروں[۱]۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۵۳۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے روزہ رکھنے کا حکم دیتے۔ اور ہمیں اس کی ترغیب دلاتے۔ اور اس روزے کے متعلق ہماری خبر گیری کرتے۔ پھر جب رمضان فرض ہوگیا۔ تو نہ ہم کو اس کا حکم دیا۔ اور نہ ہم کو اس سے منع کیا۔ اور نہ اس کے متعلق ہماری خبر گیری کی[۲]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۳۴- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ چار چیزوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں چھوڑا کرتے تھے۔ عاشورے کا روزہ ذی الحجہ کے دس دنوں کے روزے اور ہر مہینے سے تین دن کے روزے اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں[۳] اسکو مسلم نے روایت کیا

۱ے اختلاف نیت سے حکم بدل جاتا ہے اس حدیث کو نسائی، بیہقی، ابن حبان، ابن خزیمہ، حاکم اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ پہلے گذر چکا ہے کہ ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھا جائے اور اس حدیث میں ہے کہ آپ زیادہ روزے اتوار اور ہفتہ کو رکھا کرتے تھے ان دونوں حدیثوں کی تطبیق اس طرح ہے کہ اگر ہفتہ کو روزہ تعظیم کے خیال سے رکھا جائے تو منع ہے اور اگر ان کی مخالفت کی وجہ سے رکھا جائے تو جائز ہے بلکہ محبوب ہے کیونکہ یہ دونوں دن یہود و نصاریٰ کی عید کے دن ہیں یا یہ کہ آپ کا یہ خاصہ ہو اور دوسروں کے لیے یہی حکم ہے کہ ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھا جائے ۱۲

۲ے عاشورہ کا روزہ نفلی روزہ ہے۔ اس حدیث کو ابن نجار نے بھی روایت کیا ہے اور احمد اور طبرانی نے اس کا مضمون روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رمضان کی فرضیت سے پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو عاشورہ کے روزہ کی بہت ترغیب دلاتے تھے لیکن پھر اس کے بعد ہم کو منع بھی نہیں کیا اور حکم بھی نہیں دیا ۱۲

۳ے اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ روزے جن کا اس حدیث میں تذکرہ ہے مستحب ہیں ۱۲

۵۲۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ الْبِيْضِ فِيْ حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۵۲۶۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۵۲۷۔ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ تَصُوْمُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ فَقَالَ إِنَّ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ يَغْفِرُ اللّٰهُ فِيْهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ إِلَّا ذَا هَاجِرَيْنِ يَقُوْلُ دَعْهُمَا حَتّٰى يَصْطَلِحَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ

۵۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے نہ چھوڑا کرتے تھے خواہ آپ سفر میں ہوتے۔ یا حضر میں۔[1] اسکو نسائی نے روایت کیا۔

۵۲۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے۔ اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے[2] اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۲۷۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا۔ کہ اے اللہ کے رسول آپ پیر اور جمعرات کا روزہ کیوں رکھتے ہیں تو فرمایا پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخش دیتے ہیں۔ سوائے ان آدمیوں کے جنہوں نے آپس میں قطع تعلق کر رکھا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ انکو ابھی رہنے دو۔ یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں[3]۔ اس کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

---

[1] اس حدیث کی سند میں یعقوب بن عبداللہ قمی اور جعفر بن ابی المغیرہ دونوں ضعیف ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایام بیض کے روزے سفر میں بھی مستحب ہیں اور اسی طرح دوسرے نفلی روزوں کا بھی یہی حکم ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ ان سے تکلیف نہ ہو اور اگر تکلیف ہو تو پھر نہ رکھے جائیں ۱۲

[2] اس حدیث کو منذری نے ضعیف کہا ہے اور اسکو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں حماد بن ولید ضعیف ہے یعنی جس طرح مال میں سے زکوٰۃ نکل جانے سے مال پاک ہو جاتا ہے اسی طرح روزے سے جسم کا کچھ حصہ گھل جاتا ہے اور وہ پاک ہو جاتا ہے ۱۲۔

[3] پیر اور ویر کو رحمت الٰہی عام ہوتی ہے اس حدیث کو ابن ماجہ۔ مالک۔ مسلم۔ ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کے راوی ثقہ ہیں دوسری روایت میں ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن خدا تعالیٰ کی عام بخشش ہوتی ہے اور ہر مسلمان کو بخش دیا جاتا ہے لیکن شرک کرنے والے اور آپس میں دو بغض رکھنے والے آدمیوں کو نہیں بخشا جاتا۔ اس حدیث سے پیر اور جمعرات کے روزے کی فضیلت ثابت ثابت ہوتی اور آپس میں بغض اور دشمنی رکھنے سے ڈرایا گیا ہے ۱۲۔

٥٢٨- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ بَعَّدَهُ اللّٰهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَبُعْدِ غُرَابٍ طَائِرٍ وَهُوَ فَرْخٌ حَتّٰى مَاتَ هَرِمًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ

بَابٌ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

٥٢٩- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّيْ اِذًا صَائِمٌ ثُمَّ اَتَانَا يَوْمًا اٰخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ اَرِيْنِيْهِ

٥٢٨- اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ایک روزہ رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو جہنم سے اتنا دور کر دیں گے۔ جتنا کہ ایک بچہ کوا اڑتے اڑتے بوڑھا ہو کر مر جائے[1]۔ اسکو احمد نے روایت کیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں سلمہ بن قیس سے روایت کیا۔

باب

فصل اوّل

٥٢٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے حجرہ میں تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کیا آپ کے پاس کوئی چیز ہے؟ ہم نے کہا۔ نہیں تو فرمایا۔ اچھا پھر میں روزیدار ہوں۔ اور پھر ایک دن تشریف لائے ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ہم کو ہدیہ بھیجا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ مجھے دکھاؤ۔ میں نے آج صبح روزے کی نیت کی تھی۔ پھر آپ نے کھا لیا[2]۔ اس کو مسلم نے

---

[1] **ایک نفلی روزے کا ثواب** اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک شخص مجہول ہے اور اس کو ابو یعلی اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں سلمہ بن قیصر سے روایت کیا ہے۔ لمبی عمر پانے میں کوا مشہور ہے اور نفلی روزہ سے جو جہنم سے دوری کو بعد حاصل ہوتا ہے اس کو کوے کے بچپن سے لے کر بوڑھا ہو کر مر جانے تک اڑتے ہوئے فاصلہ طے کرنے سے تشبیہ دی ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور کر دیتے ہیں کہ اس کا حساب ہونا بھی مشکل ہے ١٢-

[2] **نفلی روزہ توڑنے سے صرف قضا ہے** اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نفلی روزہ کے لیے صبح سے پہلے پہلے نیت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دوپہر سے پہلے پہلے نفلی روزہ کی نیت کی جا سکتی ہے اور اگر روزہ کی نیت کر لی ہو تو پھر بھی اسکو اختیار ہے چاہے تو اس کو پورا کرے چاہے تو کھول دے اور اگر روزہ رکھ کر کھول دے تو پھر اس کی جگہ اور روزہ اس کو رکھنا پڑے گا ١٢-

فَلَقَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا فَاَكَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۴۰- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ فَقَالَ اَعِيْدُوْا سَمْنَكُمْ فِيْ سِقَائِهِ وَتَمْرَكُمْ فِيْ وِعَائِهِ فَاِنِّيْ صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى غَيْرَ الْمَكْتُوْبَةِ فَدَعَا لِاُمِّ سُلَيْمٍ وَاَهْلِ بَيْتِهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۴۱- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ وَاِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

روایت کیا

۵۴۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے پاس تشریف لائے۔ وہ آپ کے سامنے کھجوریں اور گھی لے آئیں۔ آپ نے فرمایا۔ اپنا گھی کپے میں ڈال لو۔ اور کھجوریں بورے میں رکھ دو۔ کیونکہ میں روزے دار ہوں پھر آپ نے گھر کے ایک کونہ میں کھڑے ہو کر نفلی نماز پڑھی۔ اور ام سلیم اور اس کے گھر والوں کے لئے دعا[۱] کی۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۵۴۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ روزے دار ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ کہدے کہ میں روزے دار ہوں[۲]۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں کسی کو بلایا جائے۔ تو اس کو قبول کرنا چاہیئے۔ پھر اگر وہ روزے دار ہو۔ تو اس کو دعا دے دے۔ اور اگر روزہ نہ ہو تو کھانا کھا لے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

---

[۱] مہمان کو بے تکلف کھانا پیش کرو۔ اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زائر کو کھانے وغیرہ کا تحفہ بغیر تکلف کے پیش کر دینا چاہیئے اور اگر ہدیہ دینے والے کو شاق نہ گذرے تو اس کو واپس کر دینا بھی جائز معلوم ہوا اور پھر اگر وہ واپس کرے تو یہ ہبہ میں رجوع نہیں ہوگا یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کا کھانا نہ کھایا جائے تو اس کو دل کی شکستگی سے بچانے کے لیے دعا کر دینی چاہیئے اور نماز کے بعد دعا مانگنا بھی اس سے ثابت ہوا ۱۲۔

[۲] روزہ دار میزبان کو اطلاع دیدے۔ اس حدیث کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور دوسری روایت کو احمد ابو داؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے۔ میزبان کو روزہ کی اطلاع کرنا اس لیے ضروری ہے کہ اس کے دل میں رنجش نہ پیدا ہو کہ اس نے میرا کھانا نہیں کھایا اور اگر روزہ نہ ہو تو خواہ مخواہ تکلفات کی بنا پر کھانے سے انکار نہ کرنا چاہیئے اس کو سنت سمجھ کر کھائے تو دونوں کو ثواب بھی ہوگا کھانے والے کو بھی اور کھلانے والے کو بھی ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۵۴۲۔ عَنْ اُمِّ هَانِیٍٔ قَالَتْ لَمَّا کَانَ یَوْمُ الْفَتْحِ فَتْحِ مَکَّةَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَجَلَسَتْ عَلٰی یَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاُمُّ هَانِیٍٔ عَنْ یَمِیْنِهٖ فَجَاءَتِ الْوَلِیْدَةُ بِاِنَاءٍ فِیْهِ شَرَابٌ فَنَاوَلَتْهُ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهٗ اُمَّ هَانِیٍٔ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ اَفْطَرْتُ وَکُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ لَهَا اَکُنْتِ تَقْضِیْنَ شَیْئًا قَالَتْ لَا قَالَ فَلَا یَضُرُّكِ اِنْ کَانَ تَطَوُّعًا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِیِّ نَحْوُهٗ وَفِیْهِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا اِنِّیْ کُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ اَمِیْرُ نَفْسِهٖ اِنْ شَاءَ صَامَ وَاِنْ شَاءَ اَفْطَرَ۔

فصل دوم

۵۴۲۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ جب فتح مکہ کا دن تھا۔ تو حضرت فاطمہ آئیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب آکر کھڑی ہو گئیں۔ اور ام ہانی آپ کی داہنی طرف آبیٹھیں تو ایک لونڈی ایک برتن میں کوئی پینے کی چیز لے کر آئی۔ اور پیالہ آنحضرت صلعم کو اٹھا کر پکڑا دیا۔ سو آپ نے پی لیا۔ پھر وہ برتن ام ہانی کو پکڑا دیا۔ تو اس نے اس سے پیا۔ اور پھر کہا۔ اے اللہ کے رسول میں نے روزہ کھول دیا حالانکہ میں روزہ سے تھی۔ آپ نے اس کو فرمایا۔ کیا کسی فرضی روزے کی قضا دے رہی تھیں۔ کہنے لگیں نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تیرا نفلی روزہ تھا۔ تو پھر تجھے کوئی نقصان نہیں ہے۔ اسکو ابوداؤد۔ ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور احمد اور ترمذی کی ایک روایت میں اسی طرح ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے۔ کہ ام ہانی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں تو روزے دار تھی۔ آپ نے فرمایا۔ نفلی روزے دار اپنی مرضی کا بادشاہ ہے۔ چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو روزہ کھول دے[لہ]۔

لہ **نفلی روزہ کھولنے کی صرف قضا ہے** اس حدیث کو نسائی دار قطنی طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت ام ہانی نے روزہ تو بے دھڑک کھول دیا کہ جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو ٹھا دودھ کیوں نہ پیوں جو ہزاروں برکتوں سے مالامال ہے وہ پی لیا تو اب روزے کا پوچھا کہ اس کا کیا بنے گا آپ نے فرمایا کچھ بھی نہیں اس پر کفارہ یا نذر نفش وغیرہ کچھ نہیں اس کی جگہ ایک اور روزہ رکھ لینا ۱۲۔

لہ **نفلی روزہ میں ہر طرح کا اختیار ہے۔** اس دوسری روایت کو احمد ابو داؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نفلی روزہ والے کو ہر طرح کی آزادی ہے چاہے تو روزہ رکھے چاہے تو نہ رکھے چاہے تو رکھ کر توڑ دے اور اگر نہ رکھا ہو تو دوپہر سے پہلے پہلے روزہ کی نیت کرے غرضیکہ ہر طرح کا اختیار ہے ۱۲۔

۵۴۳ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ قَالَ اقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ مَكَانَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَذَكَرَ جَمَاعَةً مِنَ الْحُفَّاظِ رَوَوْا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَائِشَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ عُرْوَةَ وَهٰذَا أَصَحُّ وَرَوَاهُ أَبُو دَاؤُدَ عَنْ زُمَيْلٍ مَوْلٰى عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ۔

۵۴۴ وَعَنْ أُمِّ عُمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَدَعَتْ لَهُ بِطَعَامٍ فَقَالَ لَهَا كُلِي فَقَالَتْ إِنِّي صَائِمَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّائِمَ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰئِكَةُ حَتّٰى يَفْرُغُوا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۵۴۳۔ زہری نے عروہ سے اور عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ میں اور حفصہ دونوں روزیدار تھیں۔ ہمارے سامنے ایسا کھانا رکھا گیا۔ جس کو ہم چاہتی تھیں۔ ہم نے اس سے کھالیا۔ تو حفصہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول ہم دونوں روزیدار تھیں۔ ہمارے سامنے ایسا کھانا رکھا گیا۔ جو ہم کو مرغوب تھا۔ تو ہم نے اس سے کھالیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کسی دن اس کی قضا دے لینا[1]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حافظوں کی ایک جماعت کا ذکر کیا۔ جنہوں نے زہری سے حضرت عائشہ سے مرسلاً روایت کیا۔ اور انہوں نے اس میں عروہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ طریق زیادہ صحیح ہے۔ اور ابو داؤد نے اس کو زمیل مولی عروہ عن عروہ عن عائشہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

۵۴۴۔ ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ تو ام عمارہ نے آپ کے لئے کھانا منگوالیا۔ آپ نے اس کو فرمایا۔ تم خود ہی کھاؤ۔ وہ کہنے لگیں۔ میں تو روزے دار ہوں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب روزیدار کے پاس کھانا کھایا جائے۔ تو فرشتے اس پر رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ کھانے سے لوگ فارغ ہو جائیں[2]۔ اسکو احمد ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

---

[1] **نفلی روزہ کی قضا صرف مستحب ہے** اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے اور ضعیف ہے۔ اور زمیل راوی ضعیف ہے۔ اگر نفلی روزے کو توڑا جائے تو امام مالک اور امام ابوحنیفہ اس کی قضا کو واجب جانتے ہیں اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اس کی قضا بھی نہیں ہے اسی لیے شافعیہ اس امر کے صیغہ کو استحباب کے لیے کہتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ ۱۲۔

[2] اس حدیث کو ابن خزیمہ۔ ابن حبان اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ حتی للوسع روزے دار کے پاس کوئی چیز نہ کھانا چاہئے کیونکہ اس سے روزے دار کے نفس میں کھانے کی خواہش بیدار ہوتی ہے اور اس کو دبانے میں روزے دار کو ایک قسم کی کوفت اور تکلیف ہوتی ہے۔ اسی لیے فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس پر رحم فرما کہ محض تیری رضا کے لیے اپنے محبوب کھانے کو چھوڑے ہوئے ہے ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۴۵ - عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَغَدّٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَاءَ يَا بِلَالُ قَالَ إِنِّيْ صَائِمٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَأْكُلُ رِزْقَنَا وَفَضْلُ رِزْقِ بِلَالٍ فِي الْجَنَّةِ أَشَعَرْتَ يَا بِلَالُ أَنَّ الصَّائِمَ تُسَبِّحُ عِظَامُهُ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ مَا أُكِلَ عِنْدَهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ۔

بَابُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۴۶ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ

فصل سوم

۵۴۵ - بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ حضرت بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلال آؤ صبح کا کھانا حاضر ہے۔ تو بلال نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں روزہ دار ہوں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم تو اپنا رزق کھا رہے ہیں۔ اور بلال کا رزق جنت میں بہتر ہے۔ اے بلال تجھے خبر ہے۔ کہ روزہ دار کے پاس اگر کھایا جائے۔ تو اس کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی ہیں۔ اور فرشتے اس کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جبتک کہ اس کے پاس کھایا جاتا رہے۔[1] اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

لیلۃ القدر کا بیان

فصل اوّل

۵۴۶ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیلۃ القدر کو رمضان شریف کے آخری دھے کی

---

[1] اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ منذری نے کہا اس کی سند میں ایک تو بقیہ راوی ہے جو مدلس ہے اور دوسرا محمد بن عبد الرحمن ہے جس کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے۔ لیکن اس حدیث کی تائید ام عمارہ کی اس حدیث سے ہو جاتی ہے جو فصل دوم میں گذر چکی ہے اور وہ حدیث صحیح ہے۔ بہر حال ان احادیث میں روزے دار کو تسلی دی گئی ہے اور ترغیب دی گئی ہے کہ اگر اس کے پاس کوئی چیز کھائی جائے تو اس کی طرف مطلق توجہ نہ کرے۔ ۱۲

الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقٰى فِي سَابِعَةٍ تَبْقٰى فِي خَامِسَةٍ تَبْقٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۴۹۔ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ

طاق راتوں میں تلاش[۱] کرو۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۵۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ آدمیوں کو خواب میں لیلۃ القدر آخری سات راتوں میں نظر آئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہارے خوابوں کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ آخری سات راتوں کے زیادہ موافق ہیں۔ پھر جو آدمی اس کی تلاش کرنا چاہے۔ وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش[۲] کرے۔ متفق علیہ۔

۵۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لیلۃ القدر کو آخری رمضان شریف کے آخری دھے میں تلاش کرو۔ اور خصوصاً پچیس، ستائیس اور انتیس کی راتوں میں[۵] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۵۴۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے پہلے عشرے کا اعتکاف کیا۔

---

[۱] لیلۃ القدر کونسی رات ہے۔ لیلۃ القدر ایک ایسی رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔ ابتدا میں اس رات کے متعلق صرف اتنا ہی بتایا گیا تھا کہ وہ سال میں ایک رات ہے جو پھرتی رہتی ہے کبھی کسی مہینے میں اور کبھی کسی مہینے میں۔ ابن مسعود امام ابوحنیفہ امام مالک، ثوری، اسحق اور امام احمد اسی کے قائل ہیں۔ پھر بتایا گیا کہ وہ رمضان شریف کی راتوں میں سے ایک رات ہے ابن عباس اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہی قول ہے اور بعض کا قول ہے کہ رمضان شریف کی آخری دس راتوں میں ہے اور یہ بھی بہت سے صحابہ کا مسلک تھا اور اکثر امت کا اس پر اتفاق ہے کہ لیلۃ القدر رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے اور ابن کعب یعنی حضرت ابی تو قسم کھا کر کہتے ہیں کہ وہ ستائیس رمضان کی رات ہے اور اس حدیث کو احمد، مسلم، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے

[۲] ذہن پر عبادت کا تصور قائم رہے اس حدیث کو احمد اور مالک نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے اس کو مختصر روایت کیا ہے۔ اکثر امت کا یہی قول ہے کہ وہ آخری سات راتوں میں سے کسی طاق رات میں ہے اور لیلۃ القدر کو مخفی رکھنے میں یہ مصلحت ہے کہ لوگ عبادت میں کچھ نہ کچھ تو محنت کریں اور اگر ایک معین رات بتا دی جاتی تو لوگ دوسری راتوں میں عبادت کرنا (باقی برصفحہ آئندہ)

رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ إِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ أَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيتُ فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَقَدْ أُرِيتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ مِنْ صَبِيحَتِهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ قَالَ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى جَبْهَتِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صَبِيحَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فِي الْمَعْنَى وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ إِلَى قَوْلِهِ فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَالْبَاقِي لِلْبُخَارِيِّ وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ لَيْلَةَ

پھر درمیانے عشرے کا اعتکاف ایک ترکی خیمے میں کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر باہر نکالا۔ اور فرمایا میں نے پہلے دہے کا اعتکاف کیا۔ میں اس رات (لیلۃ القدر) کو تلاش کرنا چاہتا تھا۔ پھر میں نے درمیانے عشرے کا اعتکاف کیا پھر میرے پاس کوئی فرشتہ آیا۔ اور مجھے بتایا گیا۔ کہ وہ آخری عشرہ (دہا) میں ہے۔ سو جن لوگوں نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ آخری عشرے کا بھی اعتکاف کریں۔ مجھے یہ رات دکھائی گئی تھی۔ پھر میں اسے بھلا دیا گیا ہوں۔ اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا۔ کہ میں پانی اور مٹی میں لیلۃ القدر کی صبح کو سجدہ کر رہا ہوں۔ سو اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ اور ہر وتر رات میں تلاش کرو۔ راوی نے کہا کہ اس رات پھر بارش برسی۔ اور مسجد پر چھپر سا تھا۔ سو مسجد ٹپکنے لگی۔ سو میری آنکھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو دیکھا۔ کہ اس پر پانی اور کیچڑ کا اثر تھا۔ اور یہ اکیس کی رات تھی۔ یہ حدیث معنی کے لحاظ سے تو متفق علیہ ہے۔ اور الفاظ انہا فی عشر الاواخر آخر تک تو مسلم کے ہیں۔ اور باقی الفاظ بخاری کے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بالکل ہی چھوڑ دیتے اور یہ خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہے کہ باقی اوقات تو انسان ہمیشہ بے کار گذار دے اور سال بعد ایک رات انسان عبادت الٰہی میں گذار لے بلکہ مناسب یہ ہے کہ آدمی روزانہ تھوڑا تھوڑا عمل کرتا رہے اس طرح عبادت الٰہی کا تصور انسان کے ذہن پر مستقل اور پائیدار ہوگا ۱۲۔

۵۳ اہل ذوق لیلۃ القدر معلوم کر لیتے ہیں اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اکثر امت کا یہی مذہب ہے کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کا زیادہ امکان ہے لیکن بعض لوگوں نے کہا ہے کہ رمضان شریف کا مہینہ اگر انتیس دن کا ہو جائے تو لیلۃ القدر طاق راتوں میں آتی ہے اور اگر تیس دن کا ہو تو پھر جفت راتوں میں بھی آجاتی ہے اور اس کے آنے سے پہلے تو کوئی علامت نہیں ہوتی البتہ اس کے نکل جانے کے بعد دوسرے دن سورج کی شعاعیں نہیں ہوتیں البتہ اہل ذوق کی دلی کیفیت کچھ محسوس کر لیتی ہے ۱۲

ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۵۰ - وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاكَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ مَنْ يَّقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنْ لَّا يَتَّكِلَ النَّاسُ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِيْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِيْ اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ اَوْ بِالْاٰيَةِ الَّتِيْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۵۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اور عبداللہ بن انیس کی روایت میں ہے کہ یہ رات تئیس کی تھی۔[1]

۵۵۰۔ زر بن حبیش رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے ابی بن کعب سے پوچھا۔ کیا آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود تو کہتے ہیں کہ جو آدمی سارا سال قیام کرے گا۔ وہ لیلۃ القدر کو پالے گا۔ تو حضرت ابی نے کہا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ اس نے یہ ارادہ کیا ہے۔ کہ لوگ اس پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ اور وہ یقیناً جانتے ہیں۔ کہ وہ رات رمضان شریف میں ہے۔ اور پھر آخری عشرہ میں ہے۔ اور وہ ستائیس کی رات ہے۔ اور پھر حضرت ابی نے قسم اٹھائی۔ اور انشاء اللہ بھی نہ کہا۔ کہ وہ ستائیس کی رات ہے۔ میں نے کہا۔ اے ابو المنذر آپ یہ کس لحاظ سے کہتے ہیں۔ تو ابی نے کہا۔ اس علامت سے یا اس نشانی سے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی ہے۔ کہ سورج اس دن چڑھتا ہے۔ تو اس کی شعائیں نہیں ہوتیں۔[2] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۵۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اتنی کوشش کرتے تھے۔ کہ اتنی اور کسی وقت میں نہ کرتے تھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

---

[1] ایک روایت کی ترجیح ابو سعید کی روایت کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور عبداللہ بن انیس کی حدیث کو احمد اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ دونوں روایتیں بظاہر ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتی ہیں۔ ان دونوں روایتوں میں سے ترجیح ابو سعید کی حدیث کو ہے کیونکہ وہ متفق علیہ حدیث ہے۔ یہ خواب میں آنے والا فرشتہ جبرئیل تھا ۱۲۔

[2] لیلۃ القدر کی علامتیں اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن خزیمہ۔ ابن جارود اور ابو عوانہ نے بھی روایت کیا ہے اور اسی طرح طحاوی۔ ابن حبان۔ بیہقی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے۔ ابن خزیمہ اور بیہقی نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ لیلۃ القدر معتدل ہوتی ہے اس میں سردی یا گرمی شدت کی نہیں ہوتی اور دوسرے دن جب سورج طلوع ہوتا ہے تو سرخ رنگ کا کمزور سا ہوتا ہے اسکی شعاعیں نہیں ہوتیں اور اس رات ستارے نہیں ٹوٹتے۔ شبنم پڑتی ہے اور دھیمی دھیمی ہوا چلتی ہے ۱۲۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۵۵۲- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۵۵۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ-

۵۵۴- وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِلْتَمِسُوْهَا يَعْنِيْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِيْ تِسْعٍ يَبْقَيْنَ اَوْ فِيْ سَبْعٍ يَبْقَيْنَ اَوْ فِيْ خَمْسٍ يَبْقَيْنَ اَوْ ثَلٰثٍ اَوْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ-

---

۵۵۲- اور انہی سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ جب آخری عشرہ داخل ہوتا۔ تو آپ اپنی کمر بہت باندھ لیتے۔ اور راتوں کو جاگا کرتے۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔[۵۱] متفق علیہ۔

فصل دوم

۵۵۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اگر مجھے معلوم ہو جائے۔ کہ لیلۃ القدر کونسی رات ہے۔ تو میں اس میں کیا کہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تو کہنا۔ اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے۔ تو معافی کو پسند کرتا ہے۔ سو تو مجھے معاف کر دے۔[۵۲] اسکو احمد۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کو صحیح کہا۔

۵۵۴- ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ لیلۃ القدر کو اکیس یا تیئس یا پچیس یا ستائیس یا انتیس کی راتوں میں تلاش کرو۔[۵۳] اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ گزشتہ) ۵۰ اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح غریب کہا ہے چونکہ اس عشرہ میں لیلۃ القدر ہے اس لیے اس میں زیادہ کوشش کرتے اور یہ بھی خیال ہوتا کہ برکت والا مہینہ ختم ہو جا رہا ہے جتنا ہو سکے اس میں کچھ کر لیا جائے ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۵۱ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

۵۲ اس حدیث کو نسائی۔ بزار اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ یہ دعا بڑی جامع ہے دین و دنیا کی بھلائیاں اس میں مضمر ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس سے بہتر بندوں کی کوئی دعا نہیں ہے کہ اللہ تعالٰی ان کو بخش دے اور عافیت دے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر کو پہچانا بھی جا سکتا ہے ۱۲۔

۵۳ اس حدیث کو احمد حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر کا زیادہ تر احتمال انہی پانچ راتوں میں ہے یعنی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ۱۲۔

۵۵۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ رَوَاهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ مَوْقُوْفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ۔

۵۵۶ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ بَادِيَةً اَكُوْنُ فِيْهَا وَاَنَا اُصَلِّيْ فِيْهَا بِحَمْدِ اللّٰهِ فَمُرْنِيْ بِلَيْلَةٍ اَنْزِلُهَا اِلٰى هٰذَا الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَنْزِلْ لَيْلَةَ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ قِيْلَ لِابْنِهٖ كَيْفَ كَانَ اَبُوْكَ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ اِذَا صَلَّى الْعَصْرَ فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ فَاِذَا صَلَّى الصُّبْحَ وَجَدَ دَابَّتَهٗ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَلَحِقَ بِبَادِيَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۵۷ - عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى

---

۵۵۵ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور کہا۔ اسکو سفیان اور شعبہ نے ابو اسحٰق سے ابن عمر پر موقوفاً روایت کیا ہے۔[1]

۵۵۶ - حضرت عبداللہ بن انیس نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میرا ایک جنگل ہے۔ اور میں وہاں ہی رہتا ہوں۔ اور الحمدللہ میں وہیں نمازیں پڑھتا رہتا ہوں۔ سو آپ مجھے رمضان شریف کی کسی رات کے متعلق حکم دے دیں۔ کہ میں اس رات میں اس مسجد میں آجایا کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تئیس کی رات آجانا۔ ان کے بیٹے سے سوال کیا گیا۔ کہ تیرا باپ کس طرح کیا کرتے تھے۔ کہنے لگا کہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد میں داخل ہوجاتے تھے۔ تو سوائے انسانی حاجت کے مسجد سے نہ نکلتے۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لیتے۔ اور جب صبح کی نماز پڑھ لیتے۔ تو مسجد کے دروازہ پر اپنی سواری کو پاتے۔ اس پر بیٹھ کر اپنے جنگل کو چلے آتے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔[2]

فصل سوم

۵۵۷ - حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو لیلۃ القدر کی اطلاع دینے کے لئے باہر تشریف

---

[1] اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے اس حدیث کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے کوئی رمضان اس سے خالی نہیں جاتا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ لیلۃ القدر بہر حال رمضان ہی میں ہے۔ پہلے یہی بتایا گیا تھا لیکن بعد میں بتایا گیا کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے ۱۲۔

[2] اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے اور مسلم نے بسر بن سعید عن عبداللہ بن انیس سے بھی روایت کی ہے جو پہلی فصل میں گذر چکی ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث عبداللہ بن جحش کی بھی ہے جس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں بھی محمد بن اسحاق مذکور ہے ۱۲۔

رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَکُمْ بِلَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَ
عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرًا لَّکُمْ فَالْتَمِسُوْھَا فِی التَّاسِعَۃِ وَالسَّابِعَۃِ وَالْخَامِسَۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۵۵۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ کُبْکُبَۃٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ یَّذْکُرُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ
فَاِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِھِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ فِطْرِھِمْ بَاھٰی بِھِمْ مَلٰٓئِکَتَہٗ فَقَالَ یَا مَلٰٓئِکَتِیْ مَا جَزَآءُ اَجِیْرٍ
وَفّٰی عَمَلَہٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَآؤُہٗ اَنْ یُّوَفّٰی اَجْرَہٗ قَالَ مَلٰٓئِکَتِیْ عَبِیْدِیْ وَاِمَائِیْ قَضَوْا فَرِیْضَتِیْ
عَلَیْھِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا یَعُجُّوْنَ اِلَی الدُّعَاءِ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکَرَمِیْ وَعُلُوِّیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَاُجِیْبَنَّھُمْ

لائے۔ تو مسلمانوں میں سے دو آدمی جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نکلا تھا۔ کہ تم کو لیلۃ القدر کی خبر دوں۔ تو فلاں فلاں آدمی جھگڑ پڑے تو اس کی تعیین اٹھالی گئی۔ اور شاید یہی تمہارے حق میں بہتر ہو۔ کہ تم لیلۃ القدر کو پچیس۔ ستائیس اور انتیس کی راتوں میں تلاش کرو۔[1] اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۵۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت میں اترتے ہیں۔ وہ ہر بندے پر رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ جو کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو۔ یا بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہا ہو۔ پھر جب ان کی عید کا دن ہوتا ہے۔ یعنی ان کے روزہ کھولنے کا دن تو ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فخر کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں اے میرے فرشتو کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جس نے اپنا کام پورا کر لیا ہو۔ تو وہ کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب اس کا بدلہ یہ ہے۔ کہ اسکو پورا پورا اجر دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے میرے فرشتو میرے بندوں اور میری لونڈیوں نے اس فریضے کو پورا کر دیا ہے۔ جو میں نے ان پر عائد کیا تھا۔ پھر اب وہ نکلے ہیں۔ اپنی آوازیں بلند کرتے ہوئے مجھ سے دعا کرتے ہیں۔ اور میری عزت اور میرے جلال اور میری سخاوت اور میرے

---

[1] **لیلۃ القدر مخفی رکھنے کی حکمت** اس حدیث کو احمد اور طیالسی نے بھی روایت کیا ہے اور اسی مضمون کی ایک حدیث فصل اول میں ابن عباس سے بھی گذر چکی ہے۔ حدیث کے الفاظ سے دونوں طرح کے معنی نکل سکتے ہیں ایک یہ کہ لیلۃ القدر کو اس وقت تلاش کرو جبکہ نو راتیں باقی رہ جائیں۔ سات رہ جائیں۔ پانچ رہ جائیں تو اس صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا کہ اکیس تیئیس اور پچیس کی راتوں میں زیادہ تلاش کرو اور دوسرا مطلب یہ نکل سکتا ہے کہ پچیس کی رات۔ ستائیس کی رات اور انتیس کی رات میں زیادہ تلاش کرو اور یہ آخری معنے زیادہ قرین قیاس ہیں ۱۲

فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ
اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۵۹۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۶۰۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدَ

بلند مرتبہ کی قسم ہیں ان کی دعاؤں کو ضرور قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ واپس چلے جاؤ۔ بیشک میں نے تم کو بخش دیا ہے اور میں نے تمہاری برائیاں نیکیوں میں تبدیل کر دی ہیں۔ راوی نے کہا۔ پھر سب بخشے ہوئے واپس آتے ہیں۔ اسکو بیہقی نے شعب الایمان[ل] میں روایت کیا۔

اعتکاف کا بیان
فصل اول

۵۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہمیشہ اپنی وفات تک اعتکاف کرتے رہے۔ پھر آپ کے بعد آپ کی بیویوں نے اعتکاف[ع] کیا۔ متفق علیہ۔

۵۶۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور پھر رمضان

[ل] اس حدیث کو ابن جبارہ نے ضعفاء میں نقل کیا ہے اس کی سند میں اصرم بن حوشب کذاب ہے اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع میں بیان کیا ہے اور دیلمی نے مسند فردوس میں اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابان راوی متروک ہے اور ابن شاہین نے اسکو ترغیب میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں عباد بن عبد الصمد منکر الحدیث ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث ابن عباس سے ابن حبان نے ثواب میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے اپنی مسند میں بھی روایت کی ہے لیکن سب کی سندیں کمزور ہیں اور اس کے کچھ شواہدات بھی ہیں جن میں سے ایک بھی صحیح نہیں ہے بہرحال فضائل اعمال میں کچھ گنجائش رکھی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کو قبول کر لیا گیا ہے ۱۲۔

[ع] **اعتکاف کا شرعی اور لغوی معنے** اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اعتکاف کا لفظی ترجمہ ہے کسی چیز پر دھرنا مار کر بیٹھ جانا اور نفس کو اس کے ساتھ لگائے رکھنا اور شریعت کی اصطلاح میں اعتکاف یہ ہے کہ آدمی جامع مسجد میں روزہ کی حالت میں جاکر خدا کو خوش کرنے کے لیے اور اس سے مانگنے کیلئے دھرنا مار کر بیٹھ جائے اس کے لیے کچھ پابندیاں اور شرائط ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا ۱۲۔

مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهٗ جِبْرِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۶۱- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ-

۵۶۲- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ اَدْنٰى اِلَيَّ رَاْسَهٗ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

---

شریف میں آپ اور بھی بہت زیادہ سخی ہو جاتے. جبرائیل ہر رات آپ کے پاس آتے. اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے قرآن مجید کا دور کرتے اور پھر جب جبرائیل آجاتے. تو پھر مال کی سخاوت میں تیز ہوا سے بھی بڑھ جاتے.[۱] متفق علیہ

۵۶۱- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں. کہ ہر سال ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک پیش کیا جاتا تھا. اور جس سال آپ کی وفات ہوئی. اس سال دو مرتبہ پیش کیا گیا. اور آپ ہر سال دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے. لیکن جس سال وفات ہوئی. اس سال بیس روز کا اعتکاف کیا.[۲] اسکو بخاری نے روایت کیا.

۵۶۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا. کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف بیٹھتے. تو آپ سر کو میرے قریب کر دیتے میں آپ کے سر میں کنگھی کر دیتی. اور گھر میں قضائے حاجت کے علاوہ نہیں داخل ہوتے تھے[۳] متفق علیہ

۱ھ آنحضرت بہت زیادہ سخی تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بخشش اور احسان کرنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی اور رمضان شریف میں آپ خصوصاً بہت زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے اور اسی چیز کی ترغیب آپ اپنی امت کو بھی فرمایا کرتے تھے اور اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

۲ھ اس حدیث کے دو ٹکڑے ہیں ایک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ پر قرآن پیش کیا جاتا تھا اور دوسرا ٹکڑا یہ ہے کہ آپ اعتکاف کیا کرتے تھے یہ اصل میں دو الگ الگ حدیثیں تھیں جن کو مؤلف نے ایک ہی حدیث بنا دیا ہے۔ پہلے حصہ کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے اس کو عائشہ سے روایت کیا ہے اور دوسرے ٹکڑے کو ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے. اس حدیث سے قاریوں کا دور کرنا ثابت ہوا ۱۲

۳ھ معتکف النسائی حاجت کے سوا باہر نکلے اس حدیث کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے معتکف کے لیے ضروری ہے کہ اپنا تمام وقت مسجد ہی میں گذارے اور پاخانے پیشاب یا احتلام سے جنابت کے سوا اور کسی بھی ضرورت کے لیے مسجد

(باقی بر صفحہ آئندہ)

۵۶۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۵۶۴۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوٰى اَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔

۵۶۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ

۵۶۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی۔ کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی نذر کو پورا کر[1]۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۵۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک سال اعتکاف نہ کیا۔ تو آئندہ سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا[2]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد نے اور ابن ماجہ نے اسکو ابی بن کعب سے روایت کیا۔

۵۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کا ارادہ کرتے۔ تو اکیس رمضان کی صبح کی نماز

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نہ نکلے اور دوسری پابندی یہ ہے کہ گھر نہ جائے ہاں اگر شہر ہو اور پاخانہ پیشاب کے لیے باہر صحرا میں جانا مشکل ہو تو اپنے گھر اس انسانی حاجت کے رفع کرنے کے لیے جا سکتا ہے لیکن اس کے بعد گھر میں ٹھہرے نہیں اور ایک پابندی یہ بھی ہے کہ شہوت سے عورت کو ہاتھ نہ لگائے اور بغیر شہوت کے اپنی عورت کے جسم سے جسم چھو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ معتکف کنگھی کر سکتا ہے سر دھو سکتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں جس جگہ اعتکاف کرتے تھے وہ جگہ حضرت عائشہ کے حجرہ کے دروازہ کے آگے تھی آپ اپنا سر دروازے کے اندر کر دیتے حضرت عائشہ سر بھی دھو دیتیں اور کنگھی بھی کر دیتیں ۱۲۔ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

[1] صحیح نذر کو ضرور پورا کرنا چاہیئے۔ اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کفر کی حالت میں کسی نے کوئی نیکی نذر مانی ہو جو اسلام کے موافق ہو تو مسلمان ہونے کے بعد بھی اس کو پورا کرنا ضروری ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر لوگ بھی اعتکاف کیا کرتے تھے ۱۲۔

[2] اعتکاف کی قضا دینا درست ہے اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح اور حسن کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کی ہر سال اعتکاف کی عادت ہو اگر کسی سال اس کا اعتکاف رہ جائے تو پھر اس کی قضا دیدے ۱۲۔

ثُمَّ دَخَلَ فِی مُعْتَکَفِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۵۶۶۔ وَعَنْھَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَھُوَ مُعْتَکِفٌ فَیَمُرُّ کَمَا ھُوَ فَلَا یُعَرِّجُ یَسْأَلُ عَنْہُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۵۶۷ وَعَنْھَا قَالَتِ السُّنَّۃُ عَلَی الْمُعْتَکِفِ اَنْ لَّا یَعُوْدَ مَرِیْضًا وَلَا یَشْھَدَ جَنَازَۃً وَلَا یَمَسَّ الْمَرْأَۃَ وَلَا یُبَاشِرَھَا وَلَا یَخْرُجَ لِحَاجَۃٍ اِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْہُ وَلَا اِعْتِکَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اِعْتِکَافَ اِلَّا فِیْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۶۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا اعْتَکَفَ طُرِحَ لَہٗ فِرَاشُہٗ اَوْ یُوْضَعُ

پڑھ کر اپنے اعتکاف کی جگہ میں چلے جاتے۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۶۶۔ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں بیمار پرسی کر لیتے۔ آپ اپنی چال سے چلتے جاتے۔ اور ٹھہرتے نہ تھے۔ اور بیمار کے متعلق پوچھ لیتے۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۶۷۔ اور انہی سے روایت ہے کہ معتکف کے لیئے سنت یہ ہے۔ کہ کسی بیمار کی بیمار پرسی کے لیئے نہ جائے۔ کسی کے جنازہ پر نہ جائے۔ اور عورت کو شہوت سے ہاتھ نہ لگائے اور نہ اس سے مباشرت کرے۔ اور کسی ضروری حاجت کے سوا مسجد سے نہ نکلے۔ اور نہیں ہے۔ اعتکاف مگر روزے سے اور نہیں ہے۔ اعتکاف مگر جامع مسجد میں اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۵۶۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آپ اعتکاف بیٹھتے۔ تو آپ کا بستر بچھا

سلہ **معتکف چاند ہو جائے تو باہر نکلے** اس حدیث کو بخاری مسلم احمد اور بقیہ اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اعتکاف کے لیے ایک پردہ لٹکایا جاتا ہے تاکہ معتکف دوسرے لوگوں سے تنہائی میں گوشہ نشین رہ سکے۔ اعتکاف آخری پورے عشرہ کا ہے اور اکیس کی رات بھی عشرہ میں داخل ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ اکیس کی رات کو مسجد میں چلا جائے اور رات جہاں بھی گذارے ٹھیک ہے صبح کی نماز پڑھ کر اپنے اعتکاف کی جگہ میں چلا جائے۔ اعتکاف کے لیے یہ تو ضروری نہیں ہے کہ پورے دس دن کا ہو بلکہ دس دن سے لے کر ایک دن رات بھی ہے لیکن پورا اعتکاف دس دن کا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ جب اعتکاف کی نیت سے مسجد میں آجائے تو پھر چاند نکلنے تک اعتکاف سے باہر نہ نکلے ہاں اگر خدانخواستہ مسجد ہی گر جائے تو دوسری مسجد میں جا سکتا ہے ۱۲۔

سلہ **معتکف پر کیا کیا پابندی ہے** مسلم نے اس حدیث کو حضرت عائشہ سے موقوفاً روایت کیا ہے اور یہی صحیح ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

لَهٗ سَرِيْرُهٗ وَرَاءَ اُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۵۶۹- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوْبَ وَيُجْرٰى لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۷۰- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

دیا جاتا یا آپ کی چارپائی اسطوانہ توبہ کے پیچھے بچھادی جاتی[۱]۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۶۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف والے کے متعلق فرمایا کہ وہ گناہوں سے بند رہتا ہے۔ اور اسکو نیکیوں کا اتنا اجر ملتا ہے۔ جیسے کہ کوئی تمام قسم کی نیکیوں پر عمل کرنے والا ہے[۲]۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

قرآن کی فضیلت کا بیان

فصل اوّل

۵۷۰- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر وہ آدمی ہے۔ جو قرآن کو سیکھے۔ یا سکھلائے[۱]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اس کا رفع ثابت نہیں ہے کیونکہ مرفوع کی سند میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے اس سے معلوم ہوا کہ معتکف کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کی بیمار پرسی کے لیے نہ جائے کسی کے جنازہ کے لیے نہ نکلے ہاں اگر قضائے حاجت کے لیے باہر نکلے اور راستہ میں کسی بیمار آدمی کا کوئی رشتہ دار مل جائے تو اس سے چلتے چلتے بیمار کے متعلق پوچھ سکتا ہے ۱۲۔

سے اعتکاف میں روزہ شرط نہیں۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے لیکن اس حدیث کا آخری حصہ موقوف ہے یعنی یہ قول کہ روزے کے بغیر اعتکاف نہیں ہے اور یہ حصہ صحیح بھی نہیں ہے کیونکہ ابن عباس سے حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا معتکف پر روزہ ضروری نہیں ہے ہاں اگر وہ خود اپنے ذمہ روزہ ضروری قرار دے لے تو یہ علیحدہ بات ہے ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) لے مسجد میں چارپائی بچھانا جائز ہے اسطوانہ توبہ وہ ہے جہاں ابو لبابہ کی توبہ کو اللہ تعالے نے قبول فرمایا تھا اور یہ لمبا قصہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معتکف کے لیے مسجد میں بستر اور چارپائی بچھا لینا جائز ہے اور اپنی سی جگہ اعتکاف کے لیے دوسرے نمازیوں سے روک لینا بھی جائز ہے ۱۲۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

۵۷۱۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ اِلٰى بُطْحَانَ اَوِ الْعَقِيْقِ فَيَاْتِيَ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِيْ غَيْرِ اِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّنَا يُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ اَفَلَا يَغْدُوْ اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ اَوْ يَقْرَاُ اٰيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلٰثٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثٍ وَاَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَرْبَعٍ وَمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۷۲۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اَنْ يَّجِدَ فِيْهِ ثَلٰثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلٰثُ اٰيَاتٍ يَقْرَاُ بِهِنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ

۵۷۱۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور ہم اسوقت صفہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا کون تم میں سے پسند کرتا ہے۔ کہ ہر روز بطحان کی طرف جائے۔ یا عقیق کی طرف اور وہاں سے دو موٹی بڑی کوہان والی اونٹنیاں بغیر کسی گناہ اور قطع رحمی کے لئے آئے۔ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ہم میں سے ہر ایک یہ پسند کرتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ پس کیوں نہیں جاتا کوئی تم میں سے پس سکھلائے یا سیکھ آئے۔ اللہ کی کتاب کی دو آیتیں یہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔ اور تین اس کے لئے تین سے بہتر ہیں۔ اور چار چار سے بہتر ہیں۔ اور ان کے برابر اونٹوں کی گنتی[۵] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۷۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے۔ کہ جب وہ اپنے گھر آئے۔ تو اس میں تین بڑی موٹی اور جسیم اونٹنیاں اپنے گھر میں پائے۔ ہم نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا۔ تین آیتیں جو کوئی تم میں سے اپنی نماز

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **۲ے معتکف کو تمام نیکیوں کا ثواب** اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ سندھی نے کہا ہے کہ اس کی سند اچھی نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتکاف والا جو نیکیاں نہیں کر سکتا مثلاً بیمار پرسی کے لیے نہیں جا سکتا یا جنازہ میں شامل نہیں ہو سکتا تو ان نیکیوں کا اس کو اجر ملے گا ۱۲۔

۳ے قرآن سیکھنے کا مطلب کیا ہے اس حدیث کو احمد مسلم اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن کو اچھی طرح سیکھے اس کے معانی اور الفاظ اور مفہوم اور مطلب سب ذہن نشین کرے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۵ے قرآن کی ایک آیت بھی دنیا سے قیمتی ہے اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور ابوہریرہ کی حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ بطحان اور عقیق مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر اونٹوں کی خرید و فروخت کی دو منڈیاں تھیں۔ عربوں کو چونکہ اونٹ بہت پیارا تھا اس لیے مثال میں اسی کا ذکر کیا ورنہ ایک آیت کی قیمت اگر سارا جہان بھی ہو تو وہ تھوڑا ہے۔ ان حدیثوں میں قرآن سیکھنے کی ترغیب فرمائی ہے ۱۲۔

صَلٰوتِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۷۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۷۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۷۵۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ

میں پڑھے۔ تو وہ اس کے لئے بہتر ہیں تین بڑی موٹی جسیم اونٹنیوں سے اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کا ماہر قیامت کے دن بزرگ نیک لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو قرآن پڑھتے ہوئے اٹک اٹک جاتا ہے۔ اور وہ اس پر دشوار ہو جاتا ہے۔ تو اس کو دگنا اجر ملتا ہے[۱]۔ متفق علیہ

۵۷۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے حسد اگر دو آدمیوں پر ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالےٰ نے قرآن دیا ہو وہ قرآن کو نماز میں دن رات پڑھتا ہو۔ اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالےٰ نے مال دے رکھا ہو۔ اور وہ اس سے دن رات خرچ کرتا ہو[۲]۔ متفق علیہ۔

۵۷۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مثال اس مومن کی جو قرآن پڑھتا ہے

---

[۱] ماہر قرآن کا کیا درجہ ہے۔ اس حدیث کو اصحاب سنن نے بھی مختلف الفاظ اور طرق سے روایت کیا ہے۔ ماہر قرآن کے اجر اور مرتبہ کا تو کہنا ہی کیا ہے وہ تو اعلیٰ درجہ کے فرشتوں کے برابر ہے اور ماہر سے مراد وہ آدمی ہے جو قرآن مجید کے اسرار و معانی سے بخوبی واقف ہو اور جو آدمی اڑ اڑ کر قرآن پڑھتا ہو تو اس کو دگنا اجر ہے ایک قرآن پڑھنے کا اور دوسرا مشقت اٹھانے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو ماہر قرآن سے بھی دگنا اجر ملتا ہے ۱۲

[۲] دو آدمی قابل رشک ہیں اس حدیث کو نسائی ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہاں حسد سے مراد غبطہ ہے حسد یہ ہے کہ آدمی کسی کے پاس کوئی نعمت آلٰہی دیکھ کر جل جائے اور خواہش کرے کہ اس کے پاس یہ چیز نہ رہے یہ حرام اور گناہ ہے اور غبطہ یہ ہے کہ آدمی کسی کے پاس کوئی نعمت آلٰہی دیکھے تو اللہ تعالےٰ سے دعا کرے کہ یا آلٰہی ایسی نعمت مجھ کو بھی عطا فرما اور یہ جائز ہے جیسے عام طور پر رشک کہا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ ان دو آدمیوں پر رشک کرنا چاہئے اور ان جیسا بننے کی کوشش کرنا چاہیئے ۱۲

يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ
التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَ
طَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ
الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ

۵۷۶ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ
أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترنجبین کی طرح ہے۔ اسکی خوشبو بھی اچھی ہے۔ اور اس کا مزہ بھی اچھا ہے۔ اور مثال اس مومن کی جو قرآن نہیں پڑھتا۔ کھجور کی طرح ہے۔ کہ اس میں خوشبو تو کوئی نہیں۔ لیکن مزہ میٹھا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا۔ اندرائن (املہ)، کے پھل کی مثال ہے۔ کہ اس میں خوشبو بھی نہیں۔ اور مزہ بھی کڑوا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ نیازبو کی مثال ہے۔ اس کی خوشبو تو اچھی ہے۔ لیکن مزہ کڑوا ہے[1]۔ متفق علیہ۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ وہ مومن جو قرآن پڑھتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کی مثال ترنجبین کی سی ہے اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کی مثال کھجور جیسی ہے۔

۵۷۶۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ساتھ کچھ قوموں کو بلند کرے گا۔ اور کچھ لوگوں کو اس کے سبب سے نیچے گرادے گا[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

---

[1] **قرآن پڑھنے والوں کی مثال** اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ مومن کی دو صفتیں ہیں کہ وہ قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ عمل سے باطن درست ہوتا ہے جس کو اچھا مزہ کہا ہے اور پڑھنے سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اس کو خوشبو سے تعبیر کیا ہے اور جو مومن قرآن پر عمل کرتا ہے اور پڑھ نہیں سکتا اس کی مثال کھجور سے دی ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے لیکن خوشبو کوئی نہیں اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال اس پھول کی سی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہو لیکن مزا کڑوا ہو اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا اور اس پر عمل بھی نہیں کرتا اس کی مثال اندرائن کے پھل کی سی ہے کہ اس کا مزہ بھی انتہا درجہ کا کڑوا ہے اور خوشبو بھی بالکل نہیں ہے ۱۲۔

[2] **عامل قرآن بلند مقام پر پہنچے گا** اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس قرآن مجید پر عمل کریں گے ان کو خداوند تعالےٰ نہایت بلند مقامات پر پہنچا دیں گے اور جو لوگ اس پر عمل نہیں کریں گے ان کو اللہ تعالےٰ ذلیل کردیں گے ۱۲۔

۵۷۷۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ قَالَ بَیْنَمَا هُوَ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مِنَ اللَّیْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهٗ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهٗ اِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَکَتَ فَسَکَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتْ فَسَکَتَ فَسَکَنَتْ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَکَانَ اِبْنُهٗ یَحْیٰی قَرِیْبًا مِّنْهَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِیْبَهٗ وَلَمَّا اَخَّرَهٗ رَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِیْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ اقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ قَالَ فَاَشْفَقْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ تَطَاَ یَحْیٰی وَکَانَ مِنْهَا قَرِیْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَیْهِ وَرَفَعْتُ رَاْسِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِیْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰی لَآ اَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِیْ مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلٰٓئِکَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ یَنْظُرُ النَّاسُ اِلَیْهَا لَا تَتَوَارٰی مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِیِّ وَفِیْ مُسْلِمٍ عَرَجَتْ فِی الْجَوِّ بَدَلَ فَخَرَجْتُ عَلٰی صِیْغَةِ الْمُتَکَلِّمِ۔

۵۷۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ وہ رات کو سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے۔ اور آپ کا گھوڑا بھی آپ کے پاس بندھا تھا۔ ناگہاں گھوڑا اچھلنے لگا۔ اسید خاموش ہو گئے۔ تو وہ بھی ٹھہر گیا۔ اس نے پھر پڑھا تو پھر وہ اچھلا۔ تو پھر وہ خاموش ہو گئے۔ تو وہ بھی ٹھہر گیا۔ اسنے پھر پڑھا پھر گھوڑا اچھلنے لگا۔ پھر اسید نے پڑھنا چھوڑ کر دیا۔ کیونکہ اس کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب ہی سویا ہوا تھا۔ اسید ڈرے کہ ایسا نہ ہو۔ کہ کوئی دولتی اسکو جا لگے۔ پھر جب اسکو دور سرکا دیا۔ تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ تو سائبان کی طرح کی کوئی چیز تھی۔ اس میں چراغوں کی طرح کی روشنی تھی[1]۔ جب صبح ہوئی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے ابن حضیر پڑھ۔ اے ابن حضیر پڑھ اسید نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں ڈر گیا۔ کہ گھوڑا یحییٰ کو نہ لتاڑ دے اور وہ گھوڑے سے قریب ہی تھا میں اسکی طرف پھر گیا۔ اور میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ تو ناگہاں کوئی چیز سائبان کی طرح تھی۔ اس میں چراغوں جیسی روشنی ہو رہی تھی۔ میں باہر نکلا۔ تو پھر وہ روشنی میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تو جانتا ہے کہ وہ کیا تھا۔ اسید نے کہا۔ نہیں آپ نے فرمایا یہ فرشتے تھے۔ تیری آواز کے قریب ہوئے تھے۔ اور اگر تو پڑھتا رہتا۔ تو لوگ ان کو دیکھتے۔ ان میں سے کوئی بھی نہ چھپتا۔ متفق علیہ اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ اور مسلم میں ہے کہ وہ فضا میں چڑھ گئے خَرَجْتُ صیغہ متکلم کے بدل

---

[1] مباح کی مشغولیت بھی حارج ہوتی ہے اس حدیث کو حاکم اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے اُسید بن حضیر کی منقبت اور سورہ بقرہ کی فضیلت اور رات کی نماز میں خشوع کی برکت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کی مباح چیزوں میں مشغول ہونے سے بھی بعض دفعہ بہت سی بھلائی فوت ہو جاتی ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ اگر کسی غیر مباح چیز میں آدمی مشغول ہو جائے تو کتنا نقصان ہوتا ہو گا ۱۲۔

۵۷۸- وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَاِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۷۹- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْهُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ قَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا

۵۷۸- حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی سورہ کہف پڑھ رہا تھا۔ اور اس کے ایک طرف گھوڑا پچھاڑیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اسکو ایک بادل نے ڈھانپ لیا۔ وہ بادل قریب ہوتا گیا۔ قریب ہوتا گیا۔ اور وہ گھوڑا بدکنے لگا۔ جب صبح ہوئی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا۔ یہ سکینت تھی۔ جو قرآن پڑھنے سے اتری [سلہ] متفق علیہ

۵۷۹- ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ میں نے آپکو جواب نہ دیا۔ پھر میں آپ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں نماز پڑھ رہا تھا۔ (اسلئے دیر ہوئی۔) آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ اور رسول کا کہا مانو جس وقت کہ وہ تم کو بلائیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں تجھ کو قرآن کی سب سے بڑی سورۃ نہ سکھلاؤں۔ اس سے پہلے کہ تو مسجد سے نکلے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے

سلہ **سورۂ کہف کی فضیلت۔** اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ سکینت کا معنے ہے خاطر جمعی۔ تسکین قلب اور رحمت الٰہی۔ ان دونوں حدیثوں سے سورہ بقرہ اور سورۃ کہف کی بہت فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سورہ کہف کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ جو آدمی ہر جمعہ کو سورہ کہف کی تلاوت کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ دجال کا فتنہ دنیاوی مال و دولت ظاہری وجاہت و حشمت دنیاوی عیش و عشرت ہوگا اور اس سورۃ کو ان چیزوں کی محبت دل سے زائل کرنے میں عجیب تاثیر حاصل ہے۔ اس سورت کے مضامین سے آخرت کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اس صورت میں حاصل ہوتا ہے کہ آدمی کا ایمان قرآن مجید پر پختہ ہو اور اس کے معانی کو جانتا ہو ورنہ مقصود حاصل ہونا مشکل ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن مجید سننے کے لیے فرشتے آتے ہیں اگرچہ وہ لوگوں کو نظر نہیں آتے اور گھوڑا اس لیے بدکتا تھا کہ اس پر فرشتوں کا ڈر اور ہیبت چھا گئی تھی۔ حضرت براء نے اس حدیث میں اس شخص کا نام ذکر نہیں کیا جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ لیکن گمان غالب یہی ہے کہ یہ واقعہ خود انہی کے ساتھ پیش آیا ہو ۱۲

اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۵۸۰ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُقْرَاُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۵۸۱ ۔ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ ۔ اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا تَاْتِيَانِ يَوْمَ

رسول آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے قرآن کی سب سے بڑی سورۃ سکھلاؤں گا۔ آپ نے فرمایا، الحمد للہ رب العالمین یہی سبع مثانی ہے۔ یہی قرآن پاک[1] ہے جو میں دیا گیا ہوں ۔اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۵۸۰ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے گھروں کو قبریں نہ بنادو۔ یقیناً شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔ جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی[2] ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۸۱ ۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔ آپ فرماتے تھے قرآن پڑھو۔ کہ وہ قیامت کے روز اپنے ساتھیوں کا سفارشی بن کر آئے گا وہ روشن نوروں کو پڑھا کرو سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کہ وہ دونوں قیامت کے

---

[1] قرآن کی سب سے سورۃ سورۂ فاتحہ اس حدیث کو ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالےٰ کا رسول کسی آدمی کو آواز دے تو اس کو فوری طور پر حاضر ہو جانا چاہیئے اور اگر نماز پڑھ رہا ہو تو اسے نماز توڑ دینا چاہیئے خواہ وہ نماز فرض ہی کیوں نہ ہو ۔حاضری کے بعد پھر جا کر نماز پڑھنا چاہیئے اور ماں باپ کے بلانے پر نفل نماز کو توڑ دینا چاہیئے تاکہ انھیں انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے اور اس کی شہادت جریج راہب کا واقعہ ہے جو صحیح حدیثوں میں آیا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتبہ کے لحاظ سے قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت سورہ فاتحہ ہے اگرچہ الفاظ کے لحاظ سے بہت سی سورتیں اس سے بڑی ہیں۔ سورۃ فاتحہ کا نام سبع مثانی اس لیے ہے کہ اس سورۃ کو بار بار نماز کی ہر رکعت میں پڑھا جاتا ہے اور قرآن عظیم اس کا نام اس لیے ہے کہ سارے قرآن مجید کے مضامین کا خلاصہ اس سورت میں دیا گیا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی صفات اور اسکی حمد و ثنا قیامت کا قائم ہونا اور اس دن تمام اختیارات خدا تعالےٰ کے پاس ہونا ۔خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اسی سے مدد مانگنا اور صراط مستقیم کی جستجو اور گمراہی اور غضب الٰہی سے بچنے کی آرزو وغیرہ اور قرآن کے یہی مضامین ہیں ۱۲۔

[2] اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ گھر جس میں ذکر الٰہی عبادت اور تلاوت قرآن مجید نہ ہوتی ہو وہ قبروں کی طرح بے آباد ہے ۱۲۔

الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ غَيَابَتَانِ اَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اِقْرَؤُا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَّتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَّلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۸۲ وَعَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُؤْتٰى بِالْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلُ عِمْرَانَ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۸۳ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِيْ اَيُّ اٰيَةٍ

دن آئیں گی۔ گویا کہ وہ دو بڑے بھارے بادل ہیں یا دو بہت بڑے سایہ کرنے والے ہیں۔ یا دونوں صف باندھے ہوئے پرندوں کے ڈار ہیں۔ اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارش کریں گی۔ سورہ بقرہ پڑھا کرو۔ کہ اس کا حاصل کرنا برکت ہے۔ اور اس کا چھوڑ دینا حسرت ہے اور باطل مذہب والے اس کو یاد نہیں رکھ سکتے[۱]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۵۸۲۔ نواس بن سمعان نے کہا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ قیامت کے دن قرآن کو اور اس پر عمل کرنے والوں کو لایا جائے گا۔ سورہ بقرہ اور آل عمران ان کے آگے آگے ہوں گی۔ گویا کہ وہ دو بادل ہیں۔ یا سیاہ رنگ کے دو سائبان ہیں۔ کہ ان میں سے روشنی چمکتی ہے۔ یا وہ صف باندھے ہوئے پرندوں کی دو ڈاریں ہیں۔ اپنے یاد کرنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی[۲]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

۵۸۳۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوالمنذر کیا جانتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کی

---

[۱] سورہ بقرہ کا ایک خاصہ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں کا اجر قیامت کے دن دو بڑے بادلوں کی طرح آئے گا یا پھر بہت بڑے خیمے کی طرح۔ بادل تو ایک علاقہ پر اپنا سایہ کر لیتا ہے اور بڑا خیمہ صرف مالک ہی کو نہیں بلکہ اس کے سارے خاندان پر سایہ کر دیتا ہے اسی طرح ان کا اثر صرف پڑھنے والے ہی پر نہیں بلکہ اسکے خاندان پر بھی ہوگا اور بعض مخلص آدمیوں کی قرأت کا اثر پورے علاقہ پر ہوگا اور یہ خاصہ بھی سورہ بقرہ میں ہے کہ اس کو باطل مذہب والے یاد نہیں رکھ سکتے ۱۲۔

[۲] سورہ بقرہ اور آل عمران نور ہیں اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بادلوں سے بجلی چمک کر روشنی کر دیتی ہے اسی طرح سورہ بقرہ اور آل عمران اپنے پڑھنے والوں کو روشنی مہیا کرینگی اور اپنے پڑھنے والے کی سفارش بڑی پرزور کریں گی یہانتک کہ ان کو بخشائیں گی ۱۲۔

مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ اَعْظَمُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِىْ اَىُّ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ اَعْظَمُ قُلْتُ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ فَضَرَبَ فِىْ صَدْرِىْ وَقَالَ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۸۴ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِىْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ وَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّىْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَىَّ عِيَالٌ وَّلِىْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ

کتاب میں سے تمہارے پاس کونسی بڑی آیت ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابوالمنذر کیا تو جانتا ہے۔ کہ کونسی آیت تیرے پاس بہت بڑی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم (یعنی آیت الکرسی) ابی نے کہا کہ آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا۔ اے ابوالمنذر تجھ کو علم مبارک ہو[۱] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۸۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا غلہ میرے سپرد کیا۔ رات کو ایک آدمی آیا اسنے غلہ سے لپیں[۲] بھرنی شروع کی ہیں۔ نے اسکو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا۔ میں محتاج آدمی ہوں۔ اور میرا بال بچہ زیادہ ہے۔ اور مجھے ضرورت بھی شدید ہے۔ ابوہریرہ نے کہا۔ کہ میں نے اسکو چھوڑ دیا۔

---

۱ آیۃ الکرسی قرآن کی سب سے بڑی آیت اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور احمد اور ابن ابی شیبہ نے اسکو مسلم ہی کی سند سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ لفظ بھی ہیں کہ قیامت کے دن اس کی زبان بھی ہوگی اور ہونٹ بھی ہوں گے یہ آیت اللہ تعالے کے عرش کے پاس کھڑے ہو کر اللہ تعالے کی تقدیس بیان کرے گی۔ ابوالمنذر حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے علم کی تعریف فرمائی کہ تیرے علم نے تیری صحیح رہنمائی کی ہے۔ الفاظ کے لحاظ سے قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت سورہ بقرہ کی اِذَا تَدَایَنْتُمْ والی آیت ہے اور مضمون کے لحاظ سے آیت الکرسی قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالے کی صفت اور ثنا اور توحید بیان کی گئی ہے اس لیے یہ آیت بڑی آیت ہے کیونکہ خداوند تعالے سب سے بڑے ہیں اور جس آیت میں اللہ تعالے کی حمد و ثنا ہوگی وہ آیت بھی بلاشبہ سب سے بڑی آیت ہوگی ۱۲۔

۲ کئی صحابہ کو یہ واقعہ پیش آیا۔ اس حدیث کو نسائی نے یوم و اللیلۃ میں اور اسمعیلی نے اپنی مستخرج میں اور ابونعیم نے بھی بیان کیا ہے اور بالکل اسی طرح کا ایک واقعہ معاذ بن جبل کو بھی پیش آیا اور اس واقعہ کو طبرانی اور رویانی نے بیان کیا ہے اور اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت ابی بن کعب کو بھی پیش آیا اس کو نسائی اور ابن حبان نے (باقی برصفحہ آئندہ)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ فَجَاءَ يَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِيْ فَاِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ ......

جب میں صبح کو آیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوہریرہ تیرے رات کے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اس نے شدید حاجت اور عیالداری کی شکایت کی تھی مجھ کو اس پر رحم آیا۔ تو میں نے اسکو چھوڑ دیا آپ نے فرمایا۔ وہ تجھ سے جھوٹ بول گیا ہے اور وہ پھر بھی آئے گا۔ تو جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سے[1] معلوم ہوگیا۔ کہ وہ پھر آئے گا۔ تو میں نے اس کی نگرانی کی۔ وہ آیا۔ اور غلہ سے لپیں بھرنے لگا۔ میں نے اسکو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ آج تو میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں گا کہنے لگا۔ مجھے چھوڑ دے۔ میں حاجت مند آدمی ہوں۔ اور بال بچہ زیادہ ہے۔ اب میں نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر پھر ترس آگیا۔ اور میں نے اسکو چھوڑ دیا۔ میں جب صبح آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا۔ اے ابوہریرہ تیرے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے شدید حاجت اور عیالداری کی شکایت کی۔ مجھے اس پر ترس آیا۔ تو میں نے اسکو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا وہ تجھ سے جھوٹ بول گیا ہے۔ اور پھر بھی آئے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے معلوم کرلیا۔ کہ وہ پھر بھی آئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بیان کیا ہے اور ابواسید انصاری کو بھی ایک دفعہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور زید بن ثابت کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا اس کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے اور ایسا ہی ایک واقعہ ابوایوب انصاری کو بھی پیش آیا اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور یہ مختلف صحابہ کو مختلف اوقات میں ایسے واقعات پیش آئے۔ شیطان صدقہ فطر کے دانے اور غلہ کیوں چرانے آیا؟ اسے اس کی کیا ضرورت تھی؟ ویسے شیطان کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ مقصد صرف یہ تھا کہ پہرہ دار پر چوری کی تہمت لگے اور اس کا ہاتھ کٹے اور شیطان کی ابن آدم سے دشمنی پوری ہو ۱۲۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بذریعہ وحی معلوم ہوئی کیا کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے ۱۲۔

فَرَصَدْتُّهٗ فَجَاءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ ....

فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ اَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِىْ اُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِىِّ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّهٗ يُعَلِّمُنِىْ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُنِى اللّٰهُ بِهَا قَالَ اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ وَتَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَيَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

گا میں نے اسکی نگرانی کی۔ وہ آیا اور غلہ کی لپیں بھرنے لگا۔ میں نے اسکو پکڑ لیا۔ میں نے کہا۔ آج تو میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں گا۔ اور یہ تین مرتبہ سے آخری بار ہے۔ تو ہر روز کہہ جاتا ہے۔ کہ نہیں آئے گا۔ اور پھر آجاتا ہے۔ کہنے لگا۔ مجھ کو چھوڑ دے۔ میں تجھ کو کچھ ایسے کلمے سکھلاتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو اس کے ساتھ نفع دے گا۔ جب تو اپنے بستر پر لیٹے۔ تو آیۃ الکرسی اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم آخر تک پڑھ لیا کر۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر ایک حفاظت کرنے والا رہے گا۔ اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہ جائے گا۔ میں نے اسکو چھوڑ دیا۔ جب میں نے صبح کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیرے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے کہا۔ اسنے کہا۔ کہ وہ مجھ کو کچھ ایسے کلمے سکھلائے گا۔ جن سے مجھے اللہ تعالےٰ نفع دے گا۔ آپ نے فرمایا۔ تھا تو وہ بڑا جھوٹا لیکن یہ تجھ سے سچ کہہ گیا ہے[1] اور کیا تجھے معلوم ہے کہ تین راتوں سے تو کس سے باتیں کر رہا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ شیطان ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

[1] آیت الکرسی کی فضیلت یعنی آیۃ الکرسی کی فضیلت کے متعلق جو کچھ اس نے کہا ہے وہ صحیح ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی آدمی رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی کی تلاوت کرے تو اس رات میں اس کے گھر نہ تو چوری ہوگی اور نہ اس کے مکان کو آگ لگے گی اور اس کے علاوہ اس کے ارد گرد کے دس مکانوں کی بھی حفاظت ہوگی اور یہ جو کہا ہے کہ تجھ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والا رہے گا اس سے مراد فرشتہ ہے جو ہر طرح کی تکلیف سے اس کی حفاظت کرے گا۔ حضرت معاذ بن جبل کی حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس واقعہ کی اطلاع دی کہ آج رات ابوہریرہ سے اس طرح کا واقعہ پیش آیا ہے لہٰذا ابوہریرہ پر کسی قسم کا شک وشبہ نہ کیا جائے کیونکہ وہ مخلص مسلمان ہے خیانت کار نہیں ہے ۱۲۔

۵۸۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِيْضًا مِّنْ فَوْقِهٖ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَآءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ اُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِّنْهُمَا اِلَّا اُعْطِيْتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۸۶ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ

۵۸۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ اسوقت کہ جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے جبرائیل نے اپنے اوپر بڑا سخت آواز سنا۔ اسنے اپنا سر اٹھایا۔ اور کہا آسمان کا یہ دروازہ آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا تھا۔ اس دروازہ سے ایک فرشتہ اترا۔ تو جبرائیل نے کہا۔ یہ وہ فرشتہ ہے جو زمین پر آج سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ اس نے آکر سلام کہا۔ اور کہا۔ آپ دو نوروں کی خوشخبری حاصل کریں۔ جو آپ کو دیئے گئے ہیں۔ اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں آپ جو بھی حرف ان میں سے پڑھینگے۔ آپ کو وہ دیا جائے گا۔[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۸۶۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو

---

[1] قرآن مجید کے دو خاص نور۔ اس حدیث کو نسائی اور حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بخاری مسلم کی شرط پر ہے اس حدیث سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ ان کو وہ وہ انعامات عطا فرمائے گئے جو پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے تھے اور سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتوں کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ ان کو ایک علیحدہ فرشتہ لے کر آیا اور ایک ایسے دروازے سے اترا جو کبھی کسی وحی کے لیے نہیں کھلا تھا اور یہ جو فرمایا کہ آپ ان میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے وہ آپ کو دیا جائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دعائیں ان میں بیان کی گئی ہیں وہ مانگنے والے کے حق میں قبول ہوں گی مثلاً جب وہ پڑھے گا کہ مجھ کو سیدھے راستہ پر چلا تو اللہ تعالے اس کو سیدھے راستہ پر چلائیں گے اور جب کہے گا کہ مجھے گمراہوں اور مغضوب علیہم کی راہ سے بچا تو واقعی اس کو یہود و نصاریٰ کی روش سے محفوظ رکھا جائے گا اور سورہ بقرہ کا آخر امن الرسول سے لے کر آخر تک ہے یعنی پچھلی دو آیتیں ان میں بھی دعائیں ہیں مثلاً وہ کہے گا کہ اگر میں بھول جاؤں یا غلطی سے کچھ کر گذروں تو اس پر مواخذہ نہ کرنا تو واقعی اللہ تعالے اس پر مواخذہ نہ کریں گے۔ اور پھر کہیگا کہ ہم پر پہلی امتوں کی طرح یا ناقابل برداشت بوجھ نہ ڈالنا تو یقیناً اس سے ایسا ہی معاملہ ہوگا علی ہذا القیاس آخر سورۃ تک اور جو الفاظ ان میں سے دعا کے نہیں ہیں ان کا اجر اس کو دیا جائے گا یعنی ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ۱۲۔

مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۸۷ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۸۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ قَالُوا وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ۔

پڑھے گا۔ تو وہ دونوں اس کو کافی ہوں گی[1]۔ متفق علیہ۔

۵۸۷ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کرے گا۔ وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۸۸۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا عاجز آسکتا ہے۔ کوئی تم میں سے یہ کہ ایک رات میں تیسرا حصہ قرآن مجید پڑھے۔ کہنے لگے تیسرا حصہ کوئی کس طرح پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ قل ہو اللہ احد تیسرا حصہ قرآن کے برابر ہے[3] اس کو مسلم نے روایت کیا۔ اور بخاری نے اسکو ابوسعید سے روایت کیا۔

---

[1] **خاتمہ سورہ بقرہ کافی ہیں۔** اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ کافی ہونے کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ شیطان سے اس کو بچائیں گی کہ وہ اس کو کوئی نقصان نہ پہنچاسکیں گے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اس رات اٹھ کر تہجد نہ پڑھ سکیگا تو یہ دو نوں اس کے لیے تہجد کے قائم مقام ہوجائیں گی ۱۲۔

[2] **سورہ کہف کیوں دجال سے بچائیگی** اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیاہے ایک حدیث میں پہلی تین آیتیں بھی آگئی ہیں اور ایک حدیث میں سورہ کہف کا آخر بھی آیا ہے۔ ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیتوں میں بے ثباتی دنیا و آخرت کی پائیداری اور فضیلت مذکور ہے تو چونکہ دجال کا فتنہ دنیاوی جاہ و جلال اور مال و دولت سے بھرپور ہوگا تو جو لوگ دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں وہ تو اس کے دام فریب میں آجائیں گے اور جن کی نگاہوں میں دنیا کی بے ثباتی بس چکی ہوگی وہ اس کے فتنہ میں کبھی بھی مبتلا نہ ہوں گے ۱۲۔

[3] **سورہ اخلاص قرآن کا تیسرا حصہ ہے** اس حدیث کو نسائی نے بھی عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے اور ابوسعید کی روایت کو مالک۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن مجید میں تین طرح کے اصولی مضامین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم۔ عبرت اور امثال کا علم (یعنی گذشتہ لوگوں کے حالات و واقعات اور ان کا انجام) اور اوامر و نواہی وغیرہ (باقی برصفحہ آئندہ)

۵۸۹ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰی سَرِیَّۃٍ وَکَانَ یَقْرَأُ لِاَصْحَابِہٖ فِیْ صَلٰوتِھِمْ فَیَخْتِمُ بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْہُ لِاَیِّ شَیْءٍ یَصْنَعُ ذٰلِکَ فَسَأَلُوْہُ فَقَالَ لِاَنَّھَا صِفَۃُ الرَّحْمٰنِ وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَأَھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْہُ اَنَّ اللّٰہَ یُحِبُّہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۵۹۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ قَالَ اِنَّ حُبَّکَ اِیَّاھَا اَدْخَلَکَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ مَعْنَاہُ۔

۵۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو لشکر پر امیر بنا کر بھیجا۔ اس کی عادت یہ تھی۔ کہ وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا۔ تو قرأت کو قل ہو اللہ احد پر ختم کرتا۔ پھر جب وہ واپس آئے۔ تو انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا۔ اس لئے کہ وہ رحمٰن کی صفت ہے۔ اور میں اسکو پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسکو جا کر بتاؤ۔ کہ اللہ تعالٰے بھی اسکو پسند کرتے ہیں متفق علیہ

۵۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں اس سورۃ قل ہو اللہ احد کو پسند کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تیری اس سورۃ سے محبت تجھ کو جنت میں داخل کر دے گی۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کا علم تو سورہ اخلاص میں چونکہ اللہ تعالٰے کی ذات اور صفات کے متعلق پورے معلومات دیئے گئے ہیں اس لیے یہ چھوٹی سی سورۃ مضمون کے لحاظ سے قرآن مجید کا تیسرا حصہ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے پڑھنے کا اجر اللہ تعالٰے اپنی رحمت سے دس پاروں کی تلاوت کے برابر دیدیں ۱۲۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

۵۱ سورہ اخلاص سے خدا کی محبت ملتی ہے اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ چونکہ وہ آدمی سورۃ قل ہو اللہ احد سے محبت رکھتا تھا اس لیے کہ اس میں اللہ تعالٰے کی توحید بیان کی گئی ہے تو اس سبب سے اللہ تعالٰے بھی یقیناً اس سے محبت رکھتے ہیں قرأت کو اس سورت پر ختم کرنے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ شخص صرف یہی سورت نماز کی ہر رکعت میں پڑھتا تھا اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے کوئی اور سورت پڑھ لیتے پھر آخر میں سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے ۱۲۔

۵۲ اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث میں بھی سورۃ قل ہو اللہ احد کی فضیلت بیان کی ہے کہ اس سے محبت جنت میں داخلے کا سبب ہے ۱۲۔

۵۹۱ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۹۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَاُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَمَّا اُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

---

۵۹۱ - عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو نے وہ آیتیں نہیں دیکھیں جن کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۹۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بستر پر لیٹتے۔ تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر لیتے پھر ان میں پھونک مارتے پھر ان دونوں میں پڑھتے۔ قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پھر اپنے ہاتھوں کو جہاں تک ہو سکتا۔ اپنے جسم پر پھیرتے اپنے سر اور چہرے سے شروع کرتے۔ اور اپنے سامنے کے جسم سے آپ اسیطرح تین مرتبہ کرتے۔[2] متفق علیہ اور ابن مسعود کی حدیث لما اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم ان شاء اللہ باب المعراج میں بیان کریں

---

[1] **آنحضرت پر جادو کیا گیا تھا۔** اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے ان دونوں سورتوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں صرف استعاذہ ہے اور استعاذہ بھی خدا تعالے کی ذات اور صفات سے ہے۔ یہ دونوں سورتیں جادو کا اثر زائل کرنے اور مصیبتوں سے بچانے کے لیے بے نظیر ہیں ان کی مثال اور کوئی آیت نہیں ہے خدا تعالے نے یہ سورتیں اس وقت نازل فرمائیں جبکہ لبید بن عاصم یہودی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا اور آپ کی طبیعت اس سے متاثر ہونے لگی اس کی کیفیت یہ تھی کہ ایک کنگھی کے گرد دھاگے پر گیارہ گرہیں لگا کر اس کنگھی کے دندانوں میں اسے الجھا دیا۔ پھر کھجور کے درخت سے پھل کا غلاف لے کر کنگھی کو اس میں رکھ دیا اور اوپر دھاگہ لپیٹ کر اس کو ذروان نامی کنوئیں میں پھینک دیا اللہ تعالے نے ان دو سورتوں میں گیارہ آیتیں نازل فرمائیں انکے پڑھنے سے وہ گیارہ گرہیں کھل گئیں اور اس کے جادو کا اثر جاتا رہا ۱۲۔

[2] **سوتے وقت کی دعا۔** اس حدیث کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ آپ ہاتھوں میں پھونک پہلے مارتے اور بعد معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑھتے تاکہ جادوگروں کے منتر کے مشابہ نہ ہو کہ وہ پہلے پڑھتے ہیں اور بعد میں پھونکتے ہیں اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے پڑھتے ہوں اور بعد میں ہی پھونکتے ہوں اور اسکو ذکر بعد میں کیا گیا ہو جیسے کہ قرآن مجید کی یہ آیت کہ جب آپ قرآن پڑھیں تو شیطان سے پناہ مانگیں حالانکہ مطلب یہ ہے کہ جب پڑھنے لگو تو شیطان سے پناہ مانگو ۱۲۔

وَسَلَّمَ فِي بَابِ الْمِعْرَاجِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۵۹۳ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلْقُرْاٰنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ لَهٗ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَالْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ تُنَادِي اَلَا مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللهُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

۵۹۴ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

گے۔

فصل دوم

۵۹۳۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ تین چیزیں قیامت کے روز عرش کے سائے کے نیچے ہوں گی۔ قرآن یہ بندوں کی طرف سے جھگڑے گا۔ اس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور امانت اور رحم[۵۱] آواز دے گا۔ خبردار جس نے مجھ کو ملایا۔ اسکو اللہ ملائے گا۔ اور جس نے مجھ سے قطع تعلق کیا۔ اللہ اس سے قطع تعلق کرے گا۔ اسکو شرح السنۃ میں روایت کیا۔

۵۹۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن والے کو کہا جائے گا۔ کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔ اور آہستہ آہستہ پڑھ۔ جیسا کہ تو دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتا تھا۔ تیری منزل وہیں ہے جہاں تجھے آخری آیت کی قرأت پہنچا دے[۵۲]۔ اسکو احمد ترمذی۔ ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

---

۵۱ قرآن اور امانت شفاعت کریں گے یہ حدیث سند کے لحاظ سے بہت کمزور ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کا ایک تو ظاہر ہے۔ جو بغیر کسی سوچ اور بچار کے سمجھ میں آجاتے اور ایک باطن ہے اور وہ اسرار و معانی ہیں جو غور و فکر سے حاصل ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن جس طرح قرآن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کریگا اور ان کی طرف سے جھگڑیگا اسی طرح امانت بھی امانتدار کی شفاعت کرے گی ۱۲۔

۵۲ حافظ قرآن کا درجہ۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے اس حدیث سے قرآن کے حافظوں کا درجہ ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ وہ جنت کے آخری اور سب سے بلند درجہ میں ہونگے کیونکہ جس کو تھوڑا قرآن یاد ہوگا وہ نیچے رہیگا اور جس کو سارا قرآن یاد ہوگا وہ سب سے بلند مرتبہ ہوگا ۱۲۔

وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

۵۹۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ

۵۹۶ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ

۵۹۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ آدمی جس کے پیٹ میں کچھ بھی قرآن نہیں ہے۔ وہ بے آباد گھر کی طرح ہے[1]۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۵۹۶۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے روکے رکھا میں اس کو سوال کرنے والے سے بہتر دوں گا اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی بزرگی دوسری کلاموں پر اسی طرح ہے جیسے کہ اللہ کو اس کی دوسری مخلوق پر[2]۔ اس کو ترمذی۔ دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

---

[1] بے قرآن دل غیر آباد مکان ہے اس کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس کو کچھ قرآن یاد ہو یا سارا یاد ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو اور عمل بھی کرتا ہو تو اس کا باطن نور ایمان سے آباد ہے اور جس کا قرآن پر عمل اور یقین نہ ہو وہ بے آباد اور اندھیرے گھر کی طرح ہے ۱۲۔

[2] قرآن مجید کے معجزے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہے اور دعائیں کرنے کے لیے اس کے پاس وقت نہ بچے تو اللہ تعالیٰ اس کو ان لوگوں سے بہتر انعامات عطا فرمائیں گے جن کو دعائیں کرنے کے باعث کچھ ملے گا اور اللہ کی کلام کی بزرگی کئی طرح سے ہے۔ الفاظ کی بندش اور نظم کلام کے لحاظ سے بھی قرآن مجید معجزہ ہے اور اسرار و معانی کے لحاظ سے بھی یہ ناپید اکنار سمندر ہے۔ اور قوانین و ضوابط کے اعتبار سے یکتا و بے مثال ہے۔ تزکیہ نفس میں اس کی تاثیر عجیب شے ہے۔ کلام کی حلاوت و مٹھاس دیکھو کہ طبیعت میں اس سے عجیب سرور پیدا ہوتا ہے۔ جوامع الکلم ہونے میں لاثانی ہے۔ اور عبرت و اثر آفرینی اس کی روح ہے۔ نظم کلام کی سادگی اور روانی عجیب بہار دکھاتی ہے۔ یاد کرنے اور اسے پڑھنے میں خداوند تعالیٰ نے وہ سہولت و آسانی رکھی ہے کہ اور کہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا مقابلہ کرنے سے بڑے بڑے فصیح اور بلیغ خطیب اور شاعر عاجز آگئے اور آج تک قرآن کے اس چیلنج کو قبول نہ کیا کہ "اس جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ"۔ ۱۲۔

التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۵۹۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا

۵۹۸ وَعَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ قَالَ مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ يَخُوْضُوْنَ فِي الْاَحَادِيْثِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَوَقَدْ فَعَلُوْهَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

---

۵۹۷ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اللہ کی کتاب میں سے ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی اور نیکی دس گنا بڑھے گی میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف حرف ہے اور لام حرف ہے اور میم حرف ہے اس کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن صحیح غریب ہے

۵۹۸ اور حارث اعور نے کہا کہ میں مسجد میں سے گزرا تو کچھ لوگ بے فائدہ باتوں میں مشغول تھے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں نے آپ کو خبر دی تو آپ نے کہا کیا انھوں نے ایسا کیا ہے میں نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ۔

ف تلاوت قرآن کا مقصد کیا ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور حاکم نے مستدرک میں اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حروف سے مراد حروف ہجا ہیں اور ہر ایک حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی۔ قرآن مجید کی تلاوت کا یہ ثواب بلاشبہ ملے گا لیکن اصل مقصد اس کتاب کے صرف الفاظ پڑھنا نہیں ہے بلکہ اصل مقصد الفاظ پڑھنے کے ساتھ مضامین و معانی پر غور کرنا اور اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی بے تحاشا تلاوت پر پابندی لگادی ہے۔ آپ نے یہ پسند فرمایا کہ آدمی سات دن میں قرآن مجید ختم کرے اور تیسرے روز سے پہلے ختم کرنے کو حکماً روک دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کثرت تلاوت کی وجہ سے آدمی کا ذہن تھک جاتا ہے اور سوچنے سمجھنے کی قوت جواب دے جاتی ہے اور تلاوت کا اصل مقصد فوت ہوجاتا ہے۔ آج کل ہماری بدنصیبی کی انتہا ہے کہ ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جب قرآن مجید کے الفاظ پڑھ لیے گئے تو صرف اتنے ہی سے قرآن کی تلاوت کا حق ادا ہوگیا۔ اب ہم یہ ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے کہ اس کا ترجمہ اور یہ معلوم کریں کہ خالق کائنات نے ہمیں اس میں کیا ہدایات فرمائی ہیں۔ قرآن مجید ایک نسخہ شفا ہے اب ظاہر ہے کہ جب تک اس کے مطابق عمل نہ کریں گے تب تک شفا نہ ہوگی۔ نسخہ کے الفاظ اور کاغذ شفا نہیں دیتے اس پر عمل کرنے سے شفا حاصل ہوتی ہے ۱۲۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهٗ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ هُوَ الَّذِيْ لَا تَزِيْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ هُوَ الَّذِيْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ اِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ اُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ

فرماتے تھے میرے بعد عنقریب فتنے پیدا ہو جائیں گے میں نے عرض کیا ان سے نکلنے کی کیا صورت ہے۔ تو فرمایا۔ اللہ کی کتاب اس میں تم سے پہلوں کی خبریں اور تمہارے بعد کے حالات ہیں اور تمہارے مقدموں کا فیصلہ ہے اور یہ فیصلہ کن حقیقت ہے بیہودہ بات نہیں ہے جو آدمی تکبر کی راہ سے اُس کو چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو توڑ دے گا۔ اور جو اسکے سوا کسی اور چیز سے ہدایت ڈھونڈے گا۔ اسکو اللہ گمراہ کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔ اور وہ حکمت والا ذکر ہے۔ اور وہی سیدھا راستہ ہے۔ یہ وہ کتاب ہے۔ کہ نہیں ٹیڑھی ہوتیں اس کی پیروی سے خواہشیں اور نہیں ملتیں۔ اس کے ساتھ زبانیں اور اس سے علماء سیر نہیں ہوتے۔ اور زیادہ تکرار سے یہ کتاب پرانی نہیں ہوتی۔ اور اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے۔ اور یہ وہی کتاب ہے۔ کہ جس کو سنکر جن خاموش نہ رہ سکے۔ اور بے اختیار کہہ اٹھے ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو بھلائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ جس نے اس کے ساتھ کہا۔ اس نے سچ کہا۔ اور جس نے اس پر عمل کیا۔ وہ اجر دیا جائے گا۔ اور جس نے اس کے ساتھ حکم کیا۔ اس نے انصاف کیا۔ اور جس نے اس کی طرف بلایا۔ وہ سیدھے رستے کی طرف ہدایت دیا گیا[1]۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ اسکی سند مجہول ہے۔ اور اس کے راوی حارث میں گفتگو ہے۔

---

[1] قرآن سب سے جامع کتاب ہے حارث کو ابن مدینی اور شعبی نے کذاب کہا ہے اور ابن سیرین نے کہا کہ حارث حضرت علی سے جو روایت بھی بیان کرے وہ غلط ہے اور طبرانی نے اس کو معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں عمرو بن واقد متروک ہے۔ پہلوں کی خبروں سے مراد گذری ہوئی امتوں کے حالات ہیں اور آئندہ کو جو واقعات دنیا یا آخرت یا عالم برزخ میں پیش آنے والے ہیں ان کی نشاندہی کی ہے اور دنیا میں زندگی گذارنے کالائحہ عمل بھی ہے جو آدمی قرآن مجید کو تکبر کی وجہ سے چھوڑ دے خواہ اس کی ایک آیت ہی چھوڑ دے وہ کافر ہے اور اگر اس پر ایمان پورا ہو لیکن سستی کیوجہ سے اس کی تلاوت سے محروم رہے تو ایسا آدمی گنہگار نہیں ہے لیکن بہر حال فضیلت سے محروم ہے۔ جنوں کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ہجرت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطن نخلہ میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن مجید سُن لیا اور وہ مسلمان ہو گئے پھر انہوں نے اپنی قوم سے بھی جا کر کہا تو کئی جن ان میں سے بھی مسلمان ہو گئے اس کا ذکر خود قرآن مجید میں موجود ہے ۱۲ -

اِسْنَادُہٗ مَجْهُوْلٌ وَفِي الْحَارِثِ مَقَالٌ۔

۵۹۹ وَعَنْ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ۔

۶۰۰ وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ جُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِيْ اِهَابٍ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ مَا احْتَرَقَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۵۹۹۔ معاذ جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا۔ اور اس کے مطابق عمل بھی کیا۔ تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا۔ کہ اس کی روشنی سورج کی روشنی سے اچھی ہو گی جب کہ تمہارے گھروں کے اندر ہو۔ پھر تمہارا اس آدمی کے متعلق کیا خیال ہے۔ جس نے اس پر عمل کیا۔ؐ اسکو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۶۰۰۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ اگر قرآن کو کسی چمڑے میں رکھ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔ تو نہ جلے گاؐ اسکو دارمی نے روایت کیا۔

لہ خاتمہ خراب ہو جائے تو نیکی برباد ہو گی اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس حدیث سے حافظ کے درجہ کا اندازہ کرنا چاہئے کہ وہ کیا کچھ ہو گا جب کہ صرف اس کی وجہ سے اس کے ماں باپ کے سر پر ایسا نورانی تاج رکھا جائے گا کہ جس کی چمک دمک کے سامنے سورج بے حقیقت ہو گا۔ لیکن یہ سب باتیں اس شرط سے مشروط ہیں کہ حافظ کے ماں باپ کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو اور حافظ اپنی زندگی میں قرآن پاک کی تلاوت کرتا رہا ہو اور اس پر اس کا ایمان اور عمل بھی ہو اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو کیونکہ تمام بھلائیاں خوبیاں اور نیکیاں ایمان کے ساتھ مشروط ہیں اور اگر ایمان صحیح نہ ہو تو کوئی بھی نیکی قبول نہیں ہوتی خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اور اگر نیکی کرتے وقت تو مومن ہو اور بعد میں ایمان سے خارج ہو جائے یا مرتے وقت خاتمہ خراب ہو جائے تو ساری زندگی کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں پھر خواہ وہ خود حافظ ہو یا اس کی اولاد حافظ ہو سب کچھ ضائع ہو جائے گا ۱۲۔

لہ قرآن مجید کا ایک عجیب معجزہ اس حدیث کو احمد۔ بیہقی۔ ابو یعلی اور طبرانی نے کبیر میں اور مولف نے خود شرح السنۃ میں بھی روایت کیا ہے۔ ایک ایسا ہی واقعہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آیا تھا کہ سارے مکان کو آگ نے جلا کر خاک سیاہ کر دیا لیکن قرآن مجید محفوظ رہا اور یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے۔ اسی طرح آخرت میں بھی جس کے اندر قرآن ہو گا اس کو آگ نہیں لگے گی اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ قرآن مجید کے نزول کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو جہنم کی آگ اور عذاب الٰہی سے بچائے پھر خود آگ اسے کیسے کھا سکتی ہے ۱۲

۶۰۱ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِیْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ کُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَحَفْصُ بْنُ سُلَیْمَانَ الرَّاوِیْ لَیْسَ هُوَ بِالْقَوِیِّ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ۔

۶۰۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ کَیْفَ تَقْرَأُ فِی الصَّلٰوةِ فَقَرَأَ اُمَّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا اُنْزِلَتْ فِی التَّوْرٰةِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا وَاِنَّهَا سَبْعٌ مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ

۶۰۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی نے قرآن پڑھا۔ پھر اسکو یاد کیا۔ اس کے حلال کو حلال سمجھا۔ اور اس کے حرام کو حرام جانا۔ اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور اس کے گھر والوں میں سے دس آدمیوں کے متعلق اس کی سفارش قبول فرمائے گا۔ جن پر کہ آگ واجب ہو چکی ہوگی[1]۔ اسکو احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اور حفص بن سلیمان راوی قوی نہیں ہے۔ بلکہ وہ حدیث میں ضعیف سمجھا جاتا ہے۔

۶۰۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو فرمایا۔ تو نماز میں کس طرح پڑھتا ہے۔ تو ابی نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ توریت۔ انجیل۔ زبور اور خود قرآن مجید میں بھی اس کی مثل کوئی سورۃ نہیں اتاری گئی۔ اور یہی سبع مثانی ہے۔ اور یہی قرآن عظیم ہے جو کہ میں دیا گیا ہوں[2]۔ اسکو ترمذی نے روایت

---

[1] ہمیشہ کا جہنمی مشرک اور منافق ہے امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہنے کے بعد یہ بھی کہا ہے کہ اس کی یہی ایک سند ہے اس کی اور سند کوئی نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا آدمی ابتداہی سے جنت میں چلا جائے گا اور اس کے اقرباء کے متعلق جو فرمایا کہ ان کے لیے آگ واجب ہو چکی ہوگی کہ وہ آگ میں داخل ہونے کے لائق ہوں گے نہ یہ کہ وہ آگ میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہونگے دوزخ میں ہمیشہ رہنے والا کافر، مشرک اور منافق ہے ۱۲۔

[2] سورۃ فاتحہ کے نام۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں بیان کیا ہے اور حاکم نے اس کو مستدرک میں روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ سبع مثانی کا معنی ہے سات آیتیں بار بار پڑھی جانے والی یہ سورہ فاتحہ کا نام ہے چونکہ اس کی سات آیتیں ہیں اور نماز کی ہر رکعت میں یہ پڑھی جاتی ہیں اس لیے اس کا نام خدا تعالے نے سبع مثانی رکھا اور قرآن عظیم بھی اس سورت کا نام ہے چونکہ سارے قرآن مجید کے مضامین کا خلاصہ الحمد میں دے دیا گیا ہے اس لیے اس کو ام القرآن (قرآن مجید کی بنیاد) اور قرآن عظیم کہا گیا ہے۔

الَّذِیْ اُعْطِیْتُہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَی الدَّارِمِیُّ مِنْ قَوْلِہٖ مَا اُنْزِلَتْ وَلَمْ یَذْکُرْ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۶۰۳ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاقْرَءُوْہُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَأَ وَقَامَ بِہٖ کَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْکًا تَفُوْحُ رِیْحُہٗ کُلَّ مَکَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَہٗ فَرَقَدَ وَھُوَ فِیْ جَوْفِہٖ کَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْکِیَ عَلٰی مِسْکٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۶۰۴ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ اَلْمُؤْمِنِ اِلٰی اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ وَاٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ حِیْنَ یُصْبِحُ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰی یُمْسِیَ وَمَنْ قَرَأَ ہُمَا حِیْنَ یُمْسِیْ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰی یُصْبِحَ رَوَاہُ

کیا۔ اور دارمی نے ما انزلت تک روایت کی ہے۔ اور اس میں ابی بن کعب کا ذکر نہیں ہے۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۰۳۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن سیکھو۔ اور اسکو پڑھو۔ کہ یقیناً اس آدمی کی مثال ہے جو قرآن سیکھے پھر پڑھے اور اس کے ساتھ قیام کرے۔ ایک تھیلے کی مثال ہے جس میں کستوری بھری ہوئی ہو۔ ہر جگہ اس کی خوشبو پھیلتی ہے اور اس آدمی کی مثال جس نے اسکو سیکھا۔ پھر سو رہا اور قرآن اس کے پیٹ میں ہے جیسے کہ تھیلے میں کستوری بھری ہو اس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔ اسکو ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۶۰۴۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی صبح کے وقت حٰم المومن الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی پڑھے تو وہ شام تک ان کے سبب سے ہر مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ اور جو ان کو شام کے وقت پڑھے گا۔ وہ صبح تک محفوظ رہے گا اسکو ترمذی

لہ قرآن یاد کرنا فرض کفایہ ہے۔ اس حدیث کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے۔ قرآن مجید کا یاد کرنا فرض کفایہ ہے اور علماء نے اس کے یاد کرنے کو نفل نماز پڑھنے سے افضل قرار دیا ہے اور جتنا قرآن نماز میں پڑھنا ضروری ہے وہ فرض عین ہے اور سو رہنے سے مراد یہ ہے کہ اس سے غفلت کی اور اس کی تلاوت میں مشغول نہ ہوا تو اس کی مثال اس کستوری کی طرح ہے جس کو کسی جوراب میں ڈال کر اوپر سے اس کا منہ بند کر دیا جاتا ہے ۱۲

ٹہ آیۃ الکرسی اور سورہ سجدہ کی فضیلت اسکی سند میں عبد الرحمن بن ابی بکر بن ابی ملیکہ ہے ترمذی نے کہا اسکے حافظہ کے متعلق بعض محدثین نے اعتراض کیا ہے اور علامہ مزی نے اس کو ضعیف کہا ہے مطلب یہ ہے کہ آیۃ الکرسی اور سورہ سجدہ کی ان آیتوں کی برکت سے آدمی آفات اور مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے اس لیے کہ ان آیات میں خدا تعالیٰ کی بڑائی اور اپنی عاجزی کا اقرار ہے تو گویا ایک رنگ میں آدمی اللہ تعالیٰ کی امداد کی درخواست کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے حسن طلب کو جانتے ہیں اور اس کی درخواست کو قبول کرتے ہیں اور اس کو تمام آفتوں سے بچا لیتے ہیں ۱۲

اَلتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۶۰۵ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَيْ عَامٍ اَنْزَلَ مِنْهُ اٰيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا تُقْرَاٰنِ فِيْ دَارٍ ثَلٰثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا الشَّيْطٰنُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۶۰۶ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ ثَلٰثَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۰۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَّقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ وَمَنْ قَرَاَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ

نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۶۰۵ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کی دو آیتوں کے ساتھ سورۃ بقرہ کو ختم کیا گیا ہے۔ یہ آیتیں جس گھر میں تین رات پڑھی جائیں ر شیطان اس گھر کے قریب بھی نہیں آتا۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۶۰۶ حضرت ابو الدردا رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی سورہ کہف کی پہلی تین آیتیں پڑھے۔ وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۰۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے۔ اور قرآن کا دل یٰسٓ ہے اور جو شخص یٰسٓ پڑھے۔ اللہ تعالےٰ اسکو اسکے پڑھنے کے سبب سے دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا اجر دیں گے۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روا

لہ اس کو ابو داؤد اور نسائی نے عمل الیوم و اللیلہ میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو مسلم کی شرط پر بنایا ہے۔ اس حدیث سے سورہ بقرہ کی آخری آیتوں کی فضیلت ثابت ہوئی یعنی آمن الرسول سے لے کر آخر تک ۱۲۔

لہ اس کے متعلق فصل اول میں بیان ہو چکا ہے ۱۲۔

لہ **سورہ یٰسٓ قرآن کا دل ہے** ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یٰسٓ اس لیے قرآن کا دل ہے کہ اس میں قیامت کے احوال و اہوال کو ایسے انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ دلوں پر اثر کرتا ہے اور اس میں ایمان کی فضیلت ایک مومن کا واقعہ بیان کر کے ذہن نشین کرائی گئی ہے اور یہی قرآن کریم کی غرض و غایت ہے ۱۲۔

التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۶۰۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَرَاَ طٰهٰ وَيٰسٓ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ الْقُرْاٰنَ قَالَتْ طُوْبٰى لِاُمَّةٍ يَّنْزِلُ هٰذَا عَلَيْهَا وَطُوْبٰى لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا وَطُوْبٰى لِاَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهٰذَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۶۰۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِیْ لَيْلَةٍ اَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَعُمَرُ بْنُ اَبِیْ خَثْعَمٍ الرَّاوِیْ يُضَعَّفُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ يَعْنِی الْبُخَارِیَّ هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ۔

کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۶۰۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے سورۃ طٰہٰ اور یٰس کو آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے ایک ہزار سال پہلے پڑھا۔ جب فرشتوں نے قرآن سنا۔ تو کہنے لگے مبارک ہے وہ امت جس پر یہ قرآن اترے گا۔ اور مبارک ہے۔ وہ پیٹ جو اس کو اپنے اندر اٹھائیں گے۔ اور مبارک ہیں وہ زبانیں جو اسکے ساتھ بولیں گی۔ اسکو دارمی نے روایت کیا۔

۶۰۹۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی رات کو سورہ حٰم دخان پڑھے۔ تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے۔ کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور عمر بن ابی خثعم راوی ضعیف ہے۔ اور محمد یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ کہ وہ منکر الحدیث ہے۔

سلہ **قرآن کے حافظ مبارک ہیں۔** اس حدیث کو ابن خزیمہ۔ ابن ابی عاصم۔ عقیلی اور طبرانی نے اوسط میں۔ ابن عدی۔ ابن مردویہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ عقیلی نے کہا اسکی سند میں ابراہیم بن مہاجر بن مسمار منکر الحدیث ہے اور ابن جوزی نے تو موضوعات میں اسکو ذکر کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بعض فرشتوں کو حکم دیا کہ باقی فرشتوں یہاں کو پڑھیں تاکہ فرشتوں پر قرآن کی بزرگی ظاہر ہو سو جب انہوں نے ان دونوں سورتوں کو سنا تو بے اختیار پکار اٹھے مبارک ہیں وہ زبانیں جو ان کی تلاوت کیا کریں گی اور مبارک ہیں وہ پیٹ جن میں قرآن ہوگا یعنی جو لوگ قرآن پاک کے حافظ ہوں گے ۱۲۔

سلہ اس حدیث کو ابن ماجہ، دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اگلی حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ دونوں حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ ابن جوزی نے تو ان کو موضوعات میں بیان کیا ہے اور علامہ سیوطی نے اس پر تعقب کیا ہے۔ لیکن سیوطی کا تعقب بھی تعقب کے قابل ہے ۱۲۔

۶۱۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِیْ لَیْلَۃِ الْجُمُعَۃِ غُفِرَ لَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَھِشَامٌ اَبُو الْمِقْدَامِ الرَّاوِیْ یُضَعَّفُ۔

۶۱۱ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ اَنْ یَّرْقُدَ یَقُوْلُ اِنَّ فِیْھِنَّ اٰیَۃً خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰیَۃٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَرَوَاہُ الدَّارِمِیُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ مُرْسَلًا وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۶۱۲ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ سُوْرَۃً فِی الْقُرْاٰنِ ثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَ لَہٗ وَھِیَ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ

۶۱۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی جمعرات کو سورۃ حم دخان پڑھے گا۔ اسکو بخش دیا جائے گا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور ھشام ابو المقدام راوی ضعیف ہے۔

۶۱۱۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبحات پڑھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ ان میں ایک آیت ہے۔ جو ہزار آیت سے بہتر ہے[1] اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور دارمی نے اسکو خالد بن معدان سے مرسلاً روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے

۶۱۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن میں ایک سورۃ ہے۔ جس کی تیس آیتیں ہیں وہ اتنی دیر تک شفاعت کرے گی۔ کہ جب تک اس کے پڑھنے والے کو بخش نہ دیا جائے۔ اور وہ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک ہے[2] اسکو احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

---

[1] **ایک آیت جو ہزار آیت سے بہتر ہے** اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مسبحات وہ سورتیں ہیں جن کی ابتداء یسبح یا سبح سے ہوتی ہے۔ ان سورتوں میں جو آیت ہزار آیت سے بھی زیادہ بہتر ہے وہ ابن کثیر کے قول کے مطابق سورہ حدید کی یہ آیت ہے ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۱۲۔

[2] **سورہ ملک کی فضیلت** اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو نسائی نے بھی عمل الیوم واللیلہ میں اور ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر غور سے اس سورت کو پڑھا جائے تو اس سے ایمان کی ترغیب اور اعمال صالحہ کا شوق پیدا ہوتا ہے جو آخرت میں عذاب الٰہی سے نجات کا سبب ہوگا اور قبر میں اور میدان محشر میں یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی ۱۲۔

۶۱۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِبَاءَهُ عَلَى قَبْرٍ وَهُوَ لَا يَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ فَإِذَا فِيهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ[۱] سُورَةَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ حَتَّى خَتَمَهَا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۶۱۴ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الٓمّٓ تَنْزِيلُ وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ[۲] وَكَذَا فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَفِي الْمَصَابِيحِ غَرِيبٌ۔

۶۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض نے ایک قبر پر اپنا خیمہ لگا لیا۔ اور اسے معلوم نہیں تھا۔ کہ یہاں قبر ہے۔ تو ناگہاں اس میں ایک آدمی سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ اسنے تمام سورۃ ختم کی۔ تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپکو خبر دی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ سورۃ عذاب کو روکنے والی ہے۔ یہ پڑھنے والے کو اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۶۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم الٓم تنزیل اور تبارک الذی پڑھ کر سویا کرتے تھے۔ اسکو احمد۔ دارمی اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اسی طرح شرح السنہ میں بھی ہے۔ اور مصابیح میں ہے۔ کہ یہ غریب ہے۔

---

۱ **سورہ ملک عذاب قبر سے بچائیگی** یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے ضعیف ہے اس صحابی نے جاگتے ہوئے اس کو قبر والے سے سنا۔ ایک حدیث میں ہے کہ یہ سورت قبر میں اپنے پڑھنے والے کے اوپر چھا جائے گی اور جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں کے نیچے چھپا لیتی ہے اسی طرح یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو اپنے پروں کے نیچے چھپا لے گی اور قبر میں عذاب دینے والے فرشتوں سے جھگڑے گی یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ کر چلے جائیں گے ۱۲۔

۲ مشکوۃ کے نسخہ میں یہی لکھا ہے کہ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے حالانکہ ترمذی میں اس کی تحسین یا تصحیح کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ امام ترمذی کا کلام اس چیز پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور حاکم نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں ترغیب دی گئی ہے کہ سورہ سجدہ اور سورہ ملک رات کو پڑھ کر سونا چاہئے اور کان لا ینام کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سورتوں کو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے ۱۲۔

۶۱۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۶۱۶ وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَقَرَاَ ثَلٰثَ اٰيَاتٍ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ مَاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۶۱۵۔ حضرت ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اذا زلزلت نصف قرآن کے برابر ہے۔ اور قل ہو اللہ احد قرآن کے تیسرا حصہ کے برابر ہے۔ اور قل یاایہا الکفرون چوتھائی حصہ قرآن کے برابر ہے[لہ]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۶۱۶۔ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی صبح کے وقت تین مرتبہ کہے۔ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور اس کے بعد سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھے۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتے ہیں۔ جو شام تک اس کے لئے رحمت کی دعا فرماتے ہیں۔ اور اگر اس دن میں مرجائے تو شہید مرے گا۔ اور جو اسے شام کے وقت کہے گا۔ تو وہ بھی اسی مرتبہ میں ہوگا[لہ]۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

لہ **کچھ سورتوں کے فضائل** اس حدیث کو حاکم نے بھی یمان بن مغیرہ سے روایت کیا ہے ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور یمان کے علاوہ اور کسی طریق سے مروی نہیں ہے اور یمان ضعیف ہے اور اس کو بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن مجید کے مضامین کی تقسیم کئی طرح پر ہے ایک تقسیم مبدا اور معاد یعنی دنیا اور آخرت کے لحاظ سے ہے اور اذا زلزلت میں آخرت کا مضمون اچھی طرح بیان کیا ہے اس حساب سے یہ آدھا قرآن ہے۔ خدا تعالےٰ کی ذات[بے] اور صفات، امثال و عبر اور احکام[بے] کے لحاظ سے ایک دوسری تقسیم ہے اس لحاظ سے سورہ اخلاص، قرآن کا تیسرا حصہ ہے کہ اس میں خدا تعالےٰ کے متعلق خوب بیان کیا گیا ہے اور ایک لحاظ توحید[بے] رسالت۔ احکام[بے] اور قصص[بے] کے اعتبار سے سورہ کافرون قرآن کا چوتھا حصہ ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ان کے پڑھنے سے نصف۔ تہائی اور چوتھائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے ۱۲۔

لہ اس حدیث کو احمد طبرانی نے کبیر میں اور ابن سنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ آخر سورۂ حشر ہو اللہ الذی لا الٰہ الا ہو سے لے کر آخر تک ہے۔ اس کے لیے فرشتے دفع شر اور طلب خیر کی دعا کرتے ہیں ۱۲

۶۱۷ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَتَیْ مَرَّۃٍ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ مُحِیَ عَنْہُ ذُنُوْبُ خَمْسِیْنَ سَنَۃً اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ عَلَیْہِ دَیْنٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ...... الدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَتِہٖ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً وَلَمْ یَذْکُرْ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ عَلَیْہِ دَیْنٌ۔

۶۱۸ وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنَامَ عَلٰی فِرَاشِہٖ فَنَامَ عَلٰی یَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَرَأَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ یَقُوْلُ لَہُ الرَّبُّ یَا عَبْدِیْ اُدْخُلْ عَلٰی یَمِیْنِکَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۶۱۹ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَأُ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَقَالَ

۶۱۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جو آدمی ہر روز سو مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھا کرے۔ تو اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ مگر یہ کہ اس پر قرضہ ہو۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا اور دارمی کی روایت میں پچاس مرتبہ کا ذکر آیا ہے۔ اور اس میں یہ نہیں ہے کہ مگر یہ کہ اس پر قرضہ ہو۔

۶۱۸۔ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے۔ وہ اپنی دائیں جانب لیٹے۔ اور سو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسکو کہیں گے۔ اے میرے بندے اپنی دائیں جانب جنت میں داخل ہو جا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۶۱۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھتے

---

۵۱ اس حدیث کی سند بہت کمزور ہے۔ ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے اور اس کی سند میں حاتم بن میمون کلابی بہت ہی کمزور راوی ہے۔ ابن حبان نے کہا اس حدیث سے سند نہیں لینی چاہئے بلکہ ابن جوزی نے تو اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے لیکن سیوطی نے اس پر تعقب کیا ہے بہرحال یہ حدیث بہت ہی ضعیف ہے ۱۲۔

۵۲ **دائیں جانب کی جنت افضل ہے**۔ صاحب مشکوٰۃ نے ترمذی کے تبصرہ میں حسن غریب کے الفاظ کہہ دیے ہیں حالانکہ ترمذی نے اس کو حسن نہیں کہا صرف غریب کہا ہے اور اس کی سند میں بھی وہی حاتم بن میمون ہے اور اس کی سند بھی بعینہ اسی حال کی ہے جس حال کی اوپر کی سند ہے۔ بہرحال اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے دروازہ کے دائیں جانب کے محل اور قصور بائیں جانب سے افضل اور اعلیٰ ہوں گے۔ ویسے جنت ساری کی ساری اتنی قیمتی ہے کہ جنت میں ایک کوڑے کی جگہ ساری دنیا سے بہتر ہے اللھم ارزقنا الجنۃ واعذنا من عذابک ۱۲۔

وَجَبَتْ قُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ قَالَ الْجَنَّةُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ۔

۶۲۰ وَعَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَقُوْلُهُ اِذَا اَوَيْتُ اِلٰى فِرَاشِيْ فَقَالَ اقْرَاْ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ فَاِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۶۲۱ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَالْاَبْوَاءِ اِذْ غَشِيَتْنَا رِيْحٌ وَظُلْمَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِاَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَاَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وَيَقُوْلُ يَا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۶۲۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ قَالَ خَرَجْنَا فِيْ لَيْلَةِ مَطَرٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کے لئے واجب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا۔ کیا واجب ہو گئی۔ آپ نے فرمایا جنت۔[ﻠﻪ] اسکو مالک۔ ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

۶۲۰۔ فروہ بن نوفل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھ کوئی ایسی چیز سکھلاؤ۔ کہ جب میں بستر پر لیٹوں۔ تو اسکو پڑھ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا قل یا ایہا الکفرون پڑھا کر۔ کہ وہ شرک سے برأت کا اعلان ہے۔[ﻠﻪ] اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

۶۲۱۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ اس وقت کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جحفہ اور ابواء کے درمیان سفر کر رہا تھا۔ تو ہمیں ایک تند ہوا اور گہرے اندھیرے نے ڈھانپ لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر خدا کی پناہ لینے لگے۔ اور فرماتے۔ اے عقبہ ان کے ساتھ پناہ ڈھونڈو۔ ان جیسی پناہ کسی ڈھونڈنے والے نے نہیں پائی۔[ﻠﻪ] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۶۲۲۔ حضرت عبداللہ بن خبیب نے کہا۔ کہ ہم بارش والی اور شدید اندھیرے والی رات میں باہر نکلے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ﻠﻪ اس حدیث کو نسائی نے عمل الیوم واللیلہ میں اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے اسکی سند صحیح ہے جو آدمی سورۃ اخلاص کے معنی کو سمجھتا ہو اور اس پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیئے واقعی جنت واجب ہے اللہ تعالٰے ضرور اسکو جنت میں داخل کریگے خواہ ابتدا ہی سے یا برے اعمال کی کچھ سزا دینے کے بعد ۱۲۔

ﻠﻪ اس حدیث کو ابن حبان اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اسکو پڑھ کر سوئے گا تو شرک سے پاک صاف ہو کر سوئے گا اور اگر مر جائے گا تو توحید پر مرے گا ۱۲۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكْنَاهُ فَقَالَ قُلْ قُلْتُ مَا أَقُولُ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُصْبِحُ وَحِيْنَ تُمْسِيْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۶۲۳ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقْرَأُ سُوْرَةَ هُوْدٍ أَوْ سُوْرَةَ يُوْسُفَ قَالَ لَنْ تَقْرَأَ شَيْئًا أَبْلَغَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۶۲۴ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ وَاتَّبِعُوْا غَرَائِبَهُ وَغَرَائِبُهُ فَرَائِضُهُ وَحُدُوْدُهُ

وسلم کو تلاش کرنا چاہتے تھے۔ سو ہم نے آپ کو پایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہو میں نے عرض کیا کیا کہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ قل ہو اللہ احد اور معوذتین صبح اور شام اگر تین بار پڑھ لیا کرو۔ تو تجھے ہر چیز سے کفایت کریں گی۔ اسکو ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا

۶۲۳۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا میں سورہ ہود یا سورۃ یوسف پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ اللہ کے نزدیک بلیغ چیز کوئی نہیں پڑھ سکے گا۔ اسکو احمد۔ نسائی اور دارمی نے روایت کیا۔

فصل سوم

۶۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کے معنی بیان کیا کرو۔ اور اس کے غرائب کی پیروی کرو۔ اور اس کے غرائب اس کے فرض اور اس کی حدیں ہیں۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ۵۳ اس حدیث کو نسائی ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ جحفہ اور ابواء دو مقام ہیں مکہ اور مدینہ کے درمیان آفات اور مصائب کے دور کرنے میں ان سے بڑھ کر اور کوئی تعویذ افضل نہیں ہے۔ باقی لبید بن عاصم یہودی کے آنحضرت پر جادو کرنے کا واقعہ پہلے گذر چکا ہے کہ اللہ تعالے نے ان سورتوں سے آپ کو شفا بخشی تھی ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۵۱ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں سورتیں ہر آفت اور بلا کو دفع کرنے کے لیے کافی ہیں ۱۲۔

۵۲ معوذتین بہترین تعویذ ہیں اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے سائل کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالے کی پناہ لینے کے لیے کیا میں ان سورتوں کو پڑھ لیا کروں کیونکہ ان میں سے سورہ ہود میں مومنین کی نجات اور خلاصی کا عام تذکرہ ہے اور سورۃ یوسف میں اللہ تعالے نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں موت سے اور عزیز کی بیوی کے ناپاک ارادے سے محفوظ رکھا تو کیا ان کے پڑھنے سے مجھ کو بھی امان اور پناہ مل جائے گی یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا (باقی برآئندہ)

٦٢٥ وعن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قراءۃ القرآن فی الصلوۃ افضل من قراءۃ القرآن فی غیر الصلوۃ وقراءۃ القرآن فی غیر الصلوۃ افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقۃ والصدقۃ افضل من الصوم والصوم جنۃ من النار۔

٦٢٦ وعن عثمن بن عبد اللہ بن اوس الثقفی عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قراءۃ الرجل القرآن فی غیر المصحف الف درجۃ وقراءتہ فی المصحف تضعف علی ذلک الی الفی درجۃ۔

٦٢٧ وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہذہ القلوب تصدأ کما

٦٢٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز میں قرآن پڑھنا زیادہ افضل ہے نماز کے بغیر قرآن پڑھنے سے اور نماز کے بغیر قرآن پڑھنا۔ تسبیح اور تکبیر سے زیادہ افضل ہے۔ اور تسبیح صدقہ سے بہتر ہے اور صدقہ روزے سے بہتر ہے۔ اور روزہ آگ سے ڈھال ہے۔[1]

٦٢٦۔ عثمان بن عبد اللہ بن اوس الثقفی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بغیر قرآن دیکھے یاد سے قرآن پڑھنے میں ایک ہزار درجہ ہے۔ قرآن دیکھ کر پڑھنا اس سے دگنا یعنی دو ہزار درجہ ہے۔[2]

٦٢٧۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دلوں کو بھی اس طرح زنگ لگتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اگر پناہ لینی مقصود ہے تو سورہ فلق پڑھا کرے وہ اس موضوع میں بے مثال ہے اور اسی طرح سورۃ الناس بھی کہ یہ دونوں سورتیں آپس میں لازم ملزوم ہیں ایک کے بتانے سے دوسری خود بخود ذہن میں آ گئی ١٢۔

٥٣ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ حاکم اور ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہے فرائض سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور حدود سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے کرنے سے روکا گیا ہے ١٢۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **بعض اعمال کی ترتیب** اس حدیث کو دیلمی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند کا حال معلوم نہیں ہو سکا لیکن اسی مضمون کی ایک حدیث ابو امامہ سے ترمذی نے روایت کی ہے اور اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ یہاں صدقے اور روزے سے مراد نفل صدقہ اور روزہ ہیں۔ قرآن تسبیحات سے اس لیے بہتر ہے کہ وہ خدا تعالے کا کلام ہے اور تسبیح صدقہ سے اس لیے بہتر ہے کہ صدقہ کا فائدہ ایک بندے کو پہنچتا ہے اور تسبیحات سے خدا تعالے کی تقدیس ثابت ہے اور صدقہ روزے سے اس لیے بہتر ہے کہ صدقہ کا فائدہ متعدی ہے دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے اور روزے کا فائدہ صرف اپنے آپ کو ہوتا ہے ١٢۔

[2] **قرآن دیکھ کر پڑھنا افضل ہے۔** اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ قرآن دیکھ کر پڑھنے کا ثواب اس لیے زیادہ ہے کہ ایک تو اعراب کی غلطی وغیرہ سے آدمی مطلع ہو جاتا ہے اور دوسرا اس لیے کہ اس طرح غور اور فکر زیادہ کیا جا سکتا ہے ١٢۔

يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا جِلَاؤُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيْثَ الْأَرْبَعَةَ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ۔

۶۲۸ وَعَنْ اَيْفَعَ بْنِ عَبْدِ الْكَلَاعِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَيُّ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ اَعْظَمُ قَالَ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ قَالَ فَاَيُّ اٰيَةٍ فِي الْقُرْآنِ اَعْظَمُ قَالَ اٰيَةُ الْكُرْسِيِّ اَللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ فَاَيُّ اٰيَةٍ يَا نَبِيَّ اللهِ تُحِبُّ اَنْ تُصِيْبَكَ وَاُمَّتَكَ قَالَ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَاِنَّهَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالٰى مِنْ تَحْتِ عَرْشِهٖ اَعْطَاهَا هٰذِهِ الْاُمَّةَ لَمْ تَتْرُكْ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

جیسا کہ بھیگے ہوئے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ سوال کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول پھر اس کا چمکنا کس طرح ہے۔ آپ نے فرمایا۔ موت کے زیادہ تذکرے اور قرآن کی تلاوت سے[1]۔ ان چاروں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

۶۲۸۔ ایفع بن عبدالکلاعی نے کہا۔ کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ اے اللہ کے رسول قرآن کی سب سے بڑی سورۃ کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ سورۃ قل ھو اللہ احد اسنے کہا۔ قرآن کی سب سے بڑی آیت کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا آیۃ الکرسی اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم۔ کہنے لگا اے اللہ کے نبی آپ کونسی آیت کو پسند کرتے ہیں۔ کہ وہ آپ کو اور آپ کی امت کو مل جائے۔ تو آپ نے فرمایا سورہ بقرہ کی آخری آیت وہ اللہ تعالٰی کی رحمت کے ان خزانوں میں سے ہے۔ جو اللہ کے عرش کے نیچے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے یہ آیت اس امت کو بخشی ہے۔ اور یہ آیت دین اور دنیا کی تمام بھلائیوں پر مشتمل ہے[2]۔ اسکو دارمی نے روایت کیا۔

---

[1] **قرآن دل کا زنگ دور کرتا ہے۔** اس حدیث کو ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید دلوں سے مال وجاہ کی محبت کو زائل کرتا ہے اور اس طرح لوگوں کے دلوں سے میل کچیل صاف ہو جاتی ہے ۱۲۔

[2] **قرآن کی ایک بے مثل دعا۔** اس حدیث کے بہت سے شواہدات ہیں۔ سورہ اخلاص اس لیئے بڑی سورت ہے کہ اس میں خدا تعالٰی کی صفت بیان کی گئی ہے اور خدا تعالٰی کی ذات سب سے باعظمت ہے اور اسی لیے آیۃ الکرسی بھی قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت ہے اور سورہ بقرہ کی آخری آیتوں میں بے مثل دعا ہے اگر وہ دعا کسی کے حق میں قبول ہو جائے تو دین و دنیا کا بیڑا پار ہو جائے ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ۱۲۔

۶۲۹ وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

۶۳۰ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ مَنْ قَرَأَ اٰخِرَ اٰلِ عِمْرَانَ فِىْ لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ۔

۶۳۱ وَعَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ اِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ۔

۶۳۲ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَتَمَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ بِاٰيَتَيْنِ اُعْطِيْتُهُمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِىْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَعَلَّمُوْهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ نِسَآءَكُمْ فَاِنَّهَا صَلٰوةٌ

۶۲۹۔ عبدالملک بن عمیر نے مرسلاً کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سورۃ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفا ہے[1]۔ اسکو دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۶۳۰۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ جو آدمی رات کو سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں پڑھے اس کے لئے رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے[2]۔

۶۳۱۔ حضرت مکحول نے کہا۔ کہ جو آدمی جمعہ کے دن سورۃ آل عمران پڑھے۔ اس کے لئے فرشتے رات تک دعا کرتے رہتے ہیں[3]۔ ان دونوں حدیثوں کو دارمی نے روایت کیا۔

۶۳۲۔ جبیر بن نفیر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے سورۃ بقرہ کو دو آیتوں سے ختم کیا ہے۔ جن کو اللہ نے مجھے اپنے عرش کے نیچے کے خزانے سے دیا ہے۔ سو تم انکو سیکھو۔ اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ۔ کہ وہ سراسر

---

[1] **سورہ فاتحہ اور اخلاص کا خلاصہ** ۔ اس حدیث کو بیہقی۔ ابن حبان اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے اور سعید بن منصور کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ یہ ہر زہر سے شفا ہے۔ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ سورہ فاتحہ قرآن کی سب سے بڑی سورۃ ہے اور ایک حدیث میں گذرا کہ سورہ اخلاص قرآن کی سب سے بڑی سورۃ ہے تو یہ مختلف حیثیتوں سے ہے۔ خدا کی صفت وثنا میں سورۂ اخلاص سب سے بڑی ہے لیکن سورہ فاتحہ اس حیثیت سے قرآن کی بڑی سورت ہے کہ اس میں حمد اور دعا اور عبادت کا مضمون بیان کیا گیا ہے جو کہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے ۱۲۔

[2] اس کی سند میں ابن لہیعہ راوی ضعیف ہے اور سورۃ کا آخر ان فی خلق السموات سے لے کر آخر تک ہے اور پہلے ابوامامہ اور نواس بن سمعان کی حدیثیں سورہ آل عمران کی فضیلت میں بیان ہوچکی ہیں ۱۲۔

[3] اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں طبرانی نے ابن ابی ملیکہ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث روایت کی ہے ۱۲۔

وَقُرْبَانٌ وَدُعَاءٌ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا۔

٦٢٣ وَعَنْ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْرَؤُا سُوْرَةَ هُوْدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

٦٣٤ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَاَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ النُّوْرُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

٦٣٥ وَعَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ اِقْرَؤُا الْمُنْجِيَةَ وَهِيَ الٓمٓ تَنْزِيْلُ فَاِنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَقْرَؤُهَا مَا يَقْرَأُ شَيْئًا غَيْرَهَا وَكَانَ كَثِيْرَ الْخَطَايَا فَنَشَرَتْ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ قَالَتْ رَبِّ اغْفِرْ لَهُ فَاِنَّهُ كَانَ يُكْثِرُ قِرَاءَتِيْ فَشَفَّعَهَا الرَّبُّ تَعَالٰى فِيْهِ وَقَالَ اكْتُبُوْا لَهُ بِكُلِّ خَطِيْئَةٍ حَسَنَةً وَارْفَعُوْا لَهُ دَرَجَةً

رحمت ہیں۔ اور خدا سے قرب کا سبب ہیں۔ اور دعا ہیں[1] اسکو دارمی نے مرسلاً روایت کیا

۶۳۲۔ حضرت کعب سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کے دن سورۃ ہود پڑھا کرو[2]۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔

۶۳۳۔ ابو سعید سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھے گا۔ تو اس کے لئے آئندہ جمعہ تک نور چمکتا رہے[3] گا۔ اسکو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

۶۳۴۔ خالد بن معدان نے کہا۔ کہ تم منجیہ (نجات دینے والی) کو پڑھا کرو (یعنی الم تنزیل السجدہ کو) کیونکہ مجھے پہنچا ہے۔ کہ ایک آدمی اس سورۃ کو پڑھا کرتا تھا۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں پڑھا کرتا تھا۔ اور ویسے بڑا گنہگار تھا۔ سو اس سورۃ نے اسپر اپنے بازو پھیلا دیے۔ اور کہنے لگی اے میرے رب اسکو بخش دے یہ مجھے بہت زیادہ پڑھا کرتا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس کی شفاعت قبول فرمائی

---

[1] اس حدیث کو ابو داؤد نے مراسیل میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو متصل روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے ۱۲۔

[2] اس کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث مرسل ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ۱۲۔

[3] **سورہ سجدہ سے دل میں نور آتا ہے** ۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور دارمی نے اس کو موقوفاً روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہدایت اور ایمان کا نور اس کے دل میں چمکتا رہے گا ایک اور حدیث میں ہے کہ جو آدمی اس کو جمعہ کے دن پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھیں گے۔ ان حدیثوں میں جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ جمعہ انسان کی پیدائش کا دن ہے اور پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کی یاد اور دنیا سے بے رغبتی ہے سو یہ مضمون اس سورت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے ۱۲۔

وَقَالَ اَيْضًا اِنَّهَا تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا فِي الْقَبْرِ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ مِنْ كِتَابِكَ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَاِنْ لَّمْ اَكُنْ مِنْ كِتَابِكَ فَامْحُنِيْ عَنْهُ وَاِنَّهَا تَكُوْنُ كَالطَّيْرِ تَجْعَلُ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ فَتَشْفَعُ لَهٗ فَتَمْنَعُهٗ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَالَ فِيْ تَبَارَكَ مِثْلَهٗ وَكَانَ خَالِدٌ لَا يَبِيْتُ حَتّٰى يَقْرَأَهُمَا وَقَالَ طَاوٗسٌ فُضِّلَتَا عَلٰى كُلِّ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ بِسِتِّيْنَ حَسَنَةً رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۶۳۶ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَاَ يٰسٓ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهٗ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا۔

اور فرمایا۔ اس کے ہر گناہ کے بدل نیکیاں لکھو۔ اور اس کا درجہ بلند کر دو۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑا کرتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ اے اللہ اگر میں تیری کتاب سے ہوں۔ تو میری سفارش اس کے لئے قبول فرما۔ اور اگر تیری کتاب سے نہیں ہوں۔ تو پھر مجھے اس سے مٹا دے۔ اور وہ پرندے کی طرح اپنے پر اس آدمی پر پھیلا دیتی ہے۔ پھر اس کی سفارش قبول کر لی جاتی ہے۔ تو وہ اسکو قبر کے عذاب سے بچا لیتی ہے۔ اور سورۃ تبارک الذی کے حق میں بھی اسی طرح آیا ہے۔ اور خالد جب تک ان دونوں کو نہ پڑھ لیتے۔ رات کو نہ سوتے۔ؒ اور طاؤس نے کہا۔ کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر سورۃ پر ساٹھ نیکیوں کی فضیلت دی گئی ہیں۔ اسکو دارمی نے روایت کیا۔

۶۳۵۔ حضرت عطاء بن ابی رباح نے کہا۔ کہ مجھے پہنچا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی شروع دن میں سورۃ یٰس پڑھے گا۔ اس کے تمام کام پورے کر دیے جائیں گے۔ؒ اسکو دارمی نے مرسلاً روایت کیا۔

لہ **عذاب قبر سے بچانے والی سورتیں** اس حدیث میں دو اثر ہیں پہلا اثر "اس کا درجہ بلند کر دو" تک ہے اور دوسرا آخر تک پہلے اثر کے راوی ثقہ ہیں اور دوسرے اثر میں عبداللہ بن صالح ضعیف ہے اور آخر میں طاؤس کا ایک اثر ہے اسکی سند میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے اثر دوم کی تائید ابو ہریرہ کی حدیث کرتی ہے جس کو احمد اور اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور جو فصل دوم میں گذر چکی ہے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قرآن کی سورتوں میں سے سب سے افضل سورہ فاتحہ اور سورۃ البقرہ ہیں اور یہ حدیث ان کے مخالف نہیں ہے ان کا ایک خاصہ ہے کہ یہ سورتیں عذاب قبر سے بچاتی ہیں اور اس مضمون میں یہ سورتیں افضل ہیں ۱۲۔

لہ **سورۂ یٰس کا ایک خاصہ** اس کے سب راوی ثقہ ہیں اور کام سے مراد تمام دینی اور دنیاوی کام مراد ہیں مطلب یہ ہے کہ اس کو اس دن نیکی کی توفیق بھی ملے گی اور دنیاوی کام بھی اس کے اللہ تعالیٰ پورے کر دیں گے ۱۲۔

۶۳۷ وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارِ الْمُزَنِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ يٰسٓ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَاقْرَءُوْهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

۶۳۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَاِنَّ سَنَامَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ لُبَابًا وَاِنَّ لُبَابَ الْقُرْاٰنِ الْمُفَصَّلُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۶۳۹ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوْسٌ وَعَرُوْسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ۔

۶۴۰ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ

---

۶۳۷ معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیئے سورۃ یٰسین پڑھے تو اس کے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور یہ سورۃ اپنے قریب المرگ آدمیوں کے پاس پڑھا کرو[۱] اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا

۶۳۸ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر چیز کی ایک کوہان (بلندی) ہوتی ہے اور قرآن کی کوہان سورۃ بقرہ ہے ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن کا خلاصہ مفصل سورتیں ہیں[۲] اس کو ترمذی نے روایت کیا

۶۳۹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور قرآن کی زینت سورۃ الرحمٰن ہے[۳]

۶۴۰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ہر رات سورۃ واقعہ پڑھا کرے گا۔ اس کو کبھی۔

---

[۱] **مرنے والے کے پاس یٰس کیوں پڑھیں** اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ موت کے قریب آدمیوں کے پاس اس لیے اس کو پڑھنا چاہئے کہ اس میں ایک مومن کے لیے جنت کی بشارت کا مضمون بیان کیا گیا ہے تو اس خوشخبری سے مومن پر جان کی نزع شوق کے غلبہ میں آسان ہو جاتی ہے ۱۲

[۲] **سورہ بقرہ میں عجیب مضامین ہیں** اس حدیث کی اپنی سند تو اچھی نہیں ہے لیکن اس کے شواہدات بے شمار ہیں۔ جن سے اس کو تقویت ہوتی ہے قرآن کی بلندی سورۃ البقرہ ہے کہ اس کے مضامین نادر اور عجیب و غریب ہیں اور گمراہ لوگوں کی گمراہی کی نشان دہی اس سورت میں خوب کی گئی ہے اور مفصلات سورتیں سورۃ حجرات سے شروع ہو کر آخر تک ہیں یہ سورتیں گو الفاظ کے لحاظ سے چھوٹی ہیں لیکن ان میں بڑی سورتوں کے مضامین کا خلاصہ دے دیا گیا ہے ۱۲

[۳] اس حدیث کی سند اچھی ہے۔ الفاظ کے لحاظ سے سورۃ الرحمٰن طرب انگیز ہے اور نعمائے الٰہی اور جنت کی نعیم مقیم ولولہ انگیز ہیں ارزقنا اللہ منہ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ کئی کافر صرف اس سورت کو سنکر مسلمان ہو گئے ۱۲

فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ فَاقَۃٌ اَبَدًا وَکَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یَاْمُرُ بَنَاتِہٖ یَقْرَأْنَ بِھَا فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ رَوَاھُمَا الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

۶۴۱ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ ھٰذِہٖ السُّوْرَۃَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۶۴۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَقْرِئْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اقْرَاْ ثَلٰثًا مِنْ ذَوَاتِ الٓرٰ فَقَالَ کَبُرَتْ سِنِّیْ وَاشْتَدَّ قَلْبِیْ وَغَلُظَ لِسَانِیْ قَالَ فَاقْرَاْ ثَلٰثًا مِنْ ذَوَاتِ حٰمٓ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِہٖ قَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَقْرِئْنِیْ سُوْرَۃً جَامِعَۃً فَاَقْرَاَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا زُلْزِلَتْ حَتّٰی فَرَغَ مِنْھَا فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا اَزِیْدُ

فاقہ نہیں پہنچے گا اور عبداللہ بن مسعود اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ ہر رات اس کو پڑھا کریں[۱] ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا

۶۴۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورۃ سبح اسم ربك الاعلیٰ کو پسند کیا کرتے تھے[۲] اس کو احمد نے روایت کیا

۶۴۲ حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا اے اللہ کے رسول مجھے کچھ پڑھائیے آپ نے فرمایا تین سورتیں آلرٰ سے یاد کر لے اس نے کہا میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میرا دل سخت ہو چکا ہے اور میری زبان موٹی ہو چکی ہے آپ نے فرمایا پھر تین سورتیں حٰمٓ سے پڑھ لے۔ اس نے پھر بھی اسی طرح کہا۔ پھر اس نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے کوئی جامع سورت یاد کراؤ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اذا زلزلت پڑھائی۔ یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوئے۔ تو اس آدمی نے کہا۔ اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ

---

[۱] اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ابن السنی اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے اور کثرت طرق سے اس کو تقویت پہنچی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اپنی بیٹیوں کو اس لیے حکم دیا کرتے تھے کہ وہ فاقہ سے محفوظ رہیں اور دنیا میں بھی خوشحال زندگی بسر کر سکیں۔ اس حدیث کی اپنی سند تو اتنی اچھی نہیں لیکن اس کے طرق بہت ہیں جنکی وجہ سے قابل استناد ہے ۱۲۔

[۲] **سورہ اعلیٰ اور غاشیہ جمعہ میں کیوں پڑھیں** اس حدیث کو بزار اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں ترغیب ہے کہ اس سورۃ کو زیادہ پڑھا کرو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سورۃ اعلیٰ اور غاشیہ کو جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں پڑھا کرتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں میں قیامت کے حالات اور اہوال بیان کیے گئے ہیں اور جمعہ اور عیدین میں چونکہ اجتماع زیادہ ہوتا ہے لہذا آپ یہ سورتیں تلاوت فرماتے تاکہ لوگوں کے دلوں میں احساس اہل آخرت اور خوف خدا پیدا ہو اور نیکی کی طرف میلان بڑھے ۱۲۔

عَلَيْهِ اَبَدًا ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ الرُّوَيْجِلُ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ۔

۶۴۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَقْرَاَ اَلْفَ اٰيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالُوْا وَمَنْ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَقْرَاَ اَلْفَ اٰيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَقْرَاَ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

۶۴۴ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَاَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ بُنِيَ لَهٗ بِهَا قَصْرٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَاَ عِشْرِيْنَ مَرَّةً بُنِيَ لَهٗ بِهَا قَصْرَانِ فِيْ

بھیجا میں اسپر کبھی کچھ زیادہ نہیں کروں گا پھر اس آدمی نے پیٹھ پھیری۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بوڑھا مرد بنجات پا گیا۔ دو مرتبہ فرمایا۔ اسکو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۶۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی آدمی طاقت رکھتا ہے۔ کہ ہر روز قرآن کی ہزار آیت پڑھا کرے۔ کہنے لگے کس آدمی کو یہ طاقت ہے کہ ہر روز ہزار آیت پڑھا کرے آپ نے فرمایا۔ کیا کوئی تم میں سے یہ طاقت نہیں رکھتا کہ سورۃ الہاکم التکاثر پڑھا کرے اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۶۴۴۔ سعید بن مسیب نے مرسلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ جو آدمی دس مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھے گا۔ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنایا جائے گا اور جو بیس مرتبہ پڑھے گا اس کے لئے جنت میں دو محل تیار کیے جائیں

لہ سورہ اذا زلزلت جامع سورۃ ہے اس حدیث کی سند اچھی ہے اور اسکو نسائی ابن حبان، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ ذوات الرٰ سے مراد وہ سورتیں جو الرٰ سے شروع ہوتی ہیں اور ذوات حٰم سے مراد وہ سورتیں ہیں جو حٰم سے شروع ہوتی ہیں۔ اس آدمی نے کہا میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں۔ حافظہ پر نسیان غالب ہے میں زیادہ قرآن یاد نہیں کر سکتا خصوصاً لمبی سورتیں تو آپ نے اسکو سورۃ اذا زلزلت سکھائی یہ سورۃ اس لیے جامع ہے کہ اس کی ایک آیت بڑی جامع ہے کہ جو آدمی کوئی نیکی کرے گا وہ اسکو بھی دیکھ لے گا اور جو آدمی کوئی برائی کرے گا وہ بھی اسکو دیکھ لے گا اس میں کرنے اور نہ کرنے کے سب کام آ گئے ۱۲۔

لہ سورہ تکاثر کی فضیلت اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور منذری نے کہا اس کی سند کے راوی اچھے ہیں۔ اس سورۃ میں دنیا سے بے رغبتی دلائی گئی ہے اور دل پر ایسی اثر انداز ہوتی ہے کہ جیسے کسی نے ایک ہزار آیت تلاوت کر کے دل کو خدا کی طرف مائل کیا ہو اور ثواب بھی ہزار آیت کے پڑھنے کے برابر ملتا ہے ۱۲۔

الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلٰثِيْنَ مَرَّةً بُنِيَ لَهٗ بِهَا ثَلٰثَةُ قُصُوْرٍ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا لَنُكْثِرَنَّ قُصُوْرَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَوْسَعُ مِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۶۴۵ وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِائَةَ اٰيَةٍ لَمْ يُحَاجَّهُ الْقُرْاٰنُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِائَتَيْ اٰيَةٍ كُتِبَ لَهٗ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ وَمَنْ قَرَاَ فِي لَيْلَةٍ خَمْسَ مِائَةٍ اِلَى الْاَلْفِ اَصْبَحَ وَلَهٗ قِنْطَارٌ مِّنَ الْاَجْرِ قَالُوْا وَمَا الْقِنْطَارُ قَالَ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

بَابٌ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ

گے۔ اور جو تیس مرتبہ پڑھے گا۔ اس کے لئے جنت میں تین محل تیار کئے جائیں گے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اس طرح تو ہم بہت سے محل اکھٹے کر لیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اس سے زیادہ فراخی والا ہے۔ اسکو دارمی نے روایت کیا۔

۶۴۵۔ حسن بصری نے مرسلاً کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی رات کو سو آیت قرآن مجید کی پڑھے گا۔ تو قرآن اس سے اس رات کوئی جھگڑا نہ کرے گا۔ اور جو رات میں دو سو آتیں پڑھے گا۔ اس کے لئے پوری رات کا قیام لکھا جائے گا۔ اور جو آدمی رات میں پانچ سو آیت سے لے کر ہزار آیت تک پڑھے گا۔ تو وہ اس حال میں صبح کرے گا۔ کہ اس کے پاس اجر کا خزانہ ہو گا۔ لوگوں نے پوچھا۔ خزانہ کتنا ہوتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ بارہ ہزار کا۔ اسکو دارمی نے روایت کیا۔

فصل اوّل

۶۴۶۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کی نگرانی کرو۔ اس اللہ کی قسم جس

لہ سورہ اخلاص کی فضیلت اس سورۃ کے فضائل بے شمار ہیں اور بہت سی حدیثوں میں اس کے پڑھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ حضرت عمر نے تعجب کیا کہ اگر دس بار سورہ اخلاص پڑھنے سے جنت میں ایک محل نیا رہو جاتا ہے تو اس طرح تو بہت سے محل بنانا جائیگا اور جنت میں اتنی وسعت کہاں ہوگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تعجب نہ کرو اللہ تعالےٰ کی رحمت اور اسکی مملکت بڑی وسیع ہے دنیا کے تمام لوگ اگر تمام عمر بھی اس سورۃ کو پڑھتے رہیں اور اپنے لیے محل بناتے رہیں تو خدا کی دنیا تنگ نہیں ہوگی ۱۲۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۶۴۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِاَحَدِھِمْ اَنْ یَقُوْلَ نَسِیْتُ اٰیَۃَ کَیْتَ وَکَیْتَ بَلْ نُسِّیَ وَاسْتَذْکِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَزَادَ مُسْلِمٌ بِعُقُلِھَا۔

۶۴۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ کَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَۃِ اِنْ عَاھَدَ عَلَیْھَا اَمْسَکَھَا وَاِنْ اَطْلَقَھَا ذَھَبَتْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۶۴۹ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ

کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قرآن سینے سے اس سے بھی جلدی نکل جاتا ہے جس قدر کہ اونٹ اپنی رسی سے نکل جاتا ہے[۱] متفق علیہ

۶۴۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بری بات ہے اس کیلئے جو یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں۔ بلکہ کہے کہ بھلا دی گئی ہے۔ اور قرآن کو یاد کرتے رہو کہ یہ لوگوں کے سینے سے اس سے بھی جلدی نکل جاتا ہے کہ جس قدر اونٹ اپنی رسی سے نکل جاتا ہے[۲] متفق علیہ۔ اور مسلم میں اسی کا ذکر زیادہ ہے۔

۶۴۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قرآن والے کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹوں والے کی طرح ہے۔ اگر اس کی نگرانی کرے گا۔ تو اس کو محفوظ رکھ سکے گا۔ اور اگر آزاد چھوڑ دے گا۔ تو چلا جائے گا[۳] متفق علیہ

۶۴۹۔ حضرت جندب بن عبداللہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن اسوقت تک پڑھا کرو۔ جبتک کہ تمہارے دل

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۱۲] قرآن یاد کرکے بھلانا کبیرہ گناہ ہے مطلب یہ ہے کہ جو آدمی قرآن پڑھے گا اور اس پر عمل بھی کرے گا تو قرآن اس سے جھگڑا نہ کرے گا بلکہ اس کی سفارش کریگا اور اگر ایک آیت بھی عمل سے رہ گئی تو قرآن اس سے جھگڑے گا۔ جو آدمی سو آیت پڑھے اور رات کو نماز میں پڑھے تو اس نے اس دن قرآن کا حق ادا کر دیا اور اگر دو سو آیتیں پڑھے تو گویا اس نے ساری رات عبادت الٰہی میں گذار دی اور پانچ سو آیتیں پڑھنے والا تو خزانے اکٹھے کر رہا ہے ۱۲۔

[۱۳] اس باب میں قرآن مجید کے متعلق متفرق مسائل مذکور ہیں ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] قرآن مجید کا دور کرنا لازمی چیز ہے۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر قرآن پاک کی تلاوت التزام سے نہ کی جائے تو یہ بڑی جلدی بھول جاتا ہے اسلیے حافظ کو چاہئے کہ اس کا دور اور تکرار کرتا رہے ۱۲۔

[۲] اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائی، ابن حبان حاکم اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے صحیح کہا ہے یہ کہنا کہ میں بھول گیا ہوں اپنی سستی اور کم توجہی پر دلالت کرتا ہے اور سننے والے کو اس کے کم ذوق کا پتہ لگ سکتا ہے اور قرآن کا بھلا دینا کبیرہ گناہ ہے ۱۲۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۰ وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۵۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

سے محبت رکھیں۔ اور جب طبیعت اکتا جائے تو اٹھ کھڑے ہو۔ متفق علیہ

۶۵۰۔ حضرت قتادہ نے کہا۔ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کس طرح ہوتی تھی۔ تو انہوں نے کہا۔ درازی سے ہوتی تھی۔ پھر آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی۔ بسم اللہ کو دراز کرتے تھے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۶۵۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر کسی آواز کو نہیں سنتے۔ جتنا کہ نبی کی آواز کو جو خوش آواز سے قرآن کو پڑھے۔ متفق علیہ

۶۵۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر کسی آواز کو نہیں سنا جتنا کہ اچھی آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے نبی کی آواز کو خوش ہو کر سنتے ہیں۔ متفق علیہ۔

۶۵۳۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ ہم سے نہیں ہے۔ جو قرآن خوش آواز سے نہ پڑھے اسکو بخاری نے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) **۵۳ قرآن کا ہر وقت خیال رکھو** اس حدیث کو احمد نسائی، ابن ماجہ، مالک اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے یعنی جس طرح اونٹوں والا بندھے ہوئے اونٹوں کا خیال رکھتا ہے کہ کہیں کھل کر نکل نہ جائیں اسی طرح قرآن والے کو بھی چاہئے کہ ہر وقت قرآن کا خیال رکھے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۵۴ قرآن ذوق وشوق سے پڑھو۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو خوب اچھی طرح غور وفکر اور ذوق وشوق سے پڑھو اور جب طبیعت سیر ہو جائے تو چھوڑ دیا کرو کیونکہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جبر کرنے سے طبیعت اس چیز سے ہی متنفر ہو جاتی ہے ۱۲۔

۵۵ قرآن مجید ترتیل سے پڑھو۔ اس حدیث کو تمام اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے شمائل میں اور ربانی نے نماز کے بیان میں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے الف کو اور رحمٰن کے بھی الف کو اور رحیم کی یا کو دراز کرتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوکہ زیادہ قراءت کرنے کے لیے الفاظ کو جلد جلد اور خراب کرکے نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ اس طرح تو کسی حرف کا بھی ثواب نہ ملیگا اور اگر درست کرکے پڑھے

٦٥٣ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ اِقْرَأْ عَلَیَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَہٗ مِنْ غَیْرِیْ فَقَرَأْتُ سُوْرَۃَ النِّسَاءِ حَتّٰی اَتَیْتُ اِلٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا قَالَ حَسْبُکَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ فَاِذَا عَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

٦٥٤ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ قَالَ آللّٰہُ سَمَّانِیْ لَکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُکِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَیْنَاہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَیْکَ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِیْ

۶۵۴۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور آپ اسوقت منبر پر تھے۔ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا کیا میں آپ کو سناؤں؟ حالانکہ آپ ہی پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں۔ کہ کسی دوسرے سے قرآن سنوں۔ تو میں نے سورۃ نساء پڑھنی شروع کی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا۔ پس کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ایک امت سے گواہ لائیں گے۔ اور ہم آپ کو ان پر گواہ لائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب بس کرو۔ میں نے جب آپ کی طرف توجہ کی۔ تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے[1]۔ متفق علیہ۔

۶۵۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو قرآن سناؤں۔ تو حضرت ابی نے پوچھا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پوچھا۔ کیا رب العالمین کے دربار میں میرا ذکر ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے[2]۔ اور ایک روایت کے یہ لفظ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو لم یکن الذین کفروا پڑھ کر سناؤں۔ تو اس نے کہا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) مطلب یہ ہے کہ قرآن کو خوش آواز سے پڑھا جائے لیکن اس طرح نہ ہو کہ راگ کی کیفیت پیدا ہو جائے اور الفاظ کے قصر اور مد میں فرق پڑنے لگے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ عرب لوگ سفر میں یا فراغت کے وقت شعر خوانی کرتے تھے آپ نے فرمایا جبتک اس شعر خوانی کے بجائے قرآن پاک کی تلاوت نہ کرے اور دنیا سے دل سرد نہ ہو جائے تب تک صحیح مسلمان نہیں بنتا ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **رسول اللہ کو اپنی امت سے محبت** ابن ماجہ کے سوا اس کو تمام اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت سنی تو قیامت کا ہولناک منظر نگاہ میں پھر گیا اور اپنی امت کا ضعف اور ان کی نجات کی فکر میں رونے لگے۔ اللہ اللہ آپ کو اپنی امت کا کس قدر خیال تھا کاش امت کو اس کا سوواں حصہ بھی اپنا خیال ہو تو بیڑا پار ہو جائے ۱۲

[2] **ابی بن کعب کی فضیلت** اس حدیث کو احمد ترمذی نسائی ابویعلی ابن عساکر اور ابن نجار نے بھی روایت کیا ہے حضرت ابی قرآن پاک کے بہت بڑے قاری تھے۔ آپ کو آواز بھی اللہ تعالیٰ نے غضب کا عطا کر رکھا تھا جب آپ خوش الحانی (باقی بر صفحہ آئندہ)

قَالَ نَعَمْ نَبْكِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۶۵۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا تُسَافِرُوا بِالْقُرْآنِ فَإِنِّي لَا آمَنُ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۶۵۶ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسْتُ فِي عِصَابَةٍ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِينَ وَإِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِنَ الْعُرْيِ وَقَارِئٌ يَقْرَأُ عَلَيْنَا إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ الْقَارِئُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ

پھر وہ رونے لگے۔ متفق علیہ۔

۶۵۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے علاقہ میں قرآن ساتھ لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے[1]۔ متفق علیہ۔ اور مسلم کی روایت میں ہے۔ کہ قرآن سفر میں اپنے ساتھ نہ لے جایا کرو کہ مجھے اطمینان نہیں ہے۔ کہ شاید اسکو دشمن پکڑ لے۔

۶۵۷۔ حضرت ابو سعید[2] خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں کمزور مہاجروں کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور بعض مہاجر بعض کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ جسم سے ننگے تھے۔ اور قاری ہم پر قرآن پڑھ رہا تھا۔ کہ ناگہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ ہمارے پاس کھڑے ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے، تو قاری نے پڑھنا بند کر دیا۔ آپ نے السلام علیکم کہا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سے قرآن پڑھتے تو ماحول پر ایک سناٹا سا چھا جاتا تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل علم اور قاری حضرات کو قرآن سنانا چاہئے اگرچہ قاری اس سے افضل ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابی خوشی سے رو پڑے تھے کہ اللہ اللہ آج میرا تذکرہ بارگاہ خداوندی میں بھی ہو گیا۔ کیا قسمت ہے ابی بن کعب کی ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **کافر کے ہاتھ قرآن نہ بیچو۔** اس حدیث کو احمد، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کافروں کے ملک میں قرآن لے جانے سے منع کیا ہے تو اس کی وجہ بھی بتادی ہے کہ شاید کافر لوگ قرآن کی بے ادبی نہ کریں اور اگر اس کے متعلق اطمینان ہو مثلاً مسلمانوں کے کامیاب اور غالب لشکر کے ہمراہ قرآن کو بھی دشمن کے ملک میں لے جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر کے ہاتھ قرآن مجید نہیں بیچنا چاہئے اور اس میں کسی امام کا اختلاف نہیں ہے ۱۲۔

[2] اس حدیث کو حاکم، ابونعیم اور ابن ابی داؤد نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

قُلْنَا كُنَّا نَسْتَمِعُ إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ أُمِرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِي مَعَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ وَسْطَنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهِ فِينَا ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَتَحَلَّقُوا وَبَرَزَتْ وُجُوهُهُمْ لَهُ فَقَالَ أَبْشِرُوا يَا مَعْشَرَ صَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۶۵۷۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۶۵۸۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِئٍ يَقْرَأُ

پھر پوچھا تم کیا کر رہے تھے ہم نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سن رہے تھے تو آپ نے فرمایا سب تعریفیں اللہ کو ہیں جس نے میری امت میں ایسے آدمی پیدا کر دیئے ہیں کہ جن کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا ہے پھر آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے تاکہ آپ ہمارے برابر ہو بیٹھیں پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو صحابہ نے حلقہ بنایا پھر ان سب کے چہرے آپ کے سامنے آگئے تو آپ نے فرمایا اے غریب مہاجروں کی جماعت قیامت کے دن پورے نور کی خوشخبری حاصل کرو تم جنت میں مالداروں سے نصف دن پہلے جنت میں جاؤ گے یعنی پانچ سو سال اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۶۵۷ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن اپنی اچھی آوازوں کے ساتھ پڑھا کرو[۵۲] اس کو احمد ابوداؤد ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا

۶۵۸ حضرت سعد بن عبادہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی قرآن پڑھتا ہو اور پھر اس کو بھول جائے تو قیامت کے روز کوڑھی

---

[۵۱] غریب مہاجرین کا مقام بلند۔ اس حدیث سے صحابہ کی تنگدستی اور غربت کا اندازہ کرنا چاہئے کہ ان کا یہ حال تھا کہ ستر عورت کے سوا باقی جسم سب ننگے تھے۔ مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا ہے کہ فقراء مہاجرین جنت میں چالیس سال پہلے جائیں گے اور اس حدیث میں ہے کہ پانچ سو سال پہلے جائیں گے ان دونوں حدیثوں میں ایک باریک فرق ہے جسے یہاں سمجھ لینا چاہئے۔ غریب لوگ دولتمندوں سے پانچ سو سال جنت میں پہلے جائیں گے اور غریب لوگوں میں سے پھر غریب مہاجر چالیس سال دوسرے غریبوں سے بھی پہلے جنت میں جائیں گے کیونکہ ان کا مقام بڑا بلند ہے ۱۲۔

[۵۲] قرآن کی تلاوت میں راگ نہ ہو اس حدیث کو نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو بڑے اچھے آواز سے پڑھنا چاہئے۔ ٹھہر ٹھہر کر اور مد سے اور اچھے آواز سے لیکن ایسا نہ ہو کہ راگ کی وجہ سے حروف میں کمی بیشی ہونے لگے یہ بالاتفاق حرام ہے ۱۲۔

الْقُرْاٰنَ ثُمَّ یَنْسَاہُ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَجْذَمَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ۔

۶۵۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ یَفْقَہْ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ۔

۶۶۰ وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْجَاہِرُ بِالْقُرْاٰنِ کَالْجَاہِرِ بِالصَّدَقَۃِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْاٰنِ کَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۶۶۱ وَعَنْ صُهَیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ مَنِ اسْتَحَلَّ

پھر کر اللہ تعالیٰ کو ملے گا [۱] اس کو ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا

۶۵۹ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین دن سے کم میں قرآن کو ختم کیا اس نے قرآن کا کچھ مطلب نہیں سمجھا [۲] اس کو ترمذی ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا

۶۶۰ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن بلند آواز سے پڑھنے والا ایسا ہی ہے جیسے صدقہ ظاہر کر کے دینے والا اور قرآن کو آہستہ پڑھنے والا ایسا ہے جیسا کہ صدقہ چھپا کر دینے والا [۳] اس کو ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۶۶۱ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال جانے اس کا قرآن پر کوئی ایمان نہیں [۴]

---

[۱] **قرآن بھلا دینا کبیرہ گناہ ہے۔** اس کو ابوداؤد نے نماز کے باب میں روایت کیا ہے اور اس کو احمد طبرانی بیہقی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے جس طرح کوڑھی کے ہاتھ بے کار اور بدنما ہوتے ہیں اسی طرح قرآن کو بھولنے والا بھی ہر طرح کی بھلائی سے خالی ہاتھ اور بدشکل اٹھے گا اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کو بھلا دینا کبیرہ گناہ ہے ۱۲۔

[۲] **تین دن سے پہلے قرآن ختم نہ کرو** اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔ بعض سلف صالحین کا اسی حدیث پر عمل تھا وہ تین دن سے کم مدت میں کبھی قرآن ختم نہ کیا کرتے تھے ۱۲۔

[۳] **قرآن آہستہ اور بلند آواز سے پڑھنا** ایک حساب سے صدقہ چھپا کر دینا بہتر ہے اور ایک لحاظ سے ظاہر کر کے دینا اچھا ہے پہلا اس لیے اچھا ہے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا اور لینے والا ذلت محسوس نہیں کرتا اور دوسرا اس لیے اچھا ہے کہ اس سے اوروں کو بھی ترغیب ہوتی ہے اسی طرح قرآن ظاہر کر کے پڑھیں تو اس کا اثر اوروں پر بھی ہوگا اس لیے بلند آواز سے قرآن پڑھنا بہتر بھی ہے اور چھپا کر پڑھیں تو ریا سے پاک ہے ۱۲۔

[۴] اس حدیث کو بیہقی نے بھی شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرے اور اگر حکم نہیں مانتا تو ایمان کیا ہے ۱۲۔

مَحَارِمَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ۔

۶۶۲ وَعَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۶۶۳ وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ اللَّيْثَ رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ

ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

۶۶۲ لیث بن سعد ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ یعلی بن مملک سے انہوں نے ام سلمہ رضہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ان کی قراءت کھول کھول کر حرف حرف بیان کی اس کو ترمذی ابوداود اور نسائی نے روایت کیا۔

۶۶۳ ابن جریج ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ام سلمہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قراءت کو الگ الگ کرکے پڑھا کرتے تھے آپ الحمد للہ رب العالمین پڑھتے اور پھر ٹھہر جاتے۔ پھر کہتے الرحمن الرحیم پھر ٹھہر جاتے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا اس کی سند متصل نہیں ہے اس لیے کہ لیث نے اس حدیث کو ابن ابی ملیکہ سے اس نے یعلی بن مملک سے اس نے ام سلمہ

لہ قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے کہ ہر ایک حرف صحیح طور پر سمجھ میں آجاتا اور اتنی ترتیل اور آہستگی کے ساتھ پڑھتے کہ الگ الگ حروف ہوتے اتنا کہ حروف کو اگر کوئی آدمی شمار بھی کرنا چاہیے تو کر سکتا تھا۔ ۱۲

لہ قرآن ترتیل سے پڑھا جائے۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ احمد اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کو متصل سند سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو جس سند سے روایت کیا ہے وہ متصل نہیں ہے کیونکہ ابن جریج کا سماع ابن ابی ملیکہ سے ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ اوپر کی حدیث میں ابن ابی ملیکہ سے روایت کرنے والے سعد کے بیٹے لیث ہیں اور وہ حدیث صحیح ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جریج نے اس حدیث کو لیث بن سعد سے روایت کیا ہوگا اور انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے۔ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ آپ ایک آیت پڑھ کر ٹھہر جاتے پھر اگلی آیت پڑھتے یعنی ترتیل کے ساتھ پڑھتے اور سورہ فاتحہ میں تو خصوصاً آنحضرت سے مروی ہے کہ آپ ٹھہر کر اللہ تعالے کے جواب کا انتظار فرما لیتے پھر دوسری آیت پڑھتے ۱۲۔

ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ یَعْلَی بْنِ مَمْلَکٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ وَحَدِیْثُ اللَّیْثِ اَصَحُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۲۶۴ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَفِیْنَا الْاَعْرَابِیُّ وَالْعَجَمِیُّ فَقَالَ اِقْرَءُوْا فَکُلٌّ حَسَنٌ وَسَیَجِیْءُ اَقْوَامٌ یُقِیْمُوْنَہٗ کَمَا یُقَامُ الْقِدْحُ یَتَعَجَّلُوْنَہٗ وَلَا یَتَاَجَّلُوْنَہٗ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

۲۶۵۔ وَعَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِھَا وَاِیَّاکُمْ وَلُحُوْنَ اَھْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ اَھْلِ الْکِتَابَیْنِ وَسَیَجِیْءُ بَعْدِیْ قَوْمٌ یُرَجِّعُوْنَ

سے روایت کیا ہے اور لیث کی حدیث زیادہ صحیح ہے

فصل سوم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں کچھ گنوار اور عجمی لوگ بھی تھے آپ نے فرمایا پڑھو سب ہی اچھا پڑھ رہے ہو۔ اور کچھ لوگ بعد میں آئیں گے وہ قرآن کو اس طرح سیدھا کریں گے جیسے تیر سیدھا کیا جاتا ہے وہ اس کا اجر دنیا ہی میں لے لیں گے اور آخرت کے لیے اس کو نہ رکھیں گے اس کو ابوداؤد اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن عربی لہجہ اور آواز سے پڑھا کرو اور عشق والوں اور اہل کتاب کی سی راگنیوں سے بچو اور میرے بعد کچھ ایسی قومیں آئیں گی جو قرآن پڑھتے ہوئے اس طرح آواز کو پھیر کر لائیں گے جیسے گویے یا نوحہ کرنے والے قرآن ان کی ہنسلی سے

سلہ **تلاوت قرآن کا مقصد عبرت ہے** اس حدیث کو احمد اور ابن النجار نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو صرف عربی لب ولہجہ میں ہی ادا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جس طرح بھی کوئی پڑھ سکے پڑھے۔ قرآن مجید کے نزول کا اصل مقصد نصیحت وعبرت حاصل کرنا ہے نہ کہ صرف تجوید اور عربی لب ولہجہ میں ادائیگی اگر کوئی آدمی عجمی انداز میں قرآن پڑھ رہا ہو اور خشیت الٰہی اس کے رونگٹے رونگٹے سے ظاہر ہو تو وہ اس قاری سے ہزار درجہ بہتر ہے جو قرات تو بڑی اچھی کرے لیکن اس کے دل میں خدا کا خوف نہ ہو اور محض نمود ونمائش کے لیے یا دنیاوی فائدہ کے لیے قرآن پڑھے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ایسی قوموں کا ذکر بطور پیش گوئی فرمایا جو تجوید اور قراءت تو بڑی اچھی کریں گے لیکن ہوں گے پکے دنیا دار کہ دنیا کا مال ودولت اکٹھا کرتے پھریں گے اور آخرت کے ثواب کو بھول جائیں گے۔ ان کی ساری توجہ حروف کی صحت کی طرف ہوگی اور قرآن مجید کے اصل مضامین پر کوئی توجہ نہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی حالت سے محفوظ رکھیں ۱۲۔

بِالْقُرْاٰنِ تَرْجِيْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ مَفْتُوْنَةً قُلُوْبُهُمْ وَقُلُوْبُ الَّذِيْنَ يُعْجِبُهُمْ شَاْنُهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ۔

۶۶۶۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۶۶۷۔ وَعَنْ طَاؤُسٍ مُرْسَلًا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَحْسَنُ صَوْتًا لِلْقُرْاٰنِ وَاَحْسَنُ قِرَاءَةً قَالَ مَنْ اِذَا سَمِعْتَهٗ يَقْرَاُ اُرِيْتَ اَنَّهٗ يَخْشَى اللّٰهَ قَالَ طَاؤُسٌ وَكَانَ طَلْقٌ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

آگے نہ جائے گا ان کے دل فتنے میں مبتلا ہوں گے اور ان لوگوں کے دل بھی جن کو ان کی قراءت اور حالت بڑی اچھی معلوم ہوتی ہوگی[ؒ] اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور رزین نے اپنی کتاب میں

۶۶۶ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قرآن اپنی اچھی آواز سے پڑھو اس لیے کہ اچھا آواز قرآن کے حسن کو اور زیادہ بڑھا دیتا ہے[ؒ] اس کو دارمی نے روایت کیا

۶۶۷ طاؤس نے مرسلاً روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون آدمی اچھی آواز سے قرآن پڑھتا ہے اور کس کی قراءت اچھی ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس آدمی کی قراءت ایسی ہے کہ جب تو اسے پڑھتا سنے تو تجھے معلوم ہو کہ وہ اللہ سے ڈر رہا ہے طاؤس نے کہا کہ طلق کی حالت اسی طرح تھی[ؒ] اس کو دارمی نے روایت کیا

لـہ **قرآن کو گویوں کی طرح نہ پڑھو** اس حدیث کو طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن اچھے آواز سے پڑھنا چاہئے لیکن گویوں کی طرح اور عاشقانہ نظمیں پڑھنے والوں کی طرح اس کو گیت کے رنگ میں نہ پڑھا جائے کہ عروض و قوافی کی رعایت کرتے کرتے قرآن مجید کے الفاظ ہی بدل کر رکھ دیئے جائیں۔ اس طرح قرآن پڑھنے والوں کے دلوں میں حقیقت میں ذرہ بھی ایمان نہ ہوگا اور نہ ہی ان لوگوں کے دلوں میں ایمان ہوگا جو ان کو اچھا سمجھتے ہیں ۱۲۔

لـہ اس حدیث کو محمد بن نصر نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۲۔

سـہ **وصل کہاں افضل ہے اور فصل کہاں** اس حدیث کو عبدالرزاق نے مرسلاً اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور بیہقی اور خطیب نے "متفق والمتفرق" میں بھی متصلاً روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو ایسے انداز سے پڑھنا چاہئے کہ قاری کے رونگٹے رونگٹے سے خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت ظاہر ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ بہترین آوازہ ہے جو غمگین لہجے میں نکالی جائے اچھی قراءت میں ترتیل بھی شامل ہے پہلے گذر چکا ہے کہ آنحضرت آیت آیت پر وقف کرتے تھے اس حدیث سے علامہ جزری اور تمام شوافع نے دلیل لی ہے کہ کسی آیت کو دوسری آیت سے ملا کر نہ پڑھنا چاہئے اور بعض نے ایسی آیتوں میں وصل کو اولیٰ قرار دیا ہے جن کا مضمون آپس میں ملتا ہو یہ مضمون پہلے ابن جریج کی حدیث میں گذر چکا ہے ۱۲۔

۶۶۸ وَعَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَهْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ مِنْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَافْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَلَا تَعْجَلُوْا ثَوَابَهٗ فَاِنَّ لَهٗ ثَوَابًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

بَابٌ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۶۶۹ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى

---

۶۶۸ عبیدہ ملیکی سے روایت ہے (یہ صحابی ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل قرآن تم قرآن پر تکیہ نہ کرو اور اسکو اسطرح پڑھو جیسے اس کے پڑھنے کا حق ہے اور اس کو ظاہر کرو اور اس کو خوش آوازی سے پڑھو اور جو اس میں بیان کیا گیا ہے اس کو سوچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ اس کا اجر جلدی دنیا ہی میں نہ لینا اس کا ثواب بہت بڑا ہے[۱] اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا

باب[۲]

فصل اول

۶۶۹ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام سے سنا کہ وہ سورۃ الفرقان ایسے طریق سے پڑھ رہے تھے کہ جس۔

---

[۱] قرآن کی توہین کبیرہ گناہ ہے۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے اپنی مسند میں بھی روایت کیا ہے۔ اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ قرآن مجید پر تکیہ نہ کرلو کہ اللہ تعالے کا کلام یاد ہی رہیگا۔ نہیں بلکہ اس کی پوری حفاظت کا خیال رکھو اور اس کا ورد اور تکرار کرتے رہا کرو اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید پر ٹیک لگا کر نہ بیٹھا کرو۔ علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ قرآن مجید پر تکیہ لگانا یا اس پر بیٹھنا یا اس پر کوئی چیز رکھ دینا یا اس کی طرف پیٹھ کرنا یا اس کی طرف پاؤں پھیلانا یا اس کو روندنا یا اس کو پھینک دینا یہ سب کام حرام ہیں اور کبیرہ گناہ ہیں ۱۲

[۲] مشکوٰۃ شریف کے اکثر نسخوں میں یہاں صرف "باب" کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں لیکن بعض نسخوں میں یہ عبارت بھی لکھی ہوئی ہے "باب اختلاف القراءۃ وجمع القرآن" یعنی یہ باب ہے قراءت کے اختلاف اور قرآن مجید کی تدوین کے متعلق۔ اس باب میں ایسی ہی حدیثیں بیان کی گئی ہیں ۱۲

غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيهَا فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِي اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

۲۱۷۰ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

طریق سے میں نہیں پڑھتا تھا اور یہ سورۃ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھائی تھی میں تو اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا پھر میں نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ فارغ ہو گیا۔ مہلت دی پھر میں نے اس کو اس کی چادر سے پکڑ کر کھینچ لیا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر گیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس سے سورۃ فرقان ایسے طریق سے پڑھتے ہوئے سنی ہے جس طریق سے کہ آپ نے مجھ کو نہیں پڑھائی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دے پھر اس کو کہا کہ پڑھ پھر اس نے اسی طریق سے پڑھی جس طریق سے میں نے پہلے سنی تھی تو رسول کریم ﷺ نے سن کر فرمایا یہ سورت اسی طرح اتری ہے پھر مجھ کو کہا تو پڑھ پھر میں نے پڑھی تو فرمایا اسی طرح اتری ہے بے شک یہ قرآن سات لغات پر اتارا گیا ہے جس لغت میں آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو (متفق علیہ) اور یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

۲۱۷۰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک آدمی کو قراءت کرتے سنا اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف سن چکا تھا میں

سلہ قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا۔ اس حدیث کو امام احمد۔ ابوداؤد طیالسی۔ ابوعوانہ۔ ابن جریر۔ ابن حبان بیہقی اور باقی اصحاب سنن نے بھی ابن ماجہ کے سوا روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ بعض نے اس سے مراد سات قراءتیں لی ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد وہ اختلاف ہے جو عرب کے سات مشہور قبائل کی لغات میں تھا۔ کوئی قبیلہ کسی حرف کو کسی طرح پڑھتا ہے اور کوئی دوسرا اس کو کسی اور انداز سے پڑھتا ہے اور یہ اختلاف اس نوعیت کا ہے کہ معنے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ صرف لب و لہجہ کا فرق ہے۔ اور قرآن پاک کا موجودہ نسخہ قریش کی لغت کے مطابق ہے کیونکہ قرآن مجید انہی کی لغت کے مطابق اترا تھا لیکن اگر اب بھی کوئی آدمی کسی اور قبیلہ کی لغت کے مطابق اس کو پڑھے تو اس کو غلط نہیں کہا جائے گا مثال کے طور پر لفظ عیسیٰ اور موسیٰ کو الف مقصورہ کی صورت میں عموماً پڑھا جاتا ہے لیکن بعض قبائل میں اس کو عیسے اور موسے پڑھا جاتا ہے اور یہ دونوں جائز ہیں البتہ قریش کی لغت کے مطابق عیسیٰ اور موسیٰ پڑھنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔۱۲

يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَلَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۷۱۔ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُّصَلِّيْ فَقَرَأَ قِرَاءَةً اَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهٖ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ دَخَلْنَا جَمِيْعًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً اَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَأَ سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهٖ فَاَمَرَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاٰ فَحَسَّنَ شَاْنَهُمَا فَسَقَطَ فِيْ نَفْسِيْ مِنَ التَّكْذِيْبِ وَلَا اِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کو پکڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا میں نے آپ کو خبر دی تو میں نے آپ کے چہرہ میں کراہت محسوس کی آپ نے فرمایا تم دونوں ہی ٹھیک پڑھتے ہو اختلاف نہ کیا کرو کہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تھا تو وہ ہلاک ہو گئے تھے[1] اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۶۷۱۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں تھا ایک آدمی آکر نماز پڑھنے لگا اس نے ایسی قراءت شروع کی جس کا میں نے اس پر انکار کیا پھر ایک دوسرا آدمی آیا اس نے اس سے بھی مختلف انداز میں قراءت شروع کی جب ہم نے نماز پڑھ لی تو ہم اکٹھے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ اس نے ایسے انداز سے قراءت کی کہ میں نے اس پر انکار کیا اور دوسرا آیا تو اس نے اس سے بھی مختلف انداز میں پڑھنا شروع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو حکم دیا تو انہوں نے پڑھا اور آپ نے ان کی قراءت سن کر پسند فرمائی تو میرے دل میں تکذیب[2] کا شبہ پڑ گیا ایسا شبہ کہ شاید کبھی جاہلیت میں بھی نہیں پڑا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کیفیت دیکھی جو مجھ پر طاری تھی تو آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا تو میں

---

[1] **قرآن سات لغات پر اترا ہے**۔ اس حدیث کو عبداللہ بن امام احمد نے مراسیل میں اور نسائی نے فضائل القرآن میں اور ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی قرآن مجید کو اپنی لغت میں پڑھے تو اس پر ناراض نہ ہونا چاہئے بلکہ ہر ایک کو اپنی لغت میں پڑھنے کا حق ہے۔ کسی پر دباؤ نہ ڈالو اور جھگڑا نہ کرو کہ میری قراءت تمہاری قراءت سے بہتر ہے ۱۲

[2] **رسول اللہ کا ایک معجزہ**۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابی بن کعب کے دل میں آنحضرت کی تکذیب کا شبہ شیطان نے ڈالا اور شبہ کا دارو مدار اس پر تھا کہ جو بھی کوئی پڑھ دیتا ہے آپ اسی کو صحیح کہہ دیتے ہیں کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ محض ایک ہتھکنڈہ بازی ہو اور رسالت کا محض ڈھونگ ہو اور اس طرح لوگوں کو اپنے پیچھے لگا کر خود چوہدری بننے کا خیال ہو۔ آنحضرت نے آثار سے ان کی دلی کیفیت معلوم کی اور انکے ڈھلتے ہوئے دل پر اپنا دست مبارک رکھا جس سے وہ شیطانی وسوسہ نکل گیا اور مقام شہود میں پہنچ گئے اور اسلام، خدا اور رسول کا اتنا محکم یقین پیدا ہو گیا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں ۱۲۔

مَا قَدْ غَشِيَنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي فَفِضْتُ عَرَقًا فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللّٰهِ فَرَقًا فَقَالَ لِي يَا أُبَيُّ أُرْسِلَ إِلَيَّ
أَنِ اقْرَأِ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَأْهُ عَلَى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ
أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ اقْرَأْهُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ وَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا
فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتَّى إِبْرَاهِيمُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۶۷۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ
فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ بَلَغَنِي أَنَّ

پسینے پسینے[1] ہو گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں تو آپ نے مجھ کو فرمایا اے ابی میری طرف حکم بھیجا گیا تھا کہ قرآن کو ایک طریق سے پڑھو تو
میں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرمائی جائے سو دوسری مرتبہ مجھ کو حکم ہوا کہ میں اس کو دو طریقوں سے پڑھوں پھر میں نے تکرار کیا کہ
میری امت پر آسانی فرمائی جائے تو تیسری مرتبہ مجھ کو حکم ہوا کہ سات طریقوں پر پڑھو اور تیرے لئے ہر تکرار کے بدلے جو تم نے تکرار کی ایک سوال کا حق ہے آپ جو چاہیں
سوال کریں تو میں نے عرض کیا اے اللہ میری امت کو بخش دے اے اللہ میری امت کو بخش دے اور تیسری دعا کو میں نے اس دن کے لیے رکھ لیا ہے کہ ساری
خلقت اس دن میری طرف رغبت کرے گی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی[2] اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۶۷۱ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل نے مجھ کو ایک طریقے سے قرآن پڑھایا تو میں نے اس
سے تکرار کی اور اس سے زیادہ طریقوں کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ مجھے زیادہ طریقوں کی قراءت بتاتے گئے یہاں تک کہ سات قراءتوں پر پہنچے ابن

---

[1] یعنے طبیعت پوری طرح نرم ہو گئی۔ اور آپ کے ہاتھ رکھنے کی برکت سے اس قدر اطمینان نصیب ہوا گویا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا
ہوں اور مشاہدہ کر رہا ہوں کہ آنحضرت پر وحی اتر رہی ہے اور آپ وحی الٰہی کے مطابق بیان فرما رہے ہیں "

[2] **رسول اللہ کی اپنی امت پر شفقت** اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت ملاحظہ کرنی چاہیے کہ بار بار
جناب الٰہی میں درخواست کرتے گئے کہ قرآن پاک کی تلاوت میں اور فراخی کی جائے اور زیادہ فراخی کی جائے یہاں تک کہ سات طریقوں
کی قراءت کی اجازت مل گئی اور اپنی امت پر شفقت کے باعث اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر شفقت فرمائی اور فرمایا کہ جتنی دفعہ امت کی
آسانی کے لیے دعائیں کر چکے ہیں میں اتنی دعائیں آپ کی اور بھی منظور کروں گا تو آنحضرت نے پھر ان میں سے بھی دو بار یہ دعا کر لی
کہ میری امت کو بخشا جائے اور یقیناً تیسری دعا بھی جو قیامت کے لیے رکھی گئی ہے وہ بھی امت کی بخشش اور شفاعت کے
متعلق ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء بھی آپ کی شفاعت کے امیدوار ہوں گے۔ اللہم صل وسلم علیہ وعلیٰ آلہ
واصحابہ واتباعہ اجمعین ۱۲

تِلْكَ السَّبْعَةُ الْاَحْرُفُ اِنَّمَا هِيَ فِي الْاَمْرِ تَكُوْنُ وَاحِدًا لَا تَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَّلَا حَرَامٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۶۷۲ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرَائِيْلُ فَقَالَ يَا جِبْرَئِيْلُ اِنِّيْ بُعِثْتُ اِلٰى اُمَّةٍ اُمِّيِّيْنَ مِنْهُمُ الْعَجُوْزُ وَالشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْغُلَامُ وَالْجَارِيَةُ وَالرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ يَقْرَاْ كِتَابًا قَطُّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ وَاَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ لَيْسَ مِنْهَا اِلَّا شَافٍ كَافٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلنَّسَائِيِّ قَالَ اِنَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ اَتَيَانِيْ فَقَعَدَ جِبْرَائِيْلُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ يَسَارِيْ فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ اقْرَاِ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفٍ

شہاب نے کہا کہ یہ سات قرائتیں ایک ہی کے حکم میں ہوتی ہیں یہ حلال اور حرام میں مختلف نہیں ہوتیں متفق علیہ[1]

فصل دوم

۶۷۲ حضرت ابی بن کعب نے کہا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ نے فرمایا اے جبرئیل میں ایک بے پڑھی امت کی طرف بھیجا گیا ان میں بوڑھی عورتیں بھی ہیں اور بڑے بوڑھے مرد بھی غلام بھی اور لونڈیاں بھی اور ایسے آدمی بھی جنہوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی تو جبرئیل نے کہا اے محمد قرآن سات طریقوں پر اتارا گیا ہے[2] اس کو ترمذی نے روایت کیا اور احمد اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ ان میں ہر ایک کافی اور شافی ہے اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل اور میکائیل دونوں میرے پاس آئے جبرئیل تو میری دائیں جانب آکر بیٹھ گئے اور میکائیل بائیں جانب تو جبرئیل نے کہا کہ قرآن کو ایک طریق پر پڑھو

---

[1] اختلاف قراءت میں معنی نہ بدلیں اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اختلاف قراءت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ قراءت میں معانی یا احکام ہی بدل جائیں بلکہ وہ اختلاف قراءت برداشت ہے جس سے احکام و معانی میں کوئی فرق نہ پڑے جو چیز حرام ہے وہ حرام ہی رہے گی اور جو چیز حلال ہے وہ حلال ہی رہے گی اور اسی دائرہ کے اندر اختلاف قراءت برداشت کیا جا سکتا ہے یہ نہیں کہ الفاظ کو ایسے انداز سے بدلا جائے کہ اس کے معنی ہی کچھ اور کے اور ہو جائیں ۱۲۔

[2] نبی امی نے علوم اور حکمت کے دریا بہا دیئے اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان۔ حاکم۔ طیالسی اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے علم اور حکمت حاصل کیا اور خدا کے فضل نے اتنا کچھ دیا کہ آپ نے علوم اور حکمت کے دریا بہا دیے اور اس کے باوجود آپ نبی امی (ان پڑھ) ہیں کیونکہ آپ نے کسی دنیا کے انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا اور جتنے بھی حق تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے ہیں وہ کسی انسان سے نہیں پڑھے بلکہ انکے استاذ خداوند عالم ہی اور یہ امت بھی ان پڑھ امت کہلاتی ہے یا تو نبی امی کی نسبت سے یا پھر ان پڑھوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا نام امت امیہ ہو گیا ۱۲۔

قَالَ مِيكَائِيلُ اسْتَزِدْهُ حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ فَكُلُّ حَرْفٍ شَافٍ كَافٍ۔

۶۷۳۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى قَاصٍّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَسْأَلُ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْاٰنَ يَسْأَلُونَ بِهِ النَّاسَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۶۷۴۔ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ يَتَأَكَّلُ بِهِ النَّاسَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَوَجْهُهٗ عَظْمٌ لَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ۔

تو میکائیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان سے زیادہ کی اجازت لو یہاں تک کہ سات طریقوں پر پہنچ گیا ان میں سے ہر ایک طریقہ کافی اور شافی ہے۔

۶۷۳ عمران حصین رضی اللہ عنہ ایک قصہ گو پر گذرے جو قرآن پڑھ رہا تھا پھر سوال کرنے لگا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا پھر کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو آدمی قرآن پڑھے تو اس کے سبب اللہ ہی سے مانگے بعض قومیں اٹھیں گی جو قرآن پڑھیں گی اور اس کے ساتھ لوگوں سے سوال کریں گی اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا

فصل سوم

۶۷۴ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قرآن اس لیے پڑھے کہ اسکے سبب سے لوگوں سے لے کر کھائے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ کی ہڈیاں ننگی ہوں گی اس پر کوئی گوشت نہیں ہو گا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا

لہ قرآن پڑھ کر مانگنا بہت ہی برا ہے۔ اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن ابی شیبہ اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کا وعظ کہہ کر بعد میں سوال کرنا انتہائی برا کام ہے گویا اپنے اس وعظ کی قیمت لے لی اور آخرت کے لیے کچھ نہ رکھا۔ اگر قومی کام یا رفاہ عامہ کے لیے چندہ حاصل کرنا ہو تو ترغیب کے طور پر قرآن پاک کی آئتیں پڑھ سکتا ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ اگر مانگنا ہو تو وعظ نہ کہے اور اگر وعظ کہنا ہو تو سوال نہ کرے کیونکہ اس طرح قرآن کی بے ادبی ہوتی ہے ۱۲

ے اس حدیث کی سند کا حال معلوم نہیں ہو سکا لیکن اس کے کچھ شواہدات ہیں جن میں سے بعض صحیح بھی ہیں چنانچہ امام حاکم نے ابو سعید سے اسی مضمون کو روایت کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح بھی کہا ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی تلاوت کر کے مانگنا بہت برا ہے ۱۲۔

۶۷۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرِفُ فَصْلَ السُّوْرَةِ حَتّٰى يُنَزَّلَ عَلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۶۷۶ وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا هٰكَذَا اُنْزِلَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَرَأْتُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ فَبَيْنَا هُوَ يُكَلِّمُهُ اِذْ وَجَدَ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۷۷ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

---

۶۷۵ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ اترتی دو سورتوں کے فاصلہ کا پتہ نہ چلتا[۱] اس کو ابوداود نے روایت کیا۔

۶۷۶ علقمہ نے کہا کہ ہم حمص میں تھے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ یوسف پڑھی تو ایک آدمی نے کہا کہ یہ سورۃ اس طرح تو نہیں اتری تو حضرت عبداللہ نے کہا خدا کی قسم میں نے اس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا تو آپ نے فرمایا تو نے بہت اچھی پڑھی پس اسوقت کہ وہ حضرت عبداللہ سے باتیں کر رہا تھا اس سے شراب کی بو آئی تو حضرت عبداللہ نے کہا کہ تو شراب پیتا ہے اور قرآن کو جھٹلاتا ہے پھر آپ نے اس کو حد لگائی[۲] متفق علیہ۔

۶۷۷ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یمامہ کی لڑائی کے زمانہ میں آدمی بھیجا اس وقت عمر بن خطاب بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے

---

[۱] بسم اللہ دو سورتوں میں فاصلہ ہے اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن مجید کی ایک آیت ہے اور یہ ہر سورت کے ابتدا میں فصل کے لیے اتاری گئی ہے اور یہ ہر سورت کی مستقل آیت نہیں ہے ۱۲۔

[۲] حاکم قوی قرینہ پر حد لگا سکتا ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ عبدالرزاق۔ ابونعیم اور ابوعوانہ نے بھی روایت کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود حمص میں گورنر تھے۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں کہ امام اور حاکم کو جائز ہے کہ جب کوئی قوی قرینہ موجود ہو تو حد قائم کی جاسکتی ہے اگرچہ مجرم اپنے جرم کا اقرار نہ کرے اور نہ ہی اس پر شہادتیں مہیا ہوسکیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود شراب کی بو پائے جانے پر حد کو واجب جانتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنے رضاعی بھائی ولید بن عقبہ کو محض شراب کی بو کی شہادت پر حد لگا دی تھی اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود نے بھی اس آدمی کو حد لگا دی اور یہ جو فرمایا کہ تو قرآن کو جھٹلاتا ہے یہ محض تشدید اور تغلیظ ہے ورنہ وہ قرآن کا منکر نہیں تھا ۱۲۔

عِنْدَهٗ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِيْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّيْ اَخْشٰى اِنِ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذٰلِكَ وَرَاَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَاٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْ بَكْرٍ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ

تھے تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کے دن جب لڑائی گرم ہوئی تو بہت سے قرآن کے قاری مارے گئے اور مجھے خطرہ ہے اگر اسی طرح چند ایک جگہوں میں قاریوں کا قتل ہوا تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ چلا جائے گا اور میرا خیال ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا حکم دیں تو میں نے عمر سے کہا کہ آپ ایسا کام کیونکر کر سکیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو عمر نے کہا خدا کی قسم یہ کام اچھا ہے حضرت عمر مجھ سے برابر تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ کو اس کے لیے کھول دیا اب میرا بھی اس معاملہ میں وہی خیال ہے جو عمر کا ہے تو زید نے کہا حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا تو ایک نوجوان سمجھدار آدمی ہے ہم تجھ پر کوئی تہمت نہیں رکھتے[1] اور تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا سو قرآن مجید کو تلاش کر اور اس کو جمع کر دے زید نے کہا خدا کی قسم اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے کا حکم دیتے تو یہ قرآن جمع کرنے سے زیادہ مجھ پر بوجھل نہ ہوتا[2] زید نے کہا میں نے عرض کیا تم ایسا کام کیونکر کرو گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ کام اچھا ہے ابوبکر مجھ سے تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

[1] جنگ یمامہ کا مختصر حال۔ اس حدیث کو احمد، طیالسی۔ ابن سعد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن جریر اور ابن ابی داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ یمامہ ایک شہر کا نام ہے یہ شہر بنو حنیفہ کا مرکز تھا اور مسیلمہ کذاب نے اس کو اپنا مرکز بنا رکھا تھا چونکہ اس کے متبع زیادہ تر بنو حنیفہ ہی کے آدمی تھے اور وہ خود بھی بنو حنیفہ ہی کا ایک فرد تھا اس لیے بنو حنیفہ اپنے قبیلہ کی بڑائی کے لیے اس کی جھوٹی نبوت کو رائج کرنے میں اس کے مددگار رہتے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے خالد بن ولید کی ماتحتی میں لشکر روانہ کیا مسیلمہ مارا گیا۔ اسکی نبوت کا خاتمہ ہوا اور یہ خانہ ساز نبوت وہیں دفن ہو گئی لیکن اس جنگ میں مسلمان بھی بہت سے شہید ہوئے۔ حضرت ابوبکر اسلام کو بالکل اسی انداز پر رکھنا چاہتے تھے جس انداز پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسکو چھوڑ کر گئے تھے۔ چونکہ آپ کے زمانہ میں قرآن پاک موجودہ شکل میں لکھا ہوا نہیں تھا بلکہ متفرق اجزا پر لکھا ہوا تھا حضرت ابوبکر بھی اس کو اسی طرح رکھنا چاہتے تھے حضرت عمر نے جب بتایا کہ قاری شہید ہوتے گئے تو ممکن ہے کوئی حصہ قرآن کا لکھا ہوا ہمیں دستیاب نہ ہو سکے لہٰذا ابھی سے اس کو محفوظ کر لینا چاہیے تو یہ بات حضرت ابوبکر کو پسند آ گئی اور اس پر آمادہ ہو گئے ۱۲۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۷۸ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَةَ وَأَذْرَبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ

نے میرے سینہ کو اس کام کے لیے کھول دیا جس کے لیے ابوبکر اور عمر کے سینہ کو کھولا تھا پھر میں نے قرآن کو تلاش کر کے جمع کرنا شروع کیا میں نے قرآن کو کھجوروں کی شاخوں پر لکھا ہوا بھی لیا اور سفید پتھروں اور آدمیوں کے سینوں سے بھی حاصل کیا یہاں تک کہ سورۃ توبہ کی آخری آیت مجھے ابوخزیمہ انصاری کے پاس ملی اور اس کے سوا اور کسی کے بھی یہ آیت نہ ملی کہ بیشک آئے تمہارے پاس رسول تمہاری اپنی ہی جانوں سے سورۃ توبہ کے خاتمہ تک تو یہ لکھے ہوئے صحیفے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فوت کر لیا پھر حضرت عمر کی زندگی میں ان کے پاس رہے پھر حضرت عمر فاروق کی بیٹی حضرت حفصہ کے پاس رہے[۱] اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۶۷۸ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان حضرت عثمان کے پاس آئے اور حضرت عثمان اس وقت اہل شام کی لڑائی کا انتظام کر رہے تھے آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے لیے اور قراءت میں لوگوں کے اختلاف سے حضرت حذیفہ گھبرائے ہوئے تھے تو حذیفہ نے حضرت عثمان کو کہا اے امیر المومنین اس امت کو کتاب میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کرنے سے پہلے پہلے سنبھال لو تو حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کے پاس پیغام بھیجا

(بقیہ حواشی صفحہ گذشتہ) [۲] زید بن ثابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی کاتب وحی رہ چکے تھے اس لیے ان دونوں بزرگوں نے انہی کو کتابت قرآن کے لیے پسند فرمایا اور کہا کہ ہم آپ پر کوئی کسی قسم کی کمی بیشی کا اتہام نہیں لگائیں گے اور آپ کو پورا دیانتدار آدمی سمجھیں گے کیونکہ خدا تعالیٰ کے رسول نے جب ان پر اعتماد کر کے ان کو کاتب وحی رکھ لیا تو اور کسی کی کیا مجال تھی کہ ان پر اعتماد نہ کرتا ۱۲۔

[۳] یہ حضرت زید بن ثابت کی دیانتداری تھی کہ ان کو اس عظیم ذمہ داری کا احساس ہوا کہ جو بار میرے کندھوں پر رکھا جا رہا ہے اگر اس میں ذرہ بھی فرق آیا تو قیامت تک کے قرآن پڑھنے والوں کی غلطی کا گناہ مجھ پر ہوگا۔ اس سے آپ کانپ اٹھے اور کہنے لگے کہ اگر تم مجھ کو یہ حکم دیتے کہ فلاں پہاڑ کو اٹھا کر فلاں جگہ لے جاؤ تو مجھ کو اتنا بوجھ محسوس نہ ہوتا ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] اور پھر حفصہ رضی اللہ عنہا سے لے کر حضرت عثمان نے اس سے کئی نسخے لکھوائے جیسا کہ اس کی تفصیل اگلی حدیث میں آ رہی ہے

الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى فَاَرْسَلَ عُثْمَانُ اِلٰى حَفْصَةَ اَنْ اَرْسِلِيْ اِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ
ثُمَّ نَرُدُّهَا اِلَيْكِ فَاَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ اِلٰى عُثْمَانَ فَاَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَ
سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ
لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلٰثَةِ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ
قُرَيْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى اِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمٰنُ الصُّحُفَ اِلٰى
حَفْصَةَ وَاَرْسَلَ اِلٰى كُلِّ اُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِّمَّا نَسَخُوْا وَاَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِيْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ
اَوْ مُصْحَفٍ اَنْ يُّحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ
ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ اٰيَةً مِّنَ الْاَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

کہ ہمارے پاس قرآن پاک کے نسخے روانہ کردو ہم ان سے مصاحف نقل کرکے آپ کو واپس کردیں گے تو حضرت حفصہ نے حضرت عثمان کے پاس بھیج دیئے تو حضرت عثمان نے زید بن ثابت اور عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبداللہ بن حارث بن ہشام کو حکم دیا تو انہوں نے مصاحف میں لکھنا شروع کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریشی آدمیوں کو کہا جب تمہارا اور زید بن ثابت کا کسی قراءت میں اختلاف ہو جائے تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو کیوں کہ قرآن ان کی زبان میں اترا ہے سو انہوں نے ایسا ہی کیا چنانچہ جب مصاحف لکھے جا چکے تو حضرت عثمان نے وہ نسخہ حضرت حفصہ کو بھیج دیا جو ان سے منگایا تھا اور ہر طرف جو قرآن کے نسخے لکھے گئے تھے بھیج دیئے اور حکم دیا کہ اب باقی جو نسخے ان کے علاوہ کسی کے پاس موجود ہوں تو ان کو جلا دیا جائے ابن شہاب نے کہا کہ مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ زید بن ثابت نے کہا میں نے سورۃ احزاب کی ایک آیت مصحف لکھتے وقت نہ پائی جس

لہ **کتابت قرآن کے تین مرحلے** ۔ اس حدیث کو ترمذی ۔ نسائی ۔ ابن سعد ابن ابی داؤد ۔ ابن الانباری ۔ ابن حبان اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے ۔ آذربائیجان ایران کا شمال مغربی حصہ ہے اور آرمینیا قفقاز کا جنوبی علاقہ ہے حضرت عثمان ان کی فتح کے لیے اہل عراق اور اہل شام کا لشکر تیار کر رہے تھے ۔ قرآن کی کتابت کے تین مرحلے ہیں پہلی دفعہ تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو لکھوایا ۔ لیکن اس وقت کسی کاغذ پر کسی پتھر پر کسی کھجور کی شاخ پر جس طرح بھی ہو سکا لکھ لیا گیا اور اس وقت قرآن کے یاد کرنے والے حافظ بیشمار تھے ۔ بعد ازاں صدیق اکبر نے مختلف اجزا سے اس کو لکھوایا لیکن ایک ایک سورت کو الگ الگ جزوں میں لکھا دیا اور ان کو صحیفے کہا جاتا تھا پھر حضرت عثمان نے ان سورتوں کو یکجا کرکے قرآن کی اکٹھی شکل میں تبدیل کر دیا جیسا کہ آجکل ہے اور ایک تبدیلی یہ کی کہ مختلف قراءتوں میں سے قریش کی قراءت کو تجویز کیا گیا اور جو صحیفے یا آیات دوسری قراءتوں کے مطابق لکھے گئے تھے ان کو جلا دیا تاکہ امت سے اختلاف ختم ہو جائے ۔ قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق (جو کارآمد نہ رہے ہوں) کے متعلق علماء نے مختلف تجویزیں پیش کی ہیں اگر دھو کر مٹایا جا سکے تو مٹا کر اس کو پی لیا جائے اگر نہ مٹ سکے تو یا ان کو جلا کر راکھ کسی ایسی جگہ میں دفن کی جائے جہاں لوگوں کے قدم نہ آ سکیں یا پھر خود بوسیدہ اوراق ہی کو کسی محفوظ جگہ میں دفن کر دیا جائے ۱۲ ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۷۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِعُثْمَانَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى أَنْ عَمَدْتُمْ إِلَى الْأَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِي وَإِلَى بَرَاءَةَ وَهِيَ مِنَ الْمِئِينَ فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَوَضَعْتُمُوهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذٰلِكَ قَالَ عُثْمَانُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَأْتِي عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ تَنْزِلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ وَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُولُ ضَعُوا هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا فَإِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ

کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا آپ اس کو پڑھتے تھے ہم نے اس کی تلاش کی تو خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس سے مل گئی وہ آیت یہ تھی مومنوں سے کچھ آدمی ایسے ہیں جنہوں نے اپنے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کر دیا تو ہم نے اس آیت کو اس صورت میں مصحف میں ملا دیا اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۶۷۹ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان سے پوچھا کہ تم کو کس چیز نے آمادہ کیا انفال کی طرف اور وہ مثانی سے ہے اور سورت براءت کی طرف اور وہ مئین سے ہے تم نے ان دونوں کو ملا دیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر بھی نہیں لکھی اور تم نے اس کو سات لمبی سورتوں میں رکھ دیا تم کو اس چیز پر کس نے آمادہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وقت گزرتا رہتا اور کئی آیتوں والی سورتیں اترتی رہتیں اور جب آپ پر کوئی چیز اترتی تو آپ ان لوگوں میں سے کسی کو بلا بھیجتے جو آپ کی وحی لکھا کرتے تھے آپ فرماتے اس آیت کو اس سورۃ میں رکھو جس میں فلاں فلاں چیز کا ذکر ہے اور اسی طرح جب آپ پر کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ فرماتے اس آیت کو اس سورۃ میں رکھو جس میں فلاں

لہ سور قرآن کی ترتیب توقیفی ہے۔ سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے یہ بذریعہ الہام نہیں ہوئی۔ امت کے جید علماء نے مضمون کے ربط کو مدنظر رکھتے ہوئے سورتوں کی ترتیب قائم کی ہے اور یہ علماء صحابہ کرام تھے حضرت عثمان نے سات نسخے نقل کروائے تھے جو ان شہروں اور علاقوں میں بھیجے گئے۔ مکہ مکرمہ۔ شام۔ یمن۔ بحرین۔ مدینہ منورہ۔ بصرہ اور کوفہ اور پھر ان علاقوں میں لوگوں نے ان سے نقل کر لیے ۱۲۔

ٹہ مثانی وہ سورتیں ہیں جو سورہ فاتحہ کے بعد شروع ہوتی ہیں یعنی سورہ بقرہ سے لے کر انفال تک ۱۲۔

سٹہ مئین وہ سورتیں ہیں جن کی آیتیں سو سے زیادہ یا سو یا سو کے قریب قریب ہیں۔ قرآن کی سورتوں کی تقسیم چار حصوں میں کی گئی ہے۔ سورہ فاتحہ کے بعد کی سات سورتیں مثانی کہلاتی ہیں اور ان کے بعد کی سورتیں مئین کہلاتی ہیں پھر ان کے بعد سورہ حجرات تک توالی کہلاتی ہیں اور سورہ حجرات سے لے کر آخر تک مفصلات کہلاتی ہیں ۱۲۔

الْاٰیَۃَ فَیَقُوْلُ ضَعُوْا ھٰذِہٖ الْاٰیَۃَ فِی السُّوْرَۃِ الَّتِیْ یُذْکَرُ فِیْھَا کَذَا وَکَذَا وَکَانَتِ الْاَنْفَالُ مِنْ اَوَائِلِ مَا نَزَلَتْ بِالْمَدِیْنَۃِ وَکَانَتْ بَرَاءَۃُ مِنْ اٰخِرِ الْقُرْاٰنِ نُزُوْلًا وَکَانَتْ قِصَّتُھَا شَبِیْھَۃً بِقِصَّتِھَا فَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یُبَیِّنْ لَنَا اَنَّھَا مِنْھَا فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ قَرَنْتُ بَیْنَھُمَا وَلَمْ اَکْتُبْ سَطْرَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَوَضَعْتُھَا فِی السَّبْعِ الطُّوَلِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

كِتَابُ الدَّعَوَاتِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۶۸۰ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ فَتَعَجَّلَ کُلُّ

فلاں چیز کا ذکر ہے اور سورۃ انفال مدینہ منورہ کے ابتدائی وقت میں نازل ہوئی اور سورۃ برأت کے آخری دنوں میں نازل ہوئی اور ان کا مضمون ایک دوسرے سے ملتے جلتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور آپ نے ہم سے وضاحت نہ فرمائی کہ سورۃ توبہ انفال ہی کا بقایا ہے یا نہیں اس طرح میں نے ان دونوں سورتوں کو آپس میں اکٹھا کر دیا ہے اور میں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر بھی نہیں لکھی اور میں نے اس کو سات لمبی سورتوں میں رکھ دیا اس کو احمد، ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا

دعاؤں کا بیان

فصل اول

۶۸۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک دعا قبول کی جاتی ہے ہر نبی نے اپنی دعا میں جلدی کی

له دعا کبھی ضائع نہیں جاتی۔ عبادات میں سے دعا سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو عزیز ہے جیسا کہ آئندہ حدیثوں سے آپ کو معلوم ہوگا یہی اصل عبادت ہے یہی عبادت کا مغز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے تم مجھ کو پکارو میں تمہاری دعا کو شرف قبولیت عطا کروں گا اور یقیناً خدا تعالیٰ ہر دعا کو قبول کرتے ہیں لیکن اس کے لیے چند ایک شرائط ہیں۔ بندہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے نافرمانی نہ کرے۔ خوراک اور لباس حلال کا ہو حرام کا نہ ہو۔ قطع رحمی یا گناہ کی دعا نہ کرے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بندے کی مصلحت کے مطابق اگر کچھ دیر ہو جائے تو بندہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ ان شرائط کے بعد دعا ضرور قبول ہوگی۔ یا تو بعینہٖ قبول ہو جائے گی اور اگر وہ حکمت الٰہی کے خلاف ہوگی تو اس کے بدلے میں کوئی اور چیز مل جائے گی یا پھر آخرت کے خزانہ میں جمع ہو جائے گی ۱۲

نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِيِّ أَقْصَرُ مِنْهُ۔

۶۸۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ آذَيْتُهُ شَتَمْتُهُ لَعَنْتُهُ جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلٰوةً وَزَكٰوةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۶۸۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِي إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْئَلَتَهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَلَا مُكْرِهَ لَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے لیے چھپا رکھی ہے اور میری دعا انشاء اللہ میری امت میں سے ہر آدمی کو پہنچے گی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہوگا[1] اس کو مسلم نے روایت کیا اور بخاری میں اس سے مختصر ہے

۶۸۱ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا اے اللہ میں نے تجھ سے ایک عہد حاصل کیا ہے جس کا تو خلاف نہیں کرے گا سو میں ایک آدمی ہوں پھر اگر کسی مومن کو میں نے تکلیف دی ہو یا میں نے کسی کو گالی دی ہو یا میں نے کسی پر لعنت کی ہو یا کسی کو میں نے مارا ہو تو اس کو اس کے حق میں قیامت کے دن رحمت اور پاکیزگی اور قرب خداوندی کا باعث بنا دے[2] متفق علیہ

۶۸۲ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے تو مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے تو مجھ کو رزق دے اپنی دعا کو پورے یقین سے مانگے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اس کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے[3] اس کو بخاری نے روایت کیا

---

[1] شرک ناقابل معافی جرم ہے۔ اس کو احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے شفاعت کا اثبات بھی ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو آدمی شرک نہ کرے وہ ہمیشہ کا جہنمی نہیں ہے خواہ اس نے کتنے ہی گناہ کبیرہ کیے ہوں سہرنبی کی ایک دعا ایسی ہے جو یقینا قبول کی جائے گی ۱۲

[2] رسول اللہ کی دو آدمیوں پر ناراضگی اس حدیث کے اور بھی کئی طرق ہیں صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے انہوں نے آپ سے کوئی بات کی میں نہیں جانتی کہ وہ کیا بات تھی آپ غصہ میں آگئے اور ان کو سخت سست کہا اور ان پر لعنت بھی کی پھر جب وہ چلے گئے تو آپ نے اللہ تعالے سے یہ دعا مانگی کہ یا الٰہی میں بھی آدمی ہوں آخر تک ۱۲

[3] دعا پختہ یقین سے کرو۔ اس حدیث کو احمد مسلم اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۸۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ وَلٰكِنْ لِيَعْزِمْ وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۸۴۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ مَالَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيبُ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۸۵۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ اٰمِيْنَ وَلَكَ

---

۶۸۳ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے دعا کرے تو اس طرح نہ کہے اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھ کو بخش دے لیکن پوری تاکید سے دعا کرے اور اپنی رغبت کو پوری طرح ظاہر کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تو کوئی چیز بڑی نہیں ہے کہ وہ کسی کو دے نہ سکے اس کو مسلم نے روایت کیا[1]

۶۸۴ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک بندہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے تب تک اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی نہ کرے سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول جلد بازی کیا ہے آپ نے فرمایا کہ بندہ کہنے لگے کہ میں تو دعا کرتا رہا میری دعا تو قبول نہیں ہوتی اس وقت تھک جاتا ہے اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے[2] اس کو مسلم نے روایت کیا

۶۸۵ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان آدمی کی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا جلدی قبول ہوتی ہے اسکے پاس فرشتہ مقرر رہتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ موکل فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ تیرے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) دعا بالکل پختہ یقین سے کرنی چاہئے اور اس طرح نہ کہنا چاہئے کہ اگر تیری مرضی ہو تو میری دعا کو قبول کر کیونکہ ان الفاظ میں ایک تو شک سا پایا جاتا ہے کہ شاید میری دعا قبول ہو یا نہ ہو حالانکہ اللہ تعالےٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں اور دوسرا سبب یہ ہے کہ ایسے الفاظ ایسے آدمی کو کہے جاتے ہیں جو کچھ مجبور سا نظر آ رہا ہو کہ اگر کر سکو تو کر دو تو ان الفاظ میں سوء ادبی ہے اللہ تعالےٰ ہر چیز کر سکتے ہیں ان کو کوئی مجبوری نہیں ہے ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

[2] اس حدیث کو بخاری اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ دعا ضرور قبول ہوتی ہے آدمی کو چاہئے کہ کبھی ناامید نہ ہو۔ البتہ دعا کی قبولیت کے لیے کچھ شرائط ہیں اور وقت بھی مقرر ہوتا ہے ان کی تفصیل کچھ گذر چکی ہے کچھ آگے آ رہی ہے ۱۲

بِمِثْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۸۶ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْئَلُ فِيْهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذُكِرَ حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فِيْ كِتَابِ الزَّكٰوةِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۶۸۷ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

ویسے ہی الیسا ہی ہو اس کو مسلم نے روایت کیا

۶۸۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جانوں کے لیئے بُری دعا نہ کیا کرو اور نہ اپنی اولاد کے لیے اور نہ اپنے مالوں کے لیے ایسا نہ ہو کہ تم اللہ تعالیٰ سے کسی ایسے وقت بُری دعا مانگ بیٹھو جب کہ دعائیں قبول ہونے کا وقت ہو اور وہ بددعا تمہارے حق میں قبول ہو جائے اس کو مسلم نے روایت کیا اور ابن عباس کی حدیث اتق دعوۃ المظلوم کتاب الزکوٰۃ میں ذکر ہو چکی ہے

فصل دوم

۶۸۷ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا (پکارنا) ہی تو عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور تمہارا رب نے کہا کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا اس کو احمد، ترمذی، ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا

لے **قبولیت دعا میں دیر کیوں ہوتی ہے** اس حدیث کو احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ دعا کی قبولیت کی شرطیں بیان ہو چکی ہیں۔ اگر وہ شرائط پوری ہوں تو دعا ضرور قبول ہوتی ہے لیکن اپنے وقت مقرر پر یوں سمجھئے کہ جب تک کھانا اچھی طرح پک نہ جائے ماں اپنے بچے کو کچا کھانا نہیں دیتی۔ کیونکہ ماں جانتی ہے کہ کونسا وقت بچے کو کھانا دینے کا مناسب ہے اور کونسا نہیں لیکن بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے روتا اور ضد کرتا ہے کیونکہ وہ دیر کی مصلحت نہیں جانتا اور بعض اوقات آدمی خدا تعالیٰ سے کوئی ایسی چیز مانگتا ہے جو اس کے حق میں مضر ہوتی ہے وہ دعا اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتے بلکہ اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز دیدیتے ہیں یا پھر وہ دعا آخرت کے خزانے میں جمع ہو جاتی ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ آگ کے سرخ سرخ کوئلے بچے کو بڑے خوشنما معلوم ہوتے ہیں لیکن ماں باپ بچے کو اس سے دور رکھتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آگ اس کو جلا دے گی لیکن بچہ اس کو نہیں سمجھتا یہی حال انسان کا ہے وہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ سے ایسی چیز مانگتا ہے جو اس کے حق میں مضر ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ نہیں دیتے ۱۲۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۸۸ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۶۸۹ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۶۹۰ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۶۹۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ

---

۶۸۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے[3] اس کو ترمذی نے روایت کیا

۶۸۹ حضرت ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قدر والی کوئی چیز نہیں ہے[4] اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۶۹۰ اور سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر کو صرف دعا ہی روک سکتی ہے اور نیکی کے سوا عمر کو اور کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی[5] اس کو ترمذی نے روایت کیا

۶۹۱ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا ان مصیبتوں میں بھی فائدہ مند ہے جو نازل ہو چکی ہوں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئیں تو اللہ کے بندو تم دعا کو لازم پکڑو[6] اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اس حدیث کو احمد نے معاذ بن جبل سے روایت

(بقیہ صفحہ گذشتہ) [2] **قبولیت دعا کے خاص اوقات** اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ویسے تو دعا ہر وقت کی جا سکتی ہے اور ہر وقت قبول ہوتی ہے لیکن نماز کے بعد۔ نماز کے اندر۔ پچھلی رات میں۔ لیلۃ القدر میں جمعہ کے دن خطبہ کے وقت اور جمعہ کے دن عصر کے بعد شام تک کے اوقات دعا کی قبولیت کے خاص وقت ہیں ۱۲۔

[3] **دعا بذات خود عبادت ہے۔** اس حدیث کو بخاری نے ادب مفرد میں اور ابن حبان۔ حاکم۔ ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے عبادت یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو عاجز سمجھے اور خدا تعالےٰ کو قادر اور حاکم اور متصرف سمجھے اور جب بندہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہے تو اس کے تصور میں یہی چیزیں ہوتی ہیں کہ میں محتاج ہوں اور اللہ تعالےٰ غنی اور قادر ہے تو اس لحاظ سے دعا بہترین عبادت بھی ہے مطلب یہ ہے کہ اگر دعا قبول ہو جائے تو یہ دوسرا فائدہ ہے پہلا فائدہ یہ ہے کہ دعا بذات خود اللہ تعالےٰ کی عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے ۱۲۔

[4] یہ حدیث صحیح ہے ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

(باقی بر صفحہ آئندہ)

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۶۹۲ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْعُوْ بِدُعَاءٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ مَا سَأَلَ اَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهُ مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۶۹۳ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّسْاَلَ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۶۹۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَسْاَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے

۶۹۲ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بھی کوئی دعا اللہ تعالیٰ سے مانگے یا تو اللہ تعالیٰ وہی چیز اس کو دے دیتے ہیں یا اس کی مثل اس سے برائی کو روک دیتے ہیں بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے[۵] اس کو ترمذی نے روایت کیا

۶۹۳ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے اس کا افضل مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت کشائش کی انتظار[۶] ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۶۹۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جاتے ہیں[۷] اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۴] اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان۔ حاکم اور بخاری نے بھی ادب مفرد میں روایت کیا ہے۔ دعا سب سے زیادہ قدر والی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بندے کی مسکینی کا اظہار رہے ۱۲۔

[۵] اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ تقدیر اللہ تعالیٰ ہی کا نوشتہ ہے اور دعا اللہ تعالیٰ ہی سے درخواست ہے وہ اگر چاہے تو اپنے فیصلے میں تبدیلی کر دے اس کو ہر طرح کا اختیار ہے ۱۲۔

[۶] اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔ جیسے ڈھال۔ تیر تلوار کے زخم سے بچانے کا سبب ہے یا جیسے پانی سبزی اگانے کا سبب ہے اسی طرح دعا بھی مصیبتوں سے بچانے کا سبب ہے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۷] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابن لہیعہ راوی ضعیف ہے لیکن اس مضمون کی ایک حدیث احمد اور ترمذی نے عبادہ بن صامت سے اور ایک حدیث احمد نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں ان سے اس کی تائید ہوتی ہے اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۲۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۹۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يَعْنِيْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يُّسْأَلَ الْعَافِيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۶۹۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۶۹۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

---

۶۹۵ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی پر دعا کرنے کا دروازہ کھولا گیا سمجھو کہ اس پر رحمت کا دروازہ کھولا گیا اور اللہ تعالے کو عافیت (بچاؤ) کے سوال سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں ہے کہ جو اس سے مانگی جائے[1] اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۶۹۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کی خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا سختی میں قبول کرے تو اسے چاہیئے کہ آرام کے دنوں میں زیادہ دعا کیا کرے[2] اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۶۹۷ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرو کہ تم کو اس کی قبولیت کا پورا پورا یقین ہو اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کسی غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتے[3] اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) [1] اس حدیث کو ابونعیم نے اسرائیل سے روایت کیا ہے اور وہ حدیث صحیح ہے۔ خدا تعالےٰ کی رحمت کی امید رکھنا بہترین عبادت ہے ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، بزار اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے قربان جائیے کہ اگر اس سے نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے اور لوگوں سے اگر مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتے ہیں (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] خدا کو سب سے پیاری چیز دعا ہے اس حدیث کو حاکم اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی نہیں ہے۔ عذاب سے بچنے کی دعا کرنا اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے کہ کوئی مجھ سے عذاب اور مصیبت سے بچنے کی دعا کرے اور دعاؤں کا دروازہ جس پر کھل گیا یعنی طبیعت دعا کرنے کی طرف مائل ہو گئی تو اس پر اللہ تعالےٰ کی رحمت ہو گئی کیونکہ دعائیں آخر قبول ہو ہی جائیں گی اور اس کی دعائیں قبول کرنے کے لیے ہی تو اس کو دعا کی توفیق مل رہی ہے ۱۲۔

[2] آسائش میں دعا قبولیت کا باعث ہے اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ عیش کے دنوں میں تم اللہ تعالےٰ کو یاد رکھو سختی کے دنوں میں اللہ تعالےٰ تم کو یاد رکھیں گے ۱۲۔

[3] دعا پوری توجہ سے کرو۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ اگر تم بے پروا ہو کر مانگو گے تو خدا تعالےٰ بھی تم سے بے نیاز ہو جائیں گے اور اگر تم توجہ سے مانگو گے تو اللہ تعالےٰ بھی توجہ سے سنیں گے ۱۲۔

۶۹۸ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَسْئَلُوْهُ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْاَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْاَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۶۹۹ وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

۷۰۰۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

---

۶۹۸ مالک بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو تو اس سے اپنی ہتھیلیوں کے اندر کی جانب سے سوال کیا کرو اور ہاتھوں کی پیٹھوں سے سوال نہ کیا کرو (یعنی الٹے ہاتھ سے) اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ہتھیلیوں کی جانب سے سوال کیا کرو اور ہاتھوں کی پیٹھوں سے سوال نہ کرو اور جب فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو مونہوں پر پھیرو[۱] اسکو ابو داؤد نے روایت کیا

۶۹۹ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب بڑا حیاء والا ہے بڑا سخی ہے اپنے بندوں سے شرم کرتا ہے کہ جب اس کے سامنے وہ اپنے ہاتھوں کو اٹھائے تو ان کو خالی ہاتھ لوٹا دے[۲] اس کو ترمذی ابو داؤد اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا

۷۰۰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے تو ان کو منہ پر ملے بغیر نیچے نہیں کرتے تھے[۳] اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

---

[۱] دعا میں ہاتھ کیوں اٹھائے جاتے ہیں اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور حاکم اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ دعا کے آداب میں سے ہے کہ ہاتھ اوپر اٹھائے جائیں۔ قریباً چہرہ کے برابر اور یہ گداگر کی حالت سے مشابہت ہے جیسے فقیر کسی کے دروازے پر کھڑے ہو کر سوال کرتا ہے اور اپنا پیالہ خیرات لینے کے لیے آگے بڑھا دیتا ہے اسی طرح بندہ خدا تعالیٰ کے سامنے ہاتھوں کا پیالہ خیرات کے لیے بڑھا دیتا ہے ۱۲۔

[۲] دعا خالی نہیں جاتی۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور حاکم نے صحیح۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ ضرور رکھ دیتے ہیں خالی واپس نہیں کرتے ۱۲۔

[۳] اس حدیث کی سند کمزور ہے لیکن اس کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث حضرت انس سے بھی ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا اور ان کو منہ پر پھیرنا سنت ہے ۱۲۔

۷۰۱- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۷۰۲- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ۔

۷۰۳- وَعَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ لِيْ وَقَالَ اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهٗ عِنْدَ قَوْلِهٖ وَلَا تَنْسَنَا۔

۷۰۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند کیا کرتے تھے۔ اور اس کے علاوہ باقی دعاؤں کو چھوڑ دیتے[1]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۷۰۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے جلدی قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو غائب آدمی کے حق میں کرے[2]۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۷۰۳- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے مجھ کو اجازت فرمائی۔ اور فرمایا۔ اے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں شریک کر لینا۔ اور ہمیں بھول نہ جانا۔ آپ نے یہ ایک ایسی بات کہی کہ اگر ساری دنیا بھی اسکے عوض میں مجھے مل جائے تو وہ مجھے خوشی نصیب نہ ہو۔ جو اس بات سے ہوئی[3]۔ اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی کی روایت ولا تنسنا تک ختم ہو جاتی ہے۔

---

[1] جامع دعا کونسی ہے۔ اس حدیث کو حاکم اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ جامع دعا وہ ہے جس کے الفاظ کم ہوں اور معنی بہت زیادہ ہوں اور اس میں دین و دنیا کی تمام بھلائیاں آ جائیں۔ عام طور پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ایسی ہی ہوتی تھیں ورنہ کبھی کبھی آپ خاص مقصد کے لیے بھی دعائیں مانگتے تھے ۱۲۔

[2] غائب کیلئے دعا کیوں قبول ہوتی ہے اس حدیث کو ترمذی نے ضعیف کہا ہے اور طبرانی نے کبیر میں اور بخاری نے ادب مفرد میں اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ غائب کی دعا میں چونکہ ریا نہیں ہوتا اور خلوص دل سے ہوتی ہے۔ لہذا جلد قبول ہو جاتی ہے ۱۲۔

[3] آنحضرت نے عمر فاروق سے دعا کرائی۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے سے کم تر درجہ والے سے بھی درخواست دعا کرنی چاہئے۔ حضرت عمر کو خوشی اس لیے ہوئی کہ آپ نے ان کو بھائی بھی کہا اور ان سے دعا میں شرکت کی خواہش بھی کی ۱۲۔

۷۰۴۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِیْنَ یُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَیَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۷۰۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِیْهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۷۰۶ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَسْاَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰی یَسْاَلَ

---

۷۰۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمی ہیں۔ جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ روزہ دار کی دعا روزہ کھولنے کے وقت۔ اور انصاف کرنے والے حاکم کی دعا۔ اور مظلوم آدمی کی دعا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو بادلوں کے اوپر اٹھاتے ہیں۔ اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میری عزت کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا۔ اگرچہ کچھ دیر ہو جائے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۷۰۵ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین دعائیں ہیں۔ جو یقیناً قبول ہو جاتی ہیں۔ ان میں شک نہیں ہے۔ باپ کی دعا اپنی اولاد کے حق میں اور مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

فصل سوم

۷۰۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے رب سے اپنی ساری

۵ے مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور احمد۔ ابن ماجہ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم سے فرماتے ہیں کہ میں تیرا حق ضائع نہیں کروں گا اگرچہ کچھ وقت زیادہ بھی گذر جائے نا امید نہ ہو تا۔ تسلی رکھنا ۱۲۔

ماں باپ کی بددعا سے بچو۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ باپ کے ساتھ ماں کی دعا کا بھی یہی حکم ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی سے بچنا چاہیئے تاکہ وہ کسی وقت بددعا نہ دے دیں۔ مسافر کا چونکہ ناز برداری کرنے والا اور غمگسار کوئی نہیں ہوتا اس لیے اللہ تعالیٰ اس کے غمگسار ہوتے ہیں اور مظلوم کی دعا اس لیے ضرور قبول ہوتی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے ذمے مظلوم کی فریاد رسی کرنا لے رکھا ہے ۱۲۔

شِسْعَ نَعْلِہٖ اِذَا انْقَطَعَ زَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ مُرْسَلًا حَتّٰی یَسْأَلَ الْمِلْحَ وَحَتّٰی یَسْأَلَہٗ شِسْعَہٗ اِذَا انْقَطَعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۷۰۷۔ وَعَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الدُّعَآءِ حَتّٰی یُرٰی بَیَاضُ اِبْطَیْہِ۔

۷۰۸۔ وَعَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ یَجْعَلُ اِصْبَعَیْہِ حِذَاءَ مَنْکِبَیْہِ وَیَدْعُوْ

۷۰۹۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا دَعَا فَرَفَعَ یَدَیْہِ مَسَحَ وَجْھَہٗ بِیَدَیْہِ رَوَی الْبَیْھَقِیُّ الْاَحَادِیْثَ الثَّلٰثَۃَ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ۔

حاجتیں مانگے۔ یہاں تک کہ اپنے جوتے کا تسمہ بھی جب کہ وہ ٹوٹ جائے۔ ثابت بنانی کی مرسل روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے سے نمک بھی مانگے۔ اور اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اس سے مانگے[1]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۷۰۷ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ اتنے بلند کرتے۔ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی[2]۔

۷۰۸ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کندھوں کے برابر رکھا کرتے تھے۔

۷۰۹ سائب بن یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے۔ اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے۔ تو اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرہ کو ملتے۔ ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا ہے۔

---

[1] **مسبب الاسباب صرف اللہ ہے** انس کی حدیث کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ثابت بنانی کی مرسل حدیث صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز خدا ہی سے مانگنی چاہئے گو اس کے ظاہری اسباب کچھ اور ہی ہوتے ہیں لیکن حقیقی مسبب صرف اللہ تعالے ہی ہیں ان کی منظوری کے بغیر کوئی چیز نہیں مل سکتی ۱۲

[2] **ہاتھوں کو منہ پر پھیرنے کی وجہ۔** حضرت انس کی حدیث کو بخاری اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور سہل بن سعد کی حدیث کو عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے اور سائب بن یزید کی حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ان تینوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ سینہ سے لے کر منہ کے برابر تک جہاں تک بھی ہاتھ اٹھا لیے جائیں ٹھیک ہے۔ البتہ استسقاء کی دعا میں آپ سب سے زیادہ بلند ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔ کبھی سر کے برابر اور کبھی منہ کے برابر اور دعا کے بعد ہاتھوں کا منہ پر پھیرنا سنت ہے کیونکہ دعا میں ہاتھوں پر رحمت خداوندی کا نزول ہوتا ہے اور ہاتھوں کو منہ پر پھیرنے سے مقصد یہ ہے کہ وہی رحمت چہرے پر بھی لگے ۱۲

۱۰ ۷ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْمَسْئَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ أَوْ نَحْوَهُمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ أَنْ تُشِيْرَ بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ وَالْاِبْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيْعًا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ وَالْاِبْتِهَالُ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُوْرَهُمَا مِمَّا يَلِيْ وَجْهَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۱ ۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّ رَفْعَكُمْ اَيْدِيَكُمْ بِدْعَةٌ مَا زَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا يَعْنِيْ اِلَى الصَّدْرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۲ ۷ - وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَكَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَهٗ بَدَاَ بِنَفْسِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ۔

---

۱۰ ۷ عکرمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ کہ دعا کا ادب یہ ہے۔ کہ تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے۔ یا اس کے لگ بھگ اور استغفار کا ادب یہ ہے کہ تو ایک انگلی سے اشارہ کرے۔ اور عاجزی اور زاری کا ادب یہ ہے۔ کہ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا دے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے کہا۔ اور عاجزی کا ادب اس طرح ہے۔ اور اپنے ہاتھوں کو اتنا اونچا اٹھا دیا۔ کہ اپنے ہاتھوں کی پیٹھیں چہرے کے سامنے آگئیں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۱ ۷ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے تھے۔ کہ تمہارا ہاتھوں کو اتنا بلند کرنا بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس سے اوپر نہیں اٹھایا کرتے تھے یعنی سینے سے[۲] اوپر اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۲ ۷ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کا تذکرہ کرتے۔ اور اس کے لئے دعا کرنے لگتے۔ تو پہلے اپنے آپ سے شروع کرتے۔[۳] اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

---

۱ اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس کے آخری حصے کو عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے ایک انگلی سے مراد سبابہ انگلی سے اشارہ کرنا ہے کہ اشارہ کر کے اپنے نفس اور شیطان کو ملامت کرے ۱۲

۲ دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ اسکی سند میں بشر بن حرب ضعیف ہے آنحضرت دعا میں مختلف حالات میں ہاتھوں کی بلندی کو مختلف انداز میں رکھتے اور لوگ اس چیز کو مدنظر نہ رکھتے تھے تو حضرت عبداللہ نے اس عدم امتیاز کو بدعت کہا ہے نہ کہ مطلق ہاتھوں کے اٹھانے کو ۱۲

۳ اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان۔ ابوداؤد۔ حاکم۔ نسائی۔ ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کے لیے دعا کرے تو پہلے اپنے لیے دعا کرے مثلاً یوں کہے یا الٰہی مجھ کو بھی بخش دے اور فلاں آدمی کو بھی ۱۲

۱۳ ـ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا اِثْمٌ وَلَا قَطِیْعَۃُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ یُّعَجِّلَ لَہٗ دَعْوَتَہٗ وَاِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَھَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَنْ یَّصْرِفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَھَا قَالُوْا اِذًا نُکْثِرُ قَالَ اللّٰہُ اَکْثَرُ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۱۴ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسُ دَعَوَاتٍ یُّسْتَجَابُ لَھُنَّ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰی یَنْتَصِرَ وَدَعْوَۃُ الْحَاجِّ حَتّٰی یَصْدُرَ وَدَعْوَۃُ الْمُجَاھِدِ حَتّٰی یَقْعُدَ وَدَعْوَۃُ الْمَرِیْضِ حَتّٰی یَبْرَأَ وَدَعْوَۃُ الْاَخِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ ثُمَّ قَالَ وَاَسْرَعُ ھٰذِہِ الدَّعَوَاتِ اِجَابَۃً دَعْوَۃُ الْاَخِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعَوَاتِ الْکَبِیْرِ۔

---

۱۳ ـ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بھی مسلمان آدمی کوئی دعا کرے۔ جس میں گناہ یا قطع رحمی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور دے دیتے ہیں۔ یا تو جلدی سے دنیا میں اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور یا پھر اس دعا کو آخرت کے ذخیرہ میں جمع کر دیتے ہیں۔ اور یا پھر اس کے برابر اس سے کوئی مصیبت دور کر دیتے ہیں لوگوں نے کہا۔ اس طرح تو ہم بہت کچھ حاصل کر لیں گے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ کا فضل بہت زیادہ ہے[۱] اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۴ ـ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ دعائیں ہیں۔ جن کو ضرور قبول کیا جاتا ہے[۲] مظلوم کی دعا جب تک کہ وہ اپنا بدلہ نہ لے۔ اور حج کرنے والے کی دعا یہاں تک کہ واپس آوے۔ اور جہاد کرنے والے کی دعا یہاں تک کہ بیٹھے اور بیمار کی دعا یہاں تک کہ تندرست ہو جائے۔ اور بھائی کی اپنے بھائی کے حق میں غائبانہ دعا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ ان تمام دعاؤں میں سے بہت جلدی قبول ہونے والی بھائی کی غائبانہ دعا ہے۔ اسکو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا

---

[۱] **قبولیّت دعا کی الگ الگ صورتیں۔** اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے اور بزار اور طبرانی نے اوسط میں بھی اس کو ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے لیکن اس کے قبول ہونے کی صورتیں الگ الگ ہوتی ہیں اور شرائط قبولیت پہلے ذکر ہو چکے ہیں ۱۲

[۲] **ان کی دعا مسلسل قبول ہوتی ہے** اس حدیث کو سراج منیر شرح جامع صغیر میں صحیح کہا گیا ہے۔ مظلوم جب تک ہاتھ یا زبان سے بدلہ نہ لے اور حج کرنے والا جب تک گھر نہ پہنچ جائے اور جہاد کرنے والا جب تک کہ جہاد چھوڑ نہ دے ان کی دعائیں برابر قبول ہوتی رہتی ہیں ۱۲

بَابُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَالتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۷۱۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِکَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَذَکَرَهُمُ اللهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۱۶۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسِیْرُ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّةَ فَمَرَّ عَلٰی جَبَلٍ یُقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِیْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ

باب اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے تقرب کا بیان

فصل اول

۷۱۵۔ حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو قوم بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے۔ اس کو فرشتے آکر گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور سکینت ان پر نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں میں کرتے ہیں جو اس کے پاس ہیں اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۷۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے راستہ میں آرہے تھے۔ آپ ایک پہاڑ کے قریب سے گزرے اس پہاڑ کو جمدان کہا جاتا ہے آپ نے فرمایا۔ چلو چلو یہ جمدان آگیا۔ مفرد لوگ آگے نکل گئے۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول۔ مفرد کون

لہ ذکر کے فوائد کیا ہیں۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس حدیث سے ذکر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے لیکن ذکر کے کچھ آداب ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے اور ذکر کے فائدے اس میں بیان کیے گئے ہیں کہ فرشتے ان کے گرد گھیرا ڈالتے ہیں اور انکی نورانیت کا پرتو مومن کے دل پر پڑتا ہے۔ خدا کی رحمت ذاکر پر نازل ہوتی ہے۔ اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے اور فرشتوں میں اس کا چرچا ہوتا ہے ۱۲

لہ ذکر سابقین سے ہے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم اور ترمذی نے اسکو مختصراً روایت کیا ہے۔ ذکر کرنے والوں کو مفرد اس لیے فرمایا کہ وہ لوگ ذکر الٰہی میں اپنے ساتھیوں سے بہت آگے نکل گئے ۱۲

الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۱۷- وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۱۸- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۱۹- وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ

ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷۱۷ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مثال اس آدمی کی جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے۔ اور اس کی جو ذکر نہیں کرتا۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے[1]۔ متفق علیہ۔

۷۱۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ میں اپنے بندے سے وہی سلوک کرتا ہوں۔ جس کی وہ مجھ سے توقع رکھے۔ اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسکو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے مجلس میں یاد کرے۔ تو میں اس کو اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں[2]۔ متفق علیہ۔

۷۱۹ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جو نیکی لائے گا۔ تو اس کے لئے اس

---

[1] ذکر کرنے والا زندہ ہے۔ اس حدیث کو مسلم۔ ابن حبان اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ میت سے نہ تو کسی کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے اور نہ نقصان اور زندہ سے فائدہ بھی پہنچ سکتا ہے اور نقصان بھی۔ اسی طرح مومن سے خلق خدا کو نفع پہنچتا ہے اور اگر اس سے کوئی دشمنی کرے تو اللہ تعالےٰ اس سے جنگ کرتے ہیں اور کافر بے حیثیت ایسا نہیں یعنی ذاکر زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے ۱۲

[2] ذکر کے آداب کیا ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ذکر کے آداب یہ ہیں۔ لباس صاف ستھرا اور پاک صاف ہو۔ حلال کے پیسے سے بنایا ہوا ہو۔ کھانا حلال کا ہو۔ ذکر میں زبان بھی حرکت کرے اور دل اس پر غور کرے۔ ذہن کو پوری کائنات سے فارغ کر دے اور اللہ تعالےٰ کی طرف پوری توجہ رکھے اور اللہ تعالےٰ سے حسن ظن رکھے ذکر بلند آواز سے بھی جائز ہے اور آہستہ آواز سے بھی۔ اذکار مسنونہ بے شمار ہیں ان سب میں سے بہتر لا الٰہ الا اللہ کا ذکر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امید کو خوف پر غالب رکھنا چاہیئے ۱۲

فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِيْدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا
تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً
وَمَنْ لَقِيَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَا يُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۰۷۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ
وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ
يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ
وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ وَمَا

زیادہ بھی دوں گا۔ اور جو آدمی برائی لائے گا تو اس کو اس کے برابر ہی بدلہ دیا جائے گا۔ یا میں معاف
کا دس گنا ہے۔ اور میں
کر دوں گا۔ اور جو مجھ سے ایک بالشت بھی قریب ہوگا میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوں گا۔ اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا۔ تو میں اس سے
باع (دونوں ہاتھوں کی لمبائی) قریب ہوں گا۔ اور جو آدمی میری طرف چلتا آئے گا میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔ اور جو میرے پاس زمین
بھر کر گناہ لائے گا۔ اور اس نے میرے ساتھ اگر شرک نہ کیا ہوگا۔ تو میں اتنی ہی بخشش لے کر اسکو ملوں گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۰۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ جو آدمی میرے کسی دوست
(ولی) سے دشمنی رکھے۔ میں اسکو اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور جن چیزوں کو میں نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے۔ ان چیزوں سے کوئی
چیز بندے کو میرے قریب نہیں کر سکتی۔ اور میرا بندہ نفلی عبادت سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا دوست بنا
لیتا ہوں۔ اور جب میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ تو پھر میں اس کے وہ کان بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں
بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ

لہ توحید کتنی بابرکت ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذاکر
کے سلوک کے مراحل بندے کی ہمت سے بہت زیادہ اللہ تعالے کی رحمت سے طے ہوتے ہیں۔ بندے کا کام ہے کہ شروع کر دے
اور منزل مقصود پر پہنچانا اللہ تعالے کا کام ہے۔ اس حدیث سے توحید کی برکت ملاحظہ کریں کہ اگر کوئی آدمی شرک نہ کرے تو اس
کی بخشش کی کتنی توقع ہے اور مشرک کے لیے تو اللہ تعالے کی رحمت کے تمام دروازے بند ہو چکے اللہ تعالے نے قرآن مجید
میں فرما دیا کہ اللہ تعالے کسی آدمی کو شرک نہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ جو گناہ ہیں وہ جس کو چاہے معاف کر دے اور جس

تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ وَلَابُدَّ لَهٗ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۲۱۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْاَلُوْنَ قَالُوْا يَسْاَلُوْنَكَ

چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے مانگے۔ تو میں اسکو دیتا ہوں اور اگر مجھ سے کسی چیز کی پناہ مانگے۔ تو میں اسکو پناہ دیتا ہوں۔ اور مجھ کو کبھی کسی چیز کا اتنا تردد نہیں ہوا جس کو میں کرنے والا ہوں۔ جتنا تردد مجھے مومن کی جان نکالنے وقت ہوتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی ناراضگی کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور اس سے اسکو کوئی چارہ بھی نہیں ہوتا[۱]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۷۲۱۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں۔ جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں[۲]۔ وہ اہل ذکر[۳] کی مجلسیں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ پھر جب وہ کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پا لیتے ہیں۔ تو آپس میں آواز دیتے ہیں۔ اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے آجاؤ۔ آپ نے کہا۔ پھر وہ ان کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ اور اوپر نیچے آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان کو اچھی طرح جانتا ہے میرے بندے کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ فرشتے کہتے ہیں تیری تسبیح کہتے ہیں۔ تیری تکبیر کہتے ہیں۔ تیری حمد کہتے ہیں۔ تیری بزرگی بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کیا انھوں نے مجھ کو دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں اللہ کی قسم انھوں نے تجھ کو

---

[۱] موت سے پہلے جنت کی بشارت اس کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ اصول ہے کہ دوست کا دشمن اپنا دشمن ہوتا ہے اللہ تعالےٰ بھی اپنے دوستوں کے دشمنوں کو دشمن جانتے ہیں اللہ کے دوست وہ ہیں جن کا دل خدا کی طرف متوجہ ہو زبان ذکر کرے اعضا اسکی فرمانبرداری کریں ایسے لوگ جو خدا سے مانگیں وہ ان کو ملتا ہے۔ بندہ موت کی سختی سے گھبراتا اور اس کے بغیر چارہ نہیں لہذا مومن کو جنت کی بشارت سنا کر موت کے لیے رضامند کر لیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچے ۱۲۔

[۲] ذکر کے لئے فرشتے مقرر ہیں۔ اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور ابن حبان ابن ابی الدنیا اور بزار نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ ذکر کی مجلسوں میں پھرنے والے یہ فرشتے کراماً کاتبین اور نگران فرشتوں کے علاوہ ہیں ۱۲۔

[۳] غیر شرعی وظائف ناجائز ہیں۔ ذکر کی مختلف صورتیں ہیں۔ ذکر کی بہترین صورت نماز ہے کیونکہ اس میں سارا جسم عبادت میں مصروف رہتا ہے اس کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کا ذکر کرنا۔ پھر تسبیح، تحمید، تکبیر وغیرہ بہرحال ذکر مسنون

الجنة قال يقول وهل رأوها قال فيقولون لا والله يا رب ما رأوها قال يقول فكيف لو رأوها قال يقولون
لو أنهم رأوها كانوا أشد عليها حرصا وأشد لها طلبا وأعظم فيها رغبة قال فمم يتعوذون قال
يقولون من النار قال يقول فهل رأوها قال يقولون لا والله يا رب ما رأوها قال يقول فكيف لو رأوها
قال يقولون لو رأوها كانوا أشد منها فرارا وأشد لها مخافة قال فيقول فأشهدكم أني قد غفرت لهم قال
يقول ملك من الملائكة فيهم فلان ليس منهم إنما جاء لحاجة قال هم الجلساء لا يشقى جليسهم
رواه البخاري وفي رواية مسلم قال إن لله ملائكة سيارة فضلا يبتغون مجالس الذكر فإذا وجدوا
مجلسا فيه ذكر قعدوا معهم وحف بعضهم بعضا بأجنحتهم حتى يملؤوا ما بينهم وبين السماء الدنيا
فإذا تفرقوا عرجوا وصعدوا إلى السماء قال فيسألهم الله وهو أعلم بهم من أين جئتم فيقولون جئنا من

نہیں دیکھا۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیں۔ تو پھر کیسا ہو۔ فرمایا پھر کہتے ہیں۔ اگر وہ تجھے دیکھ لیں۔ تو تیری بہت زیادہ عبادت
کرنے لگیں۔ اور تیری بہت زیادہ بزرگی بیان کریں۔ اور بہت زیادہ تسبیحیں کہیں۔ فرمایا پھر کہتا ہے۔ وہ کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ
سے جنت مانگتے ہیں۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا ان لوگوں نے جنت دیکھی ہے؟ کہتے ہیں نہیں اے رب تیری قسم انہوں نے
جنت کو نہیں دیکھا۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اگر وہ جنت دیکھ لیں۔ تو پھر کیا ہو۔ تو وہ کہتے ہیں۔ اگر جنت کو دیکھ لیں۔ تو اس کی بہت
زیادہ خواہش کریں۔ اور اس کی طلب میں بہت زیادہ کوشش کریں۔ اور اس میں بہت زیادہ رغبت کریں۔ فرمایا پھر کس چیز سے پناہ مانگتے
ہیں۔ فرمایا کہتے ہیں آگ سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں۔ کیا انہوں نے آگ کو دیکھا ہے۔ فرمایا وہ کہتے ہیں نہیں۔ اے رب تیری قسم انہوں
نے آگ کو نہیں دیکھا فرمایا اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں۔ اگر وہ اس کو دیکھ لیں۔ تو پھر کیا ہو۔ کہتے ہیں اگر وہ اسکو دیکھ لیں۔ تو اس سے بہت زیادہ
بھاگیں۔ اور اس سے بہت زیادہ ڈریں۔ فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں۔ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا فرمایا
فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ کہتا ہے۔ ان میں فلاں آدمی بھی تھا۔ وہ ان میں سے نہیں تھا۔ وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اس مجلس والے ایسے ہیں۔ کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہ سکتا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔ اور مسلم
کی روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ زائد پھرنے والے فرشتے ہیں۔ جو ذکر کی مجلسوں کو تلاش کرتے ہیں پھر جب کوئی مجلس پا لیتے ہیں

---

[1] کیونکہ دیکھ لینے کے بعد تو ان کا شوق اور زیادہ بڑھ جائے ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۱۲۔
[2] جو بن دیکھے خدا پر ایمان رکھتے ہوں اور اسکو قوت طاقت حکومت اور اقتدار کا منبع اور مرکز سمجھتے ہوں اور اسکے انعامات کے
خواہشمند اور اسکی رضامندی کے متلاشی ہوں ان کو بخش دینا خدا تعالیٰ کا حق ہے ۱۲
[3] اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے نیک بندوں کے پاس جا کر بیٹھنا بھی فائدہ مند ہے ۱۲

عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْأَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيُهَلِّلُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيَسْئَلُوْنَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْئَلُوْنِيْ
قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا لَا اَيْ رَبِّ قَالَ وَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ
قَالَ وَمِمَّا يَسْتَجِيْرُوْنِيْ قَالُوْا مِنْ نَارِكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا يَسْتَغْفِرُوْنَكَ
قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَاَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ
عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهٗ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ

۲۲۷ وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاُسَيْدِيِّ قَالَ لَقِيَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ اَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ
قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا

جس میں ذکر ہوتا ہو تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ان کا بعض بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ آسمان دنیا تک ساری فضا کو بھر دیتے ہیں پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں۔ تو وہ بھی آسمانوں کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ فرمایا پھر ان سے اللہ تعالیٰ سوال کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ان سے بھی بہتر جانتا ہے۔ تم کہاں سے آتے ہو۔ ؟ ۱؎ وہ کہتے ہیں۔ ہم زمین سے تیرے بندوں کے پاس سے آ رہے ہیں وہ تیری تسبیحیں کہتے ہیں تیری تکبیر کہتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ ۲؎ کہتے ہیں۔ اور تیری حمد کرتے ہیں۔ اور تجھ سے مانگتے ہیں فرمایا مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں۔ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں نہیں اے رب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اور اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں۔ تو پھر کیسا ہو۔ پھر فرشتے کہتے ہیں۔ اور تجھ سے پناہ بھی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں۔ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں کہتے ہیں تیری آگ سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے۔ کہتے ہیں نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں تو پھر کیسا ہو۔ پھر فرشتے کہتے ہیں کہ تجھ سے بخشش بھی مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ اور جو انہوں نے مانگا میں نے انکو وہ دے دیا۔ اور جس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ میں نے ان کو پناہ دی۔ فرمایا پھر فرشتے کہتے ہیں۔ کہ ان میں فلاں بندہ بڑا گنہگار ہے۔ اور وہ تو راستہ سے گزر رہا تھا۔ کہ انکے ساتھ بیٹھ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اسکو بھی بخش دیا یہ ایسی قوم ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی بدنصیب نہیں رہ سکتا۔

۲۲۷۔ حضرت حنظلہ بن ربیع اسیدی ۳؎ نے کہا۔ کہ مجھ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔ فرمایا اے حنظلہ کیسے ہو؟ میں نے کہا کہ حنظلہ تو

۱؎ اللہ تعالیٰ کو فرشتوں سے بہت زیادہ علم ہوتا ہے اور ان سے سوال اس لیے کرتے ہیں کہ جو اپنا فیصلہ وہ فرشتوں کو سنانے والے ہیں یعنی ان کی بخشش کا تو اس کے متعلق پوری پوری وجوہ ان کے سامنے آ جائیں اور بخشش کے اسباب ان کے ذہن نشین ہو جائیں ۱۲۔

۲؎ کلمہ توحید سب سے بڑی نیکی ہے۔ بخشش کا سب سے بڑا سبب یہی کلمۂ توحید ہے جو تمام آسمانوں، زمینوں اور پوری کائنات سے زیادہ بھاری ہے توحید کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ بھی انسان کو جہنم میں ہمیشہ نہیں رکھ سکتا لیکن صرف اس کا زبان سے کہہ دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ توحید کے عقیدہ پر پختہ یقین بھی ہو اور زبان سے اقرار بھی کرے اور توحید کے منافی کوئی کام بھی نہ کرے ۱۲۔

۳؎ صحابہ کے اعلیٰ ایمان کی کیفیت۔ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ یہ حنظلہ بن ربیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے یہ وحی کی کتابت کرتے رہے اس لیے حنظلہ کاتب کے نام سے مشہور ہیں اور وہ حنظلہ جو غسیل الملائکہ مشہور ہیں وہ حنظلہ بن مالک ہیں ۱۲۔

رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِيْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً فَسَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

منافق ہے[1]۔ تو ابوبکر نے فرمایا۔ اللہ پاک ہے۔ تو کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے ہیں۔ تو وہ ہمکو آگ اور جنت سے نصیحت کرتے ہیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم ان کو دیکھ رہے ہیں پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے باہر آجاتے ہیں۔ تو ہم اپنے بیوی بچوں میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ اور کھیتی باڑی کا شغل شروع ہوجاتا ہے۔ تو ہم آپ کی بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اللہ کی قسم ہماری کیفیت بھی تو اسی طرح ہے۔ پھر میں اور ابوبکر دونوں چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول حنظلہ تو منافق ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ کیا بات ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول جب ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں۔ تو آپ ہمیں جنت اور دوزخ سے نصیحت کرتے ہیں تو ہماری یہ کیفیت ہوجاتی ہے کہ گویا ہم ان کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ تو ہم بیوی بچوں اور کھیتی باڑی میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ اور آپ کی اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ اسی کیفیت پر رہو۔ جو کیفیت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے۔ تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں اور راستوں میں تم سے مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ وقت الگ الگ ہیں[2]۔ تین مرتبہ اسی طرح فرمایا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

---

[1] حنظلہ بلند مرتبہ صحابی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تمہاری کیفیت کیسی ہے؟ تو حنظلہ نے کہا کہ چونکہ میری طبیعت یکساں نہیں رہتی اس لیے میں تو منافق ہوں۔ ورنہ یہ کامل الایمان صحابی ہیں۔ صرف اختلاف احوال کو انہوں نے نفاق سے تعبیر کردیا ۱۲۔

[2] یعنی خدا تعالیٰ کی حکمت اسی چیز کا تقاضا کرتی ہے کہ طبیعت یکساں نہ رہے اس لیے کہ اگر وہی کیفیت ہمیشہ رہے جو میرے حضور میں تمہاری ہوتی ہے تو دنیا کے کاروبار سب تلپٹ ہوکر رہ جائیں۔ لوگ دنیا سے الگ تھلگ ہوجائیں تو دنیا کا نظام کیسے چلے اس لیے کبھی ایسا بھی ہونا چاہیئے کہ یہ کیفیت بدلے تاکہ دنیا کا نظام بھی برقرار رہ سکے اسی وجہ سے کیفیت بدلتی رہتی ہے اور یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ یہ بھی ٹھیک ہے وقت الگ الگ ہیں اور ہر وقت کا تقاضا الگ ہے ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۷۲۳ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ رَوَاہُ مَالِکٌ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ اِلَّا اَنَّ مَالِکًا وَقَفَہٗ عَلٰی اَبِی الدَّرْدَآءِ۔

۷۲۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ فَقَالَ طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَلِسَانُکَ

فصل دوم

۷۲۳۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تم کو تمہارے بہترین عمل کی خبر نہ دوں۔ اور جو تمہارے رب کے پاس بہت پاکیزہ ہے۔ اور تمہارے درجات کو بلند کرنے والا ہے۔ اور تمہارے لیے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ اور اس سے بھی بہتر ہے۔ کہ تم اپنے دشمن کو ملو۔ تم ان کی گردنیں کاٹو۔ وہ تمہاری گردنیں کاٹیں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ ہاں اے اللہ کے رسول ضرور بتایئے آپ نے فرمایا۔ اللہ کا ذکر[1]۔ اسکو مالک۔ احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ نے روایت کیا۔ مگر مالک نے اسکو ابو الدرداء پر موقوف کہا ہے۔

۷۲۴۔ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک بدوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور سوال کیا۔ کہ کونسا آدمی سب سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا جس کی عمر لمبی ہو۔ اور عمل اچھے ہوں۔ اسنے کہا۔ اے اللہ کے رسول کونسا عمل سب سے بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ

---

[1] ذکر بہترین عبادت ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا۔ بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر افضل ترین عمل ہے اور مال اور جان سے جہاد کرنا بھی اتنا درجہ نہیں رکھتا جتنا کہ ذکر سے درجہ ملتا ہے اور ذکر سے مرادہ ذکر ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو پھر خواہ خفی ہو یا جلی اور اگر زبان و دل دونوں سے ذکر نہ ہو تو پھر دل کا ذکر زبان کے ذکر سے افضل ہے اور اگر صرف زبان ہی سے ہو تو وہ بھی اجر سے خالی نہیں ہے۔ ذکر میں بہتر یہ ہے کہ جو ذکر بلند آواز سے مسنون ہیں وہ بلند آواز سے کیے جائیں اور جو آہستہ آواز سے مسنون ہیں وہ آہستہ کیے جائیں اور جن میں کوئی پابندی نہیں ہے وہ دونوں طرح درست ہیں لیکن درمیانہ آواز سے افضل ہیں۔ باقی رہے غیر شرعی اور ناجائز ذکر اور وظیفے تو وہ قطعاً حرام ہیں ان سے مومن کو پوری پرہیز کرنی چاہیئے ۱۲۔

رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۷۲۵۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۷۲۶۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

۷۲۷۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُوْمُوْنَ مِنْ مَّجْلِسٍ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِّثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَّكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ۔

تو دنیا کو اس حال میں چھوڑے۔ کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔[1] اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۷۲۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تم جنت کے باغوں سے گزرو۔ تو کچھ کھا پی لیا کرو۔ لوگوں نے پوچھا جنت کے باغ کونسے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ذکر الٰہی کے حلقے۔[2] اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۷۲۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے۔ تو اس کا اس میں بیٹھنا اللہ کے نزدیک افسوس کا سبب ہوگا۔ اور جو لیٹے کسی لیٹنے کی جگہ میں کہ اس میں اللہ کا ذکر نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسپر افسوس ہوگا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۷۲۷۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو قوم کسی ایسی مجلس سے اٹھے۔ جس میں اللہ تعالےٰ کا ذکر نہ کریں۔ تو وہ ایسے ہی اٹھیں گے۔ جیسے مرے ہوئے گدھے کی لاش سے اٹھے ہیں۔ اور یہ مجلس ان پر قیامت کے دن افسوس کا باعث ہوگی۔ اسکو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

---

[1] ذکر کی حالت میں موت آنا۔ اس حدیث کو مؤلف نے شرح السنۃ میں بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے اور اس کو طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے اور احمد نے اسکو ابو ہریرہ سے صحیح سند سے روایت کیا ہے زبان کی تری سے مراد ذکر میں روانی ہے اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تیری موت اس حال میں ہو جائے کہ اس وقت تو ذکر الٰہی میں مشغول ہو تو یہ عمل بہترین عمل ہوگا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ تو ذکر الٰہی میں اپنی زندگی گذار یہانتک کہ اسی میں تو مرے ۱۲۔

[2] ذکر کی مجلسوں میں شامل ہونا چاہیئے اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے ذکر کے حلقوں کو جنت کے باغ اس لیے کہا ہے کہ ذکر الٰہی جنت کے باغ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے امام نودی نے کہا ہے کہ جس طرح ذکر الٰہی میں مشغول رہنا مستحب ہے اسی طرح ذکر کی مجلسوں میں جانا بھی مستحب ہے اور اہل ذکر کی صحبت بھی اکسیر ہے ۱۲۔

(باقی برصفحہ آئندہ)

۷۲۸۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّہِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْہِمْ تِرَۃً فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَہُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَہُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۷۲۹۔ وَعَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ کَلَامِ ابْنِ اٰدَمَ عَلَیْہِ لَا لَہٗ اِلَّا اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَھْیٌ عَنْ مُنْکَرٍ اَوْ ذِکْرُ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

۷۳۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الْکَلَامِ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ قَسْوَۃٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰہِ الْقَلْبُ الْقَاسِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۷۲۸۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو قوم کسی ایسی مجلس میں بیٹھے۔ جو اللہ تعالےٰ کا ذکر نہ کریں۔ اور نہ ہی اپنے نبی درود بھیجیں۔ تو یہ مجلس ان پر قیامت کے دن افسوس کا باعث ہوگی۔ پھر اگر خداوند تعالےٰ چاہے۔ تو انکو سزا دے۔ اور اگر چاہے۔ تو ان کو بخش دے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۷۲۹۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کے بیٹے کی ہر کلام اسپر وبال ہے مگر بھلائی کا حکم یا برائی سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۷۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ذکر کے علاوہ کلام زیادہ نہ کیا کرو۔ کہ اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور سخت دل ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) **۳ قیامت کا دن یوم الحسرۃ ہے** ابوہریرہ کی پہلی حدیث کو احمد۔ ابن ابی الدنیا۔ نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور احمد کی سند کے سب راوی صحیح ہیں اور ابوہریرہ کی دوسری حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم کی شرط پر کہا ہے اور ابوہریرہ کی تیسری حدیث کو ابن ماجہ۔ بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اور احمد اور حاکم نے اسکو صحیح سندوں سے روایت کیا ہے۔ قیامت کے دن ان لوگوں کو ضرور افسوس رہے گا اگرچہ وہ جنت میں بھی چلے جائیں کیونکہ ان کو یہ خیال تو آتا ہی رہیگا کہ اگر ہم اس مجلس میں ذکر الٰہی کرتے یا درود پڑھتے تو ہمارے درجے بلند ہوتے ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) **۱ زیادہ باتیں نہ کرنا چاہیئے۔** اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو غریب کہا ہے۔ انسان کی ہر کلام کا اس سے محاسبہ ہوگا سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ذکر الٰہی کے۔ اس میں بڑی سخت وعید ہے زیادہ باتیں کرنے پر اگرچہ وہ مباح ہی کیوں نہ ہوں ان کا بھی حساب لیا جائے گا اور جو آدمی بری باتیں کرے تو اس کا اندازہ کرنا چاہئے کہ اس پر کتنی پکڑ ہوگی۔ آدمی کو چاہئے کہ ضروری باتوں کے سوا باقی قیل وقال کو چھوڑ دے ۱۲ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۷۳۱ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ نَزَلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهُ فَقَالَ أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهُ عَلٰى إِيْمَانِهِ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۷۳۲ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجَ مُعٰوِيَةُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ قَالُوْا آللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا غَيْرُهُ قَالَ أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ

۷۳۱۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ جو سونا اور چاندی ذخیرہ کرتے ہیں۔ تو ہم اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ تو آپ کے بعض صحابہ نے کہا۔ یہ آیت سونے اور چاندی کے متعلق تو نازل ہوگئی۔ اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ کونسا مال اچھا ہے تو ہم اسکو اکٹھا کریں تو آپ نے فرمایا ؎ ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور ایماندار بیوی ہے جو آدمی کی ایمان پر مدد کر سکے۔ اسکو ترمذی۔ احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

فصل سوم

۷۳۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک دن امیر معاویہ مسجد میں ایک حلقے کے پاس آئے۔ اور انسے پوچھا۔ تم کیوں بیٹھے ہو۔ کہنے لگے۔ ہم بیٹھے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰی کا ذکر کریں۔ تو معاویہ نے کہا۔ تم کو خدا کی قسم کیا اسی لئے بیٹھے ہو؟ کہنے لگے۔ اللہ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ؎ زیادہ باتوں سے خوف خدا کم ہوتا ہے اس حدیث کو بیہقی اور ابن شاہین نے ترغیب میں اور ابو الشیخ نے ثواب میں بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے۔ زیادہ باتونی آدمی حق بات کم سنتا ہے اور باتیں کرنے کے لیے مخلوق سے زیادہ میل جول رکھتا ہے اور اسی وجہ سے اس میں خدا کا خوف کم ہوجاتا ہے اور غفلت بڑھ جاتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ع دل زپر گفتن بمیرد در بدن ؛ گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن ۱۲۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

؎ دنیا کی بہترین نعمتیں۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے طبرانی نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ جس آدمی کو چار چیزیں مل گئیں اس کو دنیا کی بھلائیاں مل گئیں۔ شکر گذار دل۔ ذکر کرنے والی زبان۔ مصیبتوں پر صبر کرنے والا جسم اور نیک عورت جو ایمان پر اس کی مدد کرے۔ مثلاً اس کو نماز اور روزے کا وقت بتلائے اور نفلی نماز روزے کی اس کو ترغیب دے اور زنا اور دوسرے کاموں سے اس کو روکے ۱۲۔

بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ هٰهُنَا قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ بِهِ عَلَيْنَا قَالَ آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ قَالُوا آللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذٰلِكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلٰكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرَائِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۳۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

قسم ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں۔ تو انہوں نے کہا میں نے تم سے شک کی بناء پر قسم نہیں اٹھوائی۔ اور یہ بھی تم جانتے ہو۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں سب سے کم روایت کرنے والا میں ہوں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ایک حلقے پر آئے۔ آپ نے فرمایا۔ تم اس جگہ پر کیوں بیٹھے ہو۔ کہنے لگے ہم بیٹھے ہیں۔ کہ اللہ کا ذکر کریں۔ اور اس نے جو ہمیں اسلام کی راہنمائی کی ہے۔ اور ہم پر احسان کیا ہے۔ اسپر اس کی تعریف کریں۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ کی قسم تم اسی لئے بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا۔ اللہ کی قسم ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تم سے قسم کسی شبہ کی بنا پر قسم نہیں اٹھوائی۔ لیکن میرے پاس جبرئیل آئے۔ اور مجھ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ فرشتوں سے فخر کرتے ہیں[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۳۲۔ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اسلام کے احکام تو بہت سے ہیں۔ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے۔ کہ میں اسپر بھروسہ کر سکوں۔ آپ نے فرمایا۔ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیئے[2]۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ

---

[1] **ذکر کرنے والا فرشتوں سے بہتر ہے**۔ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والے لوگ فرشتوں سے افضل ہیں کیونکہ فرشتے بھی تو ذکر الٰہی ہی میں مشغول رہتے ہیں اور انسان کے اندر بدی کی قوتوں کی وہ کشمکش بھی ہے جو فرشتوں کے اندر نہیں ہے یعنی فرشتوں کی عبادت بلا مزاحمت ہے اور بندوں کی عبادت میں مزاحمت ہے تو مزاحمت کے باوجود بھی ذکر الٰہی میں مشغول رہنا کارے دارد ہے اسی لیے اللہ تعالےٰ فرشتوں کے سامنے ان سے فخر کرتے ہیں کہ دیکھو یہ وہی انسان ہے جس کے متعلق تم نے فتوی دیدیا تھا کہ وہ زمین میں فساد بپا کرے گا اور خونریزی کرے گا کیا تم کو یہ بھی معلوم تھا کہ اسی آدم کے بعض بیٹے فرشتوں سے بھی اونچا مقام حاصل کرلیں گے ۱۲۔

[2] **ذکر جامع عبادت ہے**۔ اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ سوال کرنے والا آدمی بوڑھا تھا کہنے لگا کہ اسلام کے کام تو بہت سے کرنے والے ہیں لیکن میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ان کو ادا نہیں کر سکتا مجھے تو کوئی ایسی چیز فرما دیجئے کہ فرائض ادا کرنے کے بعد میں اسی میں لگا رہوں تو آپ نے اس کو ذکر الٰہی کی تلقین فرمائی ۱۲۔

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

۲۳۴۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ وَأَرْفَعُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمِنَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا فَإِنَّ الذَّاكِرَ لِلّٰهِ أَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۲۳۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّيْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ فَإِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَإِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيقًا۔

نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۲۳۴۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے سوال کیا گیا۔ کہ کونسا بندہ سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک قیامت کے دن کون آدمی درجے میں بلند ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالٰی کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ سوال کیا گیا۔ اور کیا یہ آدمی خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی بہتر ہے؟ آپ نے کہا۔ اگرچہ وہ کافروں اور مشرکوں میں اپنی تلوار اتنی چلائے کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے۔ اور خود خون سے رنگین ہو جائے۔ تو اللہ کا ذکر کرنے والا اس سے درجے میں افضل ہے[1]۔ اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۲۳۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شیطان ابن آدم کے دل سے چمٹا رہتا ہے۔ اور جب وہ اللہ تعالٰی کا ذکر کرتا ہے۔ تو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور جب غافل ہو جاتا ہے۔ تو پھر وسوسے ڈالتا ہے[2]۔ اسکو بخاری نے تعلیقاً روایت کیا۔

---

[1] ذکر خود ایک اعلیٰ مقصد ہے۔ اس حدیث کو بیہقی۔ ابو یعلی اور ابن شاہین نے بھی روایت کیا ہے دوسری جتنی بھی عبادتیں ہیں وہ اللہ تعالٰی کا قرب حاصل کرنے کا ایک وسیلہ ہیں اور ذکر بذات خود ایک اعلیٰ مقصود ہے ۱۲۔

[2] ذکر محفوظ ترین قلعہ ہے۔ اس کو طبرانی اور حاکم نے بھی ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی شیطان سے محفوظ رہنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی بدمعاش قوم نے ان کے عزیز مہمانوں کی آبرو ریزی کا ارادہ کیا اور لوط علیہ السلام کے سمجھانے پر بھی باز نہ آئے بلکہ جھگڑا شروع کر دیا تو لوط علیہ السلام نے فرمایا کاش میرے پاس طاقت ہوتی تو میں تنہا مقابلہ کرتا یا کوئی مضبوط قلعہ ہوتا تو اس میں اپنے مہمانوں کو لے جا کر محفوظ کر لیتا تو آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالٰی لوط علیہ السلام پر رحم فرمائیں وہ تو مضبوط قلعہ میں پہلے ہی پناہ رکھتے تھے" اور وہ مضبوط قلعہ اللہ تعالٰی کا ذکر اور خدا سے لو لگانا تھا ۱۲۔

۷۳۶ ـ وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِي اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ ذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّيْنَ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِي شَجَرٍ يَابِسٍ وَفِي رِوَايَةٍ مِثْلُ الشَّجَرَةِ الْخَضْرَاءِ فِي وَسَطِ الشَّجَرِ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ يُرِيْهِ اللّٰهُ مَقْعَدَهُ فِي الْجَنَّةِ وَهُوَ حَيٌّ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ يُغْفَرُ لَهُ بِعَدَدِ كُلِّ فَصِيْحٍ وَاَعْجَمَ وَالْفَصِيْحُ بَنُوْ اٰدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَهَائِمُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ ـ

۷۳۷ ـ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلًا اَنْجٰى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ـ

---

۷۳۶ ـ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ کہ مجھ کو پہنچا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے۔ جیسے کہ خشک درخت میں سبز شاخ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے خشک درختوں میں سرسبز درخت اور غافلوں میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں روشن چراغ اور غفلت والوں میں اللہ کے ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی میں اس کی جنت کی جگہ دکھلا دیتے ہیں۔ اور غفلت والوں میں اللہ کے ذکر کرنے والے کے اتنے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ کہ جتنی ہر فصیح اور اعجم کی تعداد ہے۔ اور فصیح سے مراد انسان ہیں۔ آدم کے بیٹے اور اعجم سے مراد جانور ہیں[1]۔ اسکو رزین نے روایت کیا

۷۳۷ ـ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے ذکر سے زیادہ عذاب الٰہی سے نجات دینے والا بندے کا اور کوئی عمل نہیں[2] ہے۔ اسکو مالک ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

---

[1] **ذاکر دنیا میں جنت دیکھ لیتا ہے۔** اس حدیث کو رزین۔ ابو نعیم، بیہقی اور ابن شاہین نے بھی روایت کیا ہے۔ ذاکر کو اللہ تعالےٰ موت سے پہلے پہلے اس کا گھر جنت میں دکھا دیتے ہیں اگر یہ صحت اور تندرستی میں ہو تو خواب یا مکاشفہ سے ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ اسکو ایسا یقین بخش دیتے ہیں جو دیکھنے کے برابر ہوتا ہے اور یا پھر یہ نزع کے قریب ہوتا ہے اور اس وقت اللہ تعالےٰ اسکو موت سے پہلے پہلے اس کا جنت کا گھر دکھا دیتے ہیں تاکہ موت کی سختی اس پر آسان ہو جائے اور اس سے پہلے فرشتہ آکر اس کو یہ خوشخبری سناتا ہے کہ اس جنت کی آج خوشخبری حاصل کر جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ۱۲۔

[2] **ذکر نجات کا سب سے بڑا وسیلہ ہے** اس حدیث کو ابن ابی شیبہ۔ ابن عبدالبر، بیہقی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند کے راوی سب ثقہ ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر تمام اعمال سے اعلیٰ اور افضل ہے اور قیامت کے روز کوئی عمل بھی اتنی نجات نہ دلا سکے گا جتنی نجات ذکر الٰہی سے ہوگی اور خود قرآن مجید میں بھی اسکی تصدیق موجود ہے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر بہت بڑا ہے یعنی تمام نیکیوں سے ۱۲

۷۳۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۷۳۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰهِ وَمَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنْ یَّضْرِبَ بِسَیْفِهٖ حَتّٰی یَنْقَطِعَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّعَوَاتِ الْکَبِیْرِ۔

---

۷۳۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں اسوقت تک اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اور میرے نام کے ساتھ اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں[1]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا

۷۳۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ کہ آپ فرماتے تھے۔ کہ ہر چیز کی صفائی ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی اللہ کا ذکر ہے۔ اور اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا۔ کیا اللہ کے رستہ میں جہاد کرنا بھی نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا نہیں۔ اگرچہ وہ اتنی تلوار مارے۔ کہ وہ ٹوٹ جائے[2]۔ اسکو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

---

[1] **ذکر کے ساتھ رحمت کی معیت ہے** مؤلف نے اس حدیث کو بخاری کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے اور نہ ہی جامع الاصول میں ہے اور کسی آدمی نے بھی اس کو مولف کے علاوہ بخاری کی طرف منسوب نہیں کیا۔ منذری نے ترغیب میں کہا ہے کہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اسی طرح ابن حبان۔ احمد۔ حاکم اور ابن عساکر نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ اور یہ معیت خاصہ ہے جیسے رحمت اور تائید کی معیت کہا جاتا ہے جیسے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے حالانکہ ویسے اس کی معیت ہر ایک کے ساتھ ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔ نیک ہو یا بد لیکن صابر کے ساتھ اس کی رحمت کی معیت ہے ۱۲۔

[2] **ذکر الٰہی سے دل روشن ہوتا ہے۔** اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی سے دل روشن ہو جاتا ہے اور فسق و فجور اور گناہ و بدکاری کی وجہ سے جو زنگ و غبار دل پر آجاتا ہے یا پھر غفلت کی وجہ سے تو وہ زنگ و غبار ذکر الٰہی سے دور ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا سب سے بڑا وسیلہ یہی ذکر الٰہی ہے۔ ان فوائد کے علاوہ اللہ تعالٰے نے جو لذت ذکر الٰہی میں رکھی ہے وہ اور کسی چیز میں نہیں ہے۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ نے فرمایا "اللہ تعالٰے کا ہزار در ہزار شکر ہے کہ اس نے ذکر کی لذت کو دنیا داروں کی نگاہوں سے اوجھل رکھا ورنہ وہ یہ بھی ہم سے چھین لیتے" ۱۲۔

كِتَابُ أَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۷۴۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدَةً مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِي رِوَايَةٍ وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۷۴۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا

اللہ تعالیٰ کے ناموں کا بیان

فصل اول

۷۴۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ ایک کم سو جو ان کو یاد کرے گا۔ جنت میں داخل ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ وہ وتر ہے۔ اور وہ وتر کو پسند کرتا ہے[1]۔ متفق علیہ

فصل دوم

۷۴۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو ان کو یاد

---

[1] **اللہ تعالیٰ کے کچھ اور نام بھی ہیں۔** اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ ابن خزیمہ۔ ابوعوانہ۔ ابن جریر اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ ننانوے نام جو یہاں بیان کیے گئے ہیں یہ بلحاظ صفات کے مستقل نام ہیں اور ان کے علاوہ جو اضافی نام قرآن مجید میں یا حدیث شریف میں آتے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے نام بے شمار ہیں کیونکہ نہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور شیون کی کوئی انتہا ہے نہ ناموں کی کوئی انتہا ہو سکتی ہے۔ چند ایک نام جو حدیث شریف اور قرآن مجید میں آتے ہیں مثال کے طور پر ان میں سے یہ بھی ہیں۔ وتر۔ فاطر۔ محیط وغیرہ اور بعض نام ایسے بھی ہیں جو اضافت سے تو اللہ تعالیٰ کے متعلق بولے جا سکتے ہیں لیکن بغیر اضافت ان کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنا جائز نہیں ہے مثلاً وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والے ہیں) کہہ لینا تو ٹھیک ہے لیکن بغیر اضافت کے اللہ تعالیٰ کو مکار کہنا ناجائز ہے احصا کے معنے کا مطلب یاد کرنا اور ان کا ورد کرنا ان کے مفہوم کو سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کی ان صفات پر یقین کرنا اور حتی الوسع ان اخلاق سے اپنے آپ کو متصف کرنا جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں یہ سب چیزیں اس میں شامل ہیں اگر کوئی آدمی ایسا کرے تو وہ یقیناً جنتی آدمی ہے[2]

مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ
الْعَلِیْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِیْفُ
الْخَبِیْرُ الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ الْحَفِیْظُ الْمُقِیْتُ الْحَسِیْبُ الْجَلِیْلُ الْكَرِیْمُ الرَّقِیْبُ
الْمُجِیْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِیْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِیْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِیْدُ الْحَقُّ الْوَكِیْلُ الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ
الْمُحْصِیُ الْمُبْدِئُ الْمُعِیْدُ الْمُحْیِیْ الْمُمِیْتُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ
الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِیْ الْمُتَعَالِیْ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ

کرے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا وہ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان بادشاہ نہایت پاک سلامتی والا امن دینے والا حفاظت کرنے والا غالب بندوں کے کاموں کو درست کرنے والا[1] بڑائی کا مالک پیدا کرنے والا نمونہ تجویز کرنے والا شکل بنانے والا گناہ بخشنے والا نہایت زبردست[2] بڑی بخششوں والا[3]۔ رزق دینے والا۔ کھولنے والا۔ جاننے والا۔ تنگی کرنے والا۔ فراخی کرنے والا نیچا کرنے والا۔ بلند کرنیوالا۔ عزت دینے والا۔ ذلیل کرنے والا۔ سننے والا۔ دیکھنے والا۔ حاکم۔ انصاف کرنیوالا۔ باریک بین۔ خبردار۔ حوصلے والا۔ عظمت والا۔ گناہ بخشنے والا۔ شکر گزار۔ بلند بڑا۔ حفاظت کرنے والا۔ روزی پہنچانے والا۔ کفایت کرنے والا[4]۔ بزرگ سخی۔ حفاظت کرنے والا قبول کرنے والا۔ وسعت والا۔ حکمت والا محبت کرنے والا۔ بزرگ قبروں سے اٹھانے والا۔ ہر جگہ حاضر قائم بنفسہ کارساز طاقتور۔ مضبوط۔ مددگار۔ تعریف کیا گیا۔ شمار کرنے والا۔ شروع کرنے والا۔ لوٹانے والا۔ زندہ کرنے والا۔ مارنے والا۔ زندہ قائم ہر چیز کو پالینے والا۔ بزرگ اکیلا۔ تنہا بے نیاز۔ قدرت والا طاقت ظاہر کرنے والا آگے کرنے والا پیچھے کرنے والا سب سے اول۔ سب سے آخر۔ سب سے ظاہر۔ سب سے باطن۔ ملک کا والی نہایت بلند۔ نیکی پسند۔ توبہ قبول کرنے والا۔ انتقام لینے والا۔ معاف کرنے

---

[1] اس حدیث کو ابن ماجہ۔ ابن ابی الدنیا۔ ابو الشیخ۔ ابن مردویہ۔ ابن خزیمہ۔ طبرانی۔ ابن مندہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حاکم اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے اور نووی نے حسن۔ جبار کا لغوی معنی ہے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے والا۔ مراد یہ ہے کہ بگڑے کاموں کی تلافی کرنے والا۔ نقصان کو پورا کر دینے والا ۱۲۔

[2] قہار کا مطلب یہ ہے کہ اپنی سلطنت اور حکومت پر پوری طرح تسلط اور قبضہ رکھنے والا کہ کوئی اس کے سامنے دم نہ مار سکے عام طور پر لوگ اس کا ترجمہ قہر کرنے والا (غضبناک) کر جاتے ہیں یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے ۱۲۔

[3] وہاب کا ترجمہ ہے عطیات کا دینے والا ہر دم لوگوں پر انعامات کی بارش کرنے والا ۱۲۔

[4] حسیب کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ ایسا کارساز کہ اس کے بعد اور کسی کی ضرورت باقی نہ رہے ۱۲۔

الرَّؤُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِيُ الْبَدِيْعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۲۴۷۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ۔

والا۔ رحمت کرنیوالا۔ ملکوں کا مالک۔ بندگی اور عزت والا۔ انصاف کرنے والا۔ جمع کرنیوالا۔ بے نیاز۔ غنی کرنے والا۔ منع کرنے والا۔ نقصان دینے والا۔ نفع دینے والا۔ ظاہر بنفسہ۔ ہدایت دینے والا۔ نئے نمونے پیدا کرنے والا۔ باقی رہنے والا۔ ہر چیز کا وارث عالم کا رہنما۔ بردبار[۱] اسکو ترمذی اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۲۴۷۔ حضرت بریدہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ اے میرے اللہ میں تجھ سے اس وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے تو ایک ہے۔ سب سے بے نیاز ہے۔ وہ جس نے کسی کو نہیں جنا۔ اور نہ جنا گیا ہے اور نہ کوئی اس کا ثانی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم سے سوال کیا ہے۔ وہ کہ جب اس کے وسیلے سے سوال کیا جائے۔ تو وہ دیتا ہے اور جب اس کے ساتھ دعا کی جائے، تو وہ قبول کرتا ہے[۱]۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا

---

[۱] اسم اعظم کونسا اسم ہے۔ اس حدیث کو احمد، ابن ابی شیبہ۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی متفق الفاظ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور ترمذی نے حسن۔ دعا اور سوال میں یہ فرق ہے کہ سوال کسی چیز کا طلب کرنا ہے اور دعا مطلقاً پکارنا ہے۔ گویا سوال عام ہے اور دعا خاص ہے۔ اسم اعظم بعض کے نزدیک تو اسماء الٰہی میں اسی طرح مخفی رکھا گیا ہے جیسا کہ لیلۃ القدر کو دوسری راتوں میں مخفی رکھا گیا ہے۔ لیکن اکثر اکابرین امت نے اپنے تجربہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات کے اشارات سے اس کو متعین کیا ہے اور وہ ہے لفظ "اللہ" جو کہ ذاتی نام ہے باقی سب نام صفاتی ہیں اور بعض نے "حیّ" اور "قیّوم" کو اسم اعظم کہا ہے۔ لیکن ترجیح قول اول کو ہے۔ کیونکہ حیّ اور قیّوم بھی تو اللہ تعالیٰ کی صفات سے تعلق رکھتے ہیں ۱۲

۷۴۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلٌ يُصَلِّي فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ اَسْئَلُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا اللهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۷۴۴۔ وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمُ اللهِ الْاَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَفَاتِحَةِ اٰلِ عِمْرَانَ الٓمّٓ اللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۷۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اس وسیلہ سے کہ تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں۔ تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ بہت احسان کرنیوالا۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اے بزرگی اور عزت کے مالک اے زندہ اے قائم رہنے والے میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے اللہ تعالےٰ سے اس کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی۔ وہ نام جب اس کے وسیلے سے کوئی دعا کی جائے۔ تو وہ قبول کرے۔ اور جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو وہ دے۔ اس کو ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔[ل]

۷۴۴۔ اسماء بنت یزید سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اور آل عمران کا شروع الٓمّٓ اللہ تعالےٰ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔[ک] اسکو ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا

ل اس حدیث کو احمد۔ ابن ابی شیبہ۔ سعید بن منصور۔ بیہقی اور ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اسم اعظم کی تعیین میں قریباً چالیس اقوال ہیں۔ حافظ ابن حجر نے لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاَحَدُ کو ترجیح دی ہے کہ یہ اسم اعظم ہے اور حافظ ابن قیم نے حَیُّ الْقَیُّوْمُ کو ترجیح دی ہے ۱۲

ک اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے اسم اعظم کے متعلق استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ اسم اعظم "اللہ" کا لفظ ہے ۱۲۔

۷۴۵ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ إِذْ دَعَا رَبَّهٗ وَهُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا اسْتُجِيْبَ لَهٗ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۷۴۶ - عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ عِشَاءً فَإِذَا رَجُلٌ يَقْرَأُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَقُوْلُ هٰذَا مُرَاءٍ قَالَ بَلْ مُؤْمِنٌ مُنِيْبٌ قَالَ وَأَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ يَقْرَأُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَسَمَّعُ لِقِرَاءَتِهٖ ثُمَّ جَلَسَ أَبُوْ مُوْسٰى

---

۷۴۵ - حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا جب کہ اس نے اپنے رب کو مچھلی کے پیٹ میں پکارا۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ بیشک میں ظالموں سے تھا۔ اس دعا کو جو مسلمان آدمی جس غرض کے لئے بھی پڑھے گا۔ اسکی دعا قبول ہوگی[1]۔ اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

فصل سوم

۷۴۶ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں عشاء کے وقت داخل ہوا۔ تو وہاں ایک آدمی بلند آواز سے قرات کر رہا تھا۔ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول کیا آپ اس کو ریاکار کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ رجوع کرنے والا مومن ہے۔ بریدہ نے کہا۔ یہ قرات کرنے والے ابو موسیٰ تھے۔ اور اپنی آواز بلند کر رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] **یونس علیہ السلام کا مختصر واقعہ۔** اس حدیث کو حاکم اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند کو صحیح بتایا ہے اور اس کو احمد۔ ابو یعلی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا اسم اعظم اس میں ہے یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یعنے کلمۂ توحید اسم اعظم ہے۔ یونس علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے نینوی کے علاقہ میں نبی بنا کر بھیجا۔ قوم نے نہ مانا۔ انہوں نے اللہ کے عذاب سے ڈرایا تو قوم نے کہا بتاؤ عذاب کب آئے گا۔ اللہ تعالےٰ کے بھروسہ پر خود ہی بتا دیا کہ چالیس دن تک آجائے گا۔ بعد ازاں ڈرے کہ اگر عذاب نہ آیا تو یہ مجھے مار ڈالیں گے وہاں سے بغیر حکم الٰہی کے نکل گئے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مواخذہ ہوگیا۔ کشتی سے دریا میں چھلانگ لگائی ایک مچھلی نے آپ کو نگل لیا اور گہرے پانیوں میں چلی گئی۔ یونس علیہ السلام ان تہ بہ تہ اندھیروں کے اندر یہ دعا پڑھتے تھے" تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے میں ہی ظالموں سے تھا۔" اس دعا کی برکت سے خلاصی مل گئی۔ آپ نے فرمایا جو بھی مصیبت زدہ اس دعا کو پڑھے گا تو اللہ تعالےٰ اس کو مصیبت سے نجات دیں گے ۱۲۔

يَدْعُوْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَشْهَدُكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الَّذِيْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُخْبِرُهٗ بِمَا سَمِعْتُ مِنْكَ قَالَ نَعَمْ فَاَخْبَرْتُهٗ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ اَنْتَ الْيَوْمَ لِيْ اَخٌ صَدِيْقٌ حَدَّثْتَنِيْ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان کی قرات کو سننے لگے۔ پھر ابو موسیٰ بیٹھ کر دعا کرنے لگے۔ تو کہا اے میرے اللہ میں تجھ کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں۔ کہ تو صرف تو ہی معبود ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ایک ہے۔ بے نیاز ہے۔ جس نے کسی کو نہیں جنا۔ اور نہ جنا گیا ہے۔ اور نہ ہی اس کا کوئی برابری کرنے والا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے اللہ کے اس نام سے سوال کیا ہے۔ کہ جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے۔ تو دے۔ اور جب اس کے ساتھ دعا کی جائے۔ تو قبول کرے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول جو کچھ آپ نے مجھ سے فرمایا ہے۔ کیا میں اس کو اس بات کی خبر دے دوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں تو میں نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی خبر دیدی۔ تو ابو موسیٰ نے مجھ کو کہا۔ آج سے تو میرا بھائی ہے اور سچا ہے۔ تو نے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی ہے۔[1] اسکو رزین نے روایت کیا۔

بَابُ ثَوَابِ التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۲۲۷۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ

تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کا ثواب

فصل اول

۲۲۷۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین کلام چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ اور

[1] **اسم اعظم حاصل کرنے کا طریقہ۔** اس حدیث کو احمد۔ اصحاب سنن۔ ابن ابی شیبہ۔ سعید بن منصور۔ بیہقی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت بریدہ نے ابو موسیٰ اشعری کو جو ریاکار کہا تو انکا اشارہ بلند آواز سے قرآن پڑھنے کی طرف تھا یعنی یہ دکھلاوے کے لیے ایسا کر رہے ہیں تو آنحضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ اپنے خیالات کو مجتمع کرنے کے لیے بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں تاکہ توجہ پوری طرح نماز ہی میں رہے۔ اسم اعظم کے متعلق چونکہ مختلف احادیث میں الگ الگ اسماء کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لہذا ۲ بہتر یہی ہے کہ ان تمام دعاؤں کو الفاظ کے ساتھ پڑھے جن کے متعلق آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اسم اعظم ان کے اندر ہے اس طرح انشاء اللہ اسم اعظم تک رسائی ہو جائے گی ۱۲۔

اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللهِ وَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَاْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۷۴۸:- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۷۴۹:- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۷۵۰- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَاْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۷۵۱- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ......

الحمد للہ اور لاالٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیاری کلام چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ الحمد للہ اور لاالٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کوئی حرج نہیں ان میں سے جو کلمہ بھی پہلے چاہے۔ کہہ لے۔[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷۴۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی سو مرتبہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور لاالٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر پڑھا کریں تو یہ مجھے ساری دنیا سے زیادہ پیارے ہیں۔[2] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷۴۹۔ اور انہی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ ایک دن میں کہے۔ اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔[3] متفق علیہ۔

۷۵۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی صبح اور شام سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ کہے گا۔ تو کوئی آدمی قیامت کے دن اس سے بہتر عمل نہ لائے گا۔ مگر وہ آدمی جس نے یہ کلمہ اتنا کہا ہوگا۔ یا اس سے زیادہ کہا ہوگا۔[4] متفق علیہ

۷۵۱۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔[5] دو کلمے ہیں۔ زبان پر بڑے ہلکے اور ترازو میں بڑے بھاری اللہ تعالیٰ کو بڑے پیارے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم متفق علیہ۔

۷۵۲۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا عاجز ہے۔ کوئی تم میں سے کہ ہر روز ہزار نیکی کرے۔ آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں سے کسی نے آپ سے سوال کیا۔ کہ ہزار نیکی کوئی کس طرح کر سکتا

---

[1] سمرہ کی حدیث کو ابن ماجہ۔ ابن ابی شیبہ ابن حبان اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابوہریرہ کی پہلی حدیث کو احمد۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن حبان طبرانی۔ ابن ماجہ اور نسائی نے بھی عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے اور یہ تمام کلمے قرآن مجید میں متفرق مقامات پر آچکے ہیں ۱۲

[2] اس حدیث کو نسائی نے عمل الیوم واللیلہ میں اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے [3] اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے ۱۲ سمندر کی جھاگ سے مراد گناہ کی بے شمار کثرت ہے ۱۲ [4] مسلم اور ترمذی نے اسکو دعوات میں اور ابو داؤد نے ادب میں اور نسائی نے عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے ۱۲ [5] اس حدیث کو احمد ترمذی نے بھی روایت کیا اور صحیح کہا اور نسائی

يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي كِتَابِهِ فِي جَمِيعِ الرِّوَايَاتِ عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ أَوْ يُحَطُّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْبَرْقَانِيُّ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُوسَى فَقَالُوا وَيُحَطُّ بِغَيْرِ أَلِفٍ هٰكَذَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ۔

۲۱۵۱ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْكَلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَى اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۱۵۲ وَعَنْ جُوَيْرِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَى وَهِيَ جَالِسَةٌ قَالَ مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ

ہے تو آپ نے فرمایا سو بار تسبیح (سبحان اللہ) کہدے۔ تو اس کے لئے ہزار نیکی لکھی جائے گی۔ یا اس سے ہزار گناہ معاف کردیے جائیں گے [۱] اسکو مسلم نے روایت کیا۔ اور مسلم کی تمام روایتوں میں موسیٰ جہنی سے اَوْ یُحَطُّ کا لفظ ہے (یعنی یا نیکی لکھی جائے گی یا ہزار گناہ معاف ہوگا۔) ابوبکر برقانی نے کہا۔ اور اس روایت کو شعبہ اور ابوعوانہ اور یحییٰ بن سعید القطان نے بھی موسیٰ جہنی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے وَیُحَطُّ بغیر الف کے روایت کیا ہے (یعنی ہزار نیکی بھی لکھی جاتی ہے۔ اور ہزار گناہ بھی معاف ہوتا ہے) اسی طرح حمیدی کی کتاب میں بھی ہے۔

۲۱۵۱ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ کہ سب سے بہترین کلام کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے پسند کیا ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ اسکو مسلم نے روایت کیا

۲۱۵۲ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے صبح کے وقت نکلے اور حضرت جویریہ اپنے گھر کی مسجد میں تھیں پھر آپ چاشت کی نماز پڑھ کر گھر آئے۔ تو ابھی تک حضرت جویریہ وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تو ابھی

---

[۱] تسبیح نیکی بھی ہے اور کفارۂ گناہ بھی۔ اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور نسائی نے اس کو عمل الیوم واللیلہ میں اور ابن ابی شیبہ۔ ابن حبان۔ عبد بن حمید اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی اور نسائی کی روایت میں اس طرح ہے کہ ہزار نیکی بھی لکھی جاتی گی اور ہزار گناہ بھی معاف کیا جائے گا۔ ہزار نیکیاں اس طرح بنتی ہیں کہ ہر نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے اور سو بار کہنے سے ہزار نیکی مل گئی اور جو صرف ہزار نیکی کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر گناہ نہ ہوں تو ہزار نیکی ملتی ہے ورنہ پھر ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور خدا کی رحمت سے بعید نہیں کہ ہزار نیکی بھی ملے اور ہزار گناہ بھی معاف ہو جائے ۱۲۔

[۲] رکوع اور سجدہ میں تلاوت قرآن منع ہے اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کرکے صحیح کہا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ آدمیوں کے کلام میں سے یہ کلام افضل ہے ورنہ اللہ کا کلام قرآن مجید اس سے بہت بہتر ہے۔ البتہ مخصوص اوقات میں تسبیحات کا پڑھنا بہتر ہے مثلاً رکوع یا سجدہ میں قرآن پاک کی تلاوت منع ہے ۱۲۔

عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تک اسی حال میں بیٹھی ہے جس حال میں کہ میں تجھ کو چھوڑ کر گیا تھا۔ کہنے لگی ہاں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تجھ سے علیحدہ ہونے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے ہیں۔ اگر ان کو تیری آج کی ساری عبادت سے تولا جائے۔ تو وہ اس سے بھاری ہو جائیں۔ اللہ پاک ہے۔ اپنی تعریفوں کے ساتھ اس کی تعریف ہے اس کی مخلوق کی گنتی کے مطابق اس کے نفس کی رضا کے برابر اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلموں کی سیاہی کے برابر[1]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۷۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی ایک دن میں سو مرتبہ کہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور اس دن وہ شیطان سے محفوظ رہے گا۔ یہاں تک شام ہو جائے۔ اور کوئی آدمی اس سے افضل عمل لے کر نہیں آئے گا۔ اگر وہ آدمی جو اس سے زیادہ مرتبہ کہے گا[2]۔ متفق علیہ۔

---

[1] کلمات الٰہی غیر متناہی ہیں۔ اس حدیث کو اصحاب سنن اور ابو عوانہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ اس مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جس کو گھر میں نماز پڑھنے کے لیے مخصوص کر لیا گیا ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر میں کیفیت کا اعتبار کیا جاتا ہے تعداد کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ جس تسبیح کا مضمون جتنا اچھا ہوگا اور جامع ہوگا اتنا ہی اس کا ثواب زیادہ ہوگا۔ یعنی یہ چار کلمے تین بار دہرائے ان کا اجر بے انتہا ہے جیسے کلمات الٰہی بے انتہا ہیں ۱۲۔

[2] تسبیح تہلیل سے بہتر ہے۔ اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اسکو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ پہلی گزری ہوئی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے کہ جو آدمی سبحان اللہ وبحمدہ ایک دن میں سو مرتبہ کہے الخ طیبی نے کہا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے ایک مقررہ مقدار کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور تسبیح کہنے سے بے انتہا گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ تسبیح تہلیل سے زیادہ بہتر ہے اور تہلیل میں سے یہ تہلیل زیادہ بہتر ہے ۱۲۔

۷۵۴- وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَجْھَرُوْنَ بِالتَّکْبِیْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا وَّھُوَ مَعَکُمْ وَالَّذِیْ تَدْعُوْنَہٗ اَقْرَبُ اِلٰٓی اَحَدِکُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِہٖ قَالَ اَبُوْمُوْسٰی وَاَنَا خَلْفَہٗ اَقُوْلُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فِیْ نَفْسِیْ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ قَیْسٍ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَنْزٍ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ فَقُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۷۵۵- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ

۷۵۴- اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ کچھ آدمی بلند آواز سے تکبیریں کہہ رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی جانوں پر نرمی کرو۔ کہ تم کسی بہرے اور غائب کو تو نہیں پکارتے۔ تم سننے والے دیکھنے والے کو پکارتے ہو۔ اور وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ اور جس کو تم پکار رہے ہو۔ وہ تو تمہاری سواری کی گردن سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ میں اپنے دل میں پڑھ رہا تھا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو آپ نے فرمایا۔ اے عبداللہ بن قیس کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی خبر نہ دوں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ[لہ] (نہ تو گناہ سے باز آنے کی طاقت اور نہ نیکی کرنے کی قوت ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی توفیق سے) متفق علیہ

دوسری فصل

۷۵۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی نے ایک مرتبہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ

لہ ذکر آہستہ کرنا بہتر ہے۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ عام ذکر اور دعاؤں میں اصول یہی ہے کہ آہستہ پڑھے جائیں لیکن جہاں بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہو وہاں بلند آواز سے پڑھنا ہی بہتر ہے اور یہ جو فرمایا خدا تمہاری سواریوں کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے یہ بطور تمثیل ہے ورنہ خداوند تعالےٰ تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اور لاحول کو جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ فرمایا تو یہ دو حیثیتوں سے ہے اپنے ثواب کی کثرت کی وجہ سے بھی یہ ایک خزانہ ہے اور اپنی نفاست اور حفاظت کے لحاظ سے بھی خزانہ ہے۔ عبداللہ بن قیس حضرت ابو موسیٰ اشعری کا نام ہے ۱۲۔

غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۷۵۶ وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مُنَادٍ يُنَادِيْ سَبِّحُوا الْمَلِكَ الْقُدُّوْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۷۵۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۷۵۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ رَأْسُ الشُّكْرِ مَا شَكَرَ اللّٰهَ عَبْدٌ لَا يَحْمَدُهُ۔

(پاک ہے بڑا اللہ اور اسی کی تعریف ہے) کہے۔ اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگایا جاتا ہے[1]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۷۵۶۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر دن جو بندوں پر طلوع ہوتا ہے ایک آواز دینے والا آسمان سے آواز دیتا ہے۔ کہ پاک بادشاہ کی تسبیح بیان کرو[2]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۷۵۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور بہترین دعا الحمد للہ ہے[3]۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۷۵۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حمد کرنا شکر کا سر ہے۔ جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کی تعریف نہ کی۔ اس نے شکر ادا نہیں کیا[4]۔

---

[1] تسبیح سے جنت کے درخت لگتے ہیں اس حدیث کو احمد اور نسائی نے الیوم واللیلہ میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن غریب کہا ہے۔ اس حدیث سے اس تسبیح کے ہمیشہ پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور انہی کلمات سے جنت کے درخت لگائے جاتے ہیں ۱۲

[2] اس حدیث کی سند کمزور ہے ۱۲

[3] شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور نسائی نے اسکو الیوم واللیلہ میں اور ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ الحمد للہ کو بہترین اسلیے کہا ہے کہ الحمد شکر کے معنی میں ہے اور شکر سے نعمتیں زیادہ ہوتی جاتی ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے ۱۲

[4] ذکر دل اور زبان دونوں سے ہو۔ اسکو عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔ جامع صغیر کے شارح نے کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن اسکی سند منقطع ہے۔ حمد زبان سے ہوتی ہے اور شکر زبان۔ دل اور اعضاء سے ہوتا ہے یعنی زبان شکریہ ادا کرے۔ دل ممنون ہو اور ہاتھ پاؤں اپنے اعمال و افعال میں اس کے احسانمند معلوم ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ حمد خاص ہے اور شکر عام ہے اور حمد شکر کا ایک بہترین حصہ ہے کیونکہ اظہار ما فی الضمیر کے لیے زبان ہی وسیلہ ہے اور زبان سر کے حصہ میں ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دل کی صفائی کے ساتھ ...

۷۵۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَنْ یُدْعٰی إِلَى الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰہَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ رَوَاھُمَا الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

۷۶۰۔ وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَارَبِّ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَذْکُرُکَ بِہٖ وَاَدْعُوْکَ بِہٖ فَقَالَ یَامُوْسٰی قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَالَ یَارَبِّ کُلُّ عِبَادِکَ یَقُوْلُ ھٰذَا اِنَّمَا اُرِیْدُ شَیْئًا تَخُصُّنِیْ بِہٖ قَالَ یَامُوْسٰی لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَعَامِرَھُنَّ غَیْرِیْ وَالْاَرْضِیْنَ السَّبْعَ وُضِعْنَ فِیْ کِفَّةٍ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِیْ کِفَّةٍ لَمَالَتْ بِھِنَّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

۷۶۱۔ وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ

۷۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سب سے پہلے قیامت کے دن جنت کی طرف وہ لوگ بلائے جائیں گے۔ جو خوشی اور غمی میں اللہ تعالٰے کی تعریف کرتے ہیں[1]۔ ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۷۶۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب مجھے کوئی چیز سکھا۔ کہ میں اس کے ساتھ تیرا ذکر کروں۔ یا اس کے ساتھ تجھ سے دعا کروں۔ تو اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ اے موسیٰ کہو۔ لا الٰہ الا اللہ تو موسیٰ علیہ السلام عرض کیا۔ اے رب یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے پڑھتے ہیں۔ میں تو کوئی چیز ایسی چاہتا تھا۔ جو تو مجھے خاص طور پر بتائے۔ تو اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا ان میں بسنے والے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھے جائیں۔ اور لا الٰہ الا اللہ ایک پلڑے میں رکھا جائے۔ تو یہ پلڑا جھک جائے گا۔ جس میں لا الٰہ الا اللہ ہے[2] اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔

۷۶۱۔ حضرت ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کہے۔ لا الٰہ الا اللہ اور

---

[1] **راضی برضا رہنا بہت بڑا مقام ہے** اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور طبرانی نے اپنی تینوں معجموں میں اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر حال میں راضی برضائے حق رہنا بہت بڑا مقام ہے کہ خوشی ہو یا غمی سکھ ہو یا دکھ کسی وقت بھی اللہ تعالٰے کا گلہ شکوہ نہ کرے ۱۲

[2] **کلمہ لا الٰہ الا اللہ بہت وزنی ہے۔** اس حدیث کو نسائی نے بھی الیوم واللیلہ میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے یہ سوال موسیٰ علیہ السلام کو خود اللہ تعالٰے نے الہام کیا تھا [illegible] کہ مجھ سے یہ سوال کرو تاکہ اللہ تعالٰے ان کو جواب دے کر اس کلمہ کی عظمت کو لوگوں پر ظاہر کریں کہ یہ کلمہ کتنا وزنی ہے اور حدیث بطاقہ بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا

اللّٰہُ اَکْبَرُ صَدَّقَهٗ رَبُّهٗ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَکْبَرُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ یَقُوْلُ
اللّٰہُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْكَ لِیْ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اَنَا لِیَ الْمُلْكُ وَلِیَ الْحَمْدُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لَا حَوْلَ وَ
لَا قُوَّةَ اِلَّا بِیْ وَکَانَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِیْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۷۶۲ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی امْرَاَةٍ وَبَیْنَ یَدَیْهَا
نَوًی اَوْ حَصًی تُسَبِّحُ بِهٖ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَیْسَرُ عَلَیْكِ مِنْ هٰذَا اَوْ اَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا
خَلَقَ فِی السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ
عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ

اللہ اکبر تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں بہت بڑا ہوں۔ اور جب بندہ کہتا ہے کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے میری بادشاہی ہے۔ اور میری تعریف ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوئی طاقت نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق میری ہی طرف سے ہے۔ اور آپ فرماتے تھے جو آدمی اپنی موت کی بیماری میں یہ کلمے کہے۔ پھر وہ فوت ہو جائے تو اس کو آگ نہیں لگے گی۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۷۶۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک عورت کے پاس گئے۔ اس کے سامنے کھجوروں کی گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور ان پر تسبیحیں پڑھ رہی تھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا میں تجھ کو اس سے آسان بات کی اطلاع نہ دوں۔ یا اس سے افضل بات کی اطلاع نہ دوں۔ وہ یہ ہے۔ اللہ پاک ہے۔ ان تمام چیزوں کی گنتی کے برابر جن کو اس نے آسمانوں میں پیدا کیا ہے۔ اور اللہ پاک ہے۔ ان تمام چیزوں کی گنتی کے برابر جن کو اس نے زمین میں پیدا کیا ہے۔ اور اللہ پاک ہے۔ ان چیزوں کی گنتی کے برابر جو ان کے درمیان ہیں۔ اور اللہ پاک ہے۔ ان تمام چیزوں کی گنتی کے برابر جن کو وہ پیدا کرنے والا ہے۔ اور اللہ اکبر (اللہ بہت بڑا ہے)

سلہ اس حدیث کو نسائی نے الیوم واللیلہ میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اس حدیث سے ان کلمات کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی ۱۲

وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۷۶۳ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ وَمَنْ حَمِدَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنْ هَلَّلَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَاْتِ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَحَدٌ بِاَكْثَرَ مِمَّا اَتٰى بِهٖ اِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ اَوْ زَادَ عَلٰى مَا قَالَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

بھی اسی طرح کہے۔ اور لاالٰہ الا اللہ بھی اسی طرح کہے۔ اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ بھی اسی طرح کہے۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۷۶۳ ۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پردادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے۔ (یعنی سبحان اللہ) کہے۔ تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے سو حج کیا۔ اور جو آدمی سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام الحمد للہ کہے۔ تو وہ اس آدمی کی طرح ہے۔ جس نے خدا کے رستے میں سو گھوڑا مجاہدوں کو سوار ہونے کے لئے دیا۔ اور جو آدمی سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام لاالٰہ الا اللہ پڑھے۔ تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے اسمٰعیل کی اولاد سے سو غلام آزاد کیا۔ اور جو آدمی سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام اللہ اکبر کہے۔ تو اس دن اس سے بڑھ کر کوئی آدمی عمل نہیں لائے گا۔ مگر وہ آدمی جس نے اتنا پڑھا ہوگا۔ یا اس سے زیادہ پڑھا ہوگا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

سلہ تسبیح پر پڑھنا درست ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور نسائی نے اسکو الیوم واللیلہ میں اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو تسبیح پر لوگ کلمہ کلام پڑھتے ہیں یہ جائز ہے اور تسبیح اپنے پاس رکھنا درست ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو گٹھلیوں یا کنکریوں پر پڑھنے سے منع نہیں فرمایا یہ تقریری حدیث ہوئی اب اگر فرق ہے تو صرف یہ کہ گٹھلیاں اور کنکریاں پروئی ہوئی نہ تھیں اور تسبیح کے دانے پروئے ہوئے ہوتے ہیں اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور جو لوگ تسبیح اپنے پاس رکھنے اور اس پر پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ بعض صوفیا نے کہا ہے کہ یہ شیطان کے پیٹنے کے لیے ایک کوڑا ہے ۱۲

سلہ مسنون ذکر ریاضت شاقہ سے بہتر ہے امام ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے جیسا کہ کتاب میں مذکور ہے لیکن اس کی سند میں ضحاک بن حمرہ واسطی ہے تقریب میں اسکو ضعیف کہا گیا ہے اور میزان میں یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ ترمذی نے اسکو محمد بن وزیر سے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے اور یہ درست نہیں کہا گیا ہے۔ ابن معین۔ نسائی۔ امام بخاری سب نے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۷۶۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَأُهٗ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰهِ حَتّٰى تَخْلُصَ اِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ۔

۷۶۵۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا قَطُّ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى يُفْضِيَ اِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۷۶۶۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ

۷۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سبحان اللہ کہنا آدھا ترازو ہے۔ اور الحمد للہ اس کو بھر دیگا۔ اور لا الہ الا اللہ کے اللہ تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ کہ یہ سیدھا اس کے پاس پہنچتا ہے[۱]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس کی سند قوی نہیں ہے

۷۶۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی بھی خلوص دل سے لا الہ الا اللہ پڑھے۔ اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔ جب تک کہ وہ کبیرے گناہوں سے بچتا رہے[۲]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۷۶۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں معراج کی رات حضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس کو انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن حبان نے جو اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے تو اس کا تساہل ظاہر ہے اور حدیث کے الفاظ بھی کچھ عجیب و غریب سے ہیں واللہ اعلم۔ بہرحال اگر اس کا کوئی وجود تسلیم کر لیا جائے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر دل کی پوری توجہ سے ذکر الٰہی کیا جائے تو وہ اعمال شاقہ اور ریاضات مشکلہ سے ہزار درجہ بہتر ہے ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] ان کلمات کا اجر بہت زیادہ ہے اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اسکو ابوہریرہؓ سے اور عبدالرزاق نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اسکو مرسلاً روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری نے کہا ہے کہ اس حدیث اور اس جیسی اور بھی حدیثوں کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ کلمات بہت جلد قبول ہوتے ہیں اور ان کا اجر اور ثواب بہت زیادہ ملتا ہے ۱۲

[۲] اس حدیث کو نسائی نے الیوم واللیلہ میں اور ابن حبان اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے اور مسلم کی شرط پر فرمایا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے۔ یعنی یہ کلمہ بہت جلد قبول ہوتا ہے بشرطیکہ آدمی بڑے گناہوں سے بچتا رہے ۱۲

فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا۔

۷۶۷ وَعَنْ يُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ۔

ابراہیم علیہ السلام کو ملا۔ تو آپ نے کہا اے محمد اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا۔ اور ان کو اطلاع دینا۔ کہ جنت کی زمین بڑی اچھی ہے اور پانی بڑا میٹھا ہے۔ اور ویسے ہے صاف چٹیل میدان اور اس کے درخت لگتے ہیں۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے[1]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث سند کے لحاظ حسن غریب ہے۔

۷۶۷۔ حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ اور یہ مہاجرات سے تھیں۔ کہتی ہیں۔ کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم تسبیح اور تہلیل اور تقدیس کیا کرو۔ اور انگلیوں کے پوروں پر گنتی کیا کرو۔ کہ یہ انگلیاں بھی پوچھی جائیں گی۔ قیامت کو بولیں گی۔ اور غفلت نہ کرنا۔ کہ پھر تم کو بھی رحمت سے بھلا دیا جائے گا[2]۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

---

[1] **جنت کے درجات الگ الگ ہیں۔** اس حدیث کو طبرانی نے اپنی تینوں معجموں میں اور ابن شاہین نے ترغیب میں بھی روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ ملاقات ساتویں آسمان پر ہوئی تھی۔ خلیل اللہ علیہ السلام بیت المعمور سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کے جنت کی کیفیت الگ الگ ہوگی جتنا کوئی نیک آدمی ہوگا اتنا ہی اس کا جنت بھی افضل اور اعلیٰ ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کلمات کے پڑھنے سے جنت کے درخت لگتے ہیں سو جتنے درخت جی لگانا چاہے اتنا ہی ان کلمات کا ورد زیادہ کرے ۱۲

[2] **قیامت کو اعضاء گواہی دیں گے** اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ پہلی یہ کہ اپنے جسم کو زیادہ سے زیادہ عبادت الٰہی میں لگا دینا چاہیئے۔ دل سے توجہ ہو۔ زبان ذکر میں مشغول ہو انگلیاں گننے میں مصروف ہوں کہ جتنے اعضاء بھی عبادت میں مصروف ہوسکیں ان کو مصروف رکھنا چاہیئے۔ تسبیح پر ذکر گننے سے بہت زیادہ بہتر ہے کہ اپنی انگلیوں پر گنے اور دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ قیامت کو ہاتھ پاؤں ناک۔ کان۔ آنکھ یہ سب اعضاء بندے کے حق میں گواہی دیں گے اگر اس نے نیک اعمال کیے ہونگے تو خداوند تعالےٰ ان اعضاء کو بولنے کی طاقت عطا فرمائیں گے وہ نیکی کرنے والے کے حق میں نیک گواہی دیں گے اور اگر اس نے برے اعمال کیے ہوں گے تو اس کے حق میں بری گواہی دیں گے ۱۲

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۷۶۸- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِّمْنِي كَلَامًا أَقُولُهُ قَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ قَالَ فَهٰؤُلَاءِ لِرَبِّي فَمَا لِي فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي شَكَّ الرَّاوِي فِي عَافِنِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۷۶۹- وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى شَجَرَةٍ يَابِسَةِ الْوَرَقِ فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ إِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ تُسَاقِطُ ذُنُوبَ الْعَبْدِ كَمَا

فصل سوم

۷۶۸- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک بدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور کہا۔ کہ مجھے کوئی کلام سکھا دیں کہ میں وہ پڑھا کروں۔ تو آپ نے فرمایا کہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے بہت تعریفیں ہیں۔ اور پاک ہے۔ اللہ جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت۔ صرف اسی اللہ کی توفیق سے ہے۔ جو غالب حکمت والا ہے۔ تو پھر اس نے کہا۔ یہ تو میرے رب کے لئے ہوا۔ میرے لیے کیا ہے آپ نے فرمایا۔ کہو اے میرے اللہ مجھ کو بخش دے۔ اور مجھ پر رحم کر۔ اور مجھ کو ہدایت دے۔ اور مجھ کو رزق دے۔ اور مجھے عافیت میں رکھ راوی کو عافنی کا شک ہے۔ کہ شاید کہا ہے۔ یا نہیں[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷۶۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خشک پتوں والے درخت کے پاس سے گزرے آپ نے اس کو اپنی لاٹھی ماری۔ تو پتے گرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ اور سبحان اللہ اور لاالہ الا اللہ اور اللہ اکبر یہ کلمے بندے

---

[1] بہترین دعا گناہ کی معافی کی دعا ہے اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کہنے کے بعد اپنے لیے دعا کرنا مستحب ہے اور دعا کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنے لیے دعا کرے اور بعد میں آمین یا ارحم الراحمین کہے تو اس طریقہ سے دعا بہت جلد قبول ہوگی اور بہترین دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے گناہ معاف کرنے کی درخواست کرے اور حرکات و سکنات میں اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے ۱۲۔

يَتَسَاقَطُ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۷۷۰۔ وَعَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قَالَ مَكْحُولٌ فَمَنْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ كَشَفَ اللّٰهُ عَنْهُ سَبْعِينَ بَابًا مِنَ الضُّرِّ أَدْنَاهَا الْفَقْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ وَمَكْحُولٌ لَمْ يَسْمَعْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

۷۷۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ دَاءً أَيْسَرُهَا الْهَمُّ۔

کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتے ہیں۔ جیسے اس درخت کے پتے گر رہے ہیں[لہ]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے

۷۷۰۔ حضرت مکحول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ بہت زیادہ پڑھا کر۔ کہ وہ جنت کے خزانوں میں سے ہے مکحول نے کہا۔ جو آدمی اس طرح کہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ولا منجا من اللہ الا الیہ تو اللہ تعالیٰ اس سے ستر کو دور کر دیگے۔ جس میں سے سب سے ادنیٰ فقر (تونگی)[ٹے] ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا۔ کہ اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔ اور مکحول نے حضرت ابوہریرہ سے نہیں سنا ہے

۷۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے۔ جن میں سب سے چھوٹی بیماری غم ہے۔

لہ **گناہ بخشوانے والے کلمات۔** اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی اچھے ہیں اور ابونعیم نے بھی اس کو حلیہ میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کلمات کو گناہ کے بخشوانے میں بڑا دخل ہے۔ ان کلمات کا ورد کثرت سے کرنا چاہئے ۱۲۔

ٹے **فقر دور کرنے کا مطلب۔** اس حدیث کو نسائی اور بزار نے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے اور اسی مضمون کی ایک روایت طبرانی اور عقیلی نے بھی جابر سے روایت کی ہے اس حدیث میں جو فقر کا لفظ آیا ہے اس کے معنی دو طرح سے بیان کیے گئے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ تنگدستی اور غریبی کو دور کر دیں گے اور دوسرا یہ کہ دل میں استغناء پیدا کر دیں گے۔ قناعت کا گنج بے بہا اس کو عنایت فرمائیں گے جس سے آدمی کی طبیعت مطمئن اور سیر ہو جاتی ہے ۱۲۔

سے اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح السند کہا ہے اور اسکو ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اور مضمون بالکل واضح ہے ۱۲۔

۷۷۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَلِمَۃٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ کَنْزِ الْجَنَّۃِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَسْلَمَ عَبْدِیْ وَاسْتَسْلَمَ رَوَاھُمَا الْبَیْہَقِیُّ فِی الدَّعَوَاتِ الْکَبِیْرِ

۷۷۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ ھِیَ صَلٰوۃُ الْخَلَائِقِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَلِمَۃُ الشُّکْرِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَلِمَۃُ الْاِخْلَاصِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ قَالَ تَعَالٰی اَسْلَمَ وَاسْتَسْلَمَ رَوَاہُ رَزِیْنٌ۔

۷۷۲۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھ کو ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں۔ جو عرش کے نیچے جنت کے خزانوں میں سے ہے اور وہ ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرا بندہ میرے سامنے جھک گیا۔ اور اس نے اپنے کام میرے سپرد کر دیئے[1]۔ ان دونوں کو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

۷۷۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ سبحان اللہ تو خلقت کی عبادت ہے۔ اور الحمد للہ شکر کا کلمہ ہے۔ اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ میرے سامنے جھک گیا۔ اور اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا[2]۔ اسکو رزین نے روایت کیا۔

---

[1] **بقا باللہ کی صفت دائمی ہے۔** اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ جس طرح جنت کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی اسی طرح اس کلمہ کا اجر بھی کبھی ختم نہ ہوگا اس لیے اس کو جنت کے خزانے کی نعمت فرمایا ہے اور اس کا اجر اس لیے کبھی ختم نہیں ہوگا کہ جب بندے نے اپنے آپ کو پوری طرح فنا کر کے اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیا تو اب اس میں بقا باللہ کی صفت پیدا ہوئی جو کبھی ختم نہیں ہوتی اسی لیے اس کا اجر بھی کبھی ختم نہیں ہوتا ۱۲

[2] **لا الٰہ الا اللہ کہنا بہت بڑی نیکی ہے** اس حدیث کو رزین نے بھی اپنی جامع میں روایت کیا ہے۔ تسبیح تمام مخلوق کی عبادت ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالےٰ کی تسبیحات بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور لا الٰہ الا اللہ سے توحید خالص باقی رہ جاتی ہے اور شرک کی پوری طرح نفی ہو جاتی ہے اور لا الٰہ الا اللہ کہنا سب سے بڑی نیکی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک آدمی آنحضرت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میں ایک گناہ کر کے آیا ہوں مجھے کیا کرنا چاہئے آپ نے فرمایا کوئی نیکی کر تاکہ تیرے گناہ کا کفارہ ہو جائے اس نے کہا میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت بڑی نیکی کرو۔ اس نے پوچھا کیا لا الٰہ الا اللہ کہنا بھی نیکی ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ تو سب سے بڑی نیکی ہے۔ اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ تو آپ نے فرمایا جاؤ خدا تعالےٰ نے تیرا گناہ معاف کر دیا۔ اور اللہ اکبر کا ثواب زمینوں اور آسمانوں میں بھی نہیں سما سکتا اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنے کا ثواب تو دائمی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

رزقنا اللہ منہ رزقاً حسناً ۱۲

بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۲۲۷۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۲۲۷۵۔ وَعَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ وَاِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

استغفار اور توبہ کا بیان

فصل اول

۲۲۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالےٰ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۲۲۷۵۔ اغر المزنی نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے دل پر کچھ غبار سا آجاتا ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

لہ انبیاء کیوں استغفار کرتے ہیں۔ اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابن ماجہ اور طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں جو یہ فرمایا ہے کہ میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا ہوں اس "زیادہ" کی تعیین اگلی حدیثوں میں کردی گئی ہے کہ آپ سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات معصوم ہیں ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا اور استغفار کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے پہلے گناہ کا صدور ہو چکا ہو یا آئندہ اس کا امکان ہو اور یہ چیز چونکہ انبیاء میں نہیں ہے تو پھر یہ استغفار کیسا ہے؟ اس کے کئی ایک جوابات دیے گئے ہیں۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ امور مباحہ کا اشتغال گو فی نفسہ جائز ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے مقام رفیع کے مقابل کہ وہ حظیرۃ القدس کے حاضر باش ہیں یہ مقام نہایت پست ہے اس لیے اس میں مشغول ہونے پر انبیاء استغفار کیا کرتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کا استغفار کرنا امت کی تعلیم کے لیے ہوتا تھا کہ لوگوں کو بھی اس کی رغبت اور شوق پیدا ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کا استغفار کرنا امت کی طرف سے تھا یعنی امت کے گناہوں سے آپ دربار خداوندی میں استغفار فرمایا کرتے تھے تو اس صورت میں یہ استغفار "شفاعت" کا ہم معنی ہوگا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک جواب دیے گئے ہیں ۱۲۔

(باقی برصفحہ آئندہ)

۷۷۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ فَإِنِّيْ أَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۷۷۔ وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنَّهُ قَالَ يَا عِبَادِيْ إِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ أَهْدِكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ أُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِيْ أَكْسُكُمْ يَا عِبَادِيْ إِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِيْ إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّيْ فَتَضُرُّوْنِيْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ يَا عِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى أَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ

۷۷۶۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو اللہ کی طرف توبہ کرو۔ میں بھی اس کی طرف ہر روز سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں[۱] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷۷۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں میں سے جو وہ اپنے رب سے بیان کرتے تھے یہ بھی فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے میرے بندو میں نے ظلم کو اپنی جان پر حرام کیا ہے۔ اور میں نے ظلم کو بھی تمہارے درمیان حرام کیا ہے۔ سو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو تم سب رستہ بھولے ہوئے ہو۔ مگر جس کو میں رستہ دکھاؤں۔ تو مجھ سے راستہ مانگو میں تم کو راستہ دکھاؤں گا۔ اے میرے بندو تم سارے بھوکے ہو مگر جس کو میں کھلاؤں تم مجھ سے کھانا مانگو۔ میں تم کو کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو تم سب ننگے ہو۔ مگر جس کو میں پہناؤں۔ تم مجھ سے لباس مانگو۔ میں تم کو لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو تم دن رات گناہ کرتے ہو۔ اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں۔ تم مجھ سے بخشش مانگو۔ میں تم کو بخش دوں گا۔ اے میرے بندو تم گناہ کر کے میرا کچھ نقصان نہیں کر سکتے۔ اور نہ اطاعت کر کے میرا کچھ سنوار سکتے ہو۔ اے میرے بندو اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور انسان اور جن یہ سب تم میں سے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) [۲] آنحضرت کے دل پر سکینہ کا نزول ہوتا۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے۔ "غین" وہ پردہ ہے جو ذکر الٰہی کی مداومت میں حارج ہو اور یہ حارج ہونے والی چیزیں دنیا کے مباح امور ہیں۔ یعنی انسانی ضرورتوں اور مجبوریوں کو آپ نے غبار کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کے دل پر جب "سکینہ" کا نزول ہوتا تو وہ آپ کے دل کو ڈھانپ لیتا تو آپ اظہار عبودیت اور شکر الٰہی کے طور پر استغفار فرماتے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] اس حدیث کو احمد۔ ابن ابی شیبہ۔ طبرانی۔ بغوی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ
ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي
فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا
عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا عَلَيْكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ
ذَلِكَ فَلَا[1] يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۷۷۸- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ
قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَقَتَلَهُ وَجَعَلَ
يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ

سے زیادہ پرہیزگار آدمی کے دل کی طرح نیک ہو جائیں۔ تو اس سے میرے ملک میں کسی چیز کا اضافہ نہیں ہو جائے گا۔ اور اے میرے بندو۔ اگر تمہارے پہلے اور پچھلے جن اور انسان اگر سب سے بدترین آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں۔ تو میری بادشاہی میں اس سے کچھ بھی کمی نہیں ہو جائے گی۔ اے میرے بندو اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور انسان اور جن اگر یہ سارے ایک کھلے میدان میں اکھٹے ہو جائیں۔ پھر وہ مجھ سے مانگنے لگیں۔ اور میں ہر آدمی کو اس کی منہ مانگی مرادیں دیدوں۔ تو میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی تو نہیں آئے گی۔ جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈبو کر نکال لینے سے سمندر میں کمی آجاتی ہے۔ اے میرے بندو۔ یہ تمہارے عمل ہیں۔ جن کو میں نے تمہارے لئے گن رکھا ہے۔ اور پھر میں تم کو ان کا پورا پورا بدلہ دیدوں گا۔ پھر جو آدمی بھلائی پائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے۔ اور جو بھلائی کے سوا دوسری چیز پائے۔ تو وہ اپنے نفس کو ملامت کرے[1]۔

اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷۷۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا۔ اس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ پھر وہ مسئلہ پوچھنے کے لئے ایک راہب کے پاس آیا۔ اور اس سے پوچھا۔ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ یا نہیں تو راہب نے کہا نہیں۔ اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ اور پھر وہ مسئلہ پوچھنے گیا۔ اسکو ایک آدمی نے کہا۔ تم فلاں بستی میں چلے

---

[1] **اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتے** اس حدیث کو نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے۔ ظلم یہ ہے کہ آدمی کسی کی ملکیت میں تصرف کرے یا کسی کو جرم سے زیادہ سزا دے۔ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہیں وہ جو بھی کائنات میں تصرف کریں درست ہے کیونکہ سب کائنات اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے اور جرم کی پوری نوعیت اور سزا کو بھی اللہ تعالیٰ ہی جان سکتے ہیں کہ کس جرم کی کتنی سزا ملنی چاہئے اور کون سے مجرم کا کونسا جرم کس نوعیت کا ہے۔ پیدائش کے لحاظ سے ہر آدمی پاک ہے ماحول سے متاثر ہو کر ہر آدمی گمراہ ہو سکتا ہے سوائے اس کے جس کی رہنمائی خدا تعالیٰ کریں ۱۲

مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى هٰذِهٖ أَنْ تَقَرَّبِي وَإِلَى هٰذِهٖ أَنْ تَبَاعَدِي فَقَالَ قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلَى هٰذِهٖ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۷۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۸۰۔ وَعَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۸۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ

جاؤ۔ پھر راستے میں اسکو موت آگئی۔ اور وہ اس حال میں بھی اپنے سینے کے بل گھسٹتا جاتا تھا۔ سو اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا۔ تو اللہ تعالٰے نے نیک بستی کی زمین کو حکم دیا۔ تو قریب ہو جا۔ اور دوسری زمین کو فرمایا۔ کہ تو دور ہو جا۔ اور فرشتوں کو کہا۔ کہ زمین ماپ کر اندازہ کرو جس کے قریب ہو وہ لے۔ تو انہوں نے نیک بستی کی طرف ایک بالشت بھر زمین قریب پائی۔ سو اس کو بخش دیا گیا[۱]۔ متفق علیہ

۷۷۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرو۔ تو اللہ تعالٰے تم کو اس دنیا سے اٹھائے۔ اور ایسی قوم لے آئے۔ جو گناہ کریں۔ اور اللہ تعالٰے سے بخشش مانگیں۔ پھر اللہ تعالٰے انکو معاف کر دے[۲]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷۸۰۔ حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالٰے رات کو اپنے ہاتھ پھیلا دیتا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرے۔ اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرے۔ اور یہ اس وقت تک رہے گا۔ جب تک کہ سورج مغرب کی جانب سے نہ نکلے[۳]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بندہ جب اپنا گناہ کا اقرار کرے۔ اور پھر توبہ کرے تو

---

[۱] **قاتل کی توبہ قبول ہے۔** اس حدیث کو احمد۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عمداً قتل کرنے والے کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے جبکہ توبہ کی شرطیں پوری ہو جائیں اور وہ یہ ہیں۔ گناہ پر ندامت ہو آئندہ نہ کرنے کا مصمم ارادہ ہو۔ توبہ تندرستی میں ہو یا بیماری کے ایسے مرحلہ جبکہ موت کے آثار ظاہر نہ ہوں ۱۲۔

[۲] **اللہ معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں** اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی گناہ کرے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالٰے نیکوں کو جزائے خیر دینے کو پسند کرتے ہیں اسی طرح مجرموں کو معاف کرنا بھی پسند کرتے ہیں۔ ۱۲۔

[۳] اس حد[illegible]

اللّٰہُ عَلَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۲۸۲ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھَا تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَلّٰہُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَۃِ عَبْدِہٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنْ اَحَدِکُمْ کَانَتْ رَاحِلَتُہٗ بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْہُ وَعَلَیْھَا طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ فَاَیِسَ مِنْھَا فَاَتٰی شَجَرَۃً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّھَا قَدْ اَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِہٖ فَبَیْنَا ھُوَ کَذٰلِکَ اِذْ ھُوَ بِھَا قَائِمَۃً عِنْدَہٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِھَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اللہ تعالےٰ اسپر رحمت کا پھیرا کرتے ہیں۔ متفق علیہ

۲۸۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی مغرب کی طرف سے سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کرے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے گناہ معاف کردیں گے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اپنے بندے کی توبہ پر جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کیطرف توبہ کرتا ہے۔ اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ کہ جس کی سواری ایک جنگل زمین میں بھاگ گئی۔ اور اس پر اس کا کھانا اور پانی تھا۔ سو اس سے ناامید ہوگیا۔ پھر وہ ایک درخت کے نیچے آکر سائے میں لیٹ گیا۔ کیونکہ وہ اپنی سواری سے مایوس ہوچکا تھا۔ پس جب کہ وہ اس پریشانی میں مبتلا تھا۔ تو ناگہاں اس کی سواری اس کے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔ اس نے اس کی مہار پکڑ لی۔ پھر اس نے خوشی کی شدت سے اس طرح کہہ دیا۔ اے اللہ تو میرا بندہ ہے۔ اور میں تیرا رب ہوں۔ اس نے خوشی کے غلبہ میں الٹ کہہ دیا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

ف واقعہ افک حضرت عائشہ صدیقہ کے وقت آنحضرت نے یہ الفاظ حضرت عائشہ سے کہے تھے ترمذی نے بھی یہ مضمون بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں قرآن مجید میں بھی اسی طرح آیا ہے۔ ھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ الآیہ ۱۲۔

ف سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اسکو طبرانی نے بھی اوسط میں ذکر کیا ہے۔ قیامت کے نشانات میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ ایک روز سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ ربع نہار تک اوپر آئے گا پھر غروب ہوجائے گا اسکے بعد کسی کافر کا ایمان یا کسی بدکردار کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ جو پہلے سے مومن ہوگا اسکا ایمان بعد میں بھی قبول ہوگا اور جو پہلے توبہ کرتا ہوگا اسکی بعد میں بھی قبول ہوگی ۱۲۔

ف توبہ سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں اس حدیث کو بخاری نے بھی مختصراً روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی خوشی ایک آدمی کو نئی زندگی حاصل کرکے ہوسکتی ہے اس سے بہت زیادہ خوشی اللہ تعالےٰ کو ہوتی ہے جبکہ کوئی گنہگار بندہ توبہ کرکے عذاب الٰہی سے بچ جاتا ہے ۱۲۔

۷۸۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَاشَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۷۸۵ وَعَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ لَا یَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَتَاَلّٰی عَلَیَّ اَنِّیْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَاَحْبَطْتُ

---

۷۸۴ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ جب کوئی آدمی گناہ کرتا ہے ۔ اور کہتا ہے کہ اے اللہ میں نے گناہ کیا ہے ۔ سو تو اس کو بخش دے ۔ تو اس کا رب کہتا ہے ۔ کیا میرا بندہ جانتا ہے ۔ کہ اس کا کوئی رب ہے ۔ جو گناہ بخش سکتا ہے ۔ اور گناہ پر مواخذہ بھی کر سکتا ہے ۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا ۔ پھر جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ٹھہرا رہتا ہے ۔ پھر گناہ کرتا ہے ۔ تو پھر کہتا ہے اے میرے رب میں نے گناہ کر لیا ۔ سو تو مجھے معاف کر دے ۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ کیا میرا بندہ جانتا ہے ۔ کہ اس کا کوئی رب ہے ۔ جو گناہ کو بخش سکتا ہے ۔ اور اس پر پکڑ بھی کر سکتا ہے ۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا ۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ چاہے ٹھہرا رہتا ہے ۔ پھر گناہ کرتا ہے تو پھر کہتا ہے ۔ اے میرے رب میں نے اور گناہ کیا ۔ کیا سو تو مجھ کو بخش دے ۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے ۔ جو گناہ کو معاف بھی کر سکتا ہے ۔ اور اس پر مواخذہ بھی کر سکتا ہے ۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا وہ جو چاہے کرے ۔ متفق علیہ

۷۸۵ ۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ایک آدمی نے کہا ۔ کہ اللہ کی قسم فلاں آدمی کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ کون ہے وہ جو مجھ پر قسم ڈالے ۔ کہ میں فلاں کو کبھی نہیں بخشوں گا ۔ بیشک میں نے فلاں

ل توبہ قبول ہونے کے شرائط ۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی الیوم واللیلۃ میں روایت کیا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی اگر بار بار بھی گناہ کرے اور پھر توبہ سچے دل سے کرتا جائے تو اس کی توبہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوتی جائے گی ۔ لیکن اگر دل سے توبہ نہ کرے اور صرف زبان ہی سے توبہ کرے تو ایسی توبہ قبول نہیں ہوتی ۔ کیونکہ یہ کذاب کی توبہ ہے ۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایسی توبہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ٹھٹھا اور مذاق ہے ۔ توبہ صرف اسی صورت میں قبول ہو سکتی ہے جبکہ اس کے شرائط پائے جائیں اور وہ تین ہیں ۔ کیے ہوئے گناہ پر دلی رنج و افسوس ہو ۔ آئندہ کے لیے کبھی وہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ ہو اور تیسری یہ کہ توبہ صحت اور تندرستی میں ہو ۱۲

عَمَلَكَ أَوْ كَمَا قَالَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۸۶ ۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ أَنْ يُّمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کو بخش دیا۔ اور میں نے تیرے عمل صالح کر دیئے[۱] یا جیسا کہ فرمایا۔ متفق علیہ۔

۷۸۶ ۔ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ استغفار کا سردار یہ ہے۔ کہ تو کہے۔ اے میرے اللہ تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو نے مجھ کو پیدا کیا۔ اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں تیرے عہد اور وعدے پر اپنی طاقت بھر قائم ہوں۔ میں اپنے بد عملوں سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ میں تیری نعمتوں کا اپنے اوپر اقرار کرتا ہوں۔ اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں سو تو مجھ کو بخش دے۔ کہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ جو آدمی صبح کے وقت یہ استغفار اس پر یقین رکھتے ہوئے پڑھے گا۔ پھر اگر اسی دن مرگیا۔ تو وہ جنتی ہوگا۔ اور جس نے یہ استغفار رات کو پڑھا۔ اور وہ اس پر یقین رکھتا ہے۔ اور پھر صبح سے پہلے وہ فوت ہو جائے تو وہ جنتی ہوگا۔[۲] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

---

[۱] کسی کو جنتی یا دوزخی مت کہو۔ مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالے کی رحمت بے حد و بے حساب ہے۔ گنہگار کو ہر وقت خدا تعالے کی رحمت معاف کر سکتی ہے۔ اس لیے کسی آدمی کے متعلق قسم نہیں کھانی چاہیئے کہ اس کو اللہ تعالے کبھی نہ بخشے گا اور کسی آدمی کو حتمی طور پر جنتی یا دوزخی نہیں کہنا چاہیئے ہاں اگر کسی آدمی کے متعلق قرآن مجید یا حدیث شریف میں آگیا ہو کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی ہے تو اس کو جنتی یا دوزخی کہا جا سکتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر خداوند چاہیں تو کبیرہ گناہ بھی بغیر توبہ کے معاف ہو سکتے ہیں ۱۲۔

[۲] سید الاستغفار کی فضیلت۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے الیوم واللیلہ میں اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔ اس استغفار کا نام سید الاستغفار ہے۔ خداوند تعالے سے بندے کا وعدہ اور عہد یہ ہے کہ میں تجھ پر ایمان رکھوں گا۔ کسی کو تیرا شریک نہ ٹھہراؤں گا اور صحیح طور پر تیری عبادت کروں گا۔ اور خدا تعالے کا بندہ سے وعدہ یہ ہے کہ میں تجھ کو بخش دوں گا۔ سزا نہ دوں گا۔ اور اپنی جنت میں داخل کروں گا ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۷۸۷۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ عَلٰی مَا کَانَ فِیْکَ وَلَا اُبَالِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَا اُبَالِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ لَوْ لَقِیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَاَتَیْتُکَ بِقُرَابِھَا مَغْفِرَۃً رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۷۸۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ عَلِمَ اَنِّیْ ذُوْ

فصل دوم

۷۸۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے آدم کے بیٹے جب تک تو مجھے پکارتا رہیگا۔ اور مجھ سے امید رکھے گا۔ میں تجھے بخشتا جاؤں گا۔ تیرے عمل خواہ کیسے ہی ہوں۔ اور اے آدم کے بیٹے میں پرواہ نہیں کرتا۔ اگرچہ تیرے گناہ آسمان کے کناروں تک پہنچ جائیں۔ پھر اگر تو مجھ سے بخشش مانگے گا۔ تو میں تجھ کو بخش دوں گا۔ اور اے آدم کے بیٹے میں پرواہ نہیں کرتا۔ اگر تو مجھ سے زمین بھر کر گناہ لے کر ملے۔ پھر تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے۔ تو میں تیرے پاس اتنی ہی بخشش لے کر آجاؤں گا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور احمد اور دارمی نے اسکو ابوذر سے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۷۸۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

۱؎ نجات کا دار و مدار عقیدے پر ہے اس حدیث کو ضیاء نے مختارہ میں بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر شرک نہ کی جائے تو گناہوں کی معافی کی توقع ہے اس سے توحید کی کمال فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ بندہ جب یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ گناہ بخش دینے پر قادر ہیں تو ان سے امید رکھے گا اور جب امید ہوگی تو سخی امیدوار کو نا امید نہیں کرے گا۔ ۱۲

۲؎ خدا پر ہمیشہ اچھی امید رکھو۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے مغفرت کی احادیث اس کی تائید کرتی ہیں اور خاص طور پر حضرت انس کی حدیث جو اس سے پہلے ذکر ہو چکی ہے۔ خداوند تعالیٰ کے متعلق اچھی امید رکھنا بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ جس طرح کا میرے متعلق گمان رکھتا ہو میں اس سے اسی طرح کا معاملہ کرتا ہوں تو اگر کوئی آدمی خداوند تعالیٰ کو غفور اور رحیم اور وسیع المغفرت جانے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو واقعی معاف کر دیں گے۔ ۱۲

قُدْرَةٍ عَلٰى مَغْفِرَةِ الذُّنُوْبِ غَفَرْتُ لَهٗ وَلَا اُبَالِيْ مَا لَمْ يُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

۷۸۹۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۷۹۰۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۷۹۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

جو آدمی یہ سمجھے۔ کہ میں قدرت والا ہوں گناہوں کو بخش سکتا ہوں۔ تو میں اسکو بخش دیتا ہوں۔ اور جب تک میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ تو میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔

۷۸۹ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی ہمیشہ استغفار کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی جگہ بنائیں گے۔ اور ہر غم سے خلاصی کی صورت پیدا کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکو ایسی جگہ سے رزق پہنچائیں گے۔ جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہوگا[1]۔ اسکو احمد ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۷۹۰۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی استغفار کرتا جائے۔ وہ مصر (ہمیشہ گناہ کرنیوالا) نہیں ہے اگرچہ وہ دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے[2]۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۷۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کے تمام بیٹے ہی خطاکار ہیں اور بہترین خطاکار توبہ کرنے والے ہیں[3]۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

---

[1] **متوکل کو غیب سے رزق ملتا ہے۔** اس حدیث کو نسائی۔ بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ جو آدمی استغفار پر ہمیشگی کرے وہ متوکل ہے اور متوکل کا میر سامان خود اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسری حدیث میں ہے اگر تم خدا تعالیٰ پر توکل رکھو تو اللہ تعالیٰ تمہیں پرندوں کی طرح رزق پہنچائے کہ وہ صبح خالی پیٹ اٹھتے ہیں اور شام کو ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں اور اس حدیث میں قرآن کے الفاظ۔

[2] **سچی توبہ والا بار بار گناہ نہیں کرتا۔** اس حدیث کی اپنی سند تو صحیح نہیں لیکن ابن ماجہ نے ایک حدیث عبداللہ بن بسر سے اسی مضمون کی نقل کی ہے اور اسکی سند صحیح ہے۔ اگر بدنیتی سے ایسا کرے کہ منہ سے تو استغفار کرتا جائے لیکن دل میں ندامت کا احساس اور آئندہ گناہ سے باز رہنے کا ارادہ ہی نہ ہو تو ایسی توبہ قبول نہیں ہوتی لیکن اگر توبہ شرائط کے مطابق ہو اور بہ تقاضائے بشریت پھر گناہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں اور ستر مرتبہ کہنا صرف مبالغہ ہے۔ سچی توبہ والے سے اتنی مرتبہ گناہ نہیں ہو سکتا ۱۲۔

[3] اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ گناہ ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں اصلی گناہ یہ ہے کہ انسان گناہ کرکے

۷۹۲۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِہٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُہٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوَ قَلْبَہٗ فَذٰلِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۷۹۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۷۹۴۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَالَ وَعِزَّتِکَ

۷۹۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مومن جب گناہ کرتا ہے۔ تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر توبہ کرے۔ اور بخشش مانگے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر پھر کرے۔ تو وہ نشان زیادہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ سارے دل پر چھا جاتا ہے۔ سو یہی زنگ ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ ہے بدلہ اس چیز کا جو وہ کیا کرتے تھے[۱]۔ اسکو احمد۔ ترمذی۔ اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۷۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالٰے بندے کی توبہ اسوقت تک قبول کر لیتے ہیں جب تک کہ جان ہنسلی پر پہنچے[۲]۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۷۹۴۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیطان نے کہا۔ اے رب مجھے تیری عزت کی

---

۱ گناہ گناہ کو دعوت دیتا ہے۔ اس حدیث کو نسائی۔ بیہقی۔ سعید بن منصور۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کو کبھی ہلکا نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ ایک گناہ دوسرے گناہ کو دعوت دیتا ہے اور دل آہستہ آہستہ سیاہ ہوتا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کرنے سے دل صاف بھی ہو جاتا ہے۔ لہذا توبہ اور استغفار کی کثرت رکھنی چاہئے ورنہ دل زنگ آلود ہو کر بالکل ختم ہو جائے گا ۱۲۔

۲ آثار موت سے پہلے توبہ قبول ہے اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اور حاکم نے بھی اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ توبہ اس وقت تک قبول ہو سکتی ہے جب تک کہ موت کے آثار نمودار نہ ہوں کیونکہ آثار ظاہر ہونے کے بعد ایمان بالغیب نہیں رہتا اور اس وقت کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی اور اگر کوئی کافر ایسے وقت میں کلمہ توحید کا اقرار کرے تو وہ بھی قبول نہیں البتہ ایسی حالت میں اگر مومن کلمہ پڑھے تو اس کا کلمہ منظور ہے ۱۲۔

يَارَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِيْ عِبَادَكَ مَادَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْسَادِهِمْ فَقَالَ لَهُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۷۹۵۔ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُهُ مَسِيْرَةُ سَبْعِيْنَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهِ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۷۹۶۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ

قسم میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا۔ جب تک کہ ان کے روح ان کے جسموں میں رہیں گے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ میری عزت اور جلال اور بلند مقام کی قسم میں بھی ان کو بخشتا جاؤں گا۔ جب تک کہ وہ مجھ سے بخشش مانگتے جائیں گے[۱]۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۷۹۵۔ صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لئے مغرب میں ایک دروازہ رکھا ہے۔ جس کا عرض ستر سال کی راہ ہے۔ جب تک کہ مغرب کی جانب سے سورج طلوع نہیں ہوگا یہ دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔ اور یہی ہے اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ جس نے تیرے رب کی بعض نشانیاں آجائیں گی۔ تو کسی آدمی کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا۔ جو پہلے ایمان نہیں لایا تھا[۲]۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۷۹۶۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تک ہجرت ختم نہیں ہوگی جب

---

[۱] اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں خداوند تعالیٰ کی وسیع بخشش اور رحمت کا تذکرہ ہے اور استغفار کی رغبت دلائی ہے ۱۲۔

[۲] **توبہ کے دروازے کی کیفیت**۔ اس حدیث کو نسائی اور طبرانی نے کبیر میں اور بخاری نے تاریخ میں اور عبدالرزاق اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس دروازہ کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانیں بہرحال اس میں ذکر ہے کہ جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے گا اس وقت تک ساری دنیا کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اگر کوئی آدمی پہلے کافر ہو اور اس کے بعد ایمان لانا چاہے تو اس کا ایمان قبول نہیں ہوگا اور اگر کوئی گنہگار پہلے توبہ نہیں کرتا تھا تو اس کے بعد اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور جو پہلے ہی ایماندار تھا اور توبہ بھی کرتا تھا تو اس کا ایمان بھی قبول ہوگا اور توبہ بھی قبول ہوگی ۱۲۔

التَّوْبَۃُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِہَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ۔

۷۹۷۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلَیْنِ کَانَا فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مُتَحَابَّیْنِ اَحَدُھُمَا مُجْتَہِدٌ فِی الْعِبَادَۃِ وَالْاٰخَرُ یَقُوْلُ مُذْنِبٌ فَجَعَلَ یَقُوْلُ اَقْصِرْ عَمَّا اَنْتَ فِیْہِ فَیَقُوْلُ خَلِّنِیْ وَرَبِّیْ حَتّٰی وَجَدَہٗ یَوْمًا عَلٰی ذَنْبٍ اِسْتَعْظَمَہٗ فَقَالَ اَقْصِرْ فَقَالَ خَلِّنِیْ وَرَبِّیْ اَبُعِثْتَ عَلَیَّ رَقِیْبًا فَقَالَ وَاللّٰہِ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکَ اَبَدًا وَلَا یُدْخِلُکَ الْجَنَّۃَ فَبَعَثَ اللّٰہُ اِلَیْہِمَا مَلَکًا فَقَبَضَ اَرْوَاحَہُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَہٗ فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ اُدْخُلِ الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِیْ وَقَالَ لِلْاٰخَرِ اَتَسْتَطِیْعُ اَنْ تَحْظُرَ عَلٰی عَبْدِیْ رَحْمَتِیْ فَقَالَ لَا یَا رَبِّ قَالَ اذْھَبُوْا بِہٖ اِلَی النَّارِ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

تک کہ توبہ ختم نہیں ہوگی۔ اور اس وقت تک توبہ ختم نہیں ہوگی۔ جب تک کہ سورج مغرب کی طرف نہ چڑھے[۱]۔ اسکو احمد۔ ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

۷۹۷۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل میں دو دوست تھے۔ ایک ان میں سے بڑی عبادت کرتا تھا۔ اور دوسرا کہتا۔ میں تو گنہگار ہوں۔ وہ نیک اس کو کہتا۔ تو گناہ کم کیا کر۔ وہ کہتا کہ تو مجھے اور میرے رب کو چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ اس نیک نے ایک دن اس گنہگار کو ایک بہت بڑا گناہ کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ کہنے لگا گناہ چھوڑ دے۔ وہ کہنے لگا۔ میں جانوں اور میرا رب جانے کیا تو مجھ پر نگران مقرر کیا گیا ہے۔ تو وہ نیک کہنے لگا۔ اللہ کی قسم اللہ تجھ کو کبھی نہیں بخشے گا۔ اور نہ تجھے جنت میں داخل کرے گا تو اللہ تعالٰے نے ان دونوں کی طرف فرشتے کو بھیجا۔ اسنے ان کی جانیں قبض کیں۔ تو دونوں اللہ تعالٰے کے پاس اکٹھے ہوگئے۔ تو اللہ تعالٰے نے گنہگار کو فرمایا۔ تو میری رحمت سے جنت میں چلا جا۔ اور دوسرے کو کہا۔ کیا تیری طاقت ہے۔ کہ تو میرے بندے پر میری رحمت کو بند کر سکے۔ کہنے لگا۔ اے رب یہ طاقت تو مجھ میں نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا۔ اس کو آگ میں لے جاؤ[۲]۔ اسکو احمد نے روایت کیا

---

[۱] ہجرت گناہ چھوڑنے کا نام ہے اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ اسکی سند اچھی نہیں ہے اس جگہ ہجرت سے مراد ایک ملک چھوڑ کر دوسرے ملک میں جانا مراد نہیں ہے کیونکہ وہ ہجرت تو فتح مکہ کے بعد ختم ہوچکی بلکہ اس سے مراد گناہ چھوڑ کر نیکی کی طرف آنا ہے اور یہ ہجرت قیامت تک باقی ہے ۱۲

[۲] مغرور عابد سے منکسر عاصی بہتر ہے اس حدیث کو بغوی نے معالم میں اور ابوداؤد نے ادب میں بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کو وہ گنہگار بندہ جو توبہ کرے اور اپنے گناہ کا اقرار کرے اس عابد سے ہزار درجہ زیادہ محبوب ہے جو عبادت کرکے اپنی عبادت پر فخر اور ناز کرے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو جنتی اور دوزخی کہنا قطعاً جائز نہیں خواہ کوئی کتنا ہی نیکوکار اور گنہگار کیوں نہ ہو کیونکہ کسی کے خاتمے کا کوئی علم نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ ایک کافر مومن ہوکر مرے اور مومن مرتد ہوجائے ہاں اگر قرآن وسنت میں کسی کے جنتی یا دوزخی ہونے کی تصریح ہو تو پھر کہنا جائز ہے ۱۲

۷۹۸ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا وَّلَا يُبَالِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ يَقُوْلُ بَدَلَ يَقْرَأُ۔

۷۹۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا اللَّمَمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَّاَيُّ عَبْدٍ لَّكَ لَا اَلَمَّا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

۸۰۰ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُ فَاسْئَلُوْنِي الْهُدٰى اَهْدِكُمْ وَكُلُّكُمْ فُقَرَاءُ اِلَّا مَنْ اَغْنَيْتُ فَاسْئَلُوْنِيْ اَرْزُقْكُمْ وَكُلُّكُمْ

---

۷۹۸ - اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ پڑھ رہے تھے۔ اے میرے ایسے بندو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ سارے گناہ معاف کر دیں گے۔ اور کسی چیز کی پرواہ نہیں کریں گے۔ اسکو احمد۔ ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور شرح السنۃ میں یقرأ کے بدلے یقول کا لفظ ہے

۷۹۹ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالےٰ کے اس قول اِلَّا اللَّمَم کی تفسیر میں مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ اگر تو بخشے تو بڑے بڑے گناہ بخش دے۔ اور وہ کونسا بندہ ہے۔ جس نے کبھی گناہ نہیں کیا۔[۱] اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن۔ صحیح غریب ہے

۸۰۰ - حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اے میرے بندو تم سارے گمراہ ہو۔ مگر جس کو میں ہدایت دوں۔ سو تم مجھ سے ہدایت مانگو۔ میں تم کو ہدایت دوں گا۔ اور تم سارے فقیر ہو۔ مگر جس کو میں غنی کروں۔ سو

---

[۱] **اللہ پر حسن ظن رکھنا چاہئے۔** اس حدیث کو ابوداؤد۔ ابن منذر اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کافر کو توبہ سے اور مومن کو توبہ سے بھی اور بغیر توبہ کے بھی گناہ بخش دیتے ہیں یہ تو ہوئی اصول کی بات باقی رہی قدرت کی بات تو اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہیں اگر کافر کو بھی معاف کر دیں تو کون ہے جو اعتراض کر سکے اور اگر مومن کو بھی نہ معاف کریں تو کون ہے جو اس کو چھڑا سکے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ پر حسن ظن رکھنا چاہئے ۱۲۔

[۲] **اللہ بڑا ہے اور بڑے گناہ بخشتا ہے** اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو خود بھی بہت بڑا ہے اور تیری شان کے لائق ہے کہ تو بڑے بڑے گناہ معاف کرے۔ چھوٹے گناہوں کی تو تیرے سامنے اور تیری مغفرت کے مقابل کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اور اس حدیث میں جو شعر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر پڑھنا نبی (باقی بر آئندہ)

مذنب الا من عافيت فمن علم منكم اني ذو قدرة على المغفرة فاستغفرني غفرت له ولا ابالي ولو ان اولكم واخركم وحيكم وميتكم ورطبكم ويابسكم اجتمعوا على اتقى قلب عبد من عبادي ما زاد ذلك في ملكي جناح بعوضة ولو ان اولكم واخركم وحيكم وميتكم ورطبكم ويابسكم اجتمعوا على اشقى قلب عبد من عبادي ما نقص ذلك من ملكي جناح بعوضة ولو ان اولكم واخركم وحيكم وميتكم ورطبكم ويابسكم اجتمعوا في صعيد واحد فسال كل انسان منكم ما بلغت امنيته فاعطيت كل سائل منكم ما نقص ذلك من ملكي الا كما لو ان احدكم مر بالبحر فغمس فيه ابرة ثم رفعها ذلك باني جواد ماجد افعل ما اريد عطائي كلام وعذابي كلام انما امري لشيء اذا اردت ان اقول له كن فيكون رواه احمد والترمذي وابن ماجة۔

تم مجھ سے اپنا رزق مانگو۔ اور تم سارے گنہگار ہو۔ مگر جس کو میں عافیت دوں۔ پھر جو شخص تم میں سے جان لے کہ میں قدرت والا ہوں۔ گناہ معاف کر سکتا ہوں۔ پھر وہ مجھ سے گناہ کی بخشش مانگے۔ تو میں اسکو بخش دیتا ہوں۔ اور کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اور اگر تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے اور تمہارے زندہ اور تمہارے مردہ اور تمہارے تر اور تمہارے خشک اگر تم میں سے سب سے پرہیزگار آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو میرے ملک میں مچھر کے ایک پر کا اضافہ نہیں ہو جائے گا۔ اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور زندہ اور مردہ اور تر اور خشک اگر تم میں سے سب سے بدتر آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں۔ تو اس سے میرے ملک میں ایک مچھر کے پر کے برابر نقصان نہیں ہو گا۔ اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور زندہ اور مردہ اور تر اور خشک ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں۔ پھر ہر ایک انسان تم میں سے اتنا مانگے۔ جتنا اس کی خواہش میں آئے اور پھر میں تم میں سے ہر سوالی کا سوال اسکو دیدوں۔ تو یہ خرچ میرے ملک میں سے اتنا بھی کم نہیں کرے گا۔ جتنا کہ اگر کوئی تم میں سے سمندر کے پاس سے گزرے۔ تو اس میں سے سوئی ڈبو کر باہر نکال لے۔ یہ اس لئے ہے۔ کہ میں سخی ہوں۔ میں بزرگ ہوں۔ میں جو چاہوں کر سکتا ہوں میرا دیدینا بھی کلام ہے۔ اور میرا عذاب کرنا بھی کلام ہے۔ بات صرف اتنی ہے۔ کہ جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو اسکو کہہ دیتا ہوں۔ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے[1]۔ اسکو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کی شان کے منافی نہیں ہے بلکہ شعر کہنا خلاف شان ہے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اور مسلم نے اس کے مضمون کو بیان کیا ہے۔ پہلی فصل میں یہ حدیث گذر چکی ہے اور اس کا مطلب بھی بیان کر دیا گیا ہے ۱۲۔

۸۰۱ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ هُوَ أَهْلُ التَّقْوٰى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ أَنَا أَهْلٌ أَنْ أُتَّقٰى فَمَنِ اتَّقَانِي فَأَنَا أَهْلٌ أَنْ أَغْفِرَ لَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

۸۰۲ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ مِائَةَ مَرَّةٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۸۰۳ ۔ وَعَنْ بِلَالِ بْنِ يَسَارِ بْنِ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ غُفِرَ لَهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ لٰكِنَّهُ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ هِلَالُ بْنُ

---

۸۰۱ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ۔ ہو اہل التقوی واہل المغفرۃ تو فرمایا۔ تمہارا رب فرماتا ہے کہ میں اہل ہوں اس کا کہ مجھ سے ڈرا جائے ۔ اور پھر جو مجھ سے ڈرے ۔ میں اس کا اہل ہوں کہ اس کو بخش دوں[1] ۔ اس کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۸۰۲ ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم بعض دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مجلس میں سو سو مرتبہ گن لیا کرتے تھے کہ آپ فرماتے اے اللہ مجھ کو بخش دے ۔ اور میری توبہ قبول فرما۔ تو ہی توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا ہے[2] ۔ اسکو ۔ احمد ۔ ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ اور ابن ماجہ نے روایت کیا ۔

۸۰۳ ۔ بلال بن یسار بن زید اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے ۔ کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۔ آپ فرماتے تھے ۔ جو آدمی کہے ۔ میں اس اللہ سے اپنی بخشش چاہتا ہوں ۔ جس کے بغیر کوئی معبود نہیں ۔ وہ زندہ ہے ۔ ہمیشہ قائم رہنے والا ۔ میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں ۔ اسکو بخش دیا جائیگا ۔ اگرچہ وہ میدان جنگ ہی سے کیوں نہ بھاگا ہو[3] ۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ۔ لیکن ابوداؤد کی روایت میں ہلال بن یسار ہے ۔ اور ترمذی نے کہا ۔ یہ حدیث غریب ہے ۔

---

[1] اس حدیث کو احمد ۔ نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خداوند تعالےٰ کا خوف دل میں رکھنا سب سے بڑی نیکی ہے ۱۲

[2] **آنحضرت ہر وقت استغفار کرتے** ۔ اس حدیث کو نسائی نے الیوم واللیلہ میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن غریب کہا ہے ۔ ابوہریرہ کی حدیث کے تحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے استغفار کہنے کی توجیہات بیان کر دی گئی ہیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ہر وقت استغفار کرتے رہتے اور کوئی لحظہ بھی ان کا غفلت میں نہ گذرتا تھا ۱۲

(باقی بر صفحہ آئندہ)

بْنُ يَسَارٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۰۴۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى لِيْ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۸۰۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ

فصل سوم

۸۰۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند کر دیتے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ اے میرے رب یہ درجہ مجھ کو کیسے مل گیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ تیرے بیٹے نے تیرے حق میں بخشش کی دعا مانگی ہے۔[ا] اسکو احمد نے روایت کیا۔

۸۰۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میت قبر میں اسی طرح ہوتی ہے۔ جیسے کہ پانی میں ڈوبنے والا کسی فریادرس کو ڈھونڈھتا ہے۔ اسی طرح میت بھی کسی کی دعا کی منتظر رہتی ہے۔ باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے یا بھائی یا دوست کی طرف سے پھر جب کوئی اسے دعا پہنچتی ہے۔ تو وہ اسکو دنیا و مافیہا سے زیادہ پیاری ہوتی ہے[ا]۔ اور اللہ تعالیٰ قبر والوں پر زمین والوں کی دعا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳ میدان جنگ سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے اس حدیث کی سند بہت اچھی ہے۔ امام بخاری نے اسکو تاریخ کبیر میں بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے اسی مضمون کو ابن مسعود سے روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ توبہ اور استغفار سے کبیرے گناہ بھی بخشے جاتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ میدان جنگ سے بھاگنا بہت بڑا گناہ ہے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ا مُردے کو ثواب پہنچنے کی شرطیں اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندوں کے نیک اعمال یا دعاؤں کا اجر و ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے لیکن اس کے لیے تین شرطیں ہیں پہلی یہ کہ مرنے والے کا خاتمہ ایمان اور توحید پر ہوا ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ وہ اپنے فرائض اپنی زندگی میں ادا کرتا رہا ہو اگر اس نے عمداً فرض ترک کر رکھے ہوں تو دوسروں کی ادائیگی سے اس کے فرض ادا نہیں ہونگے اور تیسری شرط یہ ہے کہ ثواب پہنچانے والے نے نیکی سنت کے مطابق کی ہو ۱۲

۲ اس حدیث کی سند نہایت ہی کمزور ہے۔ بیہقی نے اسکو غریب کہا ہے اور اسکی سند میں محمد بن جابر مصیصی از حد کمزور ہے۔ میزان میں کہا ہے کہ یہ حدیث بے حد منکر ہے اور حدیث کا مضمون بالکل واضح ہے ۱۲

وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

۸۰۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ فِيْ عَمَلِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ۔

۸۰۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُوْا اسْتَغْفَرُوْا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

۸۰۸۔ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ عَنْ نَفْسِهِ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهُ كَاَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ

سے پہاڑوں جیسی رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ اور زندوں کا مردوں کے لئے تحفہ ان کے لئے استغفار ہے۔ اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا

۸۰۶۔ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مبارک ہے وہ آدمی جس کے نامۂ اعمال میں استغفار زیادہ پایا جائے[1]۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور نسائی نے "عمل یوم ولیلہ" میں روایت کیا۔

۸۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ مجھے ان لوگوں سے بنا دے۔ جو نیکی کر کے خوش ہوتے ہیں[2]۔ اور جب کوئی گناہ کر لیتے ہیں تو بخشش مانگتے ہیں اس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا

۸۰۸۔ حارث بن سوید نے کہا۔ کہ ہم کو عبداللہ بن مسعود نے دو حدیثیں سنائیں۔ ایک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی اور دوسری اپنی طرف سے سنائی کہا۔ کہ مومن آدمی اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے۔ گویا کہ وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے۔ اور ڈرتا ہے۔ کہ کہیں یہ پہاڑ اس پر گر نہ پڑے۔ اور

---

[1] **اچھے خاتمہ کی علامتیں۔** اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ خوش بختی یہ ہے کہ آدمی اس دنیا سے عاجزی مسکینی اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوا نکل جائے اس کے ساتھ اگر نیک اعمال بھی میسر ہو جائیں تو یہ سونے پر سہاگہ ہے اور اگر نیک اعمال کرے اور غرور اور فخر میں مبتلا ہو جائے اور اپنے اعمال پر بھروسہ کرے تو یہ انتہائی بدبختی ہے۔ ریاکار اور متکبر عابد سے متواضع گنہگار ہزار درجہ بہتر ہے۱۲

[2] **گنہگار سے نفرت نہ چاہئے** اس حدیث کو احمد۔ اور بخاری نے تاریخ میں اور خطیب اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے لیکن اس کے اور بھی بہت سے طرق ہیں جن سے اسکو تقویت پہنچتی ہے۔ نیکی پر فخر اور چیز ہے اور خوش ہونا اور چیز ہے۔ یہ قدرتی چیز ہے کہ نیکی خوشی لاتی ہے اور گناہ غم اور فکر۔ جس طرح مومن کو نیکی پسند ہوتی ہے اسی طرح گناہ سے اس کو نفرت بھی ہوتی ہے۔ گناہ سے نفرت ایمان کا جز ہے اور گنہگار سے نفرت نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کو لطائف الحیل سے نیکی کی طرف لانا چاہئے۔ آنحضرت کی ساری زندگی میں ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا کہ آپ نے کسی گنہگار سے نفرت کی ہو۱۲

يَخَافُ اَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا اَىْ بِيَدِهٖ فَذَبَّهٗ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ فِىْ اَرْضٍ دَوِيَّةٍ مُّهْلِكَةٍ مَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ فَطَلَبَهَا حَتّٰى اِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِىَ الَّذِىْ كُنْتُ فِيْهِ فَاَنَامُ حَتّٰى اَمُوْتَ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى سَاعِدِهٖ لِيَمُوْتَ فَاسْتَيْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُهٗ عِنْدَهٗ عَلَيْهَا زَادُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهٖ وَزَادِهٖ رَوٰى مُسْلِمٌ الْمَرْفُوْعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَحَسْبُ وَرَوَى الْبُخَارِىُّ الْمَوْقُوْفَ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَيْضًا۔

فاجر آدمی اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح دیکھتا ہے جو کہ اس کے ناک پر آکر بیٹھ گئی۔ تو اس نے اس کو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اڑا دیا پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ آپ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے مومن بندے کی توبہ پر اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو کسی بے آباد ہلاک کر دینے والے جنگل میں اترا۔ اس کے پاس اس کی سواری تھی۔ اسی پر اس کا کھانا اور پانی تھا۔ اس نے اپنا سر رکھا۔ اور سو گیا جب جاگا۔ تو اس کی سواری کہیں جا چکی تھی۔ وہ اس کو ڈھونڈتا رہا۔ یہاں تک کہ جب گرمی اور پیاس زیادہ ہو گئی۔ اور جو اللہ تعالےٰ نے چاہا وہ مصیبتیں بھی بڑھ گئیں۔ تو کہنے لگا۔ میں اپنی اسی جگہ پر واپس چلا جاتا ہوں۔ جہاں میں سویا تھا۔ پھر میں جا کر سو جاؤں گا۔ یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔ پھر اس نے اپنے بازو پر اپنا سر رکھا۔ تاکہ اسی حال میں مر جائے۔ پھر وہ سوتا ہوا ناگہاں بیدار ہو گیا تو اس کی سواری اس کے پاس کھڑی تھی۔ اس پر اس کا پانی بھی تھا۔ اور کھانا بھی۔ تو اللہ تعالےٰ کو مومن بندے کی توبہ پر اس آدمی سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ جس کو اپنی سواری اور اپنا توشہ مل گیا تھا۔[1] مسلم نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعًا روایت کیا ہے۔ اور وہ کافی ہے اور بخاری نے اسکو عبداللہ بن مسعود سے موقوفًا روایت کیا ہے۔

---

[1] **اللہ توبہ کرنے والے گنہگار کو پسند کرتا ہے** اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح حسن کہا ہے فصل اول میں حضرت انس سے حدیث کا آخری حصہ بیان ہو چکا ہے۔ پہلے حصہ کا مطلب یہ ہے کہ مومن آدمی سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کا دل بے چین اور بیقرار رہتا ہے اس کو ہر وقت ایک دھڑکا ایک سانسہ لگا رہتا ہے یہاں تک کہ یہ گناہ بھی اس کے لیے کئی نیکیوں کا سبب بن جاتا ہے اور پھر اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور فاجر آدمی گناہ کرنے کے بعد پروا بھی نہیں کرتا کہ اس سے کوئی گناہ ہوا ہے اور یہ بے خوفی اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اس حدیث میں دلالت ہے کہ اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والے بندے کو بہت پسند کرتے ہیں اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ "اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں"۔

۸۰۹ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ
۸۱۰ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيَ الدُّنْيَا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا الْاٰيَةَ فَقَالَ رَجُلٌ فَمَنْ اَشْرَكَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَمَنْ اَشْرَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔
۸۱۱ ۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَغْفِرُ لِعَبْدِهٖ مَا لَمْ يَقَعِ الْحِجَابُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْحِجَابُ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ النَّفْسُ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ رَوَى الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ اَحْمَدُ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَخِيْرَ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ۔

---

۸۰۹ ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مومن بندے کو پسند کرتے ہیں۔ جو گناہوں میں اگر مبتلا ہو جائے۔ تو بہت زیادہ توبہ کرتا ہے۔[1]

۸۱۰ ۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ مجھے اگر ساری دنیا مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی کہ اس آیت سے ہوتی ہے۔ کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پہ ظلم کیا ہے۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا۔ اور جس نے شرک کیا ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا۔ اور جس نے شرک کیا ہو وہ بھی یہ تین دفعہ فرمایا۔[2]

۸۱۱ ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بخشتے جاتے ہیں جب تک کہ حجاب نہ واقع ہو جائے۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول حجاب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ کوئی آدمی شرک کی حالت میں مر جائے۔[3] ان تینوں حدیثوں کو احمد نے روایت کیا۔ اور آخری حدیث کو بیہقی نے کتاب بعث والنشور میں روایت کیا ہے۔

---

[1] **توبہ خدا تعالیٰ کی محبت کا سبب ہے** اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے بھی روایت ہے۔ عزیزی نے کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے لیکن اور شواہدات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ مُفَتَّن وہ ہے جو بار بار گناہ کرے اور توّاب وہ ہے جو بار بار توبہ کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر گناہ بہت دفعہ بھی ہوتا جائے تو پھر بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو اس کی بار بار کی توبہ کے سبب سے پسند کرتے ہیں نہ کہ گناہ کرنے کے سبب سے۔ گناہ سے بہر حال بچنا لازمی ہے ۱۲

[2] **مشرک کی نجات کی کوئی صورت نہیں** اس حدیث کو ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ اور طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔ سوال کرنے والے کا مقصد یہ تھا کہ اگر توبہ کی جائے تو شرک کی بخشش بھی ہوتی ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں شرک بھی بخشا جاتا ہے بشرطیکہ موت کے آثار پیدا ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لے اور اگر شرک پر کسی آدمی کا خاتمہ ہو جائے تو پھر اس کی بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے ۱۲

(باقی بر صفحہ آئندہ)

۸۱۲ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَقِىَ اللّٰهَ لَا يَعْدِلُ بِهٖ شَيْئًا فِى الدُّنْيَا
ثُمَّ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ جِبَالٍ ذُنُوْبٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ ۔

۸۱۳ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ
كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ تَفَرَّدَ بِهِ النَّهْرَانِىُّ وَهُوَ
مَجْهُوْلٌ وَفِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ رَوٰى عَنْهُ مَوْقُوْفًا قَالَ النَّدَمُ تَوْبَةٌ وَالتَّائِبُ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ۔

---

۸۱۲ ۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملے مگر وہ اس کے ساتھ کسی
چیز کو دنیا میں برابر نہ جانتا ہو۔ اور پھر اس پر پہاڑوں جتنے گناہ ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیں گے[لہ]۔ اس کو بیہقی نے کتاب بعث والنشور میں
روایت کیا ہے۔

۸۱۳ ۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا
اس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ اور کہا کہ اس کی سند میں نہرانی متفرد ہے اور وہ مجہول ہے۔ اور شرح السنہ میں اس
سے موقوفاً روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ ندامت کا نام توبہ ہے۔ اور توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ جیسا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ تھا[تہ]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **سہ حجاب صرف شرک ہے۔** اس حدیث کو احمد اور بزار نے بھی روایت کیا ہے بخشش
کے سامنے روک اور پردہ صرف شرک ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر انشاء اللہ العزیز خدا تعالیٰ کی رحمت کی توقع ہے کہ گنہگار کو اپنے دامن عفو
میں چھپا لے گی ۱۲

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

لہ توبہ اور استغفار کی کثرت رکھو۔ اس حدیث کے شواہدات بہت ہیں اور صحیح ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی بھی
اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اس کی بالآخر بخشش ہو جائے گی اور اگر خدا تعالیٰ چاہیں تو ابتداء ہی سے اس کی نجات ہو جائے گی اور
اگر شرک بھی کیا ہو تو توبہ سے معاف ہو جائے گا اس لیے آدمی کو چاہئے کہ توبہ اور استغفار کی کثرت رکھے ۱۲

تہ توبہ نے زندگی کا رخ بدل دیا۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ توب کا لفظی ترجمہ "پھرنا" ہے
اور اصطلاحاً گناہ کی زندگی کو چھوڑ کر نیکی کی طرف آجانا ہے تو جب آدمی نے توبہ کر لی تو گویا اس نے اپنی زندگی کا رخ بدل لیا اور خداوند تعالیٰ
سے اقرار کر لیا کہ میں پچھلی زندگی سے بیزار ہوں اب نئے سرے سے نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کروں گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
یہ نہایت بعید ہے کہ توبہ کے بعد بھی اس سے سابقہ گناہوں کا حساب لیا جائے یا اس کو اس کے سابقہ گناہ یاد کرا کے شرمند
کیا جائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ اس طرح ختم کر دیتے ہیں کہ گویا اس نے وہ کام کیے ہی نہ تھے اور اس حدیث کے آخری
حصہ کو احمد۔ ابن ماجہ۔ حاکم اور بخاری نے بھی تاریخ میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ توبہ کا سب سے بڑا رکن ندامت
ہے یعنی دل سے اپنے کیے پر پشیمان ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ صرف زبان کی توبہ ہے دل کی نہیں اور ایسی توبہ قبول نہیں ہوتی ۱۲

بَابٌ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۸۱۴ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَی اللّٰهُ الْخَلْقَ کَتَبَ کِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ غَلَبَتْ غَضَبِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۱۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَیْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا یَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا یَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوُحُوْشُ عَلٰی

باب

فصل اوّل

۸۱۴ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالےٰ نے خلقت کو پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ تو ایک کتاب لکھی۔ جو اس کے پاس عرش پر ہے۔ کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ میرے غضب پر غالب آگئی۔[1] متفق علیہ۔

۸۱۵ - اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے اس نے ایک رحمت دنیا میں اتاری ہے۔ جو جنوں اور انسانوں اور چارپایوں اور زہریلے جانوروں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اسی سے وہ ایک دوسرے پر مہربانی کرتے ہیں اور اسی سے وحشی جانور بھی اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہیں۔ اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالےٰ نے قیامت کے لئے رکھی ہیں۔ کہ ان کے ساتھ اپنے

---

[1] **خدا کی رحمت کے مظاہر** اس حدیث کو نسائی۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ خدا تعالےٰ کے غضب کا اظہار تو کبھی کبھی اور کہیں کہیں ہوتا ہے لیکن اس کی رحمت کا ظہور ہر جگہ ہے اور ہر وقت ہے اور اسی رحمت کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالےٰ مخلوقات کی پرورش کرتے ہیں۔ ان کو روزی دیتے ہیں اور ان کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ خدا کی رحمت اس کے غضب کی نسبت بہت زیادہ ہے اور اسی رحمت ہی کا تقاضا ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے رسول بھیجے۔ اپنی کتابیں نازل فرمائیں۔ لوگوں کے لیے جنت بنائی اور دوزخ سے بچنے کے لیے آگاہ کر دیا ۱۲۔

وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ سَلْمَانَ نَحْوَهٗ وَفِيْ اٰخِرِهٖ قَالَ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ۔

۸۱۶۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ وَّلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۱۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

بندوں پر رحمت کرے گا متفق علیہ۔ اور مسلم کی روایت میں سلمان سے بھی اسی طرح ہے۔ اور اس کے آخر میں ہے۔ کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اس رحمت کو بھی سال ملا کر پوری سو کرے گا[1]۔

۸۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مومن کو پتہ چل جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کتنا بڑا ہے۔ تو کوئی اس کی جنت کی امید نہ رکھے۔ اور اگر کافر جان لے۔ کہ اللہ کی رحمت کتنی بڑی ہے۔ تو اس کی جنت سے کوئی بھی ناامید نہ رہے[2]۔ متفق علیہ

۸۱۷۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی تم سے زیادہ قریب ہے۔ اور اسی طرح جہنم بھی[3]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

---

[1] **خدا کی رحمت بے پایاں ہے۔** ابوہریرہ کی حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو مختصر بیان کیا ہے اور سلمان کی حدیث کو بھی احمد نے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر طرح کے حیوانات جو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں یا اپنی اولاد پر شفقت کرتے ہیں کہ خود نہیں کھاتے اور اپنے بچوں کو کھلاتے ہیں یہ سب اسی ایک رحمت کا ظہور ہے اور قیامت کے دن پوری سو رحمتیں ہوں گی اور اپنی رحمتوں کا ظہور جنت اور اس کی بے انتہا نعمتوں کی صورت میں ہوگا نہ ایک رحمت کی کوئی حد ہے نہ سو کی یہ صرف ذہن نشین کرنے کے لیے ایک تمثیل ہے ۱۲

[2] **ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔** اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے عذاب اور رحمت کی کثرت کی حدیث اس لیے بیان فرمائی کہ کوئی مومن خدا تعالیٰ کے عذاب سے بےخوف نہ ہو جائے کہ عمل ہی چھوڑ بیٹھے اور کوئی کافر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو کر توبہ اور استغفار ہی چھوڑ جائے اسی لیے کہا گیا ہے کہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے کیا ہی خوب کہا گیا ہے ع وگر در دہد یک صلائے کرم ✦ عزازیل گوید نصیبے برم ✦ دماں دم کہ از فعل پرسند و قول ✦ اولو العزم را تن بلرزد ز ہول ✦ ۱۲

[3] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر ایمان اور نیک اعمال ہیں تو جنت نزدیک ہے اور اگر گناہ اور کفر ہے تو دوزخ قریب ہے ۱۲

۸۱۸۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ لِاَهْلِہٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰی نَفْسِہٖ فَلَمَّا حَضَرَہُ الْمَوْتُ اَوْصٰی بَنِیْہِ اِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْہُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَہٗ فِی الْبَرِّ وَنِصْفَہٗ فِی الْبَحْرِ فَوَاللّٰہِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ لَیُعَذِّبَنَّہٗ عَذَابًا لَا یُعَذِّبُہٗ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِیْنَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوْا مَا اَمَرَهُمْ فَاَمَرَ اللّٰہُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِیْہِ وَاَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِیْہِ ثُمَّ قَالَ لَہٗ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْیَتِكَ یَا رَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ لَہٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۸۱۹۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْیٌ فَاِذَا امْرَاَۃٌ مِّنَ السَّبْیِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْیُهَا تَسْعٰی اِذَا وَجَدَتْ صَبِیًّا فِی السَّبْیِ اَخَذَتْہُ فَاَلْصَقَتْہُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْہُ فَقَالَ لَنَا

۸۱۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک آدمی تھا۔ جس نے کبھی کسی سے بھلا نہیں کیا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیے تھے۔ جب اس کو موت حاضر ہوئی۔ اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی۔ کہ جب وہ مرجائے۔ تو اس کو جلا دیں۔ پھر اس کی آدھی راکھ کو جنگل میں اڑا دیں۔ اور آدھی سمندر میں پھینک دیں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ نے اسکو دوبارہ زندہ کرلیا۔ تو وہ اسکو سزا دے گا۔ کہ ایسی سزا اس نے جہان والوں میں سے کسی کو نہ دی ہوگی۔ پھر جب وہ مرگیا۔ تو انہوں نے اس کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے سمندر کو حکم دیا۔ تو اس نے اپنے اندر کی راکھ کو جمع کر دیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس سے پوچھا۔ تونے ایسا کیوں کیا تھا؟ کہنے لگا اے اللہ تیرے ڈر سے اور تجھے تو اچھی طرح علم ہے۔ سو اللہ تعالےٰ نے اس کو معاف کر دیا[1] متفق علیہ۔

۸۱۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ تو ان قیدیوں میں ایک عورت تھی۔ اسکی چھاتیاں دودھ سے بہہ رہی تھیں وہ دوڑتی پھرتی تھی جب کسی بچے کو قیدیوں میں پالیتی۔ تو اس کو پکڑ لیتی۔ اسے اپنے پیٹ سے لگاتی۔ اور اسکو دودھ پلا دیتی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا۔ کیا خیال ہے کہ آیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی۔ ہم نے کہا۔

---

[1] **عقیدے کی درستی پر نجات ہو جاتی ہے** اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ مالک۔ ابوعوانہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا رحمت ہے خداوند تعالےٰ کی کہ اس کو صرف اتنے عقیدے پر معاف کر دیا کہ کم از کم وہ یہ تو جانتا تھا کہ میرا کوئی رب ہے اور مجھ کو سزا دینے کی وہ قدرت رکھتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ خدا کی رحمت بہانہ جوید "بہا" نہ جوید۔ یعنی اللہ تعالےٰ بخشنے کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کرتے ہیں۔ معاوضہ نہیں مانگتے۔ یہ آدمی بنی اسرائیل سے تھا۔ اور مردوں کے کفن اتارا کرتا تھا۔ لاشوں کی بے حرمتی کرتا اور انہیں بے گور و کفن چھوڑ آتا ۱۲

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ فَقُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ لَّا تَطْرَحَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۲۰۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ لَنْ يُّنَجِّيَ اَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۲۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُدْخِلُ اَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيْرُهٗ مِنَ النَّارِ وَلَا اَنَا اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اس کا اختیار ہو پھر تو کبھی نہ پھینکے گی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنی کہ یہ اپنے بچے پر ہے[1]۔ متفق علیہ

۸۲۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی آدمی کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا آپ کو بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اور مجھ کو بھی نہیں۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے پس تم عملوں کو درست کرو۔ اور میانہ روی اختیار کرو۔ کچھ صبح کو عمل کر لیا کرو۔ کچھ شام کو اور کچھ رات کے اندھیرے میں اور میانہ روی اختیار کرنا میانہ روی اختیار کرنا۔ کہ مقصد کو پہنچ جاؤ گے[2]۔ متفق علیہ۔

۸۲۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کسی آدمی کو اس کا عمل نہ تو جنت میں داخل کر سکتا ہے۔ اور نہ دوزخ ہی سے بچا سکتا ہے۔ اور میں بھی اللہ کی رحمت ہی سے جنت میں جا سکتا ہوں[3]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

---

[1] **بندے کو خدا سے کیا نسبت** اس حدیث کو ابن ماجہ۔ ابوعوانہ اور ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس عورت کا اپنا بچہ گم ہو گیا اس کی چھاتیوں سے زور دے کر دودھ بہنے لگا تو اس نے کسی اور کے بچے کو پکڑ کر سینہ سے لگا لیا اور دودھ پلانے لگی۔ آپ نے فرمایا اگر یہ کسی اور کے بچے پر اتنی شفقت کرتی ہے تو اندازہ کرو کہ اپنے بچے پر کتنی شفقت کرے گی اور پھر اس کی محبت تو خداوند تعالیٰ کی ارحبا مخلوقات میں سے ایک مخلوق کی محبت ہے اور پھر تمام مخلوق کی محبت بھی خدا تعالیٰ کی سو رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے بندے کی رحمت کو کیا نسبت ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۱۲

[2] **خدا کی نعمتیں بے شمار ہیں۔** اس حدیث کو طیالسی نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر کسی کی نجات کی کوئی صورت نہیں ہے۔ انسان کی ساری زندگی کی عبادت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت کا معاوضہ بھی نہیں بن سکتی چہ جائے کہ جنت کا معاوضہ بنے۔ دنیا کی نعمتیں بھی بے شمار ہیں ان میں سے ایک نعمت کا بھی تو انسان حساب نہیں چکا سکتا۔ حدیث کے آخری حصہ میں قرآن کریم کی آیت کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ۱۲

(باقی بر صفحہ آئندہ)

٨٢٢- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدُ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٨٢٣- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨٢٢- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب آدمی مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور اس کا اسلام اچھا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو اس کے پہلے گناہ سب معاف کر دیتے ہیں۔ اور اس کے بعد جب وہ کوئی نیکی کرتا ہے۔ تو وہ دس گناہ سے لے کر سات سو گناہ تک زیادہ لکھی جاتی ہے۔ اور گناہ اتنا ہی لکھا جاتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ اسکو معاف نہ کر دیں[1]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

٨٢٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں بھی لکھی ہیں۔ اور برائیاں بھی پھر جو آدمی نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکیلئے اپنے پاس ایک پوری نیکی لکھتے ہیں۔ اور اگر نیکی کا قصد بھی کرے اور اس پر عمل بھی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیوں تک لکھتے ہیں۔ اور جو آدمی برائی کا ارادہ کرے۔ اور اس پر عمل نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس ایک نیکی لکھ دیتے ہیں۔ اور اگر برائی کا ارادہ کرے۔ اور اس پر عمل بھی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک برائی لکھ دیتے ہیں[2]۔ متفق علیہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) **۳ ریاضات شاقہ سے پرہیز کرو۔** اس حدیث میں یہ تعلیم فرمائی ہے کہ عمل کرنے میں اپنے آپ کو خواہ مخواہ تنگ نہ کرو کہ طبیعت ہی اکتا جائے بلکہ میانہ روی اختیار کرو اور اپنے آپ کو سہولت میں رکھو اور ریاضات شاقہ سے پرہیز کرو ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] رحمت خداوندی برائیوں کو ختم کر دیتی ہے اس حدیث کو نسائی۔ بزار۔ بیہقی۔ دار قطنی اور اسمٰعیلی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کا ذکر ہے کہ کفر کی حالت میں جو گناہ کیے تھے مسلمان ہونے کے بعد ان کو ختم کر دیا گیا۔ پھر نیکی سات سو گنا تک لکھی جانے اور بدی میں سب سے بڑی اور پہلی توقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیں گے اور اگر معاف نہ ہوئی تو کسی نیکی سے ختم ہو جائیگی اے ارحم الراحمین مالک اپنی رحمت سے ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ آمین ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب بھی وہی ہے جو پہلی حدیث میں بیان ہو چکا ہے ۱۲

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۸۲۴- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَثَلَ الَّذِیْ يَعْمَلُ السَّيِّئَاتِ ثُمَّ يَعْمَلُ الْحَسَنَاتِ كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَتْ عَلَيْهِ دِرْعٌ ضَيِّقَةٌ قَدْ خَنَقَتْهُ ثُمَّ عَمِلَ حَسَنَةً فَانْفَكَّتْ حَلْقَةٌ ثُمَّ عَمِلَ اُخْرٰی فَانْفَكَّتْ اُخْرٰی حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَى الْاَرْضِ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ

۸۲۵- وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُصُّ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الثَّانِيَةَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ فَقُلْتُ الثَّانِيَةَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الثَّالِثَةَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ

فصل دوم

۸۲۴ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کی مثال جو بُرے عمل کرے پھر نیکیاں کرے اس آدمی کی طرح ہے کہ جس پر ایک تنگ درع تھی جس نے اس کا گلا گھونٹ رکھا تھا پھر اس نے نیکی کی تو اس کے حلقے کھل گئے پھر دوسرا عمل کیا تو پھر اور کھل گئی یہاں تک کہ کھل کر زمین پر گر پڑی اس کو شرح السنہ میں روایت کیا

۸۲۵ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ منبر پر بیان فرما رہے تھے کہہ رہے تھے کہ جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے تو اس کے لیئے دو جنت ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور اگرچہ چوری کی ہو آپ نے دوسری مرتبہ پھر فرمایا جو آدمی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنت ہیں تو میں نے دوسری مرتبہ پھر عرض کیا اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے تو آپ نے تیسری مرتبہ پھر فرمایا اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیئے دو جنت

سلہ نیکی سے دل میں انبساط پیدا ہوتا ہے اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے ان میں سے ایک سند کے راوی ثقہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ گناہ کرنے سے سینہ تنگ ہوتا جاتا ہے اور نیکی کرنے سے سینہ اور دل فراخ ہوتے جاتے ہیں یہ مثال بیان کرکے آنحضرت نے اس مضمون کو ذہن نشین کرایا ہے جس طرح تنگ درع کے گرنے سے آدمی آزاد ہو جاتا ہے اسی طرح نیکی کرنے سے انسان انقباض نفسی سے آزاد ہو جاتا ہے اور سیر الی اللہ کے میدان میں نہایت بلند پرواز کرتا ہے اور اس حدیث میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ریعنے نیکیاں برائیوں کو آہستہ آہستہ ختم کر دیتی ہیں ۱۲

رَبِّهٖ جَنَّتَانِ فَقُلْتُ الثَّالِثَةَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۸۲۶۔ وَعَنْ عَامِرِ الرَّامِ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ یَعْنِیْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَیْهِ کِسَاءٌ وَفِیْ یَدِهٖ شَیْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَیْهِ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَرْتُ بِغَیْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِیْهَا اَصْوَاتَ فِرَاخِ طَائِرٍ فَاَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِیْ کِسَائِیْ فَجَاءَتْ اُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلٰی رَأْسِیْ فَکَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَیْهِنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِکِسَائِیْ فَهُنَّ اُولَاءِ مَعِیْ قَالَ ضَعْهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ وَاَبَتْ اُمُّهُنَّ اِلَّا لُزُوْمَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ لِرُحْمِ اُمِّ الْاَفْرَاخِ فِرَاخَهَا

میں نے تیسری مرتبہ پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ ابوالدرداء کا ناک خاک آلودہ ہو جائے[۱] اس کو احمد نے روایت کیا

۸۲۶ حضرت عامر رام کہتے ہیں کہ اس وقت کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی آیا اس پر ایک چادر تھی اور ہاتھ میں کوئی چیز پکڑی ہوئی تھی جس کو کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزرا میں نے اس میں ایک پرندے کے بچوں کی آوازیں سنیں میں نے ان بچوں کو پکڑ لیا اور اپنی چادر میں رکھ لیا پھر ان کی ماں آئی وہ میرے سر پر چکر لگانے لگی میں نے بچے ننگے کر کے اس کے سامنے کر دیئے وہ اُن پر بے اختیار ہو کر گر پڑی میں نے ان سب کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا وہ یہ ہیں میرے پاس آپ نے فرمایا ان کو نیچے رکھو اس نے ان کو نیچے رکھا بچوں کی ماں بچوں کے پاس ہی بیٹھی رہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان بچوں کی ماں کی محبت سے

---

[۱] **توبہ سے کبیرے گناہ بخشے جاتے ہیں** اس حدیث کو ترمذی۔ نسائی۔ بزار۔ ابن جریر۔ ابو یعلی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ جب کوئی آدمی اللہ تعالے سے ڈر جاتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے پہلی مرتبہ تو استفسار کے طریق پر پوچھا کہ اگرچہ اس نے بڑے بڑے کبیرے گناہ زنا اور چوری بھی کیے ہوں تو بھی توبہ کے بعد اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کو جنت مل جائے گی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ تو حضرت ابوالدرداء کو اس سے تعجب ہوا کہ خدا سے ڈر جانے کی وجہ سے اتنے بڑے گناہ بھی معاف ہو سکتے ہیں تو ان الفاظ کو تعجب کی وجہ سے دہراتے چلے گئے اور آنحضرت بار بار وہی جواب دیتے گئے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جب آدمی خدا تعالے سے ڈر جائے تو اس کے پچھلے گناہ اللہ تعالے نے معاف کر دیتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں ترغیب ہے کہ خوف الٰہی اور توبہ کو لازم پکڑنا چاہئے کہ یہ دونوں چیزیں مومن کا ہتھیار ہیں ۱۲

وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ أُمِّ الْأَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا ارْجِعْ بِهِنَّ حَتّٰى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُنَّ وَأُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ فَرَجَعَ بِهِنَّ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٨٢٧ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ غَزَوَاتِهٖ فَمَرَّ بِقَوْمٍ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا نَحْنُ الْمُسْلِمُوْنَ وَامْرَأَةٌ تَحْضِبُ بِقِدْرِهَا وَمَعَهَا ابْنٌ لَهَا فَإِذَا ارْتَفَعَ وَهَجٌ تَنَحَّتْ بِهٖ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ أَلَيْسَ اللّٰهُ أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ قَالَ بَلٰى قَالَتْ أَلَيْسَ اللّٰهُ أَرْحَمَ بِعِبَادِهٖ مِنَ الْأُمِّ بِوَلَدِهَا قَالَ بَلٰى قَالَتْ إِنَّ الْأُمَّ لَا

تعجب کرتے ہو ان کی محبت اس کو اپنے بچوں پر ہے سو اللہ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے اس سے جو ان بچوں کی ماں کو ان بچوں پر ہے ان کو واپس لے جاؤ اور وہیں جا کر رکھ آؤ جہاں سے تم نے ان کو پکڑا ہے اور ان کی ماں کو بھی ان کے ساتھ لے جاؤ وہ ان کو لے کر چلا گیا[1] اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۸۲۷

۸۲۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بعض غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ ایک قوم کے پاس سے گزرے اور فرمایا یہ قوم کن لوگوں کی ہے انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں ایک عورت ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہی تھی اور اس کے پاس اس کا چھوٹا بچہ بھی تھا جب شعلہ بلند ہوتا تو بچے کو پیچھے کر لیتی تو وہ عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کیا آپ ہی اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں کہنے لگی میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا اللہ تعالیٰ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہے آپ نے فرمایا ہاں کہنے لگی کیا اللہ تعالیٰ بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں ہے جتنی کہ ماں اپنے بچے پر ہوتی ہے آپ نے فرمایا ہاں تو کہنے لگی کہ ماں تو اپنے بچے کو آگ میں کبھی نہیں پھینک سکتی تو نبی

---

[1] **ماں کی بے پایاں محبت کا ایک منظر** اس حدیث کی سند میں ابو منظور شامی ضعیف ہے۔ لیکن بزار نے اس کو حضرت عمر بن خطاب سے بھی دو سندوں سے روایت کیا ہے اور ایک سند کے راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث سے ماں کی محبت کا اندازہ کرنا چاہیے کہ ماں حیوان ہو کر بھی اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتی اور اپنے بچوں پر اپنے آپ کو قربان کر دیتی ہے جب مخلوق کی محبت اور شفقت کا یہ حال ہے تو خالق کی رحمت اور شفقت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اس حدیث سے مخلوق خدا پر شفقت اور رحم اور نیکی کی ترغیب بھی ہوتی ہے ۱۲

تُلْقِيْ وَلَدَهَا فِي النَّارِ فَاكَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ اِلَيْهَا فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهٖ اِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِيْ يَتَمَرَّدُ عَلَى اللّٰهِ وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۸۲۸ وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَلْتَمِسُ مَرْضَاةَ اللّٰهِ فَلَا يَزَالُ بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِجِبْرَئِيْلَ اِنَّ فُلَانًا عَبْدِيْ يَلْتَمِسُ اَنْ يُّرْضِيَنِيْ اَلَا وَاِنَّ رَحْمَتِيْ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ جِبْرَائِيْلُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى فُلَانٍ وَيَقُوْلُهَا حَمَلَةُ الْعَرْشِ وَيَقُوْلُهَا مَنْ حَوْلَهُمْ حَتّٰى يَقُوْلَهَا اَهْلُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ ثُمَّ تَهْبِطُ لَهٗ اِلَى الْاَرْضِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۸۲۹ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر نیچا کرلیا اور روتے رہے پھر آپ نے اس کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ بھی سرکش بندے کے سوا اور کسی کو سزا نہیں دیتے اور سرکش بھی ایسا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی کرے اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کردے[1] اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا

۸۲۸ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو تلاش کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ اس دھن میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کو فرماتے ہیں کہ میرا فلاں بندہ میری رضامندی تلاش کرتا ہے سن لو کہ میں اس پر اپنی رحمت کرتا ہوں تو حضرت جبرئیل آواز دیتے ہیں کہ فلاں بندے پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہے اور یہی آواز پھر عرش اٹھانے والے فرشتے دیتے ہیں اور پھر وہ فرشتے کہتے ہیں جو ان کے ارد گرد ہیں یہاں تک کہ یہ آواز ساتوں آسمانوں میں گونجنے لگتی ہے اور پھر یہی آواز زمین پر اترتی ہے[2] اسکو احمد نے روایت کیا

۸۲۹ حضرت اسامہ بن زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ بعض تو ان میں سے اپنی جان پر ظلم کرنے والے

---

[1] **سرکشی صرف شرک ہے۔** اس حدیث کی سند میں اسمٰعیل بن یحییٰ شیبانی ہے جو متہم بالکذب ہے لیکن اس حدیث کا ایک شاہد خالد بن یزید کی حدیث ہے جسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ کے بعض نسخوں میں ہے کہ وہ عورت تنور میں آگ جلا رہی تھی جب آگ کے شعلے بلند ہوتے تو بچے کو پیچھے ہٹا لیتی۔ اس عورت نے اسلام تو پہلے ہی قبول کرلیا تھا اب آنحضرت کی زیارت بھی کرلی اور ان سے یہ مسئلہ بھی پوچھا کہ جب ایک عورت اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی تو ارحم الراحمین کیسے اپنی مخلوق کو آگ میں پھینک دیں گے۔ آپ نے جواب دیا کہ جب بچہ سرکشی کرتا ہے تو ماں باپ بھی اپنی اولاد کو سزا دیتے ہیں اور اس میں بھی ایک طرح کی شفقت ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی صرف سرکش لوگوں کو جہنم میں ڈالیں گے اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سرکشی صرف شرک ہے باقی دوسرے گناہ ہمیشہ کی سزا کے مستحق نہیں ہیں اگر خدا تعالیٰ چاہیں تو ویسے ہی معاف کردیں اور اگر چاہیں تو تھوڑی بہت سزا دیدیں اور پھر معافی ہو جائے ۱۲

[2] **قبول عام مقبول ہونے کی علامت ہے** ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں اور اس کا ایک شاہد ابو ہریرہ کی حدیث ہے جس کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبولیت عامہ اس چیز کی دلیل ہے کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ کے پاس بھی مقبول ہے لیکن اس قبولیت میں شرط یہ ہے کہ قبول کرنے والے دیندار اور علم والے لوگ ہوں ورنہ جہلا اور بیدین (باقی بر صفحہ آئندہ)

بِنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ قَالَ كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَالْمَنَامِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۸۳۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمْسٰى قَالَ اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ہیں اور بعض ان سے میانہ رو ہیں اور بعض ان میں سے نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں آپ نے فرمایا یہ سارے ہی لوگ جنتی ہیں[1] اس کو بیہقی نے کتاب بعث والنشور میں روایت کیا۔

صبح، شام اور سوتے وقت کیا پڑھنا چاہیے

فصل اول

۸۳۰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شام کرتے تو کہتے ہم نے شام کی اور اللہ کے سارے ملک نے شام کی اور ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کی بادشاہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) لوگوں کی قبولیت تو ہمہ دعنی۔ زندیق اور بے ایمان کو بھی حاصل رہی ہے اور اس مضمون کی ایک دو حدیث بھی مؤید ہے جس میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **بغیر حساب جنت میں جانے والے** اس حدیث کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں جو تین طرح کے آدمی بیان کیے ہیں۔ یہ حقیقت میں سب مومن ہیں ظالم انفسہٖ کہا گیا ہے جو بعض واجب بھی چھوڑ دیں اور بعض حرام چیزوں کا ارتکاب بھی کریں اور میانہ رو وہ ہیں جو واجبات کو ادا کریں اور محرمات سے بچیں لیکن بعض مستحبات کو چھوڑ دیں اور بعض مکروہات کا ارتکاب بھی کریں اور سابق بالخیرات وہ ہیں جو واجبات کے علاوہ مستحبات بھی بجا لائیں اور محرمات کے علاوہ مکروہات سے بھی بچیں سو پہلے فرقے کو معاف کر دیا جائے گا اور دوسرے فرقے سے آسان حساب لیا جائے گا اور تیسرا فرقہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گا ۱۲

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۳۱۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰی وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ عَنِ الْبَرَاءِ۔

ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے میرے اللہ میں تجھ سے اس رات کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی جو اس میں ہے اور اس رات کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور ہر اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اے میرے اللہ میں سستی بڑھاپے اور بڑھاپے کی برائی اور دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جب صبح ہوتی تو بھی یہی دعا پڑھتے اور کہتے ہم نے صبح کی اور اللہ کے سارے ملک نے صبح کی اور ایک روایت میں ہے اے میرے رب میں آگ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں[1] اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۸۳۱ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ رخسارے کے نیچے رکھتے پھر کہتے اے اللہ میں تیرے نام سے مرتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوں گا اور جب جاگ اٹھتے تو کہتے سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کو ہیں جس نے ہم کو موت کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے اس کو بخاری نے روایت کیا اور مسلم نے اس کو براء سے روایت کیا

---

[1] صبح وشام پڑھنے کی دعا۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ کسل کا معنی ہے عبادت سے بوجھل ہو جانا یعنی عبادت الٰہی پر نفس کا رضامند نہ ہونا۔ ہرم وہ بڑھاپا ہے جس میں بعض قوتیں بالکل جواب دے جائیں اور برا بڑھاپا وہ ہے جس میں عقل بالکل جاتی رہے۔ اس حدیث میں تعلیم ہے کہ بندہ اپنی عبودیت اور عاجزی کا اقرار کرتا رہے اور تمام کاموں کا تصرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں جانے اور یہ یقین کرے کہ بندے کے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے[12]

[2] سوتے وقت کی دعا۔ اس حدیث کو احمد۔ اصحاب سنن اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور احمد اور مسلم اور نسائی نے اس کو حضرت براء سے روایت کیا ہے اور بخاری مسلم نے ابوذر سے اس کو روایت کیا ہے۔ نیند کو موت کے لفظ سے بیان فرمایا ہے کیونکہ اس سے عقل اور حواس معطل ہو جاتے ہیں عرب لوگ سکون کو بھی موت سے تعبیر کرتے ہیں کہتے ہیں مَاتَتِ الرِّيْحُ ہوا مرگئی یعنی ساکن ہو گئی قرآن مجید نے جہالت پر بھی موت کا لفظ استعمال فرمایا ہے اَفَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ اور کبھی موت کا لفظ احوال شاقہ مثلاً فقر اور ذلت اور بڑھاپا اور گناہ پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ دعا سوتے

۸۳۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَلْیَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ مَا خَلَفَهٗ عَلَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ وَفِیْ رِوَایَةٍ ثُمَّ لِیَضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ لِیَقُلْ بِاسْمِكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَلْیَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لَهَا۔

۸۳۳ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ

---

۸۳۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنے بستر پر سونے لگے تو اپنے تہ بند کے کونے سے اپنے بستر کو پہلے جھاڑے کہ وہ نہیں جانتا کہ اسکے بعد کونسی چیز لیٹ گئی ہو پھر کہے اے میرے رب میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو رکھا اور تیرے ہی نام سے اس کو اٹھاؤں گا اگر تو میری جان کو روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسکو واپس بھیجدے تو اس کی حفاظت کر جیسے کہ تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹے پھر کہے باسمک متفق علیہ اور ایک روایت میں ہے کہ بستر کو جھاڑے اپنے کپڑے کے کونے سے تین مرتبہ اور اگر تو میری جان کو روک لے تو اس کو بخش دے [1]

۸۳۳ - حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر لیٹتے - تو دائیں پہلو پر لیٹتے - پھر کہتے اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی - اور اپنا منہ تیری طرف پھیر لیا - اور اپنے کام تیرے

---

[1] حفاظت کا مطلب گناہ سے بچنا ہے اس حدیث کو اصحاب سنن اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے - بستر کو اس لیے پہلے جھاڑ لینا چاہیئے کہ شاید کوئی کیڑا مکوڑا یا سانپ بچھو بستر میں نہ گھس گیا ہو اور ہاتھ سے نہ جھاڑے کہ شاید کوئی چیز ڈس نہ لے اور اس حدیث کا مضمون اس آیت سے لیا گیا ہے کہ اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی (کہ اللہ تعالےٰ موت کے وقت ارواح کو اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں اور ان کو بھی نیند کی حالت میں اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں جن کی موت کا ابھی وقت نہیں آیا۔ پھر اس روح کو تو روک لیتے ہیں جس کی موت کا وقت آ چکا ہے اور دوسری روح مقررہ مدت تک بھیج دیتے ہیں) یہاں روک لینے سے مراد موت ہے اور چھوڑ دینے سے مراد زندگی کی واپسی ہے۔ نیک بندوں کی حفاظت سے مراد گناہوں سے حفاظت ہے - اور حرام کی روزی سے بچانا مراد ہے ۱۲

أَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَیْلَتِهٖ مَاتَ عَلَی الْفِطْرَةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ یَا فُلَانُ اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَکَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّکَ الْاَیْمَنِ ثُمَّ قُلْ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ اِلٰی قَوْلِهٖ اَرْسَلْتَ وَقَالَ اِنْ مِّتَّ مِنْ لَّیْلَتِکَ مِتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَیْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۲۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

سپرد کر دیے۔ اور میں نے تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیرا شوق رکھتے ہوئے تجھ پر بھروسہ کیا۔ اور نجات اور پناہ کی جگہ تیرے سوا نہیں ہے۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری۔ اور تیرے اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی یہ کلمات کہے گا۔ اور پھر اگر اسی رات میں فوت ہو جائے گا۔ تو وہ اسلام پر مرے گا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو فرمایا۔ اے فلاں جب تو اپنے بستر پر جگہ پکڑے۔ تو نماز کی طرح کا وضو کر پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ۔ پھر تو کہہ اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی۔ ارسلت تک اور فرمایا۔ اگر تو اس رات میں مر جائے گا۔ تو اسلام پر مرے گا۔ اور اگر تو صبح کرے گا۔ تو صبح بھلائی سے کرنے گا۔ متفق علیہ۔

۸۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول کریم جب اپنے بستر پر جگہ پکڑتے۔ تو کہتے سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے

لہ دائیں پہلو پر سونے کا ایک فائدہ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ دائیں جانب پر لیٹ کر سونا سنت ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سے کام کی ابتدا کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ لیکن اس میں یہ بھی حکمت ہے کہ اگر دائیں کروٹ پر سویا جائے تو غذا قعر معدہ میں پہنچ جاتی ہے اور پھر جب دائیں جانب سے تھک کر بائیں جانب کروٹ لے گا تو جگر اپنی پوری گرمی معدہ پر ڈال کر غذا کو اچھی طرح ہضم کر دے گا اور اگر اس کے خلاف بائیں پہلو پر سوتے گا تو غذا اچھی طرح ہضم نہیں ہو گی۔ کھٹی ڈکاریں آتی رہیں گی۔ یہ فوائد جو بیان کیے گئے ہیں ان کی حیثیت ثانوی ہے۔ پہلی حیثیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی ہے جب دائیں کروٹ پر لیٹ جائے تو اس کے بعد یہ دعا جو بیان کی گئی ہے پڑھ کر سو جائے۔ عشاکی نماز جماعت سے پڑھ کر سو جائے اور با وضو سوئے اور صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے تو ساری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے ۱۲

الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۸۳۵ وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّ فَاطِمَۃَ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَشْکُوْ اِلَیْہِ مَا تَلْقٰی فِیْ یَدِہَا مِنَ الرَّحٰی وَبَلَغَہَا اَنَّہٗ جَاءَہٗ رَقِیْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْہُ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِعَائِشَۃَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْہُ عَائِشَۃُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَہَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰی مَکَانِکُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہَا حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِہٖ عَلٰی بَطْنِیْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّکُمَا عَلٰی خَیْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجَعَکُمَا فَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَ اَحْمَدَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَکَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ فَہُوَ خَیْرٌ لَّکُمَا مِنْ خَادِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۸۳۶ وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُہٗ خَادِمًا فَقَالَ

ہم کو کھلایا۔ اور پلایا۔ اور ہم کو کفایت کی۔ اور ہم کو جگہ دی۔ کتنے ہی دنیا میں ایسے آدمی ہیں۔ جن کا کفایت کرنے والا کوئی نہیں۔ اور نہ کوئی جگہ دینے والا ہے[۱]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۸۳۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے ہاتھوں میں پڑے ہوئے چکی کے گھٹوں کی شکایت کر رہی تھیں۔ اور حضرت فاطمہ کو معلوم ہوا تھا۔ کہ آپ کے پاس کچھ غلام آئے ہیں۔ وہ کوئی غلام لونڈی تو ان کو نہ ملا۔ اور حضرت فاطمہ نے حضرت عائشہ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ جب آنحضرت گھر تشریف لائے۔ تو حضرت عائشہ نے آپ سے بیان کیا۔ پھر آنحضرت ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم اسوقت اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے تھے۔ تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا اپنی جگہ پر پڑے رہو۔ سو آپ تشریف لائے اور میرے اور حضرت فاطمہ کے درمیان آکر بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا میں تم کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں۔ جس کا تم نے مجھ سے سوال کیا تھا۔ جب تم اپنے بستروں پر لیٹو۔ تو تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہو۔ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہو۔ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ تو یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے[۲]۔ متفق علیہ

۸۳۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں آپ سے ایک خادم کا سوال کیا۔

---

[۱] **کفایت، موذی چیزوں سے بچانا ہے** اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ کفایت سے مراد موذی چیزوں سے بچانا اور کاموں کا پورا کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مومنوں کی تکالیف دور کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے اور کافر کا والی وارث کوئی ان کی تکلیفیں ان پر غالب آ رہی ہیں اور مکان دینا خدا تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے بیشمار لوگ جنگلوں میں اور سڑکوں پر پڑے ہوتے ہیں ۱۲

[۲] **فقیر صابر غنی شاکر سے بہتر ہے۔** اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ طبرانی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے۔ جب حضرت فاطمہ تشریف لائیں تو آنحضرت گھر نہیں تھے وہ حضرت عائشہ سے اپنے آنے کا مقصد بیان کر گئیں پھر انہوں نے رسول اللہ کو بتایا تو [illegible] بیٹی کے گھر تشریف لائے غربت اور افلاس کی یہ حد تھی کہ حضرت علی و فاطمہ کے پاس ایک ہی بستر تھا۔

أَلَا أَدُلُّكِ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِيْنَ اللهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ اللهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَ تُكَبِّرِيْنَ اللهَ أَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّعِنْدَ مَنَامِكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۸۳۷ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ وَإِذَا أَمْسٰى قَالَ اللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۸۳۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مُرْنِيْ بِشَيْءٍ أَقُوْلُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ قَالَ

تو آپ نے فرمایا کیا میں تجھ کو خادم سے بہتر چیز نہ بتاؤں۔ کہ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہا کر۔ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہا کر اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ ہر فرض نماز کے بعد بھی اور سوتے کے وقت بھی[۱] اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۸۳۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کرتے۔ تو کہتے اے اللہ ہم نے تیرے ساتھ صبح کی اور تیرے ساتھ شام کی۔ اور تیرے ہی نام سے جیتے ہیں۔ اور تیرے ہی نام سے مرتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف رجوع کرنا ہے۔ اور جب شام کرتے۔ تو فرماتے اے اللہ ہم نے تیرے ساتھ شام کی اور تیرے ساتھ صبح کی۔ اور ہم تیرے ساتھ زندہ رہیں گے۔ اور تیرے ہی نام پر مریں گے اور تیری ہی طرف اکٹھا ہونا ہے[۲] اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۸۳۸۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ ابوبکر صدیق نے کہا۔ کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھے کوئی چیز فرمایئے۔ کہ میں وہ صبح اور

---

[۱] اس حدیث کا مضمون بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے ۱۲

[۲] **دنیا کی بے ثباتی کو نظر میں رکھو** اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن حبان اور ابو عوانہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور دورقی اور ابن جریر نے اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں صبح کی دعا میں الیک المصیر کے لفظ ہیں اور شام کی دعا میں الیک النشور کے۔ لیکن ابوداؤد میں دونوں جگہ نشور ہی کے لفظ ہیں اور ترمذی میں دونوں جگہ مصیر ہی کے لفظ ہیں۔ اس حدیث میں تعلیم دی گئی ہے کہ آدمی کو صبح و شام خدا تعالٰی کی یاد میں مشغول رہنا چاہیئے اور ذہن میں ہر وقت یہ تصور رہے کہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں سے بالآخر ایک نہ ایک دن کوچ کرنا ہی ہے ۱۲

قُلِ اللّٰھُمَّ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکَہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْکِہٖ قُلْہُ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَیْتَ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ۔

۸۳۹ وَعَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ فِیْ صَبَاحِ کُلِّ یَوْمٍ وَّمَسَاءِ کُلِّ لَیْلَةٍ بِاسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَیَضُرَّہٗ شَیْءٌ فَکَانَ اَبَانُ قَدْ اَصَابَہٗ طَرَفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَنْظُرُ اِلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ اَبَانُ مَا تَنْظُرُ اِلَیَّ اَمَا اِنَّ الْحَدِیْثَ کَمَا حَدَّثْتُکَ وَلٰکِنِّیْ لَمْ اَقُلْہُ

شام کے وقت کہہ لیا کروں آپ نے فرمایا کہہ دے اے اللہ غیب اور حاضر کے جاننے والے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہر چیز کے پرورش کرنے والے اور ہر چیز کے مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس اور شیطان کی برائی سے اور اس کے شرک کروانے سے یہ دعا صبح اور شام اور بستر پر لیٹتے وقت پڑھ لیا کر۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا

۸۳۹ حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے باپ حضرت عثمان سے سنا آپ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی بندہ ہر روز کی صبح کو یا ہر رات کی شام کو یہ دعا پڑھا کرے اس اللہ کے نام سے جسکے ساتھ کوئی چیز آسمانوں اور زمینوں میں تکلیف نہیں دے سکتی۔ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ تین مرتبہ یہ پڑھے۔ تو اسکو کوئی چیز تکلیف نہیں دے گی۔ اور حضرت ابان کے ایک طرف فالج گرا ہوا تھا۔ تو وہ آدمی حضرت ابان کو دیکھنے لگا۔ ابان نے اس کو کہا میری طرف تو کیا دیکھتا ہے؟ یہ حدیث جو میں

سلہ خواہشات شیطان کا جال ہیں اس حدیث کو نسائی۔ ابن حبان۔ حاکم۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن منیع۔ ابویعلی اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں جو شرکہ کے لفظ آئے ہیں اس لفظ کو بعض نے شَرَک بفتح شین بھی پڑھا ہے اور اس کا معنی ہے رسیاں یعنی شیطان کی رسیوں سے میں تیری پناہ لیتا ہوں جن سے وہ آدمی کو اپنے جال میں پھانس لیتا ہے۔ اس حدیث میں دو چیزوں سے پناہ مانگی ہے نفس اور شیطان سے۔ شیطان تو نفس کو خواہشات پر آمادہ کرتا اور ابھارتا ہے اور نفس بوجہ اپنی خواہشات کے بہت جلد شیطان کا کہنا مان لیتا ہے۔ اگر خداداد عقل قائم رہے اور آدمی دنیا اور عقبیٰ کے انجام کو ملحوظ رکھے تو دونوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور ان سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو خداوند تعالےٰ کی پناہ میں دے دے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔ ع
این دو چیزم بر گناہ انگیختند ۔ بخت نافرجام وعقل ناتمام ۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے ۱۲

يَوْمَئِذٍ لِيُمْضِيَ اللّٰهُ عَلَىٰ قَدَرَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ لَمْ تُصِبْهُ فُجَاءَةُ بَلَاءٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُصْبِحُ لَمْ تُصِبْهُ فُجَاءَةُ بَلَاءٍ حَتّٰى يُمْسِيَ۔

۸۴۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسٰى اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ اَوِ الْكُفْرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ وَالْكِبْرِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا اَصْبَحْنَا

نے تجھے سنائی ہے۔ یہ حدیث اسی طرح ہے۔ لیکن اس دن میں نے یہ دعا نہیں پڑھی تھی۔ تاکہ اللہ کی تقدیر مجھ پر جاری ہو جائے[۱]
اس کو ترمذی۔ ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اسکو کوئی ناگہانی مصیبت صبح تک نہیں پہنچے گی
اور جو اسکو صبح کے وقت کہے گا۔ اس کو کوئی ناگہانی مصیبت شام تک نہیں پہنچے گی۔

۸۴۰ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب شام ہوتی۔ تو کہتے ہم نے شام کی۔ اور اللہ کے سارے ملک نے شام کی۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے رب میں تجھ سے اس رات کی بھلائی اور جو اس کے بعد ہے۔ اس کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور اس رات کی برائی اور جو اس کے بعد ہے۔ اس کی برائی سے میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ اے میرے رب میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ سستی اور بڑھاپے کی برائی سے یا کفر سے اور ایک روایت میں ہے بڑھاپے کی برائی اور تکبر سے اے میرے رب میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے

---

[۱] دعا بھی خدا کی تقدیر سے ہے۔ اس حدیث کو نسائی۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب ہے اور یہ بھی تقدیر ہے کہ جب کوئی مصیبت پہنچنے والی ہو تو آدمی یہ دعا پڑھنا بھول جاتے۔ ورنہ بذات خود دعا میں اتنی قوت ہے کہ تقدیر کا مقابلہ کرتی ہے بلکہ دعا بھی تقدیر کا ایک حصہ ہے اور خاص طور پر وہ دعائیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص مقصد کے لیے فرمائی ہوں وہ تو تیر بہدف ہیں ان میں کبھی تخلف نہیں ہوتا ۱۲

وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ لَمْ يَذْكُرْ مِنْ سُوْءِ الْكُفْرِ۔

۸۴۱ وَعَنْ بَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهَا فَيَقُوْلُ قُوْلِيْ حِيْنَ تُصْبِحِيْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا فَاِنَّهٗ مَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُصْبِحُ حُفِظَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ حُفِظَ حَتّٰى يُصْبِحَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۴۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ

اور جب صبح کرتے۔ تو بھی اسی طرح کہتے۔ کہ ہم نے صبح کی۔ اور اللہ کے سارے ملک نے صبح کی[1]۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور ترمذی کی روایت میں سوء الکفر کے لفظ ذکر نہیں کئے گئے۔

۸۴۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیٹیوں سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو سکھایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے جب تم صبح کرو۔ تو یہ کہو اللہ پاک ہے۔ اسی کی تعریف ہے۔ اور اللہ کے بغیر کوئی طاقت نہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے چاہا وہ ہوا۔ اور جو اسے نہ چاہا وہ نہ ہوا[2]۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کو اپنے علم میں گھیر رکھا ہے۔ جو آدمی اس کو صبح کے وقت کہے گا۔ وہ شام تک محفوظ ہو جائے گا۔ اور جو اس کو شام کے وقت کہے گا۔ وہ صبح تک محفوظ ہو جائے گا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۴۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی صبح کے وقت کہے۔ سو اللہ کی پاکی ہے۔ جب تم شام کرو۔ اور جب تم صبح کرو۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پہر اور جب تم دوپہر کرتے

---

[1] **صبح وشام کی دعائیں فرق۔** ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس کو مسلم۔ نسائی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہی مضمون پہلی فصل میں بھی گذر چکا ہے۔ صبح اور شام کی دعائیں ایک ہی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ صبح کے وقت تو آپ اصبحنا واصبح الملک للہ فرماتے اور شام کو امسینا امسی الملک للہ کہتے۔ اس حدیث میں جو کبر کا لفظ ہے اگر با مجزوم ہو تو اس کا معنی تکبر ہوگا اور اگر با مفتوح ہو تو اس کا معنی بڑھاپا ہوگا ۱۲

[2] **جو اللہ نے چاہا وہی ہوا۔** اس حدیث کو نسائی اور ابن سنی نے بھی روایت کیا ہے اسکی سند میں ام عبدالحمید مجہول ہے البتہ وہ صحابیہ ہے اور صحابی کی جہالت نقصان نہیں دیتی۔ مسلمان کو عقیدہ یہی رکھنا چاہیے کہ آج تک جو کچھ ہوا اللہ تعالےٰ کا ارادہ اسی طرح تھا اور آئندہ بھی جو اللہ تعالےٰ چاہے گا وہی ہوگا اور جو نہیں ہوا اللہ تعالےٰ کا ارادہ اسی طرح تھا (باقی بر صفحہ آئندہ)

إِلٰى قَوْلِهٖ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ اَدْرَكَ مَا فَاتَهٗ فِيْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِيْنَ يُمْسِيْ اَدْرَكَ مَا فَاتَهٗ فِيْ لَيْلَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۸۴۳ وَعَنْ اَبِيْ عَيَّاشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَانَ لَهٗ عِدْلُ رَقَبَةٍ مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَكُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّاٰتٍ وَّرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَّكَانَ فِيْ حِرْزٍ مِّنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ قَالَهَا اِذَا اَمْسٰى كَانَ لَهٗ مِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ فَرَاٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَا يَرَى النَّائِمُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ

ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول تک اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے تو جو چیزیں اس کی عبادت سے رہ گئی ہوں گی۔ یہ کلمے اس کا بدل اس دن کے لئے ہو جائیں گے۔ اور جو آدمی یہ کلمے شام کے وقت کہے۔ تو جو اس کی عبادت رات سے رہ جائے گی۔ یہ اس کے قائم مقام ہو جائیں گے[1]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۴۳۔ حضرت ابوعیاش رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی صبح کے وقت کہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے تو یہ کلمہ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور دس برائیاں دور کی جائیں گی۔ اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے۔ اور شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔ تو پھر ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ تو عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ابوعیاش آپ سے اس اس طرح کی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور آئندہ بھی جس کا ہونا اللہ تعالےٰ کو پسند ہوگا وہ کبھی نہ ہو سکے گا۔ اس حدیث میں حفاظت سے مراد دنیاوی آفتوں اور مصیبتوں سے حفاظت ہے ۱۲　(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اللہ تعالیٰ کی ایک خاص رحمت اس حدیث کو ابن سنی نے بھی عمل الیوم واللیلہ میں بیان کیا ہے اس حدیث میں جو تسبیح بیان کی گئی ہے یہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ اس میں صبح و شام کا تذکرہ جو آیا ہے تو یوں سمجھو کہ سارا دن ہی اس میں ہوگیا اور تمام دن کی کوتاہیاں اس سے پوری ہوگئیں اور یہ اللہ تعالےٰ کی خاص رحمت ہے وہ بہت تھوڑی سی نیکی پر بہت بڑا اجر دے دیتے ہیں ۱۲

اَبَا عَیَّاشٍ یُحَدِّثُ عَنْكَ بِكَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَیَّاشٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۸۴۴ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَسَرَّ اِلَیْهِ فَقَالَ اِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْ قَبْلَ اَنْ تُكَلِّمَ اَحَدًا اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَاِنَّكَ اِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ ثُمَّ مُتَّ فِیْ لَیْلَتِكَ كُتِبَ لَكَ جِوَارٌ مِّنْهَا وَاِذَا صَلَّیْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ كَذٰلِكَ فَاِنَّكَ اِذَا مُتَّ فِیْ یَوْمِكَ كُتِبَ لَكَ جِوَارٌ مِّنْهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۴۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ یَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَعُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ حِیْنَ یُمْسِیْ وَحِیْنَ یُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ

حدیث بیان کرتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ ابوعیاش سچ کہتا ہے۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا

۸۴۴۔ حارث بن مسلم تمیمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک بات آہستہ سے کہی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جب تو مغرب کی نماز کا سلام پھیرے۔ تو کسی سے بات کرنے سے پہلے تو سات مرتبہ کہے۔ اے اللہ مجھ کو آگ سے بچالے۔ اگر تو نے یہ کہہ لیا۔ اور پھر اگر تو اس رات میں مرجائے گا۔ تو تیرے لئے آگ سے خلاصی لکھی جائیگی اور صبح کی نماز کے بعد بھی اسی طرح کہہ۔ اگر تو اس دن میں مرجائیگا۔ تو تیرے لئے آگ سے خلاصی لکھی جائے گی۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا

۸۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا کرتے جب صبح اور شام کرتے تو کہتے اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ دین میں بھی اور دنیا میں بھی اہل میں بھی اور مال میں بھی۔ اے اللہ

سلہ اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابن سنی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابوعیاش صحابی ہیں۔ یہ حدیث بذات خود تو سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ البتہ اس کی تائید ابوہریرہ کی حدیث سے ہوجاتی ہے جس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے جو تسبیح کے باب میں پہلی فصل میں گذر چکی ہے اور اس خواب سے بھی اس کی تائید ہوگئی ۱۲

ٹلہ **فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے** ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی آدمی سات مرتبہ صبح اور شام جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے تو خود جہنم بھی کہتی ہے کہ اے اللہ اس کو مجھ سے بچالے اور اسکو پناہ دے اور اگر کوئی سات مرتبہ جنت کا سوال کرے تو جنت بھی اس کی سفارش کرتی ہے کہ یا الٰہی اس کو جنت میں داخل فرما۔ کلام کرنے سے پہلے اس لیے فرمایا کہ فرض نماز کی ادائیگی کے بعد دعا ضرور قبول ہوتی ہے ۱۲

دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ یَعْنِی الْخَسْفَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۴۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ اَللّٰھُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْھِدُكَ وَنُشْھِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلٰٓئِكَتَكَ وَجَمِیْعَ خَلْقِكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا اَصَابَہٗ فِیْ یَوْمِہٖ ذٰلِكَ مِنْ ذَنْبٍ وَاِنْ قَالَھَا حِیْنَ یُمْسِیْ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا اَصَابَہٗ فِیْ تِلْكَ اللَّیْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ

میرے عیب ڈھانپ دے اور میرے خوف کو دور کر دے۔ اے اللہ میرے آگے میرے پیچھے میرے دائیں اور میرے بائیں اور میرے اوپر کی طرف سے حفاظت فرما۔ اور میں تیری عظمت اور بزرگی کی پناہ لیتا ہوں۔ کہ میں اپنے نیچے سے ہلاک کیا جاؤں۔ یعنی زمین میں غرق ہو جاؤں۔[۱] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۴۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی صبح کے وقت کہے۔ اے اللہ ہم نے صبح کی۔ ہم تجھ کو اور تیرے عرش اٹھانے والوں کو اور تیرے فرشتوں کو اور تیری ساری مخلوق کو گواہ کرتے ہیں۔ کہ بے شک تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ اور حضرت محمد تیرے بندے ہیں۔ اور تیرے رسول ہیں۔ تو جو بھی گناہ اس دن سے ہو جائے گا۔ اسکو معاف کر دیا جائے گا۔ اور اگر یہ کلمے شام کے وقت کہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس رات کے گناہ بخش دے گا۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے

---

[۱] **معاف کر دینا سب سے بڑا احسان ہے** اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں اور اس کو نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ حاکم اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ عافیت دینی اور دنیاوی حادثوں اور آفتوں سے سلامتی ہے اور عفو گناہوں کی معافی ہے۔ اغتیال کا معنی ہے ناگہانی پکڑ اور بے خبری میں ہلاک کر دینا۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عفو سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے جس کو گناہوں کی معافی مل گئی اس کو بہت کچھ مل گیا حضرت عائشہ نے آنحضرت سے پوچھا تھا کہ اگر مجھ کو لیلۃ القدر مل جائے تو میں اس میں کیا کہوں تو آپ نے انکو یہی فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے عفو کی درخواست کرنا

[۲] **سب سے بڑی نیکی توحید کا اقرار ہے** اس حدیث کو نسائی اور طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے اس کی سند میں بقیہ بن ولید مدلس ہے۔ توحید اور رسالت کا اقرار کرنا اور دل سے اس پر ایمان رکھنا سب سے بڑی نیکی ہے اور نیکی کے ہوتے برائی معاف بخشی جاتی چاہیئے ۱۲

هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

۸۴۷ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یَقُوْلُ اِذَا اَمْسٰی وَاِذَا اَصْبَحَ ثَلٰثًا رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُرْضِیَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

۸۴۸ وَعَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّنَامَ وَضَعَ یَدَہٗ تَحْتَ رَأْسِہٖ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَکَ اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ رَوَاہُ اَحْمَدُ عَنِ الْبَرَاءِ۔

---

۸۴۷ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی مسلمان بندہ شام اور صبح کے وقت تین مرتبہ یہ کہے میں اللہ کے رب ہونے پر راضی ہوا اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے نبی ہونے پر تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو قیامت کے دن راضی کرے[۵۱] اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا

۸۴۸ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھتے پھر کہتے اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچا لینا جس دن کہ تو اپنے بندوں کو جمع کرے یا اپنے بندوں کو اٹھائے[۵۲] اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اس کو احمد نے براء سے روایت کیا

---

۵۱ ایک دعا کی صحت لفظی اس حدیث کو ابن نجار نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں سعد بن مرزبان ہے جو بہ اتفاق محدثین ضعیف ہے۔ لیکن اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے جس سے اس کی تائید ہو جاتی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں رسول کے لفظ ہیں اور ترمذی میں نبی کے لفظ ہیں بہتر یہ ہے کہ رسول اور نبی دونوں لفظ کہہ جائے یعنی اس طرح کہے وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَّرَسُوْلًا ۱۲

۵۲ آخرت کی یاد ہر وقت رہنی چاہئے ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور اس کو نسائی اور ترمذی نے حضرت براء سے روایت کیا ہے اور احمد اور ابن ماجہ نے ابن مسعود سے اس کو روایت کیا ہے جب نیند موت کے مشابہ ہے اور سو کر اٹھنا موت سے جی اٹھنے کے مشابہ ہے تو دعا اس طرح کی فرمائی کہ موت کے بعد کی زندگی یاد آتی رہے اور اس دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے مشابہت پائی جاتی ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے۔ رب اغفر خطیئتی یوم الدین ولا تخزنی یوم یبعثون ۱۲

۸۴۹ وَعَنْ حَفْصَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۸۵۰ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ مَضْجَعِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَأْثَمَ اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۸۵۱ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِيْ اِلٰى فِرَاشِهٖ

---

۸۴۹ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیتے پھر کہتے اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے تین مرتبہ فرماتے اس کو ابوداود نے روایت کیا

۸۵۰ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر لیٹتے اور کہتے اے اللہ میں پناہ لیتا ہوں تیرے عزت والے چہرے کی اور تیرے پورے کلمات کی ہر اس چیز کی برائی سے جس کی پیشانی کو تو پکڑنے والا ہے اے اللہ تو ہی قرضے اور گناہوں کو دور کرنے والا ہے اے اللہ تیرا لشکر[1] شکست نہیں کھاتا اور تیرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا اور کسی دولتمند کی دولتمندی تیرے سامنے کام نہیں آتی تو پاک ہے اور سب تعریفیں تیری ہی ہیں اس کو ابوداود نے روایت کیا

۸۵۱ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بستر پر لیٹتے وقت یہ پڑھے[2] میں اس اللہ سے گناہوں کی بخشش مانگتا ہوں

---

[1] صمد کے سامنے عاجزی کام دیتی ہے امام نووی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور اس کو امام نسائی نے بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی۔ ہر چیز کی پیشانی اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ اور قبضہ میں ہے۔ اس لیے ہر چیز کی برائی سے پناہ مانگی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی بڑے آدمی کی بڑائی کام نہیں دیتی وہاں صرف عاجزی اور انکساری کام دیتی ہے اور سب سے بڑی نیکی بھی یہی ہے کہ آدمی منکسر المزاج ہو ۱۲

[2] امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ لیکن اس کی سند کئی وجوہ سے کمزور ہے۔ ممکن ہے دوسرے طرق کی بنا پر ترمذی نے اس کو حسن کہا ہو اور حسن سے مراد حسن لغیرہ ہو اور یہ بھی تو اصول ہے کہ ترمذی کی تحسین اور حاکم کی تصحیح کے معیار دوسرے محدثین سے الگ ہیں۔ عالج ایک میدان کا نام بھی ہے اور عالج تہ برتہ چیز کو بھی کہتے ہیں یعنی جہاں بہت ریت ہو۔ اس صورت میں یہ لفظ مضاف الیہ نہیں ہوگا بلکہ صفت ہوگا ۱۲

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوبَهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ أَوْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ أَوْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ أَوْ عَدَدَ أَيَّامِ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۸۵۲ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ بِقِرَاءَةِ سُورَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ مَلَكًا فَلَا يَقْرَبُهُ شَيْءٌ يُؤْذِيهِ حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۸۵۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَلَا وَهُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَ

جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں تین مرتبہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں یا عالج کے میدان کی ریت کی تعداد کے برابر ہوں یا درختوں کے پتوں کے برابر یا دنیا کے دنوں کے تعداد کے برابر اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۸۵۲ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان آدمی اپنے بستر پر لیٹے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے کوئی سورۃ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں کہ اس کے پاس کوئی تکلیف دینے والی چیز نہ پہنچے یہاں تک کہ وہ سو کر اٹھے جب بھی اٹھے اسکو ترمذی نے روایت کیا

۸۵۳ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو عادتیں ہیں۔ جو بھی مسلمان بندہ انکو اپنے اندر محفوظ کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائیگا سن لو۔ وہ دونوں بڑی آسان سی باتیں ہیں۔ اور جو ان پر عمل کرنا چاہے۔ تو تھوڑا

ف قرآن کی برکت سے حفاظت ہوتی ہے اس حدیث کو احمد اور ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے اسی لیے نووی نے اذکار میں اسکو ضعیف کہا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی برکت سے اللہ تعالےٰ ایک فرشتہ اس پر نگہبان مقرر کرتے ہیں جو اس کو آفتوں اور مصیبتوں اور ضرر کرنے والی چیزوں سے بچاتا ہے ۱۲

ف اڑھائی ہزار نیکی حاصل کرو۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔ راوی کو شک ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصلتان کا لفظ فرمایا تھا یا خلتان کے الفاظ فرمائے تھے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ دس تسبیح دس تکبیر دس تحمید یہ تیس کلمے ہر نماز کے بعد ہوئے اور پانچ نمازوں کے ڈیڑھ سو کلمے بن گئے اور دس گنا اجر سے ڈیڑھ ہزار نیکی بن گئے اور سوتے وقت اگر سو مرتبہ تسبیح۔ تحمید اور تکبیر کہہ لے گا تو یہ ایک ہزار نیکی ہو گی یہ کل اڑھائی ہزار نیکی ہوئی اور یہ نیکی ڈھائی ہزار گناہ کا کفارہ بن سکتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو ضرور پڑھا کرو ۱۲

يَحْمَدُهٗ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهٗ عَشْرًا قَالَ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهٖ قَالَ فَتِلْكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ فِي اللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ وَاِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ يُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُهٗ وَيَحْمَدُهٗ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ فَاَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ اَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا وَكَيْفَ لَا نُحْصِيْهَا قَالَ يَاْتِيْ اَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَيَقُوْلُ اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا حَتّٰى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهٗ اَنْ لَّا يَفْعَلَ وَيَاْتِيْهِ فِيْ مَضْجَعِهٖ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهٗ حَتّٰى يَنَامَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ خَصْلَتَانِ اَوْ خَلَّتَانِ لَا يُحَافِظُ عَلَيْهِمَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَكَذَا فِيْ رِوَايَتِهٖ بَعْدَ قَوْلِهٖ وَاَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ قَالَ وَيُكَبِّرُ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ وَيَحْمَدُ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَيُسَبِّحُ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَفِيْ اَكْثَرِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔

معمولی کام ہے۔ فرمایا ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ کہے۔ اور الحمد للہ دس مرتبہ اور اللہ اکبر دس مرتبہ کہا۔ کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں پر گرہ لگاتے جاتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ زبان سے ایک سو پچاس ہو گئیں (یعنی پانچوں نمازوں کی) اور میزان میں ایک ہزار پانچ سو ہو گئیں۔ اور جب اپنے بستر پر جائے۔ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہے۔ یہ زبان پر تو سو ہے۔ اور ترازو میں ایک ہزار ہے۔ تو کونسا تم میں سے ایک دن رات میں دو ہزار پانچ سو برائیاں کرتا ہے۔ صحابہ نے کہا۔ اور کونسا ہم میں سے اتنا نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ ایک تمہارے پاس شیطان آتا ہے[1]۔ اور وہ نماز میں ہوتا ہے تو کہتا ہے۔ فلاں چیز یاد کرو۔ فلاں چیز یاد کرو۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔ تو شاید بندہ ایسی حالت میں نہ پڑھ سکے۔ اور شیطان بستر پر لیٹنے کے وقت بھی آتا ہے۔ تو اسکو تھپکیاں دے کر سلاتا رہتا ہے[2]۔ یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے۔ اسکو ترمذی، ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے۔ کہ دو خصلتیں ہیں۔ یا دو عادتیں ہیں۔ کہ ان پر جو بھی مسلمان بندہ محافظت کرے۔ اور اسی طرح اس کی روایت میں یہ ترازو میں پندرہ سو ہے کے بعد کہا ہے اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ جبکہ بستر پر لیٹے۔ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہے۔ اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہے۔ اور مصابیح کے اکثر نسخوں میں یہ روایت عبد اللہ بن عمرو سے ہے۔

۱؎ مطلب یہ ہے کہ جب صحابہ نے یہ عرض کیا کہ اتنی نیکی کر لینا تو کچھ بھی مشکل نہیں ہے یہ تو ہم ہر روز کر لیا کریں گے تو آنحضرت نے فرمایا ان کا پڑھ لینا تو چنداں مشکل نہیں۔ مصیبت یہ ہے کہ شیطان جس طرح نماز میں وسوسے ڈال کر مومن کی نماز کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح وہ یہ کوشش بھی کرتا ہے کہ جب آدمی بستر پر لیٹتا ہے تو اسے تھپکیاں دے کر سلانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ تسبیحات وغیرہ نہ پڑھ سکے اس لیے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں شیطان کے قابو میں نہ آ جاؤ ۱۲

۲؎ شیطان چاہتا ہے کہ آدمی زیادہ سے زیادہ دیر تک سوتا رہے تاکہ اس کے رات کے اوراد اور سحری کے وقت (باقی برصفحہ آئندہ)

۸۵۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَنَّامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ فَقَدْ اَدّٰى شُكْرَ يَوْمِهٖ وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حِيْنَ يُمْسِيْ فَقَدْ اَدّٰى شُكْرَ لَيْلَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۵۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ

۸۵۴۔ عبداللہ بن غنام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی صبح کے وقت کہے۔ اے اللہ جو نعمت مجھے یا اور کسی کو ملی ہے سو وہ تیری ہی طرف سے ہے۔ تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ تیری ساری تعریفیں ہیں۔ اور تیرا ہی شکر ہے۔ تو اس نے اس دن کا شکریہ ادا کر دیا۔ اور جو آدمی یہی کلمے شام کے وقت کہے۔ اس نے اس رات کا شکریہ ادا کر دیا[۱]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۵۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آپ بستر پر جگہ پکڑتے۔ تو کہتے اے اللہ آسمانوں کے رب اور زمین کے رب اور ہر چیز کے رب والے اور گٹھلی کے پھاڑنے والے توریت۔ انجیل اور قرآن کو اتارنے والے ہم اس برے کی برائی سے تیری پناہ لیتے ہیں جس کی پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ تو سب سے پہلے تھا۔ تیرے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔ اور تو سب سے آخر ہے۔ تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہوگی۔ اور تو ظاہر ہے۔ تجھ سے زیادہ ظاہر کوئی چیز نہیں ہے۔ اور تو باطن ہے تجھ سے زیادہ پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ یاالٰہی میرا قرضہ اتار دے اور مجھکو غریبی سے نجات دے[۲]۔ اسکو ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور مسلم نے اسکو تھوڑے سے اختلاف سے روایت کیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تہجد کی نماز ضائع ہو جاتے بلکہ اگر سو سکے تو صبح کی نماز بھی ضائع کر دے اور اسی مقصد کے لیے وہ یہ خیال دل میں ڈالتا جاتا ہے کہ ابھی رات کافی پڑی ہے اتنی جلدی اٹھنے کی کیا ضرورت ہے ۱۲۔

[۳] ایک دفعہ زیادہ سے زیادہ عبادت کر لینا اتنا مفید نہیں ہوتا جتنا کہ تھوڑی سی عبادت مداومت اور ہمیشگی سے کرنا مفید ہوتا ہے۔ اصولی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ احادیث میں جو اس طرح کے الفاظ پائے جاتے ہیں کہ جو آدمی اسمائے حسنیٰ کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا یا جو آدمی نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا وہ جنت میں جائے گا ایسے اذکار میں مداومت (ہمیشگی) کی شرط ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ خدا تعالےٰ کو سب سے پیارا عمل وہ ہے جس پر عامل ہمیشگی کرے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] ساری مخلوق خدا کی ممنون ہے۔ نووی نے کہا ہے کہ اسکی سند اچھی ہے اور اسکو نسائی۔ ابن حبان۔ ابن السنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ خدا تعالےٰ کی جتنی بھی مخلوق ہے۔ مثلاً انبیاء اولیاء اور فرشتوں سے لے کر ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق (باقی بر صفحہ آئندہ)

اَقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ مَعَ اِخْتِلَافٍ یَسِیْرٍ۔

۸۵۶ وَعَنْ اَبِی الْاَزْھَرِ الْاَنْمَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَخْسِأْ شَیْطَانِیْ وَفُکَّ رِھَانِیْ وَاجْعَلْنِیْ فِی النَّدِیِّ الْاَعْلٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۵۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَاَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفْضَلَ وَالَّذِیْ اَعْطَانِیْ

---

۸۵۶ ابوالازہر انماری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر رات کو تشریف لاتے۔ تو کہتے اللہ کے نام سے میں نے اپنی کروٹ اللہ کے لئے رکھی ہے۔ اے اللہ میرے گناہ معاف کر دے۔ اور میرے شیطان کو ذلیل کر۔ اور مجھ کو عذاب سے رہا کر۔ اور مجھ کو بلند مجلس (فرشتوں کی مجلس) میں شامل کر۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۵۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتے۔ تو کہتے سب تعریفیں اس اللہ کو ہیں جس نے مجھ کو کفایت کیا۔ اور مجھ کو جگہ دی۔ اور مجھ کو کھانا کھلایا۔ اور مجھ کو پانی پلایا۔ وہ اللہ جس نے مجھ پر احسان کئے تو بہت زیادہ کیے۔ اور وہ کہ جب اس نے مجھ کو دیا۔ تو بہت کچھ دیا۔ سب تعریف اس اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ہر حال میں اے اللہ ہر چیز کے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) تک سب اللہ تعالیٰ ہی کی نعمتوں کی ممنون ہے اس کے سوا کسی کے پاس اپنا ذاتی کچھ بھی نہیں ہے جو آدمی اس بات کی شہادت دے اس نے خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کر دیا ۱۲

لے اللہ تعالیٰ کا احاطہ علم اور حکمت سے ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کو نسائی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مخلوقات اللہ تعالیٰ کی ہے اپنی مخلوق کی راہنمائی کے لیے اسی نے کتابیں نازل فرمائیں اور اسی نے رسول بھیجے۔ غلے۔ میوے۔ ترکاریاں۔ سبزیاں۔ اناج اسی نے اگائے ہیں ہر چیز کی پیشانی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اول۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن ہے اس سے مقصود مخلوقات کا احاطہ ہے اور یہ احاطہ علم اور قدرت سے ہے اللہ تعالیٰ کی ذات عرش کے اوپر ہے اور کائنات کو محیط ہے اللہ تعالیٰ کمون۔ بروز اور حلول سے پاک ہیں ۱۲۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور نووی نے اس کو حسن کہا ہے

لے خواہشات کا پابند آزاد نہیں۔ گردن چھڑانے سے مراد نفس انسانی کی خواہشات ناجائز سے رہائی مراد ہے ۱۲۔

فَاَجْزَلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَهٗ وَاِلٰهَ کُلِّ شَیْءٍ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ۔ رواہ ابوداؤد

۸۵۸ وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ شَکٰی خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَنَامُ اللَّیْلَ مِنَ الْاَرَقِ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیٰطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ کُلِّهِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ یَّبْغِیَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ لَیْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِیِّ وَالْحَکِیْمُ ابْنُ ظُهَیْرِ الرَّاوِیْ قَدْ تَرَكَ حَدِیْثَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِیْثِ۔

رب اور اس کے بادشاہ اور ہر چیز کے معبود میں آگ سے تیری پناہ لیتا ہوں[1]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۵۸ حضرت بریدہ نے کہا۔ کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول میں بیخوابی کی وجہ سے ساری ساری رات نہیں سو سکتا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تو اپنے بستر پر جگہ پکڑے۔ تو کہا کر اے اللہ ساتوں آسمانوں کے رب اور جس چیز پر انھوں نے سایہ کر رکھا ہے۔ اور زمینوں اور ان چیزوں کے رب جن کو انھوں نے اٹھا رکھا ہے۔ اور شیطانوں اور ان لوگوں کے رب جن کو ان لوگوں نے گمراہ کر دیا ہے۔ اے اللہ اپنی ساری مخلوق کی برائی سے پناہ دے۔ یہ کہ کوئی ان میں سے مجھ پر زیادتی کرے۔ یا ظلم کرے۔ تجھ سے پناہ لینے والا بڑی عزت والا ہے۔ اور تیری تعریف بہت بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے[2]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔ اور حکیم بن ظہیر راوی کی حدیثوں کو بعض محدثین نے چھوڑ دیا ہے۔

---

[1] ذاتی مکان خدا کا احسان ہے۔ اس حدیث کو نسائی ترمذی ابن حبان اور ابوعوانہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور نووی نے اذکار میں اس کو صحیح کہا ہے اور اسکو حاکم نے انس سے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی تعریف ہے کہ اس نے مجھ کو لوگوں کا محتاج نہیں کیا بلکہ خود مجھ کو کفایت کی ہے اور مجھے مکان جیسی نعمت عطا فرمائی ہے جس سے گرمی سردی سے، چور اور ڈاکو سے رکتے اور بلے سے میں محفوظ ہوں اور اس کے علاوہ اس کے اور بھی مجھ پر بے شمار احسانات ہیں ۱۲۔

[2] بے خوابی کی دعا۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند اچھی ہے اور یہ جو ترمذی کی روایت ہے اس کی سند اچھی نہیں ہے طبرانی اور ترمذی کی روایت میں کچھ الفاظ کا تغیر تبدل ہے یہاں اجمعین کے لفظ ہیں اور وہاں جمیعًا کے لفظ ہیں اور یہاں تبغی ہے اور طبرانی میں یطغی ہے اور یہاں جل ثناؤک ہے اور طبرانی میں تبارک اسمک ہے اور حکیم بن ظہیر کے الفاظ اصل نسخہ میں موجود ہیں لیکن زیادہ صحیح حکم بن ظہیر ہے۔ اگر رات کو نیند نہ آئے تو یہ دعا پڑھے انشاء اللہ نیند آ جائے گی اور بے خوابی کی شکایت جاتی رہے گا ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۵۹ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْیَقُلْ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ خَیْرَ هٰذَا الْیَوْمِ فَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ ثُمَّ اِذَا اَمْسٰی فَلْیَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۸۶۰ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اَسْمَعُكَ تَقُوْلُ كُلَّ غَدَاةٍ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ تُكَرِّرُهَا ثَلٰثًا حِیْنَ تُصْبِحُ وَثَلٰثًا حِیْنَ تُمْسِیْ فَقَالَ یَا بُنَیَّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ بِهِنَّ فَاَنَا

فصل سوم

۸۵۹ ابومالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی صبح کرے۔ تو چاہیئے۔ کہ اس طرح کہے۔ ہم نے صبح کی اور اللہ رب العالمین کے سا منے ملک نے صبح کی۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اس دن کی بھلائی کا اس کی فتح کا اس کی نصرت کا۔ اس کے نور کا اس کی برکت کا اور اس کی ہدایت کا اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ برائی اس چیز کی سے جو اس میں ہے اور جو اس کے بعد ہے۔ پھر جب شام کرے تو بھی اسی طرح[1] کہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۶۰ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ نے کہا۔ کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا۔ کہ اے میرے باپ میں آپ سے سنتا ہوں۔ کہ آپ ہر صبح یہ پڑھتے ہیں۔ اے اللہ مجھ کو عافیت دے۔ میرے بدن میں۔ اے اللہ مجھ کو عافیت دے میرے کانوں میں۔ اے اللہ مجھ کو عافیت دے۔ میری آنکھوں میں تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ آپ اس کو تین مرتبہ دہراتے ہیں ہر صبح اور ہر شام کے وقت۔ تو باپ نے کہا۔ اے میرے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ ان کلمات سے دعا کرتے تھے اور میں پسند کرتا ہوں

---

[1] **مومن کی فراست خدا کا نور ہے** اس حدیث کی سند میں محمد بن اسمٰعیل بن عیاش خود بھی اور اس کا باپ اسمٰعیل بھی دونوں ہی ضعیف ہیں۔ صبح و شام کی دعا ایک جیسی ہے البتہ بعض مقامات پر کچھ تبدیلی ہو جائے گی۔ شام کے وقت اَصْبَحْنَا کی بجائے اَمْسَیْنَا کہا جائے گا اور ہذا الیوم کی بجائے ہذہ اللیلۃ ہوگا اور ضمیریں بجائے مذکر کے مؤنث کی ہو جائیں گی یعنی ہٗ کی بجائے ہا پڑھا جائے گا۔ اس حدیث میں نور سے مراد نور ایمانی ہے جس کو فراست سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی مجھے ایسی سمجھ بوجھ عطا فرما کہ میں اپنے نفع نقصان، ہدایت اور گمراہی گناہ اور ثواب کو پہچان سکوں ۱۲۔

أُحِبُّ أَنْ يُسْتَنَّ بِسُنَّتِهٖ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۸۶۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيْهِمَا لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوَّلَ هٰذَا النَّهَارِ صَلَاحًا وَأَوْسَطَهٗ نَجَاحًا وَاٰخِرَهٗ فَلَاحًا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِيْ كِتَابِ الْأَذْكَارِ بِرِوَايَةِ ابْنِ السُّنِّيِّ۔

۸۶۲ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ أَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ میں بھی آپ کی پیروی کروں اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۶۱۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کرتے تو کہتے ہم نے صبح کی اور اللہ کے سارے ملک نے صبح کی۔ اور تمام تعریفیں اور بڑائی اور عظمت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور خلق اور امر اور رات اور دن اور جو چیزیں ان میں آرام پکڑتی ہیں۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اے اللہ اس دن کے اول کو نیکی کا سبب بنا۔ اور اس کے درمیان کو خلاصی کا اور اس کے آخر کو کامیابی کا سبب بنا۔ اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے[1] اس کو نووی نے کتاب الاذکار میں ابن السنی سے روایت کیا۔

۸۶۲۔ عبدالرحمٰن بن ابی ابزیٰ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کرتے تو کہتے۔ کہ ہم نے صبح کی اسلام کی فطرت پر اور اخلاص کے کلمے پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ حضرت ابراہیم حنیف کی ملت پر اور وہ مشرکوں میں

---

[1] **اصل مقصد سنت کی پیروی ہے** اس حدیث کو نسائی نے الیوم واللیلہ میں اور ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں جو یہ لفظ ہیں کہ میں آپ کی سنت کی پیروی کروں۔ ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ دعاؤں اور اعمال خیر میں اصل مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہے یا آپ کی سنت کی اتباع ہے اور دوسرے مقاصد مثلاً یہ کہ میرے اعمال قبول ہو جائیں اور مجھے ان کی جزا ملے اور جنت حاصل ہو یہ مقاصد ثانوی حیثیت رکھتے ہیں پہلا مقام یہی ہے کہ حکم کی تعمیل ہو اور سنت کی پیروی ہو حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ع

تو بندگی چوں گدایاں بشرط مزد مکن + کہ دوست خود روش بندہ پروری داند

[2] **دعا میں ارحم الراحمین کے الفاظ** اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں فائد ابو الورقاء متروک ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس کو تھوڑے سے رد و بدل سے روایت کیا ہے۔ دن کے پہلے حصے کو نیکی کا سبب بنا کہ اس وقت کو ہم نیکی کے کاموں میں خرچ کریں اور اس دعا کو ارحم الراحمین کے لفظ پر ختم کیا ہے تاکہ دعا جلدی قبول ہو اور ارحم الراحمین متوجہ ہوں۔ امام حاکم نے مستدرک میں [illegible] تین دفعہ یا ارحم الراحمین کے لفظ کہتا ہے تو ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اے بندے ارحم الراحمین کی رحمت متوجہ ہو چکی ہے اب [illegible]

وَعَلٰی مِلَّۃِ اَبِیْنَا اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ۔

بَابُ الدَّعَوَاتِ فِی الْاَوْقَاتِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۸۶۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْاَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَھْلَہٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا فَاِنَّہٗ اِنْ یُّقَدَّرْ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَضُرَّہٗ شَیْطَانٌ اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

میں سے نہیں تھا[1]۔ اسکو احمد اور دارمی نے روایت کیا۔

مختلف اوقات میں مختلف دعائیں

فصل اول

۸۶۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے۔ اور یہ کہے اللہ کے نام سے اے اللہ شیطان کو ہم سے دور رکھ۔ اور جو تو ہمیں رزق دے (اولاد دے) اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔ اگر ان دونوں کے درمیان اس مرتبہ میں اولاد مقدر ہوگی۔ تو اس کو شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا[2]۔ متفق علیہ۔

---

[1] **نبی اپنی نبوت پر خود بھی ایمان لاتا ہے** اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور طبرانی اور احمد کی سند کے راوی سب اچھے ہیں اور اس حدیث کو نسائی نے بھی کئی طرق کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کلمۂ اخلاص کلمۂ توحید لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ حنیف کا معنی ہے باطل ادیان سے منہ پھیر کر حق کی طرف آنے والا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح آنحضرت کی نبوت پر ایمان لانا دوسرے لوگوں پر فرض ہے خود آپ پر بھی اپنی نبوت پر ایمان لانا فرض ہے اور قرآن مجید کی آیت آمن الرسول بما انزل الیہ اس کی تصدیق کرتی ہے ۱۲۔

[2] **مجامعت کے وقت شیطانی اثر** اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ نسائی اور ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ شیطان کے ضرر سے محفوظ ہونے کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ تمام عمر شیطان اس بچے پر قابو نہ پا سکے گا بعض نے کہا ہے کہ پیدائش کے وقت اس کو تکلیف نہ دے گا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اسکی ولادت میں شیطانی اثر نہ ہوگا جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے کہ اگر جماع کے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان بھی اس عورت سے مرد کے ساتھ جماع کرتا ہے واللہ اعلم ۱۲۔

۸۶۴ وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْکَرْبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۸۶۵ وَعَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَہٗ جُلُوْسٌ وَاَحَدُھُمَا یَسُبُّ صَاحِبَہٗ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْھُہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَوْ قَالَھَا لَذَھَبَ عَنْہُ مَا یَجِدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ اَلَا تَسْمَعُ مَا یَقُوْلُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

---

۸۶۴ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غم اور بےچینی کے وقت فرمایا کرتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی مالک ہے۔ وہ غالب ہے۔ حوصلے والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بڑے عرش کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ اور عزت والے عرش کا رب ہے[۱]۔ متفق علیہ

۸۶۵ سلیمان بن صرد نے کہا دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑ پڑے۔ اور ہم اس وقت آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ان دونوں میں سے اپنے ساتھی کو گالیاں دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں۔ کہ اگر یہ کہدے۔ تو اس کا یہ غصہ چلا جائے۔ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ شیطان مردود سے۔ تو صحابہ نے اس آدمی کو کہا۔ کیا تو سنتا نہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں۔ تو کہنے لگا میں کوئی دیوانہ نہیں ہوں[۲]۔ متفق علیہ

---

[۱] غم اور فکر دور کرنے کی دعا۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں حمد کے کلمات کے بعد غم کو دور کرنے کی دعا نہیں ہے۔ ابوعوانہ نے روایت کیا ہے کہ ان کلمات کے بعد پھر بےچینی اور غم کے دور ہونے کی دعا کرے تو اللہ تعالےٰ اسکو قبول کریں گے بعض نے کہا ہے ثنا بذات خود متضمن دعا ہے اس کے بعد کوئی اور دعا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی سے ان شاء اللہ غم اور بےچینی دور ہو جائے گی۔۱۲

[۲] غصہ دور کرنے کی دعا۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ آدمی جس کو حکم دیا گیا تھا کافر یا منافق تھا کہ اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کی پرواہ نہ کی بعض نے کہا کہ تھا تو مومن لیکن سخت مزاج بدو تھا جس کا خیال تھا کہ شیطان سے پناہ دیوانگی کو فائدہ دیتی ہے اور میں دیوانہ نہیں ہوں۔ حالانکہ ابو داؤد اور احمد نے سعدی سے روایت کیا ہے کہ غصہ بھی شیطان کی طرف سے ہے۔۱۲

۸۶۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمْ صِیَاحَ الدِّیَکَةِ فَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَاَتْ مَلَکًا وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِیْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَاِنَّهٗ رَاٰی شَیْطٰنًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۶۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اسْتَوٰی عَلٰی بَعِیْرِهٖ خَارِجًا اِلَی السَّفَرِ کَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ لَنَا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَاءِ

---

۸۶۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم مرغے کی آواز سنو۔ تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔ کیونکہ اس نے فرشتہ دیکھا ہے۔ اور جب تم گدھے کا ہینگنا سنو۔ تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو۔ کہ اس نے شیطان دیکھا ہے[1] متفق علیہ۔

۸۶۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے ارادے سے باہر نکل کر اونٹ پر سوار ہوتے۔ تو پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر کہتے پاک ہے وہ اللہ جس نے اسکو ہمارے تابع بنایا اور ہم اس کے قریب جانے والے بھی نہیں تھے۔ اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری اور پسندیدہ اعمال کا۔ اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان کر دے۔ اور ہم سے اس کا بُعد (دوری) لپیٹ دے۔ اے اللہ تو ہی ہمارے سفر کا ساتھی ہے۔ اور تو ہی ہمارے اہل و عیال میں خبرگیری کرنے والا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں سفر

---

[1] **فرشتہ دعا پر آمین کہتا ہے** اس حدیث کو احمد ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب مرغ کی آواز سنو تو اس وقت دعا کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر آواز نکالتا ہے اور اگر ایسے وقت میں تم کوئی دعا کرو گے تو فرشتہ اس پر آمین کہے گا۔ اور اس کے آمین کہنے سے دعا کی قبولیت کا زیادہ امکان ہے اور گدھا شیطان کو دیکھ کر آواز نکالتا ہے اس وقت شیطان سے پناہ مانگو تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور شیطان تمہارے قریب نہ آنے پائے اور جو شخص شیطان سے محفوظ ہو گیا وہ دنیوی اور اخروی سعادتوں کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان سے محفوظ رکھیں ۱۲ آمین یا ارحم الراحمین۔

السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۶۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۶۹ وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَقَالَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهٖ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۷۰ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا

کی مشقت سے اور برا منظر دیکھنے سے اور اہل اور مال میں برے انجام سے اور جب واپس آتے۔ تو بھی یہ کلمات کہتے۔ اور ان میں یہ لفظ زیادہ کرتے۔ ہم لوٹنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے والے ہیں۔ اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۸۶۸ عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے۔ تو سفر کی مشقت اور بری واپسی اور نفع کے بعد نقصان سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۸۶۹ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو آدمی کسی مقام میں اترے اور کہے میں اللہ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی۔ تو اسے کوئی چیز اس منزل سے کوچ کرنے تک نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۸۷۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول

---

۱ سفر کی آسانی کی دعا۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس سفر کو ہم پر آسان فرما اور ہماری نگہبانی کر اور ہمارے پیچھے ہمارے اہل و عیال اور مال و دولت کی بھی حفاظت فرما کہ ہم واپسی پہ کوئی ایسی چیز نہ دیکھیں جس سے ہم پریشان ہوں اور لوٹتے وقت مناسب حال یہ دعا کرتے کہ بار الٰہی جس طرح ہم اس سفر سے واپس آ گئے ہیں اسی طرح ہم کو گناہ کے راستہ سے واپس لے آ اور ہمیں اطاعت کی راہ پر لگا دے ۱۲۔

۲ بدحالی سے بچنے کی دعا۔ اس حدیث کو نسائی۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے یعنی ہم کو نفع کے بعد نقصان اور ایمان کے بعد کفر اور اطاعت کے بعد نافرمانی اور اتفاق کے بعد بے اتفاقی اور درستی کے بعد بگاڑ سے محفوظ رکھ۔ حور کا معنی ہے بری حالت اور کور کا معنی ہے اچھی حالت یعنی کسی بھی رنگ میں اچھی حالت کے بعد ہماری حالت بری نہ ہو جائے ۱۲۔

۳ اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے ۱۲۔

لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ أَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ أَمْسَيْتَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۷۱ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَأَسْحَرَ يَقُوْلُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۷۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

کل کی رات میں نے ایک بچھو کے کاٹنے سے کتنی ہی تکلیف اٹھائی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو شام کے وقت یہ کہہ لیتا میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی۔ تو تجھے تکلیف نہ دے سکتا[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۸۷۱ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے۔ اور سحر کا وقت ہوتا۔ تو کہتے سن لی سننے والے نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا۔ اور اس کی نعمتوں کا۔ اپنے اوپر اقرار کرنا۔ اے ہمارے رب ہماری نگہبانی فرما۔ اور ہم پر احسان فرما ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے ہیں آگ سے[2] اسکو مسلم نے روایت کیا

۸۷۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس آتے۔ تو ہر بلند زمین پر تین مرتبہ تکبیریں کہتے۔ پھر فرماتے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم واپس آنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے

---

[1] اس دعا سے شہادت کا مرتبہ ملتا ہے اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس دعا میں زہریلے جانوروں کی تکلیف سے بچانے کی تاثیر ہے۔ ترمذی کی ایک روایت ہے کہ جو اسکو صبح کے وقت پڑھے گا وہ تمام شام تک اور جو شام کو پڑھے گا وہ صبح تک زہریلے جانوروں کے کاٹنے سے محفوظ رہے گا اس حدیث کے راوی معقل بن یسار کہتے ہیں کہ جو آدمی اسکو صبح کے وقت پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر کرتے ہیں جو شام تک اسکے حق میں دعا کرتے رہیں اور جو شام کو پڑھے گا تو صبح تک دعا کریں گے اور اگر اس دن یا اس رات میں فوت ہو جائے گا تو شہید مرے گا ۱۲

[2] اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی ابوعوانہ اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ اس دعا کو تین دفعہ بلند آواز سے پڑھتے ۱۲

صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَی الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ فَقَرَّبْنَا اِلَيْهِ طَعَامًا وَوَطْبَةً فَاَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ اُتِیَ بِتَمْرٍ فَكَانَ يَاْكُلُهٗ وَيُلْقِی النَّوٰی بَيْنَ اُصْبُعَيْهِ وَيَجْمَعُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰی وَفِیْ رِوَايَةٍ فَجَعَلَ يُلْقِی النَّوٰی عَلٰی ظَهْرِ اُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی ثُمَّ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهٗ فَقَالَ

والے ہیں۔ سجدہ کرنے والے ہیں۔ اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اور اپنے بندے کی مدد فرمائی۔ اور لشکروں کو اکیلے نے شکست دی۔[۵۱] متفق علیہ

۸۷۳ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن مشرکوں پر بد دعا فرمائی۔ اور کہا۔ اے اللہ کتاب کے اتارنے والے جلدی حساب لینے والے۔ اے اللہ ان لشکروں کو شکست دیدے۔ اے اللہ ان کو شکست دیدے اور ان کے قدم اکھاڑ دے۔[۵۲] متفق علیہ

۸۷۴ حضرت عبداللہ بن بسر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ کے پاس تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے سامنے کھانا اور مالیدہ رکھا۔ آپ نے وہ کھانا کھایا۔ پھر کھجوریں لائی گئیں۔ آپ انکو کھا رہے تھے اور گٹھلیاں اپنی انگلیوں وسطی اور سبابہ کے درمیان پھینکتے جاتے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ آپ گٹھلیاں اپنی دونوں انگلیوں سبابہ اور وسطی کی پیٹھ پر ڈالتے جاتے

---

[۵۱] جنگ احزاب کی مختصر کیفیت۔ اس حدیث کو احمد۔ مالک۔ ابوداؤد۔ ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ بلندی پر کھڑے ہو کر اللہ تعالٰی کی بڑائی بیان کرنا چاہئے کہ یا الٰہی حقیقی بلندی تو صرف تیری ہی ذات پاک کے لیے ہے ہم گو عارضی طور پر بلندی پر آ گئے ہیں لیکن ہم کیا اور ہماری اوقات کیا۔ اور لشکروں کو شکست دینے میں جنگ احزاب کی طرف اشارہ ہے۔ مدینہ منورہ پر عرب قبائل کے چوبیس ہزار کافر چڑھ آئے تھے۔ یہودی اور منافق بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے مہینہ بھر تک محاصرہ کرکے بیٹھے رہے آخر اللہ تعالٰی نے ایک آدمی کی وساطت سے ان لشکروں میں پھوٹ ڈلوادی اور پھر ایک نہایت یخ بستہ ٹھنڈی ہوا کی لہر نے ان لشکروں کا ستیاناس کر دیا خیمے الٹ گئے۔ آگ چولہوں سے اڑ کر خیموں پر جا پڑی مویشی گھوڑے اور اونٹ بدحواسی میں بھاگ کھڑے ہوئے سردی کی شدت نے لشکروں کی ہمت ختم کر دی۔ آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوا انہوں نے کافروں کی بربادی میں کسر نہ چھوڑی بالآخر یہ قبائل اپنے اپنے لشکر لے کر نہایت نامراد واپس ہو گئے اور اسلام اور مسلمانوں کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

[۵۲] اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ مستحب ہے کہ جنگوں میں یہ دعا مانگی جائے۔

اَبِیْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِہٖ اُدْعُ اللّٰہَ لَنَا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۸۷۵ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَاٰی الْھِلَالَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰہُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۸۷۶ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ

پھر کچھ پینے کے لئے لایا گیا۔ تو آپ نے وہ بھی پیا۔ تو میرے باپ نے عرض کیا۔ اور آپ کی سواری کی لگام تھام لی۔ کہ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ انکو اپنے دیے ہوئے میں برکت عطا فرما۔ اور ان کو بخش دے۔ اور ان پر رحم فرما۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۸۷۵ حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھا کرتے۔ تو کہتے۔ اے اللہ اس چاند کو ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ چڑھا۔ اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۸۷۶ حضرت عمر بن خطاب اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی مصیبت یا

؎۱ نیک لوگوں سے دعا کرانا مستحب ہے اس حدیث کو نسائی۔ ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تواضع کے طور پر نیک لوگوں کی سواری کی لگام یا رکاب تھام لینا مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مہمان سے دعا کی درخواست کرنا چاہئے یہ بھی میزبانی کے اخلاق میں سے ہے اور مہمان کو چاہئے کہ وہ میزبان کے حق میں دعا کرے اور مہمان کو رخصت کرتے وقت کچھ دور تک اسکے ساتھ مشایعت کرنا (وداع کرنے کے لیے جانا) بھی سنت ہے ۱۲

؎۲ چاند کی پرستش کرنے والوں کا رد۔ اس حدیث کو احمد حاکم اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان میں یہ الفاظ ہیں والتوفیق لما تحب وترضیٰ اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو چاند کو پوجتے ہیں اور خدا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی دوسری مخلوقات کی طرح اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی ان چیزوں کو بھی مخاطب کیا جا سکتا ہے جو حاضر ناظر نہیں ہوتیں بلکہ ان میں احساس اور ادراک تک بھی نہیں ہوتا جیسا کہ اس حدیث میں چاند کو مخاطب کر لیا گیا ہے ۱۲

رَجُلٍ رَاٰی مُبْتَلًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا اِلَّا لَمْ یُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ كَائِنًا مَّا كَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَعَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ الرَّاوِیْ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ۔

۸۷۷ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَیِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَبَنٰی لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

بیماری میں مبتلا کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے۔ کہ سب تعریفیں اس اللہ پاک کو ہیں۔ جس نے مجھ کو اس بیماری سے محفوظ رکھا۔ جس میں تجھ کو مبتلا کیا ہے۔ اور مجھ کو اپنی بہت سی مخلوق پر اس نے فضیلت دے رکھی ہے تو اسکو وہ بیماری یا مصیبت نہیں پہنچے گی۔ جونسی بیماری بھی ہو۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کو ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اور عمرو بن دینار راوی قوی نہیں ہے

۸۷۷ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بازار میں داخل ہو کر کہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے دس لاکھ نیکی لکھتے ہیں۔ اور اس کی دس لاکھ برائیاں مٹا دیتے ہیں۔ اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنایا جاتا ہے[1]۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور شرح السنہ میں اس طرح ہے۔ کہ جو آدمی بڑے بازار میں یہ کلمات کہے۔ جس میں خرید و فروخت ہوتی ہو۔ اس عبادت کے بدل کر جو آدمی بازار میں داخل ہو

---

[1] **مریض کے احساس کا خیال رکھو** اس حدیث کو احمد۔ ابن السنی اور احمد نے بھی ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ مجمع الزوائد میں ہے کہ اسکو طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو ایک اور طریق سے بھی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے اور اسکو حسن کہا ہے اور اسی طرح اسکو بیہقی بزار اور طبرانی نے صغیر اور اوسط میں بھی ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے اور اسکی سند اچھی ہے۔ یہ دعا اپنے دل میں پڑھے بلند آواز سے نہ پڑھے تاکہ بیمار اور دکھی کا احساس زیادہ نہ ہو جائے بلکہ ایک حدیث میں یہ لفظ بھی آئے ہیں کہ بیمار کو یہ الفاظ نہ سنائے اسکو ابن النجار نے جابرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس بیماری یا دکھ کو بھی دیکھ کر یہ دعا پڑھے گا وہ بیماری یا دکھ اس کو نہ پہنچے گا ۱۲۔

[2] **بازار میں خدا کو یاد رکھنا بڑی نیکی ہے** اس حدیث کو ابن ماجہ ابن ابی الدنیا اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند باقی جز صفحہ آئندہ

وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ مَنْ قَالَ فِي سُوقٍ جَامِعٍ يُبَاعُ فِيهِ بَدَلَ مَنْ دَخَلَ السُّوقَ۔

۸۷۸ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ تَمَامُ النِّعْمَةِ قَالَ دَعْوَةٌ أَرْجُو بِهَا خَيْرًا فَقَالَ إِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُولَ الْجَنَّةِ وَالْفَوْزَ مِنَ النَّارِ وَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ فَقَالَ قَدِ اسْتُجِيبَ لَكَ فَسَلْ وَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ فَقَالَ سَأَلْتَ اللّٰهَ الْبَلَاءَ فَاسْأَلْهُ الْعَافِيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۸۷۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ

---

۸۷۸ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا۔ وہ دعا میں کہہ رہا تھا۔ اے اللہ میں تجھ سے پوری نعمت کا سوال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پوری نعمت کیا ہے۔ اس نے کہا دعا ہے جس کے ساتھ میں مال کثیر کی امید رکھتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ پوری نعمت جنت میں داخل ہونا اور آگ سے نجات پانا ہے[1]۔ اور آپ نے ایک آدمی کو سنا وہ دعا میں کہہ رہا تھا۔ اے بزرگی اور عزت کے مالک تو آپ نے فرمایا۔ تیری دعا قبول کی جائے گی۔ تو سوال کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تو نے اللہ تعالیٰ سے مصیبتیں مانگیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگ۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۸۷۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا۔ جو آدمی کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں بہت

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بہت اچھی ہے اس کے علاوہ اس کو احمد اور ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ لفظ کہ "جنت میں اس کے لیے ایک گھر بنایا جاتا ہے" یہ صرف ترمذی اور ابن السنی میں ہیں۔ بازاروں میں چونکہ عام طور پر دغابازی۔ فریب۔ جھوٹ۔ کم تولنا ناپنا اور چیزوں میں ملاوٹ کرنا۔ سود بیچنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا یہ سب کچھ ہوتا ہے اور بازاریں شیطان کی سلطنت ہوتی ہے اور لوگوں پر دنیا کمانے کی ہوس اور آخرت سے غفلت سوار ہوتی ہے لہذا ایسی جگہ پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا بہت بڑا اجر ملتا ہے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **پوری نعمت جنت کا داخلہ ہے** اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے مصیبت آنے سے پہلے صبر کی دعا نہ کرنا چاہیئے کہ یہ بلا اور مصیبت کو دعوت دینا ہے اور اگر مصیبت آگئی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے صبر کی التجا کرنا چاہیئے خود قرآن مبارک میں ہے "اے اللہ ہم پر صبر انڈیل دے اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور ہم کو کافر قوم پر مدد عطا فرما"۔ اس آدمی نے پوری نعمت دنیا کی آسائشوں کو سمجھ رکھا تھا آپ نے فرمایا یہ عیش تو فانی ہے یہ پوری نعمت نہیں۔ پوری نعمت جنت کی نعمت ہے جس کو کبھی فنا نہیں ہے ۱۲۔

فَقَالَ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِیْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

۸۸۰ وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ اُتِیَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِی الرِّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰی عَلٰی ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلٰثًا وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلٰثًا سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيْلَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ

سی بیہودہ باتیں کرے۔ پھر اٹھنے سے پہلے یہ کہے۔ اے اللہ تو پاک ہے۔ تیری ہی تعریف ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں۔ اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو اس کو اس مجلس کی بیہودگیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔[لہ] اسکو ترمذی اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

۸۸۰ حضرت علی کے پاس سواری کے لئے ایک گھوڑا لایا گیا جب آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا۔ تو کہا بسم اللہ پھر جب اس کی پیٹھ پر بیٹھ گئے۔ تو کہا الحمد للہ پھر کہا پاک ہے وہ اللہ جس نے اس کو ہمارے تابع کیا۔ اور ہم تو اس کے قریب آنے والے بھی نہیں تھے۔ اور ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں۔ پھر تین مرتبہ الحمد للہ کہا۔ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ پھر کہا تو پاک ہے۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھ کو بخش دے۔ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ پھر آپ بھی ہنس پڑے۔ پوچھا گیا۔ کہ آپ کیوں ہنسے۔ اے امیر المومنین تو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا۔ جیسے میں نے کیا ہے۔ پھر آپ بھی ہنس پڑے تو میں نے آپ سے پوچھا تھا۔ اے اللہ کے رسول آپ کیوں ہنس پڑے۔ تو فرمایا تیرا رب اپنے بندے سے تعجب کرتا ہے جبکہ

لہ یہ دعا گناہوں کا کفارہ ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث جبیر بن مطعم سے نسائی اور طبرانی نے بھی روایت کی ہے اور ان کے راوی اچھے ہیں۔ اور حاکم نے اس کو مسلم کی شرط پر بتایا ہے۔ اور ایک حدیث رافع بن خدیج سے نسائی اور حاکم نے بھی روایت کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور طبرانی نے اس کو تینوں مضمون میں بیان کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اکثر مجلسوں میں ہنسی مذاق اور فضول بکواس بھی ہوتا رہتا ہے۔ اگر یہ دعا پڑھ لی جائے تو ایسی چیزوں کا کفارہ ہو جائے گی ۱۲۔

مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ یَقُوْلُ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَیْرِیْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۸۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَدَّعَ رَجُلًا اَخَذَ بِیَدِہٖ فَلَا یَدَعُھَا حَتّٰی یَکُوْنَ الرَّجُلُ ھُوَ یَدَعُ یَدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَاٰخِرَ عَمَلِکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَفِیْ رِوَایَتِھِمَا لَمْ یَذْکُرْ وَاٰخِرَ عَمَلِکَ۔

۸۸۲ وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ الْخَطْمِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّسْتَوْدِعَ

وہ کہتا ہے۔ کہ اے میرے رب مجھ کو میرے گناہ بخش دے۔ تو اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ گناہوں کو میرے سوا اور کوئی نہیں بخشتا ہے اسکو احمد۔ ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۸۱ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی کو وداع کرتے۔ تو اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتے۔ پھر آپ مصافحہ نہ چھوڑتے تھے۔ تاوقتیکہ وہ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو نہ چھوڑتا۔ اور آپ فرماتے میں تیرا دین اور امانت اور تیرا آخری انجام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے تیرے عملوں کے خاتمے کو۔ اسکو ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ان دونوں کی روایت میں آخر عملک کے لفظ نہیں ہے۔

۸۸۲ عبداللہ خطمی نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو وداع کرتے۔ تو فرماتے میں تمہارا دین اور تمہاری امانت

سلہ اس حدیث کو نسائی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ یہی مضمون فصل اول میں ابن عمر کی حدیث میں پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۲۔

سلہ مسافر کے لیے دعا کرنا سنت ہے اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے بھی مضمون اور طریق سے بھی روایت کیا ہے۔ سفر میں عام طور پر آدمی کی پہچان نہیں ہو سکتی اور وہاں اس کی حیثیت عرفی خراب نہیں ہوتی اس لیے ناواقفوں میں بعض دفعہ ایسے کام بھی کر جاتا ہے جو دیانت اور امانت کے خلاف ہوتے ہیں اسی لیے خاص طور پر امانت اور دین کا ذکر کیا۔ بعض نے کہا ہے کہ یہاں امانت سے مراد آدمی کے بال بچہ اور گھر بار ہیں کہ تیرے بعد میں تیرے بال بچہ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کو اس کے قرابتدار وداع کہنے کے لیے جائیں مسافر کے لیے دعا کریں ۱۲۔

الجَیْشَ قَالَ اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۸۸۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُرِیْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِیْ فَقَالَ زَوَّدَكَ اللّٰہُ التَّقْوٰی قَالَ زِدْنِیْ قَالَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ زِدْنِیْ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ قَالَ وَیَسَّرَ لَكَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَا کُنْتَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۸۸۴ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِیْ قَالَ عَلَیْكَ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالتَّکْبِیْرِ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا وَلَّی الرَّجُلُ قَالَ اَللّٰھُمَّ اطْوِلَہُ الْبُعْدَ وَھَوِّنْ عَلَیْہِ السَّفَرَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

اور تمہارے عملوں کا انجام خدا کے سپرد کرتا ہوں [۱]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۸۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ مجھکو توشہ دے دیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ نصیب کرے۔ کہنے لگا۔ کچھ زیادہ کر دو۔ آپ نے کہا۔ اللہ تیرے گناہ بخش دے۔ کہنے لگا آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ ہاں کچھ زیادہ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تیرے لئے بھلائی کو آسان کر دے۔ جہاں بھی تو ہو [۲]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۸۸۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا۔ اللہ کا ڈر لازم رکھنا اور ہر بلند جگہ پر اللہ اکبر کہنا۔ جب وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ تو آپ نے دعا مانگی اے اللہ اس کے سفر کی دوری کو لپیٹ دے۔ اور اس پر سفر آسان کر دے [۳]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

---

[۱] جہاد میں امانت و دیانت کو ملحوظ رکھو اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور نووی نے اسکو صحیح کہا ہے لشکر کا خاص طور پر ذکر اس لیے کیا کہ فوج جب جنگ شروع کر دے تو بعض دفعہ بہت بے اعتدالیاں بھی کر جاتی ہے اس لیے ان کو دینداری اور امانت کا خاص طور پر سبق یاد کر اتے ۱۲۔

[۲] بہترین زادراہ پرہیزگاری ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی اچھی سند سے روایت کیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے "بہترین زادراہ پرہیزگاری ہے"۔ آپ نے اسکو پرہیزگاری کی تلقین فرمائی کہ اللہ تعالےٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا۔ جب اس نے زیادہ کا سوال کیا تو یہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالےٰ تجھے وہ تقویٰ نصیب کرے جس سے گناہ بخشے جائیں۔ اور جب اس نے زیادہ کی التجا کی تو فرمایا اللہ تعالےٰ تجھے خیر عطا فرمائے یعنی دنیا اور آخرت کی خیر ۱۲۔

[۳] مسافر کے لیے دعا کرنی چاہیئے۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے آپ نے اس کو امانت دینے کے بعد اسکے حق میں دعا [illegible] اس کے لیے سفر کی صعوبتیں آسان فرما اور دونوں سفر مراد ہیے دنیا کا سفر بھی

۸۸۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ فَاَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ يَا اَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۸۸۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا غَزَا قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ۔

۸۸۷ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ

---

۸۸۵ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے۔ اور رات آجاتی تو کہتے۔ اے زمین تیرا اور میرا رب اللہ ہے۔ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ تیری برائی سے اور ہر چیز کی برائی سے جو تیرے اندر پیدا کی گئی ہے۔ اور ان چیزوں کی برائی سے جو تجھ پر چلتی ہیں۔ اور میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیر سے اور کالے سانپ سے اور بچھو سے اور شہر کے رہنے والوں کی برائی سے اور جننے والے اور جنے گئے کی برائی سے[1] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۸۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لڑائی کرتے تو کہتے۔ اے اللہ تو ہی میرا بازو ہے۔ تو ہی میرا مددگار ہے۔ میں تیری ہی مدد سے حیلہ کرتا ہوں۔ اور تیری ہی مدد سے حملہ کرتا ہوں۔ اور تیرے ہی ساتھ لڑائی کرتا ہوں[2]۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۸۷ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے خوف ہوتا۔ تو کہتے اے اللہ ہم تجھ

---

[1] مسافر خود یہ دعا پڑھے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں بقیہ بن ولید ہے جس میں محدثین کو گفتگو ہے اور اسکو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ زمین کی برائی سے مراد خسف اور زلزلہ اور راستے سے بھٹک جانا اور جنگلوں میں پریشان ہو کر پھرنا مراد ہے اور زمین کے اندر کی برائی سے مراد زہریلے پانی اور جڑی بوٹیاں اور حرارت اور برودت مراد ہیں اور "جو اس کے اندر پیدا کی گئی ہیں" اس سے مراد حشرات الارض۔ زہریلے کیڑے مکوڑے، سانپ بچھو اور دوسرے موذی اور درندے جانور مراد ہیں۔ آگے ان کو صریحاً بھی بیان کر دیا ۱۲۔

[2] اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو احمد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور نسائی، ابوعوانہ اور ابن ابی شیبہ نے اس کو صحیح سندوں سے روایت کیا ہے ۱۲۔

وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ۔

۸۸۸ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیْنَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَابْنِ مَاجَةَ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَیْتِیْ قَطُّ اِلَّا رَفَعَ طَرْفَهٗ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیَّ۔

۸۸۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَیْتِهٖ فَقَالَ بِسْمِ

کو ان کے مقابل کرتے ہیں۔ اور ان کی برائیوں سے تیری پناہ لیتے ہیں[۱]۔ اسکو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۸۸ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلتے۔ تو کہتے اللہ کے نام سے میں نے اللہ پر توکل کیا۔ اے اللہ ہم تیری پناہ لیتے ہیں۔ اس بات سے کہ ہم پھسل جائیں۔ یا گمراہ ہو جائیں۔ یا ہم ظلم کریں۔ یا ظلم کئے جائیں۔ یا ہم جہالت کریں یا ہم پر جہالت کی جائے۔ اسکو احمد ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے نکلتے تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے۔ اور کہتے اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں۔ یا گمراہ کیا جاؤں۔ یا ظلم کروں۔ یا ظلم کیا جاؤں یا میں جہالت کروں یا مجھ پر جہالت کی جائے[۲][۳]

۸۸۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے۔ اور کہے اللہ

ف۱ اس حدیث کو نسائی۔ ابن حبان۔ حاکم اور بیہقی نے بھی صحیح سندوں سے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو ان کے مقابل ہو کر ان کی برائیوں کو دفع کر ان کے کاموں سے کفایت فرما اور ہمارے اور ان کے درمیان تو خود حائل ہو جا ۱۲

ف۲ اس حدیث کو ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ ابن السنی اور حاکم نے بھی مختلف الفاظ میں روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ یہ دعا گھر سے باہر جاتے وقت اور بالخصوص سفر میں جاتے وقت ضرور پڑھنی چاہئے ۱۲

ف۳ گھر سے باہر نکلنے کی دعا۔ نزلت کا لفظی ترجمہ "بے اختیار پھسل جانا" ہے یعنی بے اختیار غلطی کا سرزد ہو جانا۔ خود گمراہ ہونا راہ حق سے یا کسی کے کہے سے بہک جانا دونوں ہی برے ہیں۔ ہم خود کسی پر ظلم کریں یا کوئی ہم پر ظلم کرے۔ ہم خود اپنی جہالت کا ثبوت دیں اور جاہلوں جیسی حرکتیں کریں یا کوئی ایسی حرکت ہم سے کرے سب ہی بری باتیں ہیں سو اے اللہ ہم کو ان تمام باتوں سے بچا ۱۲

اللہِ توکلتُ علی اللہِ لا حول ولا قوۃَ الا باللہِ یُقالُ لہٗ حِینئذٍ ھُدیتَ وکُفیتَ ووُقیتَ فیتنحیٰ لہٗ الشیطانُ ویقولُ شیطانٌ آخرُ کیفَ لکَ برجلٍ قد ھُدِیَ وکُفِیَ ووُقِیَ رواہُ ابوداوٗدَ وروی الترمذیُّ الیٰ قولہٖ لہٗ شیطانٌ۔

۸۹۰ وعن ابی مالکٍ الاشعریِّ قالَ قالَ رسولُ اللہِ صلی اللہُ علیہِ وسلمَ اِذا ولجَ الرجلُ بیتہٗ فلیقلْ اللّٰھمَّ انی اسئلکَ خیرَ المولجِ وخیرَ المخرجِ بسمِ اللہِ ولجنا وعلی اللہِ ربنا توکلنا ثمَّ لیسلمْ علی اھلہٖ رواہُ ابوداوٗدَ۔

۸۹۱ وعن ابی ھریرۃَ انَّ النبیَّ صلی اللہُ علیہِ وسلمَ کانَ اذا رفَّاَ الانسانَ اذا تزوجَ قالَ بارکَ اللہُ

کے نام سے میں نے اللہ پر توکل کیا۔ نہیں ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور نہ ہی قوت ہے۔ نیکی کرنے کی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تو اس وقت اسکو کہا جاتا ہے۔ تو ہدایت دیا گیا۔ اور کفایت کیا گیا۔ اور بچایا گیا۔ اور پھر شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے اور دوسرا شیطان اسکو کہتا ہے۔ تجھ کو کیونکر ایسے آدمی پر تسلط ہو گا۔ جو ہدایت دیا گیا ہے۔ اور کفایت کیا گیا ہے۔ اور بچایا گیا ہے۔[له] اسکو ابوداوٗد نے روایت کیا اور ترمذی نے اسکو لہ الشیطان کے لفظ تک روایت کیا ہے۔

۸۹۰ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اسے یوں کہنا چاہیے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ داخل ہونے کی بہتر جگہ کا اور نکلنے کی بہتر جگہ کا اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے۔ اور اللہ پر جو ہمارا رب ہے ہم نے توکل کیا۔ پھر اپنے گھر والوں کو سلام کہے۔ اسکو ابوداوٗد نے روایت کیا۔

۸۹۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب شادی کے موقع پر کسی کو دعا دیتے تو فرماتے

[له] فرشتہ آواز دیتا ہے۔ اس حدیث کو نسائی۔ ابن السنی اور ابن حبان نے بھی اچھی سند سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ یہ کہنے والا فرشتہ ہوتا ہے جو اس کو آواز دیتا ہے کہ اب نیکی کے کاموں کی تجھے توفیق مل گئی اور تمام کاموں میں خدا تیرا مددگار ہوا اور تمام گناہوں اور مصیبتوں سے تو بچ گیا ۱۲

[۲] اس حدیث کی اپنی سند تو اچھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں محمد بن اسمٰعیل بن عیاش ہے اور یہ دونوں باپ بیٹا ضعیف ہیں۔ البتہ اس حدیث کا مضمون قرآن مجید کی آیت سے لیا گیا ہے لہٰذا صحیح ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق یعنی دعا مانگ کہ اے رب تو مجھے سچائی کے ساتھ داخل کر اور سچائی ہی کے ساتھ نکال ۱۲

لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۸۹۲ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً أَوِ اشْتَرَى خَادِمًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَإِذَا اشْتَرَى بَعِيرًا فَلْيَأْخُذْ بِذُرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالْخَادِمِ ثُمَّ لِيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۸۹۳ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوَاتُ الْمَكْرُوبِ اللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلٰى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

اللہ تجھ کو برکت دے۔ اور تم دونوں پر برکت نازل کرے۔ اور تم دونوں کو بھلائی میں جمع کرے[1]۔ اسکو احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۸۹۲ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے کسی عورت سے شادی کرے۔ یا کوئی غلام خریدے تو اس طرح کہے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا جس پر تو نے اسکو پیدا کیا۔ اور میں پناہ لیتا ہوں۔ تیری اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جس پر تو نے اسکو پیدا کیا۔ اور جب کوئی اونٹ خریدے۔ تو اسکی کوہان کی بلندی کو پکڑے اور اسی طرح کہے[2]۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ عورت اور خادم کی پیشانی کے بال پکڑے۔ اور برکت کی دعا کرے۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۸۹۳ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے چین آدمی کی دعا یہ ہے۔ اے اللہ میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ تو مجھ کو میرے نفس کے سپرد ایک آنکھ جھپکنے کا وقت بھی نہ کر اور میری تمام حالتیں درست کر دے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے[3]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا

---

[1] **میاں بیوی کیلئے بہتری کی دعا۔** ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسکو احمد اور نسائی نے بھی الیوم واللیلہ میں اور حاکم ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں فرماتے کہ خدا تعالےٰ تم دونوں میاں بیوی کو برکت دے یہ نکاح تم کو راس آئے۔ خدا نیک اولاد دے اور تم دونوں بھلے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھی رہو اللہ تم میں اتفاق اور اتحاد پیار اور محبت قائم رکھے۔ جاہلیت کے زمانہ میں عرب لوگ شادی کے موقعہ پر اس طرح دعا دیا کرتے تھے رِفَاءٌ وَالْبَنِيْن "شادی اور بچے" اس کے مقابل آنحضرت نے یہ دعا سکھلائی ہے ۱۲

(باقی بر صفحہ آئندہ)

۸۹۴ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ هُمُوْمٌ لَزِمَتْنِیْ وَدُیُوْنٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلَامًا اِذَا قُلْتَهٗ اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّكَ وَقَضٰی عَنْكَ دَیْنَكَ قَالَ قُلْتُ بَلٰی قَالَ قُلْ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَیْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّیْ وَقَضٰی عَنِّیْ دَیْنِیْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۹۵ وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ جَاءَهٗ مُكَاتَبٌ فَقَالَ اِنِّیْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِیْ فَاَعِنِّیْ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِیْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَیْكَ مِثْلُ جَبَلٍ كَبِیْرٍ دَیْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ

---

۸۹۴ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول قرضہ اور غم ہمیشہ مجھ کو چمٹے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں تجھ کو ایک ایسی کلام نہ بتاؤں۔ کہ جب تو وہ کہے۔ تو اللہ تعالیٰ تیرے غم کو بھی دور کردے۔ اور تیرا قرضہ بھی ادا کردے اس نے کہا۔ ضرور بتایئے تو آپ نے فرمایا جب تو صبح اور شام کرے۔ تو کہہ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ فکر اور غم سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ عاجزی سے اور سستی سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ بخل سے اور بزدلی سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ قرضے کے غلبے اور لوگوں کی زبردستی سے اسنے کہا میں نے ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرا غم بھی دور کردیا۔ اور میرا قرضہ بھی اتار دیا[له]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا

۸۹۵ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مکاتب (غلام) آیا اور کہنے لگا۔ میں اپنی کتابت کی رقم سے عاجز آگیا ہوں۔ آپ میری کچھ مدد کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں تجھے کچھ کلمے نہ سکھلادوں۔ جو مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر ایک بڑے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ــہ برکت حاصل کرنے کا طریقہ۔** اس حدیث کو نسائی ابن السنی، ابویعلی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ خادم کا لفظ عربی زبان میں عورت اور مرد دونوں پر بولا جاتا ہے یعنی غلام یا لونڈی۔ یعنی جب کوئی نئی چیز اپنے گھر میں لاؤ۔ خواہ عورت بیاہ کر لاؤ یا کوئی غلام یا لونڈی یا کوئی اور جانور گھر میں لاؤ تو اس کے متعلق یہ دعا پڑھو اللہ تعالےٰ اس کی برکتیں دے گا اور اس کی برائیوں سے محفوظ رکھے گا ۱۲

لــہ نفس انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان۔ ابن ابی شیبہ۔ طبرانی اور بخاری نے بھی ادب مفرد میں روایت کیا ہے اور جامع صغیر کے شارح نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس دعا میں نفس کی عاجزی بتلائی کہ وہ تو میری حاجت روائی نہیں کرسکے گا لے کارساز حقیقی میرا توکل صرف تیری ہی ذات پر ہے تو میری چارہ سازی فرما اور نفس سے اس لیے بھی بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے کہ یہی تو انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ یہی انسان کو تباہی کے راستہ پر ڈالتا ہے۔ اور اس کی خواہشات کبھی ختم نہیں ہوتیں ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا بر صفحہ آئندہ)

قُلِ اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ جَابِرٍ اِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ فِي بَابِ تَغْطِيَةِ الْاَوَانِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۹۶ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا اَوْصَلّٰى تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَاَلْتُهُ عَنِ الْكَلِمَاتِ فَقَالَ اِنْ تُكُلِّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعًا عَلَيْهِنَّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنْ تُكُلِّمَ بِشَرٍّ كَانَ كَفَّارَةً لَهٗ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو تجھ سے ادا کر دیں گے۔ تو کہہ اے اللہ مجھے اپنے حلال کے ساتھ اپنے حرام سے کفایت کر۔ اور اپنے فضل سے مجھ کو اپنے سوا سے بے نیاز کر دے[1]۔ اسکو ترمذی اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور جابر کی حدیث کہ جب تم کتے کا بھونکنا سنو ہم باب تغطیۃ الاوانی میں ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر کریں گے۔

فصل سوم

۸۹۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے۔ یا نماز پڑھتے۔ تو کچھ کلمے کہتے میں نے آپ سے ان کلمات کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر نیک کلام کیا جائے۔ تو یہ کلمات اس پر قیامت تک کے لئے مہر بن جائیں گے۔ اور اگر کوئی بری بات کہی گئی۔ تو یہ کلمے اس کا کفارہ بن جائیں گے۔ اے اللہ تو پاک ہے۔ اور تیری ہی تعریف ہے تیرے سوا کوئی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [1] بعض اخلاق کی تشریح۔ اس حدیث کی سند میں غسان بن عوف بصری ضعیف ہے لیکن اس کا ضعف زیادہ نہیں ہے اسی لیے جامع صغیر کے شارح نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے "ہَمّ" اور "حُزْن" دونوں کا معنے ہے غم۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ جو کام ہو چکا ہے اس پر اگر غم ہو تو وہ حُزْن کہلاتا ہے اور جس کے پیش آنے کی توقع ہو اس کا غم ہَمّ کہلاتا ہے۔ قہر الرجال سے مراد لوگوں کا غلبہ اور اپنی کمزوری ہے۔ بخل یہ ہے کہ آدمی مالی واجبات زکوٰۃ۔ قربانی۔ صدقہ فطر وغیرہ ادا نہ کرے اور بزدلی سے مراد یہ ہے کہ آدمی کافروں سے ڈر کر جہاد نہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ لوگوں سے ڈر کر ادا نہ کرے ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] قرضہ ادا کرنے کی دعا۔ اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ مکاتب وہ غلام ہے جس کو مالک یہ کہہ دے کہ اگر تو اتنی رقم ادا کر دے تو تو آزاد ہے اس میں مدت اور رقم مقرر ہوتی ہے۔ اس مکاتب نے آکر کہا کہ کتابت کی رقم دینے کا وقت آگیا ہے اور ابھی تک روپے کا کوئی بندوبست نہیں ہو سکا آپ اس سلسلہ میں میری کچھ مدد فرمائیں۔ یا بیسہ دیں یا کوئی دعا ہی پڑھنے کے لیے بتلائیں ۱۲

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۸۹۷ وَعَنْ قَتَادَةَ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ اٰمَنْتُ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُولُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ۔

۸۹۸ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَثُرَ هَمُّهُ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِيْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا

معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔ اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں[۱]۔ اسکو نسائی نے روایت کیا۔

۸۹۷ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند کو دیکھتے۔ تو کہتے یہ چاند بھلائی اور ہدایت کا ہو۔ یہ چاند بھلائی اور ہدایت کا ہو۔ یہ چاند بھلائی اور ہدایت کا ہو۔ میں اس اللہ پر ایمان لایا۔ جس نے تجھ کو پیدا کیا۔ تین مرتبہ فرماتے۔ پھر کہتے تمام تعریفیں اس اللہ کی ہیں جو فلاں مہینے کو لے گیا۔ اور فلاں مہینے کو لے آیا[۲]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۹۸ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے غم زیادہ ہو جائیں۔ وہ یہ کہے اے اللہ میں تیرا غلام ہوں۔ اور تیرے غلام کا بیٹا ہوں۔ تیری لونڈی کا بیٹا ہوں۔ اور تیرے قبضے میں ہوں۔ میری پیشانی تیرے قبضے میں ہے۔ میرے متعلق تیرا حکم نافذ ہے۔ میرے متعلق تیرا فیصلہ انصاف ہے۔ میں تجھ سے تیرے نام کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو نام کہ تو نے اپنے رکھے ہیں۔ یا تو نے ان کو اپنی کتاب میں اتارا ہو۔ یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہو۔ یا اپنے کسی بندے کو

---

[۱] اس حدیث کو ابن ابی الدنیا۔ بیہقی اور حاکم نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث رافع بن خدیج سے نسائی اور حاکم نے بھی روایت کی ہے اور طبرانی نے اس کو اپنی تینوں معجموں میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند اچھی ہے اور نسائی اور طبرانی نے ایک حدیث جبیر بن مطعم سے بھی روایت کی ہے اور اس کی سند بہت اچھی ہے اور ابوداؤد۔ نسائی اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ سے اسکو روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور یہ مضمون پہلے فصل دوم میں بھی گذر چکا ہے ۱۲

[۲] چاند دیکھنے کی ایک دعا۔ یہ حدیث مرسل ہے اور ابن السنی نے اس کو متصل بھی ابوسعید سے روایت کیا ہے چاند دیکھنے کی کئی ایک دعائیں آنحضرت اور صحابہ سے منقول ہیں ایک دعا پہلے گذر چکی ہے ایک یہ ہے اور ایک دعا امام بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے اور وہ یہ ہے اللھم اجعل شہرنا الماضی خیر شہر و خیر عاقبۃ وادخل علینا شہرنا ھذا بالسلامۃ والاسلام والامن والامان والمعافاۃ والرزق الحسن ۱۲

مِنْ خَلْقِكَ اَوْ اَلْهَمْتَ عِبَادَكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَجَلَاءَ هَمِّیْ وَغَمِّیْ مَا قَالَهَا عَبْدٌ قَطُّ اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ غَمَّهٗ وَاَبْدَلَهٗ بِهٖ فَرَجًا رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

۸۹۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۰۰ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا كَرَبَهٗ اَمْرٌ يَقُوْلُ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ بِمَحْفُوْظٍ۔

۹۰۱ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ مِنْ شَیْءٍ نَقُوْلُ فَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا قَالَ فَضَرَبَ اللّٰهُ وُجُوْهَ

الہام کیا ہو یا تونے اپنے غیب کے خزانے میں اپنے پاس اسکو اختیار کیا ہو۔ کہ تو قرآن کو میرے دل کی رونق بنادے۔ اور میرے غموں اور فکروں کو دور کردے۔ جو بندہ بھی ان کلمات کو کہے گا۔ اللہ اس کے غم کو دور کرے گا۔ اور اس کو اس کے بدلے خوشی نصیب کریگا اسکو رزین نے روایت کیا۔

۸۹۹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم جب بلندی پر چڑھا کرتے تھے۔ تو تکبیر کہا کرتے تھے۔ اور اترتے تھے۔ تو تسبیح کہا کرتے تھے[1]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۹۰۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی معاملہ رنجیدہ و غمگین کرتا۔ تو کہتے۔ اے زندہ اے قائم میں تیری رحمت کی پناہ لیتا ہوں[1]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور محفوظ نہیں ہے

۹۰۱ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہم نے خندق کے دن عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا کوئی ایسی چیز ہے جو ہم کہیں۔ اب دل تو ہنسلی تک پہنچ چکے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں اے اللہ ہمارے عیبوں کو ڈھانپ دے۔ اور ہمارے خوف

---

[1] **اسماء حسنیٰ کا وسیلہ لینا چاہیئے** اس حدیث کو احمد۔ ابن السنی اور طبرانی نے کبیر میں اور بزار اور ابو یعلی اور ابن ابی شیبہ اور حاکم نے مستدرک میں اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اسمائے الٰہی کچھ تو کتب منزلہ میں آگئے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو الہام تو کیا ہے لیکن کتاب میں نازل نہیں فرمایا اور کچھ اسماء ایسے بھی ہیں جن کی اطلاع کسی نبی کو بھی نہیں دی گئی غرض یہ ہے کہ تمام اسمائے الٰہی کے واسطے سے میں یہ دعا کرتا ہوں کہ تو میرے غموں کو دور کردے اور قرآن سے میرا لگاؤ بڑھا دے ۱۲۔

[2] **بلندی اور پستی کی دعائیں۔** اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ بلندی پر چڑھتے ہوئے یہ ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالےٰ سب سے بلند اور بڑا ہے اور نیچے اترتے وقت یہ خیال رکھے کہ نیچا ہونا بندے کی صفت ہے اللہ تعالیٰ اس نقص سے پاک ہیں ۱۲۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

اَعْدَائِهِ بِالرِّيْحِ وَهَزَمَ اللّٰهُ بِالرِّيْحِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۹۰۲ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ السُّوْقَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا صَفْقَةً خَاسِرَةً رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

کو امن میں بدل دے۔ تو کہا اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے منہ ہوا سے پھیر دیئے۔ اور ہوا سے اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دے دی۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔

۹۰۲ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بازار میں داخل ہوتے۔ تو کہتے اللہ کے نام سے اے اللہ میں تجھ سے اس بازار اور اسکے اندر کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اسکی برائی اور ہر چیز کی برائی سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ جو اس میں ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ کہ میں یہاں کوئی خسارے کا سودا کروں۔ اسکو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

ے۳ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور ابن السنی نے یوم واللیلہ میں اور ابن نجار نے بھی روایت کیا ہے اور نسائی اور حاکم نے اس کو حضرت علی سے اور بزار نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ قیوم کا معنی ہے خود بھی قائم رہنے والا اور تمام مخلوقات کو بھی قائم رکھنے والا ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ے۱ **جنگ خندق کی مختصر کیفیت۔** جنگ خندق کو جنگ احزاب بھی کہتے ہیں ۵ھ ہجری کے شوال میں کفار نے بہت سا لشکر اکٹھا کر کے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ انتیس دن تک یہ محاصرہ قائم رہا بالآخر مختلف لشکروں کی آپس میں پھوٹ پڑ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت سرد ہوا ان پر چلائی جس سے گھبرا کر سارے لشکر منتشر ہو گئے۔ اس حدیث کو احمد اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور بزار کی سند متصل ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں ۱۲۔

ے۲ **بازار اور دوکاندار کی بھلائی کیا ہے** اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور ابن السنی اور طبرانی نے کبیر میں بھی اسکو روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بازار کی بھلائی اور اس کے لوگوں کی بھلائی مانگی جائے۔ بازار کی بھلائی یہ ہے کہ اس سے رزق حلال ملے اور تجارت میں فائدہ حاصل ہو اور بازار کے لوگوں کی بھلائی یہ ہے کہ کسی بھلے مانس اور شریف آدمی سے ملاقات ہو ۱۲۔

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۰۳ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۹۰۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

پناہ مانگنے کا بیان

فصل اول

۹۰۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسلم نے فرمایا۔ پناہ مانگو سخت مشقت سے اور بدبختی کے پالینے سے اور بری تقدیر سے اور دشمنوں کی خوشی سے[۱] متفق علیہ۔

۹۰۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ غم سے فکر سے عاجزی اور سستی سے بزدلی اور بخل سے اور قرضے کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے[۲] متفق علیہ

---

[۱] مصیبت یہ ہے کہ اولاد زیادہ ہو اور رزق کم اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔ "سخت مشقت" وہ ہے جو انتہا کو پہنچ جائے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اس کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ کسی آدمی کا ہاتھ تو تنگ ہو اور اولاد بہت زیادہ ہو اور ان کے اخراجات پورے نہ ہو سکتے ہوں۔ بدبختی کے پالینے کا مطلب یہ ہے کہ بدبختی ہم کو پکڑ لے یا ہم کوئی ایسا کام کریں جس کا انجام بدبختی اور نامرادی ہو۔ بری تقدیر وہ ہے جس سے کوئی برائی دین یا دنیا اور بدن اور مال اور خاتمہ میں پیدا ہو جائے۔ دشمنوں کی خوشی یہ ہے کہ آدمی پر ایسی مصیبتیں نازل ہو جائیں جن سے اس کے دشمن خوش ہوں ۱۲۔

[۲] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا مضمون پہلے ابوسعید خدری کی حدیث میں فصل دوم میں گزر چکا ہے ۱۲۔

۹۰۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۰۶ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا

---

۹۰۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ سستی اور بڑھاپے اور تاوان اور گناہ سے اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ آگ کے عذاب اور آگ کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب اور قبر کے فتنہ سے اور دولت مندی کے فتنے کی برائی سے اور غریبی کے فتنے کی برائی سے اور مسیح الدجال کے فتنہ کی برائی سے اے اللہ میرے گناہوں کو دھو دے برف اور ژالہ کے پانی سے اور میرے دل کو اس طرح پاک کر دے۔ جس طرح کہ سفید کپڑا میل کچیل سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے۔ کہ جتنا فاصلہ مشرق اور مغرب کا ہے[1]

متفق علیہ

۹۰۶ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں عاجزی۔ سستی۔ بزدلی۔ بخل۔ بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے اے اللہ میرے نفس کو اس کی پرہیزگاری عطا فرما۔ اور اس کو پاک کر تو

---

[1] **دجال کے فتنہ سے بچنے کا طریقہ۔** اس حدیث کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ دولتمندی کا فتنہ یہ ہے کہ آدمی میں فخر اور غرور اور تکبر اور حرام طریقہ سے مال حاصل کر لینا اور اس کو گناہوں میں خرچ کر دینا سب کچھ آجائے اور تنگ دستی کا فتنہ یہ ہے کہ طبیعت میں طمع اور لالچ اور اغنیاء پر حسد پیدا ہو جائے اور ایسا ذلیل ہو جائے کہ اس کی عزت جاتی رہے اور دین برباد ہو جائے اور اللہ کی تقسیم پر شاکر نہ رہے اور مسیح الدجال کا فتنہ دنیا کے سب فتنوں سے بڑا فتنہ ہے۔ ہر پیغمبر نے اپنی امت کو اس فتنہ سے ڈرایا ہے۔ اس فتنہ میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جو دنیا پر زیادہ مائل ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ آدمی سورہ کہف کی تلاوت کثرت سے کیا کرے ۱۲

أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلٰهَا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ

بہترین ان میں سے ہے جو پاک کرنے ہیں تو ہی اس کا کارساز اور مالک ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ اس علم سے جو نفع نہ دے۔ اور اس دل سے جو نہ ڈرے۔ اور اس نفس سے جو نہ سیر ہو اور ایسی دعا سے جس کو قبول نہ کیا جائے[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۰۷ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ تیری نعمتوں کے زائل ہو جانے سے اور تیری عافیت کے پھر جانے سے اور تیرے عذاب کے ناگہاں آجانے سے اور تیری تمام ناراضگیوں سے[2] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۰۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے پناہ لیتا ہوں ان عملوں کی برائی سے جو میں نے کئے ہیں۔ اور ان کی برائی سے بھی جو میں نے نہیں کئے ہیں اس کو مسلم نے روایت کیا

۹۰۹ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں

---

[1] **قبولیت دعا کے شرائط۔** اس حدیث کو ترمذی نے مختصراور نسائی۔ ابن ابی شیبہ۔ احمد اور عبد بن حمید وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ صاحب حصن حصین نے اس کو بخاری کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ نفس کا تقوی یہ ہے کہ خواہشات کی پیروی اور فجور اور فواحش کا ارتکاب نہ کرے۔ علم کے مطابق اگر عمل ہو تو یہ قیامت کو تمہارے لیے حجت ہوگا اور اگر ایسا نہ ہو تو یہی علم قیامت کے دن تمہارے برخلاف شہادت ہوگا۔ نفس کا صابر اور قانع ہو جانا خدا تعالے کا بہت بڑا احسان ہے ع اے قناعت تونگرم گرداں + کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست + دعا کے قبول ہونے کی کچھ شرائط ہیں مثلاً خوراک اور لباس حلال کا ہو۔ دعا قطع رحمی اور ظلم کی نہ ہو اللہ تعالے کا نافرمان نہ ہو اور کبھی مایوس نہ ہو ۱۲

[2] **بعض الفاظ کی تشریح۔** اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ناگہانی پکڑ سے مراد صحت کے بعد بیماری اور غنا کے بعد تنگدستی ہے اور نعمتوں کا زائل ہو جانا یہ ہے کہ ایمان کے بعد کافر ہو جائے اور نیکی کے بعد برائیاں کرنے لگے ۱۲

(باقی برصفحہ آئندہ)

وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِي أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۹۱۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَالنَّسَائِيُّ عَنْهُمَا۔

۹۱۱ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ

تیرا فرمانبردار ہوا۔ اور تجھ پر ایمان لایا۔ اور تجھ پر ہی توکل کیا۔ اور تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا۔ اور تیری مدد سے میں نے جھگڑا کیا اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ لیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں یہ کہ تو مجھے گمراہ کر دے۔ تو وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا اور تمام جن اور انسان مر جائیں گے۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۹۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ میں چار چیزوں سے تیری پناہ[1] لیتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے۔ اور ایسے دل سے جس میں خدا کا ڈر نہ ہو۔ اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔ اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے۔[2] اسکو احمد۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۹۱۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ بزدلی۔ بخل

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے ۵۳ ناکردہ گناہوں سے بھی پناہ مانگو۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ ان گناہوں سے بھی میں تیری پناہ چاہتا ہوں جو میں کر چکا ہوں یا ایسے گناہوں سے جو میں نے ابھی نہیں کیے اور آئندہ ان کا ارتکاب مجھ سے ہو جائے یا ایسے گناہ مراد ہیں جو فی الحقیقت میں نہ کروں اور ان کا الزام مجھ پر لگایا جائے ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

لہ شریعت کا علم بہترین علم ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو زید بن ارقم سے روایت کیا ہے۔ علم نافع وہ ہے جس پر خود عمل بھی کرے اور لوگوں کو بھی سکھلائے اور وہ علم شریعت کے موافق ہو اور غیر نافع علم اس کے برخلاف ہے۔ وہ علم بالکل فضول ہے جو نہ دنیا میں کام آئے نہ آخرت میں اور بہترین علم وہ ہے جو آخرت میں کام آئے یعنی شریعت کا علم ۱۲۔

وَسُوْءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۹۱۲ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۹۱۳ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْأَخْلَاقِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۹۱۴ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

کمی عمر۔ دل کے فتنے[۱]۔ اور قبر کے عذاب سے۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۹۱۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ غریبی سے قلت مال سے۔ اور ذلت سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ کہ میں کسی پر ظلم کروں یا میں ظلم کیا جاؤں۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۹۱۳ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ جھگڑے نفاق[۲] اور بد اخلاقی سے۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا

۹۱۴ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ بھوک سے کہ وہ بدترین ساتھی ہے۔ اور میں تیری پناہ لیتا ہوں خیانت سے کہ وہ باطن کی بہت بد عادت ہے۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا

---

[۱] **دل کا وسوسہ شیطانی فتنہ ہے** اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حصن حصین میں فقر کے لفظ کے بعد فاقہ کے لفظ بھی ہیں۔ ابوداؤد کی سند کے راوی سب اچھے ہیں۔ دل کے فتنے سے مراد شیطانی وساوس ہیں ۱۲

[۲] **عملی اور اعتقادی نفاق۔** اس حدیث کی سند کے دو راوی بقیہ بن ولید اور ضبارہ بن نافع کمزور ہیں اسی لیے نووی نے اذکار میں اس کو ضعیف کہا ہے۔ جھگڑوں سے مراد آپس کی بے اتفاقی ہے اور حق کی مخالفت بھی اور نفاق دو طرح کا ہوتا ہے اعتقادی اور عملی۔ اعتقادی نفاق تو یہ ہے کہ اللہ تعالے اور اس کے رسول اور اسلام اور قرآن پر دل سے عقیدہ ہی صحیح نہ ہو اور عملی نفاق یہ ہے کہ آدمی جھوٹ بولے۔ وعدہ خلافی کرے۔ امانت میں خیانت کرے۔ گالی بکے۔ ان کو منافق کے خصائل قرار دیا گیا ہے۔ دونوں طرح کے نفاق سے پناہ مانگنی چاہیئے۔ اور اس کے بعد بد خلاقی کا تذکرہ خاص طور پر کیا تاکہ اس کی طرف خصوصی توجہ ہو جائے ورنہ نفاق کے ضمن میں یہ چیز بھی آگئی تھی ۱۲

(باقی برصفحہ آئندہ)

۹۱۵ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۹۱۶ وَعَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۹۱۷ وَعَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ تَعْوِيْذًا اَتَعَوَّذُ بِهٖ قَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَشَرِّ بَصَرِيْ وَشَرِّ لِسَانِيْ وَشَرِّ قَلْبِيْ وَشَرِّ مَنِيِّيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ

---

۹۱۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں پھلبہری سے کوڑھ سے اور دیوانگی اور بری قسم کی بیماریوں سے[1]۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۹۱۶ قطبہ بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ برے اخلاق سے برے اعمال سے اور بری خواہشوں[2] سے اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۹۱۷ شتیر بن شکل بن حمید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی مجھے کوئی ایسا تعویذ سکھلاؤ کہ میں اس کے ساتھ پناہ پکڑوں۔ تو آپ نے فرمایا کہہ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ اپنے کان کی برائی سے اور اپنی آنکھ کی برائی سے اور اپنی زبان کی برائی سے اور اپنے دل کی برائی سے اور اپنی منی کی برائی سے[3] اسکو ابوداؤد۔ ترمذی اور نسائی نے روایت کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [3] بھوک سے خدا کی پناہ۔ بھوک سے اس لیے پناہ مانگی کہ اس سے بہت سی چیزوں میں فتور آ جاتا ہے۔ کبھی تو آدمی بیمار ہو جاتا ہے اور کبھی موت تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے اور اس سے عبادات کی ادائیگی میں بھی نقص واقع ہو جاتا ہے۔ قوائے طبعی مضمحل ہو جاتے ہیں۔ دماغی توازن بگڑ جاتا ہے ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کو احمد۔ ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ بری قسم کی بیماریوں سے مراد استسقاء دسِل۔ دق۔ جذام۔ برص۔ دمہ اور بواسیر وغیرہ لمبی بیماریاں ہیں ۱۲۔

[2] ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور اس کو ابن حبان۔ طبرانی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو مسلم کی شرط پر بتایا ہے اور اس کی روایت میں اہواء کے بعد ادواء کے لفظ بھی ہیں یعنی بری بیماریوں سے پناہ لیتا ہوں ۱۲۔

[3] اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ منی کی برائی یہ ہے کہ وہ آدمی پر غالب آ جائے اور اس کو زنا میں یا اس کے مبادیات میں مبتلا کر دے ۱۲

۹۱۸ وَعَنْ اَبِی الْیَسَرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَدْمِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَمِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْھَرَمِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِکَ مُدْبِرًا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ لَدِیْغًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَزَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی وَالْغَمِّ۔

۹۱۹ وَعَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ طَمَعٍ یَّھْدِیْ اِلٰی طَبَعٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ۔

۹۲۰ وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ اِسْتَعِیْذِیْ بِاللّٰہِ

---

۹۱۸ ابوالیسر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ کہ مجھ پر مکان گر پڑے یا میں مکان سے گروں۔ اور غرق ہونے سے اور جل جانے سے اور بڑھاپے سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ کہ میں زہریلے جانور کے ڈسنے سے مروں[1]۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور دوسری روایت میں اس نے غم کا لفظ بھی زیادہ کیا ہے۔

۹۱۹ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی پناہ مانگو۔ ایسے طمع سے جو انسان کو ذلیل کردے[2]۔ اسکو احمد اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

۹۲۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف دیکھا۔ تو کہا اے عائشہ اللہ کی پناہ مانگ

---

[1] **خاتمہ کی خرابی سے خدا کی پناہ** ابوداؤد کی سند کے سب راوی اچھے ہیں اور اس کو حاکم نے بھی مستدرک میں اچھی سند سے روایت کیا ہے۔ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جن سے اگر موت واقع ہو جائے تو شہادت کی موت ہے لیکن اس کے باوجود ان سے پناہ مانگی ہے۔ کیونکہ یہ نہایت تکلیف دہ حادثات ہیں۔ ممکن ہے ان پر آدمی سے صبر نہ ہوسکے۔ اور شیطان کے مخبوط الحواس کرنے سے مراد خاتمہ کا خراب ہو جانا ہے اور میدان جنگ میں اگر بھاگتے ہوئے پیٹھ پر گولی کھائی اور مرگیا تو اسکو شہادت کا اجر نہ ملے گا بلکہ وہ بہت بڑا مجرم ہے ۱۲

[2] **ذلیل ہونے کے اسباب** ۔ اس حدیث کو حاکم اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں عبداللہ بن عامر اسلمی ضعیف ہے۔ مشہور مقولہ ہے کہ طمع دین کا فساد ہے اور پرہیزگاری سے اس کی اصلاح ہوتی ہے۔ ذلیل کرنے والا طمع یہ ہے کہ آدمی کمینے لوگوں کے سامنے ذلیل ہو اور دنیا داروں کے سامنے تواضع کرے اور کوئی عمل کرے تو لوگوں کو دکھلائے یا سنائے کہ میں نے یہ کام کیا ہے ۱۲

مِنْ شَرِّ هٰذَا فَاِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ اِذَا وَقَبَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

٩٢١ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ يَا حُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ اِلٰهًا قَالَ اَبِيْ سَبْعَةً سِتًّا فِي الْاَرْضِ وَوَاحِدًا فِي السَّمَاءِ قَالَ فَاَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ قَالَ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ قَالَ يَا حُصَيْنُ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَمَّا اَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيَ الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَّنِيْ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

٩٢٢ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا

اس چاند کی برائی سے کہ یہی غاسق ہے۔ جبکہ بے نور ہو جاوے[۱]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

٩٢١ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ کو کہا۔ اے حصین آج تو کتنے خداؤں کی عبادت کرتا ہے۔ تو میرے باپ نے کہا۔ سات خداؤں کی۔ چھ تو زمین میں ہیں۔ اور ایک آسمان میں تو آپ نے فرمایا۔ تو اپنی رغبت اور ڈر کے لیے کس کو شمار کرتا ہے۔ کہا اسکو جو آسمانوں میں ہے۔ کہا اے حصین اگر تو اسلام لے آیا۔ تو میں تجھے دو کلمے ایسے سکھاؤں گا۔ جو تجھ کو نفع دیں گے۔ عمران نے کہا۔ پھر جب حصین مسلمان ہو گئے۔ تو کہا اے اللہ کے رسول مجھ کو وہ دو کلمے سکھلائیے جن کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہہ اے میرے اللہ مجھے میری بھلائی کا الہام کر۔ اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا[۲]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

٩٢٢ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی تم

---

[۱] **چاند گرہن سے خدا کی پناہ۔** اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی الیوم واللیلہ میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ یہ حدیث قرآن مجید کی آیت کی تفسیر ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں ومن شر غاسق اذا وقب یعنی اندھیرا کرنے والا جب بے نور ہو جاوے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو۔ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد چاند ہے جبکہ اس کو گرہن لگ جائے اور وہ بے نور ہو جائے ۱۲۔

[۲] **مشرک بھی اللہ کو حاکم اعلیٰ مانتے ہیں** ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے۔ اس حدیث کو ابو یعلی۔ ابو نعیم اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حصین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام لانے سے پہلے یہ سوال کیا تھا کہ تو کتنے خداؤں کی عبادت کرتا ہے تو اس نے اپنے چھ خدا زمین میں بتلائے۔ دوسری حدیث میں ان کے نام بھی بتلائے ہیں۔ یعنی یغوث۔ یعوق۔ نسر۔ لات عزیٰ اور مناۃ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرک بھی خدا تعالٰے کو دوسرے تمام معبودوں کا سردار سمجھتے تھے (باقی بر صفحہ آئندہ)

فَزِعَ اَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو يُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَّلَدِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِيْ صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَهٰذَا لَفْظُهٗ۔

۹۲۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ۔

میں سے سوتے میں گھبرا جائے۔ یا ڈر جائے۔ تو کہے میں پناہ لیتا ہوں۔ اللہ تعالٰی کے پورے کلمات کی اسکے غضب سے اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کی برائی سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور یہ کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔ تو وہ اسکو کچھ تکلیف نہ دے سکیں گے۔ اور عبداللہ بن عمرو اپنے بالغ بچوں کو تو یہ دعا سکھلا دیتے۔ اور جو انکی اولاد میں سے نابالغ ہوتے۔ تو ان کلمات کو کاغذ پر لکھ کر اس کے گلے میں تعویذ ڈال دیتے۔[1] اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور یہ اسی کے لفظ ہیں۔

۹۲۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ تعالٰے سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرے تو جنت کہتی ہے۔ اے اللہ اسکو جنت میں داخل کر دے۔ اور جو آدمی تین مرتبہ آگ سے پناہ مانگے۔ تو آگ کہتی ہے۔ اے اللہ اس کو آگ سے بچا۔ اسکو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بتوں وغیرہ کو خدا کے برابر جانتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا تعالٰے آسمانوں میں ہے۔ اگر حصین کی یہ بات غلط ہوتی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ضرور اس کو رد کر دیتے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا۔** اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو نسائی نے الیوم واللیلۃ میں اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے شکایت کی تھی کہ میں سوتے میں ڈر جاتا ہوں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی سوتے میں ڈر جائے تو یہ کلمات کہا کرے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گلے میں لکھ کر تعویذ ڈال دینا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع بات یا کلمہ نہ لکھا گیا ہو ۱۲

[2] اس حدیث کو نسائی نے الیوم واللیلۃ میں اور ابن ماجہ نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور اس کی سند کے راوی بہت اچھے ہیں ۱۲

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۲۴ عَنِ الْقَعْقَاعِ اَنَّ کَعْبَ الْاَحْبَارِ قَالَ لَوْلَا کَلِمَاتٌ اَقُوْلُهُنَّ لَجَعَلَتْنِیْ یَهُوْدُ حِمَارًا فَقِیْلَ لَهٗ مَا هُنَّ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ وَبِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَّبِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۹۲۵ وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ کَانَ اَبِیْ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ فَکُنْتُ اَقُوْلُهُنَّ فَقَالَ اَیْ بُنَیَّ عَمَّنْ اَخَذْتَ هٰذَا قُلْتُ عَنْكَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ

فصل سوم

۹۲۴ قعقاع سے روایت ہے۔ کہ کعب احبار نے کہا۔ اگر کچھ کلمے نہ ہوں۔ جن کو میں پڑھتا ہوں۔ تو یہودی لوگ مجھ کو گدھا بنا دیں تو ان سے پوچھا گیا۔ کہ وہ کلمے کونسے ہیں۔ تو کہا میں پناہ لیتا ہوں۔ اللہ بڑے کی ذات کی۔ کہ جس سے کوئی چیز بڑی نہیں ہے۔ اور میں اللہ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں۔ جن سے کوئی نیک اور کوئی برا تجاوز نہیں کر سکتا۔ اور میں اللہ تعالےٰ کے اچھے ناموں کی پناہ لیتا ہوں۔ جن سے میں انکو جانتا ہوں۔ اور جن کو میں نہیں جانتا۔ ہر اس چیز کی برائی سے جس کو اس نے پیدا کیا۔ اور پھیلایا۔ اور برآ بر کیا اس کو مالک نے روایت کیا۔

۹۲۵ مسلم بن ابی بکرہ نے کہا۔ کہ میرے باپ نمازوں کے بعد کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ کفر سے اور فقر سے اور قبر کے عذاب سے سو میں بھی انکو کہا کرتا تھا۔ تو ایک دفعہ میرے باپ نے کہا اے بیٹا تو نے یہ دعا کس سے سیکھی ہے۔ میں نے کہا۔ آپ

لہ کلمات الٰہی سے مراد صفات الٰہی ہیں اس کی سند کے راوی سد پچھے ہیں۔ کعب احبار یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ بعد میں مسلمان ہو گئے تو یہود ان کے دشمن ہو گئے۔ اور یہودیوں میں جادو کرنے کا بڑا رواج ہو چکا تھا وہ ان پر جادو کرتے اور یہ ان کا علاج کر لیتے کہتے ہیں کہ اگر یہ کلمات میں نہ پڑھوں تو یہودی مجھ کو جادو کر کے گدھا بنا دیں حضرت کعب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ اللہ کے کلمات سے مراد قرآن مجید ہے کہ اس میں تمام نیک و بد سمجھا دیا گیا ہے اسکی بدی کی جڑ بھی بیان کر دی گئی ہے بعض نے کلمات الٰہی سے مراد اللہ تعالےٰ کی صفات اور علوم کو بیان کیا ہے کہ ان سے بھی کوئی چیز باہر نہیں ہے اور وہ کائنات کی ہر چیز کو محیط ہیں ۱۲۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ وَرَوٰى اَحْمَدُ لَفْظَ الْحَدِيْثِ وَعِنْدَهٗ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ۔

۹۲۶ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْدِلُ الْكُفْرَ بِالدَّيْنِ قَالَ نَعَمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ قَالَ رَجُلٌ وَيَعْدِلَانِ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

سے تو کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمے نماز کے بعد کہا کرتے تھے[۱]۔ اسکو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ مگر یہ کہ نسائی میں نماز کے بعد کا ذکر نہیں ہے۔ اور احمد نے صرف حدیث کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ اور اس میں یہ لفظ ہیں۔ کہ ہر نماز کے بعد

۹۲۶ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ کہتے تھے کہ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ کفر سے اور قرضہ سے تو ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول کیا آپ نے کفر کو قرضہ سے ملا دیا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں کفر سے اور فقر سے تو ایک آدمی نے کہا۔ یہ دونوں چیزیں برابر کی جا رہی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں[۲]۔ اسکو نسائی نے روایت کیا۔

---

[۱] قرضہ اور کفر کی مناسبت نسائی کی سند کے راوی اچھے ہیں اور اس کو حاکم نے بھی مستدرک میں اور ابن السنی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ اگلی حدیث میں ہے کہ یا رسول اللہ آپ نے کفر اور قرضہ کو برابر کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں۔ یعنی غریبی اور تنگدستی میں بعض اوقات آدمی کفر کے کلمات تک کہہ جاتا ہے۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے اور بے صبری کرنے لگتا ہے اور اگر خداوند تعالیٰ دستگیری نہ فرمائیں تو نوبت کفر تک پہنچ جاتی ہے اس کے علاوہ تنگدستی میں عموماً آدمی جھوٹ بولتا ہے وعدہ خلافی کرتا ہے اور یہ صفات کافروں کی ہیں مومنوں کی نہیں۔ احمد نے حدیث کے الفاظ ذکر کیے ہیں لیکن اس میں باپ بیٹے کے مکالمے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے ۱۲۔

[۲] تنگدستی اور کفر قریب قریب ہیں۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی دراج کے طریق سے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اس کو نسائی ابن حبان اور حاکم نے ابوہریرہ سے بھی روایت کیا ہے۔ کفر اور قرضہ کو آپ نے برابر کر دیا کیونکہ مقروض آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ وعدہ خلافی کرتا ہے اور تنگدست آدمی مقروض سے بھی بعض اوقات بری حالت میں ہوتا ہے ابونعیم نے حلیہ میں بکر در سند سے روایت کیا ہے کہ فقر کفر کے قریب ہے ۱۲

بَابُ جَامِعِ الدُّعَاءِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۲۷ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَدْعُوْ بِھٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَھَزْلِیْ وَخَطَائِیْ وَعَمَدِیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

جامع دعاؤں کا بیان

فصل اوّل

۹۲۷ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ میرے گناہ میری جہالتیں میرے کام میں میری زیادتیاں اور جن کو تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ سب بخش دے۔ اے اللہ مجھ کو بخش دے۔ میرے قصداً کئے ہوئے گناہ اور مذاق سے کئے ہوئے گناہ اور میری لغزشیں اور میرے دانستہ گناہ اور ہر طرح کے گناہ میرے پاس ہیں اے اللہ مجھ کو بخش دے۔ جو گناہ میں نے آگے بھیجے۔ اور جو میں نے پیچھے چھوڑے۔ اور جو میں نے چھپا کر کئے اور جو میں نے کھلم کھلا کئے۔ اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے۔ اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ اور تو ہر چیز پر قادر ہے متفق علیہ

لہ **مقربین کے گناہ کس طرح ہوتے ہیں** اس حدیث کو نسائی۔ ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے اس کو مختصر روایت کیا ہے۔ یہاں سے جامع دعاؤں کا بیان شروع ہوتا ہے۔ جامع دعا وہ ہے جس کے الفاظ تھوڑے ہوں اور معانی بہت زیادہ ہوں۔ اس طرح کہ اس میں دین اور دنیا کے تمام مقاصد آجائیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود تو گناہوں سے پاک تھے۔ یہ دعا امت کو سکھلائی گئی ہے کہ اس طرح دعا کیا کرو۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے مرتبہ اور مقام کے مطابق ذراسی غفلت بھی آپ کے نزدیک گناہ تھی۔ جیسا کہ کہتے ہیں "نزدیکاں را بیش بود حیرانی"۔ لوگ جتنے خدا تعالےٰ سے قریب ہوتے جاتے ہیں اتنی ہی ان کی حیرت بڑھتی جاتی ہے اور لرزہ براندام ہوتے جاتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

سہ بزرگاں ازاں دہشت آلودہ اند کہ در بارگاہ غنی بودہ اند

۹۲۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیٰوةَ زِیَادَةً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۲۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۳۰ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ وَاذْکُرْ بِالْهُدٰی هِدَایَتَكَ الطَّرِیْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

---

۹۲۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میرے دین کو درست کر دے۔ جو میرے کام کا بچاؤ ہے۔ اور میری دنیا درست کر دے جس میں میری معاش ہے۔ اور میری آخرت درست کر دے جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے۔ اور میری زندگی کو ہر نیکی میں زیادتی کا سبب بنا۔ اور میری موت کو ہر برائی سے آرام کا سبب بنا[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

۹۲۹ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت تقویٰ۔ پاکدامنی اور تونگری کا سوال کرتا ہوں[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۳۰ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہہ اے اللہ مجھے ہدایت دے۔ اور مجھ کو سیدھا کر دے۔ اور ہدایت سے۔ سیدھے رستے پر چلنے کا تصور کر۔ اور سیدھا ہونے سے تیر کا سا سیدھا ہونا تصور میں رکھ[3]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

---

[1] **دنیا اور آخرت کی درستی کیا ہے۔** دنیا کی درستی یہ ہے کہ اس میں عبادت کی توفیق مل جائے اور حلال کی روزی نصیب ہو اور موت راحت کا سبب اس صورت میں بنے گی کہ آدمی کا خاتمہ بالخیر ہو جائے توبہ کی توفیق مل جائے۔ گناہ معاف ہو جائیں اور نیکیاں قبول ہو جائیں جنت مل جائے اور دنیا کی مشقتیں ختم ہونے کے بعد قبر اور آخرت کی مصیبتیں شروع نہ ہو جائیں ۱۲۔

[2] **پاک دامنی کیا ہے** اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ عفاف یہ ہے کہ تمام صفات اعتدال پر آجائیں۔ تمام خواہشیں شریعت کے تابع ہو جائیں آدمی غیر مباح چیزوں سے بچا رہے اور غنی سے مراد نفس کا غنی ہے اور لوگوں کے مال و دولت سے بے نیاز رہنا اور اس کا طمع نہ کرنا ۱۲۔

[3] **تیر کی طرح سیدھا ہونا کیا ہے؟** اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے یعنی جس طرح تیر کمان سے نکل کر سیدھا نشانہ پر جا بیٹھتا ہے ادھر ادھر نہیں ہوتا اسی طرح مجھے بھی سیدھا رستہ دکھا اور اس پر چلا کہ میں بھی ادھر ادھر نہ بھٹکوں سیدھا تیرے پاس پہنچ جاؤں ۱۲۔

۹۳۱ وَعَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْجَعِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ اِذَا اَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ یَّدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۳۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۹۳۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ یَقُوْلُ رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ

---

۹۳۱ ابو مالک اشجعی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب کوئی آدمی اسلام قبول کرتا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نماز سکھلایا کرتے تھے پھر اسکو حکم دیتے۔ یہ کہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرے۔ اے اللہ مجھ کو بخش دے۔ اور مجھ پر رحم فرما۔ اور مجھ کو ہدایت دے۔ اور مجھ کو عافیت میں رکھ اور مجھے رزق دے[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۳۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی۔ اے اللہ ہم کو دنیا میں بھلائی دے۔ اور آخرت میں بھی بھلائی دے۔ اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا لے[2] متفق علیہ

فصل دوم

۹۳۳ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے۔ اور کہتے۔ اے میرے رب میری مدد فرما۔ اور

سلہ ایک دعا کی عجیب ترتیب۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس دعا کے کلمات ایک عجیب ترتیب اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اسلام لانے کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ زمانۂ کفر کے تمام گناہوں کی معافی مل جائے اور یہ معافی ملنا محض خدا تعالے کی رحمت پر موقوف ہے اس لیے اس کی دعا کی گئی اور آئندہ کے لیے اب صحیح راہنمائی کی ضرورت ہے اس کی دعا ہے پھر ساتھ ہی یہ بھی لازمی ہے کہ ہدایت کے بعد آدمی گناہ سے پرہیز کرے لہذا اس کی دعا کی گئی ہے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالے حلال کی روزی اور فراخ رزق عنایت فرمائیں تاکہ فراغت سے عبادت الٰہی کر سکے لہذا پھر اس کی دعا کی گئی ہے ۱۲۔

سلہ اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد اور نسائی نے الیوم واللیلہ میں اور بخاری نے تفسیر میں بھی روایت کیا ہے۔ اس دعا کو بہت زیادہ پڑھنا چاہیئے کیونکہ اس میں ہر مقصود موجود ہے اور ہر برائی سے پناہ ہے ۱۲۔

عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَاكِرًا لَّكَ ذَاكِرًا لَّكَ رَاهِبًا لَّكَ مِطْوَاعًا لَّكَ مُخْبِتًا اِلَيْكَ اَوَّاهًا مُّنِيْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ وَسَدِّدْ لِسَانِيْ وَاهْدِ قَلْبِيْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۹۳۴ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِّنَ الْعَافِيَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا۔

میرے خلاف کسی کو مدد نہ دے۔ اور مجھے فتح دے۔ اور میرے خلاف کسی کو فتح نہ دے۔ اور میرے لئے تدبیر کر۔ اور میرے خلاف تدبیر نہ کر۔ اور مجھ کو ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان کر اور جو مجھ پر سرکشی کرے مجھے اس پر فتح دے۔ اے میرے رب مجھے بنا دے اپنے لئے شکر کرنے والا ذکر کرنے والا۔ تجھ سے ڈرنے والا تیری انتہائی فرمانبرداری کرنے والا تیری طرف رجوع کرنے والا بشاش دردمند جھکنے والا لے میرے اللہ میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہ دھو دے۔ اور میری دعا قبول فرما۔ اور میری حجت کو ثابت کر۔ اور میری زبان کو سچا کر۔ اور میرے دل کو ہدایت دے۔ اور میرے دل کی سیاہی نکال دے[1]۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۹۳۴ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے۔ پھر آپ رونے لگے۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگو۔ کہ کوئی بھی ایمان کے بعد عافیت سے بہتر چیز نہیں دیا گیا ہے[2]۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن غریب ہے۔

---

[1] **دل کی سیاہی کس طرح جاتی ہے** اس حدیث کو نسائی نے الیوم واللیلہ میں اور ابن حبان۔ حاکم اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔ یعنی مجھ کو دشمنوں پر غلبہ بھی دے اور اپنے ذکر شکر اور عبادت کی توفیق بھی دے اور دشمنوں کو مجھ پر غالب نہ کر خواہ وہ نفس اور شیطان ہوں یا جنوں اور انسانوں میں سے۔ میرے فائدہ کی تدبیر کر اور مجھے دشمنوں اور اپنی تقدیر کی سختیوں سے محفوظ رکھ۔ ہدایت سے مراد اپنے عیوب اور نیکی کے کاموں کی اطلاع ہے کہ میں عیوب سے بچ سکوں اور نیکی کو حاصل کر سکوں۔ حجت کو ثابت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دشمنوں پر میری حجت کو پورا کر دے۔ میرے ایمان کو دنیا اور آخرت میں محفوظ رکھ دنیا سے جاتے وقت ایمان نصیب ہو اور قبر میں فرشتوں کا جواب صحیح طور پر دے سکوں۔ دل کی سیاہی نکالنے کا مطلب یہ ہے کہ بد اخلاقیاں اور بد اعتقاد دور ہو جائیں ۱۲

[2] **عفو اور عافیت کیا ہے۔** اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے دباقی بر صفحہ آئندہ

۹۳۵ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ فَاِذَا اُعْطِيْتَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَقَدْ اَفْلَحْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا۔

۹۳۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِيْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ

---

۹۳۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول کونسی دعا بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور معافی کا سوال کر۔ پھر وہ دوسرے دن آیا۔ اور کہا اے اللہ کے رسول کونسی دعا افضل ہے۔ تو آپ نے اس کو اسی طرح کہا۔ پھر تیسرے دن آیا۔ تو اس کو اسی طرح کہا۔ آپ نے فرمایا۔ جب تجھ کو دنیا اور آخرت میں عافیت اور معافی مل گئی۔ تو تو نے نجات پالی۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن غریب ہے۔

۹۳۶ عبداللہ بن یزید خطمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ مجھ کو اپنی محبت نصیب فرما۔ اور ان لوگوں کی محبت جو مجھے تیرے پاس نفع دے۔ اے اللہ اگر تو مجھے کوئی ایسی چیز نصیب کرے جس کو میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جامع صغیر کے شارح نے اس کو صحیح کہا ہے۔ آپ اس لیے روئے کہ آپ کو معلوم ہو چکا تھا کہ میری امت فتنوں میں مبتلا ہو جائے گی۔ شہوت کا غلبہ ہو جائے گا اور مال جمع کرنے کی حرص بڑھ جائے گی تو آپ نے ان کو عفو اور عافیت طلب کرنے کا حکم دیا عفو سے مراد گناہوں کی معافی اور پردہ پوشی ہے اور عافیت دین اور جسم کے فتنوں سے بچاؤ ہے کہ بری بیماریاں نہ لگیں اور محنت اور مشقت زیادہ نہ ہو جائے ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ اس حدیث کی سند کمزور ہے اس کا ایک راوی سلمہ بن وردان بہت ہی کمزور ہے۔ لیکن اس کا ایک شاہد ابن عباس کی وہ حدیث ہے جس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ اس کا مطلب پہلی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔ یہ دعا آنحضرت نے اس کو اس لیے سکھائی کہ اس میں عافیت کا سوال ہے اور عافیت میں دینی اور دنیاوی تمام آفتوں اور مصیبتوں سے نجات ہے اسی لیے اس کو افضل دعا کہا ہے ۱۲

قُوَّةً لِّي فِيمَا تُحِبُّ اَللّٰهُمَّ مَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِّي فِيمَا تُحِبُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۹۲۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ لِاَصْحَابِهٖ اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

پسند کرتا ہوں۔ تو اس کو میرے لیے ان اعمال میں قوت بنا۔ جن کو تو پسند کرتا ہے۔ اے اللہ میری جس محبوب چیز کو تو روک لے۔ تو اسکو اپنے پسندیدہ عملوں میں میری فراغت کا سبب بنا[1]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۹۲۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شاذ و نادر ہی کسی صحابہ کی مجلس سے یہ کلمات کہے بغیر اٹھتے۔ اے اللہ ہمیں اپنا ڈر نصیب فرما۔ کہ جو ہمارے درمیان اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ اور ہمیں ایسی اطاعت نصیب فرما۔ جو ہم کو جنت میں پہنچا دے۔ اور ایسا یقین نصیب فرما۔ جو ہم پر دنیا کی مصیبتیں دور کر دے۔ اور ہم کو ہمارے کانوں اور آنکھوں اور قوت سے فائدہ عطا فرما۔ جب تک کہ ہم کو تو زندہ رکھے۔ اور اسی بہرہ مندی کو ہمارا وارث بنا۔ اور جو آدمی ہم پر ظلم کرے۔ اس سے ہمارا بدلہ لے۔ اور جو ہم سے دشمنی رکھے۔ ہم کو اس پر مدد عطا فرما۔ اور ہماری مصیبت ہمارے دین میں نہ بنا۔ اور نہ دنیا کو ہمارا سب سے بڑا مقصود بنا[2] اور نہ دنیا کو ہمارے علم کی انتہا بنا۔ اور ہم پر کسی ایسے آدمی کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے

---

[1] **فرصت کو غنیمت سمجھو۔** ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے اس کی سند میں عمیر بن یزید ضعیف ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں مجھ کو محبوب ہیں مثلاً صحت بدن۔ قوت۔ دنیا کا سامان۔ مال۔ جاہ۔ اولاد وغیرہ ان کو میری آخرت کی تیاری کا سبب بنا کہ میں ان کو ایسی جگہوں میں خرچ کروں جن کو تو پسند کرتا ہے یعنی طاعت اور عبادت میں اور اگر تو مجھ کو یہ چیزیں عطا نہ فرمائے تو میرے دل کو اپنے لیے فارغ کر دے کہ میں ان کی فکر میں نہ لگا رہوں بلکہ میں اپنی خوش قسمتی سمجھوں کہ وقت فرصت ہے خدا کی یاد زیادہ سے زیادہ کروں۔ یعنی اگر تو مجھ کو کچھ دے تو مجھ کو شکر کی توفیق بھی دے اور اگر نہ دے تو مجھے صبر کی توفیق عطا فرما ۱۲

[2] **سب سے بڑا مقصد آخرت ہے** اس حدیث کو نسائی نے الیوم واللیلۃ میں اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اللہ جو نعمتیں تو نے ہم کو عطا فرما رکھی ہیں یعنی تو لئے بدنی اور صحت اور دوسری نعمتیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

۹۲۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ اِسْنَادًا

۹۲۹ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ الْوَحْیُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهٖ دَوِیٌّ كَدَوِیِّ النَّحْلِ فَاُنْزِلَ عَلَیْهِ یَوْمًا فَمَكَثْنَا سَاعَةً فَسُرِّیَ عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَیْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا ثُمَّ قَالَ اُنْزِلَ عَلَیَّ عَشْرُ اٰیَاتٍ مَنْ اَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ

---

۹۲۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اے اللہ جو کچھ تو نے مجھ کو سکھایا۔ اس سے مجھ کو نفع دے۔ اور مجھے وہ چیزیں سکھا۔ جو مجھے نفع دیں۔ اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں۔ دوزخ والوں کے حال سے اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے غریب ہے۔

۹۲۹ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوا کرتی تھی۔ تو آپ کے چہرے کے پاس کچھ اس قسم کی آواز سنائی دیتی۔ جیسے کہ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ۔ پھر آپ پر ایک دن وحی نازل ہوئی۔ تو ہم کچھ دیر ٹھہرے رہے۔ پھر آپ سے وہ کیفیت دور ہوئی۔ تو آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ اور اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔ اور کہا اے اللہ ہمیں زیادہ کر۔ اور کم نہ کر۔ اور ہمیں عزت دے۔ اور ہمیں ذلیل نہ کر۔ اور ہمیں دے۔ اور ہمیں محروم نہ کر۔ اور ہمیں برگزیدہ کر اور ہم پر کسی کو برگزیدہ نہ کر۔ اور ہم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ان کو مرتے دم تک ہمارے ساتھ رکھ کہ ہم مفلوج اور بیکار ہو کر نہ رہ جائیں اور ہمارے دین میں فتنہ پیدا نہ کرنا یعنی ایسی چیزوں سے ہم کو بچائے رکھنا جن سے ہمارا دین برباد ہو جائے اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصود نہ بنا کہ ہم ہر وقت اسی کے حاصل کرنے میں لگے رہیں۔ بلکہ ہماری توجہ کو آخرت پر مرکوز کر دے اور تھوڑا اہمیت ہمیں دنیا کے کاموں میں بھی متوجہ رکھ کہ دنیا میں اہل وعیال کی دیکھ بھال کر سکیں ۱۲۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

لہ اس کو ابن ابی شیبہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس کی سند کوئی اچھی نہیں ہے۔ البتہ حضرت انس سے اسی مضمون کی ایک حدیث نسائی اور حاکم نے بھی روایت کی ہے اور وہ صحیح ہے ۱۲۔

ثُمَّ قَرَأَ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ حَتّٰى خَتَمَ عَشْرَ اٰيَاتٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۴۰ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوءَ وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّي لِيَقْضِيَ لِي فِي حَاجَتِي هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔

کو راضی کر۔ اور ہم سے راضی ہو جا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ مجھ پر دس آیتیں نازل کی گئی ہیں۔ جو آدمی انکو قائم کرے گا۔ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ پھر آپ نے پڑھا۔ یقینا ایماندار خلاصی پا گئے یہاں تک کہ دس آیتیں ختم کیں[1] اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

فصل سوم

۹۴۰ حضرت عثمٰن بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک نابینا آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ مجھ کو عافیت دے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور اگر تو چاہے تو تو صبر کرے۔ اور وہ تیرے لئے بہتر ہے۔ کہنے لگا۔ آپ اللہ سے دعا کریں۔ عثمان نے کہا۔ آپ نے اسکو حکم دیا۔ کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور ان کلمات سے دعا کرے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اور تیری طرف تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں۔ جو رحمت کے نبی ہیں۔ میں نے تیرے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کی۔ تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے۔ اے اللہ آپ کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرما۔[2] اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

---

[1] جبریل کی آواز کس طرح ہوتی تھی اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور منکر کہا ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے یہ آواز جبریل علیہ السلام کی ہوتی جو دوسروں کی سمجھ میں نہ آتی۔ اس دعا کو بہت پڑھنا چاہیئے اور سورہ مومنوں کی پہلی دس آیتوں پر عمل کرنا چاہیئے۔

[2] وسیلہ کی حقیقت کیا ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کر کے صحیح کہا ہے۔ حضرت نے پہلے نابینا کو صبر کی تلقین فرمائی کیونکہ اس کا اجر بہت بڑا ہے حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس بندے کی آنکھیں میں لے لوں اور وہ صبر کرے تو میں اس کے لیے جنت سے کم اجر پسند نہ کرونگا لیکن جب اس نے اصرار کیا تو آپ نے اس کو دعا کرنے کا طریقہ بتایا یا پہلے خود سے دعا کی کہ یا اللہ میرے حق میں رسول اللہ کی دعا قبول کر پھر آپ سے کہا اب آپ دعا کریں پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ ان کی دعا کو قبول کر۔ آنحضرت کا نام نبی الرحمۃ بھی ہے قرآن مجید میں آپ کو رحمۃ للعالمین کا لقب دیا گیا ہے۔ اصل وسیلہ صرف اتنا ہے کہ کسی نیک بندے سے زندگی میں دعا کرالی جائے۔ وفات کے بعد دعا کی درخواست کرنا بھی ثابت نہیں صحابہ نے کبھی آنحضرت کی قبر پر جا کر دعا کی درخواست نہ کی قحط سالی میں بارش کے لیے حضرت عمر نے حضرت عباس سے اور حضرت امیر معاویہ نے یزید بن اسود سے دعا کرائی۔ آنحضرت کی قبر پر جا کر نہ کہا کہ یا رسول اللہ بارش کے لیے دعا کر دو ۱۲۔

۹۴۱ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ
اِنِّي اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ
مِنْ نَفْسِيْ وَمَالِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَكَرَ
دَاوُدَ يُحَدِّثُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ اَعْبَدَ الْبَشَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۹۴۲ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ صَلٰوةً فَاَوْجَزَ فِيْهَا فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ
الْقَوْمِ لَقَدْ خَفَّفْتَ وَاَوْجَزْتَ الصَّلٰوةَ فَقَالَ اَمَا عَلَيَّ بِذٰلِكَ لَقَدْ دَعَوْتُ فِيْهَا بِدَعَوَاتٍ سَمِعْتُهُنَّ
مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ تَبِعَهٗ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هُوَ اُبَيٌّ غَيْرَ اَنَّهٗ كَنّٰى عَنْ

---

۹۴۱ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ داؤد علیہ السلام یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تیری محبت کا اور ان لوگوں کی محبت کا جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور ان عملوں کی محبت کا جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دیں۔ اے اللہ اپنی محبت کو مجھے میری جان۔ مال۔ اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ ابوالدرداء نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ فرماتے۔ تو کہتے داؤد علیہ السلام سب انسانوں سے زیادہ عبادت گزار تھے[۱] اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے

۹۴۲ عطاء بن سائب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم کو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ اور بڑی مختصر پڑھائی۔ تو قوم میں سے کسی نے انکو کہا۔ کہ آپ نے تو بہت ہی مختصر نماز پڑھائی ہے۔ تو حضرت عمار نے کہا یہ مجھے کچھ مضر نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے اسمیں وہ دعائیں مانگی ہیں۔ جن کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جب حضرت عمار اٹھ کر جانے لگے۔ تو قوم میں سے ایک آدمی انکے

---

[۱] **داؤد علیہ السلام سب سے زیادہ عابد تھے** اس حدیث کو ابوداؤد، ابونعیم، حاکم اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ داؤد علیہ السلام آدھی رات سوتے اور آدھی رات نماز پڑھتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کیا کرتے تھے۔ آپ نے یہ دستور بنا رکھا تھا کہ دن رات میں کوئی وقت بھی ایسا نہ گذرنے پائے جس میں داؤد علیہ السلام کے گھرانے میں خدا تعالے کی عبادت نہ ہو۔ بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی تھے اللہ تعالے نے ان پر دین اور دنیا کی نعمت کی انتہاء کر دی تھی اور داؤد علیہ السلام نے شکر کی انتہا کر دی اللہ تعالے نے قرآن مجید میں فرمایا ہے نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ کہ وہ بڑے اچھے بندے تھے وہ بار بار دربار الٰہی میں جھک جانے والے تھے ۱۲

نَفْسِهٖ يَسْأَلُ عَنِ الدُّعَاءِ ثُمَّ جَاءَ فَأَخْبَرَ بِهِ الْقَوْمَ اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ
أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيٰوةَ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِّيْ اَللّٰهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى
وَأَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ
الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَ
لَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔
۹۴۳ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ

پیچھے چلا گیا۔ عطاء کہتے ہیں۔ وہ میرے باپ سائب ہی تھے۔ لیکن انہوں نے اپنا نام مخفی رکھا۔ تو اس نے وہ دعائیں حضرت عمار سے پوچھیں اور پھر آکر قوم کو ان کی خبر دی۔ اے اللہ میں تیرے غیب علم اور خلقت پر قدرت کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہو۔ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے مار دے۔ اے میرے اللہ میں تجھ سے غیب اور حاضر میں تیرے ڈر کا سوال کرتا ہوں۔ اور خوشی اور غصے میں حق بات کہنے کا سوال کرتا ہوں۔ اور تنگدستی اور دولتمندی میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں۔ اور ایسی نعمتیں مانگتا ہوں۔ جو کبھی ختم نہ ہوں۔ اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک مانگتا ہوں۔ جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور میں تجھ سے تیری تقدیر پر رضامندی کا سوال کرتا ہوں۔ اور موت کے بعد ٹھنڈی عیش کا سوال کرتا ہوں۔ اور تیرے چہرے کی طرف دیکھنے و تیری ملاقات کے شوق کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ مجھے ایسی زندگی دے۔ جس میں نقصان نہ ہو۔ اور کوئی گمراہ کرنے والا فتنہ نہ ہو[1] اے اللہ ہم کو ایمان کی زینت سے مزین کر دے۔ اور ہم کو لوگوں کے رہنما اور ہدایت پر چلنے والا بنا دے۔ اسکو نسائی نے روایت کیا۔

۹۴۳ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے

---

[1] **گمراہ کرنے والا فتنہ کیا ہے۔** اس حدیث کو نسائی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے اور دونوں کے راوی ثقہ ہیں اور اسکو احمد۔ طبرانی اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ حضرت عمار نے نماز بہت ہلکی پڑھائی۔ رکوع سجود میں زیادہ تسبیحیں نہ پڑھیں تو کسی نے اعتراض کیا۔ حضرت عمار نے کہا یہ ٹھیک ہے کہ میں نے الفاظ تھوڑے پڑھے ہیں لیکن دعائیں ایسی مانگی ہیں جن سے دین و دنیا کے تمام مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ گمراہ کرنے والا فتنہ شوق کے غلبہ کو کہا ہے یعنی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شوق کے غلبہ میں آدمی عبادت کے سلوک سے باز رہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میری جو حالت بھی ہو وہ تیرے راستہ پر چلنے سے مجھے روک نہ دے اگر دولتمندی اور بسط ہو تو ساتھ ہی شکر کی دولت اور عبادت کی نعمت بھی میسر ہو اور اگر تنگدستی اور قبض کی حالت ہو تو نا امیدی اور مایوسی نہ ہو اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے ۱۲

عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَيِّبًا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ۔

۹۴۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ دُعَاءٌ حَفِظْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَدَعُهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي أُعْظِمُ شُكْرَكَ وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَأَتَّبِعُ نُصْحَكَ وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۹۴۵ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْأَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَى بِالْقَدَرِ۔

۹۴۶ وَعَنْ أُمِّ مَعْبَدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِي مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا

نفع دینے والے علم اور قبول ہونے والے عمل اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں[۱] اسکو احمد۔ ابن ماجہ اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا

۹۴۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک دعا ہے۔ جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیا ہے۔ میں اس کا پڑھنا کبھی نہیں چھوڑتا۔ اے اللہ مجھے توفیق دے۔ کہ میں تیرا شکر بہت زیادہ ادا کروں۔ اور تیرا ذکر بہت کثرت سے کروں۔ اور تیری نصیحتوں کی پیروی کروں۔ اور تیرے احکام کو یاد رکھوں[۲]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۹۴۵ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے صحت اور پاکبازی اور امانت اور اچھے خلق اور تقدیر پر رضامندی کا سوال کرتا ہوں[۳]

۹۴۶ ام معبد رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ میرے دل کو نفاق اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک کر دے۔ تو آنکھوں کی خیانت بھی جانتا ہے۔ اور دل کے

---

[۱] اس حدیث کو ابن السنی اور طبرانی نے بھی صغیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں ۱۲۔

[۲] اس حدیث کی سند میں فرج بن فضالہ ضعیف ہے۔ باقی حدیث کا مضمون صاف ہے ۱۲۔

[۳] **بعض اخلاق حسنہ کا مفہوم** اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور کثرت طرق سے اس کی تائید ہوتی ہے صحت سے ہر طرح کی بیماریوں سے بدنی صحت بھی مراد ہے اور حالات۔ اقوال اور اعمال کی صحت بھی۔ عفت کا معنی ہے حرام سے بچنا اور گناہ سے پرہیز کرنا اور امانت میں لوگوں کی اشیاء میں امانت بھی مراد ہے اور خدا تعالٰے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کی امانت بھی شامل ہے اور حسن خُلق سے مراد لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنا ہے اور خدا کی تقدیر پر راضی رہنا اللہ تعالٰے کی خوشنودی کا باعث ہے ۱۲۔

تُخْفِي الصُّدُوْرُ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

۹۴۷ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ خَفَتَ فَصَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كُنْتَ تَدْعُو اللّٰهَ بِشَيْءٍ أَوْ تَسْأَلُهٗ إِيَّاهُ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَقُوْلُ اللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِيْ بِهٖ فِي الْآخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِيْ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِيْقُهٗ وَلَا تَسْتَطِيْعُهٗ أَفَلَا قُلْتَ اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَ فَدَعَا اللّٰهَ بِهٖ فَشَفَاهُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۴۸ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُّذِلَّ

وسوسوں[۱] کو بھی ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا ہے۔

۹۴۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں سے ایک آدمی کی بیمار پرسی کو تشریف لے گئے۔ وہ پرندے کے بچے کی طرح بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا۔ کیا تو نے کوئی اللہ سے دعا کی تھی۔ یا اس سے کوئی سوال کیا تھا۔ اس نے کہا۔ ہاں میں دعا کیا کرتا تھا۔ اے اللہ جو تو مجھے آخرت میں سزا دینے والا ہے۔ وہ مجھے دنیا میں دیدے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ پاک ہے۔ تو نے عجیب دعا مانگی ہے۔ نہ تو اللہ کے عذاب کی طاقت رکھتا ہے۔ اور نہ ہی اسکو اٹھا سکتا ہے۔ تو نے یہ دعا کیوں نہ کی۔ اے اللہ ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما۔ اور آخرت میں بھی اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔ انس نے کہا۔ اس نے یہی دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسکو شفا دیدی[۲]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۴۸ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو اپنے آپ کو ذلیل نہیں کرنا چاہئیے لوگوں نے

---

[۱] اس حدیث کو حکیم ترمذی نے اپنی نوادر میں اور خطیب نے اپنی تاریخ میں بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ آنکھوں کی خیانت سے مراد بدنگاہی ہے اور دل کے وسوسوں سے شیطانی خیالات مراد ہیں ۱۲

[۲] **سب سے اعلیٰ و افضل دعا۔** اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سزا کو آدمی نہ دنیا میں برداشت کر سکتا ہے نہ آخرت میں۔ آدمی کو چاہئیے کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے معافی کی خواستگاری کرتا رہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اسے عافیت سے سرفراز فرمائیں اور آخرت میں اس کے گناہ معاف کر دیں۔ یہ سب سے اعلیٰ اور افضل دعا ہے اسے کبھی نہ چھوڑنا چاہئیے ۱۲

نَفْسَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهٗ قَالَ يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيْقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۹۴۹ وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

پوچھا کس طرح اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے۔ فرمایا کہ اپنے آپ کو ان مصیبتوں کے لئے پیش کردے۔ جن کی اسے طاقت نہ ہو[لہ] اسکو ابن ماجہ ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۹۴۹ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھلائی۔ فرمایا۔ اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے اچھا بنا دے۔ اور میرے ظاہر کو نیک کردے۔ اور اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ مجھ کو بیوی مال اور اولاد لوگوں سے بہت بہتر عطا فرما۔ جو نہ خود گمراہ ہوں۔ اور نہ اوروں کو گمراہ کریں[لہ]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

لہ ذلت نفس کیا ہے۔ ابن ماجہ اور ترمذی کی سند کے آدمی سب ثقہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کوئی ایسی ذمہ داری نہ اٹھائے جس کا وہ اہل نہ ہو مثلاً ایک آدمی حساب نہیں جانتا تو حساب کتاب کی ذمہ داری نہ اٹھائے اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ تو اپنے پہ کوئی بددعا نہ کرے یا ایسے اسباب فراہم نہ کرے جن سے اسے قوت نصیب ہو۔ ۱۲۔

لہ ایک نہایت جامع دعا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند اچھی نہیں ہے کیونکہ اس میں محمد بن حمید بہت کمزور راوی ہے۔ ظاہر نیک ہو اور باطن ظاہر سے بھی زیادہ اچھا ہو۔ سبحان اللہ کیا کہنے ہیں۔ اس دعا کے عمل محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوں ان میں ریا وسمعہ کا شائبہ تک نہ ہو اور مال ایسا ملے جو حلال سے کمایا گیا ہو اور نیک اور مباح کاموں میں خرچ ہو۔ بیوی اور بچے وہ ہوں جو آدمی کو گمراہ نہ کریں بلکہ اسے ہمیشہ دینداری پر آمادہ کرتے رہیں ۱۲۔

کِتَابُ الْمَنَاسِكِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۵۰ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْۢبِيَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ

کتاب الحج

۹۵۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ اور فرمایا اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے سو تم حج کرو۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا حج ہر سال فرض ہے۔ تو آپ خاموش رہے۔ اس نے یہی بات تین مرتبہ دہرائی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا۔ تو ہر سال واجب ہو جاتا۔ اور پھر تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جب تک میں تم کو حکم نہ دوں۔ تم بلاوجہ مجھ سے نہ پوچھا کرو۔ تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں سے زیادہ سوال کرنے۔ اور پھر ان کی نافرمانی کرنے ہی سے ہلاک ہوتے تھے۔ جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں۔ تو جتنی تم کو طاقت ہو۔ اس کی تعمیل کرو۔ اور جب میں تم کو کسی چیز سے روکوں تو اس سے

لہ حج کی شرطیں کیا ہیں؟ اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ یہ سوال کرنے والا آدمی اقرع بن حابس تھا۔ آپ سوال پر خاموش اس لیے رہے کہ آپ کو اس کا سوال ناگوار معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا حکم کی تعمیل اپنی طاقت کے مطابق کرتے جایا کرو اور سوالات نہ کیا کرو۔ اگر حکم مطلق ہو تو اسکو مقید نہ کرو اور مقید ہو تو اس قید کے مطابق ادا کرو۔ جاننا چاہیئے کہ اوامر کی تعمیل میں "طاقت" شرط ہے اگر طاقت ہو تو اس پر عمل کرے مثلاً غریب آدمی پر حج اور زکوٰۃ فرض نہیں ہیں بیمار کیلئے تیمم کی اجازت ہے وضو کرنا ضروری نہیں اگر کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھ لے لیکن نواہی میں طاقت شرط نہیں ہے اس سے بہرحال بچنا ہوگا۔ صحیح روایات کی بنا پر حج ۹ھ میں فرض ہوا۔ اسی سال آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو امیر الحج بنا کر روانہ کیا اور آئندہ سال خود تشریف لائے۔ حج کی فرضیت کے لیے آٹھ شرطیں ہیں آدمی ۱ مسلمان ہو۔ ۲ عاقل ہو۔ ۳ بالغ ہو۔ ۴ آزاد ہو۔ ۵ دولتمند ہو۔ ۶ عورت کے لیے ساتھی محرم یا خاوند ہو۔ ۷ سواری مہیا ہو۔ ۸ راستہ پر امن ہو۔ دولتمندی اتنی شرط ہے کہ سفر کا خرچ۔ آمد و رفت کا کرایہ اور غیر حاضری کی مدت میں بال بچے کے گذارے کے لیے خرچ ہو۔ احرام باندھنا حج کے لیے شرط ہے اور فرض صرف دو ہیں نویں ذی الحجہ کی دوپہر سے لیکر دسویں کی صبح صادق سے پہلے عرفات کے میدان میں کھڑا ہونا۔ ۲ طواف افاضہ کرنا ۱۲۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۵۱ وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

بلند آواز کیا کرو۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۵۱ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ کہ سب سے بہترین عمل کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانا۔ کہا گیا پھر اس کے بعد تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا مقبول[1] حج متفق علیہ

۹۵۲ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے۔ اور اس میں نہ کوئی جنسی گفتگو کرے اور نہ کوئی گناہ کرے۔ تو وہ اس دن کی طرح گناہوں سے پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے۔ جس دن کہ ماں نے اسکو جنا تھا[2]۔ متفق علیہ

۹۵۳ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور نیک حج کا سوائے جنت کے اور کوئی بدلہ نہیں ہے[3] متفق علیہ۔

---

[1] حج مبرور کیا ہے؟ اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے حج مبرور وہ ہے جس کے ارکان صحیح طور پر ادا ہوں اور اسکے دوران میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ ہو۔ ایمان لانا سب سے بڑی نیکی ہے اس کے بعد کونسا عمل بہتر ہے؟ یہ پوچھنے والے کے حالات کے مطابق مختلف جواب رکھتا ہے۔ امیر کے لیے صدقہ۔ طاقتور کے لیے جہاد۔ عالم کے لیے درس و تدریس بہترین عمل ہیں۔ حج مقبول ہی کا دوسرا نام حج مبرور ہے ۱۲

[2] احرام میں سب سے بڑا گناہ۔ اس کو احمد۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے روایت کر کے صحیح کہا ہے رفث یہ ہے کہ عورت مرد کے جنسی تعلقات کے متعلق کوئی گفتگو یا کوئی اقدام کیا جائے حج کے دوران میں اگر کوئی اپنی بیوی سے صحبت کر لے تو اسکا حج باطل ہو جاتا ہے آئندہ سال پھر حج بھی کرے اور ایک اونٹ کی قربانی بھی دے ۱۲

[3] عمرہ کیا ہے اور اس کا ثواب کیا ہے اسکو احمد۔ مالک۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے

۹۵۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمْرَۃً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۹۵۵ وَعَنْہُ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِیَ رَکْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا مَنْ اَنْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَرَفَعَتْ اِلَیْہِ امْرَاَۃٌ صَبِیًّا فَقَالَتْ اَلِھٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَکِ اَجْرٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۹۵۶ وَعَنْہُ قَالَ اِنَّ امْرَاَۃً مِّنْ خَثْعَمَ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فَرِیْضَۃَ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَثْبُتُ عَلَی الرَّاحِلَۃِ اَفَاَحُجُّ عَنْہُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِکَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ

---

۹۵۴ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان شریف میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے[۱] متفق علیہ۔

۹۵۵ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روحا میں ایک قافلہ ملا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا۔ ہم مسلمان ہیں پھر انہوں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ میں اللہ کا رسول ہوں تو ایک عورت نے اپنے بچے کو اوپر اٹھا کر کہا کیا اس بچے کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں اور اس کا اجر تجھ کو ملے گا۔[۲] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۵۶ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ بنو خثعم کی ایک عورت نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ کا بندوں پر جو فریضہ حج کے متعلق ہے اس نے میرے باپ کو ایسے وقت پایا ہے۔ کہ وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے[۳] متفق علیہ۔

۱؎ حج کے ثواب سے حج ساقط نہیں ہوتا۔ ترمذی کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ رمضان شریف میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر تو ملتا ہے۔ لیکن اس کی ادائیگی سے حج ساقط نہیں ہوتا اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے کہ سورہ قل ہو اللہ احد پڑھنے سے قرآن کے تیسرے حصہ کے پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ لیکن بہرحال وہ قرآن مجید کا تیسرا حصہ نہیں ہے ۱۲۔

۲؎ بچپن کا حج فرض حج کو ساقط نہیں کرتا اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے نابالغ بچے کے حج کے ارکان اگر پورے کرا دیے جائیں تو اس کے حج کا پورا اجر ملے گا اور وہ اجر والدین کو ملے گا لیکن یہ بچہ جب بالغ ہو جائے گا تو اگر یہ دولتمند ہوگا تو اس پر حج پھر فرض ہوگا بچپن میں کیا ہوا حج اس کے فرض حج کو اس سے ساقط نہیں کرے گا ۱۲۔

(باقی برصفحہ آئندہ)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۷ وَعَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَيْنَ اللّٰهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

---

۹۵۷ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا میری ہمشیرہ نے حج کی نذر مانی تھی۔ اور وہ فوت ہو گئی ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تیری ہمشیرہ پر قرض ہوتا۔ تو کیا تو اس کو ادا کرتا؟ کہنے لگا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تو اللہ کے قرض کو بھی ادا کر۔ اور اس کے ادا کرنے کا زیادہ حق ہے۔[۱] متفق علیہ۔

۹۵۸ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ علیحدگی اختیار نہ کرے اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ تو ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میرا نام فلاں فلاں جنگ میں لکھا گیا ہے۔ اور میری عورت حج کی نیت سے جا رہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ جاؤ تم جا کر اپنی عورت کے ساتھ حج[۱] کرو۔ متفق علیہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳؎ حج بدل کے شرائط۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر کوئی بیمار صحت سے مایوس ہو جیسا کہ سل اور دق کا مریض یا کوئی بوڑھا ہو جس کے جوان ہونے اور دوبارہ طاقت آنے کی قطعًا توقع ہی نہیں ہے تو اس کی طرف سے اس کا کوئی رشتہ دار حج کر سکتا ہے۔ لیکن حج کرنے والا کوئی ایسا آدمی ہونا چاہئے جو پہلے اپنا حج کر چکا ہو ۱۲۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

۱؎ میت کی طرف سے حج کرنا درست ہے اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کی طرف سے بھی حج کیا جا سکتا ہے۔ نفلی حج یا نذر کے حج ہیں تو اختلاف ہی نہیں ہے کہ اس کا ثواب اس مرنے والے کو ضرور ملے گا جس کی طرف سے حج کیا گیا ہے۔ باقی رہا فرضی حج تو اس کے متعلق یہ شرط ہے کہ اس کی اپنی نیت حج کرنے کی ہو اور موت نے اس کو مہلت نہ دی ہو۔ ورنہ کسی صورت میں اس سے حج ساقط نہ ہوگا ۱۲ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۹۵۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۶۰ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۶۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهُنَّ مِنْ اَهْلِهٖ

---

۹۵۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ میں جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تمہارا جہاد حج ہے[۱]
متفق علیہ۔

۹۶۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت ایک دن رات کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے[۲] متفق علیہ

۹۶۱ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کیلئے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لئے جحفہ اور نجد والوں کے لئے قرن المنازل اور یمن والوں کے لئے یلملم میقات مقرر فرمایا۔ یہ تو ان ملکوں کے لئے ہیں۔ اور جو آدمی ان میں سے کسی کے قریب سے گذرے تو اس کے لئے وہی میقات ہے۔ اس آدمی کے لئے جو حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور جو آدمی میقات

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **۲ حج میں عورت کے لئے محرم شرط ہے** اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہنا بالاتفاق حرام ہے۔ عورت کے ساتھ اگر اس کا خاوند یا محرم ہو تو پھر اس سے گفتگو کی جا سکتی ہے۔ محرم یا خاوند کے بغیر عورت حج کے لیے نہ جائے۔ احناف اسی کے قائل ہیں البتہ امام شافعی نے کہا ہے کہ اگر حاجیوں کے قافلہ میں معزز عورتیں بھی شامل ہوں تو پھر جا سکتی ہے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ حج عورتوں کا جہاد ہے۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عورتیں جہاد پر نہ جائیں اگر طاقت ہو تو حج زیادہ کریں کیونکہ اس میں بھی جسمانی مشقت کافی ہوتی ہے لہذا عورت کو اس میں جہاد کا ثواب ملتا ہے ۱۲

۲ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

وَكَذٰلِكَ وَكَذٰلِكَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۶۲ وَعَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيْقُ الْاٰخَرُ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۶۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِىْ ذِى الْقَعْدَةِ اِلَّا الَّتِىْ كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةً مِّنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِىْ ذِى الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِىْ ذِى الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْجِعِرَّانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِىْ ذِى الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهٖ

کے اندر رہتے ہوں ان کا احرام ان کے گھر سے شروع ہوگا۔ یہاں تک کہ مکہ والے مکہ ہی سے اہلال کریں گے۔ متفق علیہ

۹۶۲ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ والوں کے اہلال کی جگہ ذوالحلیفہ ہے اور دوسرے راستہ والوں کے لئے جحفہ ہے۔ اور عراق والوں کے لئے ذات عرق ہے۔ اور نجد والوں کے لئے قرن المنازل ہے۔ اور یمن والوں کے لئے یلملم۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۶۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی میں چار عمرے کئے ہیں۔ اور سب کے سب ذیقعد کے مہینہ میں کئے ہیں سوائے اس عمرہ کے جو آپ نے حج کے ساتھ کیا ہے۔ ایک عمرہ تو آپ نے حدیبیہ والا کیا۔ یہ بھی ذیقعد میں تھا۔ اور ایک عمرہ آئندہ سال یعنی عمرۃ القضاء وہ بھی ذیقعدہ میں ہوا۔ اور ایک عمرہ آپ نے جعرانہ سے کیا۔ جہاں آپ نے حنین کی غنیمتیں تقسیم

لے میقات احرام کی آخری حد ہے اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ میقات وہ جگہ ہے جہاں سے احرام باندھے بغیر حاجی یا عمرہ کرنے والا نہیں گذر سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ خداوندی دربار میں حاضر ہونے کے لیے فقیرانہ لباس پہنو۔ شان و شوکت چھوڑ دو تم سب فقیر ہو بادشاہی صرف اللہ تعالےٰ کی ذات کی ہے۔ ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے صرف چار پانچ میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے اور آج کل تو مدینہ منورہ کی آبادی بڑھ جانے سے ذوالحلیفہ مدینہ منورہ ہی کے ساتھ مل چکا ہے اور اس کو آجکل بئر علی کہتے ہیں اور یہ میقات سب سے دور کا میقات ہے۔ جحفہ مکہ مکرمہ سے پانچ منزل کے فاصلہ پر ایک آبادی تھی لیکن آجکل یہ جگہ ویران ہو چکی ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں غدیر خم ہے۔ قرن المنازل ایک گول۔ صاف اور سفید رنگ کا پہاڑ ہے۔ مکہ سے مشرقی جانب عرفات سے پرے دو منزل کے فاصلہ پر ہے۔ یلملم تہامہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے جو کہ مکہ مکرمہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ہے۔ ہند و پاک کا میقات بھی یہاڑ ہے۔ جو حاجی ان راستوں سے آئیں (باقی برصفحہ آئندہ)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۶۴ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۹۶۵ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَقَامَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالَ أَفِيْ كُلِّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَوْ قُلْتُهَا نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيْعُوْا وَالْحَجُّ مَرَّةٌ فَمَنْ زَادَ فَتَطَوُّعٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

کی تھیں سو بھی ذیقعدہ میں ہوا تھا۔ اور ایک عمرہ آپ نے اپنے حج کے ساتھ کیا تھا[۱] متفق علیہ۔

۹۶۴ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے دو دفعہ عمرہ کیا تھا[۲]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۹۶۵ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ تو اقرع بن حابس کھڑا ہوا۔ اور کہا اے اللہ کے رسول کیا حج ہر سال فرض ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا۔ تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ اور اگر فرض ہو جاتا۔ تو تم کبھی بھی اس پر عمل نہ کر سکتے۔ اور نہ ہی تم اس کی طاقت رکھ سکتے ہو۔ حج زندگی میں ایک ہی دفعہ فرض ہے۔ اور جو زیادہ کرے وہ نفل ہے[۳]۔ اسکو احمد۔ نسائی اور دارمی نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) وہ ان جگہوں سے احرام باندھیں اور اگر کوئی دوسرے راستہ سے آتے تو جو میقات اس کو قریب ہو اس سے اپنا احرام باندھے اور اگر کوئی ان حدود کے اندر کا رہنے والا ہو تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ اگر کوئی میقات سے پہلے احرام باندھ لے تو یہ بہت اچھا ہے۔ میقات احرام کی آخری حد ہے کہ اس سے آگے بغیر احرام کے نہ جائے ۱۲

ے۲ ذات عرق مکہ مکرمہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک گاؤں ہے اس کا نام بھی ذات عرق ہے ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ے۱ اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

ے۲ اس حدیث کو ابو یعلیٰ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت براء کو جعرانہ والے عمرہ کا علم نہیں ہو سکا ۱۲۔

ے۳ اس حدیث کو بیہقی۔ دار قطنی۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اس کا مطلب پہلے ابو ہریرہ کی حدیث کے تحت بیان ہو چکا ہے ۱۲۔

۹۶۶ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَکَ زَادًا وَرَاحِلَۃً تُبَلِّغُہٗ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْہِ اَنْ یَمُوْتَ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا وَذٰلِکَ اَنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَفِیْ اِسْنَادِہٖ مَقَالٌ وَھِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ مَجْھُوْلٌ وَالْحَارِثُ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ۔

۹۶۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَرُوْرَۃَ فِی الْاِسْلَامِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۹۶۸ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیُعَجِّلْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ۔

---

۹۶۶ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی رستے کے خرچ اور سواری کا مالک ہو۔ جو اس کو بیت اللہ شریف تک پہنچا سکے۔ اور پھر بھی وہ حج نہ کرے۔ تو اس کے لئے کوئی فرق نہیں ہے۔ خواہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر اور یہ اس لئے ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اللہ کا حق لوگوں پر بیت اللہ شریف کا حج کرنا ہے جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو[1] اسکو ترمذی نے روایت ہے

۹۶۷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صرورۃ اسلام میں نہیں ہے[2] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۹۶۸ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی حج کا ارادہ رکھتا ہو۔ وہ جلدی حج کرے[3]۔ اسکو ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

---

[1] حج کے شرائط کیا ہیں: اس حدیث کی سند بہت کمزور ہے لیکن اس کو بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب سے اور سعید بن منصور نے بھی صحیح طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ان سے اس حدیث کی تائید ہو جاتی ہے۔ استطاعت میں دو چیزوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ خرچ کا اور سواری کا اور یہ حدیث حقیقت میں قرآن مجید کی آیت کی تفسیر ہے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔ ۱۲

[2] اسلام میں گوشہ نشینی نہیں: اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اس کو احمد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ صرورۃ کا معنی ہے گوشہ نشینی اور دنیا سے الگ تھلگ رہنا اور شادی نہ کرنا یہ اسلام میں منع ہے ۱۲۔

[3] حج جلدی کرنا چاہیئے: اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں کی سند میں اسمٰعیل بن خلیفہ ضعیف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو موت کا پتہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۹۶۹ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَابِعُوا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَإِنَّھُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ کَمَا یَنْفِی الْکِیرُ خَبَثَ الْحَدِیدِ وَالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَلَیْسَ لِلْحَجَّۃِ الْمَبْرُورَۃِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّۃُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوَاہُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ عُمَرَ إِلٰی قَوْلِہٖ خَبَثَ الْحَدِیدِ۔

۹۷۰ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَا یُوجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَۃُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ

۹۷۱ وَعَنْہُ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الْحَاجُّ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ

---

۹۶۹ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حج اور عمرہ پے در پے کرو۔ کہ وہ فقر اور گناہ کو دور کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ بھٹی لوہے چاندی اور سونے کی میل کو دور کر دیتی ہے اور نیک حج کا بدلہ سوائے جنت کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اسکو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور احمد اور ابن ماجہ نے اسکو حضرت عمر سے لوہے کی میل تک روایت کیا ہے۔

۹۷۰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا۔ اے اللہ کے رسول حج کس چیز سے فرض ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ رستے کے خرچ اور سواری[سلہ] سے اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا

۹۷۱ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حاجی کی کیا صفت ہے۔ آپ نے فرمایا پراگندہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہے کہ کس وقت آجائے اور نہ حالات ہی کا علم ہے کہ کب تبدیل ہو جائیں۔ شاید کل کو پیسہ ہی باقی نہ رہے یا پھر صحت ہی جواب دے جائے۔ لہذا حج فرض ہونے کے بعد جلد از جلد حج کے فریضہ سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے ۱۲

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی۔ حمیدی اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حج تمتع یا قران کیا کرو اس میں بہت برکت ہوتی ہے۔

سلہ حج کے اقسام۔ حج تین قسم کا ہے۔ افراد۔ تمتع اور قران۔ افراد یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کی نیت کر کے احرام باندھے اور عمرہ نہ کرے بلکہ صرف طواف کرے یہ حاجی جبتک حج نہ ہو جائے گا احرام نہ کھولے گا۔ تمتع یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کی نیت کر کے احرام باندھے یہ خانہ کعبہ آکر عمرہ کر کے احرام کھول دیگا اور جب حج کے دن آئیں تو پھر حج کی نیت کر کے مکہ ہی سے احرام باندھ کر حج کرے اور قران یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کر کے احرام باندھے یہ مکہ آکر عمرہ کرے گا لیکن سر نہ منڈائے گا اور احرام نہ کھولے گا جب تک کہ وہ حج بھی نہ کرلے۔ حج کر کے پھر اکٹھا احرام کھولے گا ۱۲

(باقی بر صفحہ آئندہ)

فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا السَّبِيْلُ قَالَ زَادٌ وَّرَاحِلَةٌ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ فِيْ سُنَنِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرِ الْفَصْلَ الْاَخِيْرَ۔

۹۷۲ وَعَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۹۷۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ عَنْ

بال اور میلا کچیلا ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا۔ اور کہا اے اللہ کے رسول کونسا حج بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا جس میں لبیک کی آواز بلند ہو۔ اور قربانی زیادہ ہو۔ ایک اور نے کھڑے ہو کر پوچھا۔ سبیل (راستہ) کیا ہے۔ آپ نے فرمایا خرچ اور سواری۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا اور ابن ماجہ نے بھی اسکو اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ لیکن اس میں اخیر کی عبارت نہیں ہے۔

۹۷۲ ابورزین عقیلی سے روایت ہے کہ اس نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ اے اللہ کے رسول میرا باپ بہت ہی بوڑھا ہے وہ حج اور عمرے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی سفر کر سکتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ تو اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کر۔ اسکو ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۹۷۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا۔ لبیک عن شبرمہ (میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ؎ اس حدیث کو امام شافعی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) ؎ **بہترین حج اور حاجی کون سے ہیں۔** اس کو ترمذی نے بھی تفسیر میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اچھا حج وہ ہے جس میں لبیک اونچی آواز سے کہی جائے اور قربانی زیادہ کی جائے اور اچھا حاجی وہ ہے جو میلا کچیلا اور پریشان حال اور پریشان بال ہو ۱۲

؎ **حج فرض ہے اور عمرہ واجب۔** اس حدیث کو امام احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عمرے کے واجب ہونے پر اس حدیث سے زیادہ صحیح اور کوئی حدیث نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے عاجز اور کمزور والدین کی طرف سے اولاد حج کر سکتی ہے اور اس کی بحث ابن عباس کی حدیث کے تحت پہلے گذر چکی ہے ۱۲

شُبْرُمَةَ قَالَ مَنْ شُبْرُمَةُ قَالَ اَخٌ لِّيْ اَوْ قَرِيْبٌ لِّيْ قَالَ اَحَجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ قَالَ لَا قَالَ حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ -

۹۷۴ وَعَنْهُ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِيْقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ -

۹۷۵ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ

۹۷۶ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ اَوْ

شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوا ہوں۔) تو آپ نے فرمایا شبرمہ کون ہے۔ اس نے کہا میرا بھائی ہے یا میرا قریبی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کیا تو نے اپنا حج کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا۔ پہلے اپنا حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرنا۔[1] اسکو شافعی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا

۹۷۴ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق والوں کے لئے عقیق کو میقات مقرر فرمایا۔[2] اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۹۷۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق والوں کے لئے ذات عرق کو میقات مقرر فرمایا۔[3] اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۹۷۶ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جو آدمی مسجد اقصیٰ

---

[1] **حج بدل وہ کرے جو اپنا حج کر چکا ہو** اس حدیث کو دارقطنی، بیہقی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ جس آدمی نے اپنا حج نہ کیا ہو وہ دوسرے آدمی کی طرف سے حج نہیں کر سکتا خواہ وہ مستطیع ہو یا غیر مستطیع۔ اس آدمی نے شبرمہ کی نیت بھی کہلی تھی لیکن آنحضرت نے پھر اس نیت کو بدل دیا ۱۲

[2] **اہل مشرق سے مراد عراق والے ہیں** اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق والوں کے لیے میقات عقیق کو مقرر نہیں فرمایا تھا بلکہ یہ حضرت عمر نے مقرر کیا تھا۔ عقیق اور ذات عرق دونوں ایک دوسرے کے برابر ہیں اور مشرق والوں سے عراقی لوگ مراد ہیں جیسا کہ اگلی حدیث میں صراحت سے آرہا ہے ۱۲

[3] اس حدیث کو عبداللہ بن احمد بن حنبل اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے ۱۲

اَوْبِعُمْرَةٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى اِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ اَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۷۷ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّوْنَ وَلَا يَتَزَوَّدُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ فَاِذَا قَدِمُوْا مَكَّةَ سَاَلُوا النَّاسَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۷۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ قَالَ نَعَمْ عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

سے احرام باندھ کر حج یا عمرے کے لئے مسجد حرام تک آئے۔ تو اس کے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ یا اس کے لئے جنت واجب ہوجائے گی[۱]۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

فصل سوم

۹۷۷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ یمن والے جب حج کو آتے۔ تو راستہ کا خرچ لے کر نہ چلتے اور کہتے کہ ہم متوکل لوگ ہیں۔ پھر جب مکہ میں آجاتے۔ تو لوگوں سے مانگتے پھرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور خرچ لے لیا کرو۔ بہترین خرچ[۲] پرہیزگاری ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۹۷۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ میں نے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے آپ نے فرمایا۔ ان پر ایسا جہاد فرض ہے۔ جس میں لڑائی نہیں ہے حج اور عمرہ[۳] اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

---

[۱] نہایت کامل حج کون سا ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان۔ بیہقی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے بھی احرام باندھ لینا جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ وہ حج نہایت ہی مکمل ہے جس کا احرام گھر سے باندھ لیا جائے ۱۲

[۲] اسباب سے کام لینا منع نہیں اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال نہ کرنا بھی تقویٰ ہے اور اس کے ساتھ ہی آخرت کے سفر کے خرچ کے لیے ضرورت بھی تبلا دی کہ اگر اس دنیا کے چند روزہ سفر کے لیے خرچ کی ضرورت ہے تو غور کرو آخرت کے ہمیشہ کے سفر کے لیے کتنے خرچ کی ضرورت ہوگی اور وہ خرچ پرہیزگاری ہے ۱۲

[۳] اس حدیث کو ابن خزیمہ اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے اور حج اور عمرہ عورتوں کے لیے جہاد ہی کا حکم رکھتے ہیں ۱۲

۹۷۹ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَۃٌ ظَاھِرَۃٌ اَوْسُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْمَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَھُوْدِیًّا وَّاِنْ شَاءَ نَصْرَانِیًّا رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ۔

۹۸۰ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوْہُ اَجَابَھُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْہُ غَفَرَلَھُمْ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

۹۸۱ وَعَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَفْدُ اللّٰہِ ثَلٰثَۃٌ اَلْغَازِیْ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

---

۹۷۹ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کو حج سے کسی ظاہری ضرورت یا ظالم بادشاہ یا روک دینے والی بیماری نے نہ روکا ہو۔ اور پھر بھی وہ بغیر حج کئے مرجائے۔ تو پھر یہودی ہوکر مرے۔ یا عیسائی ہوکر۔[1] اسکو دارمی نے روایت کیا

۹۸۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر اس سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور اگر اس سے بخشش مانگیں۔ تو ان کو بخشش دیتا ہے[2]۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا

۹۸۱ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ تین آدمی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ غازی[1] اور حج کرنے والا۔ اور عمرہ کرنیوالا[3]۔ اسکو نسائی اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

---

[1] حج کا تارک فاسق ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابو یعلی۔ سعید بن منصور اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ لیکن سب کی سندیں کمزور ہیں۔ کیونکہ لیث بن سلیم راوی ضعیف ہے اور شریک کا حافظہ درست نہیں رہا تھا۔ البتہ حضرت عمر نے کہا تھا کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ کچھ لوگوں کو باہر کے علاقوں میں بھیجوں کہ وہ دیکھیں کہ جن لوگوں نے طاقت کے ہوتے ہوئے بھی حج نہیں کیا ہے ان پر کافروں کی طرح جزیہ مقرر کردیں۔ اس حدیث کو بیہقی اور سعید بن منصور نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند اچھی ہے ۱۲۔

[2] اس کی سند میں صالح بن عبداللہ کمزور ہے البتہ اس کے کچھ شواہدات موجود ہیں جن سے اسکو تقویت پہنچتی ہے ۱۲۔

[3] اس حدیث کو ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ بیہقی میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب یہ اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں تو وہ ان کے سوال پورے کرتا ہے۔ جہاد اور حج اور عمرہ کے سفر میں اگر کوئی آدمی دولتمند آدمی کی بھی مالی امداد کرے تو یہ درست ہے ۱۲۔

۹۸۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَصَافِحْہُ وَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَہٗ فَاِنَّہٗ مَغْفُوْرٌ لَّہٗ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۹۸۳ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا .... اَوْ غَازِیًا ثُمَّ مَاتَ فِیْ طَرِیْقِہٖ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اَجْرَ الْغَازِیْ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

---

۹۸۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو حاجی سے ملے۔ تو اسکو سلام کہہ۔ اور اس سے مصافحہ کر۔ اور اس سے درخواست کر کہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے پہلے تیرے لیے بخشش کی دعا کرے کیونکہ اسکو بخش دیا گیا ہے[1]۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۹۸۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ جو آدمی حج یا عمرہ یا جنگ فی سبیل اللہ کی نیت سے نکلے پھر وہ رستے میں مرجائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے غازی اور حاجی اور عمرہ کرنے کا ثواب لکھ دیتے ہیں[2]۔ اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

---

[1] اس حدیث کی سند میں محمد بن سلمانی ضعیف ہے اور حدیث کے معنی بالکل واضح ہیں ۱۲

[2] نیک کام کی نیت بھی باعث اجر ہے اس حدیث کو ابویعلی نے بھی محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے اور ان کے متعلق اختلاف مشہور ہے۔ لیکن اس حدیث کا مضمون چونکہ قرآن مجید میں بھی ہے لہذا صحیح ہے اور قرآن مجید کی وہ آیت یہ ہے ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی طرف ہجرت کرنے کی نیت سے گھر سے نکل پڑے پھر رستے ہی میں اس کی موت واقع ہوجائے تو اس کا اجر اللہ تعالےٰ کے ذمے لازم ہوچکا ۱۲

بَابُ الْاِحْرَامِ وَالتَّلْبِيَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۸۴ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ

احرام اور تلبیہ کا بیان

فصل اوّل

۹۸۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ احرام باندھنے سے پہلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگایا کرتی تھی۔ اور اسی طرح بیت اللہ شریف کا طواف کرنے سے پہلے بھی میں آپکو کستوری ملی ہوئی خوشبو لگایا کرتی تھی۔ گویا میں اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں احرام کی حالت میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں[1]۔ متفق علیہ

۹۸۵ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ سر کو گوندھ لگا کر بالوں کو باندھے

---

[1] **طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگانا** اس حدیث کو احمد ابو داؤد۔ نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ احرام کی حالت میں دوسری پابندیوں کے ساتھ خوشبو لگانے کی پابندی بھی ہے۔ یعنی محرم خوشبو نہیں لگا سکتا۔ لیکن اگر احرام سے پہلے خوشبو لگا رکھی ہو جس کی خوشبو احرام باندھنے کے بعد بھی آتی رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ خوشبو ہلکی اور بے معلوم ہو اور اگر خوشبو تیز ہو اور جسم پر خوشبو لگی ہوئی معلوم ہو تو اسے اچھی طرح غسل کر لینا چاہئے اور حج طواف افاضہ کے بعد پورا ہوتا ہے۔ لیکن جمرات کو کنکر مارنے کے بعد قربانی کر کے حجامت کرا لی جائے تو خوشبو کا لگانا جائز ہو جاتا ہے خواہ ابھی طواف افاضہ باقی ہو۔ طواف افاضہ سے پہلے اور کنکر مارنے حجامت کرا لینے کے بعد احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں ماسوائے عورت اور مرد کے تعلقات کے۔ اور طواف افاضہ کے بعد یہ پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی یوں سمجھو کہ طواف افاضہ کے بعد حج مکمل طور پر پورا ہو چکا۔ اب اگر کچھ باقی بھی ہے تو وہ صرف سنن اور مستحبات ہیں۔ واجبات اور فرائض ختم ہو گئے ۱۲

اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۶ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْخَلَ رِجْلَهٗ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ قَائِمَةً اَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۷ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۸۸ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ رَدِيْفَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَاِنَّهُمْ لَيَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

ہوتے تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ میں حاضر ہوں۔ اے میرے اللہ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں سب تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں۔ اور بادشاہی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ ان کلمات سے زیادہ آپ کچھ نہیں پڑھتے تھے[1] متفق علیہ

۹۸۶ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھ لیتے۔ اور آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہو جاتی۔ تو آپ ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے آواز بلند کرتے[2] متفق علیہ

۹۸۷ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو نکلے۔ تو ہم بلند آواز سے چیخ چیخ کر لبیک کہتے تھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

۹۸۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں ابو طلحہ کی سواری پر پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اور صحابہ کرام نے حج اور عمرہ دونوں کے ساتھ

---

[1] **لبیک ابراہیمی آواز کا جواب ہے** اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ لبیک اللہم لبیک الخ کو تلبیہ اور اہلال کہتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ یہ حقیقت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز کا جواب ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں کو حج کے لیے آواز دو جب ابراہیم نے ایک بے آب وگیاہ جنگل میں کھڑے ہو کر حج کے لیے آواز دی تو اللہ تعالے نے اس آواز کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچایا اور روحوں نے اپنے باپوں کی پیٹھوں میں لبیک کہنا شروع کیا کہ ہم حاضر ہیں سو حاجی لوگ جواب لبیک کہتے ہیں یہ اسی آواز کا جواب ہے ۱۲

[2] **ذوالحلیفہ کی مسجد سے لبیک کہو۔** ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھ کر آپ نے اہلال کیا پھر اونٹنی پر بیٹھ کر اہلال کیا پھر بیداء کے ٹیلہ پر اہلال کیا جس جس آدمی کو جس جس جگہ آپ کے اہلال کا علم ہوا اسی جگہ کا نام اس نے لے لیا۔ لبیک بلند آواز سے کہنا چاہئے اور بار بار کہنا چاہئے ۱۲

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۸۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۹۹۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ بَدَأَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اپنی آوازیں بلند کر رہے تھے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔[۱]

۹۸۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال نکلے۔ ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ اور بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا۔ اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔ پھر جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ وہ تو حلال ہو گئے۔ اور جن لوگوں نے حج کا یا حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا۔ وہ قربانی کے دن تک حلال نہ ہوئے یعنی احرام نہ کھولا۔[۲] متفق علیہ۔

۹۹۰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حج کے ساتھ عمرہ کو بھی ملایا تھا آپ نے پہلے تو عمرہ کے لئے لبیک کہا۔ اور پھر حج کا اہلال کیا۔[۳] متفق علیہ۔

---

[۱] تمتع اور قران آفاقی کے لیے ہیں اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ لوگ حج اور عمرہ دونوں کا نام میقات سے احرام باندھتے وقت لے رہے تھے یعنی حج تمتع یا قران کر رہے تھے۔ حج کی تینوں قسمیں پہلے بیان ہو چکی ہیں یعنی افراد۔ قران اور تمتع۔ مکہ کے رہنے والوں کو قران اور تمتع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ رعایت صرف باہر کے لوگوں کے لیے ہے۔ افراد میں قربانی واجب نہیں باقی میں واجب ہے اگر قربانی نہ کر سکے تو دس دن کے روزے رکھے تین روزے مکہ میں اور سات اپنے گھر واپس آکر ۱۲

[۲] آنحضرت نے کونسا حج کیا تھا۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ افراد۔ تمتع اور قران میں سے آنحضرت نے کونسا حج کیا ہے؟ اس میں روایات مختلف ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے افراد کیا تھا۔ اور جو لوگ تمتع کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ افضل تمتع ہی ہے اگر آنحضرت اپنے ہمراہ قربانی نہ لائے ہوتے تو آپ بھی احرام کھول دیتے اور جن لوگوں نے قران کہا ہے وہ اس لیے کہا ہے کہ آپ نے حج کے بعد ایک عمرہ بھی کر لیا تھا ۱۲

[۳] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور مطلب اوپر کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے ۱۲

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۹۹۱ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَجَرَّدَ لِاِهْلَالِهٖ وَاغْتَسَلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

۹۹۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَبَّدَ رَاْسَهٗ بِالْغُسْلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۹۹۳ وَعَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِیْ اَنْ یَّرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالْاِهْلَالِ وَالتَّلْبِیَةِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ۔

فصل دوم

۹۹۱ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ وہ احرام باندھنے کے وقت علیحدگی میں چلے گئے۔ اور غسل کیا[1]۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔

۹۹۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کے بال خطمی اور گوند کے ساتھ جمائے تھے[2]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۹۹۳ خلاد بن سائب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرائیل میرے پاس آئے۔ اور مجھ کو کہا کہ میں اپنے صحابہ کو حکم دوں۔ کہ وہ اہلال میں یا لبیک کہنے میں اپنی آوازیں بلند کریں[3]۔ اسکو مالک۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

---

[1] احرام سے پہلے غسل سنت ہے اس حدیث کو دارقطنی۔ بیہقی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ احرام باندھنے سے پہلے غسل کر لینا اچھی طرح صابن وغیرہ مل کر صاف ہو جانا سنت ہے اور احرام سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا بھی سنت ہے اکثر علماء کا یہی مذہب ہے ۱۲

[2] احرام میں بالوں کو گوند لگانا جائز ہے اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ احرام میں چونکہ کنگھی کرنا منع ہے بال پریشان ہو جاتے ہیں اس لیے آپ نے سر کو جب دھویا تو پانی میں تھوڑی سی گوند ملا لی جس سے بال چمٹ گئے اور پریشان ہونے اور اڑنے سے محفوظ ہو گئے۔ آپ نے سر پر پٹے رکھے ہوئے تھے ۱۲

[3] اس کو ترمذی نے صحیح کہا ہے اور اس کو احمد ابن خزیمہ۔ ابن حبان۔ حاکم۔ شافعی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ابن ماجہ میں اتنے لفظ زیادہ ہیں کہ لبیک کہنا حج کا نشان ہے ۱۲

۹۹۴ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّيْ اِلَّا لَبّٰى مَنْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ مَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۹۹۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِمُسْلِمٍ

۹۹۶ وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا

---

۹۹۴ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بھی لبیک کہتا ہے۔ تو اس کے دائیں اور بائیں جو بھی پتھر یا درخت یا اینٹ ہوتی ہے۔ وہ بھی لبیک کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ زمین ادھر سے بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اور ادھر سے بھی۔[1] اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۹۹۵ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر جب ذی الحلیفہ کی مسجد کے پاس اکھوے کر آپ کی اونٹنی کھڑی ہو جاتی۔ تو آپ ان کلمات کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے۔ میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں۔ اور تیری خدمت میں حاضر ہو کر نیک بختی حاصل کرتا ہوں۔ ساری بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ میں حاضر ہوں اور رغبت تیری ہی طرف ہے۔ اور عمل تیرے ہی لئے ہیں[2] متفق علیہ اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

۹۹۶ عمارہ بن خزیمہ بن ثابت اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب لبیک کہنے سے فارغ ہو جاتے۔ تو اللہ

---

[1] اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند میں اسمعیل بن عیاش ضعیف ہے ۱۲

[2] **مکمل ایمان کی صفات** پہلے تلبیہ کے الفاظ بیان ہو چکے ہیں اس حدیث میں دو لفظ زیادہ آئے ہیں۔ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ سعدیک کا معنی ہے میں تیری اطاعت کر کے سعادت حاصل کرتا ہوں اور حدیث کے آخر میں ہے وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ۔ یعنی میری تمام رغبتیں تیری ہی طرف ہیں اور تمام اعمال بھی صرف تیرے ہی لیے ہیں یعنی صرف تجھ ہی کو راضی کرنے کے لیے اور وہ بھی صرف تیری ہی توفیق سے۔ حدیث میں آیا ہے جس کی محبت اور ناراضگی اور سخاوت اور بخل صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو اس کا ایمان مکمل ہوتا ہے ۱۲

فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهٖ سَأَلَ اللّٰهَ رِضْوَانَهٗ وَالْجَنَّةَ وَاسْتَعْفَاهُ بِرَحْمَتِهٖ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۹۷ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَرَادَ الْحَجَّ اَذَّنَ فِي النَّاسِ فَاجْتَمَعُوْا فَلَمَّا اَتَى الْبَيْدَاءَ اَحْرَمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۹۹۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلَكُمْ قَدْ قَدْ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا وَهُمْ يَطُوْفُوْنَ بِالْبَيْتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تعالیٰ سے اس کی رضامندی اور جنت کا سوال کرتے۔ اور اس کی رحمت سے آگ سے معافی چاہتے۔[۱] اسکو شافعی نے روایت کیا۔

فصل سوم

۹۹۷ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کا ارادہ کیا۔ تو لوگوں میں اعلان فرمایا۔ تو لوگ اکٹھے ہو گئے۔ پھر جب آپ بیداء کے مقام پر آئے۔ تو آپ نے احرام باندھا۔[۲] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۹۹۸ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مشرک لوگ کہا کرتے تھے۔ ہم حاضر ہوئے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ افسوس ہے تم پر بس بس۔ مگر وہ شریک ہے تیرا جس کا تو مالک ہے۔ اور ان چیزوں کا بھی تو مالک ہے۔ جن کا وہ مالک ہے مشرک اس طرح کہا کرتے تھے۔ اور وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہوتے۔[۳] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

---

[۱] اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں صالح بن محمد مدنی ضعیف ہے لیکن اس حدیث کی تائید اور حدیثوں سے ہو جاتی ہے ۱۲

[۲] اس حدیث کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور بیداء ذوالحلیفہ کے بالکل قریب ہی ایک جگہ ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ بیداء اور ذوالحلیفہ دونوں ایک ہی جگہ کے نام ہیں ۱۲

[۳] مشرکین کا تلبیہ۔ یہ حدیث صرف مسلم میں ہے اور کسی کتاب میں نہیں ہے۔ مشرک لوگ جب تلبیہ کہتے اور لا شریک لک تک کہتے (کہ تیرا کوئی شریک نہیں) تو اس وقت آنحضرت فرماتے تم پر افسوس تم توحید کا اقرار بھی کرتے ہو اور پھر شرک بھی کرتے جاتے ہو۔ یہیں تک رک جاؤ آگے کچھ نہ کہنا لیکن مشرک پھر آگے بکواس کہنے لگ جاتے ۱۲

بَابُ قِصَّةِ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۹۹ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فِي الْعَاشِرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ اغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ

حجۃ الوداع کا بیان

فصل اول

۹۹۹ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں نو سال تک ٹھہرے رہے آپ نے کوئی حج نہیں کیا پھر دسویں سال آپ نے لوگوں میں منادی کروائی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کو جا رہے ہیں۔ تو مدینہ منورہ میں بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ تو ہم آپ کے ساتھ نکلے۔ جب ہم ذوالحلیفہ میں آئے۔ تو اسماء بنت عمیس کے ہاں محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ تو اسماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ میں اب کیسے کروں۔ آپ نے فرمایا۔

لہ **حجۃ الوداع میں بے مثال اجتماع** اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ ابن ابی شیبہ۔ عبد بن حمید بزار اور دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ اور ارد گرد کے لوگ نوّے ہزار کی تعداد میں آئے تھے اور پھر راستہ سے بھی لوگ آ آ کر ملتے گئے یہاں تک کہ عرفات کے میدان میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ اور صحابیات کا مجمع تھا۔ عہد نبوی کا یہ سب سے بڑا اجتماع تھا۔ اس حج میں آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ خطبات نبوی میں سے سب سے بڑا خطبہ ہے اور چونکہ خداوند تعالیٰ کی مشیت میں آپ کا یہ حج آخری حج تھا اور آئندہ آپ کو اتنے بڑے مجمع سے خطاب کرنے کا موقع نہ ملنے والا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ جامع ترین خطبہ دلوایا۔ جتنی ہدایات اس خطبہ میں دی گئی وہ آپ کے اور کسی خطبہ میں نہیں ملتیں اور جس طرح رسوم جاہلیت کو اس موقع پر پامال کیا گیا وہ بے مثال ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ جس گناہ اور رسم کو ختم کیا اس کی ابتداء اپنے خاندان اور اپنے گھر سے کی ۱۲

بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ قَالَ جَابِرٌ لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ ..... فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشٰى أَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلٰى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَقَرَأَ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ

غسل کر اور ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی پھر آپ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے۔ یہاں تک کہ جب اونٹنی آپ کو لے کر بیداء پر کھڑی ہو گئی۔ تو آپ نے توحید کی آواز بلند کی۔ میں حاضر ہوں۔ اے اللہ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں۔ سب تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں۔ بادشاہی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ جابر نے کہا۔ ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا۔ ہم عمرہ کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ شریف پہنچے تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور سات چکر دیئے۔ تین چکروں میں تو آپ دوڑ کر چلے۔ اور چار میں معمول کے مطابق پھر آپ مقام ابراہیم کی طرف بڑھے۔ اور یہ آیت پڑھی۔ اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور مقام ابراہیم کو اپنے اور خانہ کعبہ کے درمیان رکھا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے دونوں رکعتوں میں قل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون سورتیں پڑھیں۔ پھر آپ حجر اسود کی طرف آئے۔ اور اسکو بوسہ دیا۔ پھر دروازہ سے صفا پہاڑی کی طرف نکل گئے۔ پھر جب آپ صفا کے قریب پہنچے۔

---

۱ حیض اور نفاس والی کے لیے بھی احرام سے پہلے غسل کرنا سنت ہے پھر لنگوٹ باندھ لے اور حیض و نفاس والی کا احرام اور حج صحیح ہے ۱۲

۲ یہ احرام کا دوگانہ تھا اگر فرض نماز کے بعد احرام باندھا جائے تو فرض نماز دوگانہ احرام کے قائم مقام ہو جاتی ہے ۱۲

۳ جاہلیت میں حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو گناہ سمجھتے تھے اسلام نے حج کے دنوں میں عمرہ کو جائز قرار دیا لیکن اس کے باوجود عام دستور کے مطابق ان کا عمرہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا ۱۲

۴ اس کو شریعت کی اصطلاح میں رمل کہتے ہیں یعنی خانہ کعبہ کے پہلے تین چکروں میں کندھے ہلا ہلا کر اور دوڑ دوڑ کر چلے اس سے معلوم ہوا کہ طواف قدوم (یعنی خانہ کعبہ میں آنے کا طواف) میں بھی رمل ہے۔ اصولی طور پر یہ سمجھ لیں کہ جس طواف کے بعد صفا اور مروہ کی دوڑ ہو گی اس میں رمل بھی ہو گا اور اضطباع بھی۔ اس اضطباع کی بالتفصیل تشریح آگے چل کر بیان ہو گی ۱۲

(باقی بر صفحہ آئندہ)

بِهٖ فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَاَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهٗ وَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ
وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ
نَزَلَ وَمَشٰى اِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ سَعٰى حَتّٰى اِذَا صَعِدَتَا مَشٰى
حَتّٰى اَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى اِذَا كَانَ اٰخِرُ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ نَادٰى
وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ وَالنَّاسُ تَحْتَهٗ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْيَ
وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ

تو آپ نے یہ آیت پڑھی کہ بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے نشانات سے ہیں۔ میں وہیں سے شروع کرتا ہوں۔ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا۔ آپ پہاڑی پر چڑھے۔ جب بیت اللہ شریف نظر آنے لگا۔ تو آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی۔ اور اس کی تکبیر کہی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اور اپنے بندے کی مدد فرمائی۔ اور لشکروں کو اکیلے نے شکست دی۔ پھر آپ نے اس کے درمیان دعا کی۔ اور اسی طرح تین مرتبہ کہا۔ پھر آپ اتر آئے اور مروہ کی طرف چلنے لگے۔ یہاں تک کہ جب آپکے قدم وادی میں تیزی سے پڑنے لگے۔ تو پھر آپ دوڑے۔ اور پھر جب قدم اوپر چڑھنے لگے تو معمول کے مطابق چلنے لگے۔ یہاں تک کہ جب آپ مروہ پر پہنچے۔ تو مروہ پر بھی اسی طرح کیا جیسا کہ صفا پر کیا تھا۔ یہاں تک کہ جب مروہ پر آپکا آخری چکر تھا۔ تو آپ نے مروہ پر سے آواز دی۔ اور لوگ آپکے نیچے تھے۔ اور آپ نے فرمایا۔ جو اب مجھے معلوم ہو رہا ہے۔ اگر پہلے میرے ذہن میں آجاتا۔ تو میں اپنے ساتھ قربانی لے کر نہ آتا۔ اور میں اسکو عمرہ بنا دیتا۔ اب جس آدمی کے پاس قربانی نہ ہو۔ وہ احرام کھول ڈالے۔ اور اس کو عمرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ـــہ یعنی طواف کی دو واجب رکعتوں میں یہ سورتیں پڑھیں ۱۲۔

ـــہ اس سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ سے باہر جانے سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے ۱۲

ـــہ آپ کے زمانہ میں صفا اور مروہ دو پہاڑیاں تھیں اب وہاں پہاڑیوں پر مکان بن گئے ہیں اور نیچے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں حاجی ان سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر دعائیں کرتے ہیں ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ یعنی اسلام کا بول بالا کر دیا ۱۲۔

۲ یہ جنگ احزاب کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ سب لشکروں کو اس اکیلے نے شکست دیدی ۱۲۔

۳ اس سے معلوم ہوا کہ حج کی نیت میں تبدیلی ہو سکتی ہے ۱۲۔

بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَهٗ وَاحِدَةً فِي الْاُخْرٰى وَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِاَبَدِ اَبَدٍ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاذَا قُلْتَ حِيْنَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُهِلُّ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُكَ قَالَ فَاِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلَّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِيْ قَدِمَ بِهٖ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ وَالَّذِيْ اَتٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوْا اِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا اِلٰى مِنًى فَاَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

بیٹھ گئے۔ تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے اللہ کے رسول یہ عمرہ اسی سال کے لئے ہے۔ یا ہمیشہ کے لئے ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں۔ اور فرمایا عمرہ حج میں اسی طرح داخل ہو گیا ہے۔ آپ نے اسی طرح دو دفعہ فرمایا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے [2] اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کی اونٹنیاں لے کر آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے پوچھا جب تو نے حج کا احرام باندھا تھا۔ تو کس طرح کہا تھا۔ تو علی نے کہا۔ میں نے کہا تھا۔ اے میرے اللہ میں اس چیز کیساتھ لبیک کہتا ہوں۔ جس کے ساتھ تیرے نبی نے لبیک کہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا میرے ساتھ تو قربانی ہے [3]۔ اور تم بھی احرام سے نہ نکلو [4]۔ جابر نے کہا۔ ان قربانیوں کی جماعت جو حضرت علی یمن سے لے کر آئے تھے۔ اور وہ قربانیاں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لاتے تھے۔ یہ سب مل کر سو قربانیاں تھیں۔ جابر نے کہا۔ تو سب لوگوں نے اپنے احرام کھول ڈالے۔ اور بال کٹا ڈالے [5]۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ آدمی جن کے پاس قربانیاں تھیں۔ وہ احرام میں رہے۔ پھر جب یوم الترویہ [6] آیا۔ تو انھوں نے منیٰ کی طرف رخ کیا۔ اور حج کا احرام باندھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ آپ نے منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ پھر تھوڑی دیر تک ٹھہرے

---

[1] اتنا کام جو ہو چکا تھا اس سے عمرہ پورا ہو جاتا ہے ۱۲۔

[2] سراقہ نے اسی جاہلیت کی قدیم عادت کے مطابق سوال کیا کہ کیا صرف اسی سال میں حج اور عمرہ کو اکٹھا کر لیا گیا ہے یا اب ہمیشہ کے لیے حج کے ساتھ عمرہ کی اجازت ہو گئی ہے تو آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لیے اجازت ہو گئی ہے ۱۲۔

[3] اس سے معلوم ہوا کہ حج کی اس طرح نیت کرنا صحیح ہے کہ میں اسی قسم کے حج کی نیت کرتا ہوں جس طرح کی نیت فلاں نے کی ہے ۱۲۔

[4] اگر حاجی اپنے ساتھ قربانی لایا ہو تو پھر جب تک قربانی ذبح نہ ہو جائے احرام نہیں کھولا جا سکتا اسی لیے آنحضرت نے خود بھی احرام نہ کھولا اور حضرت علی کو بھی منع کر دیا کہ وہ بھی احرام نہ اتاریں ۱۲۔

[5] حج اور عمرہ میں سر کا منڈانا یا بال کٹانا بھی ایک رکن ہے لیکن سر کا منڈانا بہت افضل ہے ۱۲۔

[6] ساتویں ذی الحجہ کا نام یوم الزینۃ ہے۔ آٹھویں کا نام یوم الترویہ ہے نویں کا یوم عرفہ اور دسویں کا یوم النحر ہے اس کے بعد تین دن ایام

وَالْفَجْرِ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهٗ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ اِلَّا اَنَّهٗ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهٗ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهٗ فَاَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهٗ هُذَيْلٌ

رہے۔ یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا۔ آپ نے بالوں کے ایک خیمہ کے متعلق حکم دیا کہ اسکو نمرہ میں لگایا جائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے۔ اور قریش کو وہم وگمان بھی نہیں تھا۔ کہ آپ مشعر الحرام کے آگے جائیں گے[1]۔ جیسا کہ قریش جاہلیت کے زمانہ میں کیا کرتے تھے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزر گئے یہاں تک کہ جب آپ عرفہ میں پہنچے۔ تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے لئے نمرہ میں ایک خیمہ لگایا گیا ہے۔ آپ اس میں اترے۔ پھر جب سورج ڈھل گیا[2]۔ تو آپ نے حکم دیا۔ اور قصواء پر کجاوہ رکھ دیا گیا۔ آپ وادی کے نشیب میں آئے اور لوگوں کو خطبہ دیا[3]۔ اور فرمایا۔ تمہارے مال اور خون تم پر اس طرح حرام ہیں۔ جیسے کہ کوئی اس دن میں اور اس مہینے میں اور اس شہر میں کوئی خدا تعالیٰ کی حرمت کو توڑ دے[4]۔ سن لو جاہلیت کے زمانہ کا ہر کام میرے قدموں کے نیچے روندا گیا ہے۔ اور جاہلیت کے زمانہ کے خون کے تمام مقدمے اب موقوف[5] ہیں۔ اور پہلا خون جس کو میں اپنے خونوں میں سے موقوف کرتا ہوں۔ وہ ایاس بن ربیعہ بن حارث کا خون ہے اور ایاس بنو سعد میں دودھ پیتا تھا۔ اسکو ہذیل کے قبیلہ والوں نے قتل کر دیا تھا۔ اور جاہلیت کے زمانہ کے تمام سود اب موقوف[6] ہیں اور

---

[1] مشعر الحرام مزدلفہ کا نام ہے یہ حرم کی حد کے اندر ہے اور عرفات کا میدان حد سے باہر ہے۔ قریش مکہ عرفات میں نہ جاتے تھے صرف مزدلفہ تک جاتے اور کہتے کہ ہم حرم کے رہنے والے ہیں حرم سے باہر نہ جائیں گے اسی لیے قریش نے خیال کیا تھا کہ آپ بھی عرفات نہ جائیں گے ۱۲۔

[2] اس سے معلوم ہوا کہ دوپہر سے پہلے عرفات کی حد میں داخل ہونا سنت کے خلاف ہے ۱۲۔

[3] یہ خطبہ بڑا مفصل ہے اور آپ کی زندگی کا سب سے بڑا خطبہ ہے اور خطبہ کی تفصیل آگے آ رہی ہے ۱۲۔

[4] یعنی مسلمان آدمی کا خون کرنا یا اس کا مال چھین لینا یا اس کی بے عزتی کرنا اتنا سخت جرم ہے جیسا کوئی عرفہ کے دن کہ حرمت والے مہینے کا دن ہے۔ عرفات کے میدان میں جس کا کچھ حصہ جبل رحمت سے مغرب کی طرف حرم میں ہے اور مسجد نمرہ جو عرفات کے میدان میں ہے اس کا کمرہ حرم کی حد کے اندر ہے اور صحن حد سے باہر ہے۔ مکہ مکرمہ کے شہر میں کوئی آدمی خدا تعالیٰ کی حد کو توڑ دے ۱۲۔

[5] یعنی جاہلیت کے خون کے مقدمے اب ختم ہوئے اب نہ ان کا قصاص ہے نہ دیت اور نہ کفارہ ۱۲۔

[6] اب پچھلے سود اور بیاج ختم ہو گئے۔ اب سود کا لینا۔ دینا۔ لکھنا اس پر گواہ ہونا سب حرام ہے اصل رقم آپس میں لے دے سکتے ہو ۱۲۔

وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ

اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَالَمْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابُ اللّٰهِ وَ

اَنْتُمْ تُسْاَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ

يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَآءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ اَقَامَ

فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى اَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ

سب سے پہلا سود جو میں اپنے سودوں میں موقوف کرتا ہوں۔ وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ وہ سب کا سب اب موقوف ہے۔ پھر تم اللہ تعالیٰ سے عورتوں کے حقوق کے متعلق ڈرتے رہو۔ تم نے انکو اللہ کے عہد کے ساتھ حاصل کیا ہے۔ اور اللہ کے کلمے کیساتھ ان کی شرمگاہوں کو حلال[1] کیا ہے۔ اور عورتوں پر تمہارا ایک حق یہ بھی ہے۔ کہ وہ تمہارے بستروں پر ایسے آدمیوں کو نہ بیٹھنے دیں۔ جن کو تم ناپسند کرتے ہو[2]۔ اور اگر وہ ایسا کریں۔ تو ان کو مارو۔ لیکن سخت مار نہ مارو۔ اور ان کا حق تمہارے ذمے یہ ہے۔ کہ تم ان کو روٹی بھی دو۔ اور کپڑا بھی۔ اور اچھی طریقہ سے دو[3]۔ اور میں نے تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے۔ کہ جب تک تم اسکو تھامے رہوگے کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور قیامت کے دن تم اس کے متعلق پوچھے جاؤ گے[4]۔ سو تم کیا کہنے والے ہو۔ لوگوں نے کہا۔ ہم شہادت دیں گے۔ کہ آپ نے اللہ کے پیغام پہنچا دیے۔ اور امانت خداوندی ادا کردی۔ اور امت کی پوری خیر خواہی کی۔ تو آپ نے اپنی سبابہ انگلی سے اشارہ کیا۔ اسکو آسمان کی طرف اٹھایا[5]۔ اور پھر لوگوں کی طرف جھکایا۔ اور کہا۔ اے میرے اللہ گواہ رہو۔ تین مرتبہ اسکو دہرایا۔ پھر حضرت بلال نے اذان کہی۔ پھر تکبیر اقامت کہی۔ اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر اقامت ہوئی۔ اور عصر کی نماز پڑھی۔ اور ان کے درمیان کوئی چیز نہیں پڑھی[6]۔ پھر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے۔

---

[1] یعنی اللہ کے نام کی برکت سے ان کی شرمگاہیں حلال ہوئیں ورنہ اگر اللہ کے نام کی ضمانت نہ ہوتی تو یہ زنا ہوتا ۱۲۔

[2] یعنی عورت کا حق نہیں ہے کہ مرد کی اجازت کے بغیر کسی آدمی کو گھر کے اندر آنے کی اجازت دے یہ حکم اجنبی لوگوں کے لیے ہے قریبی رشتہ دار اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ۱۲۔

[3] عورت کا روٹی کپڑا اور دوسرے ضروری اخراجات مرد کے ذمہ فرض ہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ۱۲۔

[4] یعنی کیا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تم کو میرے احکام پہنچائے تھے یا نہیں تو تم کیا جواب دوگے ۱۲۔

[5] اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات آسمانوں کے اوپر ہے اور اس کی کیفیت کسی کو معلوم نہیں اور اس کا انکار کفر ہے۔ خدا تعالیٰ علم اور قدرت ہر جگہ ہے اور سب کو محیط ہے ۱۲۔

[6] بالاتفاق سنت ہے کہ عرفات کے میدان میں ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر کے ابتدائی وقت میں اکٹھی کرکے پڑھی جائیں اور دوگانہ پڑھا جائے اور کوئی

ناقته القصواء إلى الصخرات وجعل حبل المشاة بين يديه واستقبل القبلة فلم يزل واقفا حتى غربت الشمس وذهبت الصفرة قليلا حتى غاب القرص وأردف أسامة ودفع حتى أتى المزدلفة فصلى بها المغرب والعشاء بأذان واحد وإقامتين ولم يسبح بينهما شيئا ثم اضطجع حتى طلع الفجر فصلى الفجر حين تبين له الصبح بأذان وإقامة ثم ركب القصواء حتى أتى المشعر الحرام فاستقبل القبلة فدعاه وكبره وهلله ووحده فلم يزل واقفا حتى أسفر جدا فدفع قبل أن تطلع الشمس وأردف الفضل بن عباس حتى أتى بطن محسر فحرك قليلا ثم سلك الطريق الوسطى التي تخرج على الجمرة الكبرى حتى أتى الجمرة التي عند الشجرة فرماها بسبع حصيات

اور کھڑا ہونے کی جگہ پر آئے۔ آپ نے اپنی اونٹنی قصواء کا پیٹ پتھروں کی طرف کیا۔ اور جبل مشاۃ کو اپنے سامنے رکھا۔ اور قبلہ کی طرف رخ کیا۔ پھر آپ سورج غروب ہونے تک وہیں کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ تھوڑی سی زردی بھی چلی گئی۔ اور سورج غروب ہو گیا۔ تو آپ نے اسامہ بن زید کو اپنی سواری پر بٹھالیا۔ اور واپس ہوئے۔ جب مزدلفہ میں پہنچے تو وہاں مغرب اور عشا کی نمازیں ایک ہی اذان اور دو اقامتوں سے پڑھیں۔ اور ان کے درمیان کوئی نفل وغیرہ نہیں پڑھے۔ پھر آپ لیٹ گئے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی پھر جب صبح واضح ہو گئی۔ تو صبح کی نماز اذان اور اقامت سے پڑھی پھر آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ مشعر الحرام پر آئے۔ اور قبلہ کی طرف رخ کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔ اور تکبیریں کہیں۔ اور لا الٰہ الا اللہ کہا۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی۔ پھر وہیں کھڑے رہے۔ جب اچھی خاصی سفیدی ہو گئی۔ تو آپ سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہوئے اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا جب آپ بطن محسر میں آئے۔ تو کچھ اونٹنی کو حرکت دی۔ اور تیز چلایا۔ اور درمیانی راستے پر ہو لئے۔ جو راستہ کہ جمرہ عقبہ پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ جب آپ جمرہ کے پاس پہنچے۔ تو درخت کے پاس کھڑے

له جبل مشاۃ ایک جگہ کا نام ہے ۱۲

ٖ٢ه مغرب اور عشا کی نمازیں مزدلفہ میں عشا کے وقت اکٹھی کر کے پڑھی جائیں عشا کا دوگانہ پڑھا جائے اور سنت نفل کچھ نہ پڑھا جائے ۱۲

٣ه وادی محسر وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے ہاتھیوں کے لشکر تباہ کیا تھا یہ جگہ خدا کے غضب کی ہے لہٰذا سنت یہ ہے کہ یہاں سے جلدی سے گذر جائے اور یہ زیادہ نہیں ہے وادی کا نشیب جہاں سے جلدی چل کر نکلنا ہے صرف اتنی ہے کہ تیر پھینکا جائے تو پار ہو جائے۔ نشیب میں اترنے سے پہلے وادی محسر سے اگے اس کنکریاں لے لینا چاہئے جو کہ جمروں کو ماری جائیں گی ۱۲

٤ه منیٰ سے عرفات کو دو راستے جاتے ہیں ایک مزدلفہ سے اور دوسرا مازمین سے۔ عرفات جاتے وقت مازمین کے راستہ سے جانا چاہئے اور آنا مزدلفہ سے۔ اسی طرح مزدلفہ سے منیٰ کو دو راستے آتے ہیں ایک جمرہ عقبہ پر آ نکلتا ہے اسی راستہ سے آنا سنت ہے حضور کی عادت مبارک تھی کہ عید پڑھنے کو جاتے تو ایک راستہ سے اور واپس دوسرے راستہ سے تشریف لاتے تو ادھر کی جانب سے نکلنے پیچھے کی طرف سے ایسی طرح یہ بھی ہے

٥ه یعنی جمرہ عقبیٰ کے پاس جمرے تین ہیں۔ جمرہ دنیا۔ جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبیٰ۔ جمرہ دنیا مسجد خیف کے قریب ہے اور جمرہ عقبیٰ مکہ کی طرف قریب ہے۔ اور وسطیٰ درمیان میں ہے ۱۲

يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلٰثًا وَّسِتِّيْنَ بَدَنَةً بِيَدِهٖ ثُمَّ أَعْطٰى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهٗ فِيْ هَدْيِهٖ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَأَتٰى عَلٰى بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُوْنَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوْا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوْهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۰۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ

ہو کر جمرہ کو سات کنکریاں ماریں۔ آپ نے ان میں سے ہر کنکری کے ساتھ تکبیر پڑھی۔ اور کنکریاں خذف[1] کی کنکریوں جتنی تھی۔ آپ نے وادی کے نشیب میں کھڑے ہو کر کنکریاں پھینکیں۔ پھر آپ قربان گاہ کی طرف واپس ہوئے۔ آپ نے تریسٹھ اونٹنیاں تو اپنے ہاتھ سے ذبح کیں۔ پھر حضرت علی کو حکم دیا۔ کہ باقی وہ ذبح کریں[2] سو باقی کی قربانیاں انہوں نے ذبح کیں۔ اور آنحضرت نے حضرت علی کو بھی اپنی قربانی میں شریک کیا۔ پھر حکم دیا۔ کہ ہر ایک اونٹنی سے ایک ایک ٹکڑا گوشت لیا جائے۔ انکو ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا۔ تو دونوں نے گوشت بھی کھایا[3]۔ اور شوربا بھی پیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر بیت اللہ شریف کو واپس[4] ہوئے۔ ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی۔ پھر بنو عبد المطلب کے پاس آئے۔ وہ لوگوں کو زمزم کا پانی پلا رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا عبد المطلب کے بیٹو پانی نکالو[5]۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا۔ کہ لوگ خود بھی نکالنے لگیں گے۔ تو میں بھی تمہارے ساتھ مل کر پانی نکالتا۔ پھر انہوں نے آپکو پانی کا ڈول پکڑایا۔ تو آپ نے اس سے پانی پیا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۰۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ ہم حجۃ الوداع[6] میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو ہم میں سے تو بعض نے عمرہ کا احرام باندھا

---

[1] خذف کہتے ہیں انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی سے چھوٹی سی کنکری ناخن پر پھینکنے کو یعنی قریباً چنے کے برابر اگر کچھ چھوٹی بڑی بھی ہو تو رکن ادا ہو جائیگا
[2] سنت یہ ہے کہ قربانی خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ اگر خود نہ کر سکے تو نیابت بھی جائز ہے بشرطیکہ نائب مسلمان ہو ۱۲
[3] قربانی کا گوشت خود بھی کھانا سنت ہے۔ آپ نے سو اونٹ ذبح کیے ہر اونٹ سے بوٹی بوٹی بھی لی جاتی تب بھی بہت گوشت ہو جاتا جو اکیلے آدمی سے نہیں کھایا جاتا ہے اس لیے اس کو دیگ میں پکا کر اس کا شوربہ پی لیا اب ہر قربانی سے کچھ نہ کچھ کھایا گیا ۱۲
[4] یعنی طواف افاضہ کرنے کے لیے۔ یہ بالاتفاق حج کا فرض ہے اس کے رہ جانے سے حج باطل ہو جاتا ہے۔ اس کا وقت دسویں کی صبح سے لے کر بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے سنت یہ ہے کہ پہلے کنکر مارے پھر قربانی کرے پھر حجامت کرائے پھر بیت اللہ کا طواف کرے اسکو طواف زیارت۔ طواف رکن طواف صدر۔ طواف فرض بھی کہتے ہیں اس طواف میں رمل اور اضطباع نہیں ہے ۱۲
[5] لوگوں کو زمزم کا پانی پلانا بڑے ثواب کا کام ہے اور یہ منصب حضرت عباس کے پاس تھا آپ نے فرمایا میرا دل تو چاہتا ہے کہ خود پانی بھر نکال کر پیوں لیکن خطرہ ہے کہ اگر میں نے ایسا کیا تو اور لوگ بھی خود پانی نکالنے لگیں گے اور بالآخر یہ منصب تم سے چھن جائے گا لہذا تم ہی مجھے پانی پلاؤ ۱۲

أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدٰى فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا وَفِي رِوَايَةٍ فَلَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهٖ وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهٗ قَالَتْ فَحِضْتُ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِالْحَجِّ وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ حَتّٰى قَضَيْتُ حَجِّي بَعَثَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِي مِنَ التَّنْعِيمِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِينَ كَانُوا أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ

تھا۔ اور بعض نے حج کا پھر جب ہم مکہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے۔ اور ان کے ساتھ قربانی بھی نہ ہو تو اب وہ لوگ احرام کھول دیں۔ اور جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے۔ اور قربانی بھی اپنے ساتھ لائے ہیں وہ عمرہ کے ساتھ اب حج کے احرام کی نیت بھی کر لیں۔ اور اس وقت تک احرام نہ کھولیں۔ جب تک کہ ان دونوں سے فارغ نہ ہو جائیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ وہ اس وقت تک احرام نہ کھولیں۔ جب تک کہ اپنی قربانی ذبح کر کے حلال نہ ہو جائیں۔ اور جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا۔ وہ اپنا حج پورا کریں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ مجھے ماہواری کے ایام شروع ہو گئے۔ نہ تو میں بیت اللہ شریف کا طواف کر سکی۔ اور نہ صفا مروہ کی دوڑ میں عرفہ کے دن تک حائضہ رہی۔ اور میں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ میں اپنے سر کے بال کھول دوں۔ اور کنگھی کروں۔ اور حج کا احرام باندھ لوں[۲]۔ اور عمرہ کو چھوڑ دوں۔ سو میں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنا حج پورا کر لیا۔ پھر آپ نے میرے ساتھ عبدالرحمن بن ابوبکر کو بھیجا۔ اور مجھے حکم دیا۔ کہ میں اپنے عمرہ کی جگہ اب تنعیم[۳] سے عمرہ کروں۔ کہتی ہیں۔ جن لوگوں

لہ اس سے معلوم ہوا کہ حج کی تینوں قسمیں جائز ہیں یہ اختلاف ہے کہ افضل کونسا حج ہے۔ امام ابوحنیفہ قرآن کو افضل سمجھتے ہیں پھر تمتع اور پھر افراد کو امام شافعی افراد کو افضل سمجھتے ہیں اس کے بعد تمتع اور اس کے بعد قرآن اور امام احمد افراد کو بہتر جانتے ہیں اس کے بعد قرآن اور اس کے بعد تمتع کو لیکن آسانی تمتع میں رہتی ہے اور خاص قرآن اس آدمی کے لئے افضل سمجھتے ہیں جو لمبی مدت تک احرام کی پابندیوں کو نباہ سکے ورنہ وہ بھی تمتع ہی کو بہتر جانتے ہیں ۱۲۔

۲ہ یعنی جب عمرہ کے لیے وقت نہ رہا اور حج کے دن آگئے تو مجبوراً عمرہ کو قضا کرنا پڑا ۱۲۔

۳ہ تنعیم سے احرام باندھنا ثابت نہیں عام لوگوں نے عادت بنا رکھی ہے کہ تنعیم جا کر عمرے کرتے جاتے ہیں اور سینکڑوں عمرے کر ڈالتے ہیں لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہ عمرہ قضا تھی اس عمرے کی جس کا احرام ذوالحلیفہ سے باندھا گیا تھا اور صرف تنعیم سے نئے سرے سے بغیر قضا کے جا کر احرام باندھنا اور عمرہ کرنا تو آنحضرت سے ثابت ہے نہ صحابہ سے نہ ائمہ کرام سے کسی نے اسکے جواز کا فتویٰ دیا ہے ۱۲۔

حلوا ثم طافوا طوافا اٰخر بعد ان رجعوا من منى واما الذين جمعوا الحج والعمرة فانما طافوا طوافا واحدا متفق عليه۔

۱۰۰۱ وعن عبد الله بن عمر قال تمتع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حجة الوداع بالعمرة الى الحج فساق معه الهدى من ذى الحليفة وبدأ فاهل بالعمرة ثم اهل بالحج فتمتع الناس مع النبى صلى الله عليه وسلم بالعمرة الى الحج فكان من الناس من اهدى ومنهم من لم يهد فلما قدم النبى صلى الله عليه وسلم مكة قال للناس من كان منكم اهدى فانه لا يحل من شئ حرم منه حتى يقضى حجه ومن لم يكن منكم اهدى فليطف بالبيت و

نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ انھوں نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ اور صفا مروہ کی دوڑ کی۔ پھر انہوں نے احرام کھول دیا۔ پھر جب وہ منی سے واپس ہوئے۔ تو بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ اور جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کر لیا تھا۔ تو انھوں نے صرف ایک ہی طواف کیا[۵۱] متفق علیہ۔

۱۰۰۱ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حج اور عمرہ کو ملا کر تمتع[۵۲] کیا تھا۔ آپ ذوالحلیفہ سے قربانی ساتھ لے کر آئے تھے۔ آپ نے پہلے تو عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر حج کا احرام باندھ لیا۔ تو لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع[۵۳] کیا۔ یعنی حج کے ساتھ عمرہ کو ملا کر فائدہ اٹھایا۔ پھر بعض وہ لوگ تھے۔ جو اپنے ہمراہ قربانی لائے تھے۔ اور بعض وہ تھے۔ جو قربانی نہیں لائے تھے۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے۔ تو لوگوں کو فرمایا۔ جو آدمی تم میں سے قربانی لائے ہیں۔ وہ تو کسی چیز کو حلال نہ سمجھیں۔ جن کو وہ احرام سے حرام کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ حج کو پورا کر لیں۔ اور جو آدمی قربانی نہیں لائے ہیں۔ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر لیں۔ اور صفا مروہ کی دوڑ

عمرہ کی سعی کے بعد حج کی سعی ضروری ہے ۵۱ تمتع اور قارن پر دو طواف فرض ہیں پہلا عمرہ کے لیے اور دوسرا حج کا رکن اعظم ہے البتہ یہ فرق ہے کہ اگر عمرے کا طواف اور صفا مروہ کی دوڑ حج سے پہلے ہو چکی ہو تو دوسرے طواف میں صرف خانہ کعبہ کا طواف فرض رہ جاتا ہے۔ صفا مروہ کی دوڑ فرض نہیں رہتی اور یہاں طواف سے مراد صفا مروہ کا طواف ہے خانہ کعبہ کا طواف مراد نہیں ہے"

۵۲ اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی الا ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

۵۳ یہاں تمتع سے لغوی تمتع مراد ہے کہ آپ نے حج کے ساتھ عمرہ بھی ملا لیا ورنہ اصطلاحی تمتع مراد نہیں ہے کیونکہ آپ نے قران کیا تھا۔ پہلے افراد کی نیت کی تھی پھر قران کی نیت میں اس کو بدل لیا تھا ۱۲

بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لْيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَطَافَ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ اَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشٰى اَرْبَعًا فَرَكَعَ حِيْنَ قَضٰى طَوَافَهٗ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهٗ وَنَحَرَ هَدْيَهٗ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۰۰۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ عُمْرَةٌ اِسْتَمْتَعْنَا بِهَا

کریں۔ اور بال کتا کر[۱] احرام کھول دیں۔ اور پھر حج کا نئے سرے سے احرام باندھیں۔ اور قربانی دیں اور جس کو قربانی نہ ملے۔ وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے[۲]۔ اور سات روزے اپنے گھر جا کر رکھے۔ پھر جب آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ تو بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر تین چکروں میں آپ دوڑ کر چلے۔ اور چار چکروں میں معمول کے مطابق چلتے رہے۔ پھر جب آپ نے بیت اللہ کے چکر پورے کر لیے۔ تو مقام ابراہیم[۳] کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا۔ اور صفا کی طرف آئے۔ پھر صفا مروہ کے سات چکر پورے کئے پھر آپ نے احرام کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی کو حلال نہیں کیا۔ یہانتک کہ آپ نے اپنا حج پورا کر لیا۔ اور قربانی کے دن اپنی قربانی ذبح کر لی۔ اور بیت اللہ شریف کا طواف کر لیا۔ تو پھر آپ نے ہر چیز کو حلال کیا۔ جس کو احرام کی حالت میں حرام کہہ چکے تھے۔ اور جو لوگ اپنے ہمراہ قربانیاں لے گئے تھے۔ انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ متفق علیہ۔

۱۰۰۲ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ عمرہ ہے جس سے ہم نے فائدہ اٹھایا ہے[۴]

---

[۱] عمرہ میں بال کتانا ہی آیا ہے البتہ حج میں سر کا منڈانا افضل تر ہے ۱۲

[۲] یہ روزے یا تو پانچ چھ سات ذوالحج کو رکھ لے مگر ایسا نہ کر سکے تو متمتع کو اجازت ہے کہ عید کا دن چھوڑ کر منی کے دنوں میں یعنی ایام تشریق میں یہ روزے رکھ لے۔ عام آدمیوں کو ان دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے ۱۲

مقام ابراہیم کا مطلب کیا ہے [۳] مطلب یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز پڑھے کہ خانہ کعبہ اور نمازی کے درمیان مقام ابراہیم آجائے خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو جائے اور اگر اس طرح کہیں بھی جگہ نہ ملے تو حطیم میں پڑھ لے ۱۲

[۴] اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَإِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنْ فَصْلِ الثَّانِي۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۰۳ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِي نَاسٍ مَّعِي قَالَ اَهْلَلْنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَحْدَهُ قَالَ عَطَاءٌ فَقَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَاَمَرَنَا اَنْ نَّحِلَّ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ حِلُّوْا وَاَصِيْبُوا النِّسَاءَ قَالَ عَطَاءٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ اَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ اِلَّا خَمْسٌ

سو جس آدمی کے پاس قربانی نہ ہو۔ وہ تو پوری طرح حلال ہو جائے۔ اور عمرہ حج میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو چکا ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔ اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

فصل سوم

۱۰۰۳ حضرت عطاء نے کہا۔ کہ میں نے بہت سے لوگوں میں حضرت جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے خالص حج کا اور صرف اکیلے حج کا احرام باندھا تھا۔ عطاء نے کہا۔ کہ حضرت جابر نے فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار ذی الحج کو مکہ میں پہنچے۔ آپ نے ہم کو حلال ہو جانے کا حکم دیا۔ عطاء نے کہا۔ کہ لوگ حلال ہو گئے۔ اور عورتوں سے صحبت کی۔ عطاء نے کہا۔ کہ آنحضرت نے اس کا حکم تو نہیں دیا تھا۔ لیکن عورتوں نے صحبت کو جائز رکھا تھا۔ ہم نے کہا۔ جبکہ ہمارے اور عرفہ کے دن کے درمیان صرف پانچ

عرب حج کے دنوں میں عمرہ کرنا گناہ سمجھتے ۔ ل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جاہلیت کی تمام رسوم کو ایک ایک کرکے مٹا ڈالا ان رسوم میں سے ایک یہ رسم بھی تھی کہ عرب لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز نہ سمجھتے تھے اور حج کے مہینے یکم شوال سے لے کر دس ذی الحج تک ہیں یعنے ستر دن تو آنحضرت نے اس رسم کو بھی نیست و نابود کرنے کے لیے یہ حکم دیا کہ عمرہ حج کے ساتھ شامل ہو گیا ہے اور قیامت تک کے لیے شامل ہو گیا ہے یہی وجہ تھی کہ حضرت سراقہ بن مالک نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا یا حضرت کیا یہ حج کے ساتھ عمرہ کو ملانا اسی سال کے لیے جائز ہوا ہے یا ہمیشہ کے لیے تو آپ نے فرمایا یہ صرف میری وجہ سے ہی جائز نہیں ہوا ہے بلکہ آئندہ ہمیشہ کے لیے حج اور عمرہ اکٹھے ہو گئے ہیں اور اب وہ جاہلیت کی رسم اور عقیدہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئے ہیں ۱۲

أَمَرَنَا أَنْ نُفْضِيَ إِلَى نِسَائِنَا فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَنِيَّ قَالَ يَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى قَوْلِهِ بِيَدِهِ يُحَرِّكُهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ فَحِلُّوا فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنْ سِعَايَتِهِ فَقَالَ بِمَ أَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا قَالَ وَأَهْدَى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِأَبَدٍ فَقَالَ لِأَبَدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

راتیں رہ گئی ہیں۔ آپ ہم کو حکم دے رہے ہیں۔ کہ ہم اپنی عورتوں سے صحبت کریں۔ اور جب ہم عرفہ میں جائیں۔ تو ہماری شرمگاہیں منی گرا رہی ہوں۔ عطاء نے کہا کہ جابر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر رہے تھے۔ گویا کہ میں اب بھی جابر کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ اسکو حرکت دیتے تھے۔ تو جابر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ کہ میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔ اور تم سب سے زیادہ سچ بولنے والا ہوں۔ اور تم سب سے زیادہ نیک ہوں۔ اور اگر میرے ساتھ قربانیاں نہ ہوتیں۔ تو میں بھی حلال ہو جاتا۔ جیسے کہ تم حلال ہو رہے ہو۔ اور اگر مجھے پہلے وہ چیز معلوم ہو جاتی۔ تو مجھے اب معلوم ہو رہی ہے۔ تو میں اپنے ہمراہ قربانی نہ لاتا۔ پھر لوگ حلال ہو گئے۔ اور ہم بھی حلال ہو گئے۔ ہم نے آنحضرت کا فرمان سنا۔ اور فرمانبرداری کی۔ عطاء نے کہا کہ حضرت جابر نے کہا۔ کہ حضرت علی اپنے کام سے فارغ ہو کر جب پہنچے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ تو نے کس طرح کا احرام باندھا تھا۔ تو علی نے کہا۔ جس کی نیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا کہ قربانی دے دینا۔ اور احرام کی حالت میں رہو۔ جابر نے کہا۔ کہ حضرت علی کچھ قربانیاں لائے تھے۔ تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے کہا۔ اے اللہ کے رسول کیا یہ صرف اس سال کے لئے ہے۔ یا ہمیشہ کے لئے۔ تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

لہ اپنے اوپر خواہ مخواہ پابندی نہ لگاؤ۔ جاننا چاہئے کہ احرام کی حالت میں اگر کوئی آدمی اپنی بیوی سے صحبت کر لے تو یہ سب سے بڑا گناہ ہے جو احرام کی حالت میں کیا جائے شریعت نے اسکی چار سزائیں رکھی ہیں۔ اسکا حج باطل ہوا آئندہ سال پھر حج کریں۔ ایک ایک اونٹ کی قربانی دیں اور جس مقام پر صحبت کی تھی وہاں آکر الگ الگ ہو جائیں تا وقتیکہ حج سے فارغ نہ ہوں۔ عمرہ پورا کر کے احرام کھول دیا جائے تو حج کا احرام باندھنے سے پہلے درمیانی مدت میں بیوی سے صحبت کرنا جائز ہے عرب لوگ اسکو معیوب سمجھتے تھے اور آنحضرت اس خیال کو مٹانا چاہتے تھے اور جب بعض لوگوں کو اس میں کچھ تردد ہوا تو اس پر آپ ناراض ہوئے اور کہا تم میرا کہا مانو یہ چیز پرہیزگاری کے خلاف نہیں ہے اگر پرہیزگاری کے خلاف ہوتی تو میں تمہیں حکم ہی نہ دیتا اور جو پابندی شریعت نے تم پر نہیں لگائی ہے اسکو اپنے اوپر مسلط نہ کرو۔ ۱۲

۲۱۰۰ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ خَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ مَنْ أَغْضَبَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ أَوَمَا شَعَرْتِ أَنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ بِأَمْرٍ فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُوْنَ وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِي حَتّٰى أَشْتَرِيَهُ ثُمَّ أَحِلُّ كَمَا حَلُّوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۱۰۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار ذی الحجہ یا پانچ ذی الحجہ کو مکہ میں آئے۔ آپ غصہ کی حالت میں میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول۔ آپ کو کس نے ناراض کر دیا۔ اللہ اسے آگ میں داخل کرے۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں ہوا۔ کہ میں نے لوگوں کو ایک حکم دیا۔ وہ اس کی تعمیل میں پس و پیش کر رہے ہیں۔ اور اگر مجھے پہلے وہ چیز معلوم ہو جاتی۔ جو مجھے اب معلوم ہوئی ہے۔ تو میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا۔ اور یہیں سے خرید لیتا پھر میں بھی حلال ہو جاتا۔ جیسے کہ وہ حلال ہوئے ہیں[لہ] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

رسول اللہ عالم الغیب نہ تھے۔ لہ اس مضمون کی ایک حدیث براء بن عازب سے بھی احمد۔ ابن ماجہ اور ابو یعلے نے بھی روایت کی ہے یہ وہی حکم تھا جو پہلے گذر چکا ہے کہ احرام کھول دو جب صحابہ نے یہ خیال کیا کہ اب دن تو باقی صرف تین چار ہیں تو ایسے وقت میں احرام کھولنے کی کیا ضرورت ہے تو آپ ناراض ہوئے کیونکہ اس سے آپ کا مقصد تو جاہلیت کی ایک رسم کو توڑنا تھا جو احرام کھولے بغیر حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت عالم الغیب نہ تھے جیسا کہ آجکل بعض لوگوں نے خیال کر رکھا ہے کیونکہ اگر آپ کو آئندہ حالات کا پتہ لگ جاتا تو آپ اپنے ساتھ قربانی نہ لاتے اور نہ آپ کو اتنی پریشانی ہوتی اور اس کو آپ نے صاف فرما بھی دیا ۱۲

بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ وَالطَّوَافِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۰۵ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْدُمُ مَكَّةَ اِلَّا بَاتَ بِذِي طُوًى حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ وَيُصَلِّيَ فَيَدْخُلَ مَكَّةَ نَهَارًا وَاِذَا نَفَرَ مِنْهَا مَرَّ بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ اِلٰى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ اَعْلَاهَا

مکہ میں داخل ہونے اور طواف کرنے کا بیان

فصل اول

۱۰۰۵ حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب بھی مکہ میں آتے۔ تو رات ذی طوی میں گزارتے۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ آپ غسل کرتے۔ اور نماز پڑھتے۔ اور پھر مکہ میں دن کے وقت داخل ہوتے۔ اور جب مکہ سے نکلتے۔ تو بھی رات ذی طوی میں گزارتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ اور کہتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ متفق علیہ۔

۱۰۰۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے۔ تو بلندی کی طرف سے داخل ہوتے

آنحضرت نے رات ذی طوی میں کیوں گذاری؟ ؎ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ذی طوی وہ جگہ ہے جہاں قریش نے بیٹھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بنی ہاشم سے بائیکاٹ کا معاہدہ کیا تھا۔ جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب آنحضرت نے نبوت کا دعوی کیا تو سب سے پہلے قریش اور ان کے بعد دوسرے عرب قبائل نے بھی آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ ادھر سے خیر خواہی اور ادھر سے انکار بڑھتا ہی گیا۔ بنی ہاشم اپنا خاندان ہونے کی وجہ سے گو مسلمان تو نہ ہوئے لیکن سوائے ابولہب کے باقی لوگ آپ کی حمایت ضرور کرتے رہے بالآخر قریش نے آنحضرت کے ساتھ بنی ہاشم سے بھی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا کہ نہ تو ان سے کوئی رشتہ ناطہ کیا جائے اور نہ ان سے خرید و فروخت کی جائے۔ غمی خوشی شادی بیاہ وغیرہ میں ان کو بالکل شامل نہ کیا جائے چنانچہ یہ معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ کی دیوار سے لٹکا دیا گیا چار سال تک اس معاہدہ کی پابندی رہی اور یہ مدت آپ نے اور بنی ہاشم اور مسلمانوں نے شعب ابی طالب میں قید کی سی حالت میں گذاری بالآخر اس معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی اور کفار میں سے کچھ نیک فطرت لوگوں نے اس معاہدہ کو توڑ دیا آپ نے رات اسلئے گذاری کہ کافروں کو معلوم ہو جائے کہ خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ کل جس جگہ بیٹھ کر تم ہمیں نیست و نابود کرنے کے منصوبے تیار کر رہے تھے آج وہی جگہ ہمارے قبضہ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ مکہ میں داخل ہونے کے لئے بھی غسل کرنا مسنون ہے۔ ۱۲

وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۷ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهٖ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُوْبَكْرٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ مِثْلَ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ سَعٰى ثَلٰثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشٰى أَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اور جب مکہ سے نکلتے۔ تو نچلی جانب سے نکلتے[1] متفق علیہ۔

۱۰۰۷ حضرت عروہ بن زبیر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا آپ نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی۔ کہ سب سے پہلی چیز جو آپ نے مکہ میں آکر شروع کی۔ وہ یہ تھی۔ کہ وضو کیا پھر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر اسے علیحدہ عمرہ نہ بنایا پھر حضرت ابوبکر نے حج کیا۔ تو سب سے پہلے وضو۔ کر کے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ اور عمرہ علیحدہ نہ کیا پھر حضرت عمر نے بھی اور پھر حضرت عثمان نے بھی ایسا ہی کیا[2] متفق علیہ۔

۱۰۰۸ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب حج یا عمرے میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے۔ تو پہلے تین چکروں میں دوڑتے۔ اور چار چکروں میں آہستہ چلتے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھتے پھر صفا اور مروہ کا طواف کرتے[3]۔ متفق علیہ۔

---

[1] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اسکی تفصیل پہلے گذر چکی ہے ۱۲

[2] **طواف قدوم اور طواف عمرہ کا فرق** جس آدمی نے عمرہ یا حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھا ہو وہ خانہ کعبہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کی دوڑ کرے اور بال کٹالے تو یہ عمرہ ہو جاتا ہے اور اگر عمرہ کی نیت نہ ہو تو بھی خانہ کعبہ کا طواف کرنا سنت ہے اور اس کو طواف قدوم کہتے ہیں اور اس کے بعد صفا مروہ کی دوڑ نہیں ہوتی اور یہ عمرہ شمار نہیں ہوتا ۱۲

[3] **رمل اور اضطباع کا بیان۔** اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ جس طواف کے بعد صفا مروہ کی دوڑ ہو اس طواف میں رمل بھی ہے یعنی پہلے تین چکروں میں دوڑنا اور چار چکروں میں آہستہ چلنا اور جس طواف میں رمل ہے اس میں اضطباع بھی ہے اور اضطباع یہ ہے کہ احرام کی اوپر کی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اوپر ڈال دی جائے یعنی دایاں کندھا ننگا کر لیا جائے ۱۲

۱۰۰۹ وَعَنْہُ قَالَ رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَی الْحَجَرِ ثَلٰثًا وَمَشٰی اَرْبَعًا وَکَانَ یَسْعٰی بِبَطْنِ الْمَسِیْلِ اِذَا طَافَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَکَّۃَ اَتَی الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَہٗ ثُمَّ مَشٰی عَلٰی یَمِیْنِہٖ فَرَمَلَ ثَلٰثًا وَمَشٰی اَرْبَعًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۱ وَعَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَرَبِیٍّ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُہٗ وَیُقَبِّلُہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۰۱۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ اَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُ مِنَ الْبَیْتِ اِلَّا الرُّکْنَیْنِ

۱۰۰۹ انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک تین چکروں میں دوڑ کی اور چار میں آہستہ چلے۔ اور صفا اور مروہ کے چکروں میں جب آپ نشیب میں جاتے تو دوڑتے[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۱۰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں آئے۔ تو حجر اسود کے پاس آکر اسکو بوسہ دیا۔ پھر اپنی دائیں جانب سے چلنا شروع کیا۔ تین چکروں میں تو دوڑ لگائی۔ اور چار میں معمول کے مطابق چلے[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۱۱ زبیر بن عربی نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر سے حجر اسود کو بوسہ دینے کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے اور ہاتھ لگاتے دیکھا ہے[3]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۰۱۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دونوں یمانی رکنوں کو ہاتھ لگاتے

---

[1] **صفا مروہ کی دوڑ کہاں تک ہے** اس حدیث کو احمد۔ بخاری اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے صفا اور مروہ کی دونوں پہاڑیاں بلندی پر ہیں اور ان کے درمیان ایک نشیبی جگہ ہے اور کچھ ہموار زمین ہے۔ سنت یہ ہے کہ ہموار زمین پر تو معمول کے مطابق چلا جائے اور نشیبی زمین پر دوڑ لگائی جائے۔ آج کل اس جگہ دو سبز رنگ کے ستون کھڑے کر دیے گئے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہاں سے وہاں تک دوڑنا ہے یہ دوڑ مرد۔ تندرست۔ جوان آدمی کے لیے ہے عورت دوڑ نہ لگائے بلکہ معمول کے مطابق چلے مریض اور بوڑھا جو دوڑ لگانے سے معذور ہیں ان کو دوڑ معاف ہے ۱۲

[2] **طواف حجر اسود سے شروع کیا جائے** اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے امام شافعی کے نزدیک طواف کو حجر اسود سے شروع کرنا فرض ہے۔ سنت یہ ہے کہ حجر اسود کو ہاتھ بھی لگائے اور بوسہ بھی دے اگر نہ دے سکے تو صرف ہاتھ لگا لے اور اگر ہاتھ بھی نہ لگا سکے تو کوئی چھڑی وغیرہ لگا لے اور اسکو چوم لے اور اگر رش بہت زیادہ ہو تو ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے اسکو چوم لے ۱۲

[3] **حجر اسود کا بوسہ کیوں لینا چاہیئے۔** اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے یہ زبیر تابعی ہے ربانی رضی اللہ عنہ

أَيمَانِيَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۱۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۱۴ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِي يَدِهِ وَكَبَّرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۱۵ وَعَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مَعَهُ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

دیکھا ہے متفق علیہ۔

۱۰۱۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ اور چھڑی سے حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے متفق علیہ

۱۰۱۴ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا طواف اونٹ پر بیٹھ کر کیا۔ آپ جب بھی حجر اسود پر آتے۔ تو اس کی طرف کسی چیز سے اشارہ کرتے۔ جو بھی آپ کے ہاتھ میں ہوتی۔ اور ساتھ ہی تکبیر کہتے[ے] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۰۱۵ حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے اور حجر اسود کو اپنی چھڑی لگاتے۔ اور پھر اس چھڑی کو بوسہ دے لیتے[ے] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اس نے حیرت سے پوچھا کہ حجر اسود کو بوسہ کیوں دیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا ہمیں اس کی توجیہ تلاش کرنے کی فرصت نہیں ہمیں صرف اتنا کافی ہے کہ ہم نے آنحضرت کو اس کا بوسہ لیتے دیکھا ہے ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لے رکن یمانی کو کیوں ہاتھ لگاتے ہیں اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے شامی رکنوں (کونوں) کو آپ ہاتھ نہ لگاتے کیونکہ ان کو قریش نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہ رہنے دیا اور دونوں رکن یمانی حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر ہیں اس لیے ان کو ہاتھ لگاتے ۱۲

ے آنحضرت نے اونٹ پر کیوں طواف کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی کے سوا اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے آپ نے اونٹ پر بیٹھ کر اس لیے طواف کیا کہ سب لوگ دیکھ سکیں کہ آپ کیا کچھ کر رہے ہیں اور کس طرح کر رہے ہیں اور چونکہ آپ اونٹ پر سوار تھے لہذا حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکتے تھے اس لیے آپ اسکو چھڑی لگا کر چھڑی کو چوم لیتے آپ نے کئی طواف کیے کچھ پیدل کچھ سواری پر ۱۲

ے اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں رکن سے مراد حجر اسود ہے ۱۲

ے اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

۱۰۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ لَعَلَّكِ نُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ ذٰلِكَ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ اٰدَمَ فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۱۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ أَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ فِي النَّاسِ أَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۱۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ہمارا مقصد صرف حج تھا۔ پھر جب سرف میں پہنچے تو مجھے ایام ماہواری شروع ہوگئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے۔ تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ شائد تجھے حیض شروع ہو گیا۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لئے مقدر کر رکھا ہے۔ جو کچھ بھی حاجی لوگ کریں۔ تو بھی کرتی جا سوائے اس کے کہ پاک ہونے تک بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرنا[1]۔ متفق علیہ

۱۰۱۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ مجھ کو حضرت ابوبکر نے اس حج میں صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حجۃ الوداع سے پہلے امیر الحج بنا کر بھیجا تھا تو ابوبکر نے انکو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو۔ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا[2]۔ متفق علیہ۔

---

[1] حیض اور نفاس والی طواف کسطرح کرے اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ سرف مکہ مکرمہ سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے۔ حائضہ اور نفاس والی عورت حج کا احرام باندھ لے اور حج کے باقی سارے کام کرتی جائے صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اور نمازیں نہ پڑھے پھر جب پاک ہو جائے تو خانہ کعبہ کا طواف کرلے اگرچہ بارہ ذی الحج کی شام کے بعد ہی ہو کیونکہ طواف کی یہ حد عام لوگوں کے لیے ہے حائضہ کے لیے اس کے بعد بھی طواف کرنا جائز ہے۔ اگر اس عورت کا قافلہ یا اس کا جہاز حج کے بعد فوراً نکل آنے والا ہو اور عورت حیض سے پاک نہ ہوتی ہو تو پھر کیا کرے؟ کیونکہ خانہ کعبہ کا طواف بالاتفاق حج کا رکن ہے اور فرض ہے۔ احناف کہتے ہیں کہ وہ عورت غسل کرے اور لنگوٹہ باندھ لے اور جا کر طواف کرے اور چونکہ ابھی وہ پاک نہیں ہوئی تھی اور اس کی وجہ سے خانہ کعبہ کی بے حرمتی ہوئی ہے اس لیے اس پر ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے ۱۲

[2] حج میں کفار کی بدرسمیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے قریش نے جو بدرسمیں جاری کر رکھی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ لوگوں کو ننگا طواف کرنے کی تلقین کرتے اور کہتے کہ تمہارے یہ گناہ آلود کپڑے خانہ کعبہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۰۱۸ عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَکِّیِّ قَالَ سُئِلَ جَابِرٌ عَنِ الرَّجُلِ یَرَی الْبَیْتَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فَقَالَ قَدْ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَکُنْ نَفْعَلُهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۱۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ مَکَّةَ فَاَقْبَلَ اِلَی الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ طَافَ بِالْبَیْتِ ثُمَّ اَتَی الصَّفَا فَعَلَاهُ حَتّٰی یَنْظُرَ اِلَی الْبَیْتِ فَرَفَعَ یَدَیْهِ فَجَعَلَ یَذْکُرُ اللّٰهَ مَاشَآءَ وَیَدْعُوْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۲۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَیْتِ مِثْلُ الصَّلٰوةِ

فصل دوم

۱۰۱۸ مہاجر مکی نے کہا۔ کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا گیا۔ جو بیت اللہ شریف کو دیکھ کر دعا کے لئے اپنے ہاتھ اٹھائے۔ تو آپ نے کہا۔ کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ ہم تو ایسا نہیں کیا کرتے تھے[۱]۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۰۱۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے۔ پھر آپ حجر اسود کی طرف آئے اسکو بوسہ دیا۔ پھر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر صفا کے پاس آئے۔ اور اسپر چڑھے۔ جب آپ نے بیت اللہ شریف کو دیکھا۔ تو اپنے ہاتھ اٹھائے۔ پھر آپ نے جس قدر چاہا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔ اور دعا کرتے رہتے[۲]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۰۲۰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیت اللہ شریف کے گرد طواف کرنا نماز کی طرح

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں نہیں آنے پاتیں اور خود کپڑے پہن کر طواف کرتے اور کہتے کہ ہم تو پہلے ہی حرم کے باشندے ہیں ہم کو کپڑے پہن کر طواف کرنا جائز ہے تم کو نہیں اور یا پھر کسی قریشی سے کپڑے لے کر پہنو اور مقصد ان بدمعاشوں کا یہ تھا کہ اس حیلہ سے ننگی عورتوں کو دیکھا جائے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] خانہ کعبہ کو دیکھ کر دعا کرنا ثابت نہیں اس حدیث کو نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ جب پہلے پہل آکر خانہ کعبہ کو دیکھے تو اس وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے البتہ طواف کے بعد صفا پہاڑی پر جا کر خانہ کعبہ کو دیکھ کر دعا کرے اور ہاتھ اٹھائے جیسا کہ اگلی حدیث میں بیان ہے ۱۲

[۲] اس حدیث کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

اِلَّا اَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ اِلَّا بِخَيْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَذَكَرَ التِّرْمِذِيُّ جَمَاعَةً وَقَفُوْهُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ۔

۱۰۲۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۲۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجَرِ وَاللّٰهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهٖ يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

۱۰۲۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مَسْحَهُمَا كَفَّارَةٌ لِّلْخَطَايَا ... وَالْمَقَامَ يَاقُوْتَتَانِ

ہے۔ لیکن اس میں بات کرنے کی اجازت ہے پھر جو آدمی طواف میں بات کرے۔ وہ بھلائی کی بات کرےلہ اسکو ترمذی۔ نسائی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے ایک جماعت کا ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے اسکو عبداللہ بن عباس موقوف کیا ہے۔

۱۰۲۱ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حجر اسود جب جنت سے نازل ہوا تھا۔ تو دودھ سے بھی سفید تھا اسکو بنی آدم کے گناہوں نے سیاہ کر دیالہ۔ اسکو احمد۔ ترمذی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۰۲۲ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے متعلق فرمایا۔ خدا کی قسم اللہ تعالے اسکو قیامت کے دن اٹھائیں گے۔ تو اس کی دو آنکھیں ہونگی جن سے وہ دیکھے گا۔ اور زبان ہوگی۔ جس کے ساتھ وہ بولے گا۔ جس آدمی نے اسکو بوسہ دیا ہوگا۔ اس کے حق میں شہادت دےلہ گا۔ اسکو ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۰۲۳ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ کہ حجر اسود اور مقام

لہ اس حدیث کو بیہقی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ طواف بعض احکام میں نماز کی طرح ہے۔ مثلاً نماز میں بھی طہارت شرط ہے اور طواف میں بھی اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا اجر بھی نماز کے اجر کی طرح ہے ۱۲

لہ صحبت کی تاثیر تمام عقلمند تسلیم کرتے ہیں اگر گناہ کا اثر پتھر پر اتنا ہو سکتا ہے تو گنہگاروں کے دل کا اندازہ کون کر سکتا ہے کہ وہ کتنے سیاہ ہوں گے ۱۲۔

لہ حجر اسود گواہی دے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو احمد ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ انسان کے نیک یا بد عمل کی جو چیز بھی گواہ ہوگی وہ قیامت کے دن گواہی دے گی اگرچہ وہ آج بولنے کی طاقت نہیں رکھتی لیکن اس دن اللہ تعالے اس کو بولنے کی طاقت دیدیں گے مثلاً ہاتھ پاؤں۔ وہ زمین جس پر کوئی کام کیا ہوگا اور اسی طرح حجر اسود بھی جاکر گواہی دے گا کہ فلاں شخص حج کو آیا تھا اور اس نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے مجھ کو بوسہ دیا تھا ۱۲۔

مِنْ يَاقُوتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللّٰهُ نُورَهُمَا وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُورَهُمَا لَاَضَاءَ ا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۰۲۴ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَامًا مَّا رَاَيْتُ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُزَاحِمُ عَلَيْهِ۔ قَالَ اِنْ اَفْعَلْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مَسْحَهُمَا كَفَّارَةٌ لِّلْخَطَايَا وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ اُسْبُوْعًا فَاَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَا يَضَعُ قَدَمًا وَلَا يَرْفَعُ اُخْرٰى اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَكَتَبَ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

ابراہیم یہ دونوں جنت کے یاقوت تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انکے نور کو بجھا دیا ہے۔ اور اگر ان کے نور کو بجھا نہ دیا جاتا۔ تو یہ مشرق سے لے کر مغرب تک ہر چیز کو روشن کر دیتے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔[1]

۱۰۲۴ حضرت عبید بن عمیر نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر دونوں یمانی رکنوں پر اتنا غلبہ کرتے تھے۔ کہ اتنا غلبہ کرتے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ تو ایک دفعہ آپ نے کہا اگر میں ایسا کرتا ہوں۔ تو مجھ پر اعتراض نہ کرو۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ انکو ہاتھ لگانا گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور میں نے آپ سے سنا۔ فرماتے تھے۔ جو آدمی خانہ کعبہ کے سات طواف کرے۔ اور اسپر محافظت کرے۔ تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے ایک غلام آزاد کر دیا۔ اور میں نے آپ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے۔ کہ طواف میں آدمی جو قدم بھی رکھتا ہے۔ اور دوسرا اٹھاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ اسکے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ اور اس کے بدلے ایک نیکی بھی لکھ دیتے ہیں۔[2] اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

---

[1] ترمذی نے اسکو غریب کہا ہے اور اسکو ابن حبان۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ان چیزوں کے ثابت ہو جانے کے بعد ان کو ظاہر پر محمول کرنا چاہیئے تاویل نہیں کرنی چاہیئے۔ ۱۲

[2] حجر اسود کے بوسہ میں کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور حاکم نے اسکو روایت کر کے صحیح الاسناد کہا ہے اور احمد اور ابن خزیمہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ طواف اور حجر اسود کے بوسہ اور رکن یمانی کے ہاتھ لگانے میں یہ اصول سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کی ادائیگی میں کسی کو تکلیف نہ ہو۔ طواف کرے تو آہستگی سے کرے دوڑے نہیں لوگوں کو دھکے دے کر آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے اسی طرح اگر رکن یمانی پر رش زیادہ ہو تو ضروری نہیں کہ لوگوں کو دھکیل کر تنگ کر کے اس کو ہاتھ لگایا جائے دور ہی سے اشارہ کر لے اور اسی طرح اگر حجر اسود پر رش نہ ہو اور اسکو بوسہ دینے میں کسی کو تکلیف نہ ہو تو پھر بوسہ ضرور دے لیکن اگر دھینگا مشتی کرنا پڑے جیسا کہ آجکل بعض حاجی کرتے ہیں یہ سخت گناہ ہے ایسی صورت میں اس کا بوسہ نہ لیا جائے بلکہ ہاتھ لگا لے اگر وہ بھی نہ ہو سکے تو اشارہ کر کے ہاتھ کو چوم لے۔ ۱۲

۱۰۲۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

۱۰۲۶ وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَخْبَرَتْنِيْ بِنْتُ اَبِيْ تَجْرَاةَ قَالَتْ دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ دَارَ اٰلِ اَبِيْ حُسَيْنٍ نَّنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَرَاَيْتُهٗ يَسْعٰى وَاِنَّ مِئْزَرَهٗ لَيَدُوْرُ مِنْ شِدَّةِ السَّعْيِ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰى اَحْمَدُ مَعَ اخْتِلَافٍ۔

۱۰۲۷ وَعَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعٰى

۱۰۲۵ حضرت عبداللہ بن سائب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ دونوں یمانی رکنوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دے۔ اور آخرت میں بھی بھلائی دے۔ اور ہم کو آخرت کے عذاب سے بچا۔[1] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۰۲۶ حضرت صفیہ بنت شیبہ نے کہا کہ مجھ کو ابو تجراۃ کی بیٹی نے بتایا۔ کہ میں قریش کی کچھ عورتوں کے ساتھ آل ابی حسین کے گھر میں داخل ہوئی۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا مروہ کی دوڑ کرتے ہوئے دیکھنا چاہتی تھیں۔ میں نے آپکو دیکھا۔ کہ آپ کا تہبند دوڑ کی تیزی سے چرتا تھا۔ اور میں نے آپ سے سنا۔ فرماتے تھے۔ دوڑو اللہ تعالیٰ نے تم پر دوڑنا لکھا ہے۔[2] اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور احمد نے اسکو تھوڑے سے اختلاف سے ذکر کیا۔

۱۰۲۷ قدامہ بن عبداللہ بن عمار نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صفا مروہ کے درمیان اونٹ پر دوڑ کرتے

---

[1] اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ یعنی آپ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان طواف کرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ آخر تک ۱۲

[2] **صفا مروہ کی دوڑ لازمی ہے۔** اس حدیث کو شافعی۔ طبرانی۔ حاکم اور ابن عدی نے بھی روایت کیا ہے۔ حبیبہ بنت ابی تجراۃ بنو عبدالدار کی ایک عورت تھی۔ اس حدیث کی سند کمزور ہے لیکن اس کے اور بھی بہت سے شواہد ہیں جن سے اسکو تقویت ملتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ کرنا فرض ہے۔ مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ جس نے صفا اور مروہ کی دوڑ نہیں کی اس کا حج اور عمرہ پورا نہیں ہوا اور یہ دوڑ نشیبی زمین میں تھی سارے راستہ میں نہیں ۱۲

بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلٰى بَعِيْرٍ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَيْكَ اِلَيْكَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

۱۰۲۸ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ مُضْطَبِعًا بِبُرْدٍ اَخْضَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۰۲۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ اعْتَمَرُوْا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ فَرَمَلُوْا بِالْبَيْتِ وَجَعَلُوْا اَرْدِيَتَهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ ثُمَّ قَذَفُوْهَا عَلٰى عَوَاتِقِهِمُ الْيُسْرٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۳۰ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْنَا اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيْ وَالْحَجَرِ فِيْ شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ مُنْذُ

تھے۔ نہ تو آپ کسی کو مارتے تھے۔ اور نہ کسی کو ہانکتے تھے۔ اور نہ ہی یہ کہتے تھے کہ بچ جاؤ۔ بچ جاؤ[۱] اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔

۱۰۲۸ یعلی بن امیہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا طواف اس حال میں کیا۔ کہ آپ نے ایک سبز رنگ کی چادر سے اضطباع کر رکھا تھا[۲]۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۰۲۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے جعرانہ سے عمرہ کیا۔ انہوں نے بیت اللہ شریف پہلے تین چکروں میں رمل کیا۔ اور اپنی چادروں کو اپنی بغلوں کے نیچے سے نکال کر اپنے بائیں کندھے پر ڈال رکھا تھا[۳]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۰۳۰ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ ہم نے ان دونوں یمانی رکنوں کو بوسہ دینا سختی اور نرمی میں کبھی نہیں چھوڑا۔ جب سے کہ میں

---

[۱] **صفا مروہ کی دوڑ صرف نشیب میں ہے** اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ شافعی۔ دارمی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ صفا مروہ کی دوڑیں بھی سوائے نشیبی زمین کے نہایت آہستگی سے آ رہے تھے کسی کو مارا نہیں اور دھکیلا نہیں اور جیسے بادشاہوں کے آگے نقیب پکارتے جاتے ہیں ہٹ جاؤ۔ بچ جاؤ۔ راستہ صاف کر دو اس قسم کی کوئی چیز نہ تھی ۱۲

[۲] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور اضطباع کی تشریح پہلے گذر چکی ہے ۱۲

[۳] **جعرانہ سے عمرہ کی نیت پہلے سے تھی**۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ جعرانہ مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے حنین کی غنیمتیں آپ نے یہیں تقسیم فرمائی تھیں اور حنین سے واپسی پر آپ نے جعرانہ سے احرام باندھ کر عمرہ کر لیا تھا کیونکہ آپ نے ذو الحلیفہ ہی سے یہ نیت کر لی تھی کہ واپسی پر عمرہ کر کے آئیں گے ۱۲

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ نَافِعٌ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهٗ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهٗ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ

١٠٣١ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

١٠٣٢ وَعَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا اَنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

---

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکو بوسہ دیتے دیکھا ہے[1] متفق علیہ۔ اور ان دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ نافع نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو ہاتھ سے چھوتے تھے۔ اور پھر ہاتھ کو بوسہ دیتے۔ اور کہتے کہ میں نے اسکو اس دن سے کبھی نہیں چھوڑا جب سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

١٠٣١ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا۔ کہ بیمار ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تو سوار ہو کر لوگوں کے اوپر سے طواف کرے پھر میں نے طواف کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کی ایک طرف نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ پڑھ رہے تھے۔ والطور وکتاب مسطور[2] متفق علیہ۔

١٠٣٢ عابس بن ربیعہ نے کہا۔ کہ میں نے حضرت عمر کو دیکھا۔ وہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ میں بڑی اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع دے سکتا ہے۔ اور نہ نقصان اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا۔ تو میں تجھے کبھی بوسہ[3] نہ دیتا۔ متفق علیہ

---

[1] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے ١٢

[2] مجبور کس طرح طواف کرے۔ اس حدیث کو احمد اور ترمذی کے سوا باقی اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے آنحضرت نے اس لیے سوار ہو کر طواف کیا کہ لوگ اچھی طرح دیکھ سکیں اور حضرت ام سلمہ نے بیماری کی وجہ سے اور پیدل طواف کرنا بالاتفاق افضل ہے ان دنوں خانہ کعبہ کے گرد دیوار نہیں تھی اس وقت سوار ہو کر طواف کرنا جائز تھا گو افضل نہیں تھا اب جانور پر سوار ہو کر طواف کرنا جائز نہیں مجبور ہو تو آدمیوں کے کندھوں پر چارپائی پر طواف کیا جا سکتا ہے ١٢

[3] حجر اسود کا بوسہ سنت کی وجہ سے ہے اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ابی شیبہ۔ ابوعوانہ۔ ابن حبان اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ ہم حجر اسود کی پوجا نہیں کرتے نہ خانہ کعبہ کو سجدہ کرتے ہیں خدا تعالے کو وحدہ لاشریک جانتے ہیں ہماری تقدیر صرف اللہ تعالے کے اختیار میں ہے حجر اسود نفع نقصان کا مالک نہیں ہے وہ پتھر کا ایک ٹکڑا ہے واقعی اگر اسکو آنحضرت نے بوسہ نہ دیا

۱۰۳۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وُكِّلَ بِهٖ سَبْعُوْنَ مَلَكًا یَعْنِی الرُّكْنَ الْیَمَانِیَّ فَمَنْ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوْا اٰمِیْنَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۰۳۴ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعًا وَّلَا یَتَكَلَّمُ اِلَّا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مُحِیَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ وَّكُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَّمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِیْ تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ فِی الرَّحْمَةِ بِرِجْلَیْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَیْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۰۳۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر کئے ہیں۔ جو آدمی کہتا ہے۔ اے میرے اللہ میں تجھ سے معافی اور تندرستی کا سوال کرتا ہوں۔ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی دے۔ اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔ اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔ تو وہ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۳۴ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی بیت اللہ شریف کے سات چکر کاٹے۔ اور ان میں صرف یہ پڑھتا جائے۔ اللہ پاک ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اور اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ مگر اللہ ہی کی توفیق سے اور اس کے علاوہ اور کوئی کلام نہ کرے۔ تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور اسکے دس درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ اور جو آدمی طواف کرے۔ اور وہ اس حال میں کلام کرے۔ تو اس کے پاؤں تو رحمت میں ہیں۔ جیسے کہ کوئی اپنے پاؤں سے پانی میں داخل ہو جائے۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

لے **طواف میں ذکر کے سوا بات نہ کرے** یہ حدیث اور اس سے اگلی حدیث حقیقت میں ایک ہی حدیث ہے اور ان کی ایک ہی سند ہے لیکن مصنف نے ان میں فرق کر دیا ہے اور ان کی سند انتہائی کمزور ہے ایک تو ان میں ہشام بن عمار منکر الحدیث ہے اور دوسرا اسمٰعیل بن عیاش ہے جو مختلف فیہ ہے۔ بہر حال مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے کلام کرے اور ذکر اور مذکورہ کلمات کہنا چھوڑ دے تو یوں سمجھو کہ پاؤں تو طواف کر رہے ہیں نیچے کا دھڑ خدا تعالیٰ کی رحمت میں ہے اور اگر کوئی آدمی کلمات مذکورہ اور ذکر میں مشغول رہے اور کوئی دنیاوی بات نہ کرے تو اس طرح سمجھو کہ اس کا سارا جسم رحمت الٰہی میں ڈوب گیا ہے ۱۲

بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۳۵ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ الثَّقَفِیِّ اَنَّہٗ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَّھُمَا غَادِیَانِ مِنْ مِّنًی اِلٰی عَرَفَۃَ کَیْفَ کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَانَ یُھِلُّ مِنَّا الْمُھِلُّ فَلَا یُنْکَرُ عَلَیْہِ وَیُکَبِّرُ الْمُکَبِّرُ مِنَّا فَلَا یُنْکَرُ عَلَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۰۳۶ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحَرْتُ ھٰھُنَا وَمِنًی کُلُّھَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوْا

عرفہ میں کھڑا ہونے کا بیان

فصل اول

۱۰۳۵ محمد بن ابوبکر ثقفی سے روایت ہے۔ کہ انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور یہ دونوں منیٰ سے عرفہ کو جا رہے تھے۔ کہ تم اس دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر کس طرح کیا کرتے تھے۔ تو انس نے کہا۔ بعض تو ہم میں سے لبیک کہتے تھے۔ اور ان پر بھی کوئی اعتراض نہ کرتا تھا۔ اور بعض ہم میں سے تکبیر کہتے تھے۔ اور ان پر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتا تھا متفق علیہ

۱۰۳۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تو اس جگہ قربانی کی ہے۔ اور منیٰ سارا کا

لہ عرفات کے سفر میں لبیک کہنا چاہئیے اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات کے سفر میں اختیار ہے کہ چاہے تو تکبیر پڑھتا جائے اور چاہے تو لبیک کہتا جائے دونوں طرح درست ہے البتہ اختلاف اس میں ہے کہ تکبیر کہنا بہتر ہے یا تلبیہ۔ طرفین کے دلائل کتب مطولہ میں مذکور ہیں۔ موازنہ کرنے کے بعد ترجیح تلبیہ کہنے کو ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو ترجیح دی ہے بلکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اوپر حضرت عطا بن ابی رباح کا بھی یہی مسلک ہے وہ کہتے ہیں کہ حج میں سر منڈانے تک لبیک کہنا ہی پسندیدہ ہے اور عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے متعلق خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عطا بن ابی رباح رضؓ حج کے سب سے بڑے عالم ہیں احکام حج عطا بن ابی رباح سے سیکھا کرو۔ بعض علماء نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ عرفات جاتے وقت تلبیہ کہنا زیادہ بہتر ہے اور واپسی میں تکبیر کہنا زیادہ اچھا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ اللھم اغفر وارحم لکاتبہ ولمن سعی فیہ ولوالدیھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین یارب العالمین ۱۲

فِی رِحَالِکُمْ وَوَقَفْتُ ھٰھُنَا وَعَرَفَۃُ کُلُّھَا مَوْقِفٌ وَوَقَفْتُ ھٰھُنَا وَجَمْعٌ کُلُّھَا مَوْقِفٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۳۷ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ یَوْمٍ اَکْثَرَ مِنْ اَنْ یُّعْتِقَ اللّٰہُ فِیْہِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ وَاِنَّہٗ لَیَدْنُوْ ثُمَّ یُبَاھِیْ بِھِمُ الْمَلٰئِکَۃَ فَیَقُوْلُ مَا اَرَادَ ھٰؤُلَاءِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۰۳۸ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ خَالٍ لَّہٗ یُقَالُ لَہٗ یَزِیْدُ بْنُ شَیْبَانَ قَالَ کُنَّا فِیْ مَوْقِفٍ لَّنَا بِعَرَفَۃَ یُبَاعِدُہٗ عَمْرٌو مِّنْ مَوْقِفِ الْاِمَامِ جِدًّا فَاَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ

قربانگاہ ہے۔ سوتم اپنے اپنے خیموں میں قربانی کرو۔ اور میں اس جگہ کھڑا ہوں اور عرفہ کا میدان سارے کا سارا کھڑا ہونے کی جگہ ہے اور میں تو اس جگہ کھڑا ہوں۔ اور مزدلفہ سارے کا سارا کھڑا ہونے کی جگہ ہے[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

۱۰۳۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرفہ کے دن سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آگ سے آزاد نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے قریب ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ فرشتوں سے فخر کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ یہ لوگ کیا مانگتے ہیں[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۰۳۸ عمرو بن عبد اللہ بن صفوان اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں۔ جن کا نام یزید بن شیبان تھا۔ کہ ہم عرفات کے میدان میں ایک ایسی جگہ پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ جو امام کے کھڑا ہونے کی جگہ سے بہت دور تھی۔ تو ہمارے پاس ابن مربع الانصاری آئے۔ اور کہا۔ کہ میں

---

[1] عرفات میں جہاں بھی کھڑا ہو درست ہے۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسکو مضمون کے لحاظ سے بیان کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عرفات۔ مزدلفہ۔ منیٰ کے میدانوں میں جہاں جگہ مل جائے وہیں کھڑے ہو جاؤ جس جگہ آنحضرت کھڑے ہوئے تھے صرف وہی جگہ کھڑا ہونے کی نہیں ہے بلکہ پورے میدان ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں ان میں سے کوئی افضل اور مفضول نہیں ہے اسی طرح منیٰ کا سارا میدان قربان گاہ ہے جہاں قربانی ہو جائے درست ہے لیکن آجکل سعودی حکومت نے قربانگاہ کا علیحدہ احاطہ بنا رکھا ہے اس سے باہر قربانی نہیں کی جا سکتی کیونکہ گندگی اور بیماری کا خطرہ ہوتا ہے۔

[2] اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ حاجی لوگ مانگ رہے ہیں وہ دے دینا خدا تعالیٰ کے لیے مشکل نہیں ہے ۱۲۔

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْکُمْ یَقُوْلُ لَکُمْ قِفُوْا عَلٰی مَشَاعِرِکُمْ فَاِنَّکُمْ عَلٰی اِرْثٍ مِنْ اِرْثِ اَبِیْکُمْ اِبْرَاہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ

۱۰۳۹ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ عَرَفَۃَ مَوْقِفٌ وَکُلُّ مِنًی مَنْحَرٌ وَکُلُّ الْمُزْدَلِفَۃِ مَوْقِفٌ وَکُلُّ فِجَاجِ مَکَّۃَ طَرِیْقٌ وَمَنْحَرٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالدَّارِمِیُّ

۱۰۴۰ وَعَنْ خَالِدِ بْنِ ھَوْذَۃَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ النَّاسَ یَوْمَ عَرَفَۃَ عَلٰی بَعِیْرٍ قَائِمًا فِی الرِّکَابَیْنِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ

۱۰۴۱ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ

تمہاری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ کہ تم اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وراثت پر ہو[۵۱]۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۳۹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرفہ سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور منیٰ ساری قربانگاہ ہے۔ اور مزدلفہ سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور ہر راہ جس سے مکہ پہنچیں۔ وہ صحیح راہ ہے۔ اور مکہ قربانگاہ ہے[۵۲]۔ اس کو ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۰۴۰ خالد بن ہوذہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ عرفہ کے دن اونٹ کی رکابوں میں پاؤں رکھ کر اونٹ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیتے رہے تھے[۵۳]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۰۴۱ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پردادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین دعا عرفہ کے دن

---

[۵۱] **عرفات کا سارا میدان ایک جیسا ہے** اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے عرفات میں قبائل نے اپنی اپنی جگہ مخصوص کر رکھی تھی۔ ان کی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دور تھی یہ چاہتے تھے کہ اس جگہ کو چھوڑ کر آپ کے قریب ہو جائیں آپ کو کسی طریقہ سے پتہ چل گیا کہ ان کی یہ نیت ہے تو آپ نے ان کو روک دیا کہ ایسا نہ کرو آخر تم بھی عرفات کے میدان میں ہی ٹھہرے ہوئے ہو اور ابراہیم علیہ السلام کا حکم ساری عرفات کے لیے ہے صرف اسی جگہ کے لیے نہیں ہے جہاں میں کھڑا ہوں ۱۲۔

[۵۲] **آنحضرت کے ٹھہرنے کی جگہ بہتر ہے** اس حدیث کو احمد ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند میں گفتگو ہے آپ کا مقصد صرف یہ تھا کہ جہاں بھی کوئی ٹھہرا ہو ہے وہاں اس کو تسلی ہو جائے اور وہیں کھڑا رہے ورنہ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت کے کھڑا ہونے کی جگہ دوسری جگہوں سے افضل ہے اور اسی طرح مکہ آنے کا وہ راستہ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت دوسرے راستوں کے جن پر آپ تشریف لائے تھے ۱۲۔

[۵۳] اس کی سند اچھی ہے اور اسکو احمد اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور طبرانی کی سند بھی اچھی ہے۔ اونٹ پر سوار ہو کر اور کھڑے ہو کر آپ نے خطبہ اس لیے دیا کہ لوگ آپ کی آواز کو اچھی طرح سن سکیں ۱۲

الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوٰى مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ إِلٰى قَوْلِهٖ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔

۲۴۔ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيْزٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رُئِيَ الشَّيْطٰنُ يَوْمًا هُوَ فِيْهِ أَصْغَرُ وَلَا أَدْحَرُ وَلَا أَحْقَرُ وَلَا أَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِمَا يَرٰى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ إِلَّا مَا أُرِيَ يَوْمَ بَدْرٍ .... فَإِنَّهٗ قَدْ رَأٰى جِبْرَائِيْلَ يَزَعُ الْمَلَائِكَةَ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ۔

کی دعا ہے۔ اور بہترین دعا جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے مانگی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے[1]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور مالک نے اسکو طلحہ بن عبیداللہ سے لاشریک لہٗ تک روایت کیا ہے۔

۲۴۔ طلحہ بن عبیداللہ بن کریز سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی دن شیطان اتنا ذلیل اتنا راندہ ہوا اتنا حقیر اور اتنا غصہ میں نہیں دیکھا گیا۔ جتنا کہ عرفہ کے دن دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اتری ہوئی رحمت کو دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا بڑے بڑے گناہوں کو معاف کردینا ملاحظہ کرتا ہے۔ ہاں بدر کے دن بھی اتنا ہی ذلیل ہوا تھا تو سوال کیا گیا کہ بدر کے دن اس نے کیا دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس نے جبرائیل کو دیکھا تھا۔ کہ وہ فرشتوں کی صفوں کو درست کررہے تھے[2]۔ اسکو مالک نے مرسلاً روایت کیا۔ اور شرح السنہ میں مصابیح کے الفاظ سے یہ روایت ہے۔

---

[1] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند اچھی نہیں ہے اور اس مضمون میں جتنی بھی حدیثیں آتی ہیں سب ہی ضعیف ہیں لیکن ان کا مضمون بہرحال صحیح ہے ۱۲۔

[2] **عرفہ کے دن کا سب سے بڑا گناہ** مالک کی سند کے راوی اچھے ہیں لیکن وہ مرسل ہے اور بیہقی نے اس کو متصلاً بھی روایت کیا ہے اور اس کو حاکم اور دیلمی نے موصولاً بھی روایت کیا ہے۔ عرفہ کے دن عرفات کے میدان میں سب ہی لوگوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے حقوق العباد اور شرک کے اسکی فکر پہلے کرنی چاہیئے اور شرک سے توبہ کرکے اور بندوں کے حق ادا کرکے حج کو جانا چاہیئے تاکہ پوری طرح بخشش ہو جائے اور اس دن خدا کی رحمت سے مایوس رہنا یا متردد ہونا سب سے بڑا گناہ ہے ۱۲۔

۴۳ا۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلٰئِكَةَ فَيَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ اَتَوْنِيْ شُعْثًا غُبْرًا ضَاجِّيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَيَقُوْلُ الْمَلٰئِكَةُ يَا رَبِّ فُلَانٌ كَانَ يُرَهَّقُ وَفُلَانٌ وَفُلَانَةٌ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرُ عَتِيْقًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۴ا۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ

۴۳ا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف اترتے ہیں۔ اور عرفہ والوں کے سبب سے فرشتوں سے فخر کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ وہ میرے دربار میں پراگندہ بال غبار آلودہ چیختے پکارتے۔ ہر گہرے راستے سے آگئے ہیں۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انکو بخش دیا۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب فلاں آدمی تو برے کام کرتا تھا۔ اور فلاں بندہ بھی۔ اور فلاں عورت بھی تو آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں میں نے انکو بخش دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرفہ کے دن سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے آزاد نہیں کرتے[ل] اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔

فصل سوم

۴۴ا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ قریش اور جو لوگ ان کے دین پر تھے۔ یہ لوگ مزدلفہ ہی میں ٹھہرے رہتے تھے۔ اور قریش

صفات خداوندی پر بلا تاویل ایمان لانا فرض ہے ل‍ہ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسمٰعیل ابن ابی الدنیا۔ ابی منیع۔ عبد الرزاق سعید بن منصور ابن عساکر۔ ابن خزیمہ۔ حاکم اور بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا کی طرف اترنا اور اسی طرح کی خدا تعالیٰ کی دوسری صفات جو بظاہر تجسم معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے ہاتھ۔ منہ۔ پنڈلی۔ انگلیاں۔ ہنسنا اور غضب ناک ہونا جو قرآن اور حدیث میں آئی ہیں۔ نہ تو ان کا انکار کرنا چاہیئے۔ بلکہ ان پر بلا تاویل ایمان لانا چاہیئے۔ اور اس کی کیفیت کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیئے۔ ہمیں اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ البتہ اتنا یقینی ہے کہ لیس کمثلہ شئی اللہ تعالیٰ کی مثال کوئی چیز نہیں ہے اس کے ہاتھ پاؤں۔ یا اترنا یا اوپر جانا بہر حال ہماری طرح نہیں ہے۔ اور نہ ہی مخلوقات میں سے کسی کے مشابہ ہے۔ اس حدیث سے عرفہ کے دن کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ۱۲۔

فَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ. فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۰۵ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِأُمَّتِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ بِالْمَغْفِرَةِ فَأُجِيبَ إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا خَلَا الْمَظَالِمَ فَإِنِّي آخُذُ لِلْمَظْلُومِ مِنْهُ. قَالَ أَيْ رَبِّ إِنْ شِئْتَ أَعْطَيْتَ الْمَظْلُومَ مِنَ الْجَنَّةِ وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ يُجَبْ عَشِيَّتَهُ. فَلَمَّا أَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ

حُمس کہلاتے تھے۔ باقی تمام عرب کے لوگ تو عرفہ میں ٹھہرتے تھے۔ جب اسلام آیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔ کہ وہ عرفات میں جا کر ٹھہریں اور پھر وہاں سے واپس آئیں۔ تو یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول پھر تم بھی وہاں سے لوٹ کر واپس آؤ۔ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں[1]۔ متفق علیہ

۲۴۰۵۔ عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن پچھلے پہر اپنی امت کی بخشش کے لئے دعا کی۔ سو وہ دعا قبول کر لی گئی۔ کہ میں نے انکو مظالم (حقوق العباد) کے سوا باقی گناہ بخش دیئے۔ اور میں مظلوم کا ظالم سے بدلہ ضرور لوں گا۔ تو آنحضرت نے عرض کیا۔ اے میرے رب اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دیدے۔ اور ظالم کو معاف کر دے۔ تو

عرفات میں جانا ضروری ہے۔ [1] اس حدیث کو اصحاب سنن نے مختلف الفاظ میں روایت کیا ہے۔
جب ابرہہ کا لشکر خانہ کعبہ کو گرانے کے لیے آیا۔ اور خود برباد ہو گیا۔ تو عرب لوگوں نے خانہ کعبہ کا نام حمسا رکھا۔ جس کا معنی ہے۔ دلیر اور بہادر۔ اس نسبت سے قریش۔ کنانہ۔ ہذیل اور ان کے دوست اپنے آپ کو حمس کہلاتے تھے۔ یعنی خانہ کعبہ کے باشندے حج کے موقع پر عرفات نہیں جاتے تھے۔ بلکہ مزدلفہ میں ہی رک جاتے۔ اور کہتے۔ کہ عرفات حرم سے باہر ہے۔ اور ہم حرم کے باشندے ہیں لہٰذا ہم وہاں نہیں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ کہ تم بھی وہاں سے لوٹ کر آیا کرو۔ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں۔ قریش نے دوسری عبادات کی طرح حج میں بھی بہت سی تبدیلیاں کر دی تھیں ایک یہ کہ لوگوں کو ننگا طواف کرنے کا حکم دیتے اور خود کپڑے پہن کر طواف کرتے اور کہتے ہم حرم کے رہنے والے پاک لوگ ہیں ہمارا لباس بھی پاک ہے اور تم گنہگار لوگ ہو تمہارے کپڑے بھی ناپاک ہیں تم اپنے کپڑے اتار کر طواف کرو اور ایک تبدیلی یہ کر رکھی تھی کہ خود عرفات نہ جاتے اور لوگوں کو عرفات جانے کا حکم دیتے۔ غرض یہ تھی کہ ہم لوگوں کے آنے سے پہلے پہلے فارغ ہو جائیں اور جب تک لوگ واپس آجائیں اس وقت تک ہم اپنی دوکانیں لگا لیں اور خوب تجارت کریں اور نفع کمائیں ۱۲۔

اَعَادَ الدُّعَاءَ فَاُجِيْبَ اِلٰى مَا سَاَلَ قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ تَبَسَّمَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ اِنَّ هٰذِهٖ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيْهَا فَمَا الَّذِىْ اَضْحَكَكَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ قَالَ اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِيْسَ لَمَّا عَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِىْ وَغَفَرَ لِاُمَّتِىْ اَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْثُوْهُ عَلٰى رَاْسِهٖ وَيَدْعُوْ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ فَاَضْحَكَنِىْ مَا رَاَيْتُ مِنْ جَزَعِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِىُّ فِىْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ نَحْوَهٗ۔

اس دن پچھلے پہر تو یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ جب مزدلفہ کی صبح ہوئی۔ تو پھر آپ نے اس دعا کا اعادہ کیا۔ تو پھر آپ کے سوال کو قبول کر لیا گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ یا کہا کہ تبسم کیا۔ تو حضرت ابو بکر اور عمر نے عرض کیا۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان اس وقت میں تو پہلے آپ نہیں ہنسا کرتے تھے۔ اللہ آپ کو ہنستا رکھے۔ آپ کی ہنسی کا کیا سبب ہے تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس نے جب جان لیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کر لیا ہے اور میری امت کو بخش دیا ہے۔ تو ان نے مٹی کی مٹھیاں بھر کر اپنے سر میں ڈالنی شروع کیں اور افسوس اور موت پکارنے لگا تو مجھے اس کی بے صبری دیکھ کر ہنسی آگئی۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور بیہقی نے بھی اسی طرح کتاب بعث و النشور میں روایت کیا ہے۔

انسانی طاقت سے باہر حقوق العباد معاف ہونگے لہ اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن کنانہ ضعیف ہے۔ لیکن اسکے اور بھی بہت سے شواہدات ہیں جن سے ان کو تقویت ملتی ہے۔ اور یہاں حقوق العباد سے وہ حقوق مراد ہیں جو انسان ادا نہیں کر سکتا۔ مثلاً یک آدمی کا مال کھا لیا تھا۔ اب وہ فوت ہو گیا ہے۔ یا کسی کی چوری کی تھی لیکن اب خود تنگدست ہے۔ ادا نہیں کر سکتا۔ یا قرضہ لیا اور اس کے ادا کرنے کی نیت تھی۔ لیکن موقعہ نہیں مل سکا۔ بہر حال یہاں وہ حقوق العباد مراد ہیں جو انسان کی طاقت سے باہر ہو گئے ہیں۔ مرقات ص ۱۲۰

بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۲۴۶۱۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۴۶۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيْدًا وَضَرْبًا لِلْاِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوْطِهِ اِلَيْهِمْ وَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ

عرفات اور مزدلفہ سے واپسی کا بیان

فصل اول

۲۴۶۱۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اسامہ بن زید سے سوال کیا گیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع میں عرفات سے مزدلفہ کو واپس ہونے تھے۔ تو کس طرح چلتے تھے تو اسامہ نے کہا۔ تیز رفتاری سے چلتے تھے۔ اور جب کھلی جگہ پا لیتے تو سواری کو دوڑاتے۔[1] متفق علیہ

۲۴۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ کے دن واپس آرہے تھے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے بڑا سخت ڈانٹ اور اونٹ کو مارنے کی آواز سنی۔ تو آپ نے ان کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ

ہر چیز کا لحاظ رکھنا چاہئے

[1] ترمذی کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد مالک۔ حمیدی۔ دارمی ابن جریر اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ آپ وقار اور سکینہ کو بھی ملحوظ رکھتے آئے۔ کہ جب بھیڑ یا رش سامنے آگیا۔ تو آہستہ چلے اور جب کوئی کھلی جگہ آگئی۔ تو سواری کو بھی دوڑا لیا کہ کیونکہ مغرب کی نماز عرفات میں تو پڑھی ہی نہیں جاتی۔ اس کو عشاء کے ساتھ ملا کر مزدلفہ میں جاکر پڑھنا تھا۔ اس لیے جلدی بھی تھی دونوں چیزوں کا آپ لحاظ رکھتے آئے۔ اسلام دین فطرت اور دین اعتدال ہے۔ اگر آدمی ذرا بھی غور کرے تو اسے اسلام کے مزاج کو جانتے ہوئے مسائل کی صحیح صورت کو دریافت کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے اسلام کے تمام احکام میں اصول یہ ہے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور جہاں تک ہوسکے دوسروں کو فائدہ پہنچائے اور کم از کم یہ ہے کہ ان کے لازمی حقوق ضرور پورے کرتا جائے ان میں کوتاہی نہ کرے ۱۲

عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيْضَاعِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۴۸۔ وَعَنْهُ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنًى فَكِلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۴۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِاِقَامَةٍ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلٰى اِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۵۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا

کیا۔ اور فرمایا اے لوگو تسلی سے آؤ۔ کہ اونٹوں کے دوڑانے میں کوئی نیکی نہیں ہے[1]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۰۴۸ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ حضرت اسامہ بن زید عرفات سے لے کر مزدلفہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھ کر آئے تھے۔ پھر مزدلفہ سے منیٰ تک آپ نے فضل بن عباس کو پیچھے بٹھایا تھا۔ یہ دونوں بیان کرتے تھے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک برابر لبیک کہتے رہے تھے[2]۔ متفق علیہ

۱۰۴۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا۔ ہر ایک کو علیحدہ اقامت سے پڑھا۔ اور ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نہیں پڑھے۔ اور نہ ہی ان کے بعد کوئی نفل وغیرہ پڑھا ہے[3]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا

۱۰۵۰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نمازیں ہمیشہ اپنے وقتوں پر پڑھا کرتے تھے سوائے

عرفات سے واپسی میں دوڑنا نیکی نہیں۔ [1] اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سواریوں کو دوڑانا یا خود بھاگنا کوئی نیکی نہیں ہے۔ بلکہ اصل نیکی یہ ہے۔ کہ احکام کی تعمیل اور ارکان حج کی صحیح طور پر تکمیل ہو جائے۔ اور حکم یہ ہے کہ کسی آدمی کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک کہنا تمام اماموں کے نزدیک مسلم ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور اس کے بعد خانہ کعبہ کا طواف کرنے تک اختلاف ہے۔

عرفات اور مزدلفہ کی نمازوں کا حکم۔ [3] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور یہ مضمون مسلم میں بھی ہے۔ تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی کر کے پڑھی جائیں گی عرفات میں عصر وقت سے پہلے اور مزدلفہ میں مغرب وقت کے بعد پڑھی جائیں۔ اور صرف دو تکبیر کہ اذان کیا جائے۔ نفل سنت نہ پڑھے جائیں۔ ۱۲

مِيقَاتِهِمَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۰۵۱- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

۱۰۵۲- وَعَنْهُ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوْا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهٗ حَتّٰى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِيْ يُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةُ وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ-

---

دو نمازوں کے مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں اور فجر کی نماز اس دن آپ نے وقت سے پہلے پڑھی[۱] متفق علیہ-

۱۰۵۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ میں بھی ان لوگوں میں سے تھا۔ جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات کو اپنے کمزور گھر والوں میں سے پہلے روانہ کر دیا تھا[۲] متفق علیہ-

۱۰۵۲- حضرت عبداللہ بن عباس اپنے بھائی فضل بن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آپ نے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح لوگوں کو کہا۔ جب کہ وہ واپس آ رہے تھے۔ تسلی سے آؤ۔ آرام سے آؤ۔ اور آپ نے اپنی اونٹنی کو روکا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ آپ وادی محسر میں داخل ہوئے۔ اور وہ منیٰ ہی کا حصہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ چھوٹی چھوٹی کنکریاں لے لو۔ جو کہ جمرہ کو ماری جائیں۔ اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ کو کنکریاں مارنے تک برابر لبیک کہتے رہے[۳]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا-

---

[۱] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ صبح کی نماز وقت سے پہلے پڑھنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ آپ نے صبح صادق کے ہوتے ہی نماز پڑھ لی۔ یعنی عام حالت میں جس وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس سے پہلے نماز پڑھ لی ۱۲-

مزدلفہ سے کب واپس آئے۔ [۲] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حکم یہ ہے۔ کہ مزدلفہ سے منیٰ کو اس وقت جائے۔ جب کہ سورج نکلنے کے قریب ہو۔ لیکن اس وقت پھر تمام جائیں گے۔ اور رش میں بیمار اور کمزور لوگوں کو تکلیف ہوگی۔ اس لئے عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ بیماروں اور نوکروں کو اجازت ہے۔ کہ وہ رات ہی کو منیٰ میں پہنچ جائیں۔ اور لوگوں کے آنے سے پیشتر کنکریاں مار کر فارغ ہو جائیں۔ تاکہ ان کو تکلیف نہ ہو ۱۲-

وادی محسّر میں تیز چلنا چاہیئے۔ [۳] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان نے اس مضمون کو بیان کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ وادی محسر سے تیزی سے گذر جانا چاہیئے۔ اگر سوار ہو تو اپنی سواری کو دوڑائے۔ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۰۵۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَفَاضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ وَعَلَیْہِ السَّکِیْنَۃُ وَاَمَرَھُمْ بِالسَّکِیْنَۃِ وَاَوْضَعَ فِیْ وَادِیْ مُحَسِّرٍ وَاَمَرَھُمْ اَنْ یَّرْمُوْا بِمِثْلِ حَصَی الْخَذْفِ وَقَالَ لَعَلِّیْ لَا اَرَاکُمْ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا لَمْ اَجِدْ ھٰذَا الْحَدِیْثَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ اِلَّا فِیْ جَامِعِ التِّرْمِذِیِّ مَعَ تَقْدِیْمٍ وَتَاْخِیْرٍ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۰۵۴ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَیْسِ بْنِ مَخْرَمَۃَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَاھِلِیَّۃِ کَانُوْا یَدْفَعُوْنَ مِنْ عَرَفَۃَ حِیْنَ تَکُوْنُ الشَّمْسُ کَاَنَّھَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ فِیْ وُجُوْھِھِمْ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ وَمِنَ الْمُزْدَلِفَۃِ بَعْدَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ حِیْنَ تَکُوْنُ کَاَنَّھَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ فِیْ وُجُوْھِھِمْ

۱۰۵۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے واپس ہوئے۔ تو بالکل آرام سے آئے۔ اور لوگوں کو بھی یہی کہتے تھے۔ کہ آرام سے آؤ۔ البتہ وادی محسّر میں آپ نے اپنی اونٹنی کو تیز چلایا۔ اور لوگوں کو حکم دیا۔ کہ وہ خذف کی کنکریوں کے برابر کنکریاں ماریں اور فرمایا۔ شائد میں تم کو اس سال کے بعد پھر نہیں دیکھوں گا۔ میں نے اس حدیث کو صحیحین میں نہیں پایا۔ مگر جامع ترمذی میں کچھ تقدیم تاخیر سے پایا ہے۔

فصل دوم

۱۰۵۴۔ محمد بن قیس بن مخرمہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ اور فرمایا کہ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ عرفہ سے اس وقت واپس آتے تھے۔ جبکہ سورج اندر باہر ہوتا۔ نصف باہر ہوتا۔ گویا کہ وہ آدمی کی پگڑی ہے۔ اور لوگوں کی نظروں کے سامنے ہوتا۔ لیکن ابھی غروب نہ ہوتا۔ اور مزدلفہ سے سورج چڑھ آنے کے بعد واپس ہوتے۔ جبکہ نصف سورج باہر آجاتا۔ گویا کہ وہ آدمی کی پگڑی ہے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور اگر پیدل ہو تو تیزی سے چلے یہ وادی محسر وہی جگہ ہے۔ جہاں ہاتھیوں کے لشکر کو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں سے تباہ کرایا تھا۔ اور یہ جگہ جہاں سے تیزی سے گذرنا ہے۔ تھوڑی ہے۔ کوئی زیادہ نہیں ہے۔

حجۃ الوداع میں دین مکمل ہو گیا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ؔ۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ میں آئندہ سال تک اس دنیا میں نہیں رہوں گا کیونکہ الیوم اکملت لکم دینکم کی آیت ایک دن پہلے نازل ہو چکی تھی۔ غرضا آپ نے بھی اور حضرت ابوبکر صدیق نے بھی یہی مطلب سمجھا تھا۔ کہ اب زیادہ دیر دنیا میں نہیں ٹھہریں گے۔ اور اس دن کے بعد آپ صرف دو مہینے اور بیس دن تندرست رہے۔ اس کے بعد آپ کی آخری بیماری شروع ہو گئی۔ کنکریاں چنے یا لوبیا کے دانے کے برابر مارنی چاہئیں بعض بیوقوف لوگ بڑے بڑے پتھر اور جوتے وغیرہ مارتے ہیں۔ یہ خلاف سنت ہے۔ ۱۲۔

وَاَنَّا لَا نَدْفَعُ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَنَدْفَعُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ هَدْيُنَا مُخَالِفٌ لِهَدْيِ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالشِّرْكِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ خَطَبَنَا وَسَاقَ نَحْوَهُ۔

۱۰۵۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ اُغَيْلِمَةَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلٰى حُمُرَاتٍ فَجَعَلَ يَلْطَخُ اَفْخَاذَنَا وَيَقُوْلُ اُبَيْنِيَّ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۰۵۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُمِّ سَلَمَةَ لَيْلَةَ النَّحْرِ فَرَمَتِ الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ مَضَتْ فَاَفَاضَتْ وَكَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْيَوْمَ الَّذِيْ يَكُوْنُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اور لوگوں کی نظروں کے سامنے آجاتا۔ اور ہم عرفہ سے سورج غروب ہونے کے بعد واپس آتے ہیں۔ اور مزدلفہ سے سورج چڑھنے سے پہلے واپس ہوتے ہیں۔ ہمارا طریقہ بت پوجنے والوں اور مشرکوں کے طریقہ سے مختلف ہے[1]۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم کو خطبہ دیا۔ اور باقی حدیث اسی طرح بیان کی۔

۱۰۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مزدلفہ کی رات بنو عبدالمطلب کے بچوں کے ہمراہ پہلے بھیج دیا تھا۔ آپ ہمارے چوتڑوں پر ملتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ اے میرے چھوٹے چھوٹے بچو سورج نکلنے کے بعد جمرہ کو کنکریاں مارنا[2]۔ اسکو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ کو قربانی کی رات کو بھیج دیا تھا۔ تو انھوں نے فجر سے پہلے کنکریاں ماریں۔ پھر چلی آئیں۔ اور طواف افاضہ کیا۔ اور یہ وہ دن تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن حضرت ام سلمہ کے

عرفات اور مزدلفہ سے کب واپسی ہو۔

[1] اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قریش عرفات سے اس وقت واپس ہوتے تھے۔ جب سورج غروب ہونے کے قریب اندر باہر ہوتا۔ اور مزدلفہ سے منی کو اس وقت آتے۔ جب سورج نکل رہا ہوتا۔ اور اندر باہر ہوتا۔ اسلام کا حکم یہ ہے۔ کہ عرفات سے سورج غروب ہونے کے بعد چلو اور مزدلفہ سے سورج نکلنے سے پہلے چلے آؤ۔ ۱۲

کنکریاں سورج نکلنے کے بعد مارو۔

[2] اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنکریاں دس تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے نہیں مارنی چاہئیں۔ بلکہ سورج نکلنے کے بعد مارے۔ رات کو آنے والوں کو اتنا فائدہ ہوگا۔ کہ مزدلفہ کی تین کوس کی مسافت طے کرتے آنے والوں سے ذرا پہلے فارغ ہو جائیں گے ۱۲۔

وَسَلَّمَ عِنْدَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۵۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يُلَبِّي الْمُقِيْمُ اَوِ الْمُعْتَمِرُ حَتّٰى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ وَرُوِيَ مَوْقُوْفًا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۵۸۔ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الشَّرِيْدَ يَقُوْلُ اَفَضْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا مَسَّتْ قَدَمَاهُ الْاَرْضَ حَتّٰى اَتٰى جَمْعًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۵۹۔ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوْسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ سَاَلَ

پاس رکھتے [۱] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۰۵۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ مقیم اور عمرہ کرنیوالا اس وقت تک لبیک کہتا ہے۔ جب تک کہ حجراسود کو بوسہ دے [۲] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور کہا اور یہ حدیث ابن عباس پر موقوف روایت کی گئی ہے۔

فصل سوم

۱۰۵۸۔ یعقوب بن عاصم بن عروہ سے روایت ہے۔ کہ انھوں نے شرید سے سنا کہ وہ کہتے تھے۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ سے واپس ہوا تھا۔ مزدلفہ آنے تک آپ کے قدم زمین پر نہیں لگے [۳] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۰۵۹۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ مجھ کو سالم نے خبر دی کہ حجاج بن یوسف جس سال عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ پر آیا۔ تو اس نے

معذور صبح سے پہلے کنکریاں مار لیں۔ [۱] اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند بہت اچھی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو صبح سے پہلے بھی رات کو کنکریاں مار لینا جائز ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ سورج نکلنے کے بعد ماریں۔ امام شافعی نے اسی حدیث سے استدلال کر کے کہا ہے۔ کہ رمی جمار صبح سے پہلے بھی جائز ہے۔ ۱۲

لبیک کس وقت تک کہنا چاہیے۔ [۲] اس حدیث کو شافعی۔ بیہقی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں مقیم سے مراد مکہ کا رہنے والا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عمرہ کرنے والا حجراسود کو بوسہ دینے تک لبیک کہے۔ اور حج کرنے والا جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک کہے۔ اور بعض نے حاجی کے لئے بھی طواف افاضہ میں حجراسود کے بوسہ تک لبیک کہنے کو اختیار کیا ہے اور فصل اول میں جو ابن عباس کی حدیث گذر چکی ہے۔ اس حدیث کو اس حدیث پر ترجیح دی ہے ۱۲

عرفات سے سواری پر واپسی۔ [۳] اس روایت میں شرید بن سوید راوی ہے۔ ان کا حاشیہ صفحہ (گذشتہ)

عَبْدَ اللّٰهِ كَيْفَ نَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ يَتَّبِعُونَ ذٰلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

عبداللہ بن عمر سے سوال کیا کہ ہم وقوف کے دن کھڑا ہونے کے متعلق کس طرح کریں۔ تو ان کے بیٹے سالم نے کہا۔ اگر سنت کے مطابق چاہتے ہو تو عرفہ کے دن دوپہر کے وقت نماز پڑھو۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ یہ سچ کہتا ہے۔ کہ صحابہ ظہر اور عصر کی نماز سنت طریقہ کے مطابق جمع کر کے پڑھا کرتے تھے۔ ابن شہاب نے کہا کہ میں نے سالم سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے تو سالم نے کہا کہ لوگ اس جمع کرنے میں آپ ہی کی سنت کی تو پیروی کرتے ہیں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) مطلب یہ ہے کہ آپ عرفات سے جب واپس آئے۔ تو سواری پر واپس آئے۔ آپ ایک قدم بھی پیدل چل کر نہیں آئے۔ ویسے آپ کا وضو ٹوٹ گیا تھا۔ آپ سواری سے نیچے اترے تھے۔ اور وضو کیا تھا جیسا کہ حضرت اسامہ جو اس وقت آپ کے پیچھے تھے۔ بیان کرتے ہیں۔

عرفات میں ظہر و عصر کی نمازیں سورج ڈھلے پڑھیں (حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ اس حدیث کو نسائی نے بھی موصولاً روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ عرفات کے میدان میں سورج ڈھلتے ہی بالکل اول وقت میں ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں اکٹھی کر کے پڑھی جائیں حضرت سالم نے فتویٰ دیا ہے۔ اور ان کے باپ حضرت عبداللہ بن عمر نے ان کی تصدیق فرمائی۔ ۱۲

بَابُ رَمْیِ الْجِمَارِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۶۰ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْمِیْ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ یَوْمَ النَّحْرِ وَیَقُوْلُ لِتَاْخُذُوْا مَنَاسِکَکُمْ فَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِیْ ھٰذِہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۶۱ وَعَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَمَی الْجَمْرَۃَ بِمِثْلِ حَصَی الْخَذْفِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

کنکر مارنے کا بیان

فصل اول

۱۰۶۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ وہ قربانی کے دن اپنی سواری پر بیٹھ کر کنکریاں[1] مار رہے تھے۔ اور فرمارہے تھے۔ حج کے طریقے مجھ سے اچھی طرح سیکھ لینا۔ میں نہیں جانتا۔ کہ میں اس سال کے بعد کوئی دوسرا حج نہ کر سکوں[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۶۱۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ کہ آپ خذف کی کنکریوں کے برابر جمرہ کو کنکریاں مار رہے تھے[3]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

---

[1] اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ کنکریاں سوار ہو کر بھی ماری جا سکتی ہیں ۱۲

[2] اس کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ کنکریاں بالکل چھوٹی ہونی چاہئیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا کہ لوگو! مجھ سے حج کے احکام سیکھ لو شاید میں آئندہ سال حج نہ کر سکوں" اس بنا پر تھا کہ جب اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی کہ آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا" تو رسول اللہ کو معلوم ہو گیا کہ اب دنیا میں میرا قیام تھوڑی ہی مدت ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس آیت سے یہی سمجھا کیونکہ جب دین مکمل ہو گیا تو پھر آنحضرت کے دنیا میں رہنے کا کوئی مقصد نہ تھا۔ اور پھر واقعی آنحضرت اس کے بعد صرف اکاسی دن دنیا میں رہے اسی لیے اس حج کا نام حجۃ الوداع ہوا۔ ۱۲

۱۰۶۲ وَعَنْهُ قَالَ رَمٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَۃَ یَوْمَ النَّحْرِ ضُحًی وَاَمَّا بَعْدَ ذٰلِکَ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۰۶۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ انْتَہٰی اِلَی الْجَمْرَۃِ الْکُبْرٰی فَجَعَلَ الْبَیْتَ عَنْ یَّسَارِہٖ وَمِنًی عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَرَمٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُّکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا رَمَی الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۰۶۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَّرَمْیُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَّالسَّعْیُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ تَوٌّ وَّالطَّوَافُ تَوٌّ وَّاِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۶۲ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن تو جمرہ کو چاشت کے وقت کنکریاں ماریں۔ اور اس کے بعد دوسرے دنوں میں اس وقت مارتے رہے۔ جبکہ سورج ڈھل جاتا[1]۔ متفق علیہ

۱۰۶۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ وہ جمرۂ کبریٰ (عقبیٰ) کے پاس پہنچے۔ اور بیت اللہ شریف کو اپنے بائیں ہاتھ رکھا۔ اور منیٰ کو اپنے دائیں ہاتھ اور سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ آپ تکبیر کہتے تھے۔ پھر کہا۔ اسی طرح کنکریاں ماری تھیں۔ اس نے جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی[2]۔ متفق علیہ۔

۱۰۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ استنجا کے ڈھیلے طاق ہیں۔ اور کنکریاں مارنا طاق ہیں۔ اور صفا مروہ کی دوڑ طاق ہے۔ اور بیت اللہ کا طواف طاق ہے۔ اور جب کوئی تم میں سے استنجا کرے۔ تو طاق ڈھیلے سے کرے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

کنکریاں مارنے کا وقت کیا ہے:۔ [1] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا سب سے افضل وقت چاشت کا وقت ہے۔ اور سورج نکلنے کے بعد کنکریاں مار لینا بھی اچھا ہے۔ البتہ صبح صادق کے بعد سورج نکلنے کے پہلے جائز تو ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے۔ اور طلوع فجر سے پہلے عورتوں کو کنکریاں مار لینا جائز ہے۔ دوسروں کو قطعاً نہیں۔ ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ جمرہ کبریٰ کو جمرہ عقبیٰ بھی کہتے ہیں۔ سورہ بقرہ کا نام اس لئے لیا۔ کہ عام طور پر مناسک حج اسی میں نازل ہوئے ہیں۔ جمرہ عقبہ کے تین پہلو سامنے ہیں۔ اور چوتھے پہلو کے پیچھے پہاڑی ہے۔ اس طرف سے تو کنکر نہیں مارے جا سکتے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۰۶۵۔ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلٰى نَاقَةٍ صَهْبَاءَ لَيْسَ ضَرْبٌ وَلَا طَرْدٌ وَلَيْسَ قِيْلَ إِلَيْكَ إِلَيْكَ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۰۶۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ رَمْيُ الْجِمَارِ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۶۷۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَبْنِيْ لَكَ بِنَاءً يُظِلُّكَ بِمِنًى قَالَ لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ

فصل دوم

۱۰۶۵۔ قدامہ بن عبداللہ بن عمار نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کے دن کنکریاں مارتے دیکھا ہے آپ ایک سرخی مائل سفید اونٹنی پر سوار تھے۔ نہ تو وہاں کسی کو مارنا تھا۔ اور نہ ہانکنا اور نہ بچ جاؤ۔ بچ جاؤ کی آوازیں۔ اسکو شافعی۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۰۶۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمروں پر کنکر مارنا۔ اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ لگانا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر قائم کرنے کے لئے ہے۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۰۶۷۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہتی ہیں کہ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا ہم آپ کے لئے منی میں ایک چھپر نہ بنا دیں جس

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور تین پہلوؤں میں سے مشرقی اور مغربی پہلو تنگ ہیں۔ ادھر بھی کنکریاں نہیں ماری جا سکتیں۔ البتہ جنوبی جانب عریض اور مسطح ہے۔ اور اسی کے سامنے کھلا میدان ہے۔ جہاں لوگ کھڑے ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا اسی جانب کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر پڑھی جاتی ہے۔ ۱۲

سے یہ حدیث صرف مسلم میں ہے۔ اور کسی کتاب میں نہیں ہے۔ ۱۲

کنکریاں آرام اور سکون سے مارے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) لے اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ آپ نے کسی کو تنگ نہیں کیا۔ کسی کو نہیں ہٹایا۔ اور نہ دھکیلا۔ بس نہایت آرام اور سکون سے کنکریاں ماریں ۱۲

کنکر مارنا اور دوڑنا کیوں عبادت ہے۔ سے اس حدیث کو حاکم اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کنکریاں مارنا اور صفا مروہ میں دوڑنا کیا تماشا ہے۔ یہ کوئی عبادت ہے؟ تو آپ نے اس کی وضاحت کر دی۔ کہ یہ صرف (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارَمِیُّ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۶۸۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ وُقُوْفًا طَوِیْلًا یُکَبِّرُ اللّٰہَ وَ یُسَبِّحُہٗ وَیَحْمَدُہٗ وَیَدْعُو اللّٰہَ وَلَا یَقِفُ عِنْدَ جَمْرَۃِ الْعَقَبَۃِ۔ رَوَاہُ مَالِکٌ۔

کے سامنے میں آپ آرام کر سکیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ نہیں کیونکہ منی اس آدمی کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے۔ جو وہاں پہلے پہنچ جائے۔ اسکو ترمذی دارمی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۰۶۸۔ حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر پہلے دونوں جمروں (جمرہ دنیا اور جمرہ وسطی) کے پاس تو کافی دیر تک کھڑے ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی تکبیریں کہتے رہتے۔ اور تسبیحیں پڑھتے۔ حمد بیان کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے۔ اور جمرہ عقبیٰ کے پاس آپ کھڑے نہیں ہوا کرتے تھے۔ اسکو مالک نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اس پس منظر کی یادگار ہے۔ جس میں خدا پرستی کی حد ہو گئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو اس وقت کنکریاں ماری تھیں۔ جب کہ وہ ان کو حکم الٰہی کی تعمیل سے روکنے کے لئے آیا تھا۔ اور صفا مروہ کی دوڑ اس وقت کی یادگار ہے۔ جب کہ حضرت اسمٰعیل بھوک پیاس سے بلبلا رہے تھے۔ تو دیکھو کہ خدا کی رحمت کس طرح بے آب و گیاہ جنگل میں اگی تھی۔ اس جذبہ کو بیدار رکھنے اور پیدا کرنے کے لئے یہ کام حج کے ارکان میں رکھے گئے ہیں۔ اور پھر ان کی ادائیگی کے وقت بھی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا ہے۔ دعائیں ہوتی ہیں۔ اور تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ منی کا میدان وقف ہے۔ جو وہاں جاکر پہلے ڈیرا لگالے۔ وہ جگہ اسی کی ہے۔ ۱۲

ف۲ اس کی سند نہایت ہی اچھی ہے۔ اور اس کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند بھی اچھی ہے۔ ۱۲

بَابُ الْهَدْيِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۶۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَاَشْعَرَهَا فِيْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْاَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۰۷۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً اِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَهَا

قربانی کا بیان

فصل اول

۱۰۶۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔ پھر آپ نے اپنی اونٹنی منگائی۔ اور اس کی کوہان کے دائیں طرف شعار کیا۔ اور اس سے خون کو پونچھ ڈالا۔ اور اس کے گلے میں دو جوتیاں کے ہار پہنا دیے پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر بیداء پر کھڑی ہو گئی۔ تو آپ نے حج کے ساتھ آواز بلند کی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کی طرف بکری کی ہدی (قربانی) بھیجی۔ تو اس

اونٹ کا اشعار کرنا سنت ہے۔ ؎۱ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اشعار یہ ہے۔ کہ اونٹ یا اونٹنی کے کوہان کے دائیں جانب معمولی سا زخم لگا دیا جائے۔ اور اس سے جو خون نکلے۔ اس سے جوتے کے نشان اس کے جسم پر لگا دیے جائیں۔ اور یہ جائز ہے جمہور کا یہی قول ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی کراہت نقل کی گئی ہے۔ لیکن ان کے بعض شاگردوں نے تصریح کی ہے۔ کہ امام صاحب نے اپنے زمانہ کے شعار کو مکروہ فرمایا ہے کہ وہ لوگ بہت زیادہ گہرا زخم لگاتے تھے جس سے اونٹ مجروح ہو جاتا۔ ورنہ مطلق شعار کو آپ نے مکروہ نہیں کہا ۱۲۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۷۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۰۷۲۔ وَعَنْهُ قَالَ نَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ بَقَرَةً فِي حَجَّتِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۷۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَأَهْدَاهَا فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ أُحِلَّ لَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۷۴۔ وَعَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِي ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کے گلے میں ہار ڈالا۔ متفق علیہ۔

۱۰۷۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے حجۃ الوداع میں ایک گائے قربانی میں ذبح کی تھی[۱]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۷۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے اپنے حج میں ایک گائے ذبح کی تھی[۲]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ میں نے اپنے ہاتھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی اونٹنی کے لئے ہار بٹا ہے۔ پھر وہ ہار آپ نے اس کے گلے میں ڈالا۔ اور اس کو شعار کیا اور اس کو ہدی بنا کر بھیج دیا پھر آپ پر کوئی ایسی چیز حرام نہیں ہوئی۔ جو پہلے آپ کے لئے حلال تھی۔ متفق علیہ۔

۱۰۷۴۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہتی ہیں۔ کہ میں نے اس اونٹنی کے لئے اون کا ہار بٹا تھا۔ جو کہ میرے پاس پڑی ہوئی تھی۔ پھر اس اونٹنی کو میرے

---

[۱] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کا مضمون بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بکری کی ہدی بھی صحیح ہے اور اس کی گردن میں ہار ڈال دینا چاہیئے۔ اور بکری کے لئے شعار نہیں ہے۔ ۱۲۔

بیوی کی طرف سے علیحدہ قربانی کرنا [۲] یہ حدیثیں صرف مسلم میں ہیں۔ بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ کہ قربانی کے دن کوئی آدمی ہمارے پاس گائے کا گوشت لے کر آیا۔ میں نے پوچھا یہ گوشت کیسا ہے۔ تو اس نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت نے حجۃ الوداع میں اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی ذبح کی۔ ۱۲۔

اونٹ کے لیے شعار اور تقلید دونوں ہیں۔ [۳] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۰۷۵۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا یَسُوْقُ بَدَنَۃً فَقَالَ ارْکَبْھَا فَقَالَ اِنَّھَا بَدَنَۃٌ قَالَ ارْکَبْھَا قَالَ اِنَّھَا بَدَنَۃٌ قَالَ ارْکَبْھَا وَیْلَکَ فِی الثَّانِیَۃِ اَوِ الثَّالِثَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۱۰۷۶۔ وَعَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ سُئِلَ عَنْ رُکُوْبِ الْھَدْیِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ارْکَبْھَا بِالْمَعْرُوْفِ اِذَا اُلْجِئْتَ اِلَیْھَا حَتّٰی تَجِدَ ظَھْرًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۱۰۷۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّ عَشَرَ بَدَنَۃً مَعَ رَجُلٍ وَاَمَّرَہٗ فِیْھَا فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ اَصْنَعُ بِمَا اُبْدِعَ عَلَیَّ مِنْھَا قَالَ انْحَرْھَا

۱۰۷۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا۔ جو قربانی کی اونٹنی کو ہانک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اسپر سوار ہو جا۔ اس نے کہا یہ قربانی کی اونٹنی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس پر سوار ہو جا۔ اس نے دوبارہ کہا۔ یہ قربانی کی اونٹنی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تجھ پر افسوس اسپر سوار ہو جا۔ دوسری مرتبہ میں فرمایا۔ یا تیسری مرتبہ[۵۵] متفق علیہ

۱۰۷۶۔ ابوزبیر نے کہا۔ کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ سے قربانی کے جانور پر سواری کرنے کے متعلق پوچھا گیا تھا کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ جب تو مجبور ہو جائے۔ تو دوسری سواری ملنے تک اسپر اچھی طرح سے سواری کرتا جا[۵۶]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۷۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ اونٹنیاں ایک آدمی کے ہمراہ قربانی کے لئے مکہ مکرمہ بھیجیں۔ اور ان قربانیوں پر اسکو امیر بنایا۔ تو اس نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اگر کوئی اونٹ چلنے سے رہ جائے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کا مضمون بیان کیا ہے۔ اونٹ کو شعار بھی کیا جاتا ہے۔ اور گلے میں ٹوٹی ہوئی جوتی ہار کے طور پر گلے میں ڈال دی جاتی ہے۔ اور گائے بکری کے لئے شعار نہیں ہے۔ اور ہار ان کے گلے میں بھی ڈالا جاتا ہے۔ اور اگر آدمی قربانی خانہ کعبہ بھیجدے تو اس سے آدمی پر احرام وغیرہ کی کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ ۱۲

۵۵ یہ ۱۰ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۵۵ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے جانور پر ضرورت کے وقت سواری کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں اس کی اور وضاحت ہو رہی ہے۔ ۱۲

۵۶ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲

ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَيْهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهَا عَلَى صَفْحَتِهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۷۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۰۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَتَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۸۰۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ أَتَصَدَّقَ

تو اس کے متعلق میں کیا کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسکو ذبح کر ڈال۔ پھر اس کی جوتیاں اس کے خون میں رنگ کر اس کے پہلو پر لگا دے اور اس سے تو اور تیرے ساتھی کچھ نہ کھائیں[۱] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۷۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے سال اونٹ کو سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کیا۔ اور گائے کو بھی سات آدمیوں کی طرف سے[۲]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۷۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ وہ ایک آدمی کے پاس آئے۔ جو اونٹ کو بٹھا کر ذبح کر رہا تھا۔ تو آپ نے کہا کھڑا کرے اسکو۔ اور اس کا پاؤں باندھ۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لازم پکڑ[۳]۔ متفق علیہ

۱۰۸۰۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں کی نگرانی

قربانی اگر مکہ نہ پہنچ سکے تو راہ میں ذبح کر دو۔ [۱] اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ قربانی کی اونٹنیاں لے جانے والا ناجیہ خزاعی تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چراگاہ میں چرایا کرتا تھا۔ یہی جوتیاں جو اس کے گلے میں ہار کے طور پر ڈالی تھیں۔ اتار کر خون آلود کر کے اس کے جسم پر جگہ جگہ ماردی جائیں۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ یہ قربانی کا جانور ہے۔ جو ذبح ہو گیا۔ تو وہ اس کو کھالیں گے۔ قربانی کا گوشت امیر۔ غریب اپنے۔ بیگانے سب کو کھانا جائز ہے۔ ان کو اسلئے منع کر دیا۔ کہ تھک جانے کا بہانہ کر کے گوشت کھانے کے لئے جانور ذبح نہ کر دیں۔

قربانی پورا جانور ذبح کرنا ہر آدمی پر فرض نہیں [۲] اس حدیث کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ گائے اور اونٹ میں سات آدمی قربانی میں شریک ہو سکتے ہیں یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ہر آدمی پورا ایک جانور ذبح کرے۔ [۳]

(بقیہ صفحہ آئندہ)

بِلُحُوْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَاَجِلَّتِهَا وَاَنْ لَّا اُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٨١ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا لَا نَاْكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلٰثٍ فَرَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَاَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١٠٨٢ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْدٰى عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ هَدَايَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَلًا كَانَ لِاَبِيْ جَهْلٍ فِيْ رَاْسِهِ بُرَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ يَغِيْظُ بِذٰلِكَ الْمُشْرِكِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

کروں۔ اور ان کے گوشت اور چمڑوں اور انکے جھول تقسیم کر دوں۔ اور یہ کہ میں قصاب کو اس کی اجرت اس میں سے نہ دوں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ ہم اپنے پاس سے دیں گے۔ متفق علیہ[۵]

۱۰۸۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہیں کھایا کرتے تھے۔ پھر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دے دی۔ اور فرمایا کھاؤ اور ذخیرہ کرو۔ پھر ہم نے کھایا بھی اور ذخیرہ بھی کیا۔ متفق علیہ[۶]

فصل دوم

۱۰۸۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال قربانی بھیجی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں میں ابوجہل والا اونٹ بھی تھا۔ اس کے ناک کے نتھنے میں چاندی کا حلقہ تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سونے کا حلقہ تھا۔ آپ اس سے مشرکوں کو غصہ دلانا چاہتے تھے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا[۷]

اونٹ ذبح کرنے کا سنت طریقہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۵] اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔

سنت یہ ہے۔ کہ اونٹ کو قبلہ رخ کھڑا کیا جائے۔ اور اس کا بایاں پاؤں باندھ کر اس کے سینہ میں تکبیر پڑھ کر اور اللہ کا نام لے کر نیزہ مارا جائے۔ خون نکلنے سے آخر وہ خود گر پڑے گا۔ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ امام ابوحنیفہ دونوں طرح جائز اور برابر سمجھتے ہیں۔ چاہے تو اس کو کھڑا کر کے ذبح کرے۔ اور چاہے تو بٹھا کر یا لٹا کر ذبح کرے۔ ۱۲

قصاب کو اجرت علیحدہ دی جائے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۶] ترمذی کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

قربانی کی ہر چیز اللہ کے راہ میں دے دینی چاہیئے۔ گوشت بھی رسہ بھی۔ چمڑا بھی۔ پالان بھی البتہ جس طرح قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے۔ اسی طرح اس کی کھال کو اپنے استعمال میں بھی لا سکتا ہے۔ البتہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھانا حرام ہے۔ اور قصاب کو اجرت میں گوشت یا چمڑا دینا منع ہے۔ ویسے اگر وہ مسکین ہو تو اس کو کھال دی جا سکتی ہے۔ لیکن مسکین کی حیثیت سے نہ کہ (بقیہ صفحہ آئندہ)

١٠٨٣- وَعَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ قَالَ انْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ خَلِّ بَيْنَ النَّاسِ وَبَيْنَهَا فَيَأْكُلُوْنَهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ نَاجِيَةَ الْأَسْلَمِيِّ۔

١٠٨٤- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمُ الْقَرِّ قَالَ ثَوْرٌ وَهُوَ الْيَوْمُ الثَّانِيْ قَالَ وَقُرِّبَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَنَاتٌ خَمْسٌ أَوْ سِتٌّ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ إِلَيْهِ بِأَيَّتِهِنَّ يَبْدَأُ قَالَ فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا قَالَ فَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ خَفِيَّةٍ لَمْ أَفْهَمْهَا فَقُلْتُ مَا قَالَ قَالَ مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَذُكِرَ حَدِيْثُ

١٠٨٣- ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اگر میری کوئی اونٹنی عاجز آجائے۔ تھک جائے تو میں اسکو کیا کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسکو ذبح کردے۔ پھر اس کی جوتی اس کے خون میں تر کرکے اس کے جسم پر مار دے پھر اسکو لوگوں کیلئے چھوڑ دے۔ کہ وہ اسکو کھالیں[1]۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور اسکو ابوداؤد اور دارمی نے ناجیہ اسلمی سے روایت کیا ہے

١٠٨٤- عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام دنوں سے بڑا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا دن ہے۔ پھر آرام کرنے کا دن ثور نے کہا۔ قر کا دن قربانی کے دن سے دوسرا دن ہے۔ عبداللہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانچ یا چھ اونٹنیاں لائی گئیں۔ وہ اونٹنیاں ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر آنحضرت کے قریب آتی تھیں کہ آپ پہلے اس کو ذبح کریں۔ راوی نے کہا۔ کہ جب اونٹنیاں اپنی کروٹوں پر گر پڑیں۔ تو آپ نے ایک بات آہستہ سے کہہ دی۔ جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے کسی سے پوچھا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اجرت میں اور اسی طرح گوشت بھی ان کو مسلمان کی حیثیت سے دیا جائے۔ اجرت میں نہ دیا جائے۔ ١٢

قربانی کا گوشت جبتک چاہو کھاؤ۔ سلہ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابتدا ہجرت میں لوگ بہت غریب تھے۔ قربانی کم ہوتی تھی۔ آپ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے اور کھانے سے منع کردیا۔ جب لوگ دولتمند ہوگئے۔ اور قربانی عام ہونے لگی۔ تو پھر ذخیرہ کرنے اور خشک کرنے کی اجازت بھی دیدی۔ بشرطیکہ کوئی مسلمان گوشت سے محروم نہ رہ جائے ١٢۔

سلہ ابوجہل کا اونٹ بدر کے دن مسلمانوں کے ہاتھ آگیا تھا۔ اس کے ناک میں سونے کا حلقہ ڈالا ہوا تھا۔ اور بڑا قد آور تھا۔ آپ نے اس اونٹ کو مکہ مکرمہ قربانی کے لئے بھیجا۔ تاکہ مشرک لوگ دیکھ کر جلیں۔ اور اس کی مثال قرآن مجید میں بھی ہے۔ لیغیظ بہم الکفار۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) سلہ اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ یہ وہی حدیث ہے۔ جو فصل اول میں عبداللہ بن عباس کی روایت سے گذر چکی ہے۔ اور اس کا مطلب یہاں بیان ہوچکا ہے ١٢

ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ فِي بَابِ الْأُضْحِيَّةِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۸۵۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِيَ قَالَ كُلُوْا وَأَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۸۶ وَعَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِهَا أَنْ

کہ آپ نے کیا کہا ہے۔ تو اس نے کہا آپ نے فرمایا ہے۔ جو آدمی چاہے۔ ان میں سے گوشت کاٹ کر لے جائے[۱]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ابن عباس اور جابر کی حدیثیں باب الاضحیہ میں بیان ہو چکی ہیں۔

فصل سوم

۱۰۸۵۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی تم میں سے قربانی کرے۔ اس کے گھر میں اس کے گوشت میں سے کوئی چیز تیسرے دن کے بعد نہیں رہنی چاہیئے۔ پھر جب آئندہ سال آیا۔ تو لوگوں نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول کیا ہم اسی طرح کریں۔ جیسے کہ ہم نے پچھلے سال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ خود بھی کھاؤ۔ اور وں کو بھی کھلاؤ۔ اور ذخیرہ بھی کرو۔ کیونکہ وہ سال ایسا تھا۔ کہ لوگوں کو اس میں تکلیف تھی۔ اس لئے میں نے حکم دیا تھا۔ کہ اس طرح غریبوں کی مدد ہو جائے گی[۲]۔ متفق علیہ۔

۱۰۸۶۔ نبیشہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تم کو منع کیا تھا۔ کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت

آنحضرت کا ایک معجزہ۔ [۱] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ عبداللہ بن قرط کا کفر کے زمانہ میں نام شیطان تھا۔ جب یہ مسلمان ہو گئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ منیٰ میں عید کے بعد کا دن یوم القر کہلاتا ہے۔ یعنی منی میں قرار پکڑنے اور آرام کرنے کا دن۔ اونٹنیاں جو ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر آتی تھیں۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔ چونکہ مکہ میں عام قربانی ہوتی ہے اس لیئے ہر ایک کو اجازت ہے۔ کہ جتنا گوشت کوئی اٹھا کر لے جانا چاہے۔ لے جائے۔ باقی قربانگاہ میں پڑا رہنے دے۔

[۲] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ گوشت کا ذخیرہ کرنا اور اس کو خشک کر لینا یا وڑیاں بنا لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ قربانی کے گوشت سے دوسرے لوگ محروم نہ رہیں۔ ۱۲

تَأْكُلُوْهَا فَوْقَ ثَلٰثٍ لِكَيْ تَسَعَكُمْ جَاءَ اللّٰهُ بِالسَّعَةِ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَائْتَجِرُوْا اَلَا وَاِنَّ هٰذِهِ الْاَيَّامَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

بَابُ الْحَلْقِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۸۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَاْسَهٗ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاُنَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نہ کھاؤ۔ تاکہ تم کو فراخی ہو جاتے۔ اب اللہ تعالیٰ ویسے ہی فراخی لے آئے ہیں۔ سو اب کھاؤ۔ اور ذخیرہ کرو۔ اور ثواب حاصل کرو۔ سن لو۔ یہ دن کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

سر منڈانے کا بیان

فصل اول

۱۰۸۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ میں سے بھی کچھ لوگوں نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا۔ اور بعض نے اپنے بال کترائے۔ متفق علیہ

قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے۔ ۵۱ اس کی سند کے روای ثقہ ہیں۔ اور اس کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اس کو مختصر بیان کیا ہے۔ یہ حدیث اس حدیث کی ناسخ ہے۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمائی تھی۔

حج میں سر منڈانا افضل ہے۔ ۵۲ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ حج میں سر کا منڈانا اور بال کترانا دونوں جائز ہیں۔ لیکن سر کا منڈانا بہت ہی افضل ہے جیسے آئندہ ابن عمر کی حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ عورتوں کے لئے سر منڈانے کا حکم نہیں ہے۔ ان کے لئے بال کٹانے کا حکم ہے۔ دو پیچھے سے ایک یا دو انگل قینچی سے بال کاٹ ڈالیں۔ اور مرد اگر سر منڈائے۔ تو پھر پورا منڈائے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک جانب سے تھوڑے سے بال مونڈ ڈالے۔ ۱۲

۱۰۸۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ لِیْ مُعَاوِیَۃُ اِنِّیْ قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَۃِ بِمِشْقَصٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۰۸۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۰۹۰۔ وَعَنْ یَحْیَی بْنِ الْحُصَیْنِ عَنْ جَدَّتِہٖ اَنَّھَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِیْنَ ثَلٰثًا وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۸۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ مجھ کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے مروہ کے پاس تیر کے پیکان سے بال کاٹے ہیں[۱]۔ متفق علیہ۔

۱۰۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا۔ اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے کہا۔ اور بال کٹانے والوں پر بھی اے اللہ کے رسول آپ نے پھر فرمایا اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما صحابہ نے عرض کیا۔ اور بال کٹانے والوں پر بھی۔ اے اللہ کے رسول۔ تو آپ نے فرمایا اور بال کٹانے والوں پر بھی[۲] متفق علیہ

۱۰۹۰۔ یحییٰ بن حصین اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ آپ نے حجۃ الوداع میں سر منڈانے والوں کے لئے تین مرتبہ رحمت کی دعا کی۔ اور بال کٹانے والوں کے لئے ایک مرتبہ[۳]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

عمرہ میں بال کٹانا سنت ہے۔

[۱] اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے پہلے ابن عمر کی حدیث گذر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں اپنا سر منڈایا۔ اور اس حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے مروہ پہاڑی کے پاس بال کٹوائے۔ ان میں اختلاف نہیں ہے۔ سر منڈانے کا واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔ اور بال کٹانے کا واقعہ عمرۃ القضاء کا ہے۔

حج میں بال منڈانا بہت ہی افضل ہے

[۲] اس حدیث کو احمد۔ مالک۔ ابوداؤد ترمذی۔ ابن ماجہ اور طیالسی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لئے تین دفعہ رحمت کی دعا کی۔ اور بال کترانے والوں کے لئے صرف ایک بار اور وہ بھی درخواست کرنے پر اور پہلی اور دوسری بار درخواست کے باوجود بھی دعا نہیں فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ سر منڈانا بال کترانے سے بہت ہی افضل ہے۔

[۳] اس حدیث کو احمد۔ ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲

۱۰۹۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتٰی مِنًی فَاَتَی الْجَمْرَۃَ فَرَمَاھَا ثُمَّ اَتٰی مَنْزِلَہٗ بِمِنًی وَنَحَرَ نُسُکَہٗ ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّہُ الْاَیْمَنَ فَحَلَقَہٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیَّ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ الْاَیْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَہٗ فَاَعْطَاہُ اَبَا طَلْحَۃَ فَقَالَ اقْسِمْہُ بَیْنَ النَّاسِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۰۹۲ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ وَیَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ بِطِیْبٍ فِیْہِ مِسْکٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۰۹۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ یَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ

۱۰۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب منیٰ میں آئے۔ تو جمرہ کے پاس گئے۔ اسکو کنکریاں ماریں۔ پھر منیٰ میں اپنی جگہ پر واپس آئے۔ اور اپنی قربانی ذبح کی۔ پھر حجام کو بلایا۔ اور اپنے سر کا دایاں حصہ اس کے سامنے مونڈنے کے لئے رکھ دیا۔ پھر ابو طلحہ انصاری کو بلایا اور اپنے سر کے بال اسکو دیدیئے۔ پھر بائیں جانب کے بال منڈوائے۔ تو وہ بھی ابو طلحہ کو دئے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ بال لوگوں میں تقسیم کردو[1] متفق علیہ۔

۱۰۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں احرام باندھنے سے پہلے اور بیت اللہ شریف کا طواف کرنے سے پہلے قربانی کے دن بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کستوری بھری ہوئی خوشبو لگاتی تھی[2] متفق علیہ۔

۱۰۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن طواف افاضہ کیا۔ پھر واپس

رسول اللہ نے اپنے بال تبرک کے طور پر دیئے [1] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ صحیح طریقہ یہی ہے۔ کہ پہلے کنکر مارے جائیں۔ پھر قربانی ذبح کی جائے۔ اور پھر حجامت کرائی جائے۔ لیکن یہ اگر ترتیب کسی عذر کی وجہ سے قائم نہ رہے۔ اور یہ افعال آگے پیچھے ہو جائیں۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ آدمی کے بال پاک ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبرک کے طور پر صحابہ میں اپنے بال تقسیم کروائے۔ اور ان کی برکت سے دنیا میں بڑے بڑے معجزے ظاہر ہوئے۔ ۱۲

طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگا لینا جائز ہے [2] اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ احرام کی حالت میں خوشبو لگانا منع ہے۔ لیکن احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگالی جائے۔ اور اس کی خوشبو احرام کے بعد بھی آتی رہے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حج کی تکمیل طواف افاضہ کے بعد ہوتی ہے۔ لیکن قربانی کے بعد اور طواف سے پہلے خوشبو لگا لینا جائز ہے۔ بلکہ احرام کی سب پابندیاں طواف سے پہلے ختم ہو جاتی ہیں۔ سوائے عورت سے صحبت کرنے کے اور طواف کے بعد وہ

فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۰۹۴۔ عَنْ عَلِیٍّ وَعَائِشَۃَ قَالَا نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَۃُ رَاْسَھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۱۰۹۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ عَلَی النِّسَآءِ الْحَلْقُ اِنَّمَا عَلَی النِّسَآءِ التَّقْصِیْرُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالدَّارِمِیُّ۔ وَھٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّالِثِ

چلے گئے۔ اور ظہر کی نماز منی میں واپس جاکر پڑھی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

فصل دوم

۱۰۹۴۔ حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو سر منڈانے سے منع فرمایا ہے[۱] ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۰۹۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عورتوں پر سر منڈانا نہیں ہے۔ بلکہ عورتوں پر سر کے بال کٹانا ہے[۲] ۔ اسکو ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔ یہ باب تیسری فصل سے خالی ہے۔

---

[۱] اس حدیث کو احمد اور بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲

عورت سر نہ منڈائے تھوڑے سے بال کٹالے [۲] اس حدیث کو نسائی نے بھی حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند کے راوی سب اچھے ہیں۔ اور اس کو بزار اور ابن عدی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے۔ اور آئندہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ کہ عورت کو سر نہیں منڈانا چاہیئے۔ ترمذی نے کہا۔ کہ اہل علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے۔ کہ عورت سر نہ منڈائے۔ اور اپنے بال تھوڑے سے کٹا ڈالے۔ ۱۲

[۳] اس حدیث کو دارقطنی طبرانی۔ اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کو حسن کہا ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے۔ کہ اس پر اجماع ہے۔ کہ عورت سر نہ منڈائے۔ عورت کے سر کے بال اعضائے انسانی میں سے ہیں جس طرح عورت کو دوسرے جسم کا ڈھانپنا ضروری ہے اسی طرح سر کے بالوں کا ڈھانپنا بھی ضروری ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب تک عورت کا سر ننگا رہے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی عورت کا سر مونڈ ڈالے تو اس پر دیت پڑتی ہے بالکل اسی طرح جیسا کہ دوسرے اعضاء کے کاٹنے پر دیت پڑتی ہے ۱۲

بَابٌ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۹۶۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ بِمِنًی لِلنَّاسِ یَسْاَلُوْنَہٗ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ مُتَّفَقٌ

باب

فصل اوّل

۱۰۹۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں منیٰ میں کھڑے ہوئے۔ لوگ آپ سے سوال کرتے تھے۔ ایک آدمی نے آپ کے پاس آکر کہا۔ میں نہ جانتا تھا۔ میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے آپ نے فرمایا اب ذبح کرے۔ اور کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر دوسرا آیا۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کرلی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اب کنکریاں مارے۔ اور کوئی حرج نہیں ہے۔ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی چیز کے متعلق پوچھے گئے۔ جو آگے پیچھے ہوگئی تھی۔ تو آپ یہی فرماتے تھے۔ کہ اب کرلے اور کوئی حرج نہیں ہے[له] متفق علیہ اور مسلم کی روایت میں ہے۔ کہ آپ کے

تقدیم تاخیر افعال جان بوجھ کر نہ کرے۔ [له] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اور مسلم کی روایت کو بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ گویا وہ حدیث بھی متفق علیہ ہے۔ اس بات پر اجماع ہے۔ کہ مستحب ترتیب یہ ہے۔ کہ پہلے کنکریاں ماری جائیں۔ پھر قربانی ذبح کی جائے۔ پھر حجامت کرائی جائے۔ اور پھر بیت اللہ شریف کا طواف افاضہ کیا جائے۔ لیکن اگر اس ترتیب میں نادانستہ طور پر تقدیم تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس پر کوئی کفارہ ہے۔ اور اس پر بھی تمام امت کا اجماع ہے۔ لیکن یہ رعایت صرف اس آدمی کے لئے ہے۔ جو ناواقف ہو۔ یا بھول کر اس سے اس کے خلاف ہو جائے۔ اور اگر جان بوجھ کر کرے۔ تو جمہور نے کہا ہے۔ کہ مستحب ہے۔ کہ ایک بکری کی قربانی دے۔ اور امام احمد اس پر وجوباً قربانی بتاتے ہیں۔ ۱۲

عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ وَاَتَاهُ
اٰخَرُ فَقَالَ اَفَضْتُ اِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ۔

۱۰۹۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْاَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فَيَقُوْلُ
لَا حَرَجَ فَسَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا اَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۰۹۸۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ قَالَ احْلِقْ
اَوْ قَصِّرْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اب کنکریاں مارلے۔ اور کوئی حرج
نہیں ہے۔ اور ایک اور آدمی آیا۔ اس نے کہا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے طواف افاضہ کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اب کنکریاں مارلے
اور کوئی حرج نہیں ہے[1]

۱۰۹۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کئے جاتے تھے۔ آپ یہی فرماتے
جاتے تھے۔ کوئی حرج نہیں۔ ایک آدمی نے سوال کیا۔ کہ میں نے سورج غروب ہو جانے کے بعد کنکریاں ماری ہیں۔ تو آپ نے فرمایا
کوئی حرج نہیں ہے[2]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا

فصل دوم

۱۰۹۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے آکر سوال کیا۔ کہ اے اللہ کے رسول میں نے سر منڈانے سے
پہلے طواف افاضہ کر لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب سر منڈالے۔ یا بال کٹالے اور کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ایک اور آدمی نے کہا۔ کہ میں
نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب کنکریاں مارلے۔ اور کوئی حرج نہیں ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

---

[1] اس حدیث کو احمد اور ابن ابی شیبہ نے بھی تھوڑے سے ردوبدل سے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے عبداللہ بن
عمرو کی حدیث کے بعد اسی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث حضرت علی سے بھی مروی ہے۔ ۱۲

[2] اس حدیث کو ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

کنکریاں مارنے کا صحیح وقت کیا ہے۔

کنکریاں مارنے کا صحیح وقت یہ ہے۔ کہ قربانی کے پہلے دن یعنی عید کے روز صرف جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں چاشت کے وقت ماری جائیں
اور باقی دنوں میں تینوں جمروں کو سورج ڈھلنے کے بعد اور سورج غروب ہونے سے پہلے ماری جائیں ۱۲

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۹۹۔ عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ شَرِیْكٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاجًّا فَکَانَ النَّاسُ یَاْتُوْنَہٗ فَمِنْ قَائِلٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَعَیْتُ قَبْلَ اَنْ اَطُوْفَ اَوْ لَمْ اَخَّرْتُ شَیْئًا اَوْ قَدَّمْتُ شَیْئًا فَکَانَ یَقُوْلُ لَا حَرَجَ اِلَّا عَلٰی رَجُلٍ اِقْتَرَضَ عِرْضَ مُسْلِمٍ وَھُوَ ظَالِمٌ فَذٰلِكَ الَّذِیْ حَرِجَ وَھَلَكَ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

فصل سوم

۱۰۹۹۔ اسامہ بن شریک نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے لئے نکلا۔ لوگ آپ کے پاس آتے تھے۔ کوئی تو کہتا۔ اے اللہ کے رسول میں نے بیت اللہ کے طواف سے پہلے صفا مروہ کی دوڑ کر لی ہے۔ یا میں نے کوئی چیز پیچھے کر دی ہے یا کوئی چیز پہلے کر لی ہے۔ تو آپ یہی فرماتے جاتے کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں وہ آدمی ضرور مجرم ہے جس نے کسی مسلمان آدمی کی عزت ظلم سے برباد کی ہو صرف یہ وہ آدمی ہے جس پر حرج بھی ہے۔ اور ہلاک ہوا ہے[۱]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

مظلوم ظالم کا شکوہ کر سکتا ہے۔ ۱ اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔ اور اس کو ابن ابی شیبہ۔ ابن جریر اور طحاوی نے بھی مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ مسلمان آدمی کا گلہ کر کے اس کو بدنام اور بے عزت کرنا یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ ہاں اگر مظلوم اپنے ظالم کا شکوہ کرے۔ تو وہ درست ہے۔ اور اگر کوئی ضرورت دینی یا دنیاوی ہو تو پھر بھی اس کے عیب ظاہر کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً راویوں پر جرح کرنا کہ یہ دینی ضرورت ہے۔ یا اگر کوئی آدمی کسی بد معاملہ آدمی سے کوئی معاملہ کرنے لگے۔ تو اس کو اس کی بد معاملگی کی اطلاع دے دینا ٹھیک ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس کو بتایا تھا۔ کہ ابو جہم سے نکاح نہ کر۔ زیادہ عورتوں کو مارتا ہے۔

بَابُ خُطْبَةِ يَوْمِ النَّحْرِ وَرَمْيِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَالتَّوْدِيعِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۰۰۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ اَلسَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ وَقَالَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ

قربانی کے دن کا خطبہ اور ایام تشریق میں کنکر مارنا اور وداع ہونا

فصل اوّل

۱۱۰۰۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قربانی کے دن خطبہ دیا۔ اور فرمایا زمانہ پھر کر اسی شکل و صورت پر آگیا ہے۔ جیسے کہ اس دن تھا۔ جس دن اللہ تعالٰی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہے۔ ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مہینے تو متواتر ہیں۔ ذیقعدہ اور ذی الحج اور محرم اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ اور آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے۔ ہم نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے۔ ہم نے خیال کیا

ف۱ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲

حرمت والے مہینے کون کون سے ہیں ف۲ شروع سے اللہ تعالٰی نے بارہ مہینے مقرر کر رکھے ہیں۔ اور چار ان میں سے حرمت والے تھے۔ ان میں لڑائی یا جنگ کرنا منع تھا۔ اور عرب بھی ان کی حرمت کو ملحوظ رکھتے تھے۔ اور ان میں لڑائی نہ کرتے تھے۔ لیکن قریش کی بداعمالیوں میں ایک یہ چیز بھی تھی۔ کہ وہ ان مہینوں کی ترتیب کو اپنی غرض سے بدل کر رکھ دیتے تھے۔ مثلاً محرم میں اگر وہ جنگ کرنا چاہتے۔ تو اعلان کر دیتے۔ کہ اس سال صفر پہلے آئے گا۔ اور محرم بعد میں ہوگا۔ اور اعلان کر کے جنگ شروع کر دیتے۔ اس طرح کوئی حساب ہی باقی نہ رہا تھا۔ جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا۔ اس سال ذوالحج کا مہینہ اصل حساب سے بھی ٹھیک تھا۔ اور قریش کے اعلان کے مطابق بھی ٹھیک تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اب زمانہ اپنی اصلی حالت پر آگیا ہے۔ اب آئندہ اس میں رد و بدل نہ کیا جائے۔ ۱۲

ف۳ عرب کا ایک نہایت طاقتور قبیلہ مضر تھا۔ وہ اس مہینہ رجب کی بہت عزت کرتے تھے۔ اسلئے اس مہینہ کو ان کی طرف منسوب

أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ
سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ
دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ
هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ
رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ

کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحج نہیں ہے، ہم نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانے۔ آپ
کچھ دیر خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کیا یہ امن والا شہر نہیں
ہے؟ ہم نے عرض کیا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ پھر آپ نے پوچھا۔ یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانے۔ آپ
کچھ دیر خاموش رہے۔ ہم نے خیال کیا۔ کہ شاید اس کا کوئی اور ہی نام رکھیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا یہ قربانی کا دن (یوم النحر) نہیں
ہے؟ ہم نے عرض کیا ہاں ٹھیک ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جیسے
کہ تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں ہے۔ اور اس مہینے میں[1] جب عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے۔ تو وہ تم سے تمہارے
اعمال کے متعلق سوال کریں گے۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا۔ کہ بعض تم میں سے بعض کی گردنیں کاٹنے لگیں۔ خبردار کیا میں
نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیے ہیں یا نہیں؟ تو لوگوں نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ گواہ رہنا جو لوگ یہاں حاضر ہیں

مسلمان کی بے عزتی کرنا کتنا بڑا جرم ہے [1] یعنی مسلمان آدمی کو قتل کرنا یا اس کا مال چھین لینا یا اس کی بے عزتی
کرنا اتنا سخت جرم ہے۔ جتنا کہ کوئی آدمی مکہ شہر میں ذی الحجہ کے مہینہ میں اور عرفہ کے دن خدا تعالے کی کسی حد کو توڑ ڈالے۔ تو گویا
اس نے تینوں حرمتیں توڑیں۔ یعنی بہت سخت مجرم ہوا۔ آنحضرت جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے لگے تو بیت اللہ شریف کو دیکھ کر
آبدیدہ ہو گئے اور اسے مخاطب کر کے فرمایا "اے اللہ کے گھر تیرے رہنے والے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے ورنہ میں تجھے چھوڑ کر کبھی نہ جاتا"
اور پھر فرمایا "اے بیت اللہ تو خدا کی نگاہ میں بڑا معزز ہے لیکن مسلمان کا خون تجھ سے زیادہ قیمتی ہے"۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے
کہ "اللہ تعالے کے نزدیک مسلمان کے قتل ہونے کی نسبت یہ زیادہ آسان ہے کہ ساری دنیا کا نظام ختم ہو جائے"۔ اور یہ مسلمان
کی جان اور مال اور آبرو کی حفاظت اسلام کے بنیادی حقوق میں سے ہے جو آدمی مسلمان ہو جائے اس کی جان اور مال اور آبرو
محفوظ ہو گئی ۱۲

مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۱۰۱۔ وَعَنْ وَبْرَۃَ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مَتٰی اَرْمِی الْجِمَارَ قَالَ اِذَا رَمٰی اِمَامُکَ فَارْمِہٖ فَاَعَدْتُّ عَلَیْہِ الْمَسْئَلَۃَ فَقَالَ کُنَّا نَتَحَیَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَیْنَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۱۰۲۔ وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ یَرْمِیْ جَمْرَۃَ الدُّنْیَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ عَلٰی اِثْرِ کُلِّ حَصَاۃٍ ثُمَّ یَتَقَدَّمُ حَتّٰی یُسْہِلَ فَیَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ طَوِیْلًا وَیَدْعُوْ وَیَرْفَعُ یَدَیْہِ ثُمَّ یَرْمِی الْوُسْطٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ کُلَّمَا رَمٰی بِحَصَاۃٍ ثُمَّ یَاْخُذُ بِذَاتِ الشِّمَالِ فَیُسْہِلُ وَیَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ ثُمَّ یَدْعُوْ وَیَرْفَعُ یَدَیْہِ وَیَقُوْمُ طَوِیْلًا ثُمَّ یَرْمِیْ جَمْرَۃَ

وہ غیر حاضر لوگوں تک میری یہ باتیں پہنچا دیں کیونکہ بہت سے پہنچائے گئے۔ آدمی سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں[1]

متفق علیہ

۱۱۰۱۔ وبرہ نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر سے سوال کیا کہ میں جمروں کو کب کنکریاں ماروں۔ تو آپ نے کہا۔ جب تیرا امیر کنکریاں مارے۔ تو تو بھی مار۔ میں نے پھر اس سوال کو دہرایا۔ تو آپ نے کہا کہ ہم سورج کے ڈھلنے تک انتظار کیا کرتے تھے۔ جب سورج ڈھل جاتا۔ تو ہم کنکریاں مارتے۔[2] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۰۲۔ حضرت سالم حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ جمرہ دنیا کو سات کنکریاں مارتے۔ ہر کنکری کے بعد تکبیر کہتے پھر آگے بڑھتے۔ اور نرم زمین پر آجاتے۔ اور کھڑے ہو جاتے قبلہ کی طرف منہ کرکے بہت دیر تک کھڑے ہوتے۔ دعائیں مانگتے اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے۔ پھر جمرہ وسطیٰ کو سات کنکریاں مارتے۔ جب بھی کنکری پھینکتے تو تکبیر کہتے۔ پھر بائیں طرف ہٹ کر نرم زمین پر آجاتے۔ اور قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے پھر دعائیں مانگتے۔ ہاتھ اٹھاتے۔ اور بڑی دیر تک کھڑے رہتے۔ پھر جمرہ عقبہ کو وادی کے نشیب

لہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ قربانی کے دن یعنی عید والے دن بھی خطبہ دینا سنت ہے۔ اور اس سے پہلے عرفات کے میدان میں عرفہ کے روز بھی خطبہ ہے۔ ان خطبات میں علم کی تبلیغ اور اشاعت پر زور دیا جائے۔ اور جہاں تک ہو سکے قرآن و سنت کی اشاعت کی جائے۔

۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کو کنکریاں کس وقت مارے۔ سلہ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی سنن میں روایت کیا ہے۔ اس میں یوم النحر کے دن کی رمی کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ بعد کے دنوں کی رمی مراد ہے۔ اور یوم النحر کے دن سنت یہ ہے۔ کہ دوپہر سے پہلے پہلے رمی کرے۔ اور اگر نہ ہو سکے۔ تو دوپہر کے بعد بھی کنکر مارے جا سکتے ہیں۔ ۱۲

فَاتَ الْعَقَبَۃَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ عِنْدَ کُلِّ حَصَاۃٍ وَلَا یَقِفُ عِنْدَھَا ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْلُ ھٰکَذَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۱۰۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَاْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبِیْتَ بِمَکَّۃَ لَیَالِیَ مِنًی مِنْ اَجْلِ سِقَایَتِہٖ فَاَذِنَ لَہٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۱۰۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ اِلَی السِّقَایَۃِ فَاسْتَسْقٰی فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَا فَضْلُ اذْھَبْ اِلٰی اُمِّکَ فَاْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِّنْ عِنْدِھَا فَقَالَ اسْقِنِیْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّھُمْ یَجْعَلُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِیْہِ قَالَ اسْقِنِیْ فَشَرِبَ

میں کھڑے ہو کر سات کنکریاں مارتے۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے۔ اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے۔ پھر واپس آجاتے۔ اور کہتے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔[1] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی کہ وہ منیٰ کی راتیں مکہ میں گزاریں۔ کیونکہ وہ لوگوں کو پانی پلاتے تھے۔ تو آپ نے انکو اجازت دیدی۔[2] متفق علیہ۔

۱۱۰۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کی سبیل کی طرف آئے۔ اور پانی مانگا تو حضرت عباس نے کہا۔ اے فضل دوڑ کر اپنی ماں کے پاس جا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پینے کی کوئی چیز لا۔ تو آپ نے فرمایا مجھے یہیں سے پانی پلا دو۔ تو عباس نے کہا اے اللہ کے رسول لوگ اس میں اپنے ہاتھ ڈالتے رہتے ہیں۔ آپ نے

کنکریاں مارنے میں ترتیب ملحوظ رکھے۔ [1] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جمرہ دنیا اور وسطی کو کنکریاں مار کر پیچھے ہٹ آنا چاہیئے۔ تاکہ دوسرے لوگ آسانی سے کنکریاں مار سکیں (اور نرم زمین پر جو کنکریاں مارنے کی جگہ سے پیچھے تھی۔ لیکن آج کل وہاں سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔) اور ہٹ کر دعا کرنی چاہیئے۔ ہر طرح کی دعائیں بڑی دیر تک کرے۔ اور جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا کے لئے کھڑا نہ ہو۔ بلکہ کنکریاں مار کر سیدھا اپنے خیمہ میں چلا جائے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ کنکریاں مارنے کی ترتیب یہ ہے۔ کہ پہلے جمرہ دنیا کو مارے۔ اور پھر عقبہ کو اور یہ ترتیب احناف کے نزدیک سنت ہے۔ اور شافعیوں کے نزدیک یہ ترتیب واجب ہے۔ اسی لئے احتیاط اسی میں ہے کہ اس ترتیب میں تبدیلی نہ کی جائے۔ ۱۲

ایام منیٰ کی راتیں منیٰ میں گذارنا واجب ہے [2] ترمذی کے سوا اس حدیث کو اصحاب سنن۔ احمد اور دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گذارنا واجب ہے۔ اس کے ترک پر قربانی واجب ہو جاتی ہے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

مِنْكُمْ اَتٰى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ فِيْهَا فَقَالَ اعْمَلُوْا فَاِنَّكُمْ عَلٰى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰى اَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰى هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى عَاتِقِهٖ۱ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۰۵۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ۱ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۱۰۶۔ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قَالَ فَاَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ اُمَرَاؤُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

فرمایا۔ مجھے یہیں سے پانی پلادو۔ پھر آپ نے پانی پی لیا۔ پھر آپ زمزم پر آئے۔ لوگ وہاں پانی پلا رہے تھے۔ اور کام کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کام کرتے جاؤ۔ تم ایک نیک کام کر رہے ہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا۔ کہ لوگ تم پر غلبہ کریں گے۔ تو میں بھی نیچے اترتا۔ اور مشک کی رسی یہاں رکھ لیتا۔ آپ نے اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔[۱]

۱۱۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر عصر۔ مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھیں۔ پھر وادی محصب میں اکر سو رہے۔ پھر سوار ہو کر بیت اللہ شریف کی طرف آئے۔ اور اس کا طواف کیا۔[۱] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۰۶۔ عبدالعزیز بن رفیع نے کہا۔ کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ اگر یاد ہو تو مجھے بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترویہ کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ منیٰ میں پھر کہا۔ کہ رخصت ہونے کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ تو آپ نے فرمایا ابطح میں پھر کہا۔ کہ جیسے تمہارے امیر کریں۔ تم بھی ویسا ہی کرو۔[۱] متفق علیہ۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور بالاتفاق ان دنوں کی نمازیں منیٰ میں پڑھنا خانہ کعبہ میں نمازیں پڑھنے سے زیادہ افضل ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب تھا۔ اس عذر سے انہوں نے آنحضرت سے چلے جانے کی اجازت مانگی۔ تو آپ نے انکو اجازت دی۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) سلہ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی تواضع معلوم کرنا چاہیے۔ کہ دوسرے مسلمانوں کا بچا ہوا پانی پی لیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ مسلمان کا پس خوردہ پاک ہے۔ ۱۲

وادی محصب میں کیوں رات گذارے۔ سلہ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ وادی محصب وہی جگہ ہے۔ جہاں بیٹھ کر قریش نے بنی ہاشم سے مقاطعہ کا معاہدہ کیا تھا۔ وہاں آپ اس لئے رات کو ٹھہرے کہ دنیا کو خدا کی قدرت معلوم ہو کہ جس جگہ اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے منصوبے تیار ہوئے تھے۔ آج وہی جگہ بحمد اللہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ یہاں رات قیام کرنا صرف مستحب ہے۔ نہ سنت مؤکدہ ہے۔ نہ فرض واجب اور کوئی آدمی یہاں رات نہ ٹھہرے۔ تو اس پر کوئی کفارہ وغیرہ نہیں پڑتا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۱۰۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نُزُوْلُ الْاَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ اِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ كَانَ اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهِ اِذَا خَرَجَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۰۸۔ وَعَنْهَا قَالَتْ اَحْرَمْتُ مِنَ التَّنْعِيْمِ بِعُمْرَةٍ فَدَخَلْتُ وَقَضَيْتُ عُمْرَتِيْ وَانْتَظَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ حَتّٰى فَرَغْتُ فَاَمَرَ النَّاسَ بِالرَّحِيْلِ فَخَرَجَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَا وَجَدْتُهٗ بِرِوَايَةِ الشَّيْخَيْنِ بَلْ بِرِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ مَعَ اخْتِلَافٍ يَسِيْرٍ فِيْ اٰخِرِهٖ

۱۱۰۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِيْ كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۱۱۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ ابطح میں اترنا کوئی سنت نہیں ہے آنحضرتؐ وہاں اس لئے اترے تھے کہ وہاں سے نکلتے وقت رخصت ہونا زیادہ آسان تھا۔ متفق علیہ۔[1]

۱۱۰۸۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ میں نے تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ میں مکہ میں داخل ہوئی۔ اور اپنا عمرہ پورا کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابطح میں میرا انتظار کر رہے تھے۔ جب میں فارغ ہو گئی تو آپ نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا جب آپ وہاں سے نکلے۔ تو بیت اللہ کا طواف وداع صبح کی نماز سے پہلے کیا پھر آپ مدینہ منورہ کو چلے گئے۔ اس حدیث کو میں نے شیخین کی روایت سے تو نہیں پایا۔ البتہ ابوداؤد میں یہ روایت آخری الفاظ کے تھوڑے بہت اختلاف سے موجود ہے۔[2]

۱۱۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ لوگ اپنی مرضی کے مطابق جس طرح چاہتے تھے۔ مکہ سے نکل جاتے تھے۔ تو رسول اللہ

یوم الترویہ کو ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی جائے۔ **سلہ** اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں دستور ہو گیا تھا۔ کہ یوم الترویہ کی ظہر کی نماز کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ کوئی منیٰ میں جا کر پڑھتا اور کوئی مکہ میں پڑھ لیتا۔ تو امام مالک نے فرمایا۔ کہ مکہ یا منیٰ میں نماز پڑھنے سے زیادہ ضروری یہ ہے۔ کہ جہاں امیر الحج نماز پڑھے۔ تم بھی وہیں نماز پڑھ لو۔ اگر وہ منیٰ میں پڑھے۔ تو تم بھی منیٰ میں پڑھ لو۔ ۱۲۔

وادی محصب میں ٹھہرنا صرف مستحب ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) **سلہ** اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حضرت عائشہ اور ابن عباس نے جو وادی محصب میں رات گذارنے کی نفی کی ہے۔ تو اس حیثیت سے نفی کی ہے کہ وہ مناسک حج میں سے نہیں ہے۔ اور ابن عمر جو اس کو ثابت کرتے تھے۔ تو وہ استحباب کی صورت میں ثابت کرتے تھے۔ اور مستحب ہے۔ کہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں واپسی کے وقت محصب میں پڑھی جائیں۔ اور رات کا کچھ حصہ وہاں گذارا جائے۔ ۱۲۔

سلہ ابطح۔ تنعیم اور محصب کے متعلق پہلے کلام گذر چکا ہے۔ ابوداؤد کی سند کے راوی اچھے ہیں۔ ۱۲۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْفِرَنَّ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ اٰخِرُ عَھْدِہٖ بِالْبَیْتِ اِلَّا اَنَّہٗ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۱۱۰۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِیَّۃُ لَیْلَۃَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا اُرَانِیْ اِلَّا حَابِسَتُکُمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَقْرٰی حَلْقٰی اَطَافَتْ یَوْمَ النَّحْرِ قِیْلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۱۱۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک نہ نکلے۔ جب تک کہ آخری وقت میں بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرلے۔ ہاں حائضہ عورت کو رخصت ہے۔ کہ وہ یہ طواف نہ کرے[1]۔ متفق علیہ

۱۱۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ کوچ کی رات حضرت صفیہ کو ایام ماہواری شروع ہو گئے۔ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ میں تم کو روک دوں گی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مرجائے۔ سر منڈی کیا قربانی کے دن طواف افاضہ کر لیا تھا؟ کہا ہاں ہاں تو آپ نے فرمایا پھر نکلو[2]۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۱۱۱۱۔ عمرو بن احوص نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ حجۃ الوداع میں فرمارہے تھے۔ یہ کونسا دن ہے الخ

طواف وداع واجب ہے۔

[1] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے اور مصنف نے اس کو شرح السنہ میں بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف وداع واجب ہے۔ البتہ حائضہ یا نفاس والی عورت اگر طواف وداع نہ کرے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ۱۲۔

[2] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حائضہ سے طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے۔ اور یہ بالاتفاق حج کا رکن نہیں ہے۔ حج کا رکن طواف افاضہ یا طواف زیارت ہے۔ جو کسی حال میں بھی کسی مرد یا عورت سے ساقط نہیں ہوتا۔ حائضہ عورت جب تک طواف افاضہ نہ کر لے واپس نہیں جا سکتی۔ اگر کسی عورت کا قافلہ یا جہاز جارہا ہو اور پیچھے نہ رہ سکتی ہو تو غسل کرے۔ لنگوٹہ باندھے اور بیت اللہ کا طواف کرے اور چونکہ بیت اللہ شریف کی بے حرمتی ہوئی ہے اس کے کفارہ ایک اونٹ کی قربانی دے ۱۲

فِی حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا قَالُوا یَوْمُ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ بَیْنَکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِی بَلَدِکُمْ هٰذَا اَلَا لَا یَجْنِیْ جَانٍ عَلٰی نَفْسِهٖ اَلَا لَا یَجْنِیْ جَانٍ عَلٰی وَلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ عَلٰی وَالِدِهٖ اَلَا وَاِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ اَیِسَ اَنْ یُّعْبَدَ فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا اَبَدًا وَلٰکِنْ سَتَکُوْنُ لَهٗ طَاعَةٌ فِیْمَا تَحْتَقِرُوْنَ مِنْ اَعْمَالِکُمْ فَسَیَرْضٰی بِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهٗ۔

۱۱۱۲- وَعَنْ رَافِعِ ابْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِیِّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ النَّاسَ بِمِنًی حِیْنَ ارْتَفَعَ الضُّحٰی عَلٰی بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ وَعَلِیٌّ یُعَبِّرُ عَنْهُ وَالنَّاسُ بَیْنَ قَائِمٍ

نے کہا۔ بڑے حج کا دن ہے۔ تو آپ نے فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے کہ تمہارے اس دن کی اس شہر کی حرمت ہے۔ خبردار کوئی آدمی اپنی جان پر ظلم نہ کرے۔ اور کوئی آدمی اپنی اولاد پر ظلم نہ کرے۔ اور کوئی آدمی اپنے ماں باپ پر ظلم نہ کرے سن لو۔ شیطان اس بات سے تو ناامید ہو چکا ہے۔ کہ اس کی اس شہر میں اب کبھی پوجا کی جائے گی۔ لیکن تم اپنے معمولی کاموں میں اس کی اطاعت کرتے رہو گے۔ اور وہ اتنی سی اطاعت پر ہی تم سے راضی ہو جائے گا۔[1] اسکو ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور صحیح کہا۔

۱۱۱۲- رافع بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ منیٰ میں خطبہ دے رہے تھے۔ اور چاشت کے وقت سرخ رنگ کے خچر پر سوار تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے الفاظ بلند آواز سے بولتے جاتے تھے۔ اور خطبہ کے وقت

صغیرے گناہوں کو ہلکا سمجھنا کبیرہ گناہ ہے۔ [1] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے حج اکبر دسویں ذی الحجہ یعنی عید والے دن کا نام ہے۔ بعض نے کہا ہے۔ کہ حج کو حج اکبر کہتے ہیں۔ اور عمرے کو حج اصغر کہتے ہیں۔ اور آج کل جو یہ مشہور ہے۔ کہ اگر جمعہ کے دن حج آجائے۔ تو اس کو حج اکبر کہتے ہیں۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور یہ جو فرمایا۔ کوئی آدمی اپنے نفس پر ظلم نہ کرے۔ یہ نفی نہی کے معنی میں ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ تم اگر کسی کی بے عزتی کرو گے۔ تو وہ تمہاری بے عزتی کرے گا۔ تو گویا دوسرے کی بے عزتی کرنا خود اپنی بے عزتی کرنا ہے۔ اور ماں باپ اور اولاد کا خصوصاً تذکرہ کیا۔ کہ وہ بہت قریبی رشتہ دار ہیں۔ اور حدیث کے آخری حصہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ صغیرے اور چھوٹے گناہوں کو جب آدمی معمولی سمجھتا ہے۔ تو شیطان اس سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صغیرے گناہ کو معمولی سمجھ کر کر لینا کبیرہ گناہ ہے یعنی گناہ تو صغیرہ تھا لیکن خدا تعالیٰ کی نافرمانی پر جرأت کر لینا اور اس کو معمولی اور ہلکا سمجھ لینا کبیرہ گناہ ہے۔ لا تحقرن من الذنوب صغیرا۔ ان الصغیر غدا یکون کبیرا۔

وَقَاعِدٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۱۱۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ[1] يَوْمَ النَّحْرِ إِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُودَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۱۱۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْمُلْ فِي السَّبْعِ الَّذِي أَفَاضَ فِيهِ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۱۱۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَمٰى أَحَدُكُمْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ[3] رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَفِي رِوَايَةٍ

کچھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ کھڑے تھے[1]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۱۱۳۔ حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو قربانی کے دن کی شام تک موخر کر لینا جائز رکھا ہے[2]۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۱۱۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ کے سات چکروں میں رمل نہیں کیا[3]۔ اس کو ابوداؤد۔ اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۱۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے تو اس کے لئے عورت کے سوا باقی ہر چیز حلال ہو گئی۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور کہا اس کی سند ضعیف ہے۔ اور احمد اور نسائی میں

---

[1] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند کے راوی سب اچھے ہیں۔ یہ وہی خطبہ ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ حضرت علی اس لئے آپ کے الفاظ دہراتے تھے۔ کہ آنحضرت کا خطبہ تمام حاضرین تک پہنچ جائے۔ چونکہ مجمع بہت زیادہ تھا۔ اس لئے اس کی ضرورت پیش آئی۔ ۱۲

[2] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ اور بخاری نے اس کے معلق روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن ظہر سے پہلے طواف افاضہ کر لیا تھا اور یہ ثابت ہو چکا ہے۔ اور اس کا یہی مطلب لیا گیا ہے۔ کہ آپ نے تاخیر کو جائز رکھا ہے۔ ۱۲

[3] ابوداؤد کی سند کے راوی اچھے ہیں۔ اور اس کو نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اگر طواف قدوم میں رمل کر لیا ہو تو پھر طواف زیارت میں رمل ضروری نہیں ہے۔ مستحب ہے۔ اور اگر طواف قدوم میں رمل نہ کیا ہو تو پھر طواف زیارت میں رمل کرنا ضروری ہے۔ ۱۲

أحمد والنسائي عن ابن عباس قال إذا رمى الجمرة فقد حل له كل شيء إلا النساء۔

١١١٦۔ وعنها قالت أفاض رسول الله صلى الله عليه وسلم من آخر يومه حين صلى الظهر ثم رجع منى فمكث بها ليالي أيام التشريق يرمي الجمرة إذا زالت الشمس كل جمرة بسبع حصيات يكبر مع كل حصاة يقف عند الأولى والثانية فيطيل القيام ويتضرع ويرمي الثالثة فلا يقف عندها رواه أبو داود۔

١١١٧۔ وعن أبي البداح ابن عاصم بن عدي عن أبيه قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم لرعاء الإبل في البيتوتة أن يرموا يوم النحر ثم يجمعوا رمي يومين بعد يوم

عبداللہ بن عباس کی روایت میں ہے۔ کہ جب جمرہ کو کنکریاں مارلے۔ تو اس کے لئے ہر چیز جائز ہے۔ سوائے عورت[1] کے

١١١٦۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کے دن پچھلے پہر ظہر کے وقت طواف افاضہ کرلیا تھا پھر آپ واپس منیٰ میں آگئے۔ اور ایام تشریق کی راتیں بسر کیں۔ جب سورج ڈھل جاتا۔ تو جمرات کو کنکریاں مارتے۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے۔ اور پہلے اور دوسرے جمرہ کے پاس کھڑے ہوتے۔ اور بڑی دیر تک کھڑے رہتے۔ اور عاجزی کرتے۔ اور تیسرے جمرہ کو کنکریاں مارتے۔ تو اسکے پاس کھڑا نہ ہوتے[2]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

١١١٧۔ ابوالبداح بن عاصم بن عدی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے چرواہوں کو منیٰ کی راتوں کے متعلق رخصت عطا فرمائی۔ کہ وہ قربانی کے دن کنکریاں ماریں۔ اور قربانی کے دوسرے دن دونوں کی اکٹھی کنکریاں ایک ہی

سلہ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف بھی ہے۔ اور مدلس بھی۔ البتہ اس حدیث کے شواہد اور بھی کافی ہیں۔ جن سے اس کو تقویت ہوتی ہے۔ ١٢

ایام منیٰ کی نمازیں منیٰ میں پڑھنا ضروری ہیں۔ سلہ اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کے دن جب طواف افاضہ کیا۔ تو اس وقت ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ اس لئے آپ نے ظہر کی نماز خانہ کعبہ میں پڑھ لی۔ اور چونکہ افضل یہ ہے۔ کہ ان دنوں کی نمازیں منیٰ میں پڑھی جائیں۔ تو جب آپ مکہ سے منیٰ کو واپس ہوئے۔ تو ابھی ظہر کی نماز کا وقت باقی تھا۔ اس لئے آپ نے ظہر کی نماز وہاں بھی پڑھ لی ایام تشریق گیارہ۔ بارہ۔ تیرہ ذی الحجہ کی تاریخیں ہیں۔ یوم النحر کو صرف جمرہ عقبیٰ کی رمی ہے۔ اور وہ سورج ڈھلنے سے پہلے ہے اور باقی دنوں میں سارے جمروں کی رمی ہے۔ اور وہ سورج ڈھلنے کے بعد ہے۔

النَّحْرِ فَيَرْمُوْهُ فِيْ اَحَدِهِمَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

بَابُ مَا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۱۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا

دن میں مار لیں[۵]۔ اسکو مالک ترمذی اور نسائی نے روایت کیا، اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے

احرام والا کن چیزوں سے پرہیز کرے۔

فصل اوّل

۱۱۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ احرام والا کون سے کپڑے پہن سکتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم قمیض، پگڑی، شلوار، کوٹ اور موزے نہ پہنو۔ ہاں اگر کسی آدمی کو جوتا نہ مل سکے۔ تو وہ موزے

چرواہوں کے لیے خاص رعایات۔ ۵ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ شافعی حاکم اور ابن حبان نے نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گذارنا واجب ہے۔ البتہ اونٹوں کے چرواہوں کو اجازت ہے۔ کہ وہ منیٰ میں راتیں بسر نہ کر سکیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ اور دوسری رعایت ان کے لئے یہ بھی ہے۔ کہ عید کے دن جمرہ عقبیٰ کو کنکریاں ماریں۔ اور اگلے دن چھوڑ کر یا دو دن چھوڑ کر تیسرے روز اکٹھی کنکریاں مار جائیں۔ اس دن کی ادا اور پہلے دنوں کی قضا۔ اسی طرح اگر کوئی شرعی عذر ہو تو منیٰ کی راتیں آدمی کسی اور جگہ میں گذار سکتا ہے مثلاً آدمی بیمار ہو جائے اور مجبوراً اسے ہسپتال میں راتیں گذارنا پڑیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت تھی انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گذارنے کی اجازت مانگی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت عباس نے وہ راتیں مکہ ہی میں بسر کیں اسی طرح اگر اور کسی کو معقول عذر ہو تو اس کو اجازت ہو سکتی ہے مثلاً منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ میں کسی ڈاکٹر کی ڈیوٹی ہو اور مریضوں کے علاج معالجہ کے لیے اسے منیٰ سے غیر حاضر ہونا پڑے ۱۲

الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا یَجِدُ نَعْلَیْنِ فَیَلْبَسْ خُفَّیْنِ وَلْیَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّیَابِ شَیْئًا مَسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَزَادَ الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَۃُ الْمُحْرِمَۃُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَیْنِ۔

۱۱۱۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ وَهُوَ یَقُوْلُ اِذَا لَمْ یَجِدِ الْمُحْرِمُ نَعْلَیْنِ لَبِسَ خُفَّیْنِ وَاِذَا لَمْ یَجِدْ اِزَارًا لَبِسَ سَرَاوِیْلَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۲۰۔ وَعَنْ یَعْلَی بْنِ اُمَیَّۃَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَۃِ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ

پہن لے اور ان کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ لے۔ اور کوئی کپڑا زعفرانی رنگ کا یا زرد رنگ کا نہ پہنو۔ متفق علیہ۔ اور بخاری نے ایک روایت میں اتنا زیادہ بیان کیا ہے۔ کہ احرام والی عورت نقاب نہ پہنے۔ اور نہ ہی دستانے پہنے[1]

۱۱۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ خطبہ دے رہے اور فرما رہے تھے جب محرم کو جوتا نہ ملے تو موزے پہن لے اور جب تہبند نہ ملے۔ تو شلوار پہن لے[2] متفق علیہ

۱۱۲۰۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم جعرانہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک بدو آدمی آیا۔ اس نے کوٹ پہن رکھا

احرام کی پابندیاں کیا ہیں۔

[1] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اگر جوتا نہ ہو تو موزہ کو اوپر سے اس طرح کاٹا جائے۔ کہ پاؤں کی پشت ننگی ہو جائے۔ ورس ایک زرد رنگ کی خوشبودار گھاس ہے۔ اس سے کپڑے رنگ لیتے تھے۔ جو زرد رنگ ہو جاتے تھے۔ عورت احرام میں منہ پر نقاب نہ رکھے۔ اگر کوئی غیر مرد سامنے آئے۔ تو منہ دوسری طرف کر لے۔ یا منہ پر اس طرح کپڑا لٹکا لے۔ کہ کپڑا چہرے پر نہ لگے۔ ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ محرم کو پاجامہ اور موزہ پہننا منع ہے۔ اگر تہبند اور جوتا نہ ملے۔ تو موزے اوپر سے کاٹ دے۔ کہ پاؤں کی پشت ننگی ہو جائے۔ اور شلوار کو ادھیڑ کر تہبند کی صورت بنا لے۔ یہ پابندیاں تو لباس کے متعلق ہوئیں اس کے علاوہ دوسری پابندیاں یہ ہیں کہ حجامت نہ کرائے۔ بال نہ کٹائے۔ ناخن نہ کٹائے۔ جنگل کا شکار نہ کرے کسی شکاری کو شکار میں مدد نہ دے۔ شکار کی راہنمائی نہ کرے۔ اور اگر محرم کی نیت سے شکار کیا جائے تو اس کا گوشت نہ کھائے البتہ سمندری اور دریائی شکار کی اجازت ہے۔ کسی آدمی کو تکلیف نہ دے اور حرم کی پابندیاں اس کے علاوہ ہیں اور وہ یہ ہیں کہ حرم کا درخت نہ کاٹا جائے۔ اس کا ایک کانٹا بھی کاٹا جائے۔ وہاں شکار نہ کیا جائے نہ شکار کو حرم سے باہر نکالے۔ وہاں کی گری پڑی چیز نہ اٹھائے۔ حرم میں کسی گناہ کا ارادہ بھی نہ کرے ۱۲

اَعْرَابِیٌّ عَلَیْہِ جُبَّۃٌ وَّھُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوْقِ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَۃِ وَھٰذَا عَلَیَّ فَقَالَ اَمَّا الطِّیْبُ الَّذِیْ بِکَ فَاغْسِلْہُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّاَمَّا الْجُبَّۃُ فَانْزَعْھَا ثُمَّ اصْنَعْ فِیْ عُمْرَتِکَ کَمَا تَصْنَعُ فِیْ حَجِّکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۱۱۲۱۔ وَعَنْ عُثْمٰنَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْکِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا یُنْکِحُ وَلَا یَخْطُبُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَیْمُوْنَۃَ وَھُوَ مُحْرِمٌ مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۱۱۲۳۔ وَعَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْاَصَمِّ ابْنِ اُخْتِ مَیْمُوْنَۃَ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

تھا۔ اور خوشبو بھی لگائی ہوئی تھی۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے۔ اور یہ کوٹ اور خوشبو ہے۔ (اس کا کیا کروں) تو آپ نے فرمایا خوشبو کو تو تین مرتبہ دھو ڈال۔ اور کوٹ اتار دے۔ پھر اپنے عمرے میں تو اسی طرح کرتا جا جیسے کہ تو حج میں کرتا ہے[1]۔ متفق علیہ

۱۱۲۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ احرام والا خود اپنا نکاح بھی نہ کرے۔ اور نہ ہی کسی کا نکاح کرائے۔ اور نہ ہی کسی کو شادی کا پیغام دے[2]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۱۲۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا[3]۔ متفق علیہ

۱۱۲۳۔ یزید بن اصم جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ اپنی خالہ حضرت میمونہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

احرام میں کونسے کپڑے پہنے

[1] ابن ماجہ کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ احرام کی حالت میں خوشبو لگا نا کوٹ پہننا منع ہے۔ اور خصوصاً سیاہ رنگ کا کوٹ اور اسی طرح سیاہ کپڑے سے بھی پرہیز کرے۔ اور اگر کوئی جہالت سے یا بھول کر خوشبو لگالے۔ یا سلا ہوا کپڑا یا ممنوع رنگ کا کپڑا پہن لے۔ تو اس پر کوئی فدیہ نہیں ہے۔ ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ محرم نہ تو اپنا نکاح کر سکتا ہے۔ اور نہ ولی کی حیثیت سے کسی عورت یا مرد کا نکاح کرا سکتا ہے۔ اور نہ کسی کو شادی کا پیغام دے سکتا ہے۔ ۱۲

احرام میں نکاح کرنا منع ہے۔

[3] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ ابن عباس کی حدیث پہلی حدیث کے معارض معلوم ہوتی ہے۔ لیکن بعض نے تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ کہا ہے لیکن صحیح توجیہ وہی ہے۔ جو مصنف نے خود متن میں بیان کر دی ہے۔ اور شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ میں لکھا ہے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْأَكْثَرُوْنَ عَلٰى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا حَلَالًا وَظَهَرَ أَمْرُ تَزْوِيْجِهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ بَنٰى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ بِسَرِفَ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ۔

۱۱۲۴۔ وَعَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۱۲۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۲۶۔ وَعَنْ عُثْمَانَ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكٰى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهُمَا بِالصَّبِرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے جب ان سے نکاح کیا تھا۔ تو اس وقت وہ حلال تھے۔ احرام میں نہیں تھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔ شیخ امام محی السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اکثر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ آپ نے حضرت میمونہ سے نکاح تو حلال ہونے کی حالت میں کیا تھا۔ لیکن اس کی مشہوری اس وقت ہوئی۔ جب آپ احرام باندھ چکے تھے۔ پھر آپ نے حلال ہو کر مکہ کے راستہ میں سرف کے مقام پر آپ سے زفاف کیا۔[اہ]

۱۱۲۴۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر دھو لیا کرتے تھے[۵۲] متفق علیہ

۱۱۲۵۔ حضرت ابو ایوب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں سینگیاں لگوائیں۔[۵۳] متفق علیہ۔

۱۱۲۶۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی۔ کہ اگر کسی آدمی کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ اور وہ احرام کی حالت میں ہو تو آنکھوں پر مصبر کا لیپ کر سکتا ہے[۵۴]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کہ اہل حجاز اور صحابہ اور تابعین کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ محرم نکاح نہیں کر سکتا۔ اور یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ اگر کسی حکم میں تعدد واقع ہو جائے۔ تو اس میں احتیاط افضل ہے۔ لیکن یہاں تو تعارض بھی نہیں ہے۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) اہ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ سرف مکہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ ۱۲

۵۲ ترمذی کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ خطمی وغیرہ سے سر دھو لینا اور نہا لینا درست ہے۔ بشرطیکہ سر کا کوئی بال نہ ٹوٹے۔ اگر بال ٹوٹ جائیں۔ تو فدیہ دینا ہوگا۔ اور محرم غسل کرتے۔ وقت اپنے سر کو ہاتھوں سے نہ ڈھلیں۔ ۱۲

۵۳ ابن ماجہ کے سوا اسکو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ فصد کرانا۔ زخم کو سینا۔ پھوڑے کو چیر دینا۔ رگ کا کاٹنا اور دانت کا اکھاڑنا علاج کے لئے محرم کو جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں بال نہ ٹوٹیں۔ اور اس پر کوئی فدیہ نہیں ہے۔ ۱۲

(باقی بر صفحہ آئندہ)

١١٢٧۔ وَعَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ رَأَيْتُ اُسَامَةَ وَبِلَالًا وَاَحَدُهُمَا اٰخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهٗ يَسْتُرُهٗ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمٰى الْجَمْرَةَ الْعَقَبَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١١٢٨۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ يُوْقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ تَتَهَافَتُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَاَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ وَالْفَرَقُ ثَلٰثَةُ اٰصُعٍ اَوْ صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوِ انْسُكْ نَسِيْكَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١١٢٧۔ ام الحصین رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ میں نے حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔ کہ ایک نے تو ان دونوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑ رکھی تھی۔ اور دوسرے نے آپ کے سر پر گرمی کی وجہ سے کپڑے سے سایہ کر رکھا تھا یہاں تک کہ آپ نے جمرہ کو کنکریاں ماریں۔[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

١١٢٨۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں مکہ میں داخل ہونے سے قبل میرے پاس سے گزرے۔ میں نے احرام باندھ رکھا تھا۔ اور ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہا تھا۔ اور جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا تجھے یہ جوئیں تکلیف دیتی ہیں۔ میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا۔ اپنا سر منڈالو۔ اور تین ٹوپے گندم چھ مسکینوں کو کھلا دینا اور فرق تین ٹوپے کا ہوتا ہے۔ یا تین دن کے روزے رکھ لینا۔ یا ایک قربانی ایسے جانور کی کر دینا۔ جو قربانی کے لائق ہو[2] متفق علیہ

بیمار محرم علاج کے لیے لیپ کر لے (بقیہ صفحہ گذشتہ) ١ھ ابن ماجہ کے سوا اس کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ محرم علاج کے طور پر ایسی دوائی ضماد (لیپ) کر سکتا ہے۔ جس میں خوشبو نہ ملی ہو اور اسمیں کسی ممنوع چیز کا ارتکاب نہ ہو۔ ١٢

گرمی میں محرم سر پر سایہ کر سکتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) لہ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے۔ کہ محرم اپنے سر پر سایہ کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ سائبان وغیرہ اس کے سر پر نہ لگے۔ اور امام مالک پھر بھی اسکو مکروہ جانتے ہیں۔ ١٢

شریعت کی توہین سے خاتمہ خراب ہو جاتا ہے ٢ھ ابن ماجہ کے سوا اس کو تمام اہل سنن اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ مسلم کی روایت میں تصریح ہے کہ ایک بکری کی قربانی کر دینا۔ امام ترمذی نے کہا ہے۔ کہ اس پر تمام اہل علم کا عمل ہے۔ صحابہ سے لے کر اب تک کہ محرم اگر سر منڈالے۔ یا خوشبو لگائے۔ یا ایسے کپڑے پہن لے۔ جو اس کو احرام (حاشیہ صفحہ ہذا)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۱۲۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھَی النِّسَآءَ فِیْ اِحْرَامِھِنَّ عَنِ الْقُفَّازَیْنِ وَالنِّقَابِ وَمَا مَسَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّیَابِ وَلْتَلْبَسْ بَعْدَ ذٰلِکَ مَا اَحَبَّتْ مِنْ اَلْوَانِ الثِّیَابِ مُعَصْفَرٍ اَوْ خَزٍّ اَوْ حُلِیٍّ اَوْ سَرَاوِیْلَ اَوْ قَمِیْصٍ اَوْ خُفٍّ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۱۳۰۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ الرُّکْبَانُ یَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ فَاِذَا جَاوَزُوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَھَا مِنْ رَأْسِھَا عَلٰی وَجْھِھَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا

فصل دوم

۱۱۲۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانے پہننے اور نقاب اوڑھنے سے منع فرما رہے تھے۔ اور ان کپڑوں سے بھی جن کو زعفران یا ورس سے رنگا گیا ہو۔ اور ان کے علاوہ جس رنگ کے کپڑے بھی عورت چاہے۔ معصفر یا ریشمی کپڑے یا زیور یا شلوار یا قمیص یا موزے پہن سکتی ہے[1]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۱۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے۔ اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام میں تھیں۔ جب لوگ ہمارے پاس سے گزرنے لگتے۔ تو عورتیں اپنی چادریں سر سے لٹکا کر منہ پر کر لیتی تھیں۔ اور جب آدمی گزر جاتے

کی حالت میں پہننا جائز نہیں ہے۔ تو اس پر ایک بکری کی قربانی ہے۔ یا چھ مسکینوں کا کھانا یا تین روزے ہیں۔ اور یہ اس صورت میں ہے کہ آدمی احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی کسی عذر سے کرے۔ اور اگر بغیر عذر کے شریعت کے حکم کی خلاف ورزی شریعت کے حکم کو ہلکا اور خفیف سمجھ کر کرے تو پھر یہ گناہ اس کفارہ سے دور نہیں ہوگا۔ بلکہ عجب نہیں۔ کہ اس کا حج بھی باطل ہو جائے۔ اور اس کا خاتمہ بھی خراب ہو جائے۔ ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کو احمد حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلی فصل میں حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کے تحت اس کا بیان ہو چکا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ان کپڑوں کے علاوہ جن کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ عورت جس قسم کا کپڑا چاہے پہن سکتی ہے۔ مرد کے لیے یہ پابندی بھی ہے کہ وہ سلا ہوا کپڑا نہ پہنے۔ عورت کے لیے یہ پابندی نہیں ہے باقی رہیں احرام کی پابندیاں تو وہ مرد عورت سب کے لیے برابر ہیں خواہ مرد ہو یا عورت۔ البتہ مرد کے لیے یہ پابندی ہے کہ وہ سر نہ ڈھانپے اور عورت کے لیے یہ پابندی ہے کہ وہ منہ پر نقاب نہ ڈالے ۱۲

كَشَفْنَاهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَلِاِبْنِ مَاجَةَ مَعْنَاهُ۔

۱۱۳۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ وَهُوَ مُحْرِمٌ غَيْرِ الْمُقَتَّتِ يَعْنِي غَيْرَ الْمُطَيَّبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۳۲۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ وَجَدَ الْقُرَّ فَقَالَ اَلْقِ عَلَيَّ ثَوْبًا يَا نَافِعُ فَاَلْقَيْتُ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَقَالَ تُلْقِي عَلَيَّ هٰذَا وَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَهُ الْمُحْرِمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۱۳۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تھے۔ تو ہم اپنا پردہ کھول دیتی تھیں۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ابن ماجہ میں اس کا مضمون ہے۔

۱۱۳۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں اپنے سر کو تیل لگایا کرتے تھے۔ لیکن اس میں خوشبو نہ ملی ہوتی تھی۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۱۳۲۔ حضرت نافع سے روایت ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو سردی محسوس ہوئی تو کہنے لگے۔ اے نافع مجھ پر کپڑا ڈال دو۔ میں نے آپ پر ایک کوٹ ڈال دیا۔ تو آپ نے کہا۔ تو مجھ پر کوٹ ڈال رہا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ کہ احرام والا کوٹ پہنے [۱]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۱۳۳۔ عبداللہ بن مالک بن بحینہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں لحی جمل کے مقام پر جو مکہ کے راستے

محرم عورت کپڑے کی اوٹ کر سکتی ہے سلہ اس حدیث کو احمد اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ اولاً تو اس کا ایک راوی یزید بن ابی زیاد شیعہ ہے۔ اور پھر یہ حدیث متصل السند بھی نہیں ہے کیونکہ اس میں مجاہد حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کا سماع حضرت عائشہ سے ثابت نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اجنبی آدمی محرم عورت کے پاس گذرنے لگے۔ تو عورت اپنے منہ پر پردہ لٹکا سکتی ہے۔ بشرطیکہ کپڑا اس کے چہرے پر نہ لگے۔ ۱۲

سلہ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ محرم آدمی خالص تیل لگا سکتا ہے۔ جس میں خوشبو نہ ملی ہو۔ ۱۲

سلہ اس حدیث کو نسائی اور بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ محرم کو کوٹ پہننا منع ہے۔ علاوہ ازیں نافع نے کوٹ آپ کے سر پر ڈال دیا تھا۔ ۱۲

وَھُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ فِي وَسَطِ رَأْسِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۴۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلٰى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ ۔

۱۱۳۵۔ وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ حَلَالٌ وَ بَنٰى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَكُنْتُ اَنَا الرَّسُوْلُ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

میں ہے۔ اپنے سر کے وسط میں سینگیاں لگوائیں [له] متفق علیہ

۱۱۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاؤں کی پیٹھ پر درد تھی۔ تو آپ نے احرام کی حالت میں اس پر سینگیاں [له] لگوائیں۔ اسکو ابوداود اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۱۳۵۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حلال ہونے کی صورت میں نکاح کیا تھا۔ اور شب زفاف بھی حلال ہونے کے بعد ہوئی۔ اور ان دونوں میں پیغام لانے لیجانے والا میں تھا [له]۔ اسکو احمد۔ اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

[له] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ لحی جمل مکہ سے مدینہ کو جاتے ہوئے یا مدینہ سے مکہ کو آتے ہوئے راستے میں ایک مقام ہے۔ مکہ سے قریب ہے۔ اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ اگر بال نہ ٹوٹیں تو پچھنے لگانے یا سینگی لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر بال ٹوٹیں تو فدیہ دینا ہوگا۔ ۱۲

[له] اسکو ترمذی۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲

حضرت میمونہؓ کا نکاح احرام میں نہیں ہوا [له] اس حدیث کو ابن خزیمہ۔ ابن حبان اور دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ امام ترمذی نے اس کو حسن اس لئے کہا ہے کہ اس کی سند کا ایک راوی مطرالوراق ویسے سچا ہے۔ لیکن کبھی کبھی غلطی کرجاتا ہے۔ حضرت ابن عباس نے جو کہا ہے۔ کہ حضرت میمونہ سے آپ نے نکاح احرام کی حالت میں کیا تھا۔ وہ ان کو شبہ ہوا۔ کیونکہ اس نکاح کی شہرت اس وقت ہوئی۔ جب کہ آپ احرام باندھ چکے تھے۔ تو ابن عباس نے یہی سمجھا۔ کہ شاید نکاح ابھی ہوا ہے۔ اور احرام کی حالت میں ہوا ہے ورنہ اصل بات یہی ہے کہ آپ نے احرام باندھنے سے پہلے نکاح کیا تھا اور یہ ابورافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں آپ نے بعد میں ان کو آزاد کردیا تھا۔ انہیں کی معرفت نکاح کی گفتگو ہوتی رہی اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی حقیقی خالہ ہیں یہ چار بہنیں تھیں ایک بہن کی شادی نجد میں ہوئی تھی اور تین بہنیں یہ تھیں ۱۲

بَابُ الْمُحْرِمِ يَجْتَنِبُ الصَّيْدَ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۳۶ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اَنَّهٗ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۷۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَلَّفَ مَعَ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ

محرم کو شکار نہیں کرنا چاہیئے۔

فصل اول

۱۱۳۶ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گورخر کا ہدیہ بھیجا۔ آپ اس وقت ابوا یا ودان میں تھے۔ آپ نے وہ ہدیہ واپس کر دیا۔ اور جب اس کے چہرے پہ ناراضگی کے آثار دیکھے۔ تو فرمایا۔ ہم نے تمہارے ہدیے کو صرف اس لئے واپس کیا ہے۔ کہ ہم محرم ہیں[1]۔ متفق علیہ۔

۱۱۳۷ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ اور اپنے کچھ ساتھیوں سمیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

محرم کی نیت سے کیا ہوا شکار اسے منع ہے۔ [1] ابوداؤد کے سوا اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ محرم کے لئے جنگلی شکار خود کرنا بھی منع ہے۔ اور کسی کو شکار کا حکم دینا بھی منع ہے۔ اگر کسی کو شکار بتایا۔ یا اشارہ کیا۔ تو اس شکار کے گوشت میں سے محرم کچھ نہیں کھا سکتا۔ اور اسی طرح اگر غیر محرم آدمی محرم کے لئے شکار کرے۔ یا اس نیت سے شکار کرے۔ کہ اس کا گوشت محرم کو کھلاؤں گا۔ تو اس صورت میں بھی محرم اس شکار کا گوشت نہیں کھا سکتا صعب بن جثامہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کھلانے کی غرض سے شکار کیا تھا۔ اس لئے آپ نے اس کو واپس کر دیا۔ اور ابو قتادہ کی اگلی حدیث میں جو گوشت کھا لینے کی اجازت دی ہے۔ تو اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ شکار حاجیوں کی نیت سے نہیں کیا گیا تھا اور صعب بن جثامہ کے سامنے اس امر کی وضاحت کر دی کہ ہم نے جو تیرا شکار واپس کیا ہے تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم احرام کی حالت میں ہیں ورنہ ہم تیرا ہدیہ کبھی واپس نہ کرتے یہ اس لیے کہا کہ وہ بددل نہ ہو اور نہ دل شکستہ ہو اس سے معلوم کرنا چاہیئے کہ مومن آدمی کا پاس خاطر ملحوظ رکھنا کتنا ضروری ہے ۱۲

وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَوْا حِمَارًا وَحْشِيًّا قَبْلَ اَنْ يَّرَاهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوْهُ حَتّٰى رَاٰهُ اَبُوْ قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَّهٗ فَسَأَلَهُمْ اَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا فَتَنَاوَلَهٗ فَحَمَلَ عَلَيْهِ فَعَقَرَهٗ ثُمَّ اَكَلَ فَاَكَلُوْا فَنَدِمُوْا فَلَمَّا اَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلُوْهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْهُ شَيْءٌ قَالُوْا مَعَنَا رِجْلُهٗ فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَّحْمِهَا۔

١١٣٨۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ

پیچھے رہ گئے۔ ان کے ساتھی تو احرام کی حالت میں تھے۔ اور ابو قتادہ احرام میں نہیں تھے۔ ساتھیوں نے گورخر دیکھا اور ابو قتادہ نے ابھی نہیں دیکھا تھا۔ تو وہ دیکھ کر خاموش رہے۔ پھر ابو قتادہ نے بھی دیکھ لیا۔ یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اور ساتھیوں کو کہنے لگے مجھے کوڑا پکڑا دو۔ انہوں نے انکار کر دیا اسنے خود اتر کر پکڑ لیا۔ اور گورخر پر حملہ کر دیا۔ اور اس کو زخمی کر دیا۔ پھر ذبح کر کے اس کا گوشت خود بھی کھایا۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی کھلایا۔ پھر وہ نادم ہوئے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ تو آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس اس گوشت میں سے کچھ باقی بھی ہے۔ کہنے لگے ابھی ایک پاؤں باقی ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لے کر کھا لیا۔ متفق علیہ اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ تو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اسکو شکار کرنے کا حکم دیا تھا۔ یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا۔ جو اس کا گوشت بچا ہوا ہے۔ وہ بھی کھا لو۔[1]

١١٣٨ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ چیزیں ہیں۔ اگر ان کو کوئی

شکار کا گوشت محرم کھا سکتا ہے یا نہیں [1] ابن ماجہ کے علاوہ اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام کیوں نہ باندھا۔ جب کہ ان کے ساتھی سب احرام کی حالت میں تھے۔ اصل بات یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دشمن کے حالات کا پتہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ اسی وقت ان سے آکر ملے تھے۔ اور اس وقت تک میقات بھی احرام کے لئے مقرر نہیں ہوئے تھے۔ اگر محرم کی نیت سے شکار نہ کیا جائے۔ اور محرم اس شکار میں کسی طرح کی کوئی مدد نہ کرے۔ تو اس شکار سے محرم آدمی کھا سکتا ہے۔ ١٢٠

فِی الْحَرَمِ وَالْاِحْرَامِ اَلْفَارَۃُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاۃُ وَالْعَقْرَبُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۱۱۳۹۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ یُقْتَلْنَ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ اَلْحَیَّۃُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْفَارَۃُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحُدَیَّا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۱۴۰۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَحْمُ الصَّیْدِ لَکُمْ فِی الْاِحْرَامِ حَلَالٌ مَالَمْ تَصِیْدُوْہُ اَوْ یُصَدْ لَکُمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ۔

۱۱۴۱۔ وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجَرَادُ مِنْ صَیْدِ الْبَحْرِ رَوَاہُ

حرم میں اور احرام کی حالت میں بھی قتل کرے۔ تو اسپر کوئی گناہ نہیں ہے چوہا۔ کوا۔ چیل۔ بچھو اور کاٹنے والا کتا۔ متفق علیہ

۱۱۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ موذی جانور ہیں۔ ان کو حل اور حرم ہر جگہ میں قتل کیا جاسکتا ہے۔ سانپ اور ابلق کوا اور چوہا اور کاٹنے والا کتا اور چیل متفق علیہ

فصل دوم

۱۱۴۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ احرام کی حالت میں شکار کا گوشت کھانا حلال ہے۔ بشرطیکہ تم خود اسکو شکار نہ کرو۔ یا تمہاری نیت سے شکار نہ کیا جائے۔ اسکو ابوداؤد۔ ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۱۴۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹڈی سمندری شکار میں سے ہے۔ اس کو

احرام میں موذی جانور کو مارنا جائز ہے۔ ف ترمذی کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

اس حدیث میں پانچ چیزوں کی قید اتفاقی ہے ورنہ اور بھی جانور احادیث میں آئے ہیں۔ حضرت عائشہ کی حدیث میں سانپ بھی آیا ہے۔ ابوسعید کی حدیث میں خونخوار درندہ بھی آیا ہے۔ اور ابوہریرہ کی حدیث میں بھیڑیے اور چیتے کا ذکر بھی آیا ہے۔ کوا دو قسم کا ہے۔ ایک چھوٹا کوا جو دانہ دنکا کھاتا ہے اسکو کھیتی کا کوا کہتے ہیں۔ بعض احناف نے اس کے حلال ہونے کا فتوی بھی دیا ہے۔ اس کو مارنا جائز نہیں ہے۔ یہاں وہ کوا مراد ہے جس کو ابقع کہتے ہیں۔ جس کی پیٹھ یا پیٹ یا سینہ پر سفید داغ ہوتے ہیں۔ کاٹنے والے کتے سے مراد ہر وہ جانور ہے۔ جو انسان کا دشمن ہے۔ مثلاً شیر چیتا ریچھ بھیڑیا وغیرہ ۱۲

ف اس حدیث کو احمد نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔

ف اس حدیث کو احمد ابن خزیمہ۔ ابن حبان۔ حاکم۔ دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں یوسف بن خالد متروک ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے۔ تو اس میں تصریح ہے۔ کہ اگر محرم خود شکار کرے۔ یا اس کی نیت سے شکار کیا جائے۔ تو اس میں اور حلال آدمی اپنے لئے شکار کرے۔ اور اس میں سے محرم کو کھانے کے لئے دیدے۔ ان دونوں صورتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ ۱۲

أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۲۴۱۱۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ السَّبُعَ الْعَادِيَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۲۴۱۳۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمَّارٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الضَّبُعِ أَصَيْدٌ هِيَ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ أَيُؤْكَلُ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔[1]

۲۴۱۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ محرم آدمی حملہ کرنے والے درندے کو مار سکتا ہے۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔[2]

۲۴۱۳۔ عبدالرحمان بن ابی عمار نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بجو کے متعلق سوال کیا۔ کہ کیا یہ شکار ہے۔ تو آپ نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے کہا ہاں اسکو ترمذی۔ نسائی اور شافعی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[3]

---

[1] یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے ضعیف ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ مکڑی کا شکار محرم کو جائز ہے۔ کیونکہ اس کا حکم دریائی شکار مچھلی کا سا ہے۔ کہ وہ بھی مری ہوئی حلال ہے۔ اور مکڑی بھی مری ہوئی حلال ہے۔ سو جب سمندر کا شکار اللہ تعالےٰ نے محرم کے لئے جائز رکھا ہے تو مکڑی بھی اسی حکم میں ہے۔ ۱۲

[2] یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ کہ اس کا ایک راوی یزید بن ابی زیاد حافظے کا اچھا نہیں ہے۔ اور اس مضمون پر بحث فصل اوّل میں حضرت عائشہ اور ابن عمر کی حدیث کے تحت گذر چکی ہے۔ ۱۲

[3] اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بجو حلال ہے۔ اور امام شافعی رح اسی حدیث کی بنا پر اس کی حلت کے قائل ہیں۔ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے صحیح ہے اور حضرت جابر کی آئندہ حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صحیح کہا ہے ان روایات کی بنا پر ترجیح اسی بات کو ہے کہ بجو حلال ہے اور جن لوگوں نے اس کو حرام کہا ہے انہوں نے خزیمہ بن جزی کی حدیث سے استدلال کیا ہے اور وہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے بہت کمزور ہے وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۱۲

١١٤٤۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبُعِ قَالَ هُوَ صَيْدٌ وَيُجْعَلُ فِيْهِ كَبْشًا إِذَا أَصَابَهُ الْمُحْرِمُ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

١١٤٥۔ وَعَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْيٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الضَّبُعِ قَالَ أَوَ يَأْكُلُ الضَّبُعَ أَحَدٌ وَسَأَلْتُهُ عَنْ أَكْلِ الذِّئْبِ قَالَ أَوَ يَأْكُلُ الذِّئْبَ أَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١١٤٦۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَنَحْنُ حُرُمٌ

١١٤٤۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بجو کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ شکار ہے۔ اور اگر محرم اسکا شکار کرے۔ تو اسپر ایک مینڈھا ہے۔ اسکو ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

١١٤٥۔ خزیمہ بن جزی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بجو کے کھانے کے متعلق سوال کیا۔ تو آپنے فرمایا۔ کیا بجو کو بھی کوئی کھاتا ہے۔ اور پھر میں نے بھیڑیے کے کھانے کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا کوئی بندہ بھیڑیے کو بھی کھاتا ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کی سند اچھی نہیں ہے۔

فصل سوم

١١٤٦۔ عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی نے کہا۔ کہ ہم طلحہ بن عبید اللہ کے ہمراہ تھے۔ اور ہم احرام باندھے ہوئے تھے۔ تو طلحہ کو کسی نے پرندے

سلہ اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں۔ کہ میں نے اس حدیث کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ بجو کا گوشت حلال ہے اور اس سے پہلی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ ١٢

سلہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے انتہا درجہ کی کمزور ہے۔ اور پہلی صحیح حدیثوں کا معارضہ نہیں کر سکتی۔ اس کے دو راوی عبدالکریم بن ابوالمخارق اور اسمٰعیل بن مسلم از حد ضعیف ہیں۔ امام ابوحنیفہ اس حدیث کی بنا پر بجو کو حرام قرار دیتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مختلف روایات کی بنا پر جو کسی چیز کی حلت یا حرمت کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو اس حلت کا درجہ تو وہی ہوتا ہے جو منصوص حلت کا ہوتا ہے کیونکہ اصل میں ہر چیز میں اباحت ہے لیکن اختلافی روایات کی بنا پر جو حرمت کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو اس حرمت کا درجہ منصوص حرمت کے برابر نہیں ہوتا بلکہ اسے نہی تنزیہی کا درجہ سمجھنا چاہئے۔ منصوص حرمت کے مرتکب کو حرام خور کہا جائے گا لیکن اختلافی حرمت کے مرتکب کو حرام خوردہ بھی نہیں کہتے جو حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں ١٢

فَأَهْدَى لَهُ طَيْرًا وَطَلْحَةُ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ أَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ وَافَقَ مَنْ أَكَلَهُ قَالَ فَأَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بَابُ الْإِحْصَارِ وَفَوْتِ الْحَجِّ

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۱۴۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدْ أُحْصِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ وَجَامَعَ نِسَاءَهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ حَتّٰى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

کا ہدیہ بھیجا اور طلحہ سوئے ہوئے تھے۔ ہم میں سے بعض نے تو وہ گوشت کھا لیا۔ اور بعض نے پرہیز کی۔ پھر جب طلحہ جاگے۔ تو انہوں نے ان لوگوں سے موافقت کی۔ جنہوں نے کھایا تھا۔ اور کہا ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں شکار کا گوشت کھایا ہے[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

حج سے روکے جانے اور حج کے فوت ہو جانیکا بیان

فصل اول

۱۱۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے سال عمرہ سے روکا گیا۔ تو آپ نے اپنا سر منڈایا۔ اور اپنی بیویوں سے صحبت کی۔ اور اپنی قربانی ذبح کر ڈالی۔ اور پھر آئندہ سال عمرہ کیا[2]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

---

[1] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا۔ کہ اگر محرم کی نیت سے شکار نہ کیا جائے۔ تو وہ شکار کا گوشت کھا سکتا ہے۔ ۱۲

احصار کی حالت میں کیا کیا جائے

[2] اس حدیث کو ابو نعیم اور اسمٰعیل نے بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی بنا پر کہا ہے۔ کہ جو آدمی احصار کی وجہ سے حلال ہو جائے۔ تو اس پر وہ چیز (حج یا عمرہ) جس سے حلال ہوا ہے۔ آئندہ سال پھر واجب ہے۔ اور جمہور نے کہا ہے۔ کہ محصر پر قضا واجب نہیں ہے۔ اور اکثر علماء کے نزدیک احصار ہر اس چیز سے معتبر ہے۔ جس کی بنا پر حاجی حج کرنے سے رک جائے۔ خواہ وہ روکنے والی چیز دشمن ہو یا بیماری یا راستہ کا پر خوف ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے سال پندرہ سو صحابہ کرام کے ساتھ مکہ مکرمہ کو عمرہ کرنے کے لئے تشریف لائے (حاشیہ جیسا کہ

۱۱۴۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَايَاهُ وَحَلَقَ وَقَصَّرَ أَصْحَابُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۴۹۔ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۵۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِيْ أَوْ يَصُوْمُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۴۸ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ تو قریش ہمارے اور خانہ کعبہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانیاں ذبح کر ڈالیں۔ اور سر منڈایا۔ اور آپ کے صحابہ نے بھی اپنے بال کاٹے اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۴۹ مسور بن مخرمہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے[ملہ] سر منڈانے سے پہلے قربانی ذبح کی۔ اور اپنے صحابہ کو بھی اسی طرح حکم دیا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۵۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کافی نہیں ہے۔ اگر کوئی تم میں سے حج سے روک دیا جائے۔ تو وہ بیت اللہ شریف کا طواف کرے۔ اور صفا مروہ کی دوڑ کرے۔ پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے۔ اور پھر آئندہ سال حج کرے۔ اور قربانی بھی دے۔ اور اگر قربانی نہ ملے۔ تو روزے رکھے۔[ملہ] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) حدیبیہ کے مقام پر کفار مکہ نے روک دیا۔ بڑی بحث و تمحیص کے بعد قرار پایا۔ کہ آئندہ سال اگر عمرہ کر لینا اس سال واپس چلے جاؤ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ قربانی ذبح کر دی۔ اور سر منڈا لیا۔ اور حلال ہو گئے ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ملہ یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ امام بخاری نے اس کو غزوہ حدیبیہ میں روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث شر[یف] بخاری میں ہے

جہاں حج سے رک جائے وہیں قربانی ذبح کرے ملہ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور یہ عمرہ حدیبیہ کا واقعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے قربانی ذبح کرے۔ اور بعد میں حجامت کرائے۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جہاں آدمی روکا جائے وہیں اپنی قربانی ذبح کر دے۔ اور حلال ہو جائے۔ امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر اس کے ساتھ قربانی ہو۔ اور اس کو مکہ روانہ کرنا بھی ممکن ہو تو اس کو مکہ روانہ کر دے۔ اور قربانی کے دن گذار کر حجامت کر لے۔ اور حلال ہو جائے یعنی نحر کے دن تک احرام ہی کی حالت میں رہے۔ اور اگر اسے مکہ روانہ نہ کر سکے۔ تو پھر وہیں قربانی اسی دن ذبح کر دے اور حلال ہو جائے ۱۲ (حاشیہ جبر قلم آئندہ)

۱۱۵۱- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ اَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُنِيْ اِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ وَ قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۱۵۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يُبْدِلُوا الْهَدْيَ الَّذِيْ نَحَرُوْا عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ رَوَاهُ ٥ .... اَبُوْدَاؤدَ وَفِيْهِ قِصَّةٌ وَ فِيْ سَنَدِهٖ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ۔

۱۱۵۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ بنت زبیر کے پاس تشریف لے گئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ شاید تو نے حج کا ارادہ کیا ہے۔ وہ کہنے لگیں اللہ کی قسم میں ایک بیمار سی عورت ہوں۔ تو آپ نے فرمایا تو حج کر اور شرط کرلے۔ اور کہہ لے۔ اے میرے اللہ میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہے۔ یہاں مجھے تو روک دے[سلہ] متفق علیہ۔

فصل دوم

۱۱۵۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حکم دیا۔ کہ اس قربانی کے بدلے جو حدیبیہ کے سال ذبح کی گئی تھیں۔ اب نئی قربانیاں عمرۃ القضا میں ذبح کریں[سلہ]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور اس میں ایک قصہ بھی ہے۔ اور اس کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے۔

محصر اور فائت الحج کا بیان۔ [سلہ] (حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں فائت الحج کا بیان ہے۔ حج سے رک جانے والے دو طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ ہے۔ جو کسی صورت خانہ کعبہ پہنچ ہی نہیں سکتے۔ ان کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ اور ان کو محصر کہا جاتا ہے۔ اور دوسرے وہ ہیں۔ جو خانہ کعبہ پہنچ تو گئے۔ لیکن وقت پر نہ پہنچ سکے۔ اور عرفات کے میدان میں کھڑا ہونے اور طواف زیارت کرنے کا وقت نکل گیا۔ ان کو فائت الحج کہتے ہیں۔ ان کے متعلق حکم یہ ہے۔ کہ خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ اور صفا مروہ کی دوڑ کرکے حجامت کرائے۔ یعنی اس حج کو عمرہ بنا ڈالے اور آئندہ سال پھر حج کرے ۱۲

مشروط حج میں قربانی نہیں ہے (حاشیہ صفحہ ہذا) [سلہ] اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث مسلم اور اصحاب سنن نے بھی ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے۔ کہ محرم جب اپنے احرام میں شرط کرلے۔ اور پھر اس کو کوئی بیماری وغیرہ عارض ہو جائے۔ تو وہیں حلال ہو جائے۔ اور اس صورت میں اور محصر کی صورت میں فرق یہ ہے۔ کہ محصر کو ایک قربانی دینا لازم ہے۔ اور اس طرح شرط کرنے والے پر قربانی واجب نہیں ہے۔ ۱۲

محصر قضا میں دوبارہ قربانی ذبح کرے۔ [سلہ] اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۱۵۳۔ وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كُسِرَ اَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَزَادَ اَبُوْدَاوُدَ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى اَوْ مَرِضَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَفِي الْمَصَابِيْحِ ضَعِيْفٌ۔

۱۱۵۴۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيْلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ اَدْرَكَ عَرَفَةَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ اَيَّامُ مِنًى ثَلٰثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ

۱۱۵۳۔ حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کی ہڈی ٹوٹ جائے۔ یا لنگڑا ہو جائے۔ تو وہ حلال ہو گیا۔ اور اس پر آئندہ سال پھر حج ہے[۱]۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد نے اپنی ایک اور روایت میں بیماری کو بھی زیادہ کیا ہے۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ اور مصابیح میں ہے۔ کہ ضعیف ہے۔

۱۱۵۴۔ عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ حج عرفہ کا نام ہے۔ جو آدمی مزدلفہ کی رات میں فجر طلوع ہونے سے پہلے پہلے عرفات کے میدان میں پہنچ جائے۔ تو اس نے حج کو پالیا۔ اور منیٰ میں ٹھہرنے کے تین دن ہیں۔ پھر جو شخص دو دن میں جلدی کر کے فارغ ہو جائے۔ اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو پیچھے (تین دن تک) رہ جائے۔ اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے[۲]۔ اس کو ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس کے راوی ثقہ ہیں۔ البتہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے۔ جس نے سماع کی تصریح نہیں کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حدیبیہ کے سال جو قربانیاں آنحضرت اور صحابہ کرام اپنے ہمراہ لائے تھے۔ وہ تو ذبح کر گئے تھے۔ اور جب عمرۃ القضاء میں آنحضرت اور صحابہ کرام آئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان قربانیوں کے بدل اب اور قربانیاں ذبح کرو۔ ۷

[۱] یعنی آئندہ سال پھر حج کرے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد، ابن خزیمہ۔ حاکم اور بیہقی دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے اس کو حسن اس لئے کہا ہے۔ کہ عکرمہ راوی پر بعض محدثین نے تنقید کی ہے۔ اور فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے اس کی توثیق کو ثابت کیا ہے۔ اور مصنف نے جو اس پر ضعف کا حکم لگایا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ اگر محرم کو کوئی مانع پیش آجائے۔ تو مانع کے پیش آجانے ہی سے وہ حلال ہو جائے گا۔ وہ اپنے وطن کو واپس آجائے۔ اور آئندہ سال پھر حج کرے

[۲] عرفات میں کھڑا ہونے کا آخری وقت۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان۔ حاکم۔ دار قطنی اور بیہقی نے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

بَابُ حَرَمِ مَکَّۃَ حَرَسَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۵۵ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ لَا هِجْرَۃَ وَلٰکِنْ جِهَادٌ وَّنِیَّۃٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَقَالَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَاِنَّهُ لَمْ یَحِلَّ الْقِتَالُ فِیْهِ

ہے

حرم مکہ کا بیان

فصل اول

۱۱۵۵ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا۔ اب ہجرت[۱] نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔ اور جب تم کو جہاد میں نکلنے کا حکم دیا جائے۔ تو نکلو اور فتح مکہ کے دن آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا شہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس دن عزت والا بنایا تھا جس دن اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تھا۔ سو وہ حرام کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بھی روایت کیا ہے۔ عرفہ کا نام حج اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ بالاتفاق عرفات کا قیام حج کا رکن ہے۔ اس کے رہ جانے سے حج باطل ہو جاتا ہے۔ اور دسویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات جو مزدلفہ کی رات کہلاتی ہے۔ اس کی صبح پھٹنے سے پہلے پہلے اگر کوئی آدمی عرفات کے میدان میں پہنچ جائے۔ تو اس کا حج ہو گیا۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] ابن ماجہ کے سوا اس حدیث کو تمام اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ وہ ہجرت جو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف جاری تھی۔ وہ مکہ فتح ہونے سے ختم ہو گئی کیونکہ اب وہ بھی دارالاسلام ہو گیا۔ اور کافر بادشاہ کے ملک سے اسلام کی حکومت کی طرف ہجرت کرنا قیامت تک جاری ہے۔ اور اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے وطن کو چھوڑنا اور دین کے کاموں کے لئے سفر کرنا آج بھی جاری ہے۔ مکہ مکرمہ میں لڑنا حرام ہے۔ اور اس کا لقطہ بھی مشہور کرنے والے کے سوا اور کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ لقطہ کہتے ہیں۔ گری پڑی چیز کو خانہ کعبہ کے لقطہ کا یہ حکم ہے کہ اس کو سال کے بعد بھی نہ آدمی کھا سکتا ہے۔ نہ خیرات کر سکتا ہے امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور اکثر علماء نے حرم اور غیر حرم کے لقطہ میں فرق نہیں کیا ہے۔ ۱۲

حرم کے لقطہ کا کیا حکم ہے۔

لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَلَمْ یَحِلَّ لِیْ اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا یُعْضَدُ شَوْکُہٗ وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُہٗ وَلَا یَلْتَقِطُ لُقَطَتَہٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَھَا وَلَا یُخْتَلٰی خَلَاھَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّہٗ لِقَیْنِھِمْ وَلِبُیُوْتِھِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ لَا یُعْضَدُ شَجَرُھَا وَلَا یَلْتَقِطُ سَاقِطَتَھَا اِلَّا مُنْشِدٌ۔

۱۱۵۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ لِاَحَدِکُمْ اَنْ یَّحْمِلَ بِمَکَّۃَ السِّلَاحَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۵۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَکَّۃَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلٰی رَاْسِہِ الْمِغْفَرُ

کی حرمت کے ساتھ قیامت کے دن تک اور اس میں لڑائی کرنا مجھ سے پہلے کسی کے لئے بھی حلال نہیں کیا گیا۔ اور میرے لئے بھی دن کی ایک گھڑی حلال کی گئی تھی۔ سو وہ اب پھر اللہ کی حرمت کے ساتھ قیامت کے دن تک حرام ہے۔ اس کا کانٹا بھی نہ کاٹا جائے۔ اور اس کا شکار بھی نہ بھگایا جائے۔ اور اس کی گری پڑی چیز سوائے مشہور کرنے والے کے کوئی بھی نہ اٹھائے۔ اور اس کی گھاس بھی نہ کاٹی جائے۔ تو حضرت عباس نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اذخر کاٹنے کی اجازت فرمایئے۔ کہ وہ لوہاروں اور سناروں اور گھروں کے چھپنے اور فرشوں میں کام آتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ چلو اذخر کاٹنے کی اجازت ہے۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ کہ اس کا درخت نہ کاٹا جائے۔ اور اس کی گری ہوئی چیز کو سوائے مشہور کرنے والے کے کوئی بھی نہ اٹھائے۔

۱۱۵۶۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ تم میں سے کسی کے لئے بھی حلال نہیں ہے۔ کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہتھیار اٹھا کر چلے[۵۲]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۱۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح کے دن مکہ میں داخل ہوئے۔ تو آپ کے سر پر خود

اذخر گھاس کا حکم۔

سلہ ۵۱ اذخر ایک خوشبودار اور نرم گھاس ہوتی ہے۔ مکانوں کی چھتوں پر بھی اس کو ڈالتے۔ اور نیچے فرش بھی اس کا بچھا لیتے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ حرم کی سرزمین سے صرف اذخر گھاس ہی مویشیوں کو چرایا جا سکتا ہے۔ دوسرا گھاس نہیں۔ اور باقی ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ مویشیوں کو ہر قسم کا گھاس چرایا جا سکتا ہے ۱۲

۵۲ یہ حدیث صرف مسلم میں ہے۔ اور یہ نہی اس حال پر محمول ہے۔ کہ ہتھیار کی ضرورت نہ ہو۔ ورنہ اگر ضرورت ہو تو ہتھیار لے کر چل سکتا ہے۔ اور جمہور کا یہی مذہب ہے ۱۲

فَلَمَّا نَزَعَ جَاءَ رَجُلٌ وَقَالَ اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلْهُ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۱۵۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۱۵۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

تھا۔ جب آپ نے خود کو اتارا۔ تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ ابن خطل خانہ کعبہ کے پردہ سے لٹکا ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسکو قتل کر دے۔[لے] متفق علیہ۔

۱۱۵۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ تو آپ کے سر پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی۔ اور بغیر احرام کے آئے تھے۔[لے] اسکو مسلم نے روایت کیا

۱۱۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک لشکر خانہ کعبہ کو برباد کرنے کے لئے آئے گا جب وہ زمین کے ایک ہموار میدان میں پہنچے گا۔ تو اس لشکر کے تمام آدمی اول سے لے کر آخر تک سب زمین میں غرق ہو جائیں گے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول سب کے سب کو زمین میں غرق کر دیا جائے گا۔ اس میں ان کے نوکر چاکر بھی تو ہوں گے جو اس وقت اتفاق سے اس میدان میں ہوں گے۔ تو آپ نے فرمایا۔ غرق تو سب کے سب ہو جائیں گے۔ پھر قیامت کو اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔[لے] متفق علیہ۔

حد اور قصاص حرم میں جاری ہو سکتے ہیں۔ لے ۵ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ ابن خطل پہلے مسلمان ہو اتھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اور ایک انصاری کو ایک کام پر بھیجا۔ اور انصاری کو اس پر امیر مقرر کیا۔ راستہ میں اس نے انصاری کو دھوکہ سے قتل کر دیا۔ اور اس کا مال لوٹ لیا۔ اور کافر مرتد ہو کر مکہ میں قریش سے آکر مل گیا۔ فتح مکہ کے روز اس نے خانہ کعبہ میں پناہ لی۔ آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ اس حدیث سے امام شافعی نے کہا ہے۔ کہ حرم میں حد اور قصاص قائم کرنا جائز ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں۔ کہ ارتداد کے بدلہ میں اس کو قتل کیا گیا تھا۔ قصاص میں نہیں۔ لیکن آج کل عمل امام شافعی کے مسلک کے مطابق ہو رہا ہے۔ کہ حرم کی حدود کے اندر بھی حدود جاری کی جاتی ہیں۔ ۱۲۔

نیت حج و عمرہ کے بغیر احرام ضروری نہیں۔ لے ۵۲ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۱۶۰۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَیْقَتَیْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۶۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَاَنِّیْ بِهٖ اَسْوَدَ اَفْحَجَ یَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۱۶۲۔ عَنْ یَعْلَی بْنِ اُمَیَّةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِحْتِكَارُ الطَّعَامِ فِی الْحَرَمِ اِلْحَادٌ فِیْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۱۱۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خانہ کعبہ کو ایک پتلی اور چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی بادشاہ تباہ و برباد کردے گا۔[1]

۱۱۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گویا میں اس کالے حبشی ٹیڑھی چال والے کو دیکھ رہا ہوں۔ جو خانہ کعبہ کا ایک ایک پتھر کرکے اکھاڑ پھینکے گا۔[2] اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۱۶۲۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حرم میں غلے کو روک رکھنا اور مہنگا کرکے فروخت کرنا اس میں الحاد کرنا ہے۔[3] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس سے معلوم ہوا۔ کہ جو آدمی حج یا عمرہ کی نیت نہ رکھتا ہو۔ وہ مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے بھی داخل ہوسکتا ہے۔ خواہ اس کی آمد و رفت بہت زیادہ ہو۔ مثلاً کوئی لکڑ ہارا ہر روز آتا جاتا ہے۔ یا کوئی تاجر کبھی کبھی آمد و رفت رکھے۔ اس سے سیاہ پگڑی پہننے کا جواز بھی ثابت ہوا۔

[3] اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ بروں کی صحبت اختیار کرنے سے دنیا میں عذاب ہوتا ہے پھر اگر وہ خود مومن ہوگا۔ تو آخرت کو بچ جائے گا۔ ورنہ نہیں۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ بادشاہ کافر ہوگا چھوٹی اور پتلی پنڈلیوں والا ہوگا۔ اور اس کا نام جہجاہ ہوگا۔ یہ اس وقت ہوگا۔ جب کہ خانہ کعبہ کا اٹھا لینا خدا تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ اور کعبہ کی بربادی کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ قیامت کے قریب خانہ کعبہ کا ایک حقیر حبشی کے ہاتھ سے خراب ہونا جائے عبرت ہے۔ اور یہ حرکت اس بدبخت بادشاہ پر بڑی عظیم الشان آفت ہوگی۔ ۱۲

[3] اس حدیث کی اپنی سند تو بہت ضعیف ہے۔ لیکن اس کے (حاشیہ صفحہ آئندہ) احتکار مکہ میں الحاد کا حکم رکھتا ہے۔

۱۱۶۳- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَّةَ مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُوْنِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا۔

۱۱۶۴- وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ فَقَالَ وَاللهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللهِ إِلَى اللهِ وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۱۶۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تو کتنا پاکیزہ شہر ہے۔ اور مجھ کو کتنا محبوب ہے۔ اور اگر مجھ کو میری قوم تجھ سے نکلنے پر مجبور نہ کر دیتی۔ تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا[1]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن صحیح غریب ہے۔

۱۱۶۴- عبداللہ بن عدی بن حمرا نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حزورہ کے مقام پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ آپ فرماتے تھے۔ اے مکہ اللہ کی قسم تو اللہ کی زمین سے بہترین جگہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو ساری زمین میں سے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اور اگر مجھ کو زبردستی تجھ سے نہ نکالا جاتا۔ تو میں کبھی نہ نکلتا[2]۔ اور اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کچھ اور شواہدات بھی ہیں۔ جن سے ان کو تقویت ہوتی ہے۔ احتکار یہ ہے۔ کہ جن دنوں میں غلہ کا قحط ہو۔ ان دنوں میں غلہ کو بند رکھنا۔ تاکہ بہت زیادہ مہنگا ہونے پر اس کو فروخت کیا جائے۔ احتکار ہر شہر میں منع ہے۔ لیکن مکہ معظمہ میں احتکار کو الحاد فرمایا ہے۔ یہ قرآن مجید کی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جو اس میں الحاد کا ارادہ بھی کرے گا۔ ہم اس کو دردناک عذاب پہنچائیں گے۔ تو جو الحاد کا ارتکاب کرے۔ اس کے عذاب کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اور مکہ میں احتکار اتنا بڑا گناہ ہے۔ جیسے الحاد کا ارتکاب کرنا۔ ۱۲

مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کو حاکم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ یہ آپ نے اس وقت فرمایا۔ جب آپ مکہ فتح کر کے واپس مدینہ منورہ جانے لگے۔ چونکہ قریش کے تنگ کرنے کی وجہ سے وہاں سے ہجرت کر چکے تھے اس لئے فتح مکہ کے بعد بھی وہاں نہ ٹھہرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مکہ مکرمہ تمام شہروں سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حزورہ ایک جگہ کا نام ہے۔ آپ نے وہاں کھڑے ہو کر مکہ مکرمہ کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہے تھے۔ اس حدیث سے بھی مکہ مکرمہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔ ۱۲

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۶۵- عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْعَدَوِیِّ اَنَّہٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ وَّھُوَ یَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰی مَکَّۃَ اِئْذَنْ لِیْ اَیُّھَا الْاَمِیْرُ اُحَدِّثْکَ قَوْلًا قَامَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ یَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْہُ اُذُنَایَ وَوَعَاہُ قَلْبِیْ وَاَبْصَرَتْہُ عَیْنَایَ حِیْنَ تَکَلَّمَ بِہٖ حَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَکَّۃَ حَرَّمَھَا اللّٰہُ وَلَمْ یُحَرِّمْھَا النَّاسُ فَلَا یَحِلُّ لِامْرِئٍ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَّسْفِکَ بِھَا دَمًا وَّلَا یَعْضُدَ بِھَا شَجَرَۃً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھَا فَقُوْلُوْا لَہٗ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِہٖ وَلَمْ یَاْذَنْ لَّکُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِیْ فِیْھَا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ وَقَدْ عَادَتْ

فصل سوم

۱۱۶۵- ابوشریح عدوی نے عمرو بن سعید کو کہا۔ وہ ان دنوں مکہ مکرمہ کی طرف لڑائی کے لئے لشکر بھیج رہا تھا۔ اے امیر اگر اجازت دو تو میں تمکو ایک ایسی بات بتاؤں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن فرمائی تھی۔ جس کو میرے کانوں نے سنا اور جس کو میرے دل نے یاد رکھا۔ اور جس کو میری آنکھوں نے دیکھا۔ جب آپ نے کلام شروع فرمائی تو پہلے اللہ تعالٰے کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر فرمایا۔ مکہ مکرمہ کو اللہ تعالٰے نے حرام کیا ہے۔ اور اس کی حرمت کوئی بندوں کی قائم کی ہوئی نہیں ہے۔ کسی بھی آدمی کے لئے جائز نہیں ہے۔ جو اللہ تعالٰے اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ کہ اس میں (مکہ میں) خون گرائے۔ اس کا درخت بھی نہ کاٹا جائے۔ اور اگر کوئی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائی سے سند لے۔ تو اس کو کہو کہ اللہ تعالٰے نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی اور تم کو اللہ تعالٰے نے اجازت نہیں دی۔ اور مجھ کو بھی اللہ تعالٰے نے دن کی ایک گھڑی اجازت فرمائی تھی۔ اور بیشک

حرم عاصی کو پناہ نہیں دیتا۔ ؎ اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ عمرو بن سعید مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ یزید بن معاویہ کے زمانہ میں اس کا امیر ہونے کی حیثیت سے عبداللہ بن زبیر خلیفہ برحق کے مقابلہ کے لئے مکہ مکرمہ کو لشکر روانہ کرتا تھا۔ تاکہ ان کو شہید کر دیا جائے۔ اور وہ خانہ کعبہ میں پناہ گزین تھے۔ یزیدی فوجوں نے خانہ کعبہ پر گولہ باری کی۔ جس سے اس کی دیواریں پھٹ گئیں۔ ابوشریح نے یہ حدیث سنا کر عمرو بن سعید کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ خانہ کعبہ حرم ہے۔ اس میں لڑائی کرنا جائز نہیں ہے۔ تو اس نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور کہا کہ فسادی کو خانہ کعبہ پناہ نہیں دیتا۔ وہ اپنے خیال میں حضرت عبداللہ بن زبیر کو فسادی سمجھ رہے تھے۔ بالآخر حضرت عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲۔

حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي الْبُخَارِيِّ الْخَرْبَةُ الْجِنَايَةُ ۔

۱۱۶۶۔ وَعَنْ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا عَظَّمُوا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيمِهَا فَإِذَا ضَيَّعُوا ذٰلِكَ هَلَكُوا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

اسکی حرمت آج پھر لوٹ آئی ہے۔ جیسے کہ اس کی حرمت کل تھی۔ اور جو یہاں حاضر ہیں۔ وہ میری یہ بات غیر حاضر لوگوں کو بتا دیں۔ تو ابو شریح سے پوچھا گیا۔ پھر تجھ کو عمرو نے کیا جواب دیا۔ کہنے لگا میں اس حدیث کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔ اے ابو شریح حرم کسی گنہگار کو پناہ نہیں دیتا۔ اور نہ ہی خون کر کے بھاگنے والے کو اور نہ فساد پھیلانے والے کو۔ یہ متفق علیہ۔ اور بخاری میں ہے۔ کہ خربہ کا معنی خیانت ہے

۱۱۶۶۔ عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تک یہ امت بھلائی سے رہے گی۔ جب تک کہ وہ مکہ مکرمہ کی صحیح طور پر عزت اور حرمت کو ملحوظ رکھے گی۔ اور جب وہ اسکو ضائع کر دیں گے۔ تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا[1]

کعبہ کی حرمت سے دنیا قائم ہے۔ [1] اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد کوفی ضعیف ہے۔ اور اس کا استاد عبدالرحمٰن بن سابط مدلس ہے۔ اور اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی ہے جو ہر زمانہ میں پوری ہوتی آئی ہے۔ جن لوگوں نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی۔ بالآخر وہ ختم ہو گئے۔ اور دنیا میں قیامت تک کے لئے بدنام اور ذلیل بھی ہو گئے۔ اور قیامت کے قریب جو لوگ خانہ کعبہ پر چڑھائی کریں گے۔ وہ زمین میں غرق ہو جائیں گے۔ ۱۲

بَابُ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۶۷۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْقُرْاٰنَ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا

مدینہ منورہ کے حرم کا بیان (اللہ تعالیٰ اسکو محفوظ رکھے)

فصل اوّل

۱۱۶۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک اور اس صحیفہ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں لکھی۔ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ کا حرم عیر سے لے کر ثور تک ہے۔ جو آدمی اس میں کوئی بدعت نکالے۔ یا کسی بدعتی کو پناہ دے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے نہ فرض قبول کئے جائیں گے۔ نہ نفل مسلمانوں کا عہد ایک ہے۔ کوشش کرے گا۔ اس کے ساتھ ان کا ادنیٰ بھی پھر جو آدمی کسی مسلمان کے عہد کو توڑے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے نہ فرض قبول کئے جائیں گے۔ اور نہ نفل اور جو آدمی کسی

حرم مدینہ کے حدود کیا ہیں۔ ۱؎ ابن ماجہ کے سوا اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اور طیالسی۔ عبدالرزاق۔ ابویعلیٰ۔ ابن خزیمہ اور ابوعوانہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ عیر اور ثور مدینہ منورہ کی دو پہاڑیاں ہیں۔ ایک مدینہ کے مشرق کی طرف ہے۔ اور دوسری مغرب کی طرف ان کی درمیانی زمین حرم مدینہ ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک مدینہ منورہ حرم ہے۔ لیکن احناف نے اس کا انکار کیا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض علوم اللہ احکام اور وصیتوں سے مخصوص نہیں فرمایا تھا جیسا کہ شیعہ حضرات کا خیال ہے۔ صحیفہ سے مراد ایک ورق تھا جس کو حضرت علی اپنی تلوار کے نیام میں رکھا کرتے تھے۔ اس صحیفہ میں حدود اور قصاص کے متعلق بھی کچھ احکام تھے۔ اور اس میں مدینہ کے حرم کا بھی تذکرہ تھا۔ ۱۲

فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ وَالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَتَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ۔

۱۱۶۸ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُّقْطَعَ عِضَاهُهَا اَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا وَقَالَ الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ لَا يَدَعُهَا اَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَلَا يَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰى لَاْوَآئِهَا وَجَهْدِهَا اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قوم سے بغیر اپنے ساتھیوں کی اجازت کے دوستی قائم کرے گا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ [illegible] اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے نہ فرض قبول کئے جائیں گے۔ اور نہ نفل متفق علیہ۔ اور ان دونوں کی ایک [illegible] ہے۔ جو آدمی اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے۔ یا اپنے موالی کے بغیر کسی اور سے اپنی نسبت [illegible] اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے نہ تو فرض قبول کئے جائیں گے اور نہ نفل

۱۱۶۸۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں حرام کرتا ہوں اس علاقے کو جو مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہے یہ کہ اس کا درخت کاٹا جائے۔ یا اس کا شکار مارا جائے اور فرمایا۔ مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے کاش کہ لوگ جانیں۔ جو آدمی اس کو نفرت کی وجہ سے چھوڑیگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس میں وہ آدمی آباد کرے گا۔ جو اس سے بہتر ہو گا۔ اور جو آدمی اس کی مصیبتوں اور مشقتوں پر صبر کرے گا۔ تو میں اس کی شفاعت بھی کروں گا۔ اور قیامت کے دن اس کے ایمان کی گواہی بھی دوں گا[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

حرم مدینہ کی بے حرمتی کی سزا۔ [1] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس میں اتنا زیادہ ہے۔ جو آدمی مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا دے گا۔ جیسے تانبہ آگ میں پگھل جاتا ہے۔ یا نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ دونوں کناروں سے مراد حرہ وبرہ اور حرہ واقم کے میدان ہیں۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ کہ مدینہ کا حرم بھی بالکل اسی طرح ہے۔ جس طرح مکہ کا حرم ہے۔ ۱۲۔

۱۱۶۹- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۷۰- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرَةِ جَاؤُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَخَذَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَأَنَا أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَهُ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۶۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی بھی میری امت سے مدینہ کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کرے گا۔ تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۱۷۰- اور انہی سے روایت ہے۔ کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تھے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آتے تھے۔ جب آپ اسکو پکڑ لیتے۔ تو کہتے اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ ہمارے شہر میں برکت عطا فرما۔ ہمارے ٹوپے میں برکت عطا فرما۔ اور ہماری پڑوپی میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ حضرت ابراہیم تیرے بندے اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے۔ اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ ابراہیم نے تجھ سے مکہ کے لئے دعا کی تھی۔ اور میں تجھ سے اسی طرح مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں جس طرح کی دعا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے کی تھی۔ اور اس کی مثل اور بھی اس کے ساتھ دعا کرتا ہوں پھر آپ اپنے اہل میں سے سب سے چھوٹے بچے کو وہ پھل دے دیتے اس کو مسلم نے روایت کیا

۱ہ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حسن کہا ہے۔

مدینہ کے لیے مکہ سے دگنی دعائیں ہیں

۲ہ اس حدیث کو نسائی۔ ترمذی۔ احمد۔ ابو یعلیٰ۔ حاکم اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مدینہ کا حرم بھی بالکل مکہ کے حرم کی طرح ہے۔ جو چیزیں مکہ کے حرم میں منع ہیں۔ وہ مدینہ کے حرم میں بھی منع ہیں۔ اور جن چیزوں کا کاٹنا مکہ کے حرم میں منع ہے۔ مدینہ کے حرم میں بھی ان کا کاٹنا منع ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے پھلوں میں برکت کی دعا کی۔ اور اناج کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ وہاں اناج پیدا نہیں ہوتا۔ اور آنحضرت نے پھل اور اناج دونوں میں برکت کی دعا کی۔ کیونکہ مدینہ میں دونوں چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ ٹوپے اور پڑوپی سے مراد اناج کی برکت ہے۔ آنحضرت نے مدینہ کے لئے مکہ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

١١٧١- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَامًا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لَا يُهْرَاقَ فِيهَا دَمٌ وَلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا تُخْبَطَ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١١٧٢- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا رَكِبَ إِلَى قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا أَوْ يَخْبِطُهُ فَسَلَبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَاءَهُ أَهْلُ الْعَبْدِ فَكَلَّمُوهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى غُلَامِهِمْ أَوْ عَلَيْهِمْ مَا أَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١١٧١- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو بزرگی دی۔ اور اس کو حرم قرار دیا۔ اور میں مدینہ کو بزرگی دیتا ہوں۔ اور اس کی اس زمین کو حرم قرار دیتا ہوں۔ جو اس کے دونوں کناروں کے درمیان ہے۔ اس میں کسی کا خون نہ گرایا جائے۔ اور اس میں لڑائی کے لئے ہتھیار نہ اٹھایا جائے۔ اور اس کے درختوں کے پتے بھی نہ جھاڑے جائیں۔ سوائے جانوروں کے چارہ کے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

١١٧٢- حضرت عامر بن سعد سے روایت ہے۔ کہ حضرت سعد سوار ہو کر اپنے محل کو عقیق میں جا رہے تھے۔ انہوں نے ایک غلام کو دیکھا۔ جو درخت کاٹ رہا تھا۔ یا اس کے پتے جھاڑ رہا تھا۔ آپ نے اس کے کپڑے اور ہتھیار سب کچھ چھین لیا۔ جب سعد اپنے محل میں پہنچے۔ تو اس غلام کے مالک آئے۔ اور کہنے لگے کہ جو کچھ تم نے غلام سے چھینا ہے۔ وہ اس کو یا ہم کو دیدیں تو حضرت سعد نے کہا خدا کی پناہ کہ میں وہ چیزیں واپس کردوں۔ جو مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہیں۔ اور ان کو وہ چیزیں دینے سے انکار کردیا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے دگنی برکت کی دعا کی۔ اور پہلا پھل چھوٹے بچے کو اس لئے دیتے۔ کہ پھل بھی نیا ہے۔ اور بچہ بھی نو عمر ہے۔ ١٢

مکہ اور مدینہ کے حرم خدا نے مقرر کیے ہیں۔

سلہ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلے گذر چکا ہے۔ کہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ کسی آدمی نے اس کو حرام نہیں کیا۔ اور اس حدیث میں ہے۔ اس کو ابراہیم علیہ السلام نے حرام قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اس کی حرمت کو ابراہیم علیہ السلام نے ظاہر فرمایا۔ اور اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی حرمت کو ظاہر کیا۔ ورنہ ان کی حرمت خود خداوند تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہے۔ مکہ اور مدینہ کے حرم میں اتنا فرق ہے۔ کہ مکہ کے درخت کے پتے جانوروں کے لئے نہیں جھاڑے جا سکتے اور مدینہ میں یہ جائز ہے۔ ١٢ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

۱۱۷۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ وُعِكَ اَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ اللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْھَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِھَا وَمُدِّھَا وَانْقُلْ حُمَّاھَا فَاجْعَلْھَا بِالْجُحْفَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۱۷۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ فِیْ رُؤْیَا النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَدِیْنَةِ رَاَیْتُ امْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِیْنَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ مَھْیَعَةَ فَتَاَوَّلْتُھَا اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِیْنَةِ نُقِلَ اِلٰى مَھْیَعَةَ وَھِیَ الْجُحْفَةُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۱۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو حضرت ابوبکر اور بلال کو بخار آنا شروع ہوگیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ مدینہ کو ہمارے دلوں میں اسی طرح محبوب بنادے جیسے کہ ہمارے لئے مکہ محبوب ہے۔ یا اس سے بھی زیادہ اور اسکو صحت افزا مقام بنادے۔ اور اس کے ٹوپے اور پڑوپی میں برکت عطا فرما۔ اور اس کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ میں ڈال دو[۱]۔ متفق علیہ۔

۱۱۷۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے خواب دیکھا کہ ایک کالے رنگ کی پریشان حال عورت مدینہ سے نکلی۔ اور مہیعہ میں جاکر ٹھہر گئی۔ تو میں نے اس کی تعبیر یہ ٹھہرائی۔ کہ مدینہ منورہ کی وبا مہیعہ میں منتقل کردی گئی ہے اور مہیعہ جحفہ کا دوسرا نام ہے[۱]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

حرم نبوی کی بے حرمتی کی سزا۔ (حاشیہ صفحہ گذشتہ) **۵۲** اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اور اس میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو اس کی قیمت دیدیتا ہوں لیکن یہ چیزیں کبھی نہیں دوں گا۔ عقیق مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے۔ سلب کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کے کپڑے اور سامان وغیرہ سب کچھ لے لیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مدینہ بھی اس طرح کا حرم ہے۔ جس طرح کہ مکہ حرم ہے۔ اور جو اس کی حرمت کو توڑے اس کی یہ سزا ہے۔ کہ اس کا سامان چھین لیا جائے۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) **۱ھ** اس حدیث کو نسائی نے بھی طب میں روایت کیا ہے۔ جحفہ مدینہ منورہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر ذوالحلیفہ کے برابر شام کی جانب ایک مقام ہے۔ اس زمانہ میں وہاں یہودیوں کی آبادی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مدینہ کی بیماری اور وبا وہاں منتقل ہوگئی ۱۲

مدینہ منورہ کا پہلا نام یثرب تھا **۲ھ** اس حدیث کو نسائی۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب تھا۔ اور ثرب نمناک زمین کو کہتے ہیں۔ اور یثرب وہ زمین جہاں زمین کی نمی کی وجہ سے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

١١٧٥۔ وعن سفیان ابن ابی زہیر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یفتح الیمن فیاتی قوم یبسون فیتحملون باھلیھم ومن اطاعھم والمدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون ویفتح الشام فیاتی قوم یبسون فیتحملون باھلیھم ومن اطاعھم والمدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون ویفتح العراق فیاتی قوم یبسون فیتحملون باھلیھم ومن اطاعھم والمدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون متفق علیہ۔

١١٧٦۔ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت بقریۃ تاکل القری یقولون یثرب وھی المدینۃ تنفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید متفق علیہ۔

١١٧٥۔ سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے۔ یمن فتح ہو جائیگا۔ اور کچھ لوگ اپنے ہمراہیوں اور اہل وعیال سمیت وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا۔ کاش کہ وہ سمجھتے۔ اور شام بھی فتح ہو جائے گا کچھ لوگ اپنے ہمراہیوں اور بال بچوں سمیت وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا۔ کاش کہ وہ سمجھتے اور عراق بھی فتح ہو جائے گا۔ اور کچھ لوگ اپنے ہمراہیوں اور بال بچوں سمیت وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا۔ کاش کہ وہ سمجھتے[1]۔ متفق علیہ

١١٧٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک بستی میں ہجرت کرنے کا حکم ہوا ہے۔ جو دوسری بستیوں کو کھا جائے گی۔ اسکو یثرب کہتے ہوں گے اور وہ مدینہ ہے۔ وہ برے لوگوں کو اپنے اندر سے اس طرح نکال دے گی۔ جیسے بھٹی لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے[2]۔ متفق علیہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) وبائی امراض پیدا ہو چکے ہوں۔ چنانچہ قرآن مجید میں بھی مدینہ کا نام یثرب بیان کیا گیا ہے۔ لیکن جب آپ نے دعا کی تو یہاں سے تمام بیماریاں چلی گئیں۔ اور جگہ صحت افزا ہو گئی۔ تب سے آپ نے فرمایا کہ اب اس کو یثرب نہ کہا جائے بلکہ مدینہ اسکا نام رکھا گیا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کو امام مالک نے موطا میں اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ لوگ مدینہ منورہ کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں جا کر اپنی سکونت اختیار کر لیں گے۔ حالانکہ مدینہ کی رہائش ہر حال میں بہتر ہے۔ اس میں آنحضرت نے پیشین گوئی فرمائی تھی جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ ماخر یہ علاقے فتح ہوتے۔ اور لوگ ان علاقوں میں پھیل گئے۔

[2] اس حدیث کو نسائی۔ ابو حاتم اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اسلام مدینہ سے نکلا۔ اور ہر بستی اور شہر کو زیر نگیں کر لیا۔ اور بستیاں اور شہر اس کے باجگذار بنتے گئے۔ اور دنیا کی دولت کھنچ کھنچ کر مدینہ آنے لگی۔ ١٢

١١٧٧۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ سَمَّى الْمَدِينَةَ طَابَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

١١٧٨۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طِيبَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

١١٧٩۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِينَةُ

١١٧٧ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مدینہ کا نام طابہ (پاک) رکھا ہے[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

١١٧٨ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک اعرابی (بدو) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور بدو کو مدینہ منورہ میں بخار آنا شروع ہو گیا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہا اے محمد مجھے میری بیعت واپس کردو آپ نے انکار کیا پھر آیا پھر انکار کیا وہ پھر تیسری دفعہ آیا۔ اور کہا مجھے میری بیعت واپس کر دو۔ آپ نے پھر انکار کر دیا۔ تو وہ بدو مدینہ سے چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ بھٹی کی طرح ہے۔ وہ دھات کی میل کچیل کو باہر پھینک دیتی ہے۔ اور اچھی چیز کو خالص کر دیتی ہے[2]۔ متفق علیہ

١١٧٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک کہ

مدینہ منورہ کا نام طابہ بھی ہے۔ [1] اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں اس کا نام طیبہ رکھوں۔ منافقوں نے اس کو یثرب کے لفظ سے پکارا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کے جواب میں کہا۔ کہ مدینہ پاک ہی پاک ہے۔ کوئی اس سے نکلے۔ تو بھی پاک ہے۔ اور کوئی اس میں داخل ہو تو بھی پاک ہے۔ منافقوں نے جنگ احزاب کے موقع پر بطور بدفالی اس کو یثرب کہا۔ کہ اب باہر نکلو گے۔ تو یہ شہر تمہارے لئے یثرب (ہلاکت کا گھر) ہوگا۔

مدینہ ایمان کی بھٹی ہے۔ [2] اس حدیث کو احمد۔ مالک۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ایک بدو مسلمان ہوا۔ اور مدینہ منورہ میں بیمار پڑ گیا۔ تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باصرار کہا۔ کہ میری بیعت واپس کر دو۔ چونکہ اسلام کی بیعت کو واپس کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے آپ نے جب انکار کیا۔ تو وہ خود بخود مدینہ سے نکل گیا۔ تو اس وقت آپ نے فرمایا۔ مدینہ خود بھی پاک ہے۔ اور یہ پاک لوگوں کو ہی اپنے اندر رہنے دیتا ہے۔ اور گندے اور ناپاک لوگوں کو باہر پھینک دیتا ہے۔ جیسے بھٹی لوہے وغیرہ کی میل کو باہر پھینک دیتی ہے۔

شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۸۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَأُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ لَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهَا الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا فَيَنْزِلُ السَّبْخَةَ فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۸۲۔ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكِيدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا

مدینہ اپنے برے لوگوں کو باہر نہ ڈال دے گا جیسے کہ بھٹی لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۱۸۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ کے تمام راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں۔ یہاں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوں[2] گے۔ متفق علیہ۔

۱۱۸۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال ہر شہر کو روند ڈالے گا۔ سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اس کے تمام راستوں پر فرشتے صف باندھے ہوئے پہرہ دیتے ہیں۔ اور اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر دجال شورہ زمین میں اترے گا۔ تو مدینہ منورہ میں سخت زلزلے کے تین جھٹکے لگیں گے۔ تو ہر کافر اور منافق مدینہ سے نکل جائے[3] گا۔ متفق علیہ۔

۱۱۸۲۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بھی مدینہ والوں سے مکاری اور فریب کرے گا۔ وہ

---

[1] یہ حدیث صرف مسلم میں ہے۔ اور کسی کتاب میں نہیں ہے۔ اور مطلب اس کا بالکل واضح ہے ۱۲۔

مدینہ کے لیے دو پیشین گوئیاں

[2] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی طب میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت نے دو پیشین گوئیاں فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ یہاں طاعون کی وبا نہیں پھوٹے گی۔ سو ان دنوں سے لے کر آج تک ثابت نہیں۔ کہ کبھی مدینہ منورہ میں طاعون پھوٹی ہو اور اسی طرح دجال بھی وہاں داخل نہیں ہو سکے گا۔ جس طرح پیشین گوئی کا پہلا حصہ پورا ہوا۔ اور دوسرا حصہ بھی یقیناً پورا ہوگا۔ ۱۲

[3] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور یہ مضمون احمد میں بھی ہے۔ سبخہ ایک مقام کا نام ہے۔ جو مدینہ منورہ سے بالکل قریب ہے۔ اس حدیث سے دونوں حرمین شریفین کی فضیلت ثابت ہوئی۔ لیکن سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل روئے سخن مدینہ منورہ کی طرف ہے۔ مدینہ میں زلزلے کے تین جھٹکے محسوس ہوں گے زلزلے سے گھبرا کر کافر اور منافق مدینہ سے نکل جائیں گے اور وہاں خالص مسلمان رہ جائیں گے۔ مومن چونکہ موت سے نہیں ڈرتا لہذا وہ خدا کی رضا سمجھ کر وہیں ٹھہرے رہیں گے ۱۲

اِنْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۸۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰى جُدُرَاتِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهٗ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۸۴۔ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهٗ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۸۵۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدٌ جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اس طرح پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے[۱] متفق علیہ

۱۱۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے۔ اور مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھ لیتے۔ تو اپنے اونٹ کو دوڑا لیتے اور اگر گھوڑے پر سوار ہوتے۔ تو اس کو بھی مدینہ کی محبت کے باعث جلدی چلاتے[۲]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۸۴۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا۔ یہ ایک ایسا پہاڑ ہے۔ جو ہم سے محبت رکھتا ہے۔ اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ حضرت ابراہیم نے مکہ کو بزرگی دی تھی۔ اور میں مدینہ کے دونوں سنگلاخوں کے درمیان کے علاقہ کو بزرگی دیتا ہوں[۳] متفق علیہ۔

۱۱۸۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ احد ایک ایسا پہاڑ ہے۔ جو ہم سے محبت رکھتا ہے۔ اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں[۴]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

---

[۱] منذری نے کہا کہ اس حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ مسلم کی روایت میں اتنی وضاحت زیادہ ہے۔ کہ اس کو جہنم کی آگ میں پگھلائے گا۔ ویسے دنیا میں بھی یزید نے مدینہ والوں کو تنگ کیا تھا۔ تو وہ سل اور دق کی بیماری سے گھل گھل کر مرا تھا۔ یہ عینی مشاہدہ بھی ہے۱۲

[۲] اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ سے محبت کا اندازہ کرنا چاہیے۱۲

[۳] اس حدیث کو مالک اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔

جمادات میں بھی احساس ہوتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ پتھروں اور دوسرے جمادات میں بھی فہم اور ادراک ہے۔ اور وہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ جس میں کھجور کے ٹھنڈ کے رونے کا ذکر ہے۔ کہ وہ آپ کی جدائی کے صدمہ سے رونے لگا۔ اس سے احد پہاڑ کی فضیلت ثابت ہوئی۔ اور ضمناً مدینہ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

١١٨٦۔ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ رَاَیْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَخَذَ رَجُلًا یَّصِیْدُ فِیْ حَرَمِ الْمَدِیْنَۃِ الَّذِیْ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَلَبَہٗ ثِیَابَہٗ فَجَاءَ مَوَالِیْہِ فَکَلَّمُوْہُ فِیْہِ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ ھٰذَا الْحَرَمَ وَقَالَ مَنْ اَخَذَ اَحَدًا یَصِیْدُ فِیْہِ فَلْیَسْلُبْہُ فَلَا اَرُدُّ عَلَیْکُمْ طُعْمَۃً اَطْعَمَنِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ اِنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُ اِلَیْکُمْ ثَمَنَہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

١١٨٧۔ وَعَنْ صَالِحٍ مَوْلٰی لِسَعْدٍ اَنَّ سَعْدًا وَجَدَ عَبِیْدًا مِنْ عَبِیْدِ الْمَدِیْنَۃِ یَقْطَعُوْنَ مِنْ

فصل دوم

١١٨٦۔ سلیمان بن ابو عبد اللہ نے کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو دیکھا انہوں نے ایک ایسے آدمی کو پکڑا۔ جو مدینہ منورہ کے حرم میں شکار کھیل رہا تھا۔ اس علاقہ میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم قرار دیا تھا۔ تو آپ نے اس کے کپڑے وغیرہ چھین لیے۔ اس کے مالک آئے۔ اور اس کے متعلق ان سے گفتگو کی۔ تو سعد نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو حرم قرار دیا ہے اور فرمایا کہ جو آدمی کسی ایسے آدمی کو پکڑے۔ جو یہاں شکار کر رہا ہو تو اس کا سامان اور کپڑے چھین لے۔ اب میں تم کو وہ رزق کبھی نہیں دوں گا جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ ہاں اگر تم چاہو تو میں تم کو اس کی قیمت دے دیتا ہوں اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

١١٨٧۔ سعد بن ابی وقاص کے غلام صالح سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت سعد نے مدینہ کے غلاموں میں سے کچھ غلاموں کو مدینہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) منورہ کی ہی کیونکہ احد پہاڑ بھی تو مدینہ منورہ کا ہی ایک پہاڑ ہے۔ اور بعض پہاڑ ایسے بھی ہیں جن میں مسلمانوں کی عداوت اور بغض موجود ہے جیسا کہ احادیث میں اس کی صراحت ہے۔ ١٢

سٰ۵ے اس مضمون کی ایک روایت سوید بن عامر سے احمد اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کی ہے۔ اور ضیاء نے مختارہ میں بھی یہ حدیث بھی اوپر کی حدیث کی تائید کرتی ہے۔ ١٢

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) سٰ۵ے اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اور اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی سعد کے ایک غلام سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے متعلق پہلی فصل میں کچھ مضمون گذر چکا ہے۔ اور وہاں یہ روایت مسلم کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے۔ ١٢

شَجَرَ الْمَدِيْنَةِ فَأَخَذَ مَتَاعَهُمْ وَقَالَ يَعْنِيْ لِمَوَالِيْهِمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى أَنْ يُّقْطَعَ مِنْ شَجَرِ الْمَدِيْنَةِ شَيْءٌ وَقَالَ مَنْ قَطَعَ مِنْهُ شَيْئًا فَلِمَنْ أَخَذَهُ سَلَبُهُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۱۸۸۔ وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ صَيْدَ وَجٍّ وَعِضَاهَهُ حَرَمٌ مُحَرَّمٌ لِلّٰهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ مُحْيِ السُّنَّةِ وَجٌّ ذُكِرَ وَاَنَّهَا مِنْ نَاحِيَةِ الطَّائِفِ وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ أَنَّهُ بَدَلَ أَنَّهَا۔

۱۱۸۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّيْ أَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ

کے درخت کاٹتے دیکھا۔ تو سعد نے ان کا سامان پکڑ لیا۔ اور ان کے مالکوں کو کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے مدینہ کے درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا جو آدمی ان درختوں میں سے کوئی ٹہنی بھی کاٹے۔ تو جو اس کو پکڑ لے۔ اس کا سامان اسی کو ملے گا۔[۵] اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۱۸۸۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وج کا شکار اور اس کے خاردار درختوں کا کاٹنا حرام ہے۔ اور اللہ کے لئے حرام کیا گیا ہے۔[۶] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۱۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی مدینہ میں مر سکتا ہو۔ وہ مدینہ ہی میں مرے۔ کہ جو آدمی مدینہ میں مرے میں اس کی شفاعت کروں گا۔[۷] اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث کی سندی بحث۔ [۵] مشکوٰۃ کے مولف نے اس کو اسی طرح روایت کیا ہے۔ کہ سعد بن ابی وقاص کے غلام صالح سے روایت ہے۔ حالانکہ اس طرح صحیح نہیں ہے۔ بلکہ صحیح اس طرح ہے۔ کہ صالح۔ سعد بن ابی وقاص کے ایک غلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور یہ صالح بھی غلام ہے۔ لیکن تو آمہ کا نہ کہ سعد بن ابی وقاص کا اور اس صالح کا حافظہ آخر عمر میں صحیح نہیں رہا تھا۔ ویسے یہ سچا ہے۔ اور حافظہ کی خرابی کی وجہ سے منذری نے کہا ہے کہ اس کی حدیث سے استدلال نہ کیا جائے۔ اور اس کے علاوہ حضرت سعد کا غلام جس سے روایت کی گئی ہے۔ وہ بھی مجہول ہے۔ اس بناپر یہ حدیث استدلال کے قابل نہیں ہے۔ لیکن اوپر کی حدیث اور پہلی فصل میں مسلم کی حدیث چونکہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ لہذا اس کا مضمون صحیح ہے۔ ۱۲

طائف کا علاقہ اسلامی چراگاہ تھا۔ [۶] اس حدیث کو احمد اور بخاری نے بھی اپنی تاریخ کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث پر ابوداؤد نے سکوت کیا ہے۔ اور منذری نے اس کو حسن کہا ہے۔ وج طائف کا کچھ علاقہ ہے۔ بعض نے کہا۔ طائف کی ایک

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا۔

١١٩٠۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرُ قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الْاِسْلَامِ خَرَابًا الْمَدِيْنَةُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

١١٩١۔ وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَيَّ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَةِ نَزَلْتَ فَهِيَ دَارُ هِجْرَتِكَ الْمَدِيْنَةِ اَوِ الْبَحْرَيْنِ اَوْ قِنَّسْرِيْنَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١١٩٢۔ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ

١١٩٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام کی بستیوں میں سے جو بستی سب سے آخر میں ویران ہوگی وہ مدینہ منورہ[ؔ] ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

١١٩١۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی نازل فرمائی۔ کہ ان تینوں جگہوں میں سے آپ جہاں بھی چلے جائیں۔ وہ آپ کی ہجرت کا گھر ہے۔ مدینہ منورہ[ا] یا بحرین[ا] یا قنسرین[۲]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

فصل سوم

١١٩٢۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میں دجال کا کوئی خوف داخل نہ ہوگا۔ ان

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) وادی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ طائف بھی مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی طرح ایک حرم ہے۔ بلکہ اس کے شکار اور درختوں کے کاٹنے کو اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ آپ نے اس کو صدقہ کے اونٹوں کے لئے چراگاہ مقرر کیا تھا۔ امام شافعی تو کہتے ہیں۔ کہ وہاں کا شکار بھی منع ہے۔ اور درخت کا کاٹنا بھی منع ہے۔ لیکن اگر کوئی آدمی اس کا ارتکاب کرے۔ تو اس پر کوئی فدیہ وغیرہ تجویز نہیں کرتے۔ اور احناف نے اس کو صرف چراگاہ کی حیثیت سے ممنوع قرار دیا ہے۔ اور اب اس کے درختوں کا کاٹنا منع نہیں ہے۔ اس معاملہ میں حق احناف کے ساتھ ہے۔ ۱۲

سے اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ جب کوئی بڑی عمر کو پہنچ جائے یا کسی خطرناک بیماری کی وجہ سے جانبر ہونے کی چنداں امید نہ ہو۔ تو وہ مدینہ منورہ چلا جائے۔ تاکہ اس کی موت وہاں ہو جائے۔ تو یہ سب (حاشیہ صفحہ ہذا) ۔ لہ اس حدیث میں مدینہ منورہ کی ایک اور فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ کہ یہ سب سے آخر میں برباد ہوگا۔ اور ہمیشہ دین کا مرکز رہے گا۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ آئندہ)

الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۹۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۴۔ وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَنِي مُتَعَمِّدًا كَانَ فِي جِوَارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَكَنَ الْمَدِينَةَ وَصَبَرَ عَلَى بَلَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللهُ مِنَ الْآمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۱۱۹۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِي بَعْدَ مَوْتِي كَانَ كَمَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي

دنوں مدینہ کے سات دروازے ہوں گے۔ اور ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دیں گے لہ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ جتنی برکت تونے مکہ مکرمہ کو دی ہے۔ اس سے دگنی برکت مدینہ منورہ کو عطا فرما کہ متفق علیہ

۱۱۹۴۔ خطاب کے گھر والوں میں سے ایک آدمی نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی میری زیارت کا قصد کرکے آئے۔ وہ قیامت کے دن میری ہمسائگی میں ہوگا۔ اور جو آدمی مدینہ میں سکونت رکھے گا۔ اور اس کی مصیبتوں پر صبر کرے گا۔ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت بھی کروں گا۔ اور اس کی شہادت بھی دوں گا۔ اور جو آدمی دونوں حرموں میں سے کسی میں مرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن امن والوں میں اٹھائے گا سہ۔

۱۱۹۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا۔ کہ جو آدمی حج کرے۔ اور میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کرے۔ وہ اس

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ٹہ قنسرین شام کے علاقہ میں ایک شہر ہے۔ اور بحرین بحیرہ عمان میں ایک جزیرہ ہے۔ پہلے ان تین جگہوں میں اختیار دیا گیا۔ لیکن بعد میں مدینہ منورہ کو انتخاب کر لیا گیا۔ جو ان تینوں میں پھر افضل تھا۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) لہ یہ حدیث صرف بخاری میں ہے۔ اور کسی کتاب میں نہیں ہے۔ یعنی جب دجال آئے گا۔ اس زمانہ میں مدینہ منورہ کی سات سڑکیں ہوں گی۔ جو شہر کے اندر داخل ہوں گی۔ ہر سڑک پر دو فرشتے پہرہ دیں گے۔ ۱۲

کہ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور مضمون بالکل صاف ہے ۱۲

سہ اس حدیث کو عقیلی۔ دار قطنی۔ بیہقی اور طیالسی نے بھی روایت کیا ہے۔ بیہقی نے کہا اس کی سند مجہول ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کے متن اور سند دونوں میں بہت بری قسم کا اضطراب پایا جاتا ہے۔ اور اس کا راوی ہارون بن قزعہ اور اس کا استاد دونوں مجہول ہیں۔ ۱۲

رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ۔

۱۱۹۶ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا وَقَبْرٌ يُحْفَرُ بِالْمَدِيْنَةِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَقَالَ بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا قُلْتَ قَالَ الرَّجُلُ إِنِّي لَمْ أُرِدْ هٰذَا إِنَّمَا أَرَدْتُّ الْقَتْلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مِثْلَ الْقَتْلِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ بُقْعَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَكُوْنَ قَبْرِي بِهَا مِنْهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا

طرح ہے۔ جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۱۱۹۶ یحییٰ بن سعید سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مدینہ میں ایک قبر کھودی جا رہی تھی ایک آدمی نے قبر میں جھانکا۔ اور کہا یہ مومن کے لئے بہت بری جگہ ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو نے بہت بری بات کہی۔ تو اس آدمی نے کہا۔ میرا ارادہ صرف یہ تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کے رستہ میں قتل ہونا اچھا ہے۔ اور میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ یہ قبر اچھی نہیں ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں یہ صحیح ہے۔ کہ اللہ کے رستہ میں قتل ہونا بے مثال ہے۔ لیکن روئے زمین پر کوئی بھی ایسا ٹکڑا زمین کا نہیں ہے۔ کہ میں پسند کروں۔ کہ میری قبر مدینہ کے سوا اس جگہ میں ہو۔ آپ نے یہ تین دفعہ فرمایا۔ اسکو مالک نے مرسلاً روایت کیا۔

یہ حدیث نہایت کمزور ہے ؎ اس حدیث کو بیہقی نے سنن کبریٰ میں اور ابو یعلیٰ دار قطنی اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں حفص بن ابو داؤد اور لیث بن سلیم ہیں۔ اور بعض طرق میں حسن بن طیب اور احمد بن رشدین ہیں۔ اور یہ سب کے سب مجروح اور ضعیف ہیں۔ بعض نے ان کو متروک الحدیث کہا ہے۔ اور بعض وضاع ہیں۔ امام عبد الہادی نے صارم میں کہا ہے کہ اس حدیث سے حجت لینا صحیح نہیں ہے۔ اور نہ اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ حدیث متن کے لحاظ سے منکر اور ساقط الاسناد ہے۔ اور بعض نے تو اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔ اور محدثین نے حدیث کے آخری حصہ کی زیادت کو جھوٹی کہا ہے۔ اور اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔ تو اس کی سند میں عائشہ بنت یونس مجہول ہے۔ سنت یہ ہے۔ کہ مدینہ منورہ جاتے وقت مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرے۔ اور پھر وہاں پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر بھی حاضری دے کہ اس سے خدا تعالیٰ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ۱۲

؎ یہ حدیث مرسل ہے۔ اور اچھی ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر شہادت نصیب ہو۔ تو وہ بہرحال بہتر ہے۔ لیکن اگر شہادت کی صورت نہ ملے۔ تو پھر مدینہ منورہ کی موت اور وہاں قبر کا مل جانا خدا تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔ ۱۲

۱۱۹۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِوَادِي الْعَقِيْقِ يَقُوْلُ اَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّيْ فَقَالَ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَّحَجَّةٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۹۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اور آپ اس وقت وادی عقیق میں تھے آپ نے فرمایا۔ رات کو سوتے میں رب کی طرف سے میرے پاس ایک آنے والا آیا۔ اور کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھو۔ اور لوگوں کو بتاؤ۔ کہ یہاں نماز پڑھنا حج مع عمرہ کے برابر ثواب ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کہو کہ یہ عمرہ بھی ہے۔ اور حج بھی ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا

وادیٔ عقیق کی فضیلت۔ ۱۱۹۷ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ آنے والا حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اور وادی عقیق مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے۔ اور یہ مدینہ ہی کا جنگل ہے۔ اس جنگل میں نماز پڑھنا بڑا افضل ہے۔ اور حدیث کے آخری حصہ کا مطلب ایک تو وہ ہے۔ جو ترجمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ یہاں نماز پڑھنا حج اور عمرے کا ثواب رکھتا ہے۔ اور بعض نے اس کو جملہ مستانفہ قرار دیا ہے۔ اور پہلے حصہ سے اس کا تعلق نہیں رکھا۔ تو اس طرح یہ مطلب ہوگا۔ کہ اس جگہ نماز پڑھنا افضل ہے۔ اور حج اور عمرے کو اکٹھا کرنا افراد سے بہتر ہے۔ ۱۲

كِتَابُ الْبُيُوعِ

بَابُ الْكَسْبِ وَطَلَبِ الْحَلَالِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١١٩٨۔ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

کتاب خرید و فروخت کرنیکا بیان

کمائی کرنے اور حلال طلب کرنیکا بیان

فصل اوّل

١١٩٨۔ حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے ہاتھ کی کمائی کے رزق سے زیادہ پاکیزہ کھانا کبھی کسی نے نہیں کھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے[1]

---

[1] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ **کمائی کرنا توکل کے خلاف نہیں۔** ہاتھ کی مزدوری۔ دستکاری کی روزی بہترین غذا ہے۔ کیونکہ اس میں حرام کا شبہ نہیں ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام خلیفہ الٰہی تھے۔ اگر وہ بیت المال سے روپیہ لے کر گھر کے اخراجات پورے کر لیتے۔ تو یہ جائز تھا۔ لیکن آپ نے افضل طریق اختیار فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ کمانا توکل کے منافی نہیں ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اپنے ہاتھ سے مزدوری کر کے کھاتے رہے ہیں حضرت ادریس علیہ السلام درزیوں کا کام کرتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معماری کا کام کیا حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے اور یہی کام حضرت نوح علیہ السلام نے کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیلیں تیار کرتے اور حضرت داؤد علیہ السلام زرہیں تیار کرتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر اس لیے کیا کہ ان کا زمانہ بنی اسرائیل کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا ہر طرف دولت کی ریل پیل تھی۔ بیت المال میں بے اندازہ روپیہ تھا لیکن با ایں ہمہ مزدوری کر کے روٹی کھاتے اور شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ۱۲

كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۹۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا وَقَالَ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۰۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي

ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۹۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ خود بھی پاک ہے۔ اور پاک چیز ہی کو قبول کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے۔ جو اس نے اپنے پیغمبروں کو دیا ہے۔ فرمایا۔ اے پیغمبرو پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ۔ اور نیک عمل کرو۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے ایماندارو ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ۔ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ پھر آپ نے ذکر کیا کہ ایک آدمی بڑا لمبا سفر کرتا ہے۔ پریشان بال اور غبار آلودہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتا ہے۔ اور دعائیں کرتا ہے اے رب اے رب اور اس کا کھانا حرام کا ہوتا ہے۔ اور اس کا پینا حرام کا ہوتا ہے۔ اور اس کا لباس حرام کا ہوتا ہے۔ اور حرام ہی سے غذا دیا جاتا ہے۔ تو اس کی دعائیں کیسے قبول ہوں[1]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۰۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا۔ کہ کوئی آدمی پرواہ

---

[1] اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کو حسن کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ حلال کی روزی دعا کی قبولیت کے لئے شرط ہے۔ اسی لئے بعض لوگوں نے کہا ہے۔ کہ دعا کے دو بازو ہیں جن سے اڑ کر یہ خداوند تعالےٰ تک پہنچتی ہے۔ سچ بولنا اور حلال کی روزی کھانا اس کے علاوہ دعا کی قبولیت کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اگر دعا کی قبولیت میں دیر ہو جائے تو خدا تعالےٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ آدمی خدا تعالےٰ کا فرمانبردار ہو۔ نافرمان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ آخر یہ بھی کونسا انصاف ہے کہ بندہ کمزور اور محتاج ہو کر بھی خدا تعالےٰ کا کہا نہ مانے اور خدا تعالےٰ بے نیاز اور طاقتور ہو کر بھی اس کا کہنا مانیں ۱۲

الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۰۱۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۲۰۲۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ

نہیں کرے گا۔ کہ جو کچھ اس نے حاصل کیا ہے۔ یہ حلال سے کیا ہے یا حرام سے[۱]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۰۱۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال بالکل ظاہر ہے اور حرام بالکل ظاہر ہے۔ اور انکے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ سو جو آدمی شبہات سے بچا۔ اس نے اپنے دین اور عزت کو پاک کر لیا۔ اور جو شبہات میں مبتلا ہو گیا۔ وہ حرام میں جا پڑا۔ جیسے چرواہا جو چراگاہ کے ارد گرد اپنے مویشی چرائے تو قریب ہے۔ کہ وہ چراگاہ میں جا پڑے۔ خبردار ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ سن لو جسم میں ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جاتے۔ تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور جب بگڑ جاتے۔ تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے[۲]۔ متفق علیہ۔

۱۲۰۲۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتے کی قیمت پلید ہے۔ اور بدکار عورت کا خرچی

---

[۱] اس حدیث کو احمد اور دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے اس مضمون کو بیان کیا ہے۔ آج کل لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ کہ کس طرح کی غذا ہم کھا رہے ہیں۔ سود۔ رشوت۔ چوری۔ سٹہ۔ ڈاکہ۔ بددیانتی۔ خیانت۔ جس طرح بھی پیسہ ملے۔ لے لیتے ہیں۔ ۱۲

تقوی یہ ہے کہ مشتبہ چیزوں سے بچے۔

[۲] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ چیزیں تین طرح کی ہیں۔ ایک وہ جو صاف صاف حلال ہیں۔ مثلاً مرغی۔ بھیڑ۔ بکری۔ گائے کا گوشت دودھ۔ شہد۔ شربت۔ مٹھائیاں وغیرہ بشرطیکہ ان کو حلال طریقہ سے حاصل کیا جائے۔ اور دوسری وہ جو صاف حرام ہیں۔ مثلاً سور کا گوشت۔ شراب وغیرہ اور تیسری وہ چیزیں ہیں۔ جن میں علماء کا اختلاف ہے۔ کہ یہ حلال ہیں۔ یا حرام۔ مثلاً بجو کا گوشت وغیرہ ان کو مشتبہ کہتے ہیں۔ ان سے بچنا بہر حال بہتر ہے۔ اولاً تو شاید وہ حرام ہی ہوں۔ اور اگر حرام نہ ہوں۔ تو اس طرح امکان ہے۔ کہ مشتبہ چیز (حاشیہ صفحہ آئندہ)

وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۰۳۔ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۴۔ وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۰۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ

پلید ہے۔ اور حجام کی کمائی پلید ہے[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۰۳۔ ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور زانی عورت کی خرچی اور جوگی نجومی کی شیرینی سے منع فرمایا ہے[2]۔ متفق علیہ۔

۱۲۰۴۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ خون کی قیمت سے اور کتے کی قیمت سے اور زنا کی کمائی سے اور سود کھانے والے اور کھلانے والے اور گودنے والی اور گودوانے والی اور مصور سب پر لعنت کی ہے[3]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۰۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ وہ مکہ مکرمہ میں فتح مکہ کے سال فرما رہے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول نے شراب خنزیر مردار اور بتوں کی تجارت کو حرام ٹھہرایا ہے۔ سوال کیا گیا۔ اے اللہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے استعمال سے حرام کے کھانے کی جرأت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ دل سارے بدن کا بادشاہ ہے۔ یہ مومن ہو جائے تو سارا جسم مومن ہو جائے گا۔ اور اگر یہ کافر ہو تو سارا بدن کافر ہو جائے گا۔ مثلاً دل نیک ہوگا۔ تو آنکھیں نیچی رہیں گی۔ کان حلال چیزوں کو سنیں گے۔ دماغ خدا پرستی کی طرف توجہ کرے گا۔ زبان سے اچھی بات نکلے گی۔ ہاتھ پاؤں نیک کام کریں گے۔ اور اگر دل مومن نہ ہوگا۔ تو تمام اعضاء برے کام کریں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کریں گے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ کتے کی قیمت اور زانیہ عورت کی زنا کی مزدوری بالاتفاق حرام ہیں۔ اور سینگی لگانے والے کی مزدوری مکروہ ہے۔ حرام نہیں ہے۔ ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ کاہن وہ ہے۔ جو غیب کی خبریں بتائے جوگی۔ رمال۔ جفار۔ پنڈت وغیرہ سب اس میں شامل ہیں۔ یہ مزدوری دینا اور لینا بالاتفاق حرام ہے۔ [3] حاشیہ صفحہ آئندہ۔

الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ تُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا أَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۲۰۶۔ وَعَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۰۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کہ رسول مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے کہ اس سے کشتیوں کو ملا جاتا ہے۔ اور چمڑوں کو چکناہٹ لگائی جاتی ہے۔ اور لوگ اسے چراغ میں جلاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا یہ بھی جائز نہیں ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔ اور اس وقت آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہود کو برباد کرے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان پر چربی حرام کی۔ تو انہوں نے اسکو پگھلایا۔ پھر اسکو بیچا۔ اور اس کی قیمت کو کھایا۔ متفق علیہ

۱۲۰۶۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہود کو برباد کرے۔ ان پر چربی حرام کی گئی۔ تو انہوں نے اسکو پگھلایا اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھا گئے۔ متفق علیہ

۱۲۰۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۰۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ابو طیبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگیاں لگائیں۔ تو آپ نے اسکو ٹوپہ کھجوریں دینے کا حکم دیا۔ اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کی روزانہ کی رقم سے کچھ تخفیف کر دیں۔ متفق علیہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ؎ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ خون کی قیمت سے مراد پچھنے یا سینگی لگانے کی اجرت بھی ہے۔ اور ویسے خون کا بیچنا بھی منع ہے۔ جیسے آج کل لوگ ہسپتالوں میں جاکر اپنا خون بیچتے ہیں۔ فوٹو گرافی کی اجرت گودنے کی اجرت یہ سب حرام کسب ہیں۔

مردار کی چربی کا استعمال کیسا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) ؎ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردار کی چیز کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ سوائے کھال کے اگر اس کو رنگ دیا جائے۔ تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ اور مردار کی چربی امام ابو حنیفہ کے نزدیک کسی رنگ اور کسی صورت میں بھی استعمال کرنی جائز نہیں ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں۔ کہ اس کا چراغ جلانا اور کشتیوں کو ملنا جائز ہے۔ لیکن جمہور کا فتویٰ اور حدیث کے الفاظ امام شافعی کے اس قول کی تردید کرتے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ آئندہ)

اَلْفَصْلُ الثَّانِی

۱۲۰۹۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَکَلْتُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ وَاِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِیِّ اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَکَلَ الرَّجُلُ مِنْ کَسْبِہٖ وَاِنَّ وَلَدَہٗ مِنْ کَسْبِہٖ۱

۱۲۱۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَکْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ فَیَتَصَدَّقُ مِنْہُ فَیُقْبَلُ مِنْہُ وَلَا یُنْفِقُ مِنْہُ فَیُبَارَکُ لَہٗ فِیْہِ وَلَا یَتْرُکُہٗ خَلْفَ ظَهْرِہٖ اِلَّا کَانَ زَادَہٗ اِلَی النَّارِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَمْحُو السَّیِّئَ بِالسَّیِّئِ وَلٰکِنْ یَمْحُو السَّیِّئَ بِالْحَسَنِ اِنَّ

فصل دوم

۱۲۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت ہی پاکیزہ کھانا جو تم کھا سکتے ہو۔ وہ ہاتھ کی کمائی ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری اپنی کمائی ہے؎۱۔ اسکو ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد اور دارمی کی ایک روایت میں ہے۔ کہ سب سے پاکیزہ کھانا آدمی کا اس کی کمائی کا کھانا ہے۔ اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی ہے۔

۱۲۱۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی حرام کی کمائی کرے اور اس سے صدقہ کرے۔ تو وہ صدقہ قبول نہیں ہوتا؎۲۔ اور اگر خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اور اگر اس کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے۔ تو وہ اس کو آگ کے زیادہ قریب کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ برائی سے برائی کو نہیں مٹاتے ہیں۔ بلکہ پلید چیز کی پلیدی کو دور نہیں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ؎۲ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور مضمون وہی ہے۔ جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوا۔ ۱۲

؎۳ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ کتے کی قیمت لینا دینا نہی تحریمی ہے۔ اور بلی کی قیمت لینا دینا مکروہ تنزیہی ہے۔ جمہور اس کی خرید و فروخت کو جائز قرار دیتے ہیں طیبی نے اس کی تائید میں علماء کے اقوال جمع کیے ہیں۔ ۱۲

؎۴ اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ ابوطیبہ بنو بیاضہ کے غلام تھے۔ ان کو روزانہ مقرر رقم ادا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سفارش کر کے ہر روز کی رقم میں سے کچھ تخفیف کرا دی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ سینگی لگانے کی اجرت حرام نہیں ہے۔ اگرچہ یہ کسب ردی قسم کا ہے۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) ؎۱ اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حاکم اور بخاری نے بھی تاریخ میں اسکو روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اولاد کی کمائی سے کھا لینا جائز ہے۔ خواہ ظاہر ہو۔ یا پوشیدہ۔ ۱۲

؎۲ اس حدیث کو بیہقی۔ بزار۔ طبرانی اور ابن بخار نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ اگر حرام مال سے صدقہ کیا جائے تو اس کا اجر نہیں ملتا۔ ۱۲

الْخَبِيثُ لَا يَمْحُو الْخَبِيثَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَكَذَا فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

١٢١١. وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ۔

١٢١٢. وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ الْفَصْلَ الْأَوَّلَ۔

کرسکتی۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور شرح السنہ میں بھی اسی طرح ہے۔

١٢١١. حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ گوشت جو حرام کی خوراک سے پیدا ہوا وہ جنت میں نہیں جاسکتا۔ اور ہر گوشت جو حرام سے پیدا ہوا۔ آگ اس کی زیادہ حقدار ہے[1]۔ اس کو احمد۔ دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

١٢١٢. حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو چیز شک میں ڈالے۔ اس کو چھوڑ دو۔ اور جو شک میں نہ ڈالے۔ اس کو قبول کرو۔ سچائی میں تسلی ہے۔ اور جھوٹ میں ایک قلق اور بے چینی ہے[2]۔ اس کو احمد۔ ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور دارمی نے اس حدیث کا پہلا حصہ روایت کیا ہے۔

---

[1] اس حدیث کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کے پہلے حصہ کو دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور منذری نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اور مطلب حدیث کا یہ ہے۔ کہ حرام خود ابتداءً ہی سے جنت میں نہیں جائے گا۔ بلکہ اپنے حرام کھانے کی سزا پاکر پھر جنت میں جاسکے گا۔ ١٢

[2] اس حدیث کو بخاری اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایسی تمام چیزوں کو چھوڑ دو جس میں شک پیدا ہو جائے کہ یہ چیز حرام ہے۔ یا نہیں۔ یا یہ کام سنت ہے۔ یا بدعت ایسی تمام مشکوک چیزوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اور حدیث کا آخری حصہ اسی پہلے حصہ کی تصدیق یا تائید ہے۔ کہ سچائی میں اطمینان قلب ہوتا ہے۔ یا جس پر اطمینان ہو جائے۔ سمجھ لو۔ کہ وہ حق ہے۔ اور جھوٹ میں بے چینی ہے۔ یا جس میں بے چینی ہو۔ وہ چھوڑ دو۔ وہ حق نہیں ہے۔ اس کی مثال آج کل کے بیمہ کی ہے۔ کہ بعض لوگ اس کے جواز کا فتویٰ بھی دیتے ہیں۔ لیکن دل مطمئن نہیں ہوتا۔ تو سمجھ لو کہ یہ فتوے بھی صحیح نہیں ہیں۔ ایک ایماندار دل انسان کی پوری طرح صحیح راہنمائی کرتا ہے۔ ١٢

مشکوک چیزوں سے پرہیز واجب ہے۔

۱۲۱۳۔ وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا وَابِصَۃُ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَجَمَعَ اَصَابِعَہٗ فَضَرَبَ بِھَا صَدْرَہٗ وَقَالَ اِسْتَفْتِ نَفْسَکَ اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ ثَلٰثًا اَلْبِرُّ مَا اطْمَاَنَّتْ اِلَیْہِ النَّفْسُ وَاطْمَاَنَّ اِلَیْہِ الْقَلْبُ وَالْاِثْمُ مَا حَاکَ فِیْ نَفْسِکَ وَتَرَدَّدَ فِی الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاکَ النَّاسُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ۔

۱۲۱۴۔ وَعَنْ عَطِیَّۃَ السَّعْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِہٖ حَذَرًا لِمَا بِہٖ بَاْسٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۲۱۵۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَمْرِ عَشَرَۃً عَاصِرَھَا وَمُعْتَصِرَھَا

۱۲۱۳۔ حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے وابصہ تو نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے کو آیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں وابصہ نے کہا۔ آپ نے اپنی انگلیاں اکٹھی کیں۔ اور ہاتھ میرے سینے میں مارا۔ اور فرمایا اپنے نفس سے فتویٰ پوچھ۔ اپنے دل سے فتویٰ پوچھ۔ تین مرتبہ اسی طرح فرمایا۔ نیکی وہ ہے۔ جس پر نفس مطمئن ہو جائے اور دل کو اس پر تسلی ہو جائے۔ اور گناہ وہ ہے۔ جو نفس میں کھٹکے۔ اور سینہ میں بے چینی پیدا کرے۔ اگرچہ تجھ کو لوگ فتویٰ دیں۔ اس کو احمد اور دارمی نے روایت کیا۔[1]

۱۲۱۴۔ عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندہ اس وقت تک متقی اور پرہیزگار نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ان چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے۔ جن میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ ان چیزوں کے ڈر سے جن میں گناہ ہے۔[2] اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے متعلق دس آدمیوں پر لعنت فرمائی۔ شراب

---

[1] احمد کی سند حسن ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث ثعلبہ خشنی سے بھی احمد نے روایت کی ہے۔ اس حدیث کا مضمون حسن بن علی کی اوپر کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے ۱۲

[2] اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ فضول مباح چیزوں کو بھی حرام میں مبتلا ہونے کے ڈر سے چھوڑ دینا چاہیے۔ اس کی مثال چراگاہ کی سی ہے اگر چراگاہ کے ارد گرد کوئی اپنے مویشی چرائے گا تو کبھی اس کے مویشی چراگاہ میں بھی جا پڑیں گے اور اگر مباح چیزوں میں احتیاط بھی کرے گا تو بھی زیادہ مشغولیت عبادت میں حارج ہوتی ہے یہ بھی تو ایک طرح کا نقصان ہے ۱۲

وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَۃَ اِلَیْہِ وَسَاقِیَهَا وَبَائِعَهَا وَاٰکِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِیَ لَهَا وَالْمُشْتَرٰی لَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۲۱۶۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِیَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَۃَ اِلَیْہِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ

۱۲۱۷۔ وَعَنْ مُحَیِّصَۃَ اَنَّہٗ اسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اُجْرَۃِ الْحَجَّامِ فَنَهَاہُ فَلَمْ یَزَلْ یَسْتَاْذِنُہٗ حَتّٰی قَالَ اَعْلِفْہُ نَاضِحَکَ وَاَطْعِمْہُ رَقِیْقَکَ رَوَاہُ مَالِکٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

بنانے والے پر نچوڑنے والے پر پینے والے پر اس کے اٹھانے والے پر اور جس کے پاس لیجایا جاتے۔ اور اس کے پلانے والے پر۔ اس کے بیچنے والے پر اس کی قیمت کھانے والے پر اس کے خریدنے والے پر اور جس کے لئے خریدا گیا۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا[1]

۱۲۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے شراب پر لعنت فرمائی ہے۔ اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کی بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے نچوڑنے والے پر اور اس کے نچڑوانے والے پر اور اس کے اٹھانے والے پر اور جس کے پاس اٹھا کر لایا جائے سب پر لعنت کی ہے۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔[2]

۱۲۱۷۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سینگی لگانے والے کی اجرت کے متعلق رخصت مانگی۔ آپنے اسکو منع فرمایا۔ محیصہ آپ سے اجازت مانگتے گئے۔ بالآخر آپ نے فرمایا۔ وہ اپنے اونٹ کو کھلا دیا کر یا اپنے غلام کو کھلا دیا کر۔ اس کو مالک۔ ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

---

[1] اس حدیث کی سند اچھی ہے۔ منذری نے ترغیب میں کہا ہے۔ کہ اس کے سب راوی اچھے ہیں۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث ابن عباس سے احمد نے صحیح سند سے اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو روایت کر کے صحیح الاسناد کہا ہے۔ اور مضمون حدیث کا واضح ہے۔ ۱۲

ہر وہ آدمی جو شراب سے تعلق رکھے لعنتی ہے [2] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے شراب بالاتفاق حرام ہے۔ ام الخبائث ہے۔ اس کا پینے والا بھی لعنتی ہے۔ اور اس کی تجارت کر کے اس کی کمائی سے روٹی کھانے والا بھی لعنتی ہے۔ اگر کسی پینے والے کے لئے خرید لے۔ تو وہ آدمی بھی لعنتی ہے جس کے لئے خریدا گیا۔ اگر تجارت کے لئے وکالتاً یا دلالتاً خریدے تو یہ تجارت بھی لعنتی ہے (حاشیہ آئندہ)

۱۲۱۸- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الزَّمَّارَةِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ-

۱۲۱۹- وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ وَفِي مِثْلِ هٰذَا أُنْزِلَتْ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ الرَّاوِي يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ جَابِرٍ نَهَى عَنْ أَكْلِ الْهِرِّ فِي بَابِ مَا يَحِلُّ أَكْلُهُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى

۱۲۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور گانے والے کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔

۱۲۱۹- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گانے والی عورتوں کو نہ تو بیچا کرو۔ اور نہ خریدا کرو۔ اور نہ ان کو گانا سکھلایا کرو۔ اور ان کی قیمت حرام ہے۔ اور اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو بیہودہ باتیں خریدتے ہیں[۱]۔ اس کو احمد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اور علی بن یزید راوی حدیث میں ضعیف ہے۔ اور حضرت جابر کی حدیث کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔ ہم باب ما یحل اکلہ میں انشاء اللہ ذکر کریں گے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور نچوڑنے والا وہ جو شراب بنانے کے لئے شیرہ انگور سے نچوڑے۔ خواہ اپنے لئے خواہ کسی اور کے لئے اور نچوڑنے والا بھی خواہ اپنے لئے نچوڑے یا اور کے لئے اور بیچنے والا خواہ وکیل ہو۔ یا دلال اور جو کوئی انگور کو شراب بنانے والے کے ہاتھ فروخت کرے یہ سب لوگ لعنتی ہیں ۱۲۰

سینگی لگانے کی مزدوری حرام نہیں۔ [۵] اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ فتح الباری میں ہے۔ کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور اس کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور احمد کے راوی ثقہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ سینگی لگانے کی اجرت لینا حرام نہیں ہے ورنہ آپ غلام کو کھلانے کی اجازت دیتے کیوں کہ غلام بھی تو مسلمان ہی ہوگا۔ البتہ اس کی کمائی کو ناپسند ضرور کیا ہے۔ کیونکہ سینگی چوسنے سے نجاست اور خون کے منہ میں چلے جانے اور حلق میں اتر جانے کا خطرہ تو رہتا ہی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اس کا اصل صحیحین میں بھی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گانا بجانا بہت برا پیشہ ہے۔ اور گانے کی اجرت لینا منع ہے۔ اور اسی طرح یہ اجرت دینا بھی منع ہے۔ ۱۲

(حاشیہ برصفحہ آئندہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۲۰ وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

۱۲۲۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ اُجْرَۃِ کِتَابَۃِ الْمُصْحَفِ فَقَالَ لَا بَاْسَ اِنَّمَا ھُمْ مُصَوِّرُوْنَ وَاِنَّھُمْ یَاْکُلُوْنَ مِنْ عَمَلِ اَیْدِیْھِمْ رَوَاہُ رَزِیْنٌ۔

۱۲۲۲۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَّبْرُوْرٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

فصل سوم

۱۲۲۰۔ حضرت عبداللہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فرائض پنجگانہ کے بعد حلال کمائی کی طلب بھی فرض ہے۔[1] اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۱۲۲۱ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن مجید کی کتابت کی اجرت لینے کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے کاتب تو صرف حروف کی تصویریں کھینچتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے ہیں[2]۔ اس کو رزین نے روایت کیا۔

۱۲۲۲۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ پوچھا گیا۔ اے اللہ کے رسول کونسا کسب سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ آدمی کی ہاتھ کی کمائی اور ہر نیک اور اچھی تجارت[3] اس کو احمد نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) [3] اس حدیث کو ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے بھی اپنی تفسیروں میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند کے مسلسل تین راوی علی اور اس کا شاگرد اور اس کا استاد سب ضعیف ہیں۔ ۱۲

غریب کے لیے مزدوری کرنا واجب ہے (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ایمان اور نماز کے بعد مومن پر سب سے بڑا فرض حلال کمائی سے روزی فراہم کرنا ہے تاکہ اپنا اور اپنے بال بچہ کا پیٹ پال سکے۔ اگر گھر میں فراغت اور دولتمندی نہ ہو۔ تو غریب آدمی کے لئے محنت مزدوری کرنا فرض کفایہ سے مقدم ہے ۱۲

[2] اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں۔ اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ قرآن مجید لکھنے کی اجرت لینا منع نہیں ہے۔ اور یہ پیشہ بہترین پیشہ ہے۔ ۱۲ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۲۲۳۔ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ کَانَتْ لِمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ جَارِیَۃٌ تَبِیْعُ اللَّبَنَ وَیَقْبِضُ الْمِقْدَامُ ثَمَنَہٗ فَقِیْلَ لَہٗ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَتَبِیْعُ اللَّبَنَ وَتَقْبِضُ الثَّمَنَ فَقَالَ نَعَمْ وَمَا بَاْسٌ بِذٰلِکَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَنْفَعُ فِیْہِ اِلَّا الدِّیْنَارُ وَالدِّرْھَمُ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۱۲۲۴۔ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ کُنْتُ اُجَھِّزُ اِلَی الشَّامِ وَاِلٰی مِصْرَ فَجَھَّزْتُ اِلَی الْعِرَاقِ فَاَتَیْتُ اِلٰی اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَۃَ فَقُلْتُ لَھَا یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ کُنْتُ اُجَھِّزُ اِلَی الشَّامِ فَجَھَّزْتُ اِلَی الْعِرَاقِ فَقَالَتْ لَا تَفْعَلْ مَالَکَ وَلِمَتْجَرِکَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا سَبَّبَ اللّٰہُ لِاَحَدِکُمْ

۱۲۲۳۔ ابوبکر بن ابی مریم نے کہا۔ کہ مقدام بن معدیکرب کی ایک لونڈی دودھ بیچا کرتی تھی۔ اور مقدام اس کی قیمت لے لیتے تھے۔ ان کو کہا گیا سبحان اللہ اب دودھ بھی بیچنے لگے ہو۔ اور اس کی قیمت وصول کرتے ہو۔ تو مقدام نے کہا۔ ہاں اور دودھ فروخت کرنے میں حرج ہی کیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ اس میں درہم اور دینار کے سوا کوئی چیز کام نہ دے گی۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۲۲۴۔ حضرت نافع نے کہا۔ کہ میں شام اور مصر کی طرف تجارت کا سامان تیار کیا کرتا تھا۔ میں نے ایک دفعہ سامان تجارت درست کیا۔ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ سے عرض کیا۔ اے ام المومنین میں اپنا سامان شام کی طرف لیجایا کرتا تھا۔ اس دفعہ میں نے عراق کی طرف سامان لے جانے کا ارادہ کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ ایسا بالکل نہ کرو۔ اپنی پہلی تجارت کیوں چھوڑتے ہو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ جب اللہ تعالٰی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ؎ اس حدیث کی سند کے متعلق بڑی لمبی چوڑی گفتگو ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ سب سے افضل ہاتھ کا کام ہے جیسے کتابت زراعت، صنعت اور اس کے بعد حلال کی تجارت یعنی اولاً تو تجارت ایسی چیز کی ہو جو فی نفسہ حلال ہو۔ اور پھر ایمانداری سے تجارت کی جائے کسی سے جھوٹ نہ بولا جائے۔ دھوکہ نہ کیا جائے۔ کسی کو مال کم نہ دیا جائے۔ خراب نہ دیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ ۱۲

جائز تجارت میں کوئی عار نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ؎ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ مقدام پر اعتراض یہ تھا کہ اتنا برا کام کرنے لگے ہو۔ کہ دودھ بیچنے لگے ہو۔ یعنی اس زمانہ کا دستور تھا۔ کہ دودھ بیچنے کو عار سمجھتے تھے۔ اگر ضرورت سے زیادہ ہوتا۔ تو لوگوں کو مفت فی سبیل اللہ پلا دیا کرتے تھے۔ تو مقدام نے کہا۔ کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے۔ کہ پیسے کے بغیر دنیا کا کوئی کام نہ چل سکے گا۔ اور پھر پیسے کے حصول کے لئے لوگ امیروں کے دروازوں پر جائیں گے اور طرح طرح کی خوشامدیں کریں گے تو اس سے ہزار درجہ یہ بہتر ہے کہ آدمی دودھ بیچ کر پیسہ اکٹھا کرے۔ اور پیسہ کمانے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال نہ کرے۔ ۱۲

رِزْقًا مِنْ وَجْهٍ فَلَا يَدَعُهُ حَتّٰى يَتَغَيَّرَ لَهٗ اَوْ يَتَنَكَّرَ لَهٗ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۲۲۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِاَبِيْ بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَاْكُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَدْرِيْ مَا هٰذَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكَهَانَةَ اِلَّا اَنِّيْ خَدَعْتُهٗ فَلَقِيَنِيْ فَاَعْطَانِيْ بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِيْ اَكَلْتَ مِنْهُ قَالَتْ فَاَدْخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَهٗ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۲۶۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

تم میں سے کسی کی روزی کا کسی طریقہ سے سبب بنا دے۔ تو اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے جب تک کہ اس کی صورت نہ بدل جائے یا اس میں نقصان نہ ہونے لگے۔[ف۱] اسکو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا۔ وہ آپ کو مقررہ خراج دیا کرتا تھا۔ اور ابو بکر اس کا خراج کھایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لے کر آیا۔ تو اس کو ابو بکر نے کھا لیا۔ غلام کہنے لگا۔ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ یہ چیز کہاں سے آئی؟ تو ابو بکر نے کہا۔ کہاں سے آئی ہے؟ اس نے کہا۔ میں نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک آدمی کو کچھ غیبی خبریں بتائی تھیں۔ حالانکہ مجھے کچھ معلوم نہ تھا میں نے اس کو دھوکہ دیا تھا۔ وہ آج مجھے ملا۔ تو اس نے مجھے شیرینی میں دی۔ تو یہ وہی چیز تھی۔ جو آپ نے کھائی ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈال کر پیٹ کی ہر چیز قے کر ڈالی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۲۶۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ جسم کبھی جنت میں نہیں جا سکتا جس کو حرام کی خوراک دی گئی ہو۔[ف۲] اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

ف۱ اس کی سند کے متعلق کچھ گفتگو ہے۔ مگر جس کام میں بھی اللہ تعالیٰ نے کسی کی روزی رکھی ہو۔ اس کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ جب تک کہ اس میں فائدہ ہوتا بند نہ ہو جائے۔ یا راس المال ضائع نہ ہونے لگے۔ اس طرح آدمی ایک ہی کام میں تجربہ کار ہوتا جاتا ہے۔ اور اس پیشہ کے نفع نقصان سے واقف ہو کر آسانی میں رہتا ہے۔ اور نت نئے تجربے اور غیر مستقل مزاجی انسان کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ ۱۲ ہمیشہ مستقل مزاجی میں فائدہ ہے۔

ف۲ اس حدیث کو بیہقی نے بھی شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ اس طرح کا ایک قصہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نعیمان بن عمرو سے بھی پیش آیا۔ اور وہ آزاد آدمی تھا۔ اس کو کچھ کہانت کی عادت تھی۔ اور سفر میں کچھ کھانا لانا نعیمان کے سپرد ہوا۔ حضرت صدیق کو (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۲۲۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيْهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ صَلٰوةً مَادَامَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِىْ اُذُنَيْهِ وَقَالَ صُمَّتَا اِنْ لَّمْ يَكُنِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ۔

بَابُ الْمُسَاهَلَةِ فِى الْمُعَامَلَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۲۸۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا

۱۲۲۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی ایک کپڑا دس درہم میں خریدے۔ اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو۔ تو جب تک یہ کپڑا اس آدمی پر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کریگے پھر آپ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالیں۔ اور کہا بہرے ہو جائیں یہ کان اگر انہوں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو۔ اس کو احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ اور کہا اس کی سند کمزور ہے۔

معاملہ میں نرمی کرنے کا بیان

فصل اوّل

۱۲۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نرم طبیعت بندے پر رحم فرماتے۔ جبکہ بیچے یا خریدے۔ اور جب رقم کا تقاضہ کرے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

ایک روز شک پڑھ گیا۔ کہ شاید یہ کہانت نہ کرتا ہو۔ اور اس شک کی بنا پر آپ نے الٹی کر دی۔ ۱۲

سلہ اس حدیث کو ابو نعیم ابویعلیٰ۔ بزار اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں حرام کھانے سے ڈرایا گیا ہے۔ ۱۲

حرام کے لباس سے بھی پرہیز لازم ہے (حاشیہ صفحہ ہذا) سلہ اس حدیث کو عبد بن حمید۔ خطیب۔ ابن عساکر اور دیلمی نے بھی روایت کیا ہے منذری نے کہا ہے۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح حرام کی خوراک سے بچنا ضروری ہے۔ اس طرح حرام کی پوشاک سے بچنا ضروری ہے۔ اور جب تک آدمی کے جسم پر حرام کی پوشاک رہتی ہے۔ اس وقت تک اسکی عبادت قبول نہیں ہوتی ۱۲

نرم مزاج آدمی خدا کو محبوب ہے۔ سکہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابو حاتم نے بھی روایت کیا ہے (حاشیہ آئندہ)

اشْتَرٰى وَاِذَا اقْتَضٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۲۹۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ قِيْلَ لَهُ انْظُرْ قَالَ مَا اَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَاُجَازِيْهِمْ فَاُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ اللّٰهُ اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ۔

۱۲۳۰۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ

۱۲۲۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا۔ جب فرشتہ اس کی جان قبض کرنے کے لئے آیا۔ تو اس کو پوچھا گیا۔ کیا تو نے کوئی بھلائی کا کام بھی کیا ہے۔ کہنے لگا میں نہیں جانتا۔ اس کو کہا گیا۔ کوئی نیکی یاد کر۔ کہنے لگا۔ میں تو کوئی چیز نہیں جانتا۔ سوا اس بات کے کہ میں دنیا میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا۔ اور میں ان سے اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ میں دولت مند کو تو مہلت دے دیتا۔ اور تنگدست کو معاف کر دیتا۔ تو اللہ تعالٰے نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔[1] متفق علیہ اور مسلم کی ایک روایت میں عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ تو اللہ تعالٰے نے کہا۔ تو میں تجھ سے زیادہ اپنے بندے کو معاف کر دینے کا زیادہ حقدار ہوں۔

۱۲۳۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجارت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو۔ کہ قسم

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) مطلب یہ ہے۔ کہ جب کوئی چیز بیچے تو منافع کم لے۔ جب خریدے تو زیادہ تکرار نہ کرے۔ اور رقم کی وصولی میں اپنے مقروض کو زیادہ تنگ نہ کرے۔ اگر غریب ہو تو مہلت دے۔ اور اگر مقروض فوت ہو جائے۔ تو اس کی بیوہ عورت اور یتیم بچوں کو تنگ نہ کرے بلکہ معاف کر دے۔ کہ ان پر جو مصیبت آپڑی ہے وہی ان کے لئے کیا کم ہے۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ جو آدمی غریب لوگوں پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالٰے بھی اس پر رحمت کریں گے۔ اگر آدمی لوگوں سے سختی سے پیش آئے گا۔ تو اس کے حساب میں بھی سختی ہوگی۔ اور اگر کوئی نرمی کرے گا۔ تو اس کے حساب میں بھی نرمی کی جائے گی۔ اللہ تعالٰے کا قانون یہی ہے کہ جس طرح کا کوئی آدمی کام کرے گا اسی طرح کا اس سے سلوک کیا جائے گا۔ دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ اور فرمایا جو لوگوں پر رحم نہ کرے گا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔ اس حدیث میں ہے کہ پھر اللہ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ یعنی ایمان کے بعد حسن سلوک سب سے بڑی نیکی ہے ۱۲

فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۳۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۲۳۲. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پہلے پہل تو تجارت کو چلاتی ہے پھر برباد کر دیتی ہے[1]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۳۱. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے قسم تجارت کو تو چلاتی ہے۔ اور برکت کو مٹا دیتی ہے[2]۔ متفق علیہ

۱۲۳۲. حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمی ہیں۔ جن سے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن بات بھی نہیں کریں گے۔ اور نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھیں گے۔ اور نہ انکو پاک کریں گے۔ اور ان کیلئے عذاب بھی دردناک ہوگا۔ تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہ لوگ نامراد ہوئے۔ اور انھوں نے نقصان اٹھایا۔ اے اللہ کے رسول یہ کون لوگ ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ فخر سے اپنے تہ بند کو نیچے لٹکانے والا اور احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا مال بیچنے والا[3]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

تجارت میں قسم نہ اٹھانی چاہیئے۔ [1] اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ تجارت میں قسمیں کھانا کہ مثلاً میں نے یہ چیز اتنی قیمت کو خریدی ہے۔ اور خدا کی قسم مجھے اس کے اتنے دام ملتے تھے۔ اس طرح بظاہر تو اس کی تجارت میں نفع زیادہ ہوگا۔ لیکن اس میں سے برکت ختم ہو جائے گی۔ اور بالآخر جب لوگ اس کی طبیعت سے واقف ہو جائیں گے۔ تو پھر اس کی قسموں کا بھی کوئی اعتبار نہ کرے گا۔ اور تجارت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ ۱۲

[2] اس حدیث کو ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے یہ وہ قسم ہے جو سچی ہے۔ اس سے بھی بے برکتی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ پیسے پیسے کی چیز میں خدا تعالےٰ کے نام کو پیش کرنا بھی تو ایک جرم ہے۔ اور اگر جھوٹی قسم کھا کر مال کو بیچے تو یہ نہایت ہی کبیرہ گناہ ہے۔ ۱۲

تین بدترین انسان۔ [3] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالےٰ نہ تو مہربانی اور شفقت سے بات ہی کریں گے۔ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۲۲۳۳۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَرَوَاہُ اِبْنُ مَاجَۃَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

۲۲۳۴۔ وَعَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ غَرَزَۃَ قَالَ کُنَّا نُسَمّٰی فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّمَاسِرَۃَ فَمَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ ھُوَ اَحْسَنُ مِنْہُ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ الْبَیْعَ یَحْضُرُہُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوْبُوْہُ بِالصَّدَقَۃِ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ

فصل دوم

۲۲۳۳۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امانت دار سچ بولنے والا بیوپاری نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا[۱]۔ اس کو ترمذی۔ دارمی اور دار قطنی نے روایت کیا۔ اور اس کو ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۲۲۳۴۔ قیس بن ابی غرزہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیوپاریوں کو دلال کہا جاتا تھا۔ تو ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے۔ تو ہمارا آپ نے ایک ایسا نام رکھا۔ جو اس نام سے بہتر تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے تاجروں کی جماعت خرید و فروخت میں بیہودہ باتیں بھی ہوتی ہیں۔ قسمیں بھی ہوتی ہیں۔ تو تجارت کو صدقہ سے ملایا کرو[۲]۔ اس کو ابو داؤد ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھیں گے۔ اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کریں گے۔ ان کی سزا بھی دوسروں سے زیادہ ہوگی۔ ایک وہ جو تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے۔ اصل میں یہ جرم تکبر ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کسی حال میں بھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ اور اس گناہ کی سرحد شرک سے ملتی ہے۔ کسی کے ساتھ کچھ احسان کرکے اس کو جتلانے سے نیکی ضائع ہوگئی۔ کیونکہ اگر نیکی خدا تعالےٰ کے لئے کی گئی تھی۔ تو اس پر احسان کیسا اور اگر اس پر احسان رکھ دیا تو پھر اب خدا سے کیا لے گا۔ وہ تو اس آدمی کے کھاتہ میں ڈال چکا۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اور دارمی نے کہا ہے کہ حسن کا ابو سعید سے سماع ثابت نہیں ہے۔ گویا یہ حدیث منقطع ہے۔ اور ابن عمر کی حدیث جس کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہے۔ اس کو دار قطنی بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ تجارت میں سچ بولنا اور امانت دار رہنا بہت بڑی نیکی ہے۔ سامان کی خرید و فروخت میں جھوٹ نہ بولے۔ اور نہ ہی کسی کو کھوٹی اور ملاوٹ شدہ چیز دے۔ اور نہ کسی کو ماپ تول میں نقصان پہنچائے۔ تو ایسا آدمی بھی اصلاح (حاشیہ آئندہ)

سچا تاجر نبیوں کے ساتھ ہوگا۔

۱۲۳۵۔ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلتُّجَّارُ يُحْشَرُوْنَ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فُجَّارًا إِلَّا مَنِ اتَّقٰى وَبَرَّ وَصَدَقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنِ الْبَرَاءِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

بَابُ الْخِيَارِ

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۲۳۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

۱۲۳۵۔ عبید بن رفاعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر اٹھائے جائیں گے۔ مگر وہ آدمی جو اللہ سے ڈرا۔ اور نیکی کی اور صدقہ کیا۔[۱] اس کو ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ اور اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت براء سے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اختیار کا بیان

فصل اول

۱۲۳۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیچنے اور خریدنے والوں میں سے ہر

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور نیکی کی دعوت دینے والا ہے۔ کہ اس نے معاشرے کو اچھی راہ پر لگا دیا۔ اور یہی مشن انبیاء کا ہے۔ اسی لئے قیامت کو یہ نبیوں کے ساتھ ہوگا۔ ۱۲

[۲] اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے مطلب یہ ہے۔ کہ تجارت میں کمی بیشی جھوٹ۔ سچ نرمی سختی ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے تاجروں کو صدقہ کرنا چاہیے۔ تاکہ غلطیوں کا کچھ نہ کچھ ساتھ ساتھ ازالہ ہوتا جائے۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں تقویٰ، بھلائی اور سچ کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور اس کے خلاف کرنے سے روکا گیا ہے۔ لیکن ایسے تاجر بہت ہی کم ہوتے ہیں عموماً تاجر لوگ اپنے کاروبار میں جھوٹ فریب۔ دھوکہ کرتے ہی رہتے ہیں قیامت کے دن ان کی فریب کاریاں سب ظاہر کر دی جائیں گی اور لوگوں کے سامنے ان کو ذلیل کیا جائے گا۔ ۱۲

بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اِذَا تَبَايَعَ الْمُتَبَايِعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهٖ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ يَكُوْنُ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَاِذَا كَانَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ يَخْتَارَا وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ اَوْ يَقُوْلُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اِخْتَرْ بَدَلَ اَوْ يَخْتَارَا

۱۲۳۷۔ وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ

ایک اپنے ساتھی پر اختیار رکھتا ہے۔ جب تک کہ وہ دونوں علیحدہ نہ ہو جائیں۔ مگر اختیار کی بیع میں متفق علیہ جب وہ خرید و فروخت کرنے والے خرید و فروخت کریں۔ تو ہر ایک کو ان دونوں میں سے اپنی تجارت کا اختیار ہے۔ جب تک وہ علیحدہ نہ ہو جائیں یا اختیار نہ لے لیں[۴]۔ اور متفق علیہ میں ہے۔ یا ایک ان میں سے اپنے ساتھی کو کہے۔ کہ اختیار کی شرط کر۔ کہ یہ عبارت یختارا کے بدل واقع ہوئی ہے۔

۱۲۳۷۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خرید و فروخت کرنے والے جب تک علیحدہ نہ ہو جائیں۔ دونوں اختیار رکھتے ہیں۔ پھر اگر وہ سچ بولیں۔ اور ہر چیز صاف صاف بیان کر دیں۔ تو ان کی تجارت میں برکت کی جاتی ہے۔ اور اگر مال کے عیب کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں۔ تو ان کی تجارت سے برکت مٹا دی جاتی ہے[۵]۔ متفق علیہ

۱۲۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے ہمیشہ تجارت میں دھوکہ

خیار مجلس کی مدت کیا ہے۔

[۵] اس حدیث کے کئی ایک علیحدہ علیحدہ حصے ہیں پہلا حصہ متفق علیہ ہے۔ اور اس کے بعد مسلم کی روایت ہے۔ اور اس کے بعد ترمذی کی روایت ہے پہلے حصہ کو ابن ماجہ کے سوا تمام اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور دوسرے حصہ کو احمد۔ اصحاب سنن۔ شافعی اور مالک نے بھی روایت کیا ہے۔ اور تیسرے حصے کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ خریدنے والا اور بیچنے والا جب تک ایک مجلس میں اکٹھے بیٹھے ہوں۔ ان کو بیع کے نافذ کرنے اور فسخ کرنے کا پورا پورا اختیار ہے۔ چاہیں تو اس سودے کو رکھیں۔ چاہیں تو نہ رکھیں۔ اسے خیار مجلس کہتے ہیں۔ جمہور علماء اس کے قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہ خیار مجلس کے قائل نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ صرف ایجاب اور قبول سے بیع واجب ہو جاتی ہے۔ احادیث اس چیز کی تردید کرتی ہیں۔ دوسرا مسئلہ جو اس سے ثابت ہوا۔ وہ یہ ہے۔ کہ اگر بائع اور مشتری (خریدنے اور بیچنے والا) شرط کر لیں۔ کہ تین دن یا کم و بیش تک اس سودے کو واپس کیا جا سکتا ہے۔ تو اس (حاشیہ صفحہ آئندہ)

إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُولُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۲۳۹۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ صَفْقَةَ خِيَارٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۲۴۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَفَرَّقَنَّ اثْنَانِ إِلَّا عَنْ تَرَاضٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا جب تو کوئی چیز خرید ے تو کہہ دیا کر دھوکہ نہ کرنا۔ تو وہ آدمی اسی طرح کہہ دیا کرتا تھا[۱]۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۱۲۳۹ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پردادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والے دونوں اختیار رکھتے ہیں۔ جب تک کہ علیحدہ نہ ہو جائیں۔ مگر یہ کہ کوئی بڑے ہی گھاٹے کی تجارت ہو۔ اور بیچنے والے کو یہ جائز نہیں ہے۔ کہ اپنے ساتھی سے اس لئے جلدی سے علیحدہ ہو جائے۔ کہ اس کا ساتھی اسکو پھیر نہ دے[۲]۔ اس کو ترمذی۔ ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۲۴۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دونوں خرید و فروخت کرنے والے ایک دوسرے کی رضامندی سے علیحدہ ہوں[۳]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) صورت میں مجلس سے اٹھ آنے کے بعد بھی اختیار باقی رہتا ہے۔

۲؎ ابن ماجہ کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ پوری ایمانداری سے چیز کے عیب اور خوبی کو بیان کر دینا چاہیئے۔ اس سے برکت ہوتی ہے۔ اور کسی کو دھوکہ دینے سے برکت اٹھ جاتی ہے ۱۲ کم عقل آدمی سے بیع کرنے والا خود ذمہ وار ہے (حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ اس حدیث کو احمد۔ مالک۔ اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ یہ آدمی تھوڑے عقل والا تھا۔ اور اس کے سر پر ایک چوٹ لگی تھی۔ جس سے اس کی عقل جاتی رہی۔ اور پیشہ اس کا تجارت تھا۔ اور اس کو چھوڑنے پر رضامند نہ تھا۔ آپ نے اس کو بتلایا۔ کہ سودا کرتے وقت کہہ لیا کر۔ دھوکہ نہ کر۔ اس سے دوسرے آدمی کو معلوم ہو جاتا۔ کہ اس میں عقل کم ہے۔ اور بیع کی ذمہ داری اسی پر رہے گی۔ اور اس کو ہر حال میں سودا واپس کرنے کا اختیار رہے گا۔ تو وہ اس سے دھوکہ نہ کرتے۔ ۱۲ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۴۱۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیَّرَ اَعْرَابِیًّا بَعْدَ الْبَیْعِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ

بَابُ الرِّبٰوا

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۴۲۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ

فصل سوم

۱۲۴۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کے بعد ایک بدو کو اختیار دیا تھا[۱] اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

سود کا بیان

فصل اوّل

۱۲۴۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور اس

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اور اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام میں کہا ہے کہ اس کو دار قطنی۔ ابن خزیمہ اور ابن الجارود نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دھوکہ سے کوئی چیز فروخت کر دے تو بغیر شرط کے بھی اس کو تین دن تک اس کو واپس کرنے کا اختیار ہے جیسے کہ کوئی جانور دودھ روک کر فروخت کر دیا جائے۔ ۱۲

۳؎ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلس کی مدت میں دونوں فریقوں کو بیع فسخ کرنے کا پورا پورا اختیار ہے۔ اور کسی کو اس ڈر سے اپنی مجلس جلد ختم نہیں کر دینی چاہیئے۔ کہ دوسرا اس بیع کو فسخ نہ کر دے۔

آنحضرت کا قبل از نبوت کا ایک واقعہ (حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ اس حدیث کو عبد الرزاق نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے یہ واقعہ آپ کی نبوت سے پہلے کا ہے۔ جب بدو کو آپ نے اختیار دیا کہ اونٹ اگر واپس لینا چاہو تو تم کو اختیار ہے۔ تو بدو حیران رہ گیا۔ اور کہنے لگا۔ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ تو کون ہے ؟ تو نے آج ایک ایسی بات کہدی ہے۔ جو عرب کے دستور کے بالکل خلاف ہے۔ اور پھر آپ نے اس اختیار کو نبوت کے بعد بھی جائز رکھا۔

وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۴۳- وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَاِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْاَصْنَافُ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۴۴- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰى اَلْاٰخِذُ وَالْمُعْطِيْ فِيْهِ سَوَاءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کے لکھنے والے اور گواہ ہونے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔ اور کہا۔ کہ وہ سب برابر ہیں[1]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۴۳ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا سونے کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے اور گندم گندم کے بدلے اور جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے یہ مقدار میں برابر برابر ہوں۔ ایک دوسرے کی طرح ہوں۔ اور نقداً نقد ہوں۔ جب یہ قسمیں بدل جائیں۔ تو پھر جس طرح چاہو بیچو۔ جب کہ وہ دست بدست[2] ہو۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۴۴ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا سونے کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے اور گندم گندم کے بدلے اور جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر ہاتھوں ہاتھ جو زیادہ دے اور زیادہ لے۔ وہ سود لیتا دیتا ہے لینے والا اور دینے والا اس میں بالکل برابر ہیں[3]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

برائی کی ترویج میں حصہ لینے والے سب برابر ہیں [1] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ سود قرآن مجید کی نص سے حرام ہے۔ اور سود کا لینا دینا لکھنا اس پر گواہ ہونا سب کبیرہ گناہ ہیں کیونکہ وہ لوگ جو اس گناہ کی تعریف میں شامل ہوں گے وہ سب گناہ میں بھی شریک ہوں گے۔ اور کھانے والے کو پہلے بیان کیا کہ اکثر سود کا تقاضا وہی کرتا ہے۔ اور دینے والا اس لئے مجرم ہے کہ اس نے سود دیا۔ تب کسی نے کھایا۔

مشترک علت پر حکم مشترک ہوگا۔ [2] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ان چھ چیزوں میں کمی بیشی ہونا بالاتفاق سود ہے۔ جب کہ جنس ایک ہو۔ ہاں اگر جنس بدل جائے۔ مثلاً جو کا کھجور سے تبادلہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے۔ ان چھ چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں میں اگر جنس ایک ہو تو کمی بیشی جائز ہے۔ یا نہیں۔ سو اس میں اختلاف ہے۔ لیکن اکثر اس میں بھی حرمت کے قائل ہیں۔ جب کہ ان چھ چیزوں سے علت میں مشترک ہوں۔ اور علت چونکہ منصوص نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۲۴۵۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَا تَبِیْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَا تَبِیْعُوْا مِنْھَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا تَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ۔

۱۲۴۶۔ وَعَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۴۷۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ رِبًوا اِلَّا ھَاءَ وَھَاءَ

۱۲۴۵۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ بیچو تم سونا سونے کے بدلے مگر برابر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو اور نہ بیچو چاندی کو چاندی کے بدلے مگر برابر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو۔ اور ان میں سے کسی نقد کو ادھار کے بدلے نہ بیچو۔ متفق علیہ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ نہ بیچو سونے کو سونے کے بدلے اور نہ چاندی کو چاندی کے بدلے مگر تول میں برابر[1]

۱۲۴۶۔ معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا۔ آپ فرماتے تھے۔ کھانا کھانے کے بدل برابر سرابر ہے اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۴۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا سونے کے بدلے سود ہے۔ مگر ہاتھوں ہاتھ اور

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اس لئے اختلاف ہوگیا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک ہر اس چیز میں کمی بیشی حرام ہے۔ جو کھانے کے کام آتی ہو لیکن بشرطیکہ جنس ایک ہو۔ یا ایک طرف سے مال نقد ہو اور دوسری طرف سے ادھار اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہر اس چیز میں کمی بیشی حرام ہے جو ناپ یا تول کر فروخت کی جاتی ہو۔ ۱۲

سلہ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور بخاری نے بھی ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) سلہ اس حدیث کو احمد۔ شافعی۔ مالک عبدالرزاق اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے۔ اگر ایک سونا ناقص ہو۔ اور دوسرا اچھا تو سود سے بچنے کے لئے یہ صورت ہے۔ کہ ردی سونے کو روپے سے بیچ ڈالے۔ اور روپے سے پھر اچھا سونا خریدے۔ اور اسی طرح دوسری چیزوں میں بھی تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔ ۱۲

سلہ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ بظاہر یہاں طعام کا لفظ عام ہے۔ لیکن دوسری حدیث میں وضاحت کردی گئی ہے۔ کہ اگر کھانے کی جنس بدل جائے۔ تو اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ سودا نقد ہو۔ ۱۲

وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۴۸۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَاءَهٗ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَقَالَ فِی الْمِيْزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۴۹۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِیٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ

چاندی چاندی کے بدلے سود ہے۔ مگر ہاتھوں ہاتھ اور گندم گندم کے بدلے سود ہے۔ مگر ہاتھوں ہاتھ۔ اور جو جو کے بدلے سود ہے۔ مگر دست بدست[۱] متفق علیہ۔

۱۲۴۸۔ حضرت ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو خیبر پہ عامل مقرر کیا۔ وہ بڑی اچھی قسم کی کھجوریں لے کر آیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا خیبر کی ساری کھجوریں اسی طرح کی ہیں۔ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم اے اللہ کے رسول ہم ان کھجوروں کا ایک ٹوپہ دو ٹوپے کھجوروں سے لیتے ہیں۔ اور دو ٹوپے تین ٹوپوں سے تو آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کیا کرو۔ ردی کھجوریں درہموں سے بیچ دیا کرو۔ پھر درہموں سے اچھی کھجوریں خرید لیا کرو۔ اور فرمایا تولنے کی ساری چیزوں میں اسی طرح کیا کرو۔ متفق علیہ۔

۱۲۴۹۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑی اچھی کھجوریں لے کر آئے۔ تو

---

[۱] اس حدیث کو مالک۔ احمد۔ عبدالرزاق ابن ابی شیبہ اور حمیدی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ان چھ مذکورہ چیزوں میں جس طرح کمی بیشی حرام ہے۔ اسی طرح ان میں ادھار بھی حرام ہے کہ ایک طرف سے جنس نقد ہو۔ اور دوسری طرف سے ادھار ہو۔ ۱۲

[۲] اس حدیث کو مالک۔ نسائی۔ دارمی ابوعوانہ۔ ابن حبان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ **جنس کی تبدیلی سے کمی بیشی جائز ہے۔** مطلب یہ ہے۔ کہ اگر ایک جنس میں تبادلہ ہوگا۔ تو پھر برابر برابر ہوگا۔ اور اگر کمی بیشی ہوگی۔ تو وہ دوسری جنس سے بدلی کر ہوگی۔ مثلاً ردی کھجور کو روپے سے بیچ دیا۔ اور اس روپے سے اچھی کھجور خرید لی جائے۔ اب اگر اس میں کمی بیشی ہو جائے۔ تو کچھ حرج نہیں ہے۔ احادیث میں چھ چیزوں کا ذکر کیا ہے بعض نے انہی چھ چیزوں میں کمی بیشی کو حرام قرار دیا ہے اور بعض نے دوسری چیزوں کو بھی انہی پر قیاس کیا ہے۔ اس حدیث کا آخری فقرہ فریق ثانی کی تائید کرتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علت مشترکہ قول ہے۔ غذائیت نہیں ۱۲

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا قَالَ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ اَوَّهْ عَيْنُ الرِّبٰوا عَيْنُ الرِّبٰوا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۵۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرْ اَنَّهٗ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهٗ يُرِيْدُهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ اَسْوَدَيْنِ وَلَمْ يُبَايِعْ اَحَدًا بَعْدَهٗ حَتّٰى يَسْاَلَهٗ اَعَبْدٌ هُوَ اَوْ حُرٌّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۱۔ وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيْلَتُهَا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا یہ کہاں سے آئی ہیں۔ انھوں نے کہا۔ ہمارے پاس کچھ ردی کھجوریں تھیں میں نے ان سے دو ٹوپے ان کے ایک ٹوپے سے بیچی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ آہ خالص سود آہ خالص سود ایسا نہ کیا کر۔ لیکن جب تو خریدنے کا ارادہ کرے۔ تو کھجوروں کو درہموں سے بیچ دیا کر۔ پھر ان سے خرید لیا کر۔

۱۲۵۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک غلام آیا۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت پر بیعت کی۔ اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ وہ غلام ہے۔ تو اس کا مالک اگر اس کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا یہ غلام میرے ہاتھ بیچ دو۔ سو آپ نے اسکو دو حبشی غلاموں کے عوض خریدا اور اسکے بعد بیعت نہیں لیتے تھے۔ جب تک کہ اس سے پوچھ نہ لیتے۔ کہ کیا وہ غلام ہے۔ یا آزاد ہے[لہ]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۵۱۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے ڈھیر کی بیع مقرر وزن کی ماپی ہوئی کھجوروں سے منع

[لہ] اس مضمون کی ایک حدیث ابو نعیم نے سعید بن مسیب سے اور طبرانی نے کبیر میں حضرت بلال سے روایت کی ہے۔ اس کا مطلب بھی وہی ہے۔ جو پہلی حدیث کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

ایک کے بدلے دو مویشی لینا دینا جائز ہے [لہ] اس حدیث کو شافعی اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اگر غلام نقد النقد فروخت کئے جائیں۔ تو ایک کے بدلے دو غلام لینا دینا جائز ہے۔ اور اگر ادھار ہوں۔ یا ایک طرف سے ادھار ہو۔ اور ایک طرف سے نقد تو اس صورت میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور بالکل یہی حال مویشیوں کا ہے۔ امام ابو حنیفہ ادھار کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور امام شافعی اور جمہور علماء ادھار کو جائز سمجھتے ہیں۔ ۱۲

بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۲۔ وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۱۲۵۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى أَحَدٌ إِلَّا أَكَلَ الرِّبٰوا فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ وَيُرْوٰى مِنْ غُبَارِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ

فرمائی ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔[1]

۱۲۵۲۔ فضالہ بن ابی عبید نے کہا۔ کہ میں نے خیبر کے دن ایک ہار بارہ دینار کا خریدا۔ اس میں سونا بھی تھا۔ اور گوٹیاں بھی تھیں۔ میں نے اس کو الگ الگ کیا۔ تو اس میں بارہ دینار سے سونا ہی زیادہ نکلا۔ میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ایسی چیزیں علیحدہ کرنے کے بغیر نہ بیچی جائیں[2] اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۲۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا۔ کہ سب لوگ سود کھائیں گے۔ اگر کوئی سود نہ بھی کھائے گا۔ تو اس کو اس کی بھاپ پہنچے گی۔[3] اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اس کو بھی اس کا غبار پہنچے

---

[1] اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔ اور ایک جنس میں کمی بیشی جائز نہیں ہے۔ ۱۲

مخلوط سونے کو علیحدہ کر کے بیچا جائے [2] اس حدیث کو نسائی ابوداؤد۔ ترمذی اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر کسی چیز میں سونا اور دوسری چیزیں ملی ہوئی ہوں۔ تو بھی سونے کو علیحدہ کر کے سونے کے برابر بیچنا چاہیئے۔ امام شافعی اور اسحاق کا یہی مذہب ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک اگر سونے میں اور چیزیں بھی ملی ہوئی ہوں تو کمی بیشی سے اس کو بیچنا جائز ہے۔ ۱۲

آخر زمانہ میں سود عام ہو جائے گا۔ [3] اس حدیث کو احمد۔ بیہقی۔ ابن النجار اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں آپ نے پیشین گوئی فرمائی۔ کہ آخری زمانہ میں سودی کاروبار بہت زیادہ ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی آدمی سود سے بچنا بھی چاہے گا۔ تو بھی اس کا غبار اس کے حلق میں ضرور پہنچ جائے گا۔ کہیں سودی تحریر کا گواہ بن جائے گا۔ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۲۵۴۔ وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ وَلَا الْبُرَّ بِالْبُرِّ وَلَا الشَّعِیْرَ بِالشَّعِیْرِ وَلَا التَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَلَا الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ عَیْنًا بِعَیْنٍ یَدًا بِیَدٍ وَلٰکِنْ بِیْعُوا الذَّھَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّھَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِیْرِ وَالشَّعِیْرَ بِالْبُرِّ وَالتَّمْرَ بِالْمِلْحِ وَالْمِلْحَ بِالتَّمْرِ یَدًا بِیَدٍ کَیْفَ شِئْتُمْ رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ

۱۲۵۵۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ شِرَی التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ اَیَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا یَبِسَ فَقَالَ نَعَمْ فَنَھَاہُ عَنْ ذٰلِکَ رَوَاہُ مَالِکٌ وَ

گا۔ اس کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲۵۴۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سونے کو سونے کے بدل اور چاندی کو چاندی کے بدل اور گندم کو گندم کے بدل اور جو کو جو کے بدل اور کھجور کو کھجور کے بدل اور نمک کو نمک کے بدل برابر برابر بیچو۔ نقدا نقد بیچو اور دست بدست بیچو۔ لیکن سونے کو چاندی کے بدل۔ اور چاندی کو سونے کے بدل اور گندم کو جو کے بدل اور جو کو گندم کے بدل اور نمک کو کھجور کے بدل نقدا نقد بیچو۔ اور جس طرح چاہو بیچو[سلہ]۔ اس کو شافعی نے روایت کیا۔

۱۲۵۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ سے خشک کھجوروں کو تازہ کھجوروں سے بیچنے کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا تازہ کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی ہیں؟ اس نے کہا۔ ہاں تو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کسی سودخوار سے اس کے راہ و رسم ہی ہوں گے۔ یا کم از کم سود کی نفرت ہی کم ہو جائے گی۔ ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) سلہ اس حدیث کی سند صحیح اور متصل ہے۔ اور عبادہ کی حدیث کے تحت اس کا مطلب بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲۔

سلہ اس حدیث کو احمد۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کو صحیح کہا اور شافعی۔ حاکم۔ دارقطنی۔ بیہقی۔ ترمذی اور ابن مدینی نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ اس کا مطلب بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان چھ چیزوں کو اصل سرمایہ قرار دیا گیا ہے۔ اگر ان میں بھی کمی بیشی ہونے لگے تو پھر تو کوئی بھی معیار نہ رہا۔ ان میں براہ راست کمی بیشی کسی طرح بھی جائز نہیں ہے ہاں اگر جنس تبدیل ہو جائے تو کمی بیشی جائز ہے مثلاً کوئی آدمی جو سے گندم خرید ے یا چاندی سے سونا تو ان میں کمی بیشی جائز ہے ۱۲

التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۲۵۶۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ اللَّحْمِ بِالْحَيَوَانِ قَالَ سَعِيْدٌ كَانَ مِنْ مَيْسِرِ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

۱۲۵۷۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۲۵۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يُّجَهِّزَ جَيْشًا فَنَفِدَتِ الْاِبِلُ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ عَلٰى قَلَائِصِ الصَّدَقَةِ فَكَانَ يَاْخُذُ الْبَعِيْرَ بِالْبَعِيْرَيْنِ

آپ نے اس سے منع[لہ] فرمایا۔ اس کو مالک ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲۵۶۔ سعید بن مسیب نے مرسلاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کی بیع زندہ جانور سے منع فرمائی ہے۔ سعید نے کہا۔ یہ بھی جاہلیت کے زمانہ کا ایک جوا تھا۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔

۱۲۵۷۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کی جانور سے ادھار بیع[ٹہ] کو منع فرمایا ہے۔ اس کو ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۲۵۸۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا۔ کہ وہ لشکر کی تیاری کرے۔ اونٹ ختم ہو گئے۔ تو اس کو حکم دیا کہ صدقہ کی اونٹنیوں پر اونٹ لے لو۔ وہ صدقے کے دو اونٹوں کے بدل ایک اونٹ لیتے رہے[سٹہ]۔ اسکو

گوشت سے جانور کی بیع جائز نہیں۔ لہ اس حدیث کو مالک۔ شافعی اور ترمذی نے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور دارقطنی نے اس کو وصل کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گوشت کی بیع زندہ جانور سے جائز نہیں۔ برابر ہے۔ کہ وہ جانور اسی گوشت کی جنس سے ہو یا کسی اور جنس سے اور خواہ جانور حلال ہو۔ یا حرام مثلاً گدھا یا خچر وغیرہ سے اور علماء نے اس کو اس لحاظ سے کہا ہے کہ اس طرح ایک ناجائز قسم کی بیع سے لوگوں کا مال کھایا جاتا ہے۔ جیسے کہ جوئے میں بھی ناجائز طور پر مال کھایا جاتا ہے۔ ۱۲۔

ٹہ اس حدیث کو احمد۔ ابو یعلیٰ اور ضیاء نے بھی مختارہ میں روایت کیا ہے۔ اور ترمذی اور ابن جارود نے اس کو صحیح کہا ہے۔ کہ حیوان کی بیع حیوان سے ادھار کی صورت میں منع ہے۔ البتہ اس میں کمی بیشی جائز ہے۔ ۱۲۔

دونوں طرف سے جانور ادھار ہوں تو جائز نہیں سٹہ اس حدیث کو احمد۔ حاکم۔ بیہقی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ بظاہر یہ حدیث پہلی حدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ جب دونوں طرف سے جانور ادھار ہوں۔ تو بیع منع ہے۔ اور اگر ایک طرف سے نقد ہو۔ اور دوسری جانب سے ادھار۔ تو اس صورت میں جائز ہے۔ امام شافعی نے اسی طرح تطبیق دی ہے۔ اور بعض نے نہی کی حدیثوں کو ترجیح دی ہے۔ ۱۲۔

اِلٰی اَہْلِ الصَّدَقَۃِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۵۹۔ عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلرِّبٰوا فِی النَّسِیْئَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ لَا رِبٰوا فِیْمَا کَانَ یَدًا بِیَدٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۶۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَنْظَلَۃَ غَسِیْلِ الْمَلٰئِکَۃِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دِرْہَمُ رِبٰوا یَاْکُلُہُ الرَّجُلُ وَھُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّۃٍ وَّثَلٰثِیْنَ زَنْیَۃً رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَرَوَی الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَزَادَ وَقَالَ مَنْ نَبَتَ لَحْمُہٗ مِنَ السُّحْتِ

ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۲۵۹۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سود ادھار میں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دست بدست خرید و فروخت میں سود[1] نہیں ہے۔ متفق علیہ۔

۱۲۶۰۔ عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک درہم سود اگر آدمی جانتے بوجھتے کھا جائے۔ تو وہ چھتیس زنا سے زیادہ سخت ہے۔ اسکو احمد اور دارقطنی نے روایت کیا۔ اور اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کیا۔ اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا جس کا گوشت حرام سے پیدا ہوا ہو تو آگ[2] اس کی

بعض صورتوں میں سود شدید ہو جاتا ہے [1] اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ عبدالرزاق نے بھی مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے۔ بظاہر یہ حدیث سعید کی روایت کے خلاف معلوم ہوتی ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ بعض نے تو اسامہ کی اس حدیث کو منسوخ کہا ہے۔ لیکن نسخ کی دلیل کوئی نہیں ہے۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ ادھار میں زیادہ تشدید ظاہر کرنے کے لئے ایسا فرمایا گیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ شہر میں زید کے سوا کوئی عالم نہیں ہے۔ حالانکہ شہر میں اور بھی عالم ہوتے ہیں۔ لیکن وہ زید جیسے عالم نہیں ہوتے۔ اسی طرح کی بیشی بھی سود ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ ادھار کی شق بھی شامل ہو جائے۔ تو اس کی حرمت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ۱۲۔

[2] اس حدیث کو طبرانی نے اوسط اور کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ اور احمد کے راوی ثقہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سود کھانے کا گناہ بہت بڑا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ کہ سود خور خدا تعالےٰ سے لڑتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے لڑائی زنا سے بہت زیادہ بڑا گناہ ہے۔

فَالثَّانِي أَوْلَى بِهِ۔

۱۲۶۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءًا أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ۔

۱۲۶۲۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرِّبٰوا وَإِنْ كَثُرَ فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيْرُ إِلٰى قُلٍّ رَوَاهُمَا ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَرَوَى أَحْمَدُ الْأَخِيْرَ۔

۱۲۶۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عَلٰى قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ

زیادہ حقدار ہے۔

۱۲۶۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سود کے ستر حصے ہیں۔ سب سے چھوٹا حصہ یہ ہے۔ کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔[1]

۱۲۶۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سود اگرچہ کتنا ہی بڑھ جائے۔ اس کا انجام خسارہ ہے۔[2] ان دونوں حدیثوں کو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ اور احمد نے اخری حدیث کو روایت کیا ہے۔

۱۲۶۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معراج کی رات میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کی مانند بڑے بڑے تھے اور ان کے اندر سانپ چلتے پھرتے باہر سے نظر آرہے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں۔ تو اس نے کہا یہ سود کھانے والے ہیں۔[3] اسکو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

لازمی اور متعدی گناہ کا فرق۔ [1] اس حدیث کو ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے زنا لازمی گناہ ہے۔ اور سود متعدی گناہ ہے۔ لازمی گناہ خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ متعدی گناہ سے بہر حال بہت چھوٹا ہے۔ اگرچہ وہ متعدی گناہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ کیونکہ لازمی گناہ کا اثر اپنے تک محدود رہتا ہے۔ اور متعدی گناہ کا اثر دوسری دنیا تک پہنچتا ہے ۱۲۔

[2] اس کو طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں۔ اور صدقے کو بڑھاتے ہیں۔ یہ حدیث اسی آیت کی تفسیر ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ سود کے پیسہ میں برکت نہیں ہوگی۔ اور بیماری۔ مقدمہ وغیرہ میں ختم ہو جائے گا ۱۲

[3] اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ لیکن قرآن مجید کی آیت اس کی تصدیق کرتی ہے ۱۲۔

هُوَ اَدْنٰی اَكْلَةِ الرِّبٰوا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۲۷۶۴۔ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۲۷۶۵۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ اٰخِرَ مَا نَزَلَتْ اٰيَةُ الرِّبٰوا وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَلَمْ يُفَسِّرْهَا لَنَا فَدَعُوا الرِّبٰوا وَالرِّيْبَةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۲۷۶۶۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْرَضَ اَحَدُكُمْ قَرْضًا فَاَهْدٰى اِلَيْهِ اَوْحَمَلَهٗ عَلَى الدَّابَّةِ فَلَا يَرْكَبْهُ وَلَا يَقْبَلْهَا اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ جَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ ابْنُ

۲۷۶۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ آپ نے سود کھانے والے اور اس کے کھلانے والے اور اس کے لکھنے والے اور زکوٰۃ نہ دینے والے سب پر لعنت کی ہے۔ اور آپ نوحہ کرنے سے منع کرتے تھے۔[1] اسکو نسائی نے روایت کیا۔

۲۷۶۵۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ سب سے آخری آیت جو اتری وہ سود کے متعلق تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اور ابھی آپ نے اس کی تفسیر نہیں فرمائی تھی سو اب سود بھی چھوڑ دو۔ اور جس میں سود کا شبہ ہو۔ اس کو بھی چھوڑ دو۔[2] اسکو ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۲۷۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کو قرضہ دے۔ اور مقروض اس کو کوئی ہدیہ دے۔ یا اسے سواری پر بھی چڑھا دے۔ تو اس کی مدد سے سوار نہ ہو۔ اور نہ ہی ہدیہ کو قبول

---

[1] اس حدیث کو احمد اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے۔ نوحہ کی مذمت کی حدیثیں کتاب الجنائز میں گذر چکی ہیں۔ اور زکوٰۃ نہ دینے کی حدیثیں بھی پہلے گذر چکی ہیں۔

[2] اس حدیث کو احمد۔ ابن ابی شیبہ۔ بیہقی۔ ابن مردویہ۔ ابن منذر۔ ابن جریر اور ابن راہویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ **سود کے شبہ سے بھی پرہیز کرو۔** سود کی آیت حلال حرام میں آخری آیت ہے۔ حضرت عمر کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کوئی ایسا جامع ضابطہ بیان نہ فرمایا۔ جس سے ہر ہر سود کی پوری نشاندہی ہو جاتی۔ اور قیاس کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اب صاف سود کو بھی چھوڑ دو اور جس میں سود کا شبہ بھی پیدا ہو اس کو بھی چھوڑ دیا کرو۔ سود ایک بدترین معاشی جرم ہے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے اس سے سختی سے روکا ہے کیونکہ اگر سود عام ہو جائے تو اس کی تباہ کاریاں ہولناک نتائج پیدا کرتی ہیں جس کو ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے کہ اگر اس کے ستر حصے کیے جائیں تو ایک حصہ بھی ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بڑھ کر ہے اور آج ہم اس منظر کو دیکھ رہے ہیں ۱۲

مَاجَۃَ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

۱۲۶۷۔ وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَقْرَضَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلَا یَاْخُذْ ھَدِیَّۃً رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِی تَارِیْخِہٖ ھٰکَذَا فِی الْمُنْتَقٰی۔

۱۲۶۸۔ وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ اِنَّکَ بِاَرْضٍ فِیْہَا الرِّبٰوا فَاشٍ فَاِذَا کَانَ لَکَ عَلٰی رَجُلٍ حَقٌّ فَاَھْدٰی اِلَیْکَ حِمْلَ تِبْنٍ اَوْ حِمْلَ شَعِیْرٍ اَوْ حَبْلَ قَتٍّ فَلَا تَاْخُذْہُ فَاِنَّہٗ رِبٰوا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

کرے۔ ہاں اگر پہلے سے انکے آپس میں ایسے مراسم ہوں۔ تو کوئی حرج نہیں ہے[1]۔ اسکو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۱۲۶۷۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی آدمی کسی کو قرضہ دے۔ تو وہ مقروض کا ہدیہ[2] قبول نہ کرے۔ اس کو بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔

۱۲۶۸۔ ابوبردہ بن ابوموسی نے کہا کہ میں مدینہ منورہ میں آیا۔ اور عبداللہ بن سلام کو ملا۔ تو انھوں نے کہا۔ تو ایک ایسے علاقے[3] میں رہتا ہے۔ جہاں سود عام ہے۔ جب تیرا کسی آدمی پر حق ہو۔ اور وہ تیری طرف ایک تنکے کے برابر یا جو کے برابر ہدیہ بھیجے یا کوئی گھاس کا گٹھڑ بھیج دے۔ تو وہ نہ لینا کیونکہ وہ سود[4] ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

---

[1] اس حدیث کو سعید بن منصور اور بیہقی نے بھی سنن کبریٰ میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مقروض سے کسی طرح کا بھی فائدہ اٹھانا منع ہے۔ ہاں اگر قرضخواہ اور مقروض میں پہلے سے کچھ راہ و رسم ایسے چلے آ رہے ہوں۔ کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے ہوں۔ تو پھر کوئی حرج نہیں ہے ۱۲۔

[2] اس حدیث کی سند کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن ابوبردہ کی آئندہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے ۱۲۔

[3] ابوبردہ عراق کے علاقہ میں رہتے تھے۔ اور وہاں سود عام چلتا تھا۔ اسی لئے عبداللہ بن سلام نے ان کو واضح طور پر آگاہ کیا۔ اس کا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نفع جو براہ راست اصل سرمایہ پر حاصل کیا جائے وہ سود ہے خواہ وہ پیسے کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں اور پھر خواہ مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو ہاں اگر مقروض قرض ادا کرتے وقت از خود اپنی طرف سے کچھ زیادہ دیدے تو یہ جائز ہے لینے والے کو بھی اور دینے والے کو بھی لیکن قرض کے دوران مقروض سے کوئی نفع حاصل کرنا حرام ہے ۱۲

بَابُ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا مِنَ الْبُيُوْعِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۶۹. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَّبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ اِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَّبِيْعَهُ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا اَوْ كَانَ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ وَاِنْ كَانَ زَرْعًا اَنْ يَّبِيْعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يُّبَاعَ مَا فِيْ رُءُوْسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُّسَمًّى اِنْ زَادَ فَلِيْ وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ۔

ممنوع تجارتوں کا بیان

فصل اوّل

۱۲۶۹. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ آدمی اپنے باغ کا پھل اگر کھجور ہو تو خشک کھجوروں سے ماپ کر بیچ ڈالے اور اگر انگور ہوں۔ تو انکو منقی سے ماپ کر بیچ ڈالے۔ یا اگر کھیتی ہو تو اس کو گندم سے ماپ کر بیچ دے۔ آپ نے ان تمام تجارتوں سے منع فرمایا ہے۔ متفق علیہ اور ان کی ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے مزابنہ سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ کھجوروں کو درختوں پر ہی خشک کھجوروں سے مقرر پیمانے سے بیچ دے اور کہے کہ اگر زیادہ ہو جائیں تو میری۔ اور اگر کم ہوں گی تو میں دوں گا۔[۱]

---

[۱] اس حدیث کو احمد۔ مالک اور اصحاب سنن نے بھی سوائے ترمذی کے روایت کیا ہے۔ خشک اور تر جنس کی آپس میں بیع منع ہے سود کے باب میں جن چیزوں میں کمی یا بیشی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ ان میں یہ سب علاقے آجاتی ہیں۔ اور منع ہونے کی علت یہ ہے۔ کہ خشک چیز تو اتنی ہی رہے گی۔ اور تر چیزیں خشک ہو کر کم ہو جائیں گی۔ تو گویا کہ ایک ہی جنس میں کمی بیشی ہوگی۔ اس لئے یہ تمام تجارتیں منع ہیں۔ اور تجارت کا دوسرا اصول یہ ہے۔ کہ جس تجارت میں کسی نہ کسی رنگ میں دھوکہ پایا جاتا ہو یا دھوکہ کا امکان ہو۔ وہ منع ہے۔ اور تیسرا اصول یہ ہے کہ ہر وہ تجارت منع ہے جس سے کوئی چیز مہنگی ہو جائے اور عارفین کو اس کی تکلیف ہو مثلاً غیر موجود چیز کی تجارت کہ اس سے سٹہ بازی کی راہ ہموار ہوتی ہے اور ایک ہی چیز پر درمیان میں کئی ایک واسطے آ کر اس کو زیادہ سے زیادہ مہنگا کر سکتے ہیں ۱۲

۱۲۷۰- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةُ اَنْ يَّبِيْعَ الرَّجُلُ الزَّرْعَ بِمِائَةِ فَرَقٍ حِنْطَةٍ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يَّبِيْعَ الثَّمَرَ فِيْ رُؤُوْسِ النَّخْلِ بِمِائَةِ فَرَقٍ وَالْمُخَابَرَةُ كِرَاءُ الْاَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۷۱- وَعَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۷۲- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ اِلَّا اَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا تَمْرًا يَاْكُلُهَا اَهْلُهَا رُطَبًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ اور محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ اور محاقلہ یہ ہے۔ کہ آدمی کھیتی کو مثلاً سو فرق سے بیچ ڈالے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ کھجوروں کو درختوں پر ہی سو فرق سے مثلاً بیچ ڈالے۔ اور مخابرہ یہ ہے۔ کہ آدمی زمین کو تہائی یا چوتھائی حصہ پر کاشت کرنے کو دیدے[1]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۷۱- اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محاقلہ اور مزابنہ اور مخابرہ اور معاومہ اور استثناء کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اندازہ کرنے کی رخصت فرمائی[2]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۷۲- سہل بن ابی حثمہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے عوض بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ ہاں آپ نے اندازہ کی رخصت فرمائی ہے۔ کہ اندازہ کرکے خشک کھجوروں کے بدلے بیچ دیا جائے۔ تاکہ لوگ تازہ کھجوریں کھا سکیں۔ متفق علیہ۔

---

[1] اس حدیث کو بخاری اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔ محاقلہ اور مزابنہ کی نہی تحریمی ہے۔ اور مخابرہ کی نہی تنزیہی ہے مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ مسلمان بھائی سے رواداری کرے۔ اور اپنی ضرورت سے زائد بچی ہوئی زمین کسی مسلمان بھائی کو مفت ہی کاشتکاری کے لئے دیدے۔ یہ اولیٰ اور افضل ہے۔ ورنہ زمین بٹائی پر کاشت کے لئے دینا منع نہیں ہے۔ ۱۲۔

کئی سال کا ٹھیکہ منع ہے

[2] اس حدیث کو احمد اور بخاری نے بھی مختصر روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان اور ماجہ کے سوا اصحاب سنن نے بھی اس کو بیان کیا۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ معاومہ یہ ہے کہ زمین یا باغ کو کئی سال کے اکٹھے ٹھیکے پر دیا جائے۔ اس کے حرام ہونے کی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ پتہ نہیں۔ کہ آئندہ سال باغ میں پھل تھوڑا آئے گا۔ یا زیادہ۔ یا کھیتی اچھی ہوگی۔ یا بری۔ اور استثناء یہ ہے۔ کہ زمین یا باغ میں سے کچھ حصہ مستثنیٰ کرکے اپنے لئے رکھ لیا جائے۔ اور اگر وہ درخت یا حصہ زمین معلوم ہو تو جائز ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور اندازہ یہ ہے کہ درخت کا پھل درخت پر ہی خشک جنس دے کر بدلے کر خریدے یا بیچ دے۔ یہ بیع (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۲۷۳۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِیْ بَیْعِ الْعَرَایَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ فِیْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ شَكَّ دَاوٗدُ بْنُ الْحُصَیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۱۲۷۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الثِّمَارِ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَی الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِیَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَهٰی عَنْ بَیْعِ النَّخْلِ حَتّٰی تَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰی یَبْیَضَّ وَیَاْمَنَ الْعَاهَةَ۔

۱۲۷۵۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الثِّمَارِ حَتّٰی تُزْهِیَ قِیْلَ وَمَا تُزْهِیْ قَالَ حَتّٰی تَحْمَرَّ وَقَالَ اَرَاَیْتَ اِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ یَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِیْهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۱۲۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وسق یا اس سے کم میں اندازہ کر کے خشک کھجوروں سے تازہ کھجوروں کو بیچنے کی اجازت فرمائی ہے داؤد بن حصین راوی کو ارشک ہوا ہے متفق علیہ۔

۱۲۷۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکنے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے خریدار کو بھی منع فرمایا۔ اور بیچنے والے کو بھی متفق علیہ۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ کہ سرخ ہونے سے پہلے کھجوروں کی خرید اور فروخت سے منع فرمایا۔ اور سفید ہونے سے پہلے بالی کی تجارت سے منع فرمایا۔ جب تک کہ وہ آفات سے محفوظ نہ ہو جائے۔

۱۲۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکنے سے پہلے پھلوں کی تجارت سے منع فرمایا ہے سوال کیا گیا کہ پکنے کی کیا علامت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب سرخ ہو جائے۔ اور فرمایا بھلا بتاؤ تو سہی۔ اگر اللہ تعالیٰ پھل کو روک دے۔ تو کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کا مال لیتا ہے۔ متفق علیہ۔

بھی حقیقت میں منع ہے۔ لیکن عوام کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت نے پانچ وسق سے کم جنس میں اندازہ کی رخصت فرمائی ہے۔ تاکہ لوگ تازہ پھل کھا سکیں۔ اور وسق ساٹھ ٹوپے کا ہے۔ اور ٹوپہ پونے تین سیر کا ہے۔ ۱۲۔

سلہ اس حدیث کو احمد۔ شافعی ابن ماجہ کے سوا تمام اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور مطلب اوپر کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے اندازہ کرنا پانچ وسق تک جائز ہے (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

ملہ اس کو مالک شافعی اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ امام مالک اور شافعی پانچ سے زیادہ کے اندازہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور ابن حبان نے جابر کی حدیث کی بنا پر (جس کو شافعی۔ ابن حبان۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے روایت کیا ہے) چار وسق تک اجازت دیتے ہیں۔ ۱۲۔

سلہ اس حدیث کو احمد۔ مالک۔ عبدالرزاق۔ ابن ابی شیبہ اور ترمذی کے سوا باقی اصحاب سنن نے روایت کیا ہے۔ بقیہ بر صفحہ آئندہ

١٢٧٦۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ السِّنِیْنَ وَاَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

١٢٧٧۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ بِعْتَ مِنْ اَخِیْکَ ثَمَرًا فَاَصَابَتْہُ جَائِحَۃٌ فَلَا یَحِلُّ لَکَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْہُ شَیْئًا بِمَ تَاْخُذُ مَالَ اَخِیْکَ بِغَیْرِ حَقٍّ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

١٢٧٨۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانُوْا یَبْتَاعُوْنَ الطَّعَامَ فِیْ اَعْلَی السُّوْقِ فَیَبِیْعُوْنَہٗ فِیْ مَکَانِہٖ فَنَھَاھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِہٖ فِیْ مَکَانِہٖ حَتّٰی یَنْقُلُوْہُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَلَمْ اَجِدْہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ۔

١٢٧٦۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سالوں کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ اور آفتوں کی منہائی کا آپ نے حکم فرمایا[1] اس کو مسلم نے روایت کیا۔

١٢٧٧۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچے۔ پھر اسے کوئی آفت پہنچ جائے۔ تو تجھ کو جائز نہیں ہے۔ کہ تو اپنے بھائی سے کوئی چیز لے۔ کس چیز کے بدلے تو اپنے بھائی کا مال بغیر حق کے لیتا ہے[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

١٢٧٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ لوگ بازار کی اوپر کی جانب غلہ خریدا کرتے تھے۔ اور اسی جگہ اس کو بیچ ڈالتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ منتقل کرنے سے پہلے اسی جگہ بیچنے سے منع فرمایا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور یہ روایت میں نے صحیحین میں نہیں پائی ہے۔

متوقع آفات کی رقم منہائی جائے۔ [1] اس حدیث کو نسائی اور ابوداود نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ ایک سال سے زیادہ کا ٹھیکہ کر لینا منع ہے کیونکہ ابھی تک جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا بھی نہیں کی ہے اس کی تجارت کیسے جائز ہو سکتی ہے اور آفتوں پر منہائی کا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر باغ پر پھل مثلاً ایک ہزار روپے کی مالیت کا معلوم ہو تو ٹھیکہ پر دیتے وقت اس میں سے کچھ رقم چھوڑ دینی چاہیئے کہ ممکن ہے کہ اتنا نہ نکلے یا اس کو کوئی آفت پہنچ جائے اور اگر واقعی آفت پہنچ جائے تو جتنا ٹھیکہ والوں کو نقصان ہوا اتنی رقم اس سے نہیں لینی چاہیئے ١٢

آفت پہنچنے پر ٹھیکہ کی رقم نہیں دی جائے گی۔ [2] اس کو ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا کھیتی یا باغ بکنے کے قریب ٹھیکہ پر دیا اور ابھی کاٹنے کا وقت نہیں آیا تھا کہ اس پر کوئی آسمانی آفت آگئی مثلاً بجلی گری یا ژالہ باری سے ختم ہو گیا تو ایسی صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کہتے ہیں کہ خریدار بیچنے والے کو رقم بالکل نہیں دے گا اور اگر وہ پہلے وصول کر چکا ہے تو (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۲۷۹۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِعْہُ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَتّٰی یَکْتَالَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۸۰۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَّا الَّذِیْ نَہٰی عَنْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَہُوَ الطَّعَامُ اَنْ یُّبَاعَ حَتّٰی یُقْبَضَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَا اَحْسِبُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا مِثْلَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۸۱۔ وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّکْبَانَ لِبَیْعٍ وَّلَا یَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا یَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَہَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَہُوَ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ بَعْدَ اَنْ یَّحْلُبَہَا اِنْ رَضِیَہَا اَمْسَکَہَا وَاِنْ سَخِطَہَا رَدَّہَا

۱۲۷۹۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی غلہ خریدے۔ وہ اس کو اسوقت تک نہ بیچے جب تک کہ اس کو اپنے قبضہ میں نہ کرے۔ اور ابن عباس کی روایت میں ہے۔ کہ جب تک اس کو ماپ نہ لے۔ متفق علیہ[ا]

۱۲۸۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ جس چیز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا منع فرمایا ہے۔ وہ تو صرف غلہ ہے۔ اور میرا اپنا خیال یہ ہے۔ کہ ہر چیز کے متعلق یہی حکم ہے۔ متفق علیہ[۲]

۱۲۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجارت کے لئے قافلے والوں کو آگے جاکر نہ ملا کرو۔ اور کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کے سودے پر سودا نہ کرے اور قیمت نہ چڑھایا کرو۔ اور شہری آدمی دیہاتی کی دلالی نہ کیا کرے اور اونٹنی اور بکری کو دودھ روک کر نہ بیچا کرو۔ اور جو آدمی کوئی ایسا جانور خریدے۔ تو دودھ دوہنے کے بعد اسکی اپنی مرضی ہے اگر چاہے تو رکھے اور اگر چاہے تو اس کو واپس کردے۔ اور کھجوروں کا ایک ٹوپہ بھی اس کے ساتھ دیدے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے۔ جو آدمی دودھ

(گزشتہ حاشیہ) چکا ہو تو اس سے رقم واپس لی جائے گی آنحضرت نے ایک آدمی سے ایسی صورت میں رقم واپس دلائی تھی ۱۲

مال پر قبضہ کرے پھر فروخت کرے۔ [ا] اس حدیث کو بخاری نے بھی بیوع میں روایت کیا ہے اور ترمذی کے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی اسکو روایت کیا ہے مال وہیں فروخت کرنے سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ ایک تو پتہ چل جائے کہ جو کو مال پورا مل گیا یا نہیں اور دوسرا یہ کہ اگر خداوند تعالیٰ فائدہ دے تو بیچنے والے کو دیکھ کر اس کی تکلیف نہ ہو اور وہ حسد نہ کرے ۱۲

[ا] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابن عباس کی روایت کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے مطلب اس حدیث کا بھی وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۲

ابن عباس کا ایک اجتہاد۔ [۲] اس کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو قیاس فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے اور تجارت کے اصولوں (حاشیہ صفحہ ائندہ

وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ مَنِ اشْتَرٰى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ۔

۱۲۸۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰى مِنْهُ فَاِذَا اَتٰى سَيِّدُهُ السُّوْقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا اِلَى السُّوْقِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۸۴۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا

روکی ہوئی بکری خریدے۔ تو اسکو تین دن تک اختیار ہے۔ اگر اسکو واپس کرے۔ تو اس کے ساتھ کھجور کا ایک ٹوپہ بھی واپس کرے اور گندم نہیں [1]

۱۲۸۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قافلے والوں کو آگے جا کر نہ ملا کرو۔ اور جو آدمی ان کو جا کر ملے۔ اور ان سے کوئی چیز خریدے۔ پھر اس کا مالک بازار میں آئے۔ تو اسکو اختیار ہے [2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۸۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسباب کو آگے جا کر نہ ملو۔ یہاں تک کہ اسے لا کر بازار میں اتار دیا جائے [3]۔ متفق علیہ۔

۱۲۸۴۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اور

(بقیہ صفحہ گذشتہ) میں سے ایک یہ ضابطہ بھی ہے کہ جہاں سے مال خریدا ہے اسی جگہ پھر اس کو نہ بیچا جائے جب تک کہ ماپ تول کر اس کو اپنے قبضہ میں نہ کرے اور اس کو وہاں سے اٹھا نہ لے ۱۲

قیمت پڑھانا منع ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کے پہلے حصہ کو مالک اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم والی روایت کو عبدالرزاق بیہقی اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ [2] قافلہ کو آگے جا کر ملے اور ان کو بتائے کہ جو جنس یا چیز تم بازار میں لا رہے ہو اس کا تو بہت مندا ہے اور یہ بھاؤ ہے اور وہ اس کے ہاتھ اس بھاؤ پر بیچ دیں یہ منع ہے اور اگر منڈی میں آ کر معلوم ہو کہ اس نے غلط بیانی سے کام لیا تھا تو ان کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کر دیں۔ قیمت چڑھانا اس طرح ہے کہ دو یا کئی آدمی آپس میں شریک ہوں کوئی خریدار آ جائے تو ایک دوکاندار تو بیچے اور اس کا دوسرا ساتھی بولی دے کر اس کی قیمت کو بڑھاتا جائے تاکہ خریدار بھی قیمت بڑھاتا جائے یہ منع ہے اور روکے ہوئے دودھ کے جانور کو خریدا جا سکتا ہے کو واپس کر سکتا ہے لیکن احناف اس کے قائل نہیں ہیں اور یہ صحیح حدیث اس کی تردید کرتی ہے ۱۲ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸۵۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسُمِ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸۷۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْاٰخَرِ

کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے۔ مگر یہ کہ وہ اسکو اجازت دیدے[۵۱] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۸۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ کرے[۵۲]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۸۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شہری آدمی دیہاتی آدمی کا مال نہ بیچے[۵۳]۔ لوگوں کو چھوڑ دو۔ کہ اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے رزق دلوائے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۸۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے پہناوؤں اور تجارتوں سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔ اور ملامسہ یہ ہے۔ کہ آدمی دوسرے کے کپڑے رات یا دن میں چھوئے اور

---

[۵۲] (بقیہ حاشیہ) اس حدیث کو احمد۔ اصحاب سنن اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب وہی ہے جو اوپر گزر رہا ہے ۱۲

[۵۵] ترمذی کے سوا اس کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قافلہ والوں کو آگے جا کر ملنا اس وقت حرام ہے جب کہ بازار سے ابھی باہر ہوں اور اگر بازار میں آ گئے ہوں تو پھر جائز ہے ۱۲

[۵۱] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اگر اکٹھا سودا شروع ہو جائے جس طرح بولی میں ہوتا ہے تو پھر جائز ہے اور اسی طرح اگر رشتہ کی کوئی بات چیت ابھی نہ ہوئی تو پیغام بھیجا جا سکتا ہے ہاں اگر طرفین سے گفتگو شروع ہو چکی ہو تو پھر منگنی کا پیغام دینا منع ہے ۱۲

[۵۲] اس حدیث کو احمد اور بخاری نے بھی روایت کیا اور مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۲

[۵۳] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا (حاشیہ صفحہ آئندہ) شہری دیہاتی کی دلالی نہ کرے۔

بِيَدِهٖ بِاللَّيْلِ اَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهٗ اِلَّا بِذٰلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَّنْبِذَ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهٖ وَيَنْبِذَ
الْاٰخَرُ ثَوْبَهٗ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَّلَا تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَيْنِ اِشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ
اَنْ يَّجْعَلَ ثَوْبَهٗ عَلٰى اَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُوْ اَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الْاُخْرٰى
اِحْتِبَاؤُهٗ بِثَوْبِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۸۸۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ
بَيْعِ الْغَرَرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اسے الٹ پلٹ کر نہ دیکھے۔ اور محض چھونے سے بیع ہو جائے۔ اور بیع میں منابذہ یہ ہے۔ کہ آدمی کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دے اور دوسرا اپنا کپڑا اس کی طرف پھینک دے۔ اور اس سے ان کا سودا ہو جائے۔ بغیر دیکھنے اور بغیر رضامندی کے اور دو پہناوے ایک تو بطریق صماء ہے۔ اور صماء یہ ہے۔ کہ اپنا کپڑا دونوں کندھوں میں سے ایک کندھے پر رکھے۔ اور اس کے دونوں پہلوؤں میں سے ایک پہلو ننگا رہے۔ اس پر کوئی کپڑا نہ رہے۔ اور دوسرا پہناوا اپنے کپڑے سے گوٹ مارنا ہے۔ کہ وہ بیٹھا ہو۔ اور اس کی شرمگاہ پر کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو۔ متفق علیہ[1]

۱۲۸۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری کی بیع اور دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا[2]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ) اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے کوئی شہری کسی دیہاتی کا یا کوئی دیہاتی کسی شہری کا مال نہ تو فروخت کرے اور نہ ہی اس کے لیے خرید کرے کیوں کہ یہ آپس میں اصل بھاؤ سے ناواقف ہونگے اور دھوکے اور فریب کا امکان زیادہ ہوگا مثلاً ایک شہری کی زمین کسی دور افتادہ گاؤں میں ہو تو وہ چارہ وغیرہ کے بھاؤ سے ناواقف ہوگا اور اگر کوئی دیہاتی کسی شہری کے پاس مال چھوڑ جائے کہ اسے کسی طرح بیچ دینا تو یہ منع ہے اصل یہ ہے کہ مالک پاس ہو اور مقام فروخت پہ پہنچ کر بھاؤ اور نرخ کا خود پتہ کرے ۱۲

[1] (حاشیہ صفحہ ہذا) ترمذی کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث کا مضمون واضح ہے ۱۲ بیع منابذہ منع ہے

[2] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا اور ترمذی نے صحیح کہا ہے کنکری کی بیع یہ ہے کہ میں کنکری پھینکتا ہوں جس تھان پر جا لگے یا جس بھیڑ بکری یا گائے اونٹ پہ جا لگے وہ میں نے اتنے کو خرید لی یہ منع ہے کیونکہ اس میں دھوکہ ہے اور تجارت میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ تجارت منع ہے جس میں کوئی دھوکہ ہو ۱۲

۱۲۸۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ اِلٰى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِیْ فِیْ بَطْنِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۲۹۰۔ وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۲۹۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَآءِ وَالْاَرْضِ لِتُحْرَثَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۹۲۔ وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَآءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ یہ زمانہ جاہلیت کی ایک بیع تھی۔ کہ کوئی آدمی اس اقرار پر اونٹ خرید لیتا۔ کہ جب اونٹنی بچہ دے گی۔ اور پھر وہ بچہ جب بچہ دے گا۔ تو اس وقت اس اونٹ کی قیمت ادا کروں گا۔ متفق علیہ۔

۱۲۹۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نر کو مادہ پر چھوڑنے کی اجرت سے منع فرمایا ہے[۵۱]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۹۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نر کو مادہ پر چھوڑنے کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔ اور پانی اور زمین کی اجرت سے جو کھیتی باڑی کے لئے دی جائے[۵۳]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۹۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت سے زائد پانی بیچنے سے منع فرمایا ہے[۵۴]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا

---

۵۱ اس حدیث کو مالک احمد اور ابن ماجہ کے سوا باقی تمام اصحاب سنن نے بھی روایت کیا اور حدیث کا مضمون واضح ہے ۱۲
جفت کرانے کی اجرت حرام ہے
۵۲ اس کو احمد ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ کے سوا تمام اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے ہر ایک نر خواہ اونٹ بھیڑھا بیل۔ اور بھینسا سلال جانور ہو یا حرام مثلاً گدھا وغیرہ تو ان کو مادہ پر جفتی کرنے کے کیلئے اگر چھوڑا جائے تو اس کی قیمت لینا حرام ہے اور آجکل یہ بھی لائج ہے

۵۳ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور زمین اور پانی کی قیمت لینا مخابرہ ہے جس کے متعلق پہلے گذر چکا ہے یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے

زائد پانی بیچنا منع ہے۔
۵۴ اس حدیث احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے (بقیہ حاشیہ الخ)

۱۲۹۳. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُبَاعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِیُبَاعَ بِهِ الْكَلَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

۱۲۹۴. وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِیْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا هٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَاءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰی یَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۲۹۵. عَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الثُّنْیَا اِلَّا اَنْ یُّعْلَمَ رَوَاهُ

۱۲۹۳. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ زائد پانی کو فروخت نہ کیا جائے۔ کہ اس طرح آدمی گھاس کو بیچ ڈالے[1] متفق علیہ

۱۲۹۴. اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر داخل کر دیا۔ آپ کو کچھ تراوت سی محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ اے غلے والے یہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اس پر بارش برس گئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ تو نے اس کو غلے کے اوپر کیوں نہ رکھا۔ کہ لوگ اس کو دیکھ لیں۔ جو آدمی دھوکہ کرے وہ میری امت سے نہیں ہے[2]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۲۹۵. حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر معین استثناء سے منع فرمایا۔ ہاں اگر مقرر ہو

(بقیہ حاشیہ) ضرورت سے زائد پانی بیچنا منع ہے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے خواہ وہ پانی مباح زمین میں ہو یا مملوکہ میں اور پینے کے لیے ہو یا زراعت کیلئے ہاں اگر خود ہی پانی قیمت سے خریدا ہوا ہو تو پھر اسکی قیمت لے سکتا ہے جیسے نہری پانی کہ اسکا معاملہ سکو ادا کرنا پڑتا ہے[1] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ مباح زمین میں اگر پانی پر قبضہ کرے گا تو وہاں کوئی دوسرا آدمی گھاس بھی تو نہیں چرا سکے گا گویا کہ اس نے پانی کے بہانہ سے گھاس پر بھی قبضہ کر لیا یا اگر پانی قیمتاً فروخت کیا تو دوسرے رنگ میں اس نے گھاس بھی بیچ لیا ۱۲

[2] ہر طرح کا دھوکہ حرام ہے

[3] اس حدیث کو ابوداود اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور مضمون واضح ہے ۱۲ ۔

الثَّانِی

۱۲۹۶. وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْعِنَبِ حَتّٰی یَسْوَدَّ وَعَنْ بَیْعِ الْحَبِّ حَتّٰی یَشْتَدَّ هٰکَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَلَیْسَ عِنْدَهُمَا بِرِوَایَةٍ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الثَّمَرِ حَتّٰی تَزْهُوَ اِلَّا بِرِوَایَةِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الثَّمَرِ حَتّٰی تَزْهُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ اَنَسٍ وَالزِّیَادَةُ الَّتِیْ فِی الْمَصَابِیْحِ وَهِیَ قَوْلُهٗ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الثَّمَرِ حَتّٰی تَزْهُوَ اِنَّمَا ثَبَتَتْ فِیْ رِوَایَتِهِمَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی عَنْ بَیْعِ النَّخْلِ حَتّٰی تَزْهُوَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

تو جائز ہے [1]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا

۱۲۹۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کی سیاہ ہونے سے پہلے اور دانے کی سخت ہونے سے پہلے خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے [2]۔ ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں میں انس کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہیں۔ کہ آپ کھجور کی بیع سے پکنے سے پہلے منع کیا ہے۔ ہاں ابن عمر کی روایت میں ہے۔ کہ کھجور کی بیع سے پکنے سے پہلے منع فرمایا ہے۔ اور ان دونوں میں ابن عمر کی روایت کے یہ لفظ ہیں۔ کہ آپ نے پک جانے سے پہلے کھجور کی بیع سے منع فرمایا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے

---

[1] اس حدیث کو احمد نسائی، مسلم، ابوداؤد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی بحث پیچھے گزر چکی ہے ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد ابن ماجہ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے فصل اول میں انس کی حدیث کے تحت اس کا مطلب بیان ہو چکا ہے۔ اس کا اصل یہ ہے کہ کسی طرح بھی خریدار کو نقصان نہ ہو اور اگر بالفرض کوئی سودا ہو جائے اور بعد میں کوئی آسمانی یا زمینی آفت اس باغ یا کھیتی کو تباہ کر دے تو بائع کو اس کی رقم نہیں ملے گی اور اگر وہ رقم لے چکا ہے تو اس کو وہ رقم واپس کرنی پڑے گی۔ البتہ پانچ وسق تک کھجور اور انگور خشک تر کا آپس تبادلہ جائز ہے اور اس کی بنیاد عموم بلوی ہے تاکہ لوگ تازہ کھجور اور انگور کھا سکیں اور اتنی قلیل مقدار میں اگر خدانخواستہ نقصان بھی ہو گا تو کتنا ہو جائے گا اور اس کے مقابل لوگوں کا آرام زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور اتنی سی مقدار بھی کھلانے کے لیے جائز ہے تجارت کے لیے نہیں ۱۲

۱۲۹۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ بَیْعِ الْکَالِیِٔ بِالْکَالِیِٔ رَوَاہُ الدَّارُقُطْنِیُّ

۱۲۹۸۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْعُرْبَانِ رَوَاہُ مَالِکٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۲۹۹۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْمُضْطَرِّ وَعَنْ بَیْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَیْعِ الثَّمَرَۃِ قَبْلَ اَنْ تُدْرِکَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۳۰۰۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ کِلَابٍ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ فَنَہَاہُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نُطْرِقُ الْفَحْلَ فَنُکْرَمُ فَرَخَّصَ لَہٗ فِی الْکَرَامَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

۱۲۹۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھار کی ادھار سے بیع کرنے کو منع فرمایا ہے[1]۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

۱۲۹۸۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعانہ دینے کی بیع سے منع فرمایا ہے[2]۔ اسکو مالک ابوداؤد ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۱۲۹۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور کی بیع اور دھوکہ کی بیع اور پک جانے سے پہلے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا ہے[3]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۳۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ بنو کلاب کے ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نر کی قیمت کی اجرت کے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے اس کو منع فرمایا۔ پھر اس نے کہا۔ اے اللہ کے رسول ہم نر چھوڑتے ہیں۔ تو بعض لوگ ہمیں کچھ انعام دے جاتے ہیں۔ تو آپ نے انعام لینے کی اسکو اجازت دیدی[4]۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

---

[1] اس حدیث کو بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی بحث پہلے گذر چکی ہے ۱۲

بیعانہ کی بیع جائز نہیں۔ [2] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند منقطع ہے بیعانہ کی بیع یہ ہے کہ ایک آدمی کوئی چیز خریدے اور بیعانہ کے طور پر بیچنے والے کو کچھ رقم دیدے اور یہ طے ہو جائے کہ اگر میں یہ چیز خرید کروں گا تو یہ رقم قیمت سے منہا کرلی جائے گی اور اگر نہ خریدوں تو میں تجھ سے یہ رقم واپس لینے کا حقدار نہیں رہوں گا جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے ۱۲

مجبور کی بیع جائز نہیں۔ [3] اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے مجبور کی بیع دو طرح ہے ایک یہ کہ کسی کو مار کر اس سے کوئی چیز خرید کرلی جائے اور اس سے رسید پر دستخط کرائے

۱۳۰۱- وَعَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَبِیْعَ مَا لَیْسَ عِنْدِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ وَلِاَبِیْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَاْتِیْنِی الرَّجُلُ فَیُرِیْدُ مِنِّی الْبَیْعَ وَلَیْسَ عِنْدِیْ فَاَبْتَاعُ لَهٗ مِنَ السُّوْقِ قَالَ لَا تَبِعْ مَا لَیْسَ عِنْدَكَ۔

۱۳۰۲- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعَتَیْنِ فِیْ بَیْعَةٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

۱۳۰۳- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعَتَیْنِ فِیْ صَفْقَةٍ وَاحِدَةٍ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

۱۳۰۱- حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایسی چیز کے بیچنے سے منع فرمایا۔ جو میرے پاس نہ ہو اسکو ترمذی نے روایت کیا اور اسکی ایک روایت اور ابوداؤد اور نسائی میں ہے۔ کہ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول بعض دفعہ میرے پاس کوئی آدمی آتا ہے۔ وہ مجھ سے کوئی چیز خریدتا ہے۔ اور وہ میرے پاس نہیں ہوتی۔ میں اسکو بازار سے خرید کر دیتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ جو تیرے پاس نہ ہو۔ اس کی بیع نہ کیا کر[1]۔

۱۳۰۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیعوں سے منع فرمایا ہے[2] اسکو مالک ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۳۰۳- عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دفعہ میں دو بیعوں سے منع فرمایا ہے[3]۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ) جائیں یہ ہر لحاظ سے منع ہے اور حرام ہے اور دوسری یہ کہ آدمی اپنے قرضے کی زیادتی کی وجہ سے اپنے گھر کا سامان بیچنے پر خود مجبور ہو جائے یہ بیع جائز ہے لیکن مروت یہ ہے کہ اس کا مال پوری قیمت پر خرید اجائے یا اس کو پیسہ ملنے تک مہلت دے دی جائے

نر کی جفتی کی قیمت لینا منع ہے

[1] اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اگر نر کی جفتی کی قیمت مقرر کر کے مادہ پر چھوڑے تو یہ حرام ہے اور اگر کوئی از خود نر والے کو کچھ دے جائے تو یہ جائز ہے ۱۲

غیر موجود مال کی بیع جائز نہیں

[2] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد اور بقیہ اصحاب سنن اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مضمون واضح ہے بیع سلم اس سے مستثنیٰ ہے کہ دوسری حدیثوں سے اس کا جواز ثابت ہے۔ اور اسی طرح اگر چیز کی فراہمی مشتری کے ذمہ ہو تو جائز ہے ۱۲ (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۳۰۴۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ سَلَفٌ وَبَیْعٌ وَلَا شَرْطَانِ فِیْ بَیْعٍ وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ یُضْمَنْ وَلَا بَیْعُ مَا لَیْسَ عِنْدَکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

۱۳۰۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنْتُ اَبِیْعُ الْاِبِلَ بِالنَّقِیْعِ بِالدَّنَانِیْرِ فَاٰخُذُ مَکَانَہَا الدَّرَاھِمَ وَاَبِیْعُ بِالدَّرَاھِمِ فَاٰخُذُ مَکَانَہَا الدَّنَانِیْرَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ لَا بَاْسَ اَنْ تَاْخُذَہَا بِسِعْرِ یَوْمِہَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَیْنَکُمَا شَیْءٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

۱۳۰۴۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے قرض اور بیع اور نہ ایک بیع میں دو شرطیں اور نہیں نفع ہے اس چیز کا جس کا آدمی ضامن نہیں ہے۔ اور جو چیز حاضر موجود نہیں ہے۔ اس کی بیع بھی جائز نہیں ہے اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے

۱۳۰۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نقیع کے مقام پر اونٹ دیناروں سے بیچتا۔ اور دیناروں کی جگہ درہم لیتا۔ اور کبھی درہموں سے بیچتا اور ان کی جگہ دینار لے لیتا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو اسی دن کے بھاؤ کے مطابق لے لے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ تم دونوں راضی ہو کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو۔[۱] اسکو ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی اور دارمی نے روایت کیا۔

ادھار اور نقد کی قیمتوں میں فرق نہ ہو۔ [۱] اس کو احمد شافعی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی چیز کی دو قیمتیں نہیں ہونی چاہئیں مثلاً اس طرح کہے کہ یہ گھوڑا میں تجھ کو پانچ سو روپیہ کو دوں گا بشرطیکہ تو قیمت نقد ادا کرے اور اگر فلاں وقت تک ادھار کرے تو پھر اس کی قیمت چھ سو روپے ہے اسکا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ میں یہ گھوڑا تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ تو اپنی بھینس مجھے دیدے اور اگر تو نہ دے تو میں بھی نہیں دوں گا۔

[۲] اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا اور مطلب وہی ہے جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوا۔

قرض میں بیع کی شرط منع ہے۔ [۱] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد ابن ماجہ ابن خزیمہ حاکم اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے بیع اور قرض اس طرح کہ کہے میں تجھ کو ہزار روپیہ قرض دیتا ہوں بشرطیکہ تو پانچ سو کی مجھ سے سو روپے میں خرید سکا اور وہ چیز حقیقت میں اتنی قیمت کی نہ ہو گویا وہ اس چیز کے بہانے اپنے قرضہ کا سود وصول کرنا چاہتا ہے یہ منع ہے ایک بیع میں دو شرطیں اس طرح کہ پیسے نقد دے تو سو روپیہ دے اور اگر نہ دے تو ایک سو بیس روپیہ لوں گا یہ بھی گویا سود ہے یا جو آدمی کسی مال کا ضامن (حاشیہ صفحہ ۷۱۶)

۱۳۰۶۔ وَعَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ اَخْرَجَ كِتَابًا هٰذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْهُ عَبْدًا اَوْ اَمَةً لَا دَاءَ وَلَا غَائِلَةَ وَلَا خِبْثَةَ بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۳۰۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ حِلْسًا وَقَدَحًا فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْ هٰذَا الْحِلْسَ وَالْقَدَحَ فَقَالَ رَجُلٌ اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّزِيْدُ عَلٰى دِرْهَمٍ فَاَعْطَاهُ رَجُلٌ دِرْهَمَيْنِ فَبَاعَهُمَا مِنْهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۰۶۔ عداء بن خالد بن ہوذہ نے ایک تحریر نکالی۔ کہ جس میں لکھا تھا۔ یہ تحریر عداء بن ہوذہ کے نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ کہ عداء نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام یا لونڈی خریدی ہے۔ اس میں کوئی بیماری نہیں ہے اور کوئی دھوکہ نہیں ہے اور کوئی عیب نہیں ہے۔ یہ مسلمان کا مسلمان سے سودا ہے۔[1] اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۳۰۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم نے ایک کمبل اور ایک پیالہ بیچا۔ اور فرمایا کون آدمی یہ کمبل اور پیالہ خریدے گا۔ تو ایک آدمی نے کہا۔ میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک سے زیادہ کون دیتا ہے۔ تو ایک آدمی نے ان دونوں چیزوں کے دو درہم دے دیے۔ آپ نے وہ دونوں چیزیں اس کو دے دیں۔ اس کو ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ) نفع بھی اس کا ہے مثلاً ایک آدمی کسی کے پاس بھینس گروی رکھتا ہے اگر یہ بھینس مرجائے تو گروی رکھنے والے کی مری اور اگر وہ بچہ دیدے تو وہ بھی گروی رکھنے والے کا ہے یہ نہیں ہوگا کہ نقصان تو گروی رکھنے والے کا ہو اور فائدہ وہ لے جس کے پاس گروی ہے ۱۲

سلہ اس حدیث کو احمد ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی چیز دے سے ویسی جا دے اور قیمت تو گھٹی کی صورت میں ہے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ اس وقت کے بھاؤ کی نسبت سے وہ صحیح ہو ۱۲

سلہ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو نسائی۔ ابن ماجہ اور ابن جارود نے بھی روایت کیا ہے کہ بیچنے والا ہر چیز کی وضاحت کردے کہ اس میں فلاں عیب ہے۔ یا کوئی عیب نہیں ہے اور پھر اس کا ضامن ہو مسلمان کا سودا اسی صفائی سے ہونا چاہیے

سلہ اس حدیث کو احمد نسائی نے بھی روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی بولی دینا جائز ہے

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۰ - عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَاعَ عَیْبًا لَمْ یُبَیِّنْہُ لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰہِ اَوْلَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَلْعَنُہٗ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

بَابٌ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۰ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ

فصل سوم

۱۳۰ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا جو آدمی کوئی عیب دار چیز بیچے اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہوتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

باب

فصل اول

۱۳۰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی تابیر کے بعد کھجور کا درخت خریدے

دھوکہ دینا مسلمان کا کام نہیں۔ ؎ اس حدیث کی سند بہت کمزور ہے لیکن اسکی تائید ابوہریرہ کی وہ حدیث کرتی ہے جو پہلی فصل میں گذر چکی ہے اور وہ صحیح ہے مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا کام نہیں کہ وہ کسی کو دھوکہ دے اور کسی سے عیب کرے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منڈی تشریف لے گئے غلے کے ایک ڈھیر میں ہاتھ ڈالا تو آپ کو نمی محسوس ہوئی آپ نے دانے باہر نکال کر دیکھے وہ بھیگے ہوئے تھے آپ نے فرمایا او مال والے یہ کیا بات ہے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس پر بارش برس گئی تو آپ نے فرمایا تو نے اسے اوپر کیوں نہ ڈالا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے پھر آپ نے فرمایا جو ہم سے دھوکہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے" یعنی وہ مومن نہیں ہے ایک اور حدیث میں دھوکہ اور فریب دہی کو منافق کی علامات میں شمار کیا ہے۔ اللہ مسلمانوں کو ہدایت دے اور ان پر رحم کرے آمین ۱۲

فثمرتها للبائع الا ان يشترط المبتاع ومن ابتاع عبدا وله مال فماله للبائع الا ان يشترط المبتاع رواه مسلم وروى البخاري المعنى الاول وحده۔

۱۳۱۰ - وعن جابر انه كان يسير على جمل له قد اعيى فمر النبي صلى الله عليه وسلم به فضربه فسار سيرا ليس يسير مثله ثم قال بعنيه بوقية قال فبعته فاستثنيت حملانه الى اهلي فلما قدمت المدينة اتيته بالجمل ونقدني ثمنه وفي رواية فاعطاني ثمنه ورده علي متفق عليه وفي رواية للبخاري انه قال لبلال اقضه وزده فاعطاه وزاده قيراطا۔

۱۳۱۱ - وعن عائشة قالت جاءت بريرة فقالت اني كاتبت على تسعة اواق في كل عام وقية

تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کرے۔ اور جو آدمی کوئی غلام بیچے۔ اور اس غلام کے پاس مال ہو تو وہ مال بیچنے والے کا ہے۔ مگر یہ کہ خریدار شرط کرے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔ اور بخاری نے صرف پہلے حصے کو روایت کیا۔

۱۳۱۰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ وہ ایک تھکے ماندے اونٹ پر سفر کر رہے تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اس اونٹ کو لاٹھی سے مارا۔ تو وہ اتنا تیز چلنے لگا کہ اتنا تیز کبھی نہ چلا تھا پھر آپ نے فرمایا۔ یہ اونٹ ایک اوقیہ چاندی کے عوض میرے ہاتھ بیچ دو۔ تو جابر نے کہا کہ میں نے اونٹ آپ کے ہاتھ بیچ دیا۔ لیکن اس کی سواری کی اپنے گھر تک شرط کر لی۔ پھر جب میں مدینہ منورہ پہنچا۔ تو میں آپ کے پاس اونٹ لے کر آیا۔ آپ نے مجھ کو اس کی قیمت نقد ادا کر دی اور ایک روایت میں ہے۔ کہ مجھ کو اس کی قیمت بھی دیدی۔ اور اونٹ بھی مجھ کو واپس کر دیا متفق علیہ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے بلال کو فرمایا۔ اس کی قیمت ادا کر دے۔ اور کچھ اس کو زیادہ بھی دینا۔ تو انھوں نے ایک قیراط زیادہ دیا۔

۱۳۱۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ بریرہ آئی اور کہنے لگی۔ کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر کتابت کی ہے۔ ہر سال

تجارت کا ایک اہم اصول۔ سلہ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ عرب لوگ کھجور کا بیج (دانہ) مادہ کھجور کے خوشوں میں لگا کر پیوند کرتے تھے اس سے پھل زیادہ آتا اسکو تابیر کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کھجور کے درخت خریدے اور وہ پیوند ہو چکے ہوں تو وہ پھل درخت بیچنے والے کا ہے اور اگر خریدار شرط کرلے کہ یہ پھل میں لوں گا تو پھر اس کا ہوگا اسی طرح اگر کوئی غلام خریدے اور غلام کے پاس اس وقت کچھ روپیہ ہو تو وہ روپیہ بیچنے والے کا ہوگا اور اگر خریدار شرط کرے کہ یہ روپیہ میں لوں گا تو پھر اس کو ملے گا ورنہ نہیں ۱۲

سلہ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری نے اسکو تقریبًا بیس جگہ ذکر کیا ہے اس حدیث کے لانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر سواری کا جانور بیچا جائے تو اس پر کسی مدت یا کسی مسافت تک سواری کر لینے کی شرط کی (بقیہ حاشیہ صفحہ)

فَأَعِيْنِيْنِيْ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ اِنْ اَحَبَّ اَھْلُكِ اَنْ اَعُدَّھَا لَھُمْ عَدَّۃً وَّاحِدَۃً وَّاُعْتِقَكِ فَعَلْتُ وَيَكُوْنَ وَلَاءُكِ لِيْ فَذَھَبَتْ اِلٰى اَھْلِھَا فَاَبَوْا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَاءُ لَھُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ خُذِيْھَا وَاَعْتِقِيْھَا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰى عَلَيْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰہِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰہِ فَھُوَ بَاطِلٌ وَّاِنْ كَانَ مِائَۃَ شَرْطٍ فَقَضَاءُ اللّٰہِ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰہِ اَوْثَقُ وَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ مُتَّفَقٌ عَلَيْہِ۔

۱۳۱۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰى رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ ھِبَتِہٖ

میں ایک اوقیہ دینا ہے۔ میری کچھ مدد کرو۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر تیرے مالک پسند کریں۔ تو میں ان کو سب کے سب اوقیے ایک ہی دفعہ دے دیتی ہوں اور تجھ کو آزاد کر دیتی ہوں لیکن شرط یہ ہے۔ کہ تیری ولاء میری ہوگی۔ بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئی انھوں نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ ولاء ہماری ہوگی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ اس کو لے کر آزاد کر دو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر فرمایا اس کے بعد ان لوگوں کا کیا حال ہے۔ جو ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شرط بھی اللہ کی کتاب کے برخلاف ہو۔ وہ باطل ہے۔ اگرچہ سو شرطیں ہوں۔ اللہ کا حکم عمل کرنے کے زیادہ لائق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شرط زیادہ معتبر ہے ولاء صرف اسی آدمی کی ہے۔ جو غلام یا لونڈی کو آزاد کرے[لہ]۔

۱۳۱۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کی بیع اور اس کے ہبہ سے منع فرمایا ہے[لہ] متفق علیہ۔

(بقیہ حاشیہ) جا سکتی ہے جمہور اسی کے قائل ہیں اور امام ابوحنیفہ اور شافعی اس کے قائل نہیں ہیں اوقیہ چالیس درہم کا ہے اور قیراط پانچ جو کے قریب وزن ہوتا ہے [لہ] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو امام احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ غلام یا لونڈی سے کتابت کرنا اور اگر وہ قیمت ادا نہ کر سکے تو اس کو بیچ لینا بھی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غلام لونڈی کا ورثہ اس آدمی کو ملتا ہے جو اسکو آزاد کرے ۱۲

ولاء کے احکام۔ [لہ] اسکو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ ولاء کو بیچنا یا ہبہ کرنا اسلیے منع ہے کہ اس سے آزاد کرنے والے کا حق ضائع ہوتا ہے جیسے کوئی آدمی مرتے وقت اپنا سارا مال اللہ کیلیے صدقہ کرنے کی وصیت سے مرجائے کہ اس سے وارثوں کی حق تلفی ہوتی ہے ۱۲۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۳۱۳۔ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خِفَافٍ قَالَ ابْتَعْتُ غُلَامًا فَاسْتَغْلَلْتُهٗ ثُمَّ ظَهَرْتُ مِنْهُ عَلٰى عَيْبٍ فَخَاصَمْتُ فِيْهِ إِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَقَضٰى لِيْ بِرَدِّهٖ وَقَضٰى عَلَيَّ بِرَدِّ غَلَّتِهٖ فَأَتَيْتُ عُرْوَةَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ أَرُوْحُ إِلَيْهِ الْعَشِيَّةَ فَأُخْبِرُهٗ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْ مِثْلِ هٰذَا أَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ فَرَاحَ إِلَيْهِ عُرْوَةُ فَقَضٰى لِيْ أَنْ آخُذَ الْخَرَاجَ مِنَ الَّذِيْ قَضٰى بِهٖ عَلَيَّ لَهٗ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

فصل دوم

۱۳۱۳۔ مخلد بن خفاف رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے ایک غلام خریدا۔ پھر میں نے اس کی کمائی حاصل کی۔ پھر مجھ کو اس کے عیب کی اطلاع ملی۔ میں اس کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس جھگڑا لے گیا۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے میرے لئے یہ فیصلہ کیا۔ کہ غلام بھی واپس کردو۔ اور اس کی کمائی بھی واپس کردو۔ میں عروہ بن زبیر کے پاس آیا۔ تو آپ کو اس فیصلے کی اطلاع دی تو وہ کہنے لگے میں پچھلے پہر عمر بن عبدالعزیز کے پاس جاؤنگا۔ اور ان کو بتاؤں گا۔ کہ مجھ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اطلاع دی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسے مقدمے میں یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ فائدہ ضمانت کے مقابلے میں ہے۔ پھر حضرت عروہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے۔ تو پھر انہوں نے فیصلہ دیا کہ میں اس آدمی سے فائدہ کی رقم واپس لے لوں۔ جس کو آپ نے مجھ سے دلوائی تھی۔[۱] اس کو شرح السنہ میں روایت کیا۔

فائدہ ضمانت کے معاوضہ میں ہے۔ سلہ اس حدیث کو شافعی نے بھی روایت کیا ہے اور بیہقی۔ ابوداود ۔ دیلمی اور حاکم نے بھی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کوئی غلام لونڈی یا کوئی مویشی کسی سے خریدے اور اس میں کوئی عیب نکلے اور عیب کی وجہ سے اس کو واپس کرے تو اس مدت میں جو اس کو فائدہ اس خرید کردہ شے سے ملے گا وہ واپس نہیں کرے گا کیونکہ فائدہ نقصان کے معاوضہ میں ہے کیونکہ اگر اس عرصہ میں وہ جانور یا غلام مرجائے تو خریدار کا نقصان ہوگا نہ کہ بیچنے والے کا تو پھر یہ فائدہ بھی خریدار کا ہوگا نہ کہ بیچنے والے کا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ کا علم نہ تھا جب عروہ بن زبیر نے ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ حدیث سنائی تو انہوں نے فوراً اپنے فیصلے سے رجوع کرلیا مومن مخلص کا یہی کام ہے کہ وہ حدیث رسول کے مقابل اپنے یا کسی کے قول کی پرواہ نہیں کرتا ۱۲

۱۳۱۴- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اخْتَلَفَ الْبَیِّعَانِ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعُ بِالْخِیَارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ .... وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیِّ قَالَ الْبَیِّعَانِ اِذَا اخْتَلَفَا وَالْمَبِیْعُ قَائِمٌ بِعَیْنِہٖ وَلَیْسَ بَیْنَھُمَا بَیِّنَۃٌ فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ اَوْ یَتَرَادَّانِ الْبَیْعَ۔

۱۳۱۵- وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَقَالَ مُسْلِمًا اَقَالَہُ اللّٰہُ عَثْرَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ بِلَفْظِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ شُرَیْحٍ الشَّامِیِّ مُرْسَلًا۔

۱۳۱۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بیچنے والے اور خرید نے والے میں قیمت کے متعلق اختلاف ہو جائے۔ تو بیچنے والے کا قول معتبر ہوگا اور خریدار کو اس کا اختیار ہوگا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ابن ماجہ اور دارمی کی روایت میں ہے کہ جب خریدار اور فروخت کرنے والے میں اختلاف ہو جائے اور بیچی ہوئی چیز بعینہٖ موجود ہو اور کسی کے پاس کوئی کسی قسم کی دلیل بھی نہ ہو تو اس صورت میں بیچنے والے کی بات کا اعتبار ہوگا۔ یا وہ بیع واپس ہو جائے گی۔

۱۳۱۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی مسلمان سے سودا واپس کر لے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشیں معاف کر دیں گے۔ اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور شرح السنہ میں یہ حدیث مصابیح کے الفاظ سے ہی شریح شامی سے مرسلاً مروی ہے۔

اختلاف کی صورت میں بائع کا قول معتبر ہے ۔ لہ اس حدیث کو احمد ابوداود۔ نسائی۔ حاکم۔ شافعی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی چیز کی قیمت یا تسلیم یا کسی شرط کے متعلق بائع اور مشتری کا اختلاف ہو جائے تو بائع بیچنے والے کا قول معتبر ہوگا اور وہ قسم بھی دے گا جیسا کہ بعض حدیثوں میں اس کی تصریح ہے اور اگر مشتری (خریدار) کو یہ منظور نہ ہو تو وہ چیز واپس کر سکتا ہے ۱۲۔

خریدا ہوا مال واپس کر لینا بڑی نیکی ہے ۔ ٹہ اس حدیث کو بیہقی ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حاکم اور ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے اور طبرانی نے اس کو اوسط میں مرسلاً روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی بیع کرے اور بعد میں اس کو اس پر ندامت ہو تو بیچنے والا اگر اس سے چیز واپس کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی لغزشوں کو قیامت کے دن معاف کر دیں گے جیسا کہ اس نے ایک مسلمان بھائی کی لغزش کو نظر انداز کر کے اس سے چیز واپس کر لی ہے اس کو بیہقی اور ابوداود نے مراسیل میں روایت کیا ہے ۱۲۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۱۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرٰی رَجُلٌ مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ عَقَارًا مِنْ رَجُلٍ فَوَجَدَ الَّذِی اشْتَرَی الْعَقَارَ فِیْ عَقَارِہٖ جَرَّۃً فِیْهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِی اشْتَرَی الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ عَنِّیْ اِنَّمَا اشْتَرَیْتُ الْعَقَارَ وَلَمْ اَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ بَائِعُ الْاَرْضِ اِنَّمَا بِعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِیْهَا فَتَحَاکَمَا اِلٰی رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِیْ تَحَاکَمَا اِلَیْهِ اَلَکُمَا وَلَدٌ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِیْ غُلَامٌ وَقَالَ الْاٰخَرُ لِیْ جَارِیَةٌ فَقَالَ اَنْکِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِیَةَ وَاَنْفِقُوْا عَلَیْهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

فصل سوم

۱۳۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے زمین خریدی۔ پھر جس آدمی نے زمین خریدی تھی اس نے زمین میں ایک مٹکا پایا۔ جس میں سونا تھا۔ تو خرید ار نے بیچنے والے کو کہا۔ کہ تم مجھ سے اپنا سونا لے لو۔ میں نے تو صرف زمین خریدی تھی۔ اور یہ سونا نہیں خریدا تھا۔ تو زمین بیچنے والے نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ زمین اور جو کچھ اس کے اندر تھا۔ سب بیچ دیا تھا۔ وہ ایک آدمی کے پاس اپنا مقدمہ لے کر گئے۔ تو اس آدمی نے کہا جس کے پاس مقدمہ لے گئے تھے۔ کیا تمہاری کوئی اولاد ہے؟ ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے۔ اور دوسرے نے کہا۔ میری ایک لڑکی ہے۔ تو اس نے کہا۔ اس لڑکے کا اس لڑکی سے نکاح کر دو اور یہ سونا ان پر خرچ کر دو۔ اور کچھ صدقہ بھی کر دو (متفق علیہ)

ایک عجیب مقدمہ اور اس کا فیصلہ ؎ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا واقعہ ہے۔ العقار میں سے مراد گھر ہے جیسا کہ رہب کی حدیث میں اس کی تصریح ہے اور یہ مقدمہ داؤد علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خریدو فروخت کرنے والوں کے درمیان حاکم کو اصلاح کرنی چاہیے ۱۲

بَابُ السَّلَمِ وَالرَّهْنِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۱۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلٰثَ فَقَالَ مَنْ اَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّ وَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۳۱۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ طَعَامًا مِّنْ يَّهُوْدِيٍّ اِلٰى اَجَلٍ وَّرَهَنَهٗ دِرْعًا

بیع سلم اور گروی رکھنے کا بیان

فصل اوّل

۱۳۱۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو مدینہ والے پھلوں میں سال دو سال اور تین سال کی بیع سلم کیا کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا جو آدمی کسی چیز میں بیع سلم کرے۔ تو اس کا ماپ یا وزن اور مدت مقرر کر لیا کرے[۵۱]۔ متفق علیہ

۱۳۱۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی۔ تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس

بیع سلم کے شرائط۔ [۵۱] سلم اور سلف ایک ہی بیع کے دو نام ہیں اور وہ یہ ہے کہ خریدار رقم پیشگی گواہوں کے روبرو ادا کر دے اور چیز بعد میں وصول کرے اسکے لئے لازمی ہے کہ اس چیز کی جنس مثلاً گوڑ یا ماپ۔ شرح المقام خرید اور مدت کی وضاحت کرے اور ان شروط کے ماتحت یہ بیع جائز ہے

رہن مع سود حرام ہے۔ [۵۲] رہن کا معنی ہے "گروی رکھنا" مقروض اپنے قرض خواہ کے پاس کوئی بھی چیز زمین یا مکان یا جانور رہن رکھ سکتا ہے بشرطیکہ رہن رکھنے والا مرہونہ چیز سے قرض کے عوض فائدہ نہ اٹھائے خلاً اگر رہن ہے تو اسکی آمدنی مفت میں رکھتا رہے یہ منع ہے اور یہ سود شمار ہوگا بلکہ اس آدمی سے قرضہ کی رقم سے منہا کیا جائے جب اسکی رقم اسکے پاس آجائے تو اسکی زمین فک کر دے اور آجکل جو رہن کی صورت ہے کہ شئے مرہونہ کا فائدہ مفت میں قرضخواہ کھاتا رہتا ہے اور پھر اس رقم ملتے پر اس کو آزاد کرتا ہے خواہ اپنی رقم سے دس گناہ کیوں نہ کھا چکا ہو یہ بالکل حرام ہے ۱۲

[۵۳] اس حدیث کو شافعی احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے اور مطلب بیان ہو چکا ہے ۱۲

لَهُ مِنْ حَدِيْدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۱۹۔ وَعَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلٰثِيْنَ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۳۲۰۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تیس صاع جو میں گروی رکھی ہوئی تھی۔[۱] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سواری پہ خرچ کے عوض سواری کی جائے گی۔ جب کہ وہ گروی ہو۔ اور دودھ دینے والے جانور کا دودھ خرچ کے مقابلے میں پی لیا جائے گا۔ اور جو سوار ہوگا۔ یا دودھ پیئے گا۔ وہ خرچ دے گا۔[۳] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۱۹۔ اور انہی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی درع ایک یہودی کے پاس تیس ٹوپے جو میں گروی رکھی ہوئی تھی[۲] اسے بخاری نے روایت کیا

---

[۱] اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو رہن رکھنا جائز ہے ۱۲

[۲] اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے پہلے آپ نے بیس صاع میں درع گروی رکھی لبعد میں دس ٹوپے اساس سے لے لیے

[۳] نسائی کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سواری کے جانور اور دودھ دینے والے جانور کے چارہ کے عوض مرتہن سواری کرے گا اور دودھ پیئے گا یہ ناجائز نفع نہیں ہے بلکہ خرچ کے مقابل نفع ہے۔ یہ دو چیزیں خاص طور پر اس لیے بیان فرمائیں کہ طبیعت میں ایک طرح کا خلجان پیدا ہوتا تھا کہ اگر بھینس یا گھوڑا رہن ہو تو اس کو ہر روز چارہ بھی ڈالنا پڑے گا اور یہ خواہ مخواہ کا خرچ پڑے گا اور اشیاء مرہونہ سے فائدہ بلا معاوضہ جائز نہیں ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت کر دی کہ یہ فائدہ بلا معاوضہ نہیں ہے۔ دودھ اور سواری چارے کے اخراجات کے مقابل ہے۔ اگر زمین یا مکان رہن ہو تو ان کی آمدن قرضہ سے منہا کر لے اور جب قرضہ ختم ہو جائے تو زمین اور مکان بلا معاوضہ فک کر دے ۱۲

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۳۲۱ - عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَغْلَقُ الرَّھْنُ الرَّھْنَ مِنْ صَاحِبِہِ الَّذِیْ رَھَنَہٗ لَہٗ غُنْمُہٗ وَعَلَیْہِ غُرْمُہٗ رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ مُرْسَلًا وَرُوِیَ مِثْلُہٗ اَوْمِثْلُ مَعْنَاہُ لَا یُخَالِفُہٗ عَنْہُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مُرْسَلًا۔

۱۳۲۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمِکْیَالُ مِکْیَالُ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ وَالْمِیْزَانُ مِیْزَانُ اَھْلِ مَکَّۃَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

۱۳۲۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِ الْکَیْلِ وَالْمِیْزَانِ

فصل دوم

۱۳۲۱ ۔ حضرت سعید بن مسیب نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں روک سکتا۔ رہن مرہونہ چیز کو اس آدمی سے جس نے اس کو رہن رکھا ہے۔ اس میں اگر فائدہ ہو تو بھی مالک کا ہے۔ اور اگر نقصان ہو تو بھی مالک کا ہے[1]۔ اس کو شافعی نے مرسلاً روایت کیا۔ یا اس کا معنی یا اس کی مثل روایت کی گئی ہے۔ جو بہر حال سعید بن مسیب عن ابی ہریرہ والی متصل حدیث کے مخالف نہیں ہے۔

۱۳۲۲ ۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ماپ تو مدینہ والوں کا معتبر ہے اور تول مکہ والوں کا[2]۔ اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا

۱۳۲۳ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماپ اور تول والوں کو فرمایا تم ایسے

رہن شدہ چیز کو روکنا جائز نہیں۔ [1] اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے بھی ابوہریرہ سے روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بھی راہن کے پاس رقم جمع ہو جائے مرتہن سے اپنی چیز مرہونہ چھڑا سکتا ہے اور مرتہن کو حق نہیں کہ چیز کو روک سکے اور مدت رہن میں اگر شے مرہونہ کا نقصان ہو جائے تو بھی راہن (اصلی مالک) کا ہوا اور اگر اس میں فائدہ ہو تو بھی مالک کا ہے مرتہن (رہن لینے والے) کا نہیں ہے ۱۲۔

مدینہ اور کوفہ کے ماپ کا فرق۔ [2] اسکو بزار ابن حبان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے عرب میں کئی ایک ماپ تول رائج تھے جسکی وجہ سے بعض دفعہ الجھن پڑ جاتی تو آنحضرت صلی علیہ وسلم نے اسکے لیے وضاحت فرما دی کہ شریعت اور لین دین میں اگر وضاحت نہ کی گئی ہو تو ماپ مدینہ کا چلے گا مدینہ کا وسق پانچ رطل اور ثلث رطل ہے اور رطل انداز آدھ سیر کا ہے یعنی صاع ہمارے حساب سے پونے تین سیر کا ہوا کوفہ کا صاع آٹھ رطل کا ہے یہاں اختلاف۔ کوفہ کے ماپ کو معتبر سمجھتے ہیں اور دوسرے مدینہ کے ماپ کو معتبر سمجھتے ہیں ۱۲۔

اِنَّكُمْ قَدْ وُلِّيْتُمْ اَمْرَيْنِ هَلَكَتْ فِيْهِمَا الْاُمَمُ السَّابِقَةُ قَبْلَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۲۴۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفْهُ اِلٰى غَيْرِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّقْبِضَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

کام تمہارے سپرد کر دیے گئے ہیں۔ جن میں تم سے پہلے بہت سی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں[۱] اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۳۲۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بیع سلف کرے۔ وہ اسپر قبضہ کرنے سے پہلے اس چیز کو کسی دوسرے کی طرف منتقل نہ کرے[۲] اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

ماپ تول میں کمی بیشی باعث ہلاکت ہے ۔ [۱] اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے شعیب علیہ السلام کی قوم اسی ماپ تول کی کمی بیشی سے ہلاک کر دی گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو سمجھایا کہ دیکھنا ماپ تول کی کمی بیشی نہ کرنا پہلے بہت سے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی ہلاک ہو جاؤ ۱۲

[۲] تجارت کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ جب تک کسی چیز پر پورا قبضہ نہ کر لیا جائے تب تک اس کو دوسرے کے ہاتھ میں فروخت نہ کرے ۱۲

بَابُ الْاِحْتِكَارِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۲۵۔ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَکَرَ فَھُوَ خَاطِئٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَسَنَذْکُرُ حَدِیْثَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَتْ اَمْوَالُ بَنِی النَّضِیْرِ فِیْ بَابِ الْفَیْءِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

غلہ کو روکنے کا بیان

فصل اول

۱۳۲۵۔ معمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی مہنگا ہونے کے لئے غلہ روک رکھے۔ وہ آدمی گنہگار ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ بنو نضیر کے مال الخ کو ہم انشاء اللہ باب الفیٔ میں ذکر کریں گے۔

ذخیرہ اندوزی جائز نہیں ہے۔ لہ اس حدیث کو احمد ابوداؤد ترمذی۔ اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے "احتکار" بالاتفاق حرام ہے اور احتکار یہ ہے کہ مہنگائی اور نایابی کے وقت آدمی غلہ یا مویشیوں کا چارہ خرید لے اور اس کو ذخیرہ کرلے اور فوری طور پر نہ بیچے تاکہ اور زیادہ مہنگا ہو جائے تو پھر بیچے اور یہ حرام ہے زمیندار اپنی کھیتی کا غلہ ذخیرہ کرسکتا ہے اور اگر غلہ مہنگا اور نایاب نہ ہو بلکہ سستا ہو اور ہر جگہ سے میسر آسکتا ہو تو خرید کر ذخیرہ کرنا منع نہیں ہے اگرچہ اس میں یہی نیت ہو کہ مہنگا ہوگا تو بیچوں گا۔ جاننا چاہئے کہ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ مسلمان میں انسانی ہمدردی اور مروت ہو اور اپنے ذاتی فائدہ کے لیے ایسے جذبات سے عاری نہ ہو جائے اور یہ یقین رکھے کہ جو رزق اللہ تعالے نے اس کے لیے لکھ رکھا ہے وہ یقیناً اس کو مل کر رہے گا۔ انسان کا کام صرف یہ ہے کہ وہ نیت کرے کہ وہ خدا تعالے سے رزق حلال طریقہ سے لینا چاہتا ہے یا حرام طریقہ سے وہ جس طرح کی نیت کرے گا اسی طریقے سے اس کو رزق ملے گا اور اسی نیت پر اسے ثواب یا گناہ ہوگا سود کی حرمت میں بھی یہی نظریہ ہے کہ اس میں انسانی ہمدردی نے بجائے سفلی جذبات پرورش پاتے ہیں انسان میں انسانیت کی بجائے درندگی پیدا ہوتی ہے اور اسی جذبہ کے تحت شریعت نے ذخیرہ اندوزی کو حرام قرار دیا ہے اور اس پر لعنت کی ہے اور اسی طرح ہر وہ کام حرام ہوگا جس میں یہ علت موجود ہوگی مثلاً چور بازاری اور سمگلنگ وغیرہ کہ ان میں بھی انسانی ہمدردی اور مروت نہیں ہے ۱۲

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۳۲۶۔ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ۔

۱۳۲۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَعِّرْ لَنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَلْقٰی رَبِّیْ وَلَیْسَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ یَطْلُبُنِیْ بِمَظْلِمَۃٍ بِدَمٍ وَّلَا مَالٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ۔

فصل دوم

۱۳۲۶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غلہ کو کھینچ کر لانے والا رزق دیا جاتا ہے۔ اور غلہ کو روکنے والا لعنتی آدمی ہے۔ اسکو ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۳۲۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غلہ کا نرخ بڑا مہنگا ہوگیا۔ تو لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول ہمارے لئے بھاؤ مقرر کردو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نرخ مقرر کرنے والا اللہ تعالٰے ہے۔ وہی تنگی کرنیوالا ہے۔ اور وہی فراخی کرنیوالا ہے۔ اور وہی رزق دینے والا ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ اس حال میں اللہ تعالیٰ کو ملوں گا۔ کہ تم میں سے کوئی آدمی مجھ سے خون اور مال کے متعلق مطالبہ نہ کر سکے گا۔ اسکو ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

ف۱ اس حدیث کو بیہقی۔ حاکم اسحاق بن راہویہ۔ ابویعلی اور عقیلی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں علی بن سالم مجہول ہے جالب وہ ہے جو ایک جگہ سے غلہ لاکر دوسری جگہ اسی وقت بیچ دے اسکو خداوند تعالیٰ برکت دے گا اور احتکار کرنے والے پر خدا کی لعنت ہے ۱۲

ف۲ اس حدیث کو احمد۔ بیہقی طبرانی۔ بزار اور ابویعلی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ چیزوں کی قیمتوں پر کنٹرول کرنا ناجائز ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کنٹرول سے کچھ فائدہ تو ہو جائے گا لیکن اس سے بہت سے بیوپاریوں کو نقصان ہوگا کیونکہ جن لوگوں نے مہنگے نرخ پر مال خرید اہو گا وہ تباہ ہو جائیں گے اور پھر یہ بھی ہے کہ چیزیں خود بخود ایک تناسب سے گھٹتی بڑھتی ہیں

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۲۸۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ

۱۳۲۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا يُرِيْدُ بِهِ الْغَلَاءَ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللّٰهِ وَبَرِئَ اللّٰهُ مِنْهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

۱۳۳۰۔ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِئْسَ الْعَبْدُ

فصل سوم

۱۳۲۸۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو آدمی مسلمانوں پر ان کا غلہ روکے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو کوڑھ کی بیماری اور تنگدستی میں مبتلا کرے گا[۱] اس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ اور رزین نے بھی اپنی کتاب میں اس کو روایت کیا۔

۱۳۲۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی غلہ مہنگا کرنے کے لئے چالیس دن تک غلہ روک لے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہوئے[۲]۔ اسکو رزین نے روایت کیا

۱۳۳۰۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ غلہ روکنے والا بدترین آدمی ہے

ذخیرہ اندوز بدترین سزا کا مستحق ہے [۱] اس حدیث کو احمد۔ اصبہانی۔ حاکم۔ عبداللہ بن حمید اور ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی لوگوں کو تنگ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بدترین سزا دیتے ہیں ۱۲۔

ذخیرہ اندوز سے خدا بیزار ہے۔ [۲] اس حدیث کو احمد ابو یعلی بزار اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ احتکار کرنے والا اگر قسمت خداوندی پر رضا کر رہتا تو احتکار نہ کرتا وہ خدا تعالیٰ سے بیزار ہو کر احتکار کرنے لگتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ بھی اس سے بیزار ہو جاتے ہیں ۱۲۔

الْمُحْتَكِرُ اِنْ اَرْخَصَ اللّٰهُ الْاَسْعَارَ حَزِنَ وَاِنْ اَغْلَاهَا فَرِحَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ

۱۳۳۱. وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ لَمْ يَكُنْ لَهٗ كَفَّارَةً رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

اگر اللہ تعالیٰ نرخ سستا کر دے۔ تو وہ غمگین ہو جاتا ہے۔ اور اگر مہنگا کر دے۔ تو خوش ہو جاتا ہے[۱] اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۱۳۳۱۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی چالیس دن تک غلہ روک رکھے اور پھر وہ غلہ صدقہ کر دے تو اس روکنے کے گناہ کا وہ صدقہ کفارہ نہیں ہو سکتا[۲]۔ اس کو رزین نے روایت کیا۔

---

[۱] اس کو طبرانی اور رزین نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب واضح ہے ۱۲

[۲] اس کو رزین نے بھی روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اس کو معاذ سے روایت کیا ہے احتکار کا اتنا گناہ ہے کہ اگر یہ چالیس دن احتکار کر کے پھر اس غلہ کو اگر بالفرض صدقہ بھی کر دے تو پھر بھی اس کے گناہ کے برابر اس کا ثواب نہیں ہو سکے گا ۱۲

بَابُ الْاِفْلَاسِ وَالْاِنْظَارِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۳۲ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ اَفْلَسَ فَاَدْرَكَ رَجُلٌ مَالَهٗ بِعَیْنِهٖ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ مِنْ غَیْرِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۳۳ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اُصِیْبَ رَجُلٌ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثِمَارٍ اِبْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَیْنُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا عَلَیْهِ فَتَصَدَّقَ

تنگدستی اور مہلت دینے کا بیان

فصل اوّل

۱۳۳۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی مفلس ہو جائے اور کوئی آدمی اپنا مال بعینہٖ اس صورت میں پائے۔ تو وہ اس کا دوسروں کی نسبت زیادہ حقدار ہے[1] متفق علیہ

۱۳۳۳ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک آدمی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھلوں میں بہت نقصان پہنچا۔ تو اس کا قرضہ بہت زیادہ ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس پر صدقہ کرو۔ لوگوں نے اس پر صدقہ کیا۔ لیکن پھر بھی

دیوالہ نکلنے کی صورت میں کیا جائے۔ [1] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اگر کوئی آدمی مفلس ہو جائے یا مر جائے اور اس پر قرضہ ہو تو قرضخواہ اپنے حصہ کے مطابق اسکا مال لیں۔ اور اگر کچھ بچے تو وارثوں کو دیدیں اور اگر کم ہو تو پھر انکو بھی کچھ ملے گا اپنے حصے کے مطابق اسکو تقسیم کر لیں اور اگر کسی قرضخواہ کی کوئی چیز بعینہٖ موجود ہو اور اسکی قیمت ابھی تک ادا نہ کی ہو تو اس صورت میں وہ قرضخواہ اپنی چیز لے لینے کا زیادہ حقدار ہے اور اگر اس کی قیمت میں سے کچھ رقم لے چکا ہو تو پھر وہ دوسرے قرضخواہوں کے ساتھ ہے حنفیہ چیز والے کے حق کو زیادہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کو دوسرے قرضخواہوں کے برابر مانتے ہیں اور یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے آدمی کو چاہئے کہ قرضہ اٹھانے میں دلیر نہ ہو اور اگر مجبوراً قرضہ اٹھانا پڑے تو اسے جلد ادا کرنے کی کوشش کرے اور نیت درست رکھے اور اگر قرضہ ادا نہ ہو سکے تو وہ زکوٰۃ یا صدقہ لے کر قرض ادا کرے اگر پھر بھی ادا نہ ہو سکے تو قرضخواہ اسے معاف کر دیں اگر معاف نہ کریں تو جو کچھ اس کے پاس ہے وہ لے لیں اور قصہ ختم ہو اخواہ قرضہ پورا ادا ہو یا نہ ہو۔۱۲

النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِغُرَمَائِهِ خُذُوْا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۳۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۳۵ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اس کا قرضہ پورا کرنے کی رقم نہ بن سکی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قرضخواہوں کو فرمایا۔ جو کچھ لے۔ اپنے حصے کے مطابق لے لو۔ اور تم کو صرف یہی کچھ ملے گا[۱]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۳۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک آدمی لوگوں کو قرضہ دیا کرتا تھا۔ اور اپنے غلام کو کہا کرتا تھا۔ کہ جب کسی تنگدست کے پاس جاؤ۔ تو اس کو قرضہ معاف کر دو۔ شائد اللہ تعالیٰ ہم کو معاف کر دے۔ آپ نے فرمایا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو معاف کر دیا[۲]۔ متفق علیہ۔

۱۳۳۵ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی کو پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات دیں۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ مفلس آدمی کو مہلت دے۔ یا اسکو معاف کر دے[۳]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

---

[۱] دیوالیہ کے پاس جو کچھ ہے وہی تقسیم ہو گا اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور یہ حدیث ان پھلوں پر محمول کی گئی ہے جن کو پکنے سے پہلے خرید لیا گیا ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مفلس کا مال اگر کم ہو اور قرضہ کی رقم زیادہ ہو تو پھر بھی قرض خواہوں کو وہی کچھ ملے گا جو اس کے پاس ہو گا اور زائد قرضہ ساقط ہو جائیگا ہو اگر اس کے بعد وہ دولتمند بھی ہو جائے گا تو قرضخواہ اس سے باقی کا مطالبہ نہیں کر سکیں گے ۱۲۔

[۲] اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں پر شفقت اور رحمت کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر رحمت کر دی واعلم بان کما تدین تدان ۱۲۔

[۳] اس حدیث کو عبد الرزاق اور طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس حدیث میں تنگدست کو قرضہ کی ادائیگی میں مہلت دینے یا پورا قرضہ یا تھوڑا بہت قرضہ معاف کر دینے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور ظلقین کی گئی ہے (حاشیہ بحوالہ مسند)

۱۳۳۶۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۷۔ وَعَنْ اَبِى الْيَسَرِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِىْ ظِلِّهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۳۸۔ وَعَنْ اَبِىْ رَافِعٍ قَالَ اِسْتَسْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ اِبِلٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اَقْضِىَ الرَّجُلَ بَكْرَهٗ فَقُلْتُ لَا اَجِدُ اِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رُبَاعِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطِهٖ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَ النَّاسِ اَحْسَنُهُمْ

۱۳۳۶۔ اور انہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو آدمی تنگدست کو مہلت دیتا ہے یا اس کو معاف کر دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات دیں گے[1]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۳۷۔ ابو الیسر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو آدمی تنگدست کو مہلت دے گا۔ یا اس کو معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سائے میں پناہ دیں گے[2]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۳۸۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ قرض لیا پھر جب صدقہ کے اونٹ آئے۔ تو ابو رافع نے کہا مجھ ہی کو آپ نے حکم دیا۔ کہ اس آدمی کو اس کا اونٹ دیدو۔ میں نے عرض کیا۔ سب اونٹ بہت اچھے سات برس کی عمر کے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسکو وہی اچھا اونٹ دے دو۔ کہ بہترین آدمی وہ ہوتا ہے۔ جو قرض کی ادائیگی میں اچھا ہو[3]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ) کہ قرض کے مطالبہ میں نرمی سے کام لینا چاہیے آئندہ دو حدیثوں کا بھی یہی مضمون ہے ۱۲۔

[1] اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے ۱۲۔

[2] اس حدیث کو احمد عبدالرزاق۔ ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے ۱۲۔

اپنی مرضی سے قرضہ سے زیادہ دینا جائز ہے

[3] اس حدیث کو احمد۔ مالک۔ عبدالرزاق۔ ابوداؤد طیالسی۔ دارمی۔ ابن خزیمہ طحاوی۔ اور طبرانی نے بھی کبیر میں اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر قرضہ دینے والا بغیر شرط کئے کہ میں اتنا زیادہ لوں گا اور مقروض اپنی مرضی سے قرضہ ادا کرتے وقت کچھ زیادہ دیدے تو یہ جائز ہے بلکہ بہت بہتر ہے اور اگر قرضخواہ مطالبہ کرے تو وہ سود ہوگا وہ حرام ہے ۱۲۔

قَضَاءً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۹۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَاشْتَرُوْا لَهٗ بَعِيْرًا فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ قَالُوْا لَا نَجِدُ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ اشْتَرُوْهُ فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۰۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۳۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرضے کا تقاضا کیا۔ اور آپ پر بڑی سختی کی۔ تو آپ کے صحابہ نے اس کو مارنے کا قصد کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس کو چھوڑ دو۔ کہ صاحب حق کو باتیں کہنے کا بھی حق ہے۔ اور اسکو ایک اونٹ خرید کر دیدو۔ سو صحابہ نے کہا۔ کہ یہ اونٹ اس کے اونٹ سے بہت بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا یہی خرید کر دے دو تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے۔ جو قرضہ ادا کرنے میں اچھا ہو[1] متفق علیہ۔

۱۳۴۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غنی آدمی کا قرضے کی ادائیگی میں دیر کرنا ظلم ہے۔ اور اگر کوئی آدمی مالدار ہوتے ہوئے بھی قرضخواہ کو اپنے پیچھے لگو ملتے۔ تو اس کے پیچھے لگنا چاہیے[2] متفق علیہ

تنگدست مقروض کو مہلت دینی چاہیئے [1] اس حدیث کو احمد عبد الرزاق اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے یہ قرضخواہ ایک یہودی آدمی تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مقروض مالدار ہو کر بھی قرضہ ادا نہ کرے اور ٹال مٹول کرے تو قرضخواہ کو حق پہنچتا ہے کہ اس کو سخت سست کہے اور اگر مقروض واقعی تنگدست ہو تو اس پر سختی نہیں کرنی چاہیے ۱۲

مال دار قرض ادا نہ کرے تو اسکی بعزتی کرو [2] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی آیت لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ سے استنباط کر کے فرمایا کہ اگر غنی آدمی قرضہ ادا کرنے میں دیر کرے تو قرض خواہ کو حق پہنچتا ہے کہ اس کا گلہ بھی کرے اس کو سخت سست بھی کہے اور اسکے پیچھے پڑ جائے اور اس کو مہلت نہ دے کیونکہ جو آدمی پاس ہوتے ہوئے بھی قرضہ ادا نہیں کرتا وہ شریف آدمی نہیں ہے اور ایسا آدمی کسی رعایت کا مستحق نہیں ہوتا۔ اگر مطالبہ پر بھی قرضہ ادا نہ کرے تو حکومت کے پاس دعویٰ کرے اور اسے قطعًا معاف نہ کرے ۱۲

۱۳۴۱۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۳۴۲۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرٰى فَقَالَ هَلْ

۱۳۴۱۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ انھوں نے ابن ابی حدرد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنے قرضہ کا مسجد میں مطالبہ کیا۔ ان دونوں کی آوازیں اتنی بلند ہوئیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آوازیں اپنے گھر میں سنیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کا پردہ ہٹایا۔ اور باہر تشریف لائے۔ اور آواز دی۔ اے کعب بن مالک۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں۔ تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ کہ آدھا قرضہ معاف کر دو۔ تو کعب نے کہا۔ میں نے معاف کر دیا۔ تو پھر آپ نے ابن ابی حدرد کو فرمایا۔ اٹھ اور اس کا قرضہ ادا کر۔ ؎

۱۳۴۲۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے کہا۔ اس کا جنازہ پڑھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اس پر کوئی قرضہ ہے؟ لوگوں نے کہا۔ نہیں تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھا دیا۔ پھر ایک اور جنازہ لایا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اسپر قرضہ ہے۔ تو کہا گیا ہاں قرضہ تو ہے۔ آپنے فرمایا کچھ ترکہ بھی چھوڑا ہے لوگوں نے کہا تین دینار چھوڑے ہیں

قرضہ کے مطالبہ میں کوتاہی نہ کرو۔ ؎ اس حدیث کو ابوداود نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور احمد نے اس کا مضمون ادا کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں قرضہ کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے قرضخواہ کے پاس شفاعت کرنا کہ کچھ حصہ معاف کر دے یہ بھی صحیح ہے۔ فریقین میں مصالحت کیلئے کرا دینا شفاعت کا قبول کر لینا بھی ثابت ہو جب کہ گناہ کی سفارش نہ ہو معلوم ہوا کہ اشارہ بھی قبول کے قائم مقام ہے قرضخواہ کا حق ہے کہ اپنے قرضہ کے مطالبہ میں کوتاہی نہ کرے لیکن مطالبہ میں شرافت کو ملحوظ رکھے اور مقروض کا فرض یہ ہے کہ مطالبہ ہونے سے پہلے پہلے ادا کرے اور اگر ایسا نہ ہو سکے اور قرضخواہ مطالبہ کرے تو قرض فوراً ادا کرے اور اگر اس وقت موجود نہ ہو تو جواب نرمی اور شرافت سے دے اور دل تنگ نہ ہو اور خدا تعالےٰ سے دعا مانگے ۱۲

عَلَيْهِ دَيْنٌ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا ثَلٰثَةَ دَنَانِيْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ
قَالُوْا ثَلٰثَةُ دَنَانِيْرَ قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۳۴۳۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَاءَهَا اَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۴۴۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّيْ خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلَمَّا اَدْبَرَ نَادَاهُ فَقَالَ نَعَمْ اِلَّا الدَّيْنَ كَذٰلِكَ قَالَ جِبْرِيْلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آپ نے اس کا بھی جنازہ پڑھا دیا۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا اس پر قرضہ ہے؟ لوگوں نے کہا تین دینار ہیں آپ نے کہا۔ اس نے کوئی چیز چھوڑی بھی ہے۔ یا نہیں؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو۔ تو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول آپ اس پر جنازہ پڑھا دیجیے۔ اور اس کا قرضہ میں ادا کردوں گا۔ پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھا دیا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی لوگوں کے مال قرض لے۔ اور اس کو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے ادا کرا دیں گے۔ اور جو آدمی قرضہ ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہیں کریں گے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۴۴۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول بھلا بتلائیے: اگر میں اللہ تعالیٰ کے رستے میں قتل ہو جاؤں۔ صبر کرتا ہوا۔ ثواب کی امید رکھتا ہوا آگے بڑھنے والا پیچھے نہ ہٹنے والا تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف کر دے گا۔ یا نہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا۔ تو آپ نے اس کو آواز دی۔ اور فرمایا قرضہ کے علاوہ گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ جبرائیل نے اسی طرح کہا ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

---

[1] اس حدیث کو احمد و نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس طرح کے کئی واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آئے کہ آپ سے مقروض آدمی کے جنازہ کے لیے عرض کیا گیا تو آپ نے انکار کر دیا اسکی وجہ یہ ہے کہ جنازہ بخشش اور سفارش ہے اور آپ کی سفارش انشاء اللہ یقیناً مقبول ہے اور مقروض کی بخشش بغیر قرضہ کی ادائیگی کے نہیں ہو سکتی ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا مطلب یہ ہے کہ نیک نیت مقروض کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۳۴۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۴۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْئَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ قَضَاءً فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَكَ وَفَاءً صَلّٰى وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرضہ کے سوا شہید کے باقی سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے[۱] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۴۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فوت شدہ آدمی لائے جاتے جن پر قرضہ ہوتا تو آپ فرماتے کیا اس نے قرضہ ادا کرنے کے لیئے کوئی چیز چھوڑی ہے اگر بتایا جاتا کہ اس نے قرضہ کے برابر مال چھوڑا ہے تو آپ اس پر نماز پڑھتے ورنہ فرماتے مسلمانوں اپنے ساتھی پر نماز پڑھو پھر جب فتوحات سے دولت کی کثرت ہوگی تو آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا میں مومنوں کے زیادہ قریب ہوں ان کی اپنی جانوں سے بھی اب جو آدمی مسلمانوں میں سے فوت ہو جائے اور اس پر قرضہ ہو تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو آدمی کچھ مال چھوڑ جائے وہ اسکے وارثوں کا ہے[۱] متفق علیہ

(بقیہ حاشیہ) اور اس کا قرضہ ادا ہو جاتا اور بد نیت کی اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرتے اس پر قرضہ رہتا ہے اور کبھی نہیں اترتا ۱۲

آنحضرت مقروض کا جنازہ کیوں نہ پڑھتے۔ [۱] اس حدیث کو نسائی ترمذی اور عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کریں گے ان کو ادا کرنا ہی پڑے گا یا پھر صاحب حق معاف کرے ۱۲

بد نیت مقروض کو اللہ تعالیٰ معاف نہ کرینگے [۱] (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرضہ شہید کو بھی معاف نہیں ہوتا لیکن یہ اس آدمی کے متعلق ہے جو بد نیت ہو اور قرضہ دینے کی نیت نہ رکھتا ہو اور اگر قرضہ دینے کی نیت رکھتا تھا اور موت نے یا حالات نے مہلت نہیں دی تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیں گے ۱۲

[۱] اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اگر مقروض نے کسی جائز ضرورت کیلئے قرضہ اٹھایا (حاشیہ صفحہ آئندہ)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۳۴۷۔ عَنْ اَبِیْ خَلْدَۃَ الزُّرَقِیِّ قَالَ جِئْنَا اَبَاھُرَیْرَۃَ فِیْ صَاحِبٍ لَّنَا قَدْ اَفْلَسَ فَقَالَ ھٰذَا الَّذِیْ قَضٰی فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ مَّاتَ اَوْاَفْلَسَ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ اَحَقُّ بِمَتَاعِہٖ اِذَا وَجَدَہٗ بِعَیْنِہٖ۔ رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۳۴۸۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَۃٌ بِدَیْنِہٖ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْہُ رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ۔

۱۳۴۹۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَاحِبُ الدَّیْنِ

فصل دوم

۱۳۴۷۔ابو خلدہ زرقی نے کہا۔ کہ ہم حضرت ابو ہریرہ کے پاس اپنے ایک ساتھی کے مقدمہ میں پیش ہوئے۔ وہ مفلس ہو چکا تھا۔ تو ابوہریرہ نے کہا۔ یہ اس طرح کا مقدمہ ہے جسکے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ جو آدمی مر جائے یا مفلس ہو جائے تو سامان والا آدمی اپنے سامان کا زیادہ حقدار ہے۔ بشرطیکہ وہ سامان اسی حالت میں ہو۔ اس کو شافعی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۳۴۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک مومن آدمی کا قرضہ ادا نہ کیا جائے۔ تب تک اس کی روح اپنے قرضے میں الجھی رہتی ہے۔ (یعنی جنت میں نہیں جا سکتی) اسکو شافعی احمد ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

۱۳۴۹۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مقروض آدمی کی روح کو اپنے قرضے کے

(بقیہ حاشیہ) اور اس کو فضول خرچی میں ضائع نہ کر دیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد وہ قرضہ حکومت کو بیت المال سے ادا کرنا چاہیے کیونکہ بیت المال میں سب مسلمانوں کا حصہ ہے اس کے حصہ کے مطابق اس کا قرضہ ادا کر دیا جائے ۱۲۔

سلہ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو ابو داؤد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے۔ کہ مقروض اگر مفلس ہو جائے یا مر جائے تو اگر کسی قرضخواہ کی کوئی چیز اس کے پاس بلعینہ موجود ہو اور اسکی قیمت ساری یا اسکا کچھ حصہ وصول نہ کر چکا ہو تو وہ قرضخواہ اپنی چیز کا زیادہ حقدار ہے وہ اپنی چیز لے لے حنفیہ اسکے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ دوسرے قرضخواہوں کے ساتھ وہ بھی اپنے حصے کے مطابق لے سکتا ہے لیکن حدیث انکے مسلک کی تائید نہیں کرتی ہے۔ سلہ اسکو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے سنن اور شعب الایمان میں اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے اور اسکو شیخین کی شرط پر صحیح کہا مطلب یہ ہے کہ مقروض آدمی جنت میں داخل ہونے سے محروم کر دیا جاتا ہے یا اگر کلیتہً محروم نہ ہو تو جبکہ قرض ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو تو بلند درجات سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شامل نہیں ہو سکتا اور آنے والی حدیث اسکی تائید کرتی ہے۔

مَاسُوْرًا بِدَيْنِهٖ يَشْكُوْ اِلٰى رَبِّهِ الْوَحْدَةَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَرُوِيَ اَنَّ مُعَاذًا كَانَ يَدَّانُ فَاَتٰى غُرَمَاؤُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِيْ دَيْنِهٖ حَتّٰى قَامَ مُعَاذٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ مُرْسَلٌ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَلَمْ اَجِدْهُ فِي الْاُصُوْلِ اِلَّا فِي الْمُنْتَقٰى وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ شَابًّا سَخِيًّا وَكَانَ لَا يُمْسِكُ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ يَدَّانُ حَتّٰى اَغْرَقَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِي الدَّيْنِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهٗ لِيُكَلِّمَ غُرَمَاءَهٗ فَلَوْ تَرَكُوْا اَحَدًا لَتَرَكُوْا لِمُعَاذٍ لِاَجْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَاعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ مَالَهٗ حَتّٰى قَامَ مُعَاذٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ رَوَاهُ

بدلے قید کر دیا جائے گا۔ وہ قیامت کے دن اپنی تنہائی کا شکوہ کرے گا[له]۔ اس کو شرح السنۃ میں روایت کیا۔ اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت معاذ بہت قرضہ لیا کرتے تھے۔ تو ان کے قرضخواہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سارا مال انکے قرضے کے لئے بیچ دیا یہاں تک کہ معاذ کے پاس کوئی چیز باقی نہ رہ گئی۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ اور یہ لفظ مصابیح کے ہیں۔ اور میں نے اس حدیث کو اصول کی کتابوں (صحاح ستہ) میں نہیں پایا۔ ہاں منتقیٰ میں یہ حدیث اس طرح ہے۔ کہ عبدالرحمن بن کعب بن مالک نے کہا۔ کہ حضرت معاذ بن جبل ایک سخی نوجوان تھے۔ اور کوئی چیز بھی نہ روک رکھتے۔ وہ قرضہ اٹھاتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کا سارا مال ان کے قرضہ میں ختم ہو گیا۔ تو حضرت معاذ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ میرے قرضخواہوں سے کچھ بات چیت کریں[له] پھر اگر وہ چھوڑتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر حضرت معاذ کو چھوڑتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کا تمام مال فروخت کر دیا۔ اور حضرت معاذ کے پاس کوئی چیز بھی باقی نہیں رہ گئی اس کو سعید نے اپنی سنن میں مرسلاً روایت کیا ہے

حاکم مقروض کا مال روک سکتا ہے

[له] اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور ابن النجار نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں مبارک ہے جو فضالہ مختلف فیہ ہے اور مدلس ہے اور عزیزی نے اس حدیث کو سراج منیر میں حسن کہا ہے اور عبدالرحمٰن بن کعب کی حدیث کو بیہقی، عبدالرزاق اور ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کیا ہے اور دارقطنی اور حاکم نے اسکو مختصراً روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاکم کو حق پہنچتا ہے کہ وہ مقروض آدمی کے مال کو اپنے قبضہ میں کرے تاکہ اسکا قرضہ ادا کیا جائے پھر برابر ہے کہ وہ مال پورا قرضہ اتار سکتا ہو یا نہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ معاذ کے قرضخواں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی تھی کہ ہم کو معاذ سے کچھ دلوا دیجئے تب آپ نے اس کا مال روک لیا ۱۲۔

[له] حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی کہ میری سفارش فرمایئے کہ میرے قرضخواہ مجھ کو سارا قرضہ یا کچھ معاف کر دیں لیکن قرضخواہ یہودی تھے انھوں نے نہ چھوڑا تو آپ نے جو کچھ حضرت معاذ کے پاس تھا دلا دیا ۱۲۔

سَعِيدٌ فِي سُنَنِهِ مُرْسَلًا۔

۱۳۵۰۔ وَعَنِ الشَّرِيدِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ۔ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يُحِلُّ عِرْضَهُ يُغَلَّظُ لَهُ وَعُقُوبَتَهُ يُحْبَسُ لَهُ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

۱۳۵۱۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَى صَاحِبِكُمْ دَيْنٌ قَالُوا نَعَمْ قَالَ هَلْ تَرَكَ لَهُ مِنْ وَفَاءٍ قَالُوا لَا قَالَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ مَعْنَاهُ وَقَالَ فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَكَ مِنَ النَّارِ كَمَا فَكَكْتَ رِهَانَ أَخِيكَ الْمُسْلِمِ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَقْضِي عَنْ أَخِيهِ دَيْنَهُ إِلَّا فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

۱۳۵۰۔ شرید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غنی آدمی اگر قرضہ ادا کرنے میں اگر دیر کرے تو اس کی بے عزتی کرنا اور اسکو سزا دینا جائز ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ اس کی بے عزتی یہ ہے۔ کہ اس پر سختی کی جائے اور اس کی سزا یہ ہے کہ اسکو قید کر دیا جائے۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۳۵۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا۔ تاکہ آپ اس پر نماز پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے ساتھی پر کچھ قرضہ بھی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں فرمایا کیا قرضہ پورا کرنے کے لئے کوئی چیز بھی چھوڑی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اس کا قرضہ میرے ذمہ آیا پھر آپ آگے بڑھے۔ اور اس پر نماز پڑھی۔ اور ایک روایت میں اس حدیث کا مضمون ہے۔ اور آپ نے فرمایا۔ اللہ تجھ کو آگ سے آزاد کرے جیسے کہ تو نے اپنے مسلمان بھائی کے نفس کو آزاد کیا جو مسلمان بھی اپنے مسلمان بھائی کا قرضہ ادا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن آزاد کر دیں گے۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا

مالدار قرض نہ دے تو اس پر سختی کی جائے سلہ اس حدیث کو احمد ابن ماجہ بیہقی حاکم اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرضہ کی ادائیگی کی طاقت ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی آدمی قرضہ ادا نہ کرے تو یہ کبیرہ گناہ ہے جس سے مقروض کی بے عزتی کی جا سکتی ہے اور قید کیا جا سکتا ہے۔ اسکو ظالم بدمعاملہ اور حرام خور جیسے الفاظ کہے جا سکتے ہیں اور اگر مقروض واقعی غریب آدمی ہو تو اسکی بے عزتی نہیں کی جا سکتی اور نہ اسکو قید کرایا جا سکتا ہے ۱۲

مقروض کی ضمانت خواہ کوئی دیدے۔ سلہ اس حدیث کو دارقطنی عبد بن حمید اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند ضعیف ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے وہ قرضہ ساقط ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور کسی کی بھی ضمانت دے سکتا ہے اس سے دو باتیں اور بھی معلوم ہوئیں ایک یہ کہ اگر کسی کا قرضہ کوئی ادا کر دے (حاشیہ مشکوٰۃ آگے)

۱۳۵۲۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ بَرِئٌ مِّنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۳۵۳۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ يَّلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا اَنْ يَّمُوْتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدَعُ لَهُ قَضَاءً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ۔

۱۳۵۴۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا وَالْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى شُرُوْطِهِمْ اِلَّا شَرْطًا

۱۳۵۲۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اس حال میں مرے کہ وہ تکبر خیانت اور قرضہ سے پاک ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔[ا] اسکو ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۳۵۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کبیرہ گناہوں کے بعد کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے۔ کہ اس پر قرضہ ہو۔ اور قرضہ پورا کرنے کے لئے کسی چیز نہ چھوڑ جائے۔[۲] اسکو احمد۔ اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۳۵۴۔ عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے۔ مگر ایسی صلح جائز نہیں ہے جس سے کوئی چیز حلال حرام ہو جائے۔ یا کوئی حرام چیز حلال ہو جائے۔ اور مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں۔ مگر وہ شرط جائز

(بقیہ حاشیہ) تو اللہ تعالیٰ اس کو اسکے عوض جہنم سے آزاد کر دیں گے اور دوسری یہ کہ قرض کی برائی ذہن نشین کرنی چاہیے کہ قرضہ وہ بلاء ہے جس سے آدمی شہید ہو کر بھی جنت میں نہ جا سکے ۱۲

سلہ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو نسائی ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے حدیث میں غلول کے لفظ ہیں اور غلول یہ ہے کہ آدمی غنیمت کے مال میں سے تقسیم سے پہلے کوئی چیز چوری چھپے لے لے ۱۲

معمولی کاموں کے لیے قرضہ نہ اٹھاؤ سلہ اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور بخاری نے تاریخ میں اور حاکم نے کنی میں اور طبرانی نے کبیر میں بھی روایت کیا ہے زیادہ قرضہ اٹھانا اور معمولی معمولی باتوں کے لیے قرضہ اٹھانا بہت بڑی بات ہے اور اسکی ادائگی میں کوتاہی کرنا اس سے بھی برا ہے ۱۲

حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهٗ عِنْدَ قَوْلِهٖ شُرُوْطِهِمْ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۵۵۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِیُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ فَاَتَيْنَا بِهٖ مَكَّةَ فَجَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِیْ فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيْلَ فَبِعْنَاهُ وَثَمَّ رَجُلٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زِنْ وَاَرْجِحْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ہیں۔ جو کسی حرام کو حلال کردے۔ یا حلال کو حرام کردے[1]۔ اسکو ترمذی۔ ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد کی روایت علی شروطھم تک ختم ہوجاتی ہے۔

فصل سوم

۱۳۵۵۔ سوید بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں اور مخرفہ عبدی ہجر کے علاقہ سے بزازی لے کر مکہ میں آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ایک شلوار کے کپڑے کا ہم سے نرخ طے کیا۔ اور اس جگہ ایک آدمی تھا۔ جو مزدوری لے کر تولا کرتا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تول اور جھکا کر تول[2]۔ اسکو احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ناجائز شرطیں باطل ہیں۔ [1] اسکو حاکم اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے مطلب یہ کہ اگر حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرکے کوئی صلح کی جائے تو وہ صلح حرام ہے مطلب یہ ہے کہ مقروض قرضخواہ کو کچھ معاف کر دینے پر رضامند کرے یا قرضخواہ اپنی مرضی سے اسکو کچھ چھوڑ دے تو یہ جائز ہے ۱۲

تولو اور جھکا کر تولو۔ [2] اس حدیث کو نسائی ابن حبان اور حاکم نے بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے ہجر ایک شہر کا نام ہے یہ شہر بحرین کے علاقہ میں ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو وزن کرتے وقت کچھ جھکا کر چیز دینی چاہیئے تاکہ خریدار راضی ہوجائے اور اس کو کم چیز ملنے کا احتمال باقی نہ رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شلوار کے لیے کپڑا خریدا ہے معلوم نہیں ہوسکا کہ آپ نے شلوار پہنی بھی ہے یا نہیں دھڑوائی کی مزدوری چیز بیچنے والے کے ذمہ ہے خریدار کے ذمہ نہیں ہے ۱۲

۱۳۵۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۳۵۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ قَالَ اسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَجَاءَهُ مَالٌ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْأَدَاءُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۱۳۵۸۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ أَخَّرَهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۳۵۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کچھ قرضہ تھا آپ نے جب مجھ کو ادا کیا۔ تو کچھ زیادہ بھی دے دیا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۳۵۷ حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چالیس ہزار درہم قرضہ لیا۔ جب آپ کے پاس مال آیا تو مجھ کو قرضہ ادا کر دیا۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تیرے بال بچے اور مال میں برکت دے۔ قرض کا بدلہ یہی ہے۔ کہ قرضہ بھی ادا کیا جائے۔ اور اس کا شکریہ بھی ادا کیا جائے۔ اس کو نسائی نے روایت کیا۔

۱۳۵۸ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی کا کسی پر حق ہو۔ اور وہ اس کو مہلت دیدے۔ تو اس کو ہر دن صدقہ کا اجر ملے گا۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔

قرضہ اپنی مرضی سے زیادہ دینا جائز ہے۔ ۱ اس حدیث کو احمد بخاری اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے اسکا مضمون پہلے بھی گذر چکا ہے مطلب یہ ہے کہ مقروض اگر اپنی مرضی سے ادا کرتے وقت کچھ زیادہ دیدے تو یہ جائز ہے بلکہ اچھا ہے لیکن اگر قرضہ دینے والا قرضہ دیتے وقت یہ شرط کرلے کہ میں کچھ زیادہ لوں گا تو پھر یہ سود ہوگا۔ ۱۲

۲ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند اچھی ہے آپ نے یہ قرضہ حنین کی جنگ کی تیاری کے لئے لیا تھا مطلب یہ ہے کہ جب مقروض قرضہ ادا کرے تو ساتھ ہی اس کو قرضخواہ کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے وقت پر اسکو روپیہ دے کر اس کی ضرورت کے وقت مدد کی ۱۲

۳ اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند نہایت ہی ضعیف ہے اور مطلب حدیث کا واضح ہے ۱۲۔

۱۳۵۹ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ الْاَطْوَلِ قَالَ مَاتَ اَخِیْ وَتَرَكَ ثَلٰثَمِائَةِ دِیْنَارٍ وَتَرَكَ وَلَدًا صِغَارًا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُنْفِقَ عَلَیْهِمْ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَاكَ مَحْبُوْسٌ بِدَیْنِهٖ فَاقْضِ عَنْهُ قَالَ فَذَهَبْتُ فَقَضَیْتُ عَنْهُ ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ قَضَیْتُ عَنْهُ وَلَمْ تَبْقَ اِلَّا امْرَاَةٌ تَدَّعِیْ دِیْنَارَیْنِ وَلَیْسَتْ لَهَا بَیِّنَةٌ قَالَ اَعْطِهَا فَاِنَّهَا صَادِقَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۳۶۰ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ حَیْثُ یُوْضَعُ الْجَنَائِزُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَیْنَ ظَهْرَیْنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهٗ قِبَلَ السَّمَاءِ فَنَظَرَ ثُمَّ طَاْطَاَ بَصَرَهٗ وَوَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی جَبْهَتِهٖ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ

۱۳۵۹ - سعد بن اطول رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میرا بھائی فوت ہوگیا۔ اور اس نے تین سو دینار ترکہ چھوڑا۔ اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے میرا ارادہ تھا کہ میں یہ روپیہ ان پر خرچ کردوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا۔ تیرا بھائی اپنے قرضے میں قید ہے۔ اس کی طرف سے قرضہ ادا کر۔ سعد نے کہا۔ کہ میں گیا۔ اور اس کی طرف سے قرضہ ادا کردیا۔ پھر میں آیا۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں نے اس کا قرضہ ادا کردیا۔ اب صرف ایک عورت باقی ہے۔ جو دو دیناروں کا دعویٰ کرتی ہے۔ اور اس کے پاس اس کا ثبوت کوئی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو دے دو۔ وہ سچی ہے[ل] اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۳۶۰ - محمد بن عبداللہ بن جحش نے کہا۔ کہ ہم مسجد کے صحن میں اس جگہ بیٹھے ہوتے تھے۔ جہاں جنازے رکھے جاتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے پاس تشریف فرما تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی۔ اور کچھ دیکھا۔ پھر اپنی نظر جھکالی۔ اور ہاتھ پیشانی پر رکھ لیا۔ اور فرمایا۔ اللہ پاک ہے اللہ پاک ہے۔ کتنی سختی نازل کی گئی ہے۔ محمد نے کہا۔ ہم وہ سارا دن اور رات

یتیموں کا پیسہ بھی قرض میں دیدیا جائے　ل اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں بھائی کی بجائے باپ کے لفظ ہیں کہ ان کا باپ فوت ہوگیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹے یتیم بچوں کی پرورش سے بھی پہلے قرضہ کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہیئے اور بچوں کا معاملہ خدا کے سپرد کرنا چاہیئے وہ خود انکی پرورش کے لیئے کوئی سبیل بنا دے گا لیکن مومن کا قرضہ بہر حال اترنا چاہیے۔ اور اس عورت کے متعلق اگر آپ کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا ہو تو یہ آپ کا معجزہ ہوگا اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حاکم اپنے علم کی بنا پر گواہوں کے بغیر بھی کسی مقدمہ کا فیصلہ کرسکتا ہے۔ خواہ وہ علم یقینی قرائن کی بنا پر ہو خواہ خود اس مقدمہ کا عینی شاہد ہو لیکن نظام عدالت کا انحصار گواہوں پر ہے ایسے واقعات شاذونادر ہی ہوتے ہیں جہاں ذاتی علم کی بنا پر مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے ۱۲

سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ التَّشْدِيْدِ قَالَ فَسَكَتْنَا يَوْمَنَا وَلَيْلَتَنَا فَلَمْ نَرَ اِلَّا خَيْرًا حَتّٰى اَصْبَحْنَا قَالَ مُحَمَّدٌ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا التَّشْدِيْدُ الَّذِيْ نَزَلَ قَالَ فِي الدَّيْنِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ عَاشَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى دَيْنُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ نَحْوَهٗ۔

خاموش رہے۔ اور خیر ہی گزری۔ جب صبح ہوئی۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ وہ کیا سختی ہے۔ جو نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا قرضہ کے متعلق اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر ایک آدمی اللہ کے رستہ میں شہید ہو جائے۔ پھر زندہ ہو۔ پھر اللہ کے رستے میں مارا جائے پھر زندہ ہو پھر اللہ کے رستے میں مارا جائے۔ پھر زندہ ہو۔ اور اس پر قرضہ ہو تو وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ جب تک کہ اس کا قرضہ ادا نہ کیا جائے[لہ]۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور شرح السنۃ میں بھی اسی طرح ہے۔

جنازہ مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔

لہ اس حدیث کو نسائی اور طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنازے مسجد میں ہوا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں پر شدید انکار کیا تھا جنہوں نے مسجد میں جنازہ رکھنے سے انکار کیا تھا اور کہا کہ لوگ کتنی جلدی بھول جاتے ہیں بیضاء کے بیٹوں کے جنازے مسجد میں ہی ہوئے تھے آج کل احناف کہتے ہیں کہ جنازہ مسجد میں نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ گندگی پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے آنحضرت اور صحابہ کو یہ خیال نہ آیا اور اس پر تعجب یہ ہوا کہ مردہ کو مسجد میں دفن کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ محمد بن عبد اللہ کا خیال تھا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی اترنے کی اطلاع فرمائی ہے شائد کوئی عذاب نازل ہونے والا ہے جب ایک دن رات خیریت سے گذر گیا تو پھر آنحضرت سے سوال کیا کہ وہ کونسی سختی تھی جس کی آپ نے اطلاع فرمائی ہے تو آپ نے فرمایا قرضہ کے متعلق یہ سخت حکم نازل ہوا کہ اگر کوئی تین دفعہ بھی شہید ہو تو جب تک اس کا قرضہ نہ اترے گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا لیکن یہ وعید اس آدمی کے لیے ہے جو عمداً قرضہ کی ادائیگی میں پس و پیش کرے اور بدنیت ہو قرضہ ادا کرنے کی نیت نہ ہو اور اگر ایسا نہ ہو مثلاً اس کی نیت تو قرضہ ادا کرنے کی تھی لیکن موت نے اسے مہلت نہ دی یا کوشش کے باوجود پیسہ اس کے ہاتھ نہ آیا تو ایسی صورتوں میں اللہ تعالےٰ اس کی بخشش کا ضرور کوئی نہ کوئی سامان پیدا کریں گے اور قرضخواہ کو اس سے راضی کردیں گے۔ لیکن اگر اس کے ترکہ میں قرض ادا کرنے کی گنجائش ہو تو وارثوں پر فرض ہے کہ سب سے پہلے قرضہ ادا کریں ۱۲

بَابُ الشَّرِكَةِ وَالْوَكَالَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۲۷۶۱ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَخْرُجُ بِهٖ جَدُّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ اِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ اَشْرِكْنَا فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيَشْرَكُهُمْ فَرُبَمَا اَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا اِلَى الْمَنْزِلِ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ ذَهَبَتْ بِهٖ اُمُّهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ

شراکت[1] اور وکالت[2] کا بیان

فصل اوّل

۲۷۶۱ زہرہ بن معبد سے روایت ہے۔ کہ ان کے دادا عبداللہ بن ہشام ان کو بازار کی طرف لے جاتے۔ اور وہاں سے غلہ خرید تے پھر ان کو عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر ملتے۔ اور ان کو کہتے۔ کہ ہم کو بھی اپنے ساتھ بیع میں شریک کر لو۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے برکت کی دعا کی ہے۔ اور ان کو بھی شریک کر لیتے۔ اور کبھی تو ایسا ہوتا۔ کہ پورے اونٹ کے بوجھ کے برابر نفع ہو جاتا۔ تو وہ اپنے گھر کی طرف بھیج دیتے۔ اور عبداللہ بن ہشام کو ان کی ماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی تھیں۔ تو آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا

---

[1] شراکت یا شرکت یہ ہے کہ دو یا کچھ آدمی کسی چیز مثلاً زمین یا مکان یا باغ اور کارخانہ میں برابر کے یا کمی بیشی کے حصہ دار ہوں یہ صورت اصل میں شرکت کی ہے اور ایک صورت ہے کہ کسی چیز کا اصل تو واحد شخص کی ملکیت ہو لیکن کارکردگی میں شرکت ہو اور ایک صورت یہ ہے کہ اصل سرمایہ ایک کا ہو اور محنت دوسرے کی ہو یہ تینوں صورتیں جائز ہیں اور صحابہ کرام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں ۱۲

[2] وکالت یہ ہے کہ اصل چیز تو ایک آدمی کی ہے لیکن دوسرا آدمی کارمختار ہے ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ دوسرا آدمی پہلی صورت میں نفع و نقصان میں شریک ہے لیکن دوسری صورت میں اس کا نفع نقصان سے کوئی تعلق نہیں ہے وکیل کا کام صرف یہ ہے کہ وہ اپنے موکل کی ہدایات پر عمل کرے خواہ معاوضہ پر خواہ رضا کارانہ طور پر اور شریک کاروبار کے نفع نقصان میں شریک ہے اور وہ اپنے شریک کی ہدایات پر عمل کرنے کا پابند نہیں ہے ۱۲

وَدَعَالَہٗ بِالْبَرَکَۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۲۷۶۲ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اقْسِمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِیْلَ قَالَ لَا فَقَالَ تَکْفُوْنَنَا الْمُؤْنَۃَ وَنُشْرِکُکُمْ فِی الثَّمَرَۃِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

۲۷۶۳ - وَعَنْ عُرْوَۃَ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ الْبَارِقِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطَاہُ دِیْنَارًا یَشْتَرِیْ لَہٗ شَاۃً فَاشْتَرٰی لَہٗ شَاتَیْنِ فَبَاعَ اِحْدٰھُمَا بِدِیْنَارٍ وَاَتَاہُ بِشَاۃٍ وَّدِیْنَارٍ فَدَعَا لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْعِہٖ بِالْبَرَکَۃِ فَکَانَ لَوِ اشْتَرٰی تُرَابًا لَرَبِحَ فِیْہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

تھا۔ اور ان کے لئے برکت کی دعا کی تھی[1]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۲۷۶۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ انصار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا۔ کہ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجور کے درختوں کو تقسیم کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تقسیم نہیں کروں گا۔ تم ہم سے محنت لے لیا کرو۔ اور پھل میں ہم کو شریک کر لیا کرو۔ تو انصار نے کہا۔ ہم نے سنا۔ اور ہم نے اطاعت کی[2]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۲۷۶۳ عروہ بن ابو الجعد بارقی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک دینار دیا۔ تاکہ اس سے ایک بکری خرید لائیں۔ تو عروہ نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں۔ پھر ایک بکری دینار سے بیچ ڈالی۔ اور آپ کے پاس ایک بکری بھی اور دینار بھی لے آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ وہ اگر مٹی بھی خرید لیتے۔ تو اس سے بھی انکو نفع ہو جاتا[3]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

---

[1] اس کو ابونعیم اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تجارت میں کئی آدمیوں کا شریک ہونا جائز ہے بچوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنا بازار میں رزق کی تلاش کے لیئے جانا اور برکت حاصل کرنا سب جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور عبداللہ بن ہشام کے مال میں برکت عطا کی ۱۲

[2] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ انصار نے کہا کہ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی ہمارے باغوں میں شریک کر کے درختوں کو تقسیم کریں تو انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور نہ فرمایا اور فرمایا کہ مہاجروں سے محنت لے لیا کرو اور آمدن آپس میں تقسیم کر لیا کرو اس سے معلوم ہوا کہ صرف تجارت ہی میں شرکت جائز نہیں ہے بلکہ کھیتی باڑی میں بھی شرکت جائز ہے ۱۲ (بقیہ بر صفحہ آئندہ) زراعت میں بھی شرکت جائز ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۳۶۴ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَفَعَهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِیْکَیْنِ مَالَمْ یَخُنْ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَاِذَا خَانَهٗ خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ رَزِیْنٌ وَجَاءَ الشَّیْطَانُ۔

۱۳۶۵ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ۔

۱۳۶۶ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَرَدْتُ الْخُرُوْجَ اِلٰی خَیْبَرَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ

فصل دوم

۱۳۶۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ دو شرکت کرنے والوں میں تیسرا میں ہوں جب تک کوئی ایک ان میں سے اپنے ساتھی سے خیانت نہ کرے۔ جب کوئی خیانت کرے۔ تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں[له]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور رزین میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ شیطان آجاتا ہے۔

۱۳۶۵ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے تجھ کو امانت دی ہے اسکو امانت ادا کر اور جو تجھ سے خیانت کرے۔ اس سے خیانت[عه] نہ کر۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۳۶۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ میں نے

سله (بقیہ حاشیہ) اس حدیث کو احمد دارقطنی اور نسائی کے سوا تمام اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کام میں وکیل کرنا جائز ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ مالک کی اجازت کے بغیر کسی کی چیز کو بیچ دینا بھی جائز ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر موکل ایک جانور خریدنے کی اجازت دے تو وکیل اتنی قیمت میں دو جانور بھی خرید سکتا ہے ۱۲

له امانتدار کی خدا مدد کرتا ہے (حاشیہ صفحہ ہذا) سله اس حدیث کو بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور دارقطنی نے اس مضمون کو بیان کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک دو شریکوں میں امانت قائم رہتی ہے اللہ تعالیٰ انکی تجارت میں برکت کرتے ہیں اور انکے مال کو بڑھاتے ہیں اور انکی محنت میں انکی مدد کرتے ہیں اور جب کسی شریک نے خیانت کی تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور برکت ختم ہو جاتی ہے

دشمن کی امانت بھی واپس کرنی چاہئے۔ سله ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے مطلب یہ ہے کہ امانت ہر حال میں مالک کو پہنچا دینی چاہیے خواہ وہ امانت کافر ہی کی کیوں نہ ہو اور اگر کسی آدمی سے امین کا حق نکلتا ہو اور وہ ادا کرنے سے انکار کر دے یا لیت ولعل کرے تو اسکی امانت میں سے اپنا حق پورا کر سکتا ہے اور اگر اس طرح نہ کرے تو بہتر ہے ۱۲

عَلَيْهِ وَقُلْتُ إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ إِذَا أَتَيْتَ وَكِيلِي فَخُذْ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَسْقًا فَإِنِ ابْتَغَى مِنْكَ آيَةً فَضَعْ يَدَكَ عَلَى تَرْقُوَتِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۶۷۔ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ الْبَيْعُ إِلَى أَجَلٍ وَالْمُقَارَضَةُ وَإِخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيْرِ لِلْبَيْتِ لَا لِلْبَيْعِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۶۸۔ وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهُ بِدِينَارٍ لِيَشْتَرِيَ لَهُ بِهِ أُضْحِيَّةً فَاشْتَرَى كَبْشًا بِدِينَارٍ وَبَاعَهُ بِدِينَارَيْنِ فَرَجَعَ فَاشْتَرَى أُضْحِيَّةً

سلام کہا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں خیبر کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا جب تو میرے وکیل کے پاس پہنچے۔ تو اس سے پندرہ وسق کھجوریں لیتے گا۔ اگر وہ تجھ سے کوئی نشانی مانگے۔ تو اپنا ہاتھ اس کے حلق پر رکھ دینا[1]۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۳۶۷۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزوں میں برکت ہے۔ ادھار سودا بیچ دینا اور مضاربت کرنا اور گھر میں کھانے کے لئے گندم میں کچھ جو ملا لینا۔ لیکن تجارت کی گندم میں نہیں[2]۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۳۶۸۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دیا۔ کہ اس سے قربانی کے لئے ایک مینڈھا خرید لاؤ۔ تو انھوں نے ایک دینار سے مینڈھا خرید لیا۔ اور اس کو دو دیناروں میں بیچ دیا۔ پھر منڈی میں واپس آئے تو ایک دینار سے

---

[1] اس حدیث کو دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وکیل کرنا درست ہے۔ وکیل کرنا اور صدقہ پر کسی کو عامل مقرر کرنا اور اس کو مستحقوں میں تقسیم کرنے کا اختیار دینا اور وکیل اور موکل میں کوئی علامت مقرر کر لینا سب جائز ہے ۱۲

[2] اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ چند مفید مشورے۔ مضاربت میں ایک آدمی کا پیسہ ہوتا ہے اور دوسرے کی محنت اس میں برکت یہ ہوئی کہ ایک غریب آدمی بھی کام پر لگ گیا جو اور گندم ملا کر کھانے سے غذا کا مزاج معتدل ہو جاتا ہے جو ٹھنڈے ہیں اور گندم گرم ہے اور معتدل غذا صحت کے لیے مفید ہے ادھار سودا بیچنے میں خریدار کو سہولت ہو گی اور اپنا مال زیادہ نکل گیا ۱۲

بِدِينَارٍ فَجَاءَ بِهَا وَبِالدِّينَارِ الَّذِي اسْتَفْضَلَ مِنَ الْأُخْرٰى فَتَصَدَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ بِالدِّيْنَارِ فَدَعَا لَهٗ اَنْ يُّبَارِكَ لَهٗ فِيْ تِجَارَتِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ۔

بَابُ الْغَصَبِ وَالْعَارِيَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۲۳۶۹ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تو قربانی خریدی۔ اور وہ آپ کے پاس لے کر آگیا۔ اور وہ دینار بھی لے آیا۔ جو فائدہ میں بچ گیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دینار تو صدقہ کر دیا۔ اور اس کے لئے تجارت میں برکت کی دعا کی[۱] اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

چھین لینے اور مانگ کر لینے کا بیان

فصل اول

۲۳۶۹ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی کی ایک بالشت زمین ظلم سے چھین کر لے لے گا۔ تو قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمینوں تک اس بالشت کا طوق[۲] ڈالا جائے گا۔ متفق علیہ

سله اس حدیث کی سند منقطع ہے لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے تو اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کی نیت سے خریدے ہوئے جانور کو بھی بیچا جا سکتا ہے جبکہ اسی طرح کا جانور یا اس سے بہتر جانور لینے کی نیت ہو یا کوئی عذر پیش آگیا ہو کہ قربانی کے جانور میں کوئی نقص پیدا ہو گیا ہو تو اسکو بیچ کر اسکی قیمت لے کر اور جانور خریدا جا سکتا ہے ۱۲

سلہ اس حدیث کو احمد ابن جریر اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ اسکو قیامت کے روز ساتوں زمینوں تک غرق کر دیا جائے گا اور بعض نے کہا اسکو تکلیف دی جائے گی کہ چھینی ہوئی زمین کو تحت الثریٰ تک اپنی گردن پر اٹھائے حدیث میں دلیل ہے کہ ظلم کرنا حرام ہے اور کسی سے کوئی چیز چھین لینا کبیرہ گناہ ہے حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی سے کوئی چیز چھین لیتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور چھین کر لینے والے کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں ہے بلکہ اس کی سزا قید کرنا ہے ۱۲

۱۳۷۰ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِیَۃَ امْرِئٍ بِغَیْرِ اِذْنِہٖ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّؤْتٰی مَشْرُبَتُہٗ فَتُکْسَرَ خِزَانَتُہٗ فَیُنْتَقَلَ طَعَامُہٗ وَاِنَّمَا یَخْزُنُ لَہُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِیْہِمْ اَطْعِمَاتِہِمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۱ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِہٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰی اُمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِصَحْفَۃٍ فِیْہَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِہَا یَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَۃُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَۃِ ثُمَّ جَعَلَ یَجْمَعُ فِیْہَا الطَّعَامَ الَّذِیْ کَانَ فِی الصَّحْفَۃِ وَیَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّکُمْ ثُمَّ

۱۳۷۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی آدمی تم میں سے کسی کا جانور بغیر اجازت کے نہ دوہے۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے۔ کہ جب وہ اپنے خزانے پر آئے۔ تو اس کا خزانہ لوٹ لیا گیا ہو۔ اور اس کا کھانا چرا لیا گیا ہو۔ لوگوں کے مویشی بھی اپنے تھنوں میں لوگوں کی خوراک رکھتے ہیں[1] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں میں سے کسی کے پاس تھے۔ اور آپ کی کسی دوسری بیوی نے خادم کے ہاتھ پیالے میں کھانا بھیجدیا۔ تو جس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اس بیوی نے خادم کے ہاتھ پر مارا۔ اور وہ پیالہ گر کر ٹوٹ گیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے ٹکڑے جمع کیے۔ اور کھانا اٹھا کر پیالے میں رکھا۔ اور کہا تمہاری ماں نے غیرت کھائی ہے۔ پھر آپ نے خادم کو روک لیا۔ اور جس کے گھر میں تھے۔ اس کا ثابت پیالہ لے کر اس بیوی کے پاس بھیجدیا۔ جس کا ٹوٹ

---

[1] اس حدیث کو بخاری نے لقطہ میں اور ابو داؤد نے جہاد میں روایت کیا ہے اور حدیث کا مضمون بالکل واضح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی بھی دوسرے آدمی کے مویشی کا دودھ بغیر اجازت نہ دوہے۔ مسافر آدمی اس سے مستثنیٰ ہے اس کا حکم یہ ہے کہ مسافر کے پاس اگر پیسے نہ ہوں یا اگر ہوں اور کوئی چیز قیمتاً بھی دستیاب نہ ہو رہی ہو اور وہ بھوک سے مجبور ہو اور مویشیوں کا مالک بھی پاس موجود نہ ہو کہ اس سے اجازت لے سکے تو ایسی صورت میں وہ تین دفعہ بلند آواز سے مالک کو آواز دے اگر اس کی آواز کا جواب آئے تو اس سے اجازت لے لے اور اگر جواب بھی نہ آئے تو پھر کسی جانور کا اتنا دودھ دوہ لے جس سے سیر ہو جائے اور اپنے ساتھ اٹھا کر نہ لے جائے اور یہی حکم باغ یا کھیتی کا بھی ہے کہ کھیتی کوئی پیداوار مثلاً شلغم، گاجر، مولی وغیرہ لے کر کھالے اور ساتھ نہ لے جائے یا باغ سے پھل توڑ کر کھالے اور ساتھ نہ لے جائے ۱۲

حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى اُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ اِلَى الَّتِيْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَاَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ الَّتِيْ كَسَرَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۷۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۷۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَانْصَرَفَ وَقَدْ اٰضَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ تُوْعَدُوْنَهُ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ

گیا تھا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس بیوی کے گھر میں رہنے دیا جس نے توڑا تھا[۱]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۷۲۔ عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ مار کرنے اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے[۲]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۷۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگا۔ جس دن کہ حضرت ابراہیم بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ تو آپ نے لوگوں کو چھ رکوع اور چار سجدوں سے نماز پڑھائی۔ جب آپ فارغ ہوئے۔ تو سورج اپنی اصلی حالت پر آچکا تھا۔ آپ نے فرمایا جس جس چیز کا بھی تم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ اسکو میں نے اپنی نماز میں دیکھا ہے

مانگی ہوئی چیز کی ضمانت لازم ہوتی ہے [۱] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے یہ کھانا بھیجنے والی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور پیالہ توڑنے والی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں جیسا کہ ترمذی کی روایت میں اسکی تصریح ہے رشک کرنا عورت کی فطرت میں داخل ہے خصوصاً سوتنوں میں شریعت نے اس جذبہ کو حرام نہیں کہا لیکن اس کے افراط کو روک دیا اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ رکابی جس میں کھانا آیا تھا وہ عاریت تھی اس کے تلف کر دینے پر ان پر اسکی ضمانت ڈال دی گئی معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز مانگ کر لائے اور اس کو تلف کر دے تو اسکی قیمت اس پر لازم ہو گئی ۱۲

انسانی لاش کی بے حرمتی کرنا کبیرہ گناہ ہے [۲] یہ حدیث صرف بخاری شریف میں ہے مُثلہ یہ ہے کہ کسی زندہ یا مردہ انسان کے اعضاء مثلاً ناک کان کاٹ دیئے جائیں اس طرح انسانی لاش کی بے حرمتی ہوتی ہے اور اگر زندہ انسان کے ناک کان کاٹ دیئے جائیں تو یہ اور بھی بُرا ہے کیونکہ اس سے اذیت جسمانی کے علاوہ ساری عمر کے لیے آدمی بدنما ہو جاتا ہے ۱۲

صَلٰوتِیْ هٰذِهٖ لَقَدْ جِیْءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكَ حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِیْ تَاَخَّرْتُ مَخَافَةَ اَنْ یُّصِیْبَنِیْ مِنْ لَفْحِهَا وَحَتّٰی رَاَیْتُ فِیْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ یَجُرُّ قُصْبَهٗ فِی النَّارِ وَكَانَ یَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهٖ فَاِنْ فُطِنَ لَهٗ قَالَ اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِیْ وَاِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهٖ وَحَتّٰی رَاَیْتُ فِیْهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِیْ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا ثُمَّ جِیْءَ بِالْجَنَّةِ وَذٰلِكَ حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِیْ تَقَدَّمْتُ حَتّٰی قُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ وَلَقَدْ مَدَدْتُّ یَدِیْ وَاَنَا اُرِیْدُ اَنْ اَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِتَنْظُرُوْا اِلَیْهِ ثُمَّ بَدَا لِیْ اَنْ لَّا اَفْعَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۷۴ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِیْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

جہنم میرے سامنے لائی گئی جبکہ تم نے مجھ کو پیچھے ہٹتے دیکھا تھا میں اس کی گرمی سے خوف کھا کر ہٹا تھا میں نے اس میں کھونڈی والے کو بھی دیکھا جو اپنی انتڑیاں آگ میں گھسیٹ رہا تھا یہ آدمی اپنی کھونڈی سے حاجی لوگوں کی چیزیں چرایا کرتا تھا اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو کہہ دیتا وہ میری کھونڈی سے چیز لٹک گئی اور اگر کسی کو پتہ نہ چلتا تو اس کو لے جاتا اور میں نے وہ بلی والی عورت بھی دیکھی ہے جس نے بلی کو باندھ رکھا تھا نہ تو اس کو کھانے کو کچھ دیا اور نہ ہی اسے کھول دیا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر اپنا گزارہ کر لیتی بالآخر وہ بھوک سے مرگئی پھر میرے سامنے جنت لائی گئی اور یہ وہ وقت تھا جب کہ تم نے مجھ کو آگے بڑھتے دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ میں اپنی اس جگہ میں کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے اپنا ہاتھ پھیلایا۔ میں چاہتا تھا کہ اس کا کوئی پھل پکڑ لوں۔ تاکہ تم اس کو دیکھو۔ پھر مجھے خیال آیا۔ کہ میں ایسا نہ کروں[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۷۴۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں دشمن کے متعلق آمدہ اطلاع

گرہن کی نماز میں کئی رکوع ہیں۔ [1] اس حدیث کو احمد۔ ابوداود اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے آپ نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی دو رکعت میں چھ رکوع اور چار سجدے کئے گرہن کی نماز میں مختلف رکوع آئے ہیں ایک رکعت میں ایک رکوع بھی اور دو دو رکوع بھی اور تین یا چار رکوع بھی اگر سورج جلدی صاف ہو گیا تو رکوع کم ہو گئے اور اگر دیر سے صاف ہوا تو رکوع زیادہ کئے حنفیہ صرف ایک رکعت میں ایک رکوع کے قائل ہیں۔ اور یہ حدیثیں ان کے خلاف حجت ہیں عرب میں ایک بدبخت آدمی پیدا ہوا جس نے عرب میں بت پرستی رائج کی اسکا نام عمرو بن لحی تھا اور اسکا نالائق بیٹا صاحب المحجن کے نام سے مشہور ہے جو حاجیوں کی چیزیں اپنی کھونڈی سے اڑا کر لے جاتا اسکو بھی آپ نے جہنم میں دیکھا اسی مناسبت سے اس حدیث کو یہاں لایا گیا ہے کہ لوگوں کی چیزیں چوری چھپے اور مکر و فریب سے لے جانے کا انجام جہنم ہے اور بلی والی عورت کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ جاندار چیزوں کو بھوکا پیاسا رکھ کر مار دینا بھی جہنم میں جانے کا سبب ہے ۱۲

وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ اَبِیْ طَلْحَةَ یُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَکِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَاَیْنَا مِنْ شَیْءٍ وَاِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۳۷۵۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ اَحْیٰی اَرْضًا مَیْتَةً فَهِیَ لَهُ وَلَیْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عُرْوَةَ مُرْسَلًا وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۱۳۷۶۔ وَعَنْ اَبِیْ حُرَّةَ الرَّقَاشِیِّ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا

سے خوف پیدا ہو گیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ سے گھوڑا مانگ کر لیا۔ اس گھوڑے کا نام مندوب تھا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ پھر جب آپ واپس آئے۔ تو آپ نے فرمایا کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اس گھوڑے کو میں نے بڑا کشادہ قدم پایا ہے۔ متفق علیہ[1]

فصل دوم

۱۳۷۵۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی غیر آباد زمین کو آباد کرے۔ وہ زمین اسی کی ہے اور ظالم کی محنت کا کوئی حق نہیں ہے[2]۔ اسکو احمد۔ ترمذی۔ اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور اسکو مالک نے عروہ سے مرسلاً روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے

۱۳۷۶۔ حضرت ابوحرہ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار کسی پر ظلم نہ کرنا۔ خبردار کسی آدمی

---

[1] اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ کے سوا تمام اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے ابوطلحہ کا یہ گھوڑا بڑا سست رفتار تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے تو آپ کی برکت سے یہ گھوڑا بڑا تیز رفتار ہو گیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے کوئی چیز مانگ لینا جائز ہے ۱۲ مانگ کر چیز لینا جائز ہے۔

[2] اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے غیر آباد جو کسی کی ملکیت نہ ہو اگر کوئی آدمی آباد کرے تو وہ زمین اسی کی ہو جائے گی خواہ اس میں درخت لگائے یا کھیتی باڑی شروع کرے اور خواہ وہ بادشاہ وقت سے اجازت لے کر اسکو آباد کرے یا خود بخود ہی اسکو آباد کرے اور اگر کوئی آدمی کسی مملوکہ زمین میں بغیر اجازت مالک کے کھیتی باڑی شروع کرے تو اسکا کوئی حق نہیں ہے اسکو صرف کھیتی کا خرچ ملے گا اور اسکی محنت ساری ضائع جائے گی اور فصل کی تمام آمدنی زمین کا مالک لے جائے گا ۱۲ غیر آباد زمین اسکی ہے جو اسے آباد کرے۔

وَلَا تَظْلِمُوا اَلَا لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَالدَّارَقُطْنِیُّ فِی الْمُجْتَبٰی۔

۱۳۷۷۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِی الْاِسْلَامِ وَمَنِ انْتَہَبَ نُہْبَۃً فَلَیْسَ مِنَّا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۱۳۷۸۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَاْخُذْ اَحَدُکُمْ عَصَا اَخِیْہِ لَاعِبًا جَادًّا فَمَنْ اَخَذَ عَصَا اَخِیْہِ فَلْیَرُدَّہَا اِلَیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرِوَایَتُہٗ اِلٰی قَوْلِہٖ جَادًّا

کا مال اس وقت تک لینا جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنی خوشی نہ دے[1]۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور دارقطنی نے مجتبیٰ میں روایت کیا۔

۱۳۷۷۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام میں جلب[2] اور جنب اور شغار نہیں ہے اور جو آدمی کسی سے کوئی چیز چھین کر لے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۳۷۸۔ سائب بن یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی تم میں سے اپنے بھائی کی لاٹھی نہ تو ہنسی مذاق میں لے۔ اور نہ قصد کرکے اور جس آدمی نے اپنے بھائی کی لاٹھی لی ہو وہ اسکو واپس کر دے۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد کی روایت جاداً تک ہے۔

---

[1] اس حدیث کو احمد اور ابویعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض دفعہ آدمی کسی کی کوئی چیز اسکے سامنے بھی لے لیتا ہے اور وہ دل تو اس کو شرم اور لحاظ کی وجہ سے منع کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کا دل راضی ہوتا ہے اس سے وہ چیز حلال نہیں ہو جاتی ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت
ڈاکو صحیح مسلمان نہیں۔
کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے گھوڑ دوڑ میں کوئی آدمی اپنے ساتھ کسی دوسرے آدمی کو رکھے کہ میرے گھوڑے کو پیچھے سے بھگاتے آنا یہ جلب ہے اور گھوڑ دوڑ میں اپنے ساتھ دوسرا گھوڑا رکھنا کہ اگر ایک تھک جائے یا پیچھے رہنے لگے تو دوسرے پر سوار ہو جاؤں گا یہ جنب ہے اور ایک آدمی دوسرے کو کہے کہ میں تجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کر دیتا ہوں کہ تو بھی اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دے اور حق مہر ان میں کچھ نہ ہو اسکا نام شغار ہے یہ تینوں چیزیں منع ہیں ۱۲۔

[3] اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور احمد اور بخاری نے بھی اسکو ادب المفرد میں روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ کسی آدمی کی معمولی سی چیز بھی قصداً یا ہنسی مذاق کے طور پر نہیں لینی چاہیے درخت کی ایک چھڑی کی کیا حیثیت ہے وہ بھی بغیر اجازت نہ لو ۱۲۔

۱۳۷۹۔ وَعَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهٖ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهٖ وَيَتَّبِعُ الْبَيِّعُ مَنْ بَاعَهٗ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۳۸۰۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۸۱۔ وَعَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطًا فَأَفْسَدَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَلٰى أَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَأَنَّ مَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِيْ بِاللَّيْلِ ضَامِنٌ عَلٰى أَهْلِهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۷۹۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی اپنا (چوری شدہ) مال کسی آدمی کے پاس پالے۔ وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اور خریدار چور کا پیچھا کرتا پھرے[1]۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۳۸۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاتھ ضامن ہے اس چیز کا جو اس نے پکڑی ہے۔ یہاں تک کہ اسکو ادا کرے[2]۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۳۸۱۔ حرام بن سعد بن محیصہ سے روایت ہے۔ کہ براء بن عازب کی اونٹنی نے ایک باغ میں داخل ہو کر نقصان کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا۔ کہ دن کو حفاظت باغ والوں کے ذمے ہے۔ اور اگر مویشی رات کو نقصان کریں۔ تو اس کی ضمانت مویشی والوں پر ہے[3]۔ اسکو مالک اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

چوری شدہ مال بہرحال مالک کا ہے۔ [1] اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر چور چوری کر کے مال کسی کے پاس فروخت کر دے اور جسکی چوری ہوئی ہے وہ اپنا مال اس آدمی کے پاس پالے اور اسکو پہچان لے تو وہ اپنا مال لے لیگا اور جس نے چور سے خریدا ہے وہ چور کا پیچھا کرتا پھرے اور اپنی قیمت اس سے جا کر وصول کرے ۱۲

[2] اسکو احمد۔ نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز کسی سے مانگ کر لی جائے تو اس کا واپس کرنا ضروری ہے اگر اس سے گم ہو جائے یا ٹوٹ جائے تو اسکو اسکی قیمت یا اس جیسی چیز لا کر مالک کو دینی ہوگی

باغ یا کھیتی کی نگرانی کس کے ذمے ہے [3] اس حدیث کو احمد شافعی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے مویشی کسی آدمی کی کھیتی یا باغ کو نقصان پہنچائیں تو اگر نقصان رات کو ہو تو مویشیوں والا نقصان بھرے گا اور اگر نقصان دن کو ہو تو مویشیوں والے پر نقصان کی قیمت نہیں پڑے گی وہ کھیتی اور باغ والے کی سستی کی وجہ سے نقصان ہوا ہے ۱۲

۱۳۸۲۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرِّجْلُ جُبَارٌ وَقَالَ النَّارُ جُبَارٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ

۱۳۸۳ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ عَلٰی مَاشِیَةٍ فَاِنْ کَانَ فِیْهَا صَاحِبُهَا فَلْیَسْتَاذِنْهُ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْهَا فَلْیُصَوِّتْ ثَلٰثًا فَاِنْ اَجَابَهٗ اَحَدٌ فَلْیَسْتَاذِنْهُ وَاِنْ لَّمْ یُجِبْ اَحَدٌ فَلْیَحْتَلِبْ وَلْیَشْرَبْ وَلَا یَحْمِلْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۱۳۸۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ حَائِطًا فَلْیَاْکُلْ وَلَا یَتَّخِذْ خُبْنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

۱۳۸۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مویشی کا پاؤں معاف ہے اور آگ معاف ہے۔[1] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۳۸۳۔ حضرت حسن سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے مویشیوں کے پاس آئے سو اگر مویشیوں کا مالک موجود ہو تو اس سے اجازت لے لے۔ اور اگر مالک نہ ہو تو تین مرتبہ آواز دے کر بلائے۔ اگر کوئی جواب دے۔ تو اس سے اجازت لے لے۔ اور اگر کوئی آدمی جواب نہ دے تو پینے کے لیے دودھ دوھ لے اور اپنے ساتھ نہ اٹھا کر لے جائے اس کو ابوداود نے روایت کیا۔

۱۳۸۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی باغ میں داخل ہو وہ اس سے پھل کھائے اور جھولی میں اٹھا کر نہ لے جائے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے

---

[1] آگ اور جانور کا نقصان معاف ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی یا بچہ کسی کے جانور کے نیچے آکر مر جائے تو جانور کے مالک پر اسکی کوئی دیت نہیں پڑے گی اور اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنی ضرورت کے لیے آگ جلائے اور آگ جا کر کہیں جا لگے اور دوسرے آدمی کا نقصان ہو جائے تو آگ جلانے والا اسکے نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

[2] اسکو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکو حسن صحیح کہا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو بھوک پیاس نے تنگ کر رکھا ہو اور اسکے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہو اور کسی آدمی کے مویشی ہوں مالک انکے پاس نہ ہو تو تین دفعہ آواز دے اگر اسکو جواب ملے تو مالک سے اجازت لیکر کسی جانور کا دودھ دوھ کر پی لے اور اگر جواب نہ ملے تو بھی بغیر اجازت پینے کے لیے دودھ لے زیادہ نہ دوھے کہ اس سے مالک کا زیادہ نقصان ہوگا۔

[3] اس حدیث کی سند اچھی ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر بھوک سے مجبور ہو جائے اور اپنی جان بچانے کی خاطر کسی باغ سے پھل توڑ کر کھا لے تو اس پر نہ تو کوئی گناہ ہے نہ تاوان البتہ جھولی بھر کر نہ لے جائے۔

۱۳۸۵۔ وَعَنْ اُمَیَّۃَ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَعَارَ مِنْہُ اَدْرَاعَہٗ یَوْمَ حُنَیْنٍ فَقَالَ اَغَصْبًا یَا مُحَمَّدُ قَالَ بَلْ عَارِیَۃٌ مَضْمُوْنَۃٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۳۸۶۔ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْعَارِیَۃُ مُؤَدَّاۃٌ وَالْمِنْحَۃُ مَرْدُوْدَۃٌ وَالدَّیْنُ مَقْضِیٌّ وَالزَّعِیْمُ غَارِمٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۳۸۷۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِیِّ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا اَرْمِیْ نَخْلَ الْاَنْصَارِ فَاُتِیَ بِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا غُلَامُ لِمَ تَرْمِی النَّخْلَ قُلْتُ اٰکُلُ قَالَ فَلَا تَرْمِ وَکُلْ مِمَّا سَقَطَ فِیْ اَسْفَلِہَا ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَہٗ فَقَالَ اَللّٰہُمَّ اَشْبِعْ بَطْنَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

۱۳۸۵۔ امیہ بن صفوان اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حنین کے دن زرہیں مانگیں تو صفوان نے کہا اے محمد کیا چھین کر لیتے ہو آپ نے فرمایا مانگ کر لیتا ہوں اور ادا کر دی جائیں گی[1] اس کو ابوداؤد نے روایت کیا

۱۳۸۶۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مانگ کر لی ہوئی چیز ادا کر دی جائے اور منحہ واپس کی جائے۔ اور قرضہ پورا کیا جائے۔ اور ضامن تاوان بھرے[2]۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۳۸۷۔ رافع بن عمرو غفاری نے کہا۔ کہ میں چھوٹا سا لڑکا تھا۔ میں انصار کی کھجوروں پر ڈھیلے پھینک رہا تھا۔ مجھے پکڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے لڑکے تو کھجوروں پر پتھر کیوں پھینک رہا تھا۔ میں نے کہا۔ کھجوریں کھانے کے لئے۔ آپ نے فرمایا پتھر نہ پھینکا کر۔ اور جو نیچے گری پڑی ہوں۔ وہ کھا لیا کر۔ پھر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ اے اللہ اسکے پیٹ کو بھر دے[3]۔ اسکو ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور عمرو بن شعیب کی حدیث ہم ان شاء اللہ باب اللقطہ میں بیان کریں گے۔

مانگی ہوئی چیز واپس کرنا ضروری ہے۔ [1] اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے صفوان ان دنوں کافر تھے پوچھنے لگے کہ کیا زرعیں چھین کر لے رہے ہو یا انکو واپس کرو گے تو آپ نے فرمایا مانگ کر لے رہا ہوں اور واپس کروں گا اس سے معلوم ہوا کہ چیز مانگ کر لینا بھی جائز ہے اور اسکے ضائع ہونے پر اسکی قیمت دینا بھی فرض ہے یا اسکو واپس کرنا ہوگا ۱۲۔

[2] اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابن ماجہ اور ابوداؤد۔ طیالسی نے بھی روایت کیا ہے کہ مانگی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھا لینا تو جائز ہے لیکن وہ چیز بہر حال اصل مالک کی رہیگی اسکو واپس کی جائیگی منحہ کا معنی ہے کوئی شیر دار جانور جو دودھ پینے کیلئے کوئی کسی کو دیدے اور اسی طرح اگر کوئی زمین یا باغ کھیتی باڑی یا پھل کھانے کیلئے کسی کو دیدے تو اسکو واپس کیا جائے اور اگر کسی چیز کا ضامن ہو تو وہ اسکو ادا کرنا پڑے گی ۱۲

[3] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے رافع بن عمرو سے پوچھا کہ تو نے اینٹیں کیوں ماریں اور پھل کیوں توڑتا تو اس نے کہا بھوک کی وجہ سے تو آپ نے فرمایا کہ نیچے گرے ہوئے پھل کھا لیا کر اور اگر آدمی بھوک سے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

وَابْنُ مَاجَةَ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ فِيْ بَابِ اللُّقَطَةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۸۸۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلٰى سَبْعِ أَرَضِيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۸۹۔ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّهَا كُلِّفَ أَنْ يَحْمِلَ تُرَابَهَا الْمَحْشَرَ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۳۹۰۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا

کریں گے۔

فصل سوم

۱۳۸۸۔ سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی نے کوئی زمین بغیر حق کے لے لی تو قیامت کے دن وہ اس میں ساتوں زمینوں تک غرق کر دیا جائے گا[۱] اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۸۹۔ یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جو آدمی کوئی زمین بغیر حق کے لے لیگا۔ تو اس کو سزا دی جائے گی۔ کہ اس کی مٹی کو میدان محشر میں سر پر اٹھائے رکھے۔[۲] اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۳۹۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو آدمی ظلم سے ایک بالشت زمین

(بقیہ حاشیہ) تنگ حال ہو اور پیچھے بھی کچھ نہ ہو تو پھر درخت سے بھی اتار سکتا ہے

[۱] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۲

[۲] اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں جابر جعفی مشہور کذاب ہے۔ لیکن اس حدیث کا مضمون صحیح ہے اور دوسری صحیح حدیثوں سے اس کی تائید ہوتی ہے اور یعلی بن مرہ کی آئندہ حدیث کا بھی یہی مضمون ہے اور اس کی یہ سزا گناہ کی نوعیت کے مناسب ہے کہ جس مال کو اس نے برضا و رغبت لیا تھا اب اس کو اپنے سر پر اٹھائے اور قریباً قریباً یہی سزا ہے اس آدمی کی جو مویشیوں کی زکوۃ ادا نہ کرے کہ وہ بھی اس کو لتاڑیں گے اور روندڈالیں گے کہ اسی مال کو اس نے عزیز سمجھا تھا اب ان کا بوجھ اٹھائے ۱۲

مِنَ الْاَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يَّحْفِرَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰخِرَ سَبْعِ اَرَضِيْنَ ثُمَّ يُطَوَّقُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

بَابُ الشُّفْعَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۹۱۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَالَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

لے لیگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیں گے۔ کہ اسکو ساتوں زمینوں تک کھودے۔ پھر قیامت کے دن اس زمین کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے فیصلے ہو جائیں۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔[لہ]

حق شفعہ کا بیان

فصل اول

۱۳۹۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز میں شفعہ رکھا ہے۔ جو تقسیم نہ ہو چکی ہو۔ اور جب حدیں واقع ہو جائیں۔ اور راستے الگ الگ ہو جائیں۔ تو پھر کوئی شفعہ نہیں ہے[لہ]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

لہ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے کبیر اور صغیر میں بھی روایت کیا ہے اور ان احادیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے

حق شفعہ کے اصول۔ لہ اس حدیث کو احمد مسلم ابوداؤد ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے پہلا اصول حق شفعہ میں یہ ہے کہ شفعہ غیر منقولہ چیزوں میں ہے منقولہ جائداد میں نہیں دوسرا اصول یہ ہے کہ شفعہ کی بنیاد شرکت پر ہے خواہ وہ شرکت اصل چیز مثلاً زمین۔ مکان۔ باغ۔ سکار خانہ وغیرہ میں ہو یا راستہ کی شرکت ہو کہ یہی ہو کہ چیز تک جانے کا راستہ اور شفعہ کرنے والے کا اپنی ملکیت تک جانے کا راستہ ایک ہو اگر یہ دونوں نہیں ہوں تو شریک یا ہمسایہ کو شفعہ کا حق پہنچتا ہے ورنہ نہیں ۱۲

۱۳۹۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ اَوْ حَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّبِيْعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيْكَهٗ فَاِنْ شَاءَ اَخَذَ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَ فَاِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۹۳۔ وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۹۴۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهٗ اَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۳۹۲۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شرکہ چیزیں جو تقسیم نہ ہو چکی ہو شفعہ کا حق رکھا ہے۔ مکان ہو یا باغ مالک کو اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے ساتھی کو اطلاع دیئے بغیر اس کو بیچے پھر اگر وہ چاہے تو لے لے اور اگر وہ چاہے تو چھوڑ دے اور اگر اس کو اطلاع دیئے بغیر بیچ دے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے اس کو مسلم نے روایت کیا

۱۳۹۳۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ اپنی نزدیکی کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے اس کو بخاری نے روایت کیا

۱۳۹۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار پر شہتیر رکھنے سے منع نہ کرے متفق علیہ

شفعہ کا حق کن صورتوں میں ہے

ف۱ اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی اپنی چیز شریک کو اطلاع دیئے بغیر فروخت کر دے تو شریک کو شفعہ کا حق پہنچتا ہے اور اگر اس کو اطلاع دیدے اور وہ اسکو فروخت کرنے کی اجازت دیدے اور بعد میں شفعہ کا اسکو خیال آجائے تو پھر وہ شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور شریک کو اطلاع دیئے کے بغیر اپنی چیز کو فروخت کرنا حرام ہے ۱۲۔

ف۲ اس حدیث کو ترمذی کے سوا باقی تمام اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

مشترکہ دیوار کا حصہ لینا جائز ہے

ف۳ نسائی کے سوا تمام اصحاب سنن احمد اور مالک نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے اپنی دیوار پر ہمسائے کو شہتیر رکھنے کی اجازت دیدینا مستحب ہے واجب نہیں ہے اگر کوئی آدمی دیوار کی آدھی قیمت ہمسائے سے وصول کرلے تو جائز ہے ۱۲۔

۱۳۹۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيْقِ جُعِلَ عَرْضُهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۳۹۶۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَاعَ مِنْكُمْ دَارًا أَوْ عَقَارًا قَمِنٌ أَنْ لَا يُبَارَكَ لَهُ إِلَّا أَنْ يَجْعَلَهُ فِي مِثْلِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

۱۳۹۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ يُنْتَظَرُ لَهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۱۳۹۵۔ امام ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب راستہ میں اختلاف ہو جائے تو اس کا عرض سات ہاتھ ہوگا[لہ] اس کو مسلم نے روایت کیا

فصل دوم

۱۳۹۶۔ سعید بن حریث نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ جو آدمی تم میں سے کوئی مکان یا زمین بیچے تو مناسب ہے کہ اس کو برکت نہ ملے۔ مگر یہ کہ اس رقم کو اسی طرح کی چیز میں خرچ کرے[سلہ]۔ اسکو ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا

۱۳۹۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمسایہ اپنے شفعہ کا زیادہ حق دار ہے۔ اگر غیر حاضر ہو تو اس کا انتظار کیا جائے۔ جبکہ ان کا راستہ ایک ہو[سلہ]۔ اس کو احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

بازار کا عرض کتنا ہونا چاہیے۔ سلہ نسائی کے سوا اسکو تمام اصحاب سنن۔ احمد بخاری اور ابوعوانہ نے بھی روایت کیا ہے سات ہاتھ یعنی ساڑھے دس فٹ گلی یا بازار کا راستہ ہے جو شارع عام ہو اگر اس سے کم پر اتفاق ہو جائے یا زیادہ پر تو شریعت کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور اگر جھگڑا ہو جائے کوئی کہے کہ بازار ۱۵ فٹ رکھنا چاہیے اور کوئی چھ فٹ تو فیصلہ یہ ہے کہ ساڑھے دس فٹ بازار رہے گا ۱۲

زمین یا مکان کیوں نہ بیچے۔ سلہ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے اور اسکی سند ضعیف ہے مطلب یہ ہے کہ مکان یا زمین ایک مستقل جائداد ہے اسکو بیچ کر ضائع نہیں کرنا چاہیے بعض پیسہ خرچ ہو جاتا ہے اور بہ آسانی سے یہ چیزیں نہیں بن سکتیں ہاں اگر کسی جگہ زمین مہنگی بیچ کر کسی جگہ سستی زمین فائدہ مند خریدنے کا ارادہ ہو تو اس صورت میں زمین کو فروخت کر دے مکان بیچ کر دوسری کسی اچھی جگہ مکان بنانے کا ارادہ ہو تو بیچ ڈالے ورنہ نہ بیچے ۱۲ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

وَالدَّارِمِیُّ۔

۱۳۹۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّرِیْکُ شَفِیْعٌ وَالشُّفْعَۃُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ قَالَ وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَھُوَ اَصَحُّ۔

۱۳۹۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ سِدْرَۃً صَوَّبَ اللّٰہُ رَاْسَہٗ فِی النَّارِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَقَالَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ مُخْتَصَرٌ یَعْنِیْ مَنْ قَطَعَ سِدْرَۃً فِیْ فَلَاۃٍ یَسْتَظِلُّ بِھَا ابْنُ السَّبِیْلِ وَالْبَھَائِمُ غَشْمًا وَظُلْمًا بِغَیْرِ حَقٍّ یَکُوْنُ لَہٗ فِیْھَا صَوَّبَ اللّٰہُ

۱۳۹۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شریک شفعہ کا حق رکھتا ہے۔ اور شفعہ ہر چیز میں ہو سکتا ہے۔[۵۱] اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث ابن ابی ملیکہ سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔ اور وہ سند کے لحاظ سے زیادہ صحیح ہے۔

۱۳۹۹۔ عبداللہ بن حبیش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی بیری کے درخت کو کاٹے۔ اللہ اس کے سر کو آگ میں اوندھا ڈالے گا۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث مختصر ہے۔ یعنی جو آدمی کسی ایسی بیری کے درخت کو کاٹے جو باہر جنگل میں ہو۔ اور مسافر اس کے سائے میں آرام کرتے ہوں۔ اور اسی طرح مویشی بھی اور بغیر کسی اپنے حق کے جو اس کو پہنچ سکتا ہو۔ محض ظلم سے کاٹ ڈالے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو آگ میں اوندھا ڈالیں گے۔[۵۲]

مشترکہ جائداد شریک کی بلا تقسیم (بقیہ حاشیہ) [۵۰] اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور نسائی نے بھی اسکو روایت کیا ہے شریک کو شفعہ کا حق ہے اگر وہ غیر حاضر ہو تو اسکے آنے تک مالک اپنی چیز نہ بیچے اگر بیچ دے تو اسکو آنے کے بعد بھی شفعہ کا حق ہو گا۔ بشرطیکہ وہ چیز ان میں مشترک ہو یا راستہ میں اشتراک ہو اور شفعہ کرنے والے کو جب علم ہو جائے کہ فلاں آدمی اپنی چیز فروخت کرنا چاہتا ہے۔ تو اسکو حق نہیں پہنچتا کہ سفر پر چلا جائے اور جان بوجھ کر غیر حاضر ہو جائے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۵۱] اسکی سند اچھی ہے شفعہ جائداد غیر منقولہ میں ہے اور کنوئیں اور کھجور میں شفعہ نہیں ہے جیسا کہ فصل ثالث میں حدیث آرہی ہے ۱۲

[۵۲] اس حدیث کو نسائی اور ضیاء نے مختارہ میں بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ کسی کے بیر کے درخت کو کاٹے یا حرم میں بیر کے درخت کو کاٹے تو اسکی سزا یہ ہے اور بیر کو اس لیے خاص کیا ہے کہ اسکا دوسرا فائدہ ہے سایہ بھی دیتا ہے اور پھل بھی (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

رَأْسَہٗ فِي النَّارِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۴۰۰۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فِي الْاَرْضِ فَلَا شُفْعَةَ فِيْهَا وَلَا شُفْعَةَ فِيْ بِئْرٍ وَلَا فَحْلِ النَّخْلِ رَوَاہُ مَالِكٌ۔

فصل سوم

۱۴۰۰۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب زمین کی حدیں الگ الگ ہو جائیں۔ تو پھر اس میں کوئی شفعہ نہیں ہے اور اسی طرح کنوئیں اور نر کھجور میں بھی شفعہ نہیں[1] ہے۔ اس کو مالک نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ) اور اسکے باوجود یہ باغ کا پورا شمار نہیں ہوتا ۱۲

[1] کنویں اور درخت میں شفعہ نہیں (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو عبدالرزاق اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے کنوئیں میں شفعہ اسلیئے نہیں کہ وہ تقسیم نہیں ہو سکتا اور درخت میں شفعہ اسلئے نہیں کہ وہ زمین نہیں ہے اور حنفیہ ہر چیز میں شفعہ کے قائل ہیں خواہ وہ تقسیم ہو سکے یا نہ مثلاً حمام یا پن چکی وغیرہ ۱۲

بَابُ الْمُسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۱۴ ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ اِلٰى يَهُوْدِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَاَرْضَهَا عَلٰى اَنْ يَعْتَمِلُوْهَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَطْرُ ثَمَرِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ اَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا۔

مساقات اور مزارعت کا بیان

فصل اول

۱۰۱۴ ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کی کھجوریں اس شرط پر دی تھیں کہ وہ ان میں اپنے مال سے کام کریں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے آدھا پھل لے لیا کریں گے[1] اس کو مسلم نے روایت کیا۔ اور بخاری کی روایت یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے خیبر یہودیوں کو دے دیا تھا۔ کہ وہ کام کریں اور زمین میں کھیتی باڑی کریں۔ اور زمین کی پیداوار کا آدھا حصہ ان کو دے دیا جائے گا[1]۔

مساقات اور مزارعت میں فرق۔ [1] اس حدیث کو ابو داؤد و نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکا اصل اصحاب سنن اور بخاری میں بھی ہے مساقات یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنا باغ یا درخت کسی دوسرے آدمی کو دیدے کہ وہ اسکی نگرانی کرے اور پانی دے اور پھل آپس میں بانٹ لیں جس طرح بھی حصہ مقرر ہو جائے آدھا یا تہائی یا چوتھائی اور مزارعت یہ ہے کہ آدمی اپنی زمین کسی کو کھیتی باڑی کے لیے دیدے کہ وہ کاشت کرے اور حصہ آپس میں بانٹ لیں مساقات اور مزارعت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں باقی تمام ائمہ اور امت اور امام ابو یوسف اور محمد اسکے جواز کے قائل ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس سے حرمت کی بنا پر انکار نہیں کرتے بلکہ اسے خلاف اولیٰ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زائد زمین مسلمان بھائی کو ویسے ہی کاشت کے لیے دیدے اور اس سے حصہ نہ لے لیکن اگر کوئی آدمی حصہ لے لے تو وہ حرام نہیں ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے بھی بہت سے صحابہ کا یہی مذہب تھا اور صحابہ میں سے بہت سے آدمی مساقات اور مزارعت کرتے تھے ۱۲

١٤٠٢ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا فَتَرَكْنَاهَا مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٤٠٣۔ وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمَّايَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْاَرْضَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْاَرْبِعَاءِ اَوْ شَيْءٍ يَسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الْاَرْضِ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ هِيَ بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ وَكَانَ الَّذِيْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ مَا لَوْ نَظَرَ فِيْهِ ذَوُو الْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيْزُوْهُ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٤٠٢۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ ہم مخابرہ کیا کرتے تھے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ یہانتک کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ تو اس وجہ سے ہم نے پھر اس کو چھوڑ دیا[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

١٤٠٣۔ حنظلہ بن قیس نے رافع بن خدیج سے روایت کی کہ رافع نے کہا میرے دو چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زمین کرائے پر دیا کرتے تھے اور شرط یہ ہوتی تھی کہ جو کچھ نالیوں پر اگے گا یا کچھ اور حصہ جو زمین کا مالک مستثنیٰ کرے وہ ان کا ہوگا تو اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا پھر میں نے رافع سے پوچھا اگر زمین درہم یا دینار کے کرائے سے دیدی جائے۔ تو اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور وہ جس چیز سے منع کیا جاتا ہے۔ اگر اسکو کوئی عقلمند آدمی غور سے دیکھے اور حرام حلال کا خیال کرے۔ تو کبھی بھی جائز قرار نہ دے گا کیونکہ اس میں دھوکہ ہے متفق علیہ۔

احسان کی ترغیب۔ [1] اس حدیث کو شافعی ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت سے مخابرہ یا مزارعت ایک ہی چیز ہے یہ جو مخابرہ سے منع فرمایا ہے یہ نہی تنزیہی ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی رواداری سے کام لے اگر اس کے پاس حاجت سے زیادہ زمین ہو تو کسی پر احسان کر کے اللہ کی راہ میں اسکو مفت کاشت کرنے کے لیے دیدے گویا یہ ایک قسم کے صدقہ کی سفارش ہے حکم نہیں ہے ١٢

غیر معین چیز کی تقسیم جائز نہیں۔ [2] اس حدیث کو احمد نسائی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اس طرح کا حصہ نا جائز ہے کہ فلاں کی پیداوار تو ہے لینا اور فلاں کی میں یا فلاں جگہ میری ہے گی اور فلاں جگہ تیری اسلئے کہ اس میں دھوکہ ہے کبھی ایک کھیت میں کچھ نہیں پیدا ہوتا یا تھوڑا پیدا ہوتا ہے اور دوسرے میں زیادہ ہوتا ہے بلکہ اس طرح کرے کہ مالک اور مزارع پیداوار کو آپس میں بانٹ لیں زمین کے رقبہ کو نہ بانٹیں یہ منع ہے ١٢

۲۸۰۴۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ حَقْلًا وَكَانَ أَحَدُنَا يُكْرِي أَرْضَهُ فَيَقُولُ هَذِهِ الْقِطْعَةُ لِي وَهَذِهِ لَكَ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ ذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۸۰۵۔ وَعَنْ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُ قَالَ أَيْ عَمْرُو وَإِنِّي أُعْطِيهِمْ وَأُعِينُهُمْ وَإِنَّ أَعْلَمَهُمْ أَخْبَرَنِي يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلَكِنْ قَالَ أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُومًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۸۰۴۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہم اکثر مدینہ والے کاشتکار لوگ تھے۔ اور ہم میں سے بعض آدمی اپنی زمین کرائے پردے دیا کرتے تھے۔ اور کہتے کہ زمین کا یہ ٹکڑا میرا رہے گا اور یہ تیرا پھر کبھی یہ ٹکڑا کچھ پیدا کرتا۔ اور اس ٹکڑے میں کچھ بھی پیدا نہ ہوتا۔ تو اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے[۱]۔ متفق علیہ۔

۲۸۰۵۔ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے طاوس کو کہا۔ اگر تم مخابرہ چھوڑ دو۔ تو اچھا ہو۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ تو طاؤس نے کہا۔ اے عمرو میں انکو زمین دیتا ہوں۔ اور ان کی مدد کرتا ہوں۔ مجھ کو سب سے بڑے عالم یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی آدمی اپنے بھائی پر احسان کر کے مفت دیدے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ اس پر مقرر کرایہ وصول کرے[۲]۔ متفق علیہ۔

---

[۱] اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے جمہور علما نے کہا ہے کہ مزارعت کی صرف وہ صورت منع ہے جس میں دھوکہ ہو ورنہ جائز ہے ۱۲

[۲] اسکو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے یہی وجہ ہے کہ مخابرہ سے آنحضرت نے منع فرمایا کہ احسان کرو اور یہ احسان کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے اسکا مطلب پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ حضرت طاؤس تابعی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگردوں میں سے ہیں ان کو جو صحابہ میں سے سب سے بڑا عالم کہا ہے تو یہ عام علوم کے متعلق نہیں ہے بلکہ صرف علم تفسیر کے متعلق ہے یہ قرآن مجید کی تفسیر کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق خدا تعالے سے دعا کی تھی کہ اے اللہ یہ بچہ بڑا سمجھدار ہے اسے قرآن مجید کا علم سکھا ۱۲

۱۴۰۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ اَرْضٌ فَلْیَزْرَعْھَا اَوْ لِیَمْنَحْھَا اَخَاہُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُمْسِکْ اَرْضَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۴۰۷۔ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ وَرَاٰی سِکَّۃً وَشَیْئًا مِّنْ اٰلَۃِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ ھٰذَا بَیْتَ قَوْمٍ اِلَّا اَدْخَلَہُ الذُّلَّ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۴۰۸۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَرَعَ فِیْ اَرْضِ قَوْمٍ بِغَیْرِ اِذْنِھِمْ فَلَیْسَ لَہٗ مِنَ الزَّرْعِ شَیْءٌ وَلَہٗ نَفَقَتُہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ

۱۴۰۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے پاس زمین ہو۔ وہ اس میں زراعت کرے۔ یا اپنے بھائی پر احسان کر کے اسکو مفت کاشت کرنے کے لئے دیدے۔ اور اگر انکار کرے تو اپنی زمین اپنے پاس رکھے[لہ]۔ متفق علیہ

۱۴۰۷۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے ہل اور کھیتی باڑی کے کچھ آلات دیکھے۔ تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ قوم کے جس گھر میں یہ داخل ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس گھر میں ذلت کو داخل کر دے گا[سے]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۴۰۸۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی کی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر زراعت کرے۔ تو اس کو زراعت میں سے سوائے اس کی لاگت کے اور کوئی چیز نہیں ملے گی[سے]۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے

لہ اس حدیث کو احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے مزارعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے یہودیوں سے خود بھی کرتے رہے ہیں اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں بھی مزارعت چلتی رہی ہے یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں ۱۲

سے اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے شریعت کی نگاہ میں سب سے اچھا پیشہ جہاد ہے اور بدترین پیشہ کاشتکاری ہے کیونکہ اس سے آدمی ہر وقت خاک آلود رہتا ہے علم اور تہذیب کی مجلسوں سے دور اور جانوروں اور مویشیوں میں زندگی گذارتا ہے اور خراج معاملہ وغیرہ دینا ہے اور اسماوی آفتوں کا سب سے زیادہ یہی شکار ہوتا ہے

سے اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی کسی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر کاشتکاری کرے تو وہ نسل اور پیداوار کا حقدار نہیں ہے اسکو صرف بیج اور دوسرا خرچ کیا ہوا ملیگا باقی ساری فصل زمین کے مالک کی ہوگی ۱۲۔

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۰۴۱۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِيْنَةِ اَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ اِلَّا يَزْرَعُوْنَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِيٌّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَاٰلُ اَبِيْ بَكْرٍ وَاٰلُ عُمَرَ وَاٰلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ كُنْتُ اُشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ فِي الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلٰى اِنْ جَاءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَهُ الشَّطْرُ وَاِنْ جَاءُوْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا ؁ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

فصل سوم

۹۰۴۱۔ قیس بن مسلم امام ابوجعفر محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ سارے مہاجر لوگ مدینہ منورہ میں تہائی اور چوتھائی حصے پر کھیتی باڑی کرتے تھے۔ اور زراعت کی حضرت علی اور سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعود اور عمر بن عبدالعزیز اور قاسم اور عروہ اور آل ابوبکر اور آل عمر اور آل علی اور ابن سیرین نے اور عبدالرحمن بن اسود نے کہا کہ میں کھیتی باڑی میں عبدالرحمن بن یزید سے شریک ہوتا تھا۔ اور حضرت عمر لوگوں سے یہ معاملہ کرتے تھے۔ اور اگر عمر بیج اپنے پاس سے دے گا تو آدھا حصہ ملے گا۔ اگر مزارع بیج اپنے پاس سے ڈالے تو ان کو یہ حصہ ملے گا۔؁ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

؁ اس حدیث کو بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے۔ اور عبدالرزاق نے اسکو موصل کیا ہے یہ تمام آثار دلالت کرتے ہیں کہ مزارعت جائز ہے ۱۲۔

بَابُ الْاِجَارَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۸۱. عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ زَعَمَ ثَابِتُ ابْنُ الضَّحَّاكِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَاَمَرَ بِالْمُؤَاجَرَةِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهٗ وَاسْتَعَطَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مزدوری کا بیان

فصل اوّل

۱۱۸۱. عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ثابت بن ضحاک نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا ہے اور مزدوری کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے[۵۱]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی۔ اور سینگی لگانے والے کو اس کی مزدوری دی اور نسوار چڑھائی[۵۲]۔ متفق علیہ۔

کھیتی باڑی اچھا پیشہ نہیں ہے۔ ۵۱ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے مزارعت سے منع فرمانے کی وجہ توجیہ ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے کہ یہ پیشہ شریعت کی نگاہ میں کوئی اچھا پیشہ نہیں ہے اور مزدوری جائز ہے قرآن مجید سے ثابت ہے مزارعت کے مقابلہ میں مزدوری اچھا پیشہ ہے کہ اس میں نقصان کا احتمال نہیں اور فائدے ہو جاتے ہیں ۱۲

سینگی لگانا منع نہیں ہے ۵۲ اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سینگی لگانے کی اُجرت دینا جائز ہے جمہور علماء نے کہا ہے کہ گو یہ پیشہ ذلیل ہے لیکن حرام نہیں ہے اور اسکی ہشا پہلے گندگی ہے اور یہ ذلیل پیشہ اس لیے ہے کہ بیمار کے زخم سے خون اور پیپ منہ سے چوسنا پڑتا ہے اور منہ میں گندگی بھر جاتی ہے اسی لیے اس کو ناپسندیدہ پیشوں میں شمار کیا گیا ہے لیکن یہ پیشہ حرام نہیں ہے اگر حرام ہوتا تو آپ خود سینگی نہ لگواتے اور نہ سینگی لگانے والے کو اجرت دیتے ۱۲

۱۴۱۱ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَى عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۱۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ تَعَالَى ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۱۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوا بِمَاءٍ فِيهِمْ لَدِيغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ إِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا

۱۴۱۱ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کے تمام پیغمبروں نے بکریاں چرائی ہیں تو آپ کے صحابہ نے پوچھا کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں میں مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط سونے پر چرایا کرتا تھا[۱]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۴۱۲ - اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ تین آدمی ہیں۔ کہ میں خود ان سے قیامت کے دن جھگڑوں گا۔ ایک وہ آدمی جس نے میرے نام سے عہد دیا اور پھر دھوکہ کیا۔ اور ایک وہ آدمی جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ دیا۔ اور اس کی قیمت کھا گیا۔ اور ایک وہ آدمی جس نے کسی کو مزدوری پر لگایا۔ اور اس سے کام تو پورا لے لیا۔ اور اس کو مزدوری ادا نہ کی[۲]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۴۱۳ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کا گزر ایک پانی کے چشمے پر ہوا۔ وہاں ایک بچھو یا سانپ کا ڈسا ہوا آدمی تھا۔ تو صحابہ میں سے ایک آدمی گیا۔ اور اس نے چند ایک بکریوں کے

ل۱ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے آپ ایک قیراط فی بکری ماہانہ اجرت لیا کرتے تھے اور بکریاں چرایا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مویشی چرانے کی اجرت لینا جائز ہے ۱۲۔ مویشی چرانے کی اجرت لینا جائز ہے۔

ل۲ اس حدیث کو مسلم۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان اور ابن خزیمہ نے روایت [illegible] ماجہ ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بھی۔ ابن حبان اور ابن خزیمہ میں یہ لفظ بھی زیادہ ہیں کہ میں قیامت کے دن انسے خود جھگڑوں گا اور جس سے میں جھگڑوں گا ان پر غالب آؤں گا کسی سے مزدوری کروا کر ان کو اجرت نہ دینا ایک طرح سے اسکا مال باطل طریقہ سے کھانا ہے جو کہ قرآن مجید کی نص سے حرام ہے دوسری حدیث میں ہے کہ مزدوری ادا کرنے میں دیر کرنا بھی جرم ہے حکم یہ ہے کہ مزدور کو اسکی مزدوری اسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو ۱۲۔

لَدِيْغًا أَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءٍ فَبَرَأَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلَى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوا ذٰلِكَ وَقَالُوا أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللهِ أَجْرًا حَتّٰى قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوا يَا رَسُوْلَ اللهِ أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ أَصَبْتُمْ اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۲۸۱۴۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

عوض سورۃ الحمد پڑھ کر دم کی۔ وہ آدمی تندرست ہو گیا۔ وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ انھوں نے اس کو برا سمجھا اور کہا کہ تو نے اللہ کی کتاب پر مزدوری لی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر مزدوری لینے کے تم سب سے زیادہ حق دار ہو وہ اللہ کی کتاب ہے[ف]۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ تم نے ٹھیک کیا۔ اب وہ بکریاں تقسیم کر لو۔ اور مجھے بھی ان میں سے حصہ دینا

فصل دوم

۲۸۱۴۔ خارجہ بن صلت اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سے لوٹ کر اپنے گھروں کو

قرآن کی تعلیم کی اجرت لینا جائز ہے۔ [ف] اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے جمہور علما کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے اور اسی طرح اس کی کتابت اور اس کے ساتھ دم کرنے اور تعویذ کرنے کی اجرت لینا بھی جائز ہے اور عبادہ بن صامت کی حدیث جو آگے آرہی ہے اس میں جو تعلیم قرآن کی اجرت لینے سے منع کیا ہے تو یہ نہی تنزیہی ہے امام ابوحنیفہ تعلیم قرآن کی اجرت کو حرام سمجھتے ہیں لیکن متاخرین حنفیہ نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے کا فتوی دیا ہے دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ ادویہ کا جو نے کاٹا تھا صحابہ کرام کی بے نفسی مشہور ہے۔ دم کرنے پر بکریوں کا مطالبہ صرف اس لیے کیا تھا کہ ان لوگوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا تھا بلکہ اسلام سے تعصب کی بنا پر ان کے ہاتھ کھانے پینے کی چیزیں فروخت کرنے سے بھی انکار کیا تھا اور صحابہ کرام اس وقت بھوکے تھے۔ اضطراری حالت تھی لیکن اس کے باوجود بھی صحابہ نے اس کو مکروہ سمجھا اور آنحضرت نے اس اجرت کو جائز قرار دیا۔ ۱۲

وَسَلَّمَ فَأَتَيْنَا عَلٰى حَيٍّ مِّنَ الْعَرَبِ فَقَالُوْا اِنَّا اُنْبِئْنَا اَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ اَوْ رُقْيَةٍ فَاِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوْهًا فِي الْقُيُوْدِ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَجَاءُوْا بِمَعْتُوْهٍ فِي الْقُيُوْدِ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً اَجْمَعُ بُزَاقِيْ ثُمَّ اَتْفُلُ قَالَ فَكَاَنَّمَا اُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَاَعْطَوْنِيْ جُعْلًا فَقُلْتُ لَا حَتّٰى اَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلْ فَلَعَمْرِيْ لَمَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةٍ حَقٍّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۲۱۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطُوا الْاَجِيْرَ

واپس جارہے تھے کہ ہمارا گزر عرب کے ایک قبیلہ پر ہوا۔ انھوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم اس آدمی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھلائی لے کر واپس جارہے ہو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا کوئی تعویذ ہے؟ ہمارے پاس ایک دیوانہ آدمی ہے۔ جو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ہم نے کہا۔ ہاں۔ وہ دیوانے آدمی کو زنجیروں میں جکڑا ہوا لے آئے۔ میں نے اس پر سورۃ فاتحہ تین دن صبح و شام پڑھی۔ اور اپنی تھوک اکٹھی کر کے اس پر تھوک دیتا۔ اس نے کہا۔ وہ اس طرح بیماری سے تندرست ہوا۔ گویا کہ اونٹ کی رسی کھول دی گئی ہو۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے مجھ کو مزدوری دی۔ میں نے کہا میں اس وقت تک نہیں لوں گا۔ جب تک کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کھا میری عمر کی قسم جو آدمی باطل منتر کے ساتھ کھاتے وہ برا ہے۔ اور تو نے تو اچھے منتر سے کھایا ہے[1]۔ اسکو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۲۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مزدور کو اس کی مزدوری اسکا پسینہ

قرآن کی آیات سے دم کرنا جائز ہے۔ [1] اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ رقیہ باطل وہ ہے جس پر ایسی کلام پڑھی جائے جو شریعت کے خلاف ہو جس کے معنے کا پتہ نہ چل سکے اور رقیہ حق اچھا منتر وہ ہے جس میں قرآن مجید یا حدیث شریف کے الفاظ پڑھے جائیں دوسری حدیث میں ہے کہ وہ دیوانہ ایک بڑے دولتمند آدمی کا بیٹا تھا انہوں نے اس کو دو سو بکریاں اجرت میں دیں اس سے معلوم ہوا کہ دم کرنا (جھاڑ پھونک کرنا) اور تعویذ کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کی تاثیر کو ذاتی نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت سمجھے اور پھر بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اور دم تعویذ نہ کرنا کرانا افضل ہے ۱۲۔

اَجْرَهُ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔
وَعَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ جَاءَ عَلٰى فَرَسٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَفِي الْمَصَابِيْحِ مُرْسَلٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۴۱۶۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ النُّدَّرِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ طٰسٓمٓ حَتّٰى بَلَغَ قِصَّةَ مُوْسٰى قَالَ اِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اٰجَرَ نَفْسَهٗ ثَمَانَ سِنِيْنَ اَوْ عَشْرًا عَلٰى عِفَّةِ فَرْجِهٖ وَطَعَامِ بَطْنِهٖ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔[1] اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔
حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سائل کا حق ہے۔ اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔[2] اسکو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۴۱۶۔ عتبہ بن ندر نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے طسم (سورہ قصص) پڑھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے قصہ پر پہنچے۔ تو فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پیٹ کی روٹی اور شرمگاہ کی حفاظت کے بدلے اپنے آپ کو آٹھ سال یا دس سال مزدور بنائے رکھا۔[3] اسکو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

---

[1] اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن اس کی تائید ابوہریرہ کی حدیث سے ہوتی ہے جو پہلے گذر چکی ہے ۱۲

سائل کو ضرور کچھ نہ کچھ دے دو [2] یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے بہت ہی ضعیف ہے بلکہ ابن جوزی نے تو اسکو موضوعات میں بیان کیا ہے مطلب یہ ہے کہ مسلمان سائل کے متعلق حسن ظنی ہی رکھنا چاہیئے کہ شاید واقعی یہ حقدار ہو اور بالفرض اس کے پاس گھوڑا بھی ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی سے مانگ کر لایا ہو یا اس گھوڑے کے علاوہ اسکے پاس کوئی چیز نہ ہو بہرحال جو مانگ رہا ہے اس کو کچھ نہ کچھ دے ہی دینا چاہیے

[3] اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو روٹی کپڑے پر مزدوری کرنے کو جائز کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عمران کے بیٹے ہیں اور بنی اسرائیل کے سب سے بڑے مرتبے والے صاحب کتاب اور صاحب شریعت نبی ہیں۔ بنی اسرائیل میں ان کے مرتبہ کا کوئی نبی پیدا نہ ہوا یہ بنی اسرائیل کے نجات دہندہ ہیں ۱۲

۱۷ ۱۴۱۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ رَجُلٌ اَهْدٰى اِلَيَّ قَوْسًا مِمَّنْ كُنْتُ اُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْاٰنَ وَلَيْسَتْ بِمَالٍ فَاَرْمِيْ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ قَالَ اِنْ كُنْتَ تُحِبُّ اَنْ تُطَوَّقَ طَوْقًا مِّنْ نَّارٍ فَاقْبَلْهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

بَابُ اِحْيَاءِ الْمَوَاتِ وَالشِّرْبِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۸ ۱۴۱۔ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَمَّرَ اَرْضًا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ فَهُوَ

---

۱۷ ۱۴۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں ایک آدمی کو کتاب یا قرآن مجید سکھلایا کرتا تھا۔ اس نے مجھ کو ایک کمان ہدیہ میں دی ہے۔ اور یہ مال بھی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ اللہ کے راستہ میں تیر اندازی کرتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو پسند کرتا ہے کہ تیری گردن میں آگ کا طوق ڈالا جائے۔ تو اس کو قبول کر لے[ف] اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا

"بے آباد زمین آباد کرنے اور پانی کی باری کا بیان"

فصل اوّل

۱۸ ۱۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کوئی زمین آباد کرے جو کسی کی ملکیت

ف اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں دو راوی مغیرہ بن زیاد اور اسود بن ثعلبہ ضعیف ہیں لیکن اسکے کچھ اور شواہدات اور متابع بھی ہیں جن سے اس کو تقویت پہنچتی ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے اس کے متعلق پہلے بھی گزر چکا ہے۔ اور قرآن مجید کی تعلیم کی اجرت لینا انہی احادیث کی بنا پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منع ہے لیکن اس کا لازمی نتیجہ بالآخر یہ ہوتا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے لیے کوئی آدمی اپنے آپ کو وقف نہ کر سکتا اور قرآن کی تعلیم یکسر ہو جاتی اسی بنا پر متاخرین احناف نے قرآن مجید کی تعلیم کی اجرت لینا جائز قرار دیا ہے اور امام صاحب کی نہی کو نہی تنزیہی پر محمول کیا ہے اور باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بلا کراہت اجرت لینا جائز ہے ۱۲

اَحَقُّ قَالَ عُرْوَةُ قَضٰى بِهٖ عُمَرُ فِيْ خِلَافَتِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۱۴۱۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا حِمٰى اِلَّا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۱۴۲۰ - وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِيْ شِرَاجٍ مِّنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهٗ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ

نہ ہو تو وہ آدمی اس زمین کا زیادہ حقدار ہے عروہ نے کہا کہ حضرت عمر نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۴۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ صعب بن جثامہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ آپ فرماتے تھے اللہ اور اس کے رسول کی چراگاہ کے سوا کسی کی چراگاہ نہیں ہے اس کو بخاری نے روایت کیا

۱۴۲۰۔ عروہ بن زبیر نے کہا کہ حضرت زبیر اور ایک انصاری آدمی کا حرہ کی ایک نالی کے پانی میں جھگڑا ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے زبیر تو اپنی کھیتی کو پانی لگا لے۔ پھر اپنے ہمسائے کو پانی دیدینا۔ تو انصاری نے کہا۔ یہ فیصلہ آپ نے اس لئے کیا۔ کہ زبیر آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا پھر آپ نے فرمایا۔ اے زبیر اپنی کھیتی کو پانی لگا۔ پھر اس وقت تک پانی روک رکھو۔ جب تک کہ پانی کھیتی کی منڈیروں تک نہ پہنچ جائے۔ پھر پانی اپنے ہمسائے کو

سلہ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ابو یعلی، دار قطنی، طیالسی اور ابن عدی نے اس کو دو طرق سے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی بے آباد زمین کو آباد کرے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ پہلے کسی کی ملک نہ ہو اور اس پر جمہور کا اتفاق ہے ۱۲۔ چراگاہ صرف اللہ و رسول کی ہے۔

سلہ اس حدیث کو احمد ابوداؤد نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا مطلب یہ ہے کہ جنگل میں غیر مملوکہ مباح زمین کو کوئی آدمی اپنے مویشیوں کے لیے مخصوص نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر حکومت وہ علاقہ کسی کو جاگیر میں دیدے تو پھر جائز ہے اور آبادی کے قریب کسی کو جاگیر دینا منع ہے ۱۲۔

حِيْنَ أَحْفَظَهُ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ أَشَارَ عَلَيْهِمَا بِأَمْرٍ لَهُمَا فِيْهِ سَعَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۲۱۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوْا بِهِ فَضْلَ الْكَلَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۲۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَاءٍ لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

دے دینا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صریح حکم میں زبیر کو اس کا پورا حق دیدیا۔ جبکہ انصاری نے آپکو غصہ دلایا۔ اور پہلے آپ نے ایسا حکم دیا تھا جس میں دونوں کو گنجائش تھی[۱] متفق علیہ۔

۱۴۲۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرورت سے بچے ہوئے پانی سے کسی کو نہ روکو۔ کہ اس کے سبب سے زائد گھاس کو بھی تم روک سکو[۱] متفق علیہ

۱۴۲۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام تک نہ کریں گے۔ اور نہ ان کی طرف سے دیکھیں گے۔ ایک وہ آدمی جو کسی مال پر قسم کھائے۔ کہ اس سے زیادہ منافع تو اسکو پہلے ملتا تھا۔ جتنا کہ تو مجھ کو دے رہا ہے حالانکہ وہ اس قسم میں جھوٹا ہو اور ایک وہ آدمی جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے تاکہ اس کے ساتھ کسی مسلمان آدمی کا مال ہڑپ کر جائے۔ اور ایک وہ آدمی جو ضرورت سے زائد پانی کو روک رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو کہیں گے۔ آج میں تم سے اپنا فضل روک لوں گا جیسے کہ تو نے زائد پانی کو روک لیا تھا۔ حالانکہ اس پانی کو تو نے پیدا نہیں کیا تھا[۱] متفق

فیصلہ میں فریقین کی بھلائی مدنظر رکھو۔

[۱] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے یہ انصاری مخلص مومن تھے۔ منافق نہیں تھے۔ لیکن ان سے غلطی ہو گئی۔ جیسے حاطب بن ابی بلتعہ اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش اور مسطح بن اثاثہ سے غلطی ہو گئی پہلے آپ نے حضرت زبیر کو ایسا حکم دیا۔ جو صحیح بھی تھا اور اس میں انصاری کی رعایت بھی تھی کیونکہ دستور یہ ہے کہ جس کی کھیتی نہر کے قریب ہو۔ پہلے وہ پانی لگائے آپ نے زبیر کو کہا۔ کہ پانی لگالو۔ کیونکہ انہی کی کھیتی وہ تھی۔ لیکن کہا۔ کہ جیسے پانی ٹخنوں تک ہو جائے۔ تو پانی انصاری کو دیدینا۔ انصاری کے منہ سے بے اختیار یہ کلمہ نکل گیا۔ کہ زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ آپ نے اس کی رعایت کی ہے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا۔ کیونکہ اس نے مقام نبوت کی توہین کی تھی۔ پھر آپ نے اس کو حکم دیا۔ کہ زبیر اپنی کھیتی منڈیروں تک بھر کے پھر انصاری کو پانی دینا۔ یہ اصل حکم ہے بے رعایت ۱۲۔

(حاشیہ پر صفحہ آئندہ)

وَذُكِرَ حَدِيثُ جَابِرٍ فِي بَابِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا مِنَ الْبُيُوعِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۱۴۲۳۔ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَاطَ حَائِطًا عَلَى الْاَرْضِ فَهُوَ لَهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۴۲۴۔ وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ لِلزُّبَيْرِ نَخِيْلًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۴۲۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ لِلزُّبَيْرِ حُضْرَ فَرَسِهٖ فَاَجْرَى فَرَسَهٗ

علیہ اور جابر کی حدیث باب نہی عنہا من البیوع میں گزر چکی ہے۔

فصل دوم

۱۴۲۳۔ سمرہ بن جندب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی زمین پر دیوار بنا کر اس کا احاطہ کرلے۔ وہ زمین اسی کی ہے[لہ] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۴۲۴۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو کچھ کھجوروں کے درخت جاگیر میں دئے تھے[لہ] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا

۱۴۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام کو اس کے گھوڑے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۵۲ اسکو نسائی کے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مویشیوں کی بقا اور زندگی کے لئے گھاس اور پانی لازمی چیز ہے۔ پانی سے روک دینے کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ کوئی گھاس بھی نہ چرا سکے گا اور اس حدیث کا مطلب پہلے گذر چکا ہے۔

بعض حالات میں گناہ کی شدت بڑھ جاتی ہے ۵۳ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے مکان لوگوں کا حال قیامت کے دن مغضوب لوگوں کا سا ہوگا کیونکہ یہ کیفیت غضب ہی میں ہوتی ہے۔ اور یہ عذاب سے کنایہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض جگہوں میں جھوٹی قسم کھانا بہت زیادہ برا ہے۔ جیسا حرم مکہ اور مدینہ میں اور مسجد میں اور آنحضرت کے منبر پر اور اسی طرح بعض وقت بھی ایسے ہیں۔ کہ انہیں جھوٹی قسم کا گناہ بھی بڑھ جاتا ہے جیسے کہ بعد عصر اور جمعہ کے دن۔ ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) لہ اس حدیث کو احمد، طبرانی، بیہقی اور ضیاء نے بھی مختارہ میں روایت کیا ہے۔ اور ابن جارود نے اس کو صحیح کہا ہے جو زمین کسی کی ملکیت میں نہ ہو اس پر جو آدمی بھی دیوار سے احاطہ کرلے۔ وہ اسی کی ہے۔ ۱۲۔

لہ اس حدیث کی سند اچھی ہے۔ جو زمین یا ذخیرہ یا باغ۔ یا کان حکومت کے قبضہ میں ہو۔ اور کسی شخصی ملکیت میں نہ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

حَتّٰى قَامَ ثُمَّ رَمٰى بِسَوْطِهٖ فَقَالَ اَعْطُوْهُ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ

۲۶ ۱۴۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَهٗ اَرْضًا بِحَضْرَمَوْتَ قَالَ فَاَرْسَلَ مَعِيْ مُعٰوِيَةَ قَالَ اَعْطِهَا اِيَّاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۲۷ ۱۴۔ وَعَنْ اَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ الْمَارِبِيِّ اَنَّهٗ وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْطَعَهُ الْمِلْحَ الَّذِيْ بِمَارِبَ فَاَقْطَعَهٗ اِيَّاهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَقْطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ قَالَ فَرَجَعَهٗ مِنْهُ قَالَ وَسَاَلَهٗ مَاذَا يُحْمٰى مِنَ الْاَرَاكِ قَالَ مَا لَمْ تَنَلْهُ اَخْفَافُ الْاِبِلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

کی دوڑ تک زمین جاگیر دی۔ تو زبیر نے اپنے گھوڑے کو دوڑایا جب گھوڑا کھڑا ہو گیا۔ تو انھوں نے اپنا کوڑا پھینک دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ زبیر کو وہاں تک زمین دے دو جہاں تک اس کا کوڑا پہنچا ہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۲۶ ۱۴۔ علقمہ بن وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حضر موت میں جاگیر دی تھی۔ وائل نے کہا۔ میرے ساتھ امیر معاویہ کو بھیجا۔ کہ اس کو زمین ماپ کر دے آؤ۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔

۲۷ ۱۴۔ ابیض بن حمال مآربی سے روایت ہے۔ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور آپ سے نمک کی وہ کان جاگیر میں مانگی۔ جو مآرب میں ہے۔ تو آپ نے اس کو وہ کان جاگیر میں دیدی۔ جب ابیض واپس ہوا۔ تو ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول آپ نے تو اسکو ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ دے دیا۔ راوی نے کہا۔ کہ پھر آپ نے اس سے وہ کان واپس لے لی۔ راوی نے کہا۔ اور اس آدمی نے سوال کیا۔ کہ کونسے پیلو کے درخت گھیرے جا سکتے ہیں۔ فرمایا۔ جہاں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچ سکیں اس کو ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہو۔ حاکم وقت کو حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ کسی کو اس کی خدمات کے عوض اس میں سے کچھ جاگیر کے طور پر دیدے۔ بشرطیکہ اس کی وہ خدمات شریعت کے خلاف نہ ہوں۔ اور قوم سے غداری نہ ہو۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۵ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے یہ حدیث مضطرب ہے۔ اور اس کا ایک راوی عبد اللہ بن عمر بن حفص ضعیف بھی ہے۔ ۱۲

۵۲ اس حدیث کو ابوداؤد، بیہقی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اور طبرانی اور ترمذی نے اس کا مضمون بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حاکم وقت کوئی مصلحت دیکھے۔ تو بعض لوگوں کو انعام کے طور پر جاگیر دے سکتا ہے۔ ۷

جاگیر آبادی سے دور ہونی چاہیئے۔ ۵۳ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اور اس کو ابوداؤد، نسائی، دارقطنی، ابو یعلی، ابو نعیم، سعید بن منصور اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ مآرب یمن کے علاقہ میں ایک مقام ہے۔ اونٹوں کے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۴۲۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَکَاءُ فِیْ ثَلٰثٍ فِی الْمَاءِ وَالْکَلَاءِ وَالنَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۴۲۹۔ وَعَنْ اَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَایَعْتُهٗ فَقَالَ مَنْ سَبَقَ اِلٰی مَاءٍ لَمْ یَسْبِقْهُ اِلَیْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ لَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۴۳۰۔ وَعَنْ طَاوٗسٍ مُرْسَلًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحْیٰی مَوَاتًا مِّنَ الْاَرْضِ فَهُوَ لَهٗ وَعَادِیُّ الْاَرْضِ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ هِیَ لَکُمْ مِنِّیْ رَوَاهُ الشَّافِعِیُّ وَرَوٰی فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ الدُّوْرَ فِی الْمَدِیْنَةِ

۱۴۲۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں پانی۔ گھاس اور آگ میں[1] اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۴۲۹۔ اسمر بن مضرس نے کہا۔ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپ سے بیعت کی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جو آدمی کسی پانی پر پہلے پہنچ جائے۔ جہاں پہلے کوئی مسلمان آدمی نہ پہنچا ہو۔ تو وہ پانی اسی کا ہے۔[2] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۴۳۰۔ طاوس نے مرسلاً روایت کیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی بنجر زمین کو آباد کرے۔ وہ زمین اسی کی ہے اور قدیمی بنجر زمین جو کسی کی ملکیت نہ ہو۔ وہ اللہ اس کے رسول کی ہے۔ اور پھر وہ میری طرف سے تمہارے ہی لئے ہے اسکو شافعی نے روایت کیا۔ اور شرح السنہ میں بھی روایت کیا گیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود کو کچھ مدینہ میں مکان جاگیر میں دئے۔ اور وہ انصار کے گھروں اور کھجوروں کے درمیان تھے۔ تو بنو عبد بن زہرہ نے کہا کہ ہم میں سے ابن ام

پانی پہنچنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب اونٹوں کو چرنے کے لئے چھوڑا جائے۔ تو وہاں تک پہنچ سکیں یہ ایک اصول ہے۔ کہ کسی آبادی کے قریب کسی کو جاگیر نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ آبادی کی ضروریات کے لئے زمین وقف عام رہنی لازمی ہے۔ اور نہ ہی آبادی کے قریب اپنے لئے کوئی چراگاہ بنا سکتا ہے۔ اور یہ بھی اس وقت ہے۔ کہ زمین مباح ہو۔ کسی کی ملکیت نہ ہو۔ اور اگر کسی کی ملکیت میں ہو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۱۲

تین چیزوں میں سب مسلمان شریک ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ابی شیبہ اور ابن عدی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ ان تین چیزوں سے ہر ایک مسلمان کو فائدہ اٹھانے کا مساوی حق ہے۔ گھاس سے مراد جنگل کا گھاس ہے۔ جو کسی نے خود کاشت نہ کیا ہو۔ اور پانی سے مراد دریا اور چشمہ کا پانی ہے۔ نہ کہ اپنے کنوئیں کا اور ایک حدیث میں نمک بھی آیا ہے کہ وہ کثیر النفع اور بے قیمت یا معمولی قیمت کی چیز ہے۔ اس سے کسی کو روکنا نہیں چاہیئے ۱۲۔

[2] اس حدیث کو ابونعیم۔ بیہقی۔ سعید بن منصور۔ ضیاء۔ ابن سعد اور بغوی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی مباح پانی جو کسی ایسی زمین میں نہ ہو۔ جو کسی کی ملکیت ہو تو مینڈ بنا کر اپنے احاطہ میں لے لے۔ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

وَهِيَ بَيْنَ ظَهْرِهِمْ إِلٰى عِمَارَةِ الْأَنْصَارِ مِنَ الْمَنَازِلِ وَالنَّخْلِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ بْنِ زُهْرَةَ نَكِّبْ عَنَّا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِمَ ابْتَعَثَنِيَ اللّٰهُ إِذًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُقَدِّسُ أُمَّةً لَا يُؤْخَذُ لِلضَّعِيفِ فِيهِمْ حَقُّهُ۔

۱۴۳۱۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي السَّيْلِ الْمَهْزُوْرِ أَنْ يُمْسَكَ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُرْسِلُ الْأَعْلٰى عَلَى الْأَسْفَلِ رَوَاهُ أَبُو دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۴۳۲۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ عَضُدٌ مِنْ نَخْلٍ فِي حَائِطِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ

عبد کو دور کر دو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے پھر بھیجا ہی کیوں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی پاک نہیں کرتے۔ جس میں ضعیف آدمی کو اس کا حق نہ مل سکے[له]

۱۴۳۱۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہزور کے نالے کے پانی پر یہ فیصلہ کیا۔ کہ اس کا پانی ٹخنوں تک روکا جائے۔ پھر اوپر کی کھیتی والا نیچے کے کھیت میں پانی چھوڑ دے۔ اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۴۳۲۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ان کے کھجوروں کے کچھ درخت ایک انصاری کے باغ میں تھے۔ اور

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) تو اس پانی پر اسی کا قبضہ تصور کیا جائے گا۔ اگر کوئی اور آدمی لینا چاہیے۔ تو اس کی اجازت سے لے۔ ۱۲۔

نبی کی آمد کا مقصد کیا ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) له اس حدیث کے پہلے حصے کو شافعی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جسمانی لحاظ سے بہت کمزور دبلے پتلے اور چھوٹے قد کے تھے عرب لوگ اس زمین کو جو مکانوں کی تعمیر کے لئے رکھی گئی ہو۔ کو بھی مکان کہتے ہیں۔ اور یہاں مکانات سے مراد مکانوں کے لئے زمین ہے۔ عرب لوگ طاقت ور ہمسائے کو پسند کرتے تھے۔ کہ مصیبت پڑنے پر کام آسکے چونکہ حضرت ابن مسعود کمزور تھے۔ بنو زہرہ کو ان کی ہمسائیگی ناپسند ہوئی کہنے لگے۔ کہ ان کو کہیں اور لے جا کر آباد کرو۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ اس طرح کے ظلم و ستم تو پہلے ہی سے چلے آ رہے ہیں۔ اگر اب بھی کمزور لوگ جگہ جگہ ٹھوکریں کھاتے پھریں تو پھر نبی کے دنیا میں آنے کا کیا فائدہ؟ نبی تو آتے ہی دنیا میں اس لئے ہیں۔ کہ دنیا میں امیر غریب کمزور طاقتور سب کے سب عزت کی زندگی بسر کر سکیں۔ ۱۲۔

سه مہزور بنو قریظہ کا ایک قدرتی نالہ تھا جس سے کھیتوں کو سیراب کیا جاتا تھا پانی کے متعلق پہلے اصول بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲۔

وَمَعَ الرَّجُلِ أَهْلُهُ فَكَانَ سَمُرَةُ يَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَتَأَذَّى بِهِ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَطَلَبَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبِيعَهُ فَأَبٰى فَطَلَبَ أَنْ يُنَاقِلَهُ فَأَبٰى قَالَ فَهَبْهُ لَهُ وَلَكَ كَذَا أَمْرًا رَغَّبَهُ فِيهِ فَأَبٰى فَقَالَ أَنْتَ مُضَارٌّ فَقَالَ لِلْأَنْصَارِيِّ اذْهَبْ فَاقْطَعْ نَخْلَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَذُكِرَ حَدِيثُ جَابِرٍ مَنْ أَحْيٰى أَرْضًا فِي بَابِ الْغَصْبِ بِرِوَايَةِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ أَبِي صِرْمَةَ مَنْ ضَارَّ أَضَرَّ اللّٰهُ بِهِ فِي بَابِ مَا يُنْهٰى مِنَ التَّهَاجُرِ۔

اس کے بیوی بچے بھی اسی باغ میں تھے۔ سمرہ جب باغ میں جاتے۔ تو اس سے انصاری کو تکلیف ہوتی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اس کا تذکرہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمرہ سے مطالبہ کیا کہ ان درختوں کو انصاری کے ہاتھ بیچ دو۔ تو سمرہ نے انکار کر دیا۔ پھر آپ نے مطالبہ کیا۔ کہ ان کے بدلے میں اور جگہ سے درخت لے لو۔ پھر بھی سمرہ نے انکار کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اس درخت کو ہبہ کر دو۔ اور جنت میں تجھے یہ یہ نعمتیں ملیں گی۔ آپ نے اسکو ترغیب دی پھر بھی سمرہ نے انکار کر دیا پھر آپ نے فرمایا۔ تو تکلیف دینے والا ہے۔ پھر آپ نے انصاری کو فرمایا۔ جاکر اس کی کھجوروں کے درخت کاٹ دے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔ اور جابر کی حدیث من احیی ارضا باب الغصب میں سعید بن زید کی روایت سے ذکر ہو چکی ہے اور ابو صرمہ کی حدیث کہ جس نے کسی کو تکلیف پہنچائی۔ اللہ اسکو تکلیف پہنچائے گا۔ باب ما ینھی من التھاجر میں ہم ذکر کریں گے۔

ضرر کو دور کرنے کی اجازت ہے۔ ۵اس حدیث کی سند اچھی نہیں ہے۔ سمرہ بن جندب ایک مخلص مومن اور صحابی تھے۔ اس وقت ضد میں آگئے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ میرا مقابلہ انصاری سے ہے۔ اور یہ خیال نہ کیا۔ کہ جواب تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے رہا ہوں۔ جب وہ بیچنے پر بھی رضامند نہ ہوئے۔ اور تبادلے پر بھی تو اس کا مقصد تو صرف انصاری کو تنگ کرنا تھا۔ اور ضرر کو بہر حال دفع کرنا جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری کو کہا۔ کہ جاکر اس کے درخت کاٹ دو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرر کو دور کر دینے کی اجازت ہے۔ خواہ وہ کسی کی ملک میں ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایمان کی ستر سے اوپر کچھ شاخیں ہیں ان میں سے سب سے بڑی شاخ (رتبہ) لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے) ہے اور سب سے چھوٹی شاخ راستے سے تکلیف دینے والی چیز کا دور کر دینا ہے مثلاً اینٹ روڑا۔ کانٹا۔ گندگی وغیرہ اور حیا (شرم) ایمان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے ۱۲

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۳۳ا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِيْ لَا يَحِلُّ مَنْعُهٗ قَالَ الْمَاءُ وَ الْمِلْحُ وَالنَّارُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا الْمَاءُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا بَالُ الْمِلْحِ وَالنَّارِ قَالَ يَا حُمَيْرَاءُ مَنْ اَعْطٰى نَارًا فَكَاَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَا اَنْضَجَتْ تِلْكَ النَّارُ وَمَنْ اَعْطٰى مِلْحًا فَكَاَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَا طَيَّبَتْ تِلْكَ الْمِلْحُ وَمَنْ سَقٰى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِّنْ مَّاءٍ حَيْثُ يُوْجَدُ الْمَاءُ فَكَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَةً وَمَنْ سَقٰى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِّنْ مَّاءٍ حَيْثُ لَا يُوْجَدُ الْمَاءُ فَكَاَنَّمَا اَحْيَاهَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

فصل سوم

۴۳۳ا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اے اللہ کے رسول وہ کونسی چیز ہے۔ جس سے منع کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پانی اور نمک اور آگ کہتی ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول پانی کا حال تو ہم جانتے ہیں نمک اور آگ سے روکنا کیوں جائز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے سرخ رنگ والی جو آدمی آگ دیدے تو گویا کہ جو کچھ اس سے پکایا جائے گا۔ وہ سب کھانا اس نے صدقہ کیا۔ اور جو آدمی کسی کو نمک دیدے۔ تو جتنا کھانا اس نمک سے درست ہوگا۔ وہ گویا کہ اس کے صدقہ کیا۔ جو آدمی کسی مسلمان کو ایسے علاقے میں پانی پلائے۔ جہاں پانی عام ہو تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔ اور جس نے کسی ایسے علاقہ میں کسی کو پانی پلایا۔ جہاں پانی نہیں ملتا تو گویا اس نے اس آدمی کو زندہ کر دیا۔[1] اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

تین چیزوں سے کسی کو نہ روکو۔

[1] حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کی سند بہت ضعیف ہے اور ابن جوزی نے اس کو موضوع کہا ہے۔ اور امام شوکانی نے بھی اس کو موضوع کہا ہے۔ اور اسی طرح ابن عدی نے بھی اس کو موضوع کہا ہے۔ لیکن۔ پانی آگ اور نمک سے نہ روکنا دوسری حدیثوں سے ثابت ہے۔ حمیرا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ یعنی سرخ و سپید رنگ والی اور ان تین چیزوں سے نہ روکنے کی ایک خاص وجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ ان تینوں چیزوں کے دے دینے کوئی خرچ تو ہوتا نہیں اور دوسرے کو اس کا فائدہ بہت زیادہ ہو جاتا ہے اور اسی طرح کی وہ حدیث ہے کہ تین چیزوں کو واپس نہ کرو تکیہ اور دودھ اور خوشبو کہ ان کا فائدہ بہت زیادہ ہوتا ہے اور یہ چیزیں دینے والے کو کوئی خاص زیر بار نہیں ہونا پڑتا سو ایسی معمولی چیزوں کے افادہ سے دریغ نہ کرنا چاہیے ۱۲۔

بَابُ الْعَطَايَا

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۳۳ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ اَصَابَ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ بِهٖ قَالَ اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ اَنَّهٗ لَا يُبَاعُ اَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ

بخششوں کا بیان

فصل اول

۴۳۳ - حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے[۵] کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر کے علاقہ میں ایک زمین ملی۔ تو حضرت عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے خیبر میں زمین ملی ہے۔ اور اس سے اچھی زمین آج تک مجھ کو نہیں ملی ہے آپ اس کے متعلق مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو چاہے تو اس کی اصل ملکیت اپنے قبضہ میں رہنے دے۔ اور اس کی آمدنی کو صدقہ کر دے سو حضرت عمر نے اس زمین کو ہبہ کر دیا۔ اس شرط پر کہ نہ تو اصل زمین کو بیچا جائے۔ اور نہ ہبہ کیا جائے۔ اور نہ وراثت میں تقسیم ہو۔ اور اس کی آمدن فقیروں۔ قرابتداروں اور غلاموں کی آزادی

اوقاف کی مدّیں کیا ہیں

[۵] اس حدیث کو احمد۔ اصحاب سنن اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ کسی چیز کو وقف کرنا صحیح ہے۔ اور اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ اور وقف میں جو شرطیں وقف کرنے والا عائد کرے۔ وہ بھی تسلیم کی جائیں گی۔ وقف چیز کو نہ تو بیچا جا سکتا ہے۔ نہ وہ ورثہ میں تقسیم ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی وہ کسی کو ہبہ کی جا سکتی ہے۔ بلکہ وقف صدقہ جاریہ ہے۔ اس حدیث میں جو ہبہ کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مطلب وقف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس زمین کی آمدنی کے خرچ کے لئے چھ مدّیں مقرر کی تھیں۔ وہ یہ تھیں۔ فقیر (یعنی جس کے پاس کمائی کا کوئی معقول ذریعہ نہ ہو۔ بوجہ معذوری کے۔ خواہ وہ معذوری جسمانی ہو۔ یا مالی۔) قرابتدار (یعنی وقف کرنے والے کے غریب قرابتدار) غلام کی آزادی (یعنی ان کی کتابت کی رقم ادا کرنے میں) جہاد کا سامان (اسلحہ کی فراہمی) مسافروں اور مہمانوں کی خبرگیری (یعنی مہمان کو روٹی بستر وغیرہ اور مسافر کو زاد راہ اور روٹی وغیرہ) اور اس پر کام کرنے والا بھی اس سے کھائے۔ بشرطیکہ مال کو برباد نہ کرے۔ فضول خرچی میں اس کی آمدن ضائع نہ کرے۔ اور نہ مال کو جمع کرے۔ ۱۲

السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا اَنْ يَّاكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ مَالًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۳۵۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۴۳۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعُمْرٰى مِيْرَاثٌ لِاَهْلِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۷۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِيْ اُعْطِيَهَا لَا تَرْجِعُ اِلَى الَّذِيْ اَعْطَاهَا لِاَنَّهٗ اَعْطٰى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ[۱]

اور جہاد کے سامان کی تیاری اور مسافروں اور مہمانوں پر خرچ کی جائے۔ جو آدمی اس کا والی ہو۔ اسپر کوئی گناہ نہیں۔ کہ اس سے بھلے طریقے سے خود بھی کھائے۔ یا کھلائے لیکن دولت جمع نہ کرے۔ ابن سیرین نے کہا۔ کہ مال کو جمع نہ کرے۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمریٰ دینا جائز ہے۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمریٰ میراث ہے عمریٰ لینے والے کے وارثوں کی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۴۳۷۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی کو عمریٰ دیا جائے۔ وہ اسی کا ہے۔ اور اسکے وارثوں کا ہے۔ وہ اسی کا ہے۔ جس کو عمریٰ دیا گیا ہے۔ دینے والے کی طرف وہ کبھی واپس نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس نے تو عمریٰ اور رقبیٰ کیا ہے۔

[۱] اس حدیث کو ابوداود اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے عمریٰ یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کو کہے کہ میں یہ چیز تجھ کو عمر بھر کے لیے دیتا ہوں مکان یا زمین یا باغ وغیرہ کچھ بھی ہو اور رقبیٰ یہ ہے کہ میں یہ چیز تیری گردن کی سلامتی تک تجھ کو دیتا ہوں مطلب دونوں کا ایک ہے صرف الفاظ علیحدہ ہیں عمریٰ اور رقبیٰ کی تین صورتیں ہیں ایک یہ ہے کہ دینے والا یہ کہے کہ مثلاً یہ مکان میں تجھ کو تیری زندگی تک دیتا ہوں اور تیرے بعد یہ تیری اولاد کا ہوگا میرا اس سے کوئی تعلق نہ ہوگا دوسری یہ کہ یہ مکان تیری زندگی تک تجھ کو دیتا ہوں اور اسکے نہ واپس لینے کا اظہار کرنے اور نہ اسکی اولاد کے لیئے کہے خاموشی رہے تیسری صورت یہ ہے کہ وہ صراحت کر دے کہ یہ مکان تیری زندگی تک تیرے قبضہ میں رہے گا اور بعد ازاں یہ میں لے لوں گا پہلی اور دوسری صورت میں مکان اسی کا ہو گیا جس کو دیا گیا اور اس کے بعد اسکی اولاد کا ہوگا دینے والے کے قبضہ سے وہ ہمیشہ کے لیئے تیسری صورت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ واپس لے سکتا ہے اور اکثریت اس طرف ہے کہ وہ کبھی واپس نہیں لیا جا سکتا ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے جو بیان کر دیا گیا ۱۲

(بقیہ صفحہ آئندہ)

مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۴۳۸۔ وَعَنْہُ قَالَ اِنَّمَا الْعُمْرٰی الَّتِیْ اَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقُوْلَ هِیَ لَکَ وَلِعَقِبِکَ فَاَمَّا اِذَا قَالَ هِیَ لَکَ مَا عِشْتَ فَاِنَّهَا تَرْجِعُ اِلٰی صَاحِبِهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۴۳۹۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُرْقِبُوْا وَلَا تُعْمِرُوْا فَمَنْ اُرْقِبَ شَیْئًا اَوْ اُعْمِرَ فَهِیَ لِوَرَثَتِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۴۴۰۔ وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعُمْرٰی جَائِزَۃٌ لِاَهْلِهَا وَالرُّقْبٰی جَائِزَۃٌ

ایک بخشش کر دی۔ اور اس میں میراث جاری ہو گئی متفق علیہ

۱۴۳۸۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ وہ عمری جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا تھا۔ وہ یہ ہے کہ عمری دینے والا کہے کہ یہ تیرا ہے اور اس کے بعد تیرے وارثوں کا ہے۔ اور اگر اس طرح کہے۔ کہ جب تک تو زندہ رہے یہ تیرا ہے۔ تو یہ عمری مالک کی طرف واپس آجائے گا[۵۲] متفق علیہ۔

فصل دوم

۱۴۳۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رقبی اور عمری نہ کیا کرو۔ جس کو رقبی دیا گیا یا عمری دیا گیا۔ وہ اس کے وارثوں کا ہے[۵۳] اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۴۴۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمری جائز ہے۔ عمرہ والوں کے لئے اور رقبی جائز ہے رقبی

۵۲؎ اس حدیث کو احمد بخاری اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

۵۳؎ (حاشیہ صفحہ ہذا) اسکو اصحاب سنن اور عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے ۱۲

۵۲؎ اس حدیث کو ابوداؤد اور عبدالرزاق نے بھی روایت کیا اس حدیث کے واپس آجانے والے ٹکڑے کے متعلق اتفاق ہے کہ یہ راوی کا کلام ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے

۵۳؎ اس حدیث کو نسائی شافعی اور ابن حبان نے بھی روایت کی ہے اور صحیح کہا ہے۔ یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے اور یہ صرف آمادہ کرنے کے لیے ہے کہ اگر کسی کو رہائش کے لیے مکان دیا ہے تو پھر ویسے ہی فی سبیل اللہ دے دو کوئی ضرور ہے کہ اس کو خواہ مخواہ ساری عمر پریشان رکھا جائے کہ شاید کب مالک واپس لے لے ۱۲

لِأَهْلِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُودَاوُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۴۴۱۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكُوْا أَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ لَا تُفْسِدُوْهَا فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ عُمْرٰى فَهِيَ لِلَّذِيْ أُعْمِرَهَا حَيًّا وَمَيِّتًا وَلِعَقِبِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بَابٌ

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۴۴۲۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ

والوں کے ہے[1]۔ اسکو احمد ترمذی۔ اور ابوداؤد نے روایت کیا

فصل سوم

۱۴۴۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے مال سنبھال کر رکھا کرو۔ ان کو خراب نہ کیا کرو۔ جو آدمی کوئی عمریٰ دے گا۔ تو وہ اسی کا ہے جس کو عمریٰ دیا گیا۔ اس کی زندگی میں بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی وہ اس کے وارثوں کا ہے[2]۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

باب

فصل اول

۱۴۴۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو ہدیہ میں خوشبو دی جائے وہ

---

[1] اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے ۱۲

[2] اس حدیث کو احمد نسائی اور عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس کو عمریٰ دیا جائے اس کو تمام مالکانہ حقوق مل جاتے ہیں وہ اسکو بیچ بھی سکتا ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہے کہ اس کو مالکانہ حقوق دیدئے جائیں اور اگر عمریٰ اس طرح دے کہ جب تک تم زندہ ہو اس میں رہ سکتے ہو تمہاری موت کے بعد میں لے لوں گا تو صورت میں نہ وہ وراثت میں تقسیم ہو سکتا ہے نہ اسے بیچا جا سکتا ہے ۱۲

فَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمِلِ طَيِّبُ الرِّيحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۴۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۴۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۴۵۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهٖ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً قَالَ بَلٰى قَالَ فَلَا إِذًا وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ أَعْطَانِي

اسکو واپس نہ کرے۔ کہ وہ احسان تو چھوٹا سا ہے۔ اور اس کی خوشبو اچھی ہے[1]۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۴۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہیں کیا کرتے تھے[2]۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۴۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا کتے کی طرح ہے۔ کہ وہ اپنی قے کر کے پھر کھا لیتا ہے۔ ہمارے لئے بری مثال نہیں ہے اسکو بخاری نے روایت کیا

۱۴۴۵۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میرا باپ مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا اور کہا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو یہ غلام ہبہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کیا اپنے سارے بیٹوں کو تو نے اسی طرح غلام ہبہ کئے ہیں۔ تو اس نے کہا۔ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اس ہبہ سے رجوع کر لے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا تیرا دل چاہتا ہے۔ کہ وہ سارے تجھ سے یکساں نیکی کریں۔ اس نے کہا۔ ہاں تو آپ نے فرمایا۔ پھر تو بھی اس طرح نہ کر۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو

سلہ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب ہدیہ معمولی ہو اور فائدہ مند ہو تو اس کو واپس نہیں کرنا چاہئیے تاکہ ہدیہ دینے والے کی دل شکنی نہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدیہ کو قبول کر لینا چاہئیے کہ اس سے پیار اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے ۱۲

سلہ اس حدیث کو احمد نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے ۱۲

سلہ اس حدیث کو احمد عبدالرزاق نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اللہ صحیح کہا ہے اور مسلم اور ابن ماجہ میں اسکا مضمون ہے اس حدیث میں دلیل ہے کہ ہبہ میں رجوع کرنا حرام ہے۔

أَبِي عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۲۶۲۴- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْجِعُ أَحَدٌ

میرے باپ نے ایک عطیہ دیا تھا۔ تو میری ماں بنت رواحہ نے کہا۔ میں اس وقت تک راضی نہیں جب تک کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ نہ بنائے۔ پھر میرا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہ کے پیٹ سے ہے ایک عطیہ دیا ہے۔ اس نے مجھے کہا ہے۔ کہ میں اس پر اے اللہ کے رسول آپ کو گواہ بناؤں تو آپ نے فرمایا۔ کیا تو نے اسی طرح اپنی ساری اولاد کو عطیہ دیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ سے ڈرو۔ اور اپنی اولاد میں انصاف کیا کرو۔ نعمان نے کہا پھر میرے باپ نے رجوع کر لیا۔ اور اپنا عطیہ واپس کر لیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ میں ظلم پر شہادتی نہیں بنتا۔ متفق علیہ

فصل دوم

۲۶۲۴- حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی آدمی اپنے ہبہ میں رجوع نہیں

ہے جیسا کہ ابن عباس کی آنے والی حدیث میں اسکی اور بھی بہت سی وضاحت آگئی ہے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ ہبہ میں رجوع کرنا حرام ہے البتہ باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لے سکتا ہے اور اگر ہبہ کی ہوئی چیز بوجہ اسکے مرنے کے بعد وراثت میں ہبہ کرنے والے کو مل جائے تو بھی جائز ہے اور اگر کوئی آدمی کسی کو اس شرط پر کوئی چیز دے کر وہ بھی اسکو اس کے بدلہ میں کوئی چیز دے اور موہوب لہ اسکو کچھ نہ دے تو ہبہ کرنے والا اپنی چیز واپس لے سکتا ہے یہ حقیقت میں ہبہ نہیں ہے کو ظاہری صورت کے لحاظ سے ہبہ معلوم ہوتا ہے ۱۲

ہبہ میں انصاف لازمی ہے

لہ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد۔ شافعی اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کو عطیات دینے میں برابری کرنا واجب ہے اور اگر کسی (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

فِيْ هِبَتِهِ اِلَّا الْوَالِدُ مِنْ وَلَدِهٖ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۴۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يُّعْطِيَ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعَ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدَ فِيْمَا يُعْطِيْ وَلَدَهٗ وَمَثَلُ الَّذِيْ يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ اَكَلَ حَتّٰى اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِيْ قَيْئِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۴۴۸۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرَةً فَعَوَّضَهٗ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَتَسَخَّطَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ

کرسکتا۔ سوائے باپ کے کہ وہ اپنے بیٹے سے اپنا ہبہ واپس کرسکتا ہے اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۴۴۷۔ ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کو جائز نہیں ہے کہ کوئی علیہ کسی کو دے کر پھر اس کو واپس لے لے مگر باپ جو اپنی اولاد کو دے وہ واپس لے سکتا ہے اور اس آدمی کی مثال جو علیہ دے کر پھر واپس کرے کتے کی مثال ہے جو کھاتا جاتا ہے جب اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے پھر اپنی قے کو کھانے لگتا ہے اس کو ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کو ترمذی نے صحیح کہا۔

۱۴۴۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدّو نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک نوعمر اونٹنی کا ہدیہ دیا آپ نے اس کے عوض اس کو چھ اونٹنیاں ہدیہ میں دیں پھر بھی وہ خوش نہ ہوا جب یہ بات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے اللہ

نے اولاد میں برابری نہ کی ہو تو ایسے ہبہ سے رجوع کرنا بھی واجب ہے اور عطیات میں لڑکے اور لڑکی کا فرق نہیں ہے البتہ میراث کی تقسیم میں لڑکی اور لڑکے کا فرق ضرور ہے امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر کوئی اولاد میں مساوات نہ کرے تو آخرت میں ضرور گنہگار ہے لیکن دنیاوی معاملات میں وہ ہبہ صحیح ہوگا لیکن حدیث کے الفاظ اسکی تردید کرتے ہیں ۱۲

سلہ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور شافعی اور بیہقی نے اس کو مرسلاً روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرکے واپس لے سکتا ہے اور آئندہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے ۱۲

سلہ اس حدیث کو احمد۔ دارقطنی طبرانی۔ ابویعلیٰ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باپ اپنے بیٹے کو ہبہ دے کر واپس لے سکتا ہے اور اسی طرح ماں بھی اپنی اولاد کو ہبہ کرکے واپس کرسکتی ہے علاوہ جو بعض لوگوں نے شرط لگائی ہے کہ چھوٹی اولاد کو ہبہ کرکے واپس لے سکتا ہے اسکا کوئی اصل نہیں ہے ۱۲

قَالَ إِنَّ فُلَانًا أَهْدَى إِلَيَّ نَاقَةً فَعَوَّضْتُهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَظَلَّ سَاخِطًا لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۴۴۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَإِنَّ مَنْ أَثْنَى فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ۔

۱۴۵۰۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ

تعالےٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا کہ فلاں آدمی نے مجھ کو ایک اونٹنی ہدیہ میں دی تھی میں نے اسکو چھ اونٹنیاں بدلہ میں دی ہیں اور وہ پھر بھی خوش نہیں ہے اور میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ آج کے بعد قریشی یا انصاری یا ثقفی یا دوسی قبیلوں کے سوا اور کسی کا ہدیہ قبول نہیں کیا کروں گا۔ اس کو ترمذی۔ ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۴۴۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کو کوئی عطیہ دیا جائے اور اس کو طاقت ہو تو اس کا معاوضہ دے اور جس کو معاوضہ دینے کی طاقت نہ ہو وہ دینے والے کی تعریف کرے کہ جس آدمی نے تعریف کر دی اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے کسی کے احسان کو چھپایا تو اس نے ناشکری کی اور جو آدمی کچھ نہ دے لیکن مشہور یہ کرے کہ اس نے دیا ہے تو وہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے[۲] اس کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۴۵۰۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی پر کچھ بھلائی کی جائے اور وہ

کچھ اچھے قبائل کا تذکرہ۔　سلہ اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم کی شرط پر اس کو صحیح کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہبہ دینے والے کو ضرور خوش کرنا چاہیئے اور اگر وہ اتنی چیز سے خوش نہ ہو تو اس کو زیادہ دے دینا چاہیئے اس بدو نے تو حد کر دی کہ چھ اونٹنیاں لیکر بھی راضی نہ ہوا حالانکہ دوسرے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ہدایا اور تحائف لیکر آتے تو اگر آنحضرت انکو قبول فرما لیتے تو وہ اس کو سعادت دارین سمجھتے تھے یہ قبائل جن کا آپ نے نام لیا یہ مہذب اور آشنائے مزاج رسول تھے اس لیئے ان کا ہدیہ قبول کر لینے کا ارادہ فرمایا اور باقی بدو لوگوں کا تحفہ نہ لینا ہی بہتر تھا

سلہ امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بخاری نے ادب مفرد میں (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۴۵۱۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۴۵۲۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَتَاهُ الْمُهَاجِرُوْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَاَيْنَا قَوْمًا اَبْذَلَ مِنْ كَثِيْرٍ وَلَا اَحْسَنَ مُوَاسَاةً مِنْ قَلِيْلٍ مِنْ قَوْمٍ نَزَلْنَا بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ وَاَشْرَكُوْنَا فِي الْمَهْنَاِ حَتّٰى لَقَدْ خِفْنَا اَنْ يَذْهَبُوْا بِالْاَجْرِ كُلِّهٖ فَقَالَ لَا مَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَاَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ۔

بھلائی کرنے والے کو اس طرح کہہ دے کہ اللہ تجھ کو اس کی بہتر جزا دے تو اس نے انتہا درجے کی تعریف کر دی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۴۵۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا بھی شکریہ ادا نہ کیا[1] اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۱۴۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ کے پاس مہاجر لوگ آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم نے کوئی ایسی قوم اس قوم سے بڑھ کر نہیں دیکھی جو زیادہ مال میں سے بہت زیادہ خرچ کرنے والی اور تھوڑے مال سے اچھی مدد کرنے والی ہو جس قوم میں کہ ہم اترے ہیں یہ محنت تو ہم کو کرنے نہیں دیتے اور منافع میں ہم کو برابر شریک کر لیتے ہیں ہمیں تو ڈر ہے کہ سارا ثواب یہی لے جائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا نہیں جب تک تم ان کے لیے اللہ تعالٰی سے دعا کرتے رہو گے (تو تم کو بھی اجر ملتا رہے گا) اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اس کو صحیح کہا۔

بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بھلائی کرنے والے کو بھلائی کا بدلہ ضرور دینا چاہیئے جھوٹ کے کپڑوں سے یہ مراد ہے کہ لباس نیک لوگوں کا پہنے اور اندر سے بدباطن ہو ۱۲

محسن کا شکریہ ادا کرو۔

[1] اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے جو بندوں کا شکریہ ادا نہ کرے اس نے اللہ کا شکریہ بھی ادا نہ کیا کیونکہ اللہ تعالٰی کے حکم کی اس نے نافرمانی کی کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ محسن کا شکریہ ادا کیا کرو کہ وہ اللہ کی نعمت کے پہنچنے کا وسیلہ ہے گو یہ تو ظاہری طور پر احسان کرنے والا ہے اور اللہ تعالٰی حقیقی طور پر احسان کرنے والے ہیں ان کا شکریہ سب سے بڑھ کر کرنا چاہیئے ۱۲

١٤٥٣۔ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ الضَّغَائِنَ رَوَاهُ

١٤٥٤۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسِنِ شَاةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

١٤٥٥۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ لَا تُرَدُّ الْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ قِيْلَ أَرَادَ بِالدُّهْنِ الطِّيْبَ۔

١٤٥٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو کہ ہدیہ دشمنی کو ختم کر دیتا ہے[1] اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

١٤٥٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو کہ ہدیہ سینے کی کدورت کو دور کر دیتا ہے اور کوئی ہمسائی اپنی ہمسائی کو ذلیل نہ سمجھے اگرچہ وہ بکری کے کھر کا ایک حصہ ہی کیوں نہ بھیجے[2]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا

١٤٥٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں جن کو واپس نہیں کرنا چاہئے تکیہ اور تیل اور دودھ[3] اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ کہا گیا ہے کہ تیل سے مراد خوشبو ہے۔

---

[1] اس حدیث کو ترمذی۔ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور جزری نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس میں دلالت ہے۔ کہ ہدیہ ضرور دینا چاہیئے۔ اور قبول بھی کر لینا چاہیئے۔ کہ اس سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور دشمنی ختم ہو جاتی ہے۔ ۱۲ ہدیہ ضرور دینا چاہیئے۔

[2] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند ضعیف ہے۔ لیکن اور حدیثیں اس کی کافی تائید کرتی ہیں۔ اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ہدیہ کی قیمت یا حیثیت نہیں دیکھنی چاہیئے۔ بلکہ دینے والے کے ایثار اور خلوص کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ لینے والے کو چاہیئے۔ کہ اگرچہ بالکل حقیر اور ناکارہ ہدیہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کو قبول کر لینا چاہیئے۔ تاکہ دینے والے کی دل شکنی نہ ہو۔ اور دینے والے کو چاہیئے۔ کہ ضرور دے۔ خواہ کوئی معمولی سی چیز ہی کیوں نہ ہو۔ ۱۲

[3] اس حدیث کی سب راوی ثقہ ہیں۔ دودھ تو بہترین غذا ہے اس لیے اسے واپس نہ کرے اور خوشبو اور تکیہ میں فائدہ اور راحت بہت زیادہ ہے اور اس کے مقابلہ میں قیمت بہت تھوڑی ہے اتنی سی چیز قبول کر لینے سے میزبان پر کوئی خاص بوجھ نہیں پڑتا اتنا تو مسلمان بھائی کے لیے تکلف کرنا ہی چاہیئے۔ ۱۲

۱۴۵۶۔ وَعَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْطِیَ اَحَدُکُمُ الرَّیْحَانَ فَلَا یَرُدُّہٗ فَاِنَّہٗ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ مُرْسَلًا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۴۵۷۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَتِ امْرَاَةُ بَشِیْرٍ اِنْحَلِ ابْنِیْ غُلَامَكَ وَاَشْهِدْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَاَلَتْنِیْ اَنْ اَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامِیْ وَقَالَتْ اَشْهِدْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَهٗ اِخْوَۃٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَکُلَّهُمْ اَعْطَیْتَهُمْ مِثْلَ مَا اَعْطَیْتَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَلَیْسَ یَصْلُحُ

۱۴۵۶۔ ابو عثمان نہدی نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو خوشبو دی جائے تو اس کو واپس نہ کرے کہ وہ بہشت سے آتی ہے۔[۱] اس کو ترمذی نے مرسلاً روایت کیا۔

فصل سوم

۱۴۵۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بشیر[۲] کی بیوی نے کہا میرے بیٹے کو غلام ہبہ کر دو اور اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤ تو بشیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ فلاں کی بیٹی (میری بیوی) نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو غلام ہبہ کر دوں اور کہتی ہے کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤ تو آپ نے فرمایا کیا تیرے بیٹے کے اور بھی بھائی ہیں اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کیا تو نے اپنے سارے بیٹوں کو اسی طرح غلام دیے

پھول جنت کی پیداوار ہے۔ [۱] اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی مراسیل میں روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ خوشبو جنت سے ہے۔ اس کے دو مطلب ہیں۔ ایک تو یہ کہ پھول سے خوشبو تیار ہوتی ہے۔ اور پھول کا اصل جنت ہے۔ اور دوسرا یہ کہ جس طرح جنت کی نعمتیں کبھی خراب نہیں ہوں گی۔ اور کبھی منقطع نہیں ہوں گی۔ اسی طرح خوشبو بھی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی خراب ہوتی ہے ۱۲۔

[۲] اس حدیث کو احمد ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور پہلی فصل میں یہ حدیث نعمان کی روایت سے پہلے گذر چکی ہے اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اولاد میں کسی طرح بھی بے انصافی نہ کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر دوسری اولاد اپنی مرضی سے رضا مند ہو تو اس صورت میں کسی کو زیادہ دیا جا سکتا ہے۔ اور میراث میں فرمانبردار اور نافرمان اولاد کا کوئی فرق نہیں ہے سب اولاد برابر ہے پھر جس نے ماں باپ کے حق ادا کیے وہ خدا سے صلہ پائے گا اور جس نے ادا نہ کیے وہ خدا کے ہاں جواب دہ ہو گا لیکن میں فرق کرنا یہ حرام ہے ۱۲

هٰذَا وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَىٰ حَقٍّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِبَاكُورَةِ الْفَاكِهَةِ وَضَعَهَا عَلَىٰ عَيْنَيْهِ وَعَلَىٰ شَفَتَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوَّلَهُ فَأَرِنَا آخِرَهُ ثُمَّ يُعْطِيهَا مَنْ يَكُونُ عِنْدَهُ مِنَ الصِّبْيَانِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ۔

میں جیسے کہ تو نے اس کو دیا ہے اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا پھر یہ تو صحیح نہیں ہے اور میں تو صرف حق پر گواہ بنتا ہوں اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۴۵۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب ان کے پاس نیا پھل لایا جاتا تو اس کو اپنی آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور کہتے اے اللہ جیسے تو نے ہم کو اس پھل کا شروع دکھایا ہے اس کا آخر بھی دکھانا پھر وہ پھل جو بھی بچہ آپ کے پاس ہوتا اس کو دے دیتے[1] اس کو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا ہے۔

نیا پھل دیکھ کر کیا کرے۔

[1] اس حدیث کو ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور طبرانی نے اس کو کبیر میں ابن عباس سے اور حکیم ترمذی نے اپنے نوادر میں حضرت انس سے بھی روایت کیا ہے۔ اور حصن حصین میں یہ بھی ہے۔ کہ آپ فرماتے۔ اے اللہ ہمارے پھلوں اور ہماری سبزیوں میں برکت عطا فرما۔ اور نیا پھل ننھے بچے سے مناسبت رکھتا ہے۔ اس لئے اس کو دے دیتے۔ ۱۲

بَابُ اللُّقَطَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۵۹م۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اَعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنُكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا مُتَّفَقٌ

گری پڑی چیز کا بیان

فصل اول

۱۵۹م۱۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر لقطہ (گری پڑی چیز) کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس کے برتن کو خوب یا در کھ اور سربند پہچان لے پھر اس کو ایک سال تک مشہور کر اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو دیدے ورنہ تو جان اور تیرا کام اس نے کہا بھولی بھٹکی جنگل میں بکری ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے کسی بھائی کی اور یا پھر بھیڑیئے کی پھر اس نے کہا بھٹکے ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا تجھ کو اس سے کیا کام اس کی مشک اور موزے اس کے ساتھ ہیں وہ پانی پر چلا جائے گا اور درختوں کے پتے کھالے گا یہاں تک کہ مالک اس کو ڈھونڈ لے گا۔ متفق علیہ اور مسلم کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا اس کو ایک سال

گری پڑی چیز کا کیا حکم ہے
لے اس حدیث کو احمد مالک اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ لقطہ کا حکم یہ ہے۔ کہ جس کو کوئی گری پڑی چیز مل جائے وہ اس کو اچھی طرح سے دیکھے۔ اگر روپیہ پیسہ ہے تو شمار کرلے کوئی چیز جس میں ہوں۔ بغور دیکھے۔ اور دو ایماندار آدمیوں کو اس پر گواہ بنائے۔ پھر جہاں بھی اس علاقہ میں مجلس دیکھے وہاں تذکرہ کرے۔ کہ مجھے کوئی گری ہوئی چیز ملی ہے۔ مثلاً مسجد میں بازار میں۔ جلسوں میں پھر اگر اس کا مالک مل جائے۔ تو اچھی طرح یقین کرلینے کے بعد وہ اس کو دیدے۔ اگر سال بھر تک مالک کا کوئی پتہ نہ چلے تو اس چیز کو خرچ کرے۔ اگر اس کے بعد مالک آجائے تو اگر خرچ کرنے والا امیر آدمی ہو تو مالک کو ادا کردے۔ اور اگر خرچ کرنیوالا غریب آدمی ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ہے۔ بھیڑ بکری دنبہ۔ چیتر اور غیرہ اگر جنگل میں ریوڑ سے الگ ہو کر بھٹک گئے ہوں۔ تو اگر ہو سکے۔ تو اس کو اس کے مالک کے ہاں پہنچا دے۔ جیسے

عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۶۰۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آوٰى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۴۶۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ مَنْ أَصَابَ مِنْهُ مِنْ ذِيْ حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا

تک مشہور کر پھر اس کے برتن اور سر بند کو پہچان رکھ پھر اس کو خرچ کر لے اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو ادا کر دے۔

۱۴۵۹۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھٹکے ہوئے جانور کو پناہ دے وہ خود گمراہ ہے جبتک کہ اس کو مشہور نہ کرے[۱] اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۴۶۰۔ عبد الرحمن بن عثمان تیمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانے سے منع فرمایا ہے[۲] اسکو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۴۶۱۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پر دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے درخت پر لٹکے ہوئے پھل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو آدمی حاجتمند ہو اور جھولی میں اٹھا کر نہ لے جائے (یعنی کھالے) تو اس پر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) مشہور تو پھر اس کو ذبح کرے خود کھائے۔ زندہ پکڑ کر اپنے ساتھ لے جائے۔ اس کو اجازت ہے۔ کیونکہ اگر اسکو وہاں چھوڑ دے گا۔ تو اس کو کوئی اور آدمی پکڑے گا یا اس کو کوئی بھیڑیا کھا جائے گا۔ تو اس سے یہی بہتر ہے۔ کہ کسی آدمی کے کام آجائے۔ اور اگر اونٹ بھٹکا ہوا ہو تو اس کو اسی طرح جنگل میں رہنے دو۔ اس کو نہ پکڑو۔ کیونکہ بڑا جانور ہے۔ کوئی درندہ تو اس کے نزدیک مشکل ہی سے آئے گا۔ اور وہ درختوں کے پتے کھا کر اپنا گذارہ کر سکتا ہے۔ اپنا گذارہ کرے گا۔ یہاں تک کہ مالک اس کو ڈھونڈھ لے گا۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اس کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بکری بھیڑ کے سوا اگر کسی بڑے جانور کو ہانک کر لے آئے۔ اور اس کو پکڑ کر اپنے مویشیوں میں باندھ رکھے۔ تو وہ خود ہدایت کے راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔ حق یہ ہے کہ بڑے جانور کو بالکل نہ پکڑے۔ بلکہ اسے اسی جگہ رہنے دے۔ ۱۲

[۲] اس حدیث کو احمد، ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ حاجیوں کے لُقطہ کا کیا حکم ہے۔ حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانا منع ہے۔ ہاں اگر مشہور کرنے کی نیت سے اٹھائے تو جائز ہے۔ اگر سال کے بعد بھی اس کا مالک (حاشیہ صفحہ آئندہ)

شَيْئٌ عَلَيْهِ وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْئٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ اَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِيْنُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ وَذَكَرَ فِي ضَالَّةِ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ كَمَا ذَكَرَ غَيْرُهُ قَالَ وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ مَا كَانَ مِنْهَا فِي الطَّرِيْقِ الْمِيْتَاءِ وَالْقَرْيَةِ الْجَامِعَةِ فَعَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَادْفَعْهَا اِلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَأْتِ فَهُوَ لَكَ وَمَا كَانَ فِي الْخَرَابِ الْعَادِيِّ فَفِيْهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهٖ وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔

۱۴۶۲۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَجَدَ دِيْنَارًا فَاَتٰى بِهٖ فَاطِمَةَ

کوئی چیز نہیں ہے اور جو آدمی جھولی میں اٹھا کر لے چلے تو اس پر اس کی دگنی قیمت ہے اور سزا بھی ہے اور جو آدمی ڈھیر (کھلیان) لگ جانے کے بعد اس سے چرالے اور اس کی قیمت ایک ڈھال کی قیمت تک پہنچ جائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور اونٹ اور بکری بھولی بھٹکی کے متعلق اس نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے جیسا کہ دوسروں نے ذکر کیا ہے راوی نے کہا اور آپ سے لقطہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو شارع عام اور بستی کے قریب ہو اس کو ایک سال تک مشہور کر اگر اس کا مالک مل جائے تو اس کے سپرد کر دے اور اگر نہ ملے تو وہ چیز تیری ہے اور جو چیز بے آباد اور ویران جنگل سے ملے تو اس میں اور دفینہ میں سے پانچواں حصہ ہے اس کو نسائی نے روایت کیا اور ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے وسئل عن اللقطۃ سے لے کر آخر تک روایت کیا ہے۔

۱۴۶۲۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک دینار ملا وہ آپ حضرت فاطمہ رض

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) نہ ملے۔ تو بھی اس کو خرچ نہ کرے۔ اور نہ صدقہ کرے۔ بلکہ اس کو اسی طرح رہنے دے۔ اور حج کے موسم پر اس کو مشہور کرتا رہے۔ ۱۲

حدِّ سرقہ کا نصاب کیا ہے۔ **ے** اس حدیث کو ترمذی۔ ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ ڈھال کی قیمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ربع دینار یا چار درہم تھی۔ یعنی بحساب آج کل کے حساب سے قریب بارہ آنے اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ اور ایک سال تک اس لقطہ کو مشہور کرنا شرط ہے جو آبادی کے قریب ملا ہو۔ اور اگر سال سے بھی زیادہ مدت تک اس کو مشہور کرے۔ تو وہ مستحب ہے۔ اور اگر جنگل سے یعنی آبادی سے دور کوئی چیز دفن کی ہوئی مل جائے۔ تو اس کو مشہور کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کی راہ میں خرچ کر کے باقی خود استعمال کرے۔ اور اگر کوئی معمولی چیز ہو تو اس کو مشہور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مثلاً کہیں سے ایک روپیہ مل جائے تو اسے خرچ کر لے اور اگر اس کا مالک بھی مل جائے تو اسے ادا کر دے ۱۲

فَسَأَلَ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هٰذَا رِزْقُ اللّٰہِ فَاَکَلَ مِنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَکَلَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَتَتِ امْرَأَۃٌ تَنْشُدُ الدِّیْنَارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ اَدِّ الدِّیْنَارَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۱۲۶۳۔ وَعَنِ الْجَارُوْدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَالَّۃُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ۔

۱۲۶۴۔ وَعَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدَ لُقَطَۃً

رضی اللہ عنہا کے پاس لے آئے تو حضرت علی نے اس کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا رزق ہے تو اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اور علی اور فاطمہ نے بھی کھایا پھر اس کے بعد ایک عورت آئی وہ دینار کو ڈھونڈ رہی تھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی اس کو دینار ادا کر دو[1]۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۲۶۳۔ جارود نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا بھولا بھٹکا جانور آگ کا شعلہ ہے[2]۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔

۱۲۶۴۔ عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کو کوئی گری پڑی چیز ملے وہ ایک

اگر لقطہ معمولی ہو تو اسے استعمال کر لے۔ ۱؎ اس حدیث کی سند تو اچھی نہیں ہے۔ لیکن مضمون صحیح ہے۔ یعنی کوئی اگر معمولی سی چیز ہو۔ جس کے متعلق خیال ہو کہ مالک اس کو تلاش کرنے کے لئے نہیں آئے گا۔ تو اس کو استعمال کر لینا جائز ہے۔ بعض نے کہا کہ مستحب ہے۔ کہ اس کو بھی تین دن تک استعمال نہ کرے ۱۲۔

۲؎ اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور ابو داؤد طیالسی، عبد الرزاق، طحاوی اور ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ بھولے بھٹکے جانور کو باندھ نہیں لینا چاہیئے۔ وہ جہنم کی آگ ہے۔ اس سے بچو۔ اگر اس کے مالک کو پتہ جانتا ہو تو اس تک پہنچا دے اور اگر نہ جانتا ہو اور اس جانور کے تلف ہو جانے کا خطرہ ہو تو اس کو باندھ لے اور کھلی جگہ پر باندھ تاکہ اگر اس کا مالک تلاش کرتا ہوا آ جائے تو وہ اسے دیکھ لے اور اگر بڑا جانور ہو جس کے تلف ہونے کا خطرہ نہ ہو تو اسے ہرگز نہ باندھے ممکن ہے جانور خود ہی گھر کی راہ معلوم کر لے یا اس کا مالک ہی اس کو تلاش کرتا ہوا پا لے جنگل میں بھیڑ بکری ہو تو لے لے۔ اونٹ گائے بیل وغیرہ کو نہ پکڑے ۱۲

فَلْيُشْهِدْ ذَا عَدْلٍ أَوْ ذَوِيْ عَدْلٍ وَلَا يَكْتُمْ وَلَا يُغَيِّبْ فَإِنْ وَجَدَ صَاحِبَهَا فَلْيَرُدَّهَا عَلَيْهِ وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۴۶۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصَا وَالسَّوْطِ وَالْحَبْلِ وَأَشْبَاهِهٖ يَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ يَنْتَفِعُ بِهٖ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ أَلَا لَا يَحِلُّ فِي بَابِ الْاِعْتِصَامِ۔

یا دو منصف آدمی اس پر گواہ بنالے اور اس کو چھپا کر نہ رکھے اور اس کو غائب نہ کر ڈالے اگر اس کا مالک مل جائے تو اس کو واپس کر دے اور اگر نہ ملے تو وہ اللہ کا مال ہے اللہ جسے چاہے دیتا ہے۔ اس کو احمد۔ ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

۱۴۶۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اجازت فرمائی کہ ہم لاٹھی۔ کوڑا۔ رسی اور اسی طرح کی اور چیزوں کو اگر یہ راستہ میں پڑی مل جائیں تو استعمال کر لیا کریں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور مقدام بن معدیکرب کی حدیث الا لایحل باب الاعتصام میں گذر چکی ہے۔

ؔ اس حدیث کو نسائی۔ ابن ماجہ اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے ۱۲۔
ؔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند میں کچھ گفتگو ہے۔ لیکن اس کی تائید اور حدیثوں سے بھی ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ معمولی چیزوں کو مشہور کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ۱۲

بَابُ الْفَرَائِضِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۷۶۶۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ فَمَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ دَیْنٌ وَلَمْ یَتْرُکْ وَفَاءً فَعَلَیَّ قَضَاؤُہٗ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا فَلْیَاْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ وَمَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَیْنَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

میراث کا بیان

فصل اول

۱۷۶۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مسلمانوں کے زیادہ نزدیک ہوں ان کی اپنی جانوں سے بھی جو آدمی مرجائے اور اس پر قرضہ ہو اور قرضہ پورا کرنے کے لیے کوئی چیز نہ چھوڑے تو اس کو پورا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو آدمی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے[۱] اور ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی قرضہ چھوڑ جائے یا بال بچے تو وہ میرے پاس آجائیں میں انکی چارہ سازی کروں گا اور ایک روایت میں ہے جو آدمی مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو آدمی کوئی بوجھ چھوڑ جائے تو وہ ہمارے ذمہ ہے۔ متفق علیہ

میراث کو فرائض کیوں کہا جاتا ہے۔ [۱] اس حدیث کو احمد نسائی ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ فرائض فریضہ کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے مقرر حصہ چونکہ وراثت میں اللہ تعالیٰ نے خود حصے مقرر کر دیے ہیں۔ اس لئے وراثت کے مسائل کو فرائض کہا جاتا ہے۔ پھر وارث دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں۔ جن کے حصے قرآن مجید میں مقرر ہو چکے ہیں۔ ان کو ذوالفرائض کہتے ہیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جن کے حصے مقرر نہیں ہیں۔ وہ عصبے کہلاتے ہیں۔ اور یہ حدیث پہلے باب الافلاس والانظار میں بیان ہو چکی ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت کی اپنی ذات مراد نہیں بلکہ آپ بحیثیت بادشاہ یہ ارشاد فرما رہے ہیں مطلب یہ ہے کہ مقروض کا قرضہ بیت المال کے ذمہ ہے اور بیت المال بادشاہ کے تصرف میں ہے یعنی یہ بادشاہ کا کام ہے کہ غریب اور نادار لوگوں کے قرضے ادا کرے اور اگر وہ کچھ مال چھوڑ جائے تو وہ وارثوں کو ملے ۱۲

۱۴۶۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶۸۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيثُ عَائِشَةَ إِنَّمَا الْوَلَاءُ فِي بَابٍ قَبْلَ بَابِ السَّلَمِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ الْبَرَاءِ

۱۴۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر شدہ حصے تو حصے والوں کو دیدیا کرو اور جو باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد کو دیدیا جائے[1]۔ متفق علیہ

۱۴۶۸۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ کافر مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے[2]۔ متفق علیہ

۱۴۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کا آزاد کردہ غلام انہی میں سے شمار ہوگا[3]
اس کو بخاری نے روایت کیا۔

اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کا بھانجا انہی میں سے ہے[4] متفق علیہ اور حضرت عائشہ کی حدیث انما الولاء باب السلم سے پہلے باب میں ذکر ہو چکی ہے اور حضرت براء کی حدیث کہ خالہ ماں کے قائم مقام ہے

وراثت کا ایک اہم اصول۔ [1] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی سعید بن منصور اور طیالسی نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن مجید میں چھ حصے مقرر ہیں۔ آدھا۔ چوتھائی حصہ۔ دو تہائی۔ تہائی۔ چھٹا حصہ اور آٹھواں حصہ۔ مطلب یہ ہے کہ جن کے حصے قرآن مجید میں مقرر ہیں پہلے ان کو دیدو پھر باقی جو مال بچے۔ وہ میت کی طرف سب سے زیادہ قریبی مرد کو دے دیا جائے۔ خواہ وہ زیادہ ہو یا کم۔ اور خواہ وہ قریبی ایک ہو یا زیادہ ۱۲۔

اختلاف مذہب مانع ارث ہے۔ [2] اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اسلامی حکومتیں سب ایک حکومت ہے۔ اگر دو مسلمان مختلف حکومتوں میں رہتے ہوں۔ مثلاً ایک اسلامی حکومت میں اور دوسرا دار الحرب یعنی کافروں کی حکومت میں) میں تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ اور اگر دو وارث مختلف مذہب رکھتے ہوں۔ مثلاً ایک مومن ہو اور دوسرا کافر ہو تو کافر مومن کا کسی صورت میں بھی وارث نہیں بن سکے گا۔ اور مومن کافر کا وارث بن سکتا ہے۔ یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک مومن کافر کا وارث بن سکتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک نہیں ۱۲۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ فِیْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِیْرِ وَحِضَانَتِہٖ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۷۴۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَتَوَارَثُ اَھْلُ مِلَّتَیْنِ شَتّٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ۔

۱۷۴۱۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقَاتِلُ لَا یَرِثُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۷۴۲۔ وَعَنْ بُرَیْدَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْجَدَّۃِ السُّدُسَ اِذَا لَمْ تَکُنْ

کو ہم انشاء اللہ تعالےٰ باب بلوغ الصغیر و حضانتہ میں ذکر کریں گے۔

فصل دوم

۱۷۴۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مختلف مذہبوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے[۱] اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو جابر سے روایت کیا۔

۱۷۴۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا[۲] اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۷۴۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ دیا جبکہ اس سے پہلے ماں نہ ہو۔[۳]

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۵] اس حدیث کو احمد، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ولاء کے طور پر آزاد کردہ غلا[م] اس کی جا ئیداد کے وارث ہوں گے۔ اور انہی میں سے ایک فرد شمار کیا جائے گا۔ ۱۲

[۶] ابن ماجہ کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض علماء ذوی الارحام کو بھی عصبات کی طرح وارث قرار دیتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک آپ نے یہ الفاظ اس لئے فرمائے۔ کہ بھانجہ سے کچھ شفقت اور سلوک کیا جائے۔ ۱۲

[۱] (حاشیہ صفحہ ہٰذا) اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ دار قطنی، ابن سکن ابن ابی شیبہ۔ سعید بن منصور اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے

[۲] اس حدیث کو دار قطنی بیہقی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث موقوفاً صحیح ہے۔ مرفوعاً صحیح نہیں ہے بعض السل[ف نے] کہا ہے مگر اس کے شواہد بہت سے ہیں جن سے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ۱۲

قریبی وارث بعید کے لیے حاجب ہے۔ [۳] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند میں عبید[اللہ] العتکی مختلف فیہ ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ دادی کی میراث چھٹا حصہ ہے۔ خواہ جدہ صحیحہ ہو یا جدہ فاسدہ یعنی خواہ دادی ہو یا نانی [اگر] دونوں ہوں تو چھٹا حصہ آپس میں بانٹ لیں گی۔ لیکن یہ چھٹا دادی یا نانی کو اس وقت ملے گا۔ جب کہ ماں نہ ہو اور اگر ماں ہو تو پھر دادی اور نا[نی]

دُونَهَا أُمِّي رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

۱۷۷۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ . . . . . وَوُرِثَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ ـ

۱۷۷۴۔ وَعَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَحَلِيفُ الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۱۷۷۵۔ وَعَنِ الْمِقْدَامِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ

اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۷۷۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بچہ پیدا ہو کر چیخے تو اس پر نماز بھی پڑھی جائے اور اس کی وراثت بھی تقسیم[1] ہو اس کو ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۷۷۴۔ کثیر بن عبد اللہ اپنے باپ کے ذریعہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کا آزاد کردہ غلام انہی میں سے ہے اور کسی قوم کا بھانجا انہی میں سے ہے اور کسی قوم کا حلیف انہی میں سے[2] ہے اسکو دارمی نے روایت کیا۔

۱۷۷۵۔ مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مومن کے زیادہ قریب ہوں اسکی اپنی جان سے

اگر وارث ماں کے پیٹ میں ہو تو پیدائش تک وراثت تقسیم نہ کرو۔ [1] اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائی، بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں اسمعیل بن ضعیف ہے۔ بچے کا چیخنا کوئی ضروری نہیں۔ غرض یہ ہے کہ کسی طرح اس کی زندگی کا پتہ چل جائے۔ مثلاً حرکت سے یا رونے سے یا کام سے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بچہ زندگی لے کر پیدا ہو جائے۔ اس کے بعد خواہ اسی وقت مر جائے اس کے لئے دوسرے آدمیوں جیسے احکام ہوں گے۔ وہ وارث بھی ہوگا۔ اور اس کی وراثت تقسیم بھی ہوگی۔ اس کو غسل کفن بھی دیا جائے گا۔ اس پر جنازہ بھی پڑھا جائے گا۔ اگر اس کو کوئی قتل کر دے تو اس پر دیت بھی ہو گی۔ اس حدیث سے بہت سے علماء نے استنباط کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی مر جائے۔ اور اس کا وارث ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں ہو تو اس کی پیدائش تک وراثت تقسیم نہ کی جائے ۱۲

[2] اس حدیث کو طبرانی نے بھی مختصر روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند بالکل کمزور ہے۔ اور اس سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی ۱۲۔

مِنْ نَفْسِهٖ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيْعَةً فَاِلَيْنَا وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَاَنَا مَوْلٰى مَنْ لَا مَوْلٰى لَهٗ اَرِثُ مَالَهٗ وَاَفُكُّ عَانَهٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ يَرِثُ مَالَهٗ وَيَفُكُّ عَانَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ اَعْقِلُ عَنْهُ وَاَرِثُهٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۲۷۴۱۔ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحُوْزُ الْمَرْاَةُ ثَلٰثَ مَوَارِيْثَ عَتِيْقَهَا وَلَقِيْطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِيْ لَاعَنَتْ عَنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

بھی جو آدمی قرضہ یا بچّے چھوڑ جائے تو وہ ہمارے ذمہ ہیں اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا ہے اور میں چارہ ساز ہوں اس کا جس کا کوئی چارہ ساز نہیں ہے میں ہی اس کے مال کا وارث ہوں اور میں ہی اس کی قید کو چھڑانے والا ہوں اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو وہ اس کے مال کا وارث بھی ہوگا اور اس کی قید بھی چھڑائے گا اور ایک روایت میں ہے میں وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کی دیت بھی دوں گا اور اس کا وارث بھی ہوں گا اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو وہ اس کی دیت بھی دے گا اور اس کا وارث بھی ہوگا اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۲۷۴۱۔ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت تین آدمیوں کی وارث ہے اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کی اپنے پالے ہوئے بچے کی اور اس بیٹے کی جس سے اس نے لعان کیا ہو اس کو ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

وارثوں کی ترتیب کیا ہے۔

لہ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے ذوالفرائض اپنا حصہ لیں گے۔ اور اس کے بعد عصبے اگر ان میں سے کوئی بھی نہ ہو تو پھر ذوی الارحام ہیں۔ یعنی وہ رشتہ دار جو ماں کی طرف سے ہیں۔ اور ماموں گویا آخری وارث ہے۔ ماموں وارث بھی بنے گا۔ اور اسکو قید کی صورت میں فدیہ دے کر چھڑائے گا بھی۔ ۱۲

سلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہونے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ اس کا مال اپنے گھر لے جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ماموں بھی نہ ہو تو پھر مال بیت المال میں جمع ہوگا۔ اور اگر ایسا کوئی آدمی جو لاوارث ہو۔ قید ہو جائے۔ تو اس کا فدیہ بھی حکومت دے گی ۱۲

عورت کن کی وارث ہے۔

سلہ اس حدیث کو احمد، نسائی، دارقطنی، بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت کسی کا لاوارث بچہ لے کر پالے۔ تو اس کی وارث وہ عورت ہی ہو گی جس نے اس کی پرورش کی ہے۔ اور جس بچے کی باپ نفی کر دے۔ یعنی اس کو غیر کا بچہ کہہ دے۔ اور اپنا (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

۱۴۷۷- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بِحُرَّةٍ أَوْ أَمَةٍ فَالْوَلَدُ وَلَدُ زِنًا لَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۴۷۸- وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ مَوْلًى لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا وَلَمْ يَدَعْ حَمِيْمًا وَلَا وَلَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوْا مِيْرَاثَهٗ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ قَرْيَتِهٖ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۴۷۹- وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِيْرَاثِهٖ فَقَالَ الْتَمِسُوْا لَهٗ وَارِثًا أَوْ ذَا رَحِمٍ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهٗ وَارِثًا وَلَا ذَا رَحِمٍ فَقَالَ

۱۴۷۷- عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پردادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی آزاد عورت یا لونڈی سے زنا کرے تو بچہ زنا کا بچہ ہے نہ وہ اپنے باپ (زانی) کا وارث ہوگا اور نہ باپ اس کا وارث ہوگا اسکو ترمذی نے روایت کیا

۱۴۷۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آزاد کیا ہوا ایک غلام فوت ہوگیا اور اس نے کچھ مال چھوڑا اور کوئی قریبی رشتہ دار اور اولاد نہ چھوڑی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ورثہ اس کی بستی کے کسی آدمی کو دیدو اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۴۷۹- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو خزاعہ سے ایک آدمی فوت ہوگیا تو اس کی میراث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی آپ نے فرمایا اس کا کوئی وارث یا ذی رحم تلاش کرو ان کو اس کا کوئی وارث اور ذی رحم نہ ملا تو رسول اللہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اپنا بیٹا ہونے سے انکار کردے۔ تو اس بچے کے مرنے پر اس کی وارث صرف وہ عورت ہی ہوگی۔ باپ نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے تو اس کا انکار کر دیا تھا۔ اور اس کی ماں کو زنا کی تہمت لگائی تھی۔۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ اس حدیث کو عبدالرزاق اور حاکم نے بھی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ جمہور علما کا فیصلہ ہے۔ کہ زانی اپنے زنا کے بچے کا وارث نہیں ہے۔ اور نہ وہ بچہ اپنے زانی باپ کا وارث ہوگا۔

۲ اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ اس کا مال بادشاہ اسلام (یعنی بیت المال) کا ہے۔ وہ جہاں مناسب سمجھے اس کو خرچ کرے۔ آپ نے قبیلہ کی بستی کے رفاہ عامہ کے لئے وہ مال دیدیا۔ اس حدیث سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی کا اندازہ بھی کرنا چاہئیے کیونکہ آپ اس کی ولا کے وارث تھے لیکن آپ نے خود ولا نہ لی اور کسی اور کو دیدی یعنی آپ اپنے جائز حقوق سے دستبردار ہو جاتے چہ جائیکہ آپ دنیا اکٹھی کرتے ۱۲

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطُوْہُ الْکُبْرَ مِنْ خُزَاعَۃَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ قَالَ انْظُرُوْا اَکْبَرَ رَجُلٍ مِّنْ خُزَاعَۃَ۔

۱۴۸۰۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِنَّکُمْ تَقْرَءُوْنَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ تُوْصُوْنَ بِھَا اَوْ دَیْنٍ وَّاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالدَّیْنِ قَبْلَ الْوَصِیَّۃِ وَاَنَّ اَعْیَانَ بَنِی الْاُمِّ یَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِی الْعَلَّاتِ اَلرَّجُلُ یَرِثُ اَخَاہُ لِاَبِیْہِ وَاُمِّہٖ دُوْنَ اَخِیْہِ لِاَبِیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَفِیْ رِوَایَۃِ الدَّارِمِیِّ قَالَ الْاِخْوَۃُ مِنَ الْاُمِّ یَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِی الْعَلَّاتِ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی میراث بنو خزاعہ کے بڑے آدمی کو دے دو[1] اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور ایک روایت میں ہے کہ بنو خزاعہ کے سب سے زیادہ عمر رسیدہ آدمی کو دیکھو۔

۱۴۸۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا تم آیت تو اس طرح پڑھتے ہو کہ بعد وصیت کے جو تم اس کے متعلق وصیت کر جاؤ یا قرضے کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرضہ کو وصیت سے پہلے پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور سگے بھائی وارث ہوتے ہیں اور سوتیلے وارث نہیں ہوتے آدمی اپنے حقیقی بھائی کا وارث ہوگا اور سوتیلے بھائی کا وارث نہیں ہوگا[2] اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور دارمی کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا عینی بھائی (سگے) ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور سوتیلے وارث نہ ہوں گے آخر تک۔

قریبی وارث نہ ہو تو دور کا عزیز وارث ہوگا **[1]** اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے اس کو مسندا اور مرسلا دونوں طرح روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند اچھی نہیں ہے۔ یہ اصول ہے کہ فرائض ادا کرنے کے بعد جو مال باقی بچے۔ وہ قریبی عصبہ کو دیا جائے۔ جب کسی کا وارث نہ ہو تو اس قبیلہ کا بڑا آدمی بہر حال نسب میں اس کے زیادہ قریب ہوگا۔ لہٰذا اسی کو وراثت دلا دی گئی۔

عینی۔ اخیافی اور علاتی بھائیوں کا بیان۔ **[2]** اس حدیث کو احمد۔ دارقطنی۔ حاکم۔ طیالسی۔ عبدالرزاق۔ ابویعلی۔ ابن جارود۔ ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن ابی حاتم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی آیت میں وصیت کا پہلے ذکر ہے۔ اور قرضہ کا بعد میں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے قرضہ کی ادائیگی سب سے مقدم رکھی ہے۔ اور اس کے بعد جو بچے اس کے تہائی حصہ تک وصیت کو پورا کیا ہے بھائی تین طرح کے ہیں عینی۔ علاتی۔ اخیافی۔ عینی وہ ہے جو ماں باپ دونوں سے سگے ہوں اور علاتی ماں ایک ہو اور باپ علیحدہ علیحدہ ہوں وہ اخیافی بھائی (اور جن کا باپ ایک ہو اور مائیں علیحدہ ہوں (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۴۸۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قُتِلَ اَبُوْهُمَا مَعَكَ يَوْمَ اُحُدٍ شَهِيْدًا وَاِنَّ عَمَّهُمَا اَخَذَ مَالَهُمَا وَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَلَا تُنْكَحَانِ اِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ قَالَ يَقْضِى اللّٰهُ فِىْ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَمِّهِمَا فَقَالَ اَعْطِ لِابْنَتَىْ سَعْدِ الثُّلُثَيْنِ وَاَعْطِ اُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِىَ فَهُوَ لَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِىُّ

۱۴۸۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن ربیع کی عورت سعد کی دونوں بیٹیوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا اے اللہ کے رسول یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں ان کا باپ تو آپ کے ساتھ جا کر جنگ احد میں شہید ہو گیا اور ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ ان کی شادی جبھی ہو گی کہ ان کے پاس کچھ مال ہو تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بارہ میں کوئی فیصلہ کرے گا پھر میراث کی آیت اتری تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کی طرف پیغام بھیجا کہ دو تہائی مال تو سعد کی بیٹیوں کو دے دو اور آٹھواں حصہ ان کی ماں کو دے دو اور جو باقی بچے وہ خود لے لو اس کو احمد ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے

(بقیہ حاشیہ) وہ علاتی ہیں۔ اگر کوئی آدمی مر جائے اور اس کے سگے اور سوتیلے بھائی دونوں طرح کے ہوں تو سگے وارث ہوں گے سوتیلے وارث نہ ہوں گے حقیقی بھائی کے بعد علاتی بھائی کا درجہ ہے ۔

آیت میراث کا شان نزول (حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ھ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے یہ دستور ہے کہ مالدار عورت سے نکاح کرنے کی رغبت زیادہ ہوتی ہے اس کے علاوہ شادی پر بھی اخراجات کے لیے روپے پیسے کی ضرورت ہوتی ہے عرب کے پرانے دستور میں چھوٹے بچے اور بوڑھے اور عورتیں وارث نہیں ہوتی تھیں وارث صرف وہ نوجوان ہوتے تھے جو جنگ کر کے اپنے قبیلے کی حفاظت کر سکتے اسی دستور کے مطابق سعد کے بھائی نے سارا مال سمیٹ لیا تو اس کے بعد میراث کے احکام نازل ہوئے قرآن مجید میں ہے کہ میت کی اگر صرف ایک لڑکی ہی اولاد ہو تو اس کو آدھا مال ملے گا اور اگر وہ دو سے زیادہ ہوں تو ان کو دو تہائی مال ملے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو لڑکیوں کو بھی دو تہائی مال ملے گا کیونکہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے دو بہنوں کا حصہ دو تہائی مقرر کیا ہے اور اگر لڑکی موجود نہ ہو تو بہن بیٹی کے قائم مقام ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ بیٹی کا حصہ بہن سے کم نہ ہو گا پھر اگر دو بہنوں کا حصہ دو تہائی ہے تو لامحالہ دو بیٹیوں کا حصہ بھی دو تہائی ہو گا۔ ۱۲

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۱۴۸۲- وَعَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ سُئِلَ اَبُوْمُوْسٰى عَنْ اِبْنَةٍ وَبِنْتِ اِبْنٍ وَاُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ وَائْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ وَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاُخْبِرَ بِقَوْلِ اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِاِبْنَةِ الْاِبْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْاُخْتِ فَاَتَيْنَا اَبَا مُوْسٰى فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِيْ مَادَامَ هٰذَا الْحَبْرُ فِيْكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۴۸۲- ہزیل بن شرحبیل نے کہا کہ ابو موسیٰ اشعری سے ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک بہن کی وراثت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے کہا آدھا مال بیٹی کو دیدیا جائے اور آدھا بہن کو لیکن ذرا ابن مسعود کے پاس جاؤ وہ بھی امید ہے کہ میرے موافق ہی تم کو مسئلہ بتائیں گے۔ جب ابن مسعود سے سوال کیا گیا اور ابو موسیٰ کے فیصلہ کی خبر بھی ان کو دی گئی تو آپ نے کہا اگر میں ایسا فیصلہ کروں تو میں گمراہ ہوں اور ہدایت والوں سے نہیں ہوں میں ان کے متعلق وہی فیصلہ کروں گا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا بیٹی کے لیے آدھا مال ہے اور پوتی کے لیے چھٹا حصہ اس طرح دو تہائی مال پورا ہو گیا اور جو باقی ہے وہ بہن کا ہے پھر ہم ابو موسیٰ کے پاس واپس آئے اور ابن مسعود کے فیصلہ کی ان کو اطلاع دی تو ابو موسیٰ نے کہا جب تک تم میں یہ عالم موجود ہیں مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو اس کو بخاری نے روایت کیا۔

بیٹی کے ساتھ بہن عصبہ ہو جاتی ہے ل۵ اس حدیث کو احمد و اصحاب سنن عبدالرزاق اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود نے بیٹی اور پوتی کو دو بیٹیوں کے قائم مقام کر دیا اور ان کو دو تہائی مال دیا اور پھر ان میں سے حقیقی بیٹی ایک تھی اس کو نصف دیا تاکہ قرآن مجید کے مطابق فیصلہ ہو جائے اور چھٹا حصہ پوتی کو دیکر دو تہائی پورا کر دیا اور باقی تیسرا حصہ بہن کو دیدیا بالاتفاق یہ مسئلہ ہے کہ بیٹیوں کے ساتھ بہن عصبہ ہو جاتی ہے جو کچھ بیٹیوں کے حصے سے بچے گا وہ بہن لے گی یہی وجہ تھی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے باقی جو تیسرا حصہ بچ گیا تھا وہ بہن کو دے دیا اس حدیث سے صحابہ کرام کے اخلاق کا اندازہ کرنا چاہئے کہ اپنی غلطی کو فوراً تسلیم کیا اور دوسرے کے علمی تبحر اور فضیلت کا بھی اقرار کر لیا۔ رضی اللہ عنہم وارضاہم ۱۲

۱۴۸۳۔ وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ ابْنَ ابْنِیْ مَاتَ فَمَالِیْ مِنْ مِیْرَاثِہٖ قَالَ لَکَ السُّدُسُ فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاہُ قَالَ لَکَ السُّدُسُ الْاٰخَرُ فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاہُ قَالَ اِنَّ السُّدُسَ الْاٰخَرَ طُعْمَۃٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

۱۴۸۴۔ وَعَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ ذُؤَیْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّۃُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ تَسْأَلُہٗ مِیْرَاثَھَا فَقَالَ لَھَا مَالَکِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ شَیْءٌ وَمَا لَکِ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْءٌ فَارْجِعِیْ حَتّٰی اَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ فَقَالَ الْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی

۱۴۸۳۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میرا پوتا فوت ہو گیا ہے اس کی وراثت سے مجھ کو کیا ملے گا آپ نے فرمایا تیرے لیے چھٹا حصہ ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا تیرے لیے ایک چھٹا حصہ اور بھی ہے پھر جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو آپ نے اس کو بلایا اور کہا دوسرا چھٹا حصہ جو مجھے دیا گیا ہے یہ تیرے لیے رزق ہے[۱]۔ اس کو احمد، ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۴۸۴۔ قبیصہ بن ذویب نے کہا ایک نانی حضرت ابوبکر کے پاس آئی اپنی میراث کا سوال کرنے لگی آپ نے اس سے کہا تیرے لیے اللہ کی کتاب میں کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تیرا کوئی حصہ ہے تو ابھی واپس چلی جا مجھے لوگوں سے پوچھ لینے دے پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

وراثت میں دادے کا حصہ۔ [۱] اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے مسئلہ کی صورت یہ تھی کہ میت نے دو بیٹیاں اور ایک دادا چھوڑا دو بیٹیوں کو دو تہائی دیا گیا اور دادا کا حصہ قرآن مجید میں چھٹا حصہ ہے وہ اس کو وراثت اور باقی چھٹا حصہ جو بچ گیا تھا وہ اس کو عصبہ کی حیثیت سے دے دیا اور الگ الگ اس کو اس لیے دیا کہ اس کو یہ وہم نہ ہو جائے کہ دادا کا وراثت میں تیسرا حصہ ہے، اور پھر اس کی وضاحت الفاظ سے بھی کر دی کہ یہ جو چھٹا حصہ اب تجھ کو دیا گیا یہ حصہ کی حیثیت سے نہیں دیا گیا بلکہ یہ اللہ نے تجھے رزق دیا ہے یعنی عصبہ کی حیثیت سے اور اگر دادا موجود نہ ہو تو یہی حصہ نانا کا ہوگا۔ کیونکہ نانا جد فاسد ہے۔ دادے کی موجودگی میں نانا محروم ہے کیونکہ دادا اقرب ہے بہ نسبت نانا کے عصبہ کی حیثیت سے اور اقرب حاجب ہوتا ہے ابعد کے لیے۔ ۱۲

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطَاھَا السُّدُسَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ ھَلْ مَعَکَ غَیْرُکَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَۃَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِیْرَۃُ فَاَنْفَذَہٗ لَھَا اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّۃُ الْاُخْرٰی اِلٰی عُمَرَ تَسْاَلُہٗ مِیْرَاثَھَا فَقَالَ ھُوَ ذٰلِکِ السُّدُسُ فَاِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَھُوَ بَیْنَکُمَا وَاَیَّتُکُمَا خَلَتْ بِہٖ فَھُوَ لَھَا رَوَاہُ مَالِکٌ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالدَّارِمِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔[51]

۱۴۸۵۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِی الْجَدَّۃِ مَعَ ابْنِھَا اِنَّھَا اَوَّلُ جَدَّۃٍ اَطْعَمَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُدُسًا مَعَ ابْنِھَا وَابْنُھَا حَیٌّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ ضَعَّفَہٗ۔[52]

پاس بیٹھا تھا تو آپ نے نانی کو چھٹا حصہ دیا تھا تو ابوبکر نے کہا کیا تیرے ساتھ کوئی اور آدمی بھی تھا تو محمد بن مسلمہ نے بھی اسی طرح کہہ دیا جیسا کہ مغیرہ نے کہا تھا تو ابوبکر نے یہی حصہ نانی کے لیے جاری کر دیا پھر دادی حضرت عمر کے پاس آئی اس نے اپنی میراث کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا یہ چھٹا حصہ ہی ہے مگر تم دونوں اکٹھی ہو جاؤ تو وہ تم دونوں میں تقسیم ہو جائے گا اور جو بھی تم دونوں میں سے اکیلی ہوگی وہ حصہ اسی کو ملے گا اس کو مالک۔ احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ دارمی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۴۸۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ پہلی دادی تھی جسکو بیٹے کی موجودگی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھٹا حصہ بطور رزق دیا تھا حالانکہ اس کا بیٹا بھی زندہ تھا۔ اس کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو ضعیف کہا۔

---

[51] اس حدیث کو نسائی۔ ابن حبان حاکم مالک عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے دادی اور نانی کی وراثت کے متعلق پہلے تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے ۱۲

دادی اور نانی کی میراث

[52] اس حدیث کو احمد ابن ابی شیبہ۔ حاکم اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں محمد بن سالم ہمدانی بہت ہی ضعیف راوی ہیں جاننا چاہیے کہ ماں کے ہوتے سب نانیاں دادیاں محروم ہو جاتی ہیں اور دادیاں باپ کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتی ہیں حضرت علی اور زید بن ثابت کا یہی مذہب ہے اور ابو موسی اشعری ابن مسعود اور حضرت عمر باپ کے ہوتے ہوئے دادی کی وراثت کے قائل ہیں اور اگلی دلیل یہی حدیث ہے۔ اولاً تو یہ حدیث ضعیف ہے اور ثانیاً علماء نے کہا ہے کہ یہ جو دادی کو دیا تھا محض بطور احسان دیا تھا اور بعض نے احتمال پیدا کیا ہے کہ ممکن ہے مرنے والا غلام یا کافر ہو تو اس صورت میں دادی کو حصہ دیا گیا ہو۔ اگر باپ فوت ہو چکا ہو تو اس صورت میں دادی کا حصہ متعین ہے اور وہ ذوی الفروض میں سے ہے اور وہ حصہ چھٹا حصہ ہے اللہ تعالے نے فرمایا "اور اس کے ماں باپ کے لیے چھٹا حصہ ہے" اور یہی حصہ نانی کا ہے جب کہ دادی

۱۴۸۶۔ وَعَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ وَرِّثْ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۸۷۔ وَعَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدَيْ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۴۸۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا إِلَّا غُلَامًا كَانَ أَعْتَقَهُ

۱۴۸۶۔ ضحاک بن سفیان نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف لکھا کہ اشیم ضبابی کی عورت کو اس کے خاوند کی دیت سے ورثہ کے مطابق حصہ دو[1] اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۴۸۷۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر کوئی مشرک کسی مسلمان آدمی کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو اس کے متعلق سنت طریقہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ اس کی زندگی اور موت میں اس کا سب سے زیادہ قریبی ہے[2]۔
اس کو ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۴۸۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی فوت ہو گیا اور ایک غلام کے علاوہ جس کو اس نے آزاد

وراثت اور دیت میں عورت کا حصہ۔ [1] اس حدیث کو احمد مالک اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس طرح عورت اپنے خاوند کے مال میں سے ورثہ لیتی ہے اسی طرح خاوند کی دیت میں سے بھی اس کو حصہ ملے گا اور اس کا حصہ دین ہو گا جو وراثت سے اس کا حصہ بنے گا ۱۲

کافر جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو وہ اس کا وارث ہے۔ [2] اس حدیث کو احمد ابو داؤد نسائی اور بخاری نے بھی تاریخ میں روایت کیا ہے اس حدیث کی سند بہت کمزور ہے اگر نو مسلم کا کوئی وارث نہ ہو تو پھر جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا وہ اس کا وارث بنے گا اور اگر اس کے وارث ہوں تو وراثت ان ہی میں رہے گی بشرطیکہ وہ بھی مسلمان ہو چکے ہوں اور اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو وہ وارث نہیں ہوں گے کیونکہ دین کا اختلاف مانع ارث ہے۔ وراثت میں یہ اصول یاد رکھنا چاہیے کہ جو آدمی وارث ہو گا وہ اس کا ہر طرح سے ضامن بھی ہو گا اور اگر اس کی دیت ادا کرنا پڑے گی تو اپنے حصے کے مطابق وہ اس میں بھی حصہ لے گا۔ کیونکہ فائدہ ضمانت کے مقابلہ میں ہے جس کا تاوان آدمی نہ بھرے اس سے فائدہ کیونکر لے سکتا ہے ۱۲

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَهُ اَحَدٌ قَالُوْا لَا اِلَّا غُلَامًا لَهُ كَانَ اَعْتَقَهُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيْرَاثَهُ لَهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۱۴۸۹۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِثُ الْوَلَاءَ مَنْ يَرِثُ الْمَالَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۴۹۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ

گیا تھا اس کا کوئی وارث نہیں تھا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کا کوئی رشتہ دار ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں ہاں اس کا ایک غلام تھا جس کو اس نے آزاد کیا تھا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی میراث اس کو دے دی[۱] اس کو ابو داؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۴۸۹۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پردادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء کا وہی وارث ہو سکتا ہے جو مال کا وارث ہو سکتا ہو[۲]۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا اس کی سند قوی نہیں ہے۔

فصل سوم

۱۴۹۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میراث جاہلیت کے زمانہ

اگر وارث نہ ہو تو غلام کو میراث دیدو۔ سلہ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے یہ میراث جو آزاد کردہ غلام کو دی گئی تھی وراثت کے لحاظ سے نہیں دی گئی بلکہ اسی طرح دی گئی تھی جس طرح لبش کے کاموں کے لئے سپرد کر دی گئی تھی یا بادشاہ وقت اسی کو دینا مصلحت سمجھا اور دیدیا ۱۲

سلہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے اچھی نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ جو عصبہ مال کا وارث ہوگا وہی ولاء کا بھی وارث ہوگا ولاء کہتے ہیں آزاد کردہ غلام کے ترکہ کو اس کا مالک غلام کو آزاد کرنے والا ہوتا ہے۔ اس ولاء میں اصول یہ ہے کہ اگر آزاد کرنے والا خود موجود ہو تو وہ ولاء کا وارث ہوگا اور اگر آزاد کرنے والا خود فوت ہو چکا ہو اور ولاء وراثت میں آجائے تو اس میں ذوی الفروض کے حصے نہ ہوں گے بلکہ سب سے زیادہ قریبی عصبہ اس کا وارث ہوگا اور اگر وہ بھی نہ ہو تو پھر ولاء میت کے نسبی وارثوں میں تقسیم ہو جائے گی ۱۲

مِيْرَاثٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلٰى قِسْمَةِ الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا كَانَ مِنْ مِيْرَاثٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ فَهُوَ عَلٰى قِسْمَةِ الْإِسْلَامِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۴۹۱۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ كَثِيْرًا يَقُوْلُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ عَجَبًا لِلْعَمَّةِ تُوْرَثُ وَلَا تَرِثُ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۴۹۲۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَزَادَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَالطَّلَاقَ وَالْحَجَّ قَالَا فَإِنَّهُ مِنْ دِيْنِكُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

میں تقسیم ہو چکی ہو تو وہ جاہلیت کے زمانہ کے مطابق ہی تقسیم رہے گی اور جس میراث کو اسلام نے پالیا وہ اسلام کے مطابق تقسیم ہو گی۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۴۹۱۔ محمد بن ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے کئی دفعہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ پھوپھی کا عجب حال ہے کہ بھتیجا تو اس کا وارث ہوتا ہے اور وہ بھتیجے کی وارث نہیں ہوتی۔[۲] اس کو مالک نے روایت کیا۔

۱۴۹۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میراث کا علم سیکھو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اتنا زیادہ کیا اور طلاق اور حج کے مسائل بھی سیکھو پھر دونوں نے کہا کہ یہ مسائل تمہارے دین کا ایک بہت بڑا حصہ ہیں[۳] اس کو دارمی نے روایت کیا۔

---

[۱] اس حدیث کی سند بھی کمزور ہے مطلب یہ ہے کہ اسلام کے آجانے کے بعد اب جاہلیت کے دستور کے مطابق وراثت تقسیم نہ ہو گی ۱۲

[۲] پھوپھی اس وقت وارث ہو سکتی ہے جبکہ اور کوئی وارث نہ ہو اور اسی طرح خالہ بھی یہ حدیث دلیل ہے کہ ذوی الارحام دوسرے وارثوں کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتے ۱۲

[۳] اس حدیث کو بیہقی اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند اچھی ہے مطلب یہ ہے کہ جیسے دین کا علم سیکھنا فرض ہے ویسے ہی میراث کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ یہ بھی دین ہی کا ایک حصہ ہے۔ طلاق اور حج اور وراثت کو خاص طور پر اس لیے زور دیا ہے کہ ان چیزوں کا موقع کبھی کبھی آتا ہے یہ روزمرہ کا اسلام نہیں ہے اور ان مسائل میں غلطی ہو جانے سے نقصان بہت زیادہ ہو جاتا ہے ویسے دین کے تمام شعبے ہی بڑے اہم ہیں ہر طرف پوری توجہ دینی چاہئے۔ ۱۲

علم وراثت ایک اہم علم ہے۔

بَابُ الْوَصَايَا

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۴۹۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاحَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهٗ شَيْءٌ يُوْصٰى فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۴۹۴۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا اَشْفَيْتُ عَلَى الْمَوْتِ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ

وصیتوں کا بیان

فصل اول

۱۴۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی کا حق نہیں ہے کہ اگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں وصیت کرنی چاہیے یہ کہ ایک رات یا دو راتیں گذارے مگر اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی چاہیئے۔ متفق علیہ

۱۴۹۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں فتح مکہ کے سال بیمار ہوا اور موت کے کنارے پر پہنچ گیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے پاس مال

رفاہ عامہ کے لیے بھی کچھ وصیت کرو۔ سلہ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند اچھی ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے وصیت کا لفظی معنی ہے عہد کرنا یا عہد لینا لیکن اصطلاحاً یہ ان احکام پر بولا جاتا ہے جو انسان کے مرنے کے بعد اس کے مال اور ترکہ کی تقسیم یا کفن دفن سے تعلق رکھتے ہوں جب تک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں میراث کے احکام نازل نہ فرمائے۔ تب تک فرداً فرداً وصیت کرنا فرض تھا اب ورثا کے لیے مال میراث کی وصیت کرنا ضروری نہیں رہا ہے ہاں غیر وارثوں کے لیے وصیت اب بھی جائز ہے بلکہ بعض افراد کیلئے وصیت کر جانا مستحب ہے مثلاً اپنے یتیم پوتے کے لیے کچھ وصیت کر جائے کیونکہ چچا کی موجودگی میں وہ وراثت سے تو محروم ہوگا ایسے حالات میں بطور وصیت اسکو کچھ دے جانا چاہیئے ایسے ہی رفاہ عامہ کے لیے اگر اپنے مال میں کچھ وصیت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن وصیت ایک تہائی مال تک نافذ ہو سکتی ہیں زیادہ میں نہیں ۱۲

اِنَّ لِیْ مَالًا کَثِیْرًا وَّلَیْسَ یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَتِیْ اَفَاُوْصِیْ بِمَالِیْ کُلِّہٖ قَالَ لَا قَالَ فَثُلُثَیْ مَالِیْ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ اِنَّکَ اِنْ تَذَرْ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَہُمْ عَالَۃً یَّتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَۃً تَبْتَغِیْ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا اُجِرْتَ بِھَا حَتّٰی اللُّقْمَۃَ تَرْفَعُھَا اِلٰی فِیْ امْرَاَتِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۴۹۵۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ عَادَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِیْضٌ فَقَالَ اَوْصَیْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِکَمْ قُلْتُ بِمَالِیْ کُلِّہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ فَمَا

بہت ہے اور میرا وارث صرف میری ایک بیٹی ہے کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا تو دو تہائی مال کی وصیت کر دوں آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا آدھے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر تیسرے حصہ مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا ہاں تیسرا حصہ ٹھیک ہے اور تیسرا حصہ بھی بہت زیادہ ہے اگر تو اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو غریب چھوڑے کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تو جو کچھ بھی کوئی خرچ کرے گا جس سے اللہ کی رضامندی کی تجھے تلاش ہو تو اس پر تجھے اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ اس لقمہ کا بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا۔ متفق علیہ

فصل دوم

۱۴۹۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں بیمار تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو تشریف

ف اس حدیث کو احمد، مالک، شافعی اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے یہ حجۃ الوداع کے سال کا واقعہ ہے خدا کی قدرت دیکھیئے کہ حضرت سعد ان دنوں کوئی بچہ نہ ہونے کی وجہ سے سارا مال خدا کی راہ میں دینے کی وصیت کرنا چاہتے تھے اور اسکے بعد آپ کے ہاں دس بیٹے پیدا ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالآخر بڑے اصرار کے بعد تیسرے حصہ کی وصیت کی اجازت فرمائی لیکن یہ بھی فرمایا کہ تیسرا حصہ بھی بہت زیادہ ہے اگر اس سے کم ہو تو اچھا ہے۔ شریعت مقدسہ نے ہر چیز کو ملحوظ رکھا ہے یہ بھی کہا ہے کہ رفاہ عامہ کے لیے بھی کچھ وقف کر دو اور یہ بھی خیال رکھا ہے کہ وارثوں کا زیادہ نقصان نہ ہو۔ آنحضرت نے دسویں حصہ کی وصیت کو پسند فرمایا ہے ۱۲

وصیت تیسرے حصہ تک ہے۔

تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ قُلْتُ هُمْ اَغْنِيَاءُ بِخَيْرٍ فَقَالَ اَوْصِ بِالْعُشْرِ فَمَا زِلْتُ اُنَاقِصُهُ حَتّٰى قَالَ اَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

١٩٦٢۔ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطٰى كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ الْوَرَثَةُ مُنْقَطِعٌ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارَقُطْنِيِّ قَالَ لَا تَجُوْزُ وَصِيَّةٌ لِوَارِثٍ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ الْوَرَثَةُ۔

لئے آپ نے فرمایا کیا تو وصیت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کتنے مال کی؟ میں نے کہا اللہ کے راستہ میں اپنے سارے مال کی آپ نے فرمایا تو تو نے اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا وہ اپنے مال و دولت سے کافی غنی ہیں آپ نے فرمایا دسویں حصہ کی وصیت کر جاؤ میں اصرار کرتا گیا کہ یہ کم ہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا تیسرے حصہ کی وصیت کرو اور تیسرا حصہ بھی بہت زیادہ ہے[1] اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

١٩٦٢۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرما رہے تھے کہ اللہ تعالے نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے اب وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں ہے اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے یہ لفظ بھی زیادہ کیے کہ بچہ بیوی والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں اور ان کا حساب اللہ تعالے کے ذمے ہے اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں ہے مگر یہ کہ اس پر وارث رضامند ہوں[2] یہ حدیث منقطع ہے اور یہ لفظ مصابیح کے ہیں اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے مگر یہ کہ دوسرے وارث رضامند ہوں۔

---

[1] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور احمد اور ترمذی نے اُس کو حسن کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکیاں بھی اولاد میں شامل ہیں

حرامی بچہ وارث نہیں ہے

[2] ابوامامہ کی اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور احمد اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور ابن خزیمہ اور ابن جارود نے اسکو قوی کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کو وراثت میں سے حصہ پہنچ سکتا ہے اس کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس طرح (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

۱۴۹۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ ثُمَّ قَرَأَ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۴۹۸۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ عَلَى وَصِيَّةٍ مَاتَ عَلَى سَبِيلٍ وَسُنَّةٍ وَمَاتَ عَلَى تُقًى وَشَهَادَةٍ وَمَاتَ مَغْفُورًا لَهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۱۴۹۷۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد یا عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالے کی اطاعت کے مطابق عمل کرتے رہتے ہیں تو پھر ان کو موت حاضر ہوتی ہے تو وہ وصیت میں کسی کو نقصان پہنچا جاتے ہیں تو ان کے لیے آگ واجب ہو جاتی ہے پھر ابوہریرہ نے یہ آیت پڑھی من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین غیر مضار اللہ تعالے کے قول وذلک الفوز العظیم تک اس کو احمد ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا

فصل سوم

۱۴۹۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی وصیت پر مرے وہ سیدھے راستے پر مرا اور سنت پر مرا اور پرہیزگاری اور شہادت پر مرا اور اس حال میں مرا کہ اس کی بخشش کی گئی اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا

اس کا حصہ بڑھ جائے گا اور دوسروں کے حصے کم ہو جائیں گے تو یہ ایک طرح کی بے انصافی ہو گی ہاں اگر دوسرے ورثا اس وصیت پر رضامند ہوں تو پھر یہ وصیت جائز بھی ہو گی اور نافذ بھی ہو جائے گی اور اگر کوئی آدمی خلاف شریعت وصیت کر جائے تو اس وصیت کو بدل کر درست کر دینا چاہیئے اور زنا کے بچے کا جو تذکرہ کیا ہے وہ اس غرض سے کیا ہے کہ عرب لوگ جاہلیت کے زمانہ میں عیب نہیں جانتے تھے عموماً مرتے وقت وصیت کر جاتے کہ فلاں بچہ جو فلاں آدمی کی بیوی یا لونڈی کا ہے وہ میرا ہے اس بچہ کو لے آنا پھر وارث اسکو لے آتے اور وراثت میں سے اس کا حصہ نکالتے اسلام نے حرام کر دیا اس طرح نسب بھی قبول نہیں کیا اور نہ اسکا وراثت میں حصہ رکھا ہے

باطل وصیت کونسی ہے۔

ملا (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو بیہقی اور عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اور اسکی سند میں شہر بن حوشب مختلف فیہ ہے اس حدیث میں (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

۱۴۹۹. وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ فَأَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِينَ رَقَبَةً فَأَرَادَ ابْنُهُ عَمْرٌو أَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِينَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِي أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ وَإِنَّ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِينَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُونَ رَقَبَةً أَفَأُعْتِقُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۴۹۹. عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیا جائے اس کے بیٹے ہشام نے تو پچاس غلام آزاد کر دیئے اور اس کے دوسرے بیٹے عمرو نے بھی ارادہ کیا کہ وہ بھی اپنے باپ کی طرف سے پچاس باقی غلام آزاد کرے پھر اسے خیال آیا کہ پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لینا چاہیئے تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں اور ہشام نے تو اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں اور پچاس غلام ابھی میرے باپ کے ذمہ باقی ہیں کیا میں اس کی طرف سے آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسلمان مرتا پھر تم اسکی طرف سے غلام آزاد کرتے یا اس کی طرف سے صدقہ دیتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اس کو ان کا ثواب پہنچتا[۱] اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

اس آدمی کے لیئے شدید وعید ہے جو وصیت کر کے کسی کو نقصان پہنچا جائے وارث تو مالی وراثت سے محروم ہو گا لیکن خود وصیت کرنے والا جنت سے محروم ہو جائے گا تمام علماء کا اجماع ہے کہ جس وصیت سے وارثوں کو نقصان پہنچتا ہو وہ وصیت باطل ہے ۱۲

سلے اس حدیث کی سند میں بقیہ بن ولید مدلس ہے مطلب یہ ہے کہ مرتے وقت کچھ نہ کچھ خدا کی راہ میں صدقہ کی وصیت ضرور کر جانی چاہیئے اور اس حدیث میں سبیل سے مراد سنت ہے بشرطیکہ وصیت گناہ و زیادتی کی نہ ہو اور شریعت کی کی حد کے اندر ہے

[۱] کافر کو ثواب نہیں پہنچتا۔

سلے (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کی سند میں عباس بن ولید ضعیف ہے

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

۱۵۰۰۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ مِیْرَاثَ وَارِثِہٖ قَطَعَ اللّٰہُ مِیْرَاثَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔

۱۵۰۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنے وارث کی میراث کو کاٹے گا تو اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اس کی جنت کی میراث ختم کر دے گا۔[۱] اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور بیہقی نے اسکو شعب الایمان میں ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے والا اگر اسلام پر مرے تو اس کے وارثوں یا دوسرے لوگوں کے اس کو ثواب پہنچانے سے ثواب پہنچتا ہے خواہ وہ عبادت مالی ہو یا بدنی اور کافر کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا
وراثت سے محروم کرنے والا جنت سے محروم ہے [۱] اس حدیث کی سند از حد کمزور ہے اس میں دو راوی ضعیف ہیں اور ایک کذاب ہے سوید بن سعید اور زید عمی دونوں ضعیف ہیں اور عبدالرحیم بن زید کذاب ہے مطلب یہ ہے کہ وارث کو اپنے مورث سے جو وراثت کی اُمید ہوتی ہے وہ اگر ضائع ہو جائے تو وارث کو کتنا دکھ ہوتا ہوگا اسی طرح جب آدمی قیامت کے دن جنت کی اُمید رکھتا ہوگا تو اسکی اُمیدیں خاک میں مل جائیں گی یہ وہی اصول ہے کہ جو آدمی دوسرں پر رحم نہیں کرے گا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۱۲


ادارہ احیاء السنۃ
گھرجاکھ گوجرانوالہ